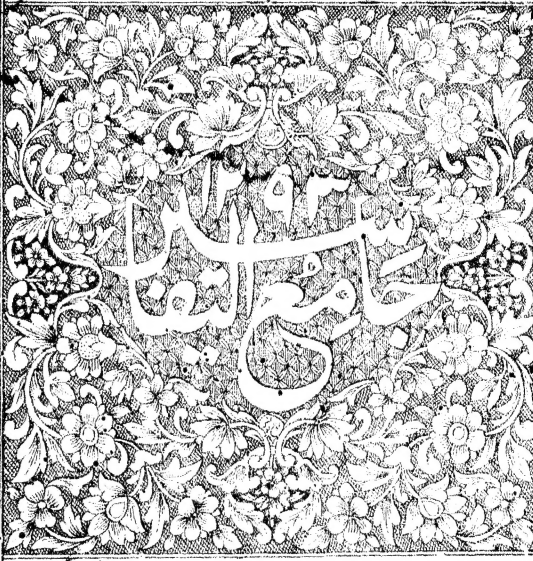


UNIVERSAL
LIBRARY

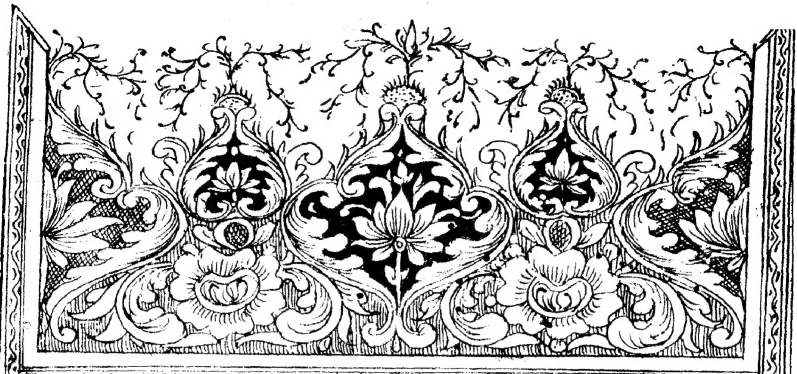
OU-232775

UNIVERSAL
LIBRARY

مَا شَاءَ اللَّهُ رَقَّةً لِأَبِي اللَّهِ



رَبِّهِ مَرْصُومٌ هَذَا طبع كرنی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلین نذیرا قسحی بقصر سورۃ من سورۃ مصانع بخطاب من العرب
 فلم یجد یقدر ادا ثم من تقدی لمعا ضنہ من فصحاء العتوان وبلغا تحطان حتی جندوا انہم سحر و السحر اثم من لہنا
 ما نزل الیہم باعن لہم من مصابہم لیتبروا الیہ ولیتذکروا الاولو الاباب تذکر انکشف قناع الخلق عن
 آیت محکمات ہن ام الکتاب و آخر تشاہبات ہن ربوز الخطاب تا دلا لا تفصیلا وابرز خوا مض الخلق
 و اطراف الدقائق لیتلمیہم فنیابا الملک الملکوت و جباہ القدس و الجبروت لیتفکروا فیہا لیتفکروا و ہتہ لہم قولہ اللہ
 و اوضاعہا من قفول فیض الآیات و الما عبا لہن رب عجم الرحمن لیتلمیہم تطہیرا فمن کان لہ قلب او لہ سمع و ہرہید
 فہو فی الدارین حمید و سعید و من لم یرفع راسہ لطفہا بنیرا لہ خشیہا و یصلی عیرا فہا واجب الوجود و یا فاضل الوجود
 و یا غایبہ کل مقصود وصل علیہ صلوات توارثی غبارہ و تجارسی غبارہ و علی من اعانہ فخرہ و افضل عنیا من
 برکاتہم و اسلک بنا مسالک کرامتہم و سلم علیہم و علینا تسلیمات کثیرا جہ حمد و لغت کے یہ فقیر جو میرا یا فقیر قلیل البفہ
 عظیم الاستطاعۃ خادم العلماء و خدایا محمد عبد القادر غفر اللہ لہ و لوالیہ و لمشاغیہ بحکامات عالیات ہزاران دین
 و مجاہد تقوی شاعر کے بعد ابد اسے سلام منت الہ اسلام کہ عرض کہتا ہوں کہ یہ کتاب کی کل النصایح بارت قلیل
 مضامین کثیر مصداق خیر الکلام مائل و دل فاطمہ ہر عات کف و دل سنات فجور صمی بجایع انتفاع ہر صنفہ جناب
 انوار و تاب سوتو الکاملین بخت العارین قدوزہ لبحقین زبندہ لہد مقین قائم الفقہاء المحدثین مقبول مارگاہ رب
 المومنین حضرت مولانا و مرشدنا مولوی محمد قطب الدین صاحب ہادی مہاجر فی سبیل اللہ قولہ اللہ مرقدہ تلمذ تلمذ
 حاتم الحدیث و ارث علوم سید المرسلین شہرہ و افاق جناب مولانا مولوی شاہ محمد اسحاق صاحب حمۃ اللہ علیہ کی تہ
 و سبب تالیف کا یہ ہے جیسا کہ مولانا مرحوم نے دیکھا کہ بہت جو کمین جتین اور سنت ہو گئے جو صلیح تحصیل
 علم دین کے اور غنت کرنے لگے لوگ حرف زبان اردو کہ اسوا سطر و زبان میں نظر افادۃ عام و خواص اور سبیل
 نجات اخروی نہج ہک تالیف فرمایا یہ روز قیامت ہر کسی درست کیو نامہ + من نیز حاضر شوم تفسیر قرآن و تشریح

پس مولانا مفتوح نے خزانہ عظیم پر محنت ملان ولفع الیہ بسا والہ العالین کہ الیہ خوبی کو ساتھ اس تفسیر تفسیر مختصر
 و احادیث صحیحہ و مسائل فقہیہ وغیرہ میں جلوہ گر کیا کہ جنک کوئی تفسیر زبان اردو ایسی نظر میں نہیں آتی کہ اس میں
 ہر ایک خاصہ عام متفقین مستفید ہو سکے اور جو غیر عالم کی کلام و احوال کے ضمن میں عدا بطر کا شکل و دقائق
 مستلحات علم سے لکھا ہے اور فاضل کا بغیر علم کے ہر ایک کو مراد میں نہیں لگا سکتا۔ مطالب تفسیر کو مناسب و ہی
 اس طرح راہ دیاتے کہ شکل و فقہ سمجھ میں ہر ایک کے لئے لیکن اس واسطے کہ بعد لکھنے آیت کے اول تو ترجمہ فتح الرحمن
 مولانا شاہ ولی الدین محدث دہلوی کا زبان فارسی زبان اردو مدعلا سے فتح اور پھر ترجمہ وضع القرآن شاہ ولی الدین
 کے سے اشارہ مولانا تفسیر دارک سے ساتھ لفظ مد اور عیالین سے بلفظ ح اجملا اور تفسیر عالم الترتیل سے کوا لفظ
 صحا اور تفسیر بحر العلوم سے ساتھ ترجمہ بحر و مشور کا معینہ اور رد البیان سے ساتھ لفظ روح اور صفی و سی سے ساتھ
 لفظ لعینہ کے لکھا اور بیان چند آیات اور تفسیر کے جو کچھ آیات سے حاصل مطلب سمجھا گیا ساتھ لفظ تنبیہ کے
 اور مسکو بشریح اور تفسیر کر کے احادیث معتبرہ و مسائل فقہیہ مناسب اس مقام کے لکھا کہ نام کتاب کا ایضاً لکھا
 اور جس حدیث کی شرح سے لکھا ہے اس کے اشارات ہی لکھ دے کہ بہین مثلاً اشارہ شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ
 کا لفظ ع اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ ح یا حتی اور سیاح جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ سید ہے
 اور جس تفسیر یا حدیث سے جس آیت کی تفسیر نافذہ لکھا ہے اس جملہ کو نقل کر کے آخر میں لفظ الخ کہ مخفف
 الخ آخر کا ہے لکھا تا طالب دیکھ سکے اور تحقیق لفظی اور ترکیب عربی ہی کچھ اور چاشنیہ کے درج کی تا اہل علم
 بہرہ یاب ہوں اور جس جگہ نافذہ ترجمہ شاہ ولی الدین شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ کا آیا اس کو بھی درج کیا اور
 لکھ دے کہ اس ترجمہ کا یہی ہے کہ ترجمہ فتح الرحمن سے ترکیب عربی اور وضع القرآن سے مطلب قرآن خوب سمجھ میں
 آتا ہے بعض جگہ بعد تفسیر ترجمہ اور کہیں حاصل اس کا لکھ کر نشان کر دی گئی ہے جس کو شبہ ہو اور بسے دیکھ لے پس
 جو موت کہ جاب ممدوم رحلت فرما ہوئے تو ان کے خلف رشید جمع الاطلاق و انجیا جاب نواب محمد فیض الدین
 خان صاحب ملکہ الدتعالی نے اوراق منتشرہ جابجا سے ہمہ ہر چکر اس گنج بے بہا کے ابقیہ کو شائع ہر
 مطبعہ طبری میں چھپوایا اور مثال اس ستودہ صفات کو سلامتی و عافیت دارین کی عطا کر کے مرقم اقصا پر چھاپا
 اور کتبہ پہری واضح فرمے کہ یہ کتاب مستطاب تفسیر قرآن نیر الرحمن مصنفہ جاب فیض صاحب مورد بوارق الہی و صدر
 شارق نامتناہی اموتہ العارفین منجبتہ المحققین قدوة المذققین فقیہ السلف عمدہ الخلف خاتم الفقہاء والمحققین مقبول
 بارگاہ رب العالمین حضرت مولانا محمد و منامولوی محمد قطب الدین مفتوح رحمہ نوالہ دم قدہ کی زمانہ سابق بقدر
 نصف دوم تہ طبع ہو چکی تھی ایک مرتبہ آخر سے سوہ زمرہ اور دوسرے مرتبہ سورہ ہجرات تک بقدا و سکے مولانا مفتوح
 سورہ قاف سے تفسیر مذکور کو بیان فرمایا سورہ ملک تک بعد از ان ممدوم رحمت نے غم ہجرت فرمایا چنانچہ بعد
 ہجرت کے مکہ معظمہ میں بدوقی کو زمرہ مذکور تفسیر مذکور سورہ الطارق تک تصنیف فرمائی تھی کہ تقدیر الہی سے بقولہ تعالیٰ
 اذا جاء احکم لبائس اخرون ساعۃ دلائب قد مومن الزیچان قانی ابلم جاودان رحلت فرما سکے جو کہ تفسیر نصف
 سپارہ باقی رہ گئی تھی تو اکثر مسلمانان شایعان باعث اس بات کے ہوئے کہ تم اس تفسیر موصوف کو
 تکمیل کر دو کہ مردمان دینداران فیضیاب ہوں ہر جگہ کہ اس فقیر حقیر بچکان کو کیا وقت تکمیل تفسیر مذکور کی نہ تھی لیکن

بحسب اعراب و بیان دوستان کے اس فقیر نکلائے علما و عظیم العزمت نے مافوق عبارت تفسیر سابق اگرچہ اس
 مرتبہ کو نہیں پہنچی لیکن واسطے فائدہ عوام مسلمانان کے اختتام کو پہنچایا اور ششی از خروارے حالات جناب
 مولف اس تفسیر کے اس مقدمہ میں تحریر ہوئے ہیں کہ حال تقویٰ و عظمت حضرت ایشا کا انہیں شمس
 تھا اور حضرت مولانا مولوی محمد شاہ اسحق صاحب زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ جس نے صحابہ رضوان اللہ
 کو نہ دیکھا وہ وہ قطب الدین کو دیکھنے لے اور علم حدیث اور فقہ میں حضرت ممدوح و حیدر العصر تھے صاحب
 تصانیف کا و کئی کئی تصانیف مقبول بارگاہ الہی میں عوام مومنین اور سے منتفع ہوتے ہیں قرینہ کثیر
 کتابین تالیف فرمائیں بہنیں بنجلاؤں کے مظاہر حق شرح مشکوٰۃ کی سب سے اپنے زمانہ میں امام محمد میں
 شام کے گئے اور چنانچہ یہ کتاب موصوف اور حضرت ایشا سے کرامات و خوارق ہی صادر ہوئے نہیں
 ایک دفعہ حضرت موصوف بغیر سفر حج جہاز میں تشریف رکھتے تھے پانی پینے کا ناپاک ہو گیا داخلہ کہا
 کہ یہ پانی ناپاک پینے کو مل گیا حضرت ممدوح نے اس کو سونپا یا کہ پانی پاک دوسرا موجود ہے اگر پانی پاک ہو
 بہنو تا تو یہ بھی پایا جاتا اور اس حال میں حضرت کے فراتے کو قبول کیا حضرت ایشا نے جذبہ میں اگر قسم کہا کی کہ
 یہ پانی ناپاک ہم گر نہ پیوین گے اللہ تعالیٰ ہلکوا یعنی قدرت کاملہ سے پانی پاک پلا دیکھا اویس وقت
 آسمان سے قدرت خدا سے ابراہیم اور باران رحمت اسقدر نازل ہوا کہ تمام مردان جہاز نے پانی بارش کا
 جمع کر لیا وہ تاحذ کو رمیہ حال دیکھ کر نہایت حضرت والا کا معتقد ہوا اور حضرت ممدوح کا مہر
 ہوا اور حضرت کی عبادت کا یہ حال تھا کہ سفر و حضر میں آدھی رات سے جاگتے تھے اور
 نماز تہجد ادا کرتے تھے دیکھو بعد تعلیم علم حدیث و تفسیر و فقہ کے درود و وظائف درود وغیرہ پڑھتے تھے
 اور رات دن میں تالیف کتب دینیات بھی کرتے تھے اور اکثر صیام سحرات سال ہر میں ادا فرماتے
 تھے اور تعویذ واسطے طالبان کے اکثر رحمت فرماتے تھے۔ فوائد علمیات حضرت جناب والا کو
 مجرب اور مشہور رہیں اور وہ خط ابوس یوم منگل اور جمعہ ملا فرماتے تھے اور حضرت و خط میں نہایت
 زاری کرتے تھے عرض کہ جیسا کہ حال سننے خائف اور لرزان اور ترسان خشیت الہی سے حضرت
 ایشا کا دیکھا ایسا حال اس زمانہ میں اور علما کا نہ پایا گیا اور حضرت موصوف بنیہ بعد
 اس آیت کے تھے انا نحشی اللہ من عبادہ العلماء اور حضرت وقت بیماری کے دعا فرماتے
 تھے کہ الہی میرا مائتہ باخیر احد الحزمین میں لکھیو وہ دعا حضرت کی المدخل شانہ نے قبول کی کہ حضرت
 موصوف نے کہ حضرت میں تباریخ ۷۰ مارا جب المرجب ۱۲ ہجری میں انتقال فرمایا انا للہ
 وانا الیہ راجعون ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم اللهم اغفر لولعہ و استاذہ و ساعیہ
 و احقری و لاستاذی و لسانخی و لوالدے و احببنی علم کلمک و اکثر ذکرک و ارجع فضیلتک
 و اخط و صیغ یارب العالمین و صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین برحمتک
 یا رحم الراحمین تمت تمام شد تاریخ ۱۹ رمضان المبارک
 ۱۲۹۲ ھ ہجری فقط

لرفی ہی اوسکی اندر ہزار دواہین اور ہزار تہ اور ہزار اربعین اور ہزار برکتین اور ہزار رحمتین اور لگان والی ہی ہر گز
 اور وہ کہ اور ایک روایت میں ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی البدو ست رکعتا ہوین کہ سورہ
 یس ہر ہی است کی ہر شاک دین ہو اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ جسنی مدوامت کی اوپر
 پڑنے یس کہ ہر ت بہر گز کہ مر سہیدا اور فرمایا کہ جسے پڑی یس اول روزین در کجانی میں جتین اوسکی
 اور ابن عباس ہی کہ کہا جسنی پڑی یس وقت صبح کی دیا جتا ہی آسانی اوس دن کی شام تک اور جسے
 پڑی یس اول شب میں دیا جتا ہی آسانی اوس رات کی صبح تک اور یہی فی روایت کی ابی قتادہ ہی کہ کہا
 جسے پڑی یس مغرہ کجانی ہی اوسکی اور جسنی پڑی حالت بہو کہ میں سیر ہو جتا ہی اور جسنی پڑی یس کمال
 کہ راہ ہو لا ہوا تہ راہ بائیں ہی اور جسے پڑی یہ ہر جالین کہ جالو راوسکا جاتا راہتا ہا لیتا ہی اوسکو اور
 جسے پڑی یہ وقت کہا نیکی کو ذکر کرتا نہا کہ نیکی کی کافیت کہ گئی یہہ اوسکو اور جسنی پڑا اوسکو نزدیک
 میت کی آسانی کجانی ہی اوپر اور جسنی پڑا اوسکو نزدیک عورہ کی کہ شواتہا اوپر ہو چکا آسانی ہوتی ہے
 اوپر اور جسے پڑا اوسکو یس گویا کہ پڑا قرآن کیا راہ اور جہیز کا دل ہی اور دل قرآن کا یس اور کہا
 مقبرتی یس نہ پچھے ملو کی جہیز قسم خوف باطل الیہ سلطان یس یا دین سے مگر کہ پڑے یس یس وہ جہیز
 دفع کجا و گئی کسی سبب کے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ جسے پڑی یس اور انصفت
 دن جمعہ کے ہر سوال کیا المتعلق ہی دیتا ہی اللہ تعالیٰ سوال اوسکا اور ابن عباس ہی کہ روایت ہی کہ کہا
 تہ ہم پچھانے فاع ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی ساتھ کہی شفا کہ کہتے کہتے کہتے
 آخر آیتہ تک اور فرمایا کہ جسنی کہا جیے ناز کے شعبی ہی تک کہتے العزۃ آخر آیتہ تک میں بارس
 تحقیق کیا تو آیتہ تہ جانہ پور کے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ جب کو خوش لگے یہہ کہ فی ثواب
 جو کہانہ میں دن قیامت کے پس جابو کہ ہو یہہ جہان مابک آخر تک آخر مجلس اپنی میں جو وقت کہ اول
 کری اوٹھینا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فی دن بجکو سبع طول یعنی ست
 سو تین پڑی کہ اول قرآن میں جگہ توری کے اور دن بجکو المرات طواسین تک جگہ
 انجیل کے اور دن بجکو مابین طواسین کے حامیون تک جگہ زبور کے اور فضیلت دی بجکو ساتھ حامیون
 کے اور مفصل کی نہیں پڑا اوسکو کسی نبی ہی پہلے سیر اور ابن عباس ہی کہ ہر چیز کی ہی خلاصہ ہی
 اور خلاصہ قرآن کا حامیون میں اور سورہ بن جندب ہی بطریق مرفوع کے کہ حامیون باغ ہین باغون
 جنت کیسی اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ حامیون سات میں اور دروازہ دفع کی ہی سات
 آویچی ہر حیم انین سے پڑی ہی ہر دروازہ پراءن دروازہ نقیب کیگی یا الہی نہ داخل کر اس دروازہ ہی اوسکو
 کہ ایمان رکھتا نہا پچہ اور پڑتا نہا بجکو اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ ہر درخت کے لئے سات
 اوپر قرآن کی حامیون میں وہ باغ ہین ازانی کہ نوے سیر کر نوے گن کی پس جو کوئی دوست رکھو یہہ کہ ہر
 یعنی سورہ غوری کی جنت کے باغون میں پس جگہ کہ پڑی حامیون اور روایت کی بعضی فی شعبہ الامان میں کہ
 کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فی ہی بیان تک کہ پڑ میں الہ تنزیل حق سورہ تبارک الذی بیدہ الملائک

کہ جسے پڑی یس کمال
 کہ راہ ہو لا ہوا تہ راہ بائیں ہی اور جسے پڑی یہ ہر جالین کہ جالو راوسکا جاتا راہتا ہا لیتا ہی اوسکو اور
 جسے پڑی یہ وقت کہا نیکی کو ذکر کرتا نہا کہ نیکی کی کافیت کہ گئی یہہ اوسکو اور جسنی پڑا اوسکو نزدیک
 میت کی آسانی کجانی ہی اوپر اور جسنی پڑا اوسکو نزدیک عورہ کی کہ شواتہا اوپر ہو چکا آسانی ہوتی ہے
 اوپر اور جسے پڑا اوسکو یس گویا کہ پڑا قرآن کیا راہ اور جہیز کا دل ہی اور دل قرآن کا یس اور کہا
 مقبرتی یس نہ پچھے ملو کی جہیز قسم خوف باطل الیہ سلطان یس یا دین سے مگر کہ پڑے یس یس وہ جہیز
 دفع کجا و گئی کسی سبب کے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ جسے پڑی یس اور انصفت
 دن جمعہ کے ہر سوال کیا المتعلق ہی دیتا ہی اللہ تعالیٰ سوال اوسکا اور ابن عباس ہی کہ روایت ہی کہ کہا
 تہ ہم پچھانے فاع ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی ساتھ کہی شفا کہ کہتے کہتے کہتے
 آخر آیتہ تک اور فرمایا کہ جسنی کہا جیے ناز کے شعبی ہی تک کہتے العزۃ آخر آیتہ تک میں بارس
 تحقیق کیا تو آیتہ تہ جانہ پور کے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ جب کو خوش لگے یہہ کہ فی ثواب
 جو کہانہ میں دن قیامت کے پس جابو کہ ہو یہہ جہان مابک آخر تک آخر مجلس اپنی میں جو وقت کہ اول
 کری اوٹھینا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فی دن بجکو سبع طول یعنی ست
 سو تین پڑی کہ اول قرآن میں جگہ توری کے اور دن بجکو المرات طواسین تک جگہ
 انجیل کے اور دن بجکو مابین طواسین کے حامیون تک جگہ زبور کے اور فضیلت دی بجکو ساتھ حامیون
 کے اور مفصل کی نہیں پڑا اوسکو کسی نبی ہی پہلے سیر اور ابن عباس ہی کہ ہر چیز کی ہی خلاصہ ہی
 اور خلاصہ قرآن کا حامیون میں اور سورہ بن جندب ہی بطریق مرفوع کے کہ حامیون باغ ہین باغون
 جنت کیسی اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ حامیون سات میں اور دروازہ دفع کی ہی سات
 آویچی ہر حیم انین سے پڑی ہی ہر دروازہ پراءن دروازہ نقیب کیگی یا الہی نہ داخل کر اس دروازہ ہی اوسکو
 کہ ایمان رکھتا نہا پچہ اور پڑتا نہا بجکو اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کہ ہر درخت کے لئے سات
 اوپر قرآن کی حامیون میں وہ باغ ہین ازانی کہ نوے سیر کر نوے گن کی پس جو کوئی دوست رکھو یہہ کہ ہر
 یعنی سورہ غوری کی جنت کے باغون میں پس جگہ کہ پڑی حامیون اور روایت کی بعضی فی شعبہ الامان میں کہ
 کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فی ہی بیان تک کہ پڑ میں الہ تنزیل حق سورہ تبارک الذی بیدہ الملائک

[illegible][illegible]

منه من الله
والمؤمنين
والذين آمنوا
والذين هم
أشد
إيماناً
والذين هم
أشد
إيماناً

فضائل قتل جوارح

بخیر سر قندی نی بیچ فصائل قل ہو المداح کے نسخہ کہ کہا آئے یہو ذخیر کے طرف بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 پہر کہا او ہونو بیچ کرای الوالقائم پیدا کیا اللہ تعالیٰ لاکھ کو نو چاہے اور آدم کو کما سنو بیچ یعنی کچھ پڑھو
 ہوئی سی اور ابلیس کو شعلہ آگ سی اور آسمان کو دھونو اور زمین کو بان کی جہاں سی پس خبر دی یا ربی ربی
 یعنی ربی ربی بتا پس یہ جواب یا اونکو پھر بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائے اونکے پاس تشریف علیہ السلام سے یہ کہ
 قل هو الله احد یعنی کہہ اللہ ایک ہی نہ او سکی صول نوع ہر اور نہ ترک لکھ اللہ اللہ بنی برادری نہ کہا
 تہا ہی اور نہ بیتا ہی اور نہ جناب رکھتا ہی پڑی ساری سورہ ہر سورہ ہی کہ نہ ہمیں ذکر خست کا ہی اور نہ آگ
 کا اور نہ آخرہ کا اور نہ حلال کا اور نہ حرام کا منسوب کیا اسکو اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی پس یہ خاص او سیکے لکھی ہے
 جسے پڑھا اسکو مین بار بار پڑھوئی ساتھ پڑھوئی نام وحی کے اور جسے پڑھا اسکو مین بار نہیں افضل ہو چکا ہے
 کوئی بائی نبی اوسدن مگر جسے زیادہ پڑھا اسکا اور جسے پڑھا اسکو دو سو بار پڑھو جنت الفردوس میں اور جسے
 پڑھا اسکو مین بار جنت کا دخل ہو اپنی گھر مین دور ہوا ہی اوسے فقرا و روایت ہی سہل بن سعد کہ ایک شخص نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شکوہ کیا علی اور نہ کہہ سکی کا کیا فرمایا کہ جب دخل ہو تو گھر مین سلام
 علیک کروا گھر مین کوئی ہو وی یا نہ ہو بعد اوسکے سلام بجز یہی اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھو پس ہی کیا وہ شخص
 پس بہت دیا اللہ تعالیٰ اسکو و زق یہاں تک کہ اٹھا او پر مہا بون اور فرما بیون اپنی کی انتہی یہ روایت
 صحیحین کے موافق تھی مین فضل کی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ رات گذری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ایک کت کہ پڑھتے ہی اسکو اور بار بار پڑھتے ہی اسکو صبح تک اور ایک روایت مین ہی کہ جسے پڑھی قل ہو اللہ
 احد دو سو بار پڑھنے جانی مین او سکے گناہ دو سو برس اور بہت مین کہ جسے پڑھی قل ہو اللہ یکبار پڑھنے جانی مین او سکے گناہ
 ایک سو برس اور پڑھی ہر دو سو بار پڑھو گھر مین او کو پڑھو ہر ایک بار دو سو جانی مین او کو پڑھو ہر ایک بار سو گناہ کہ وہ پڑھو
 دین اور فضل کی باں سعد اور ابن جریر اس اور ابویس نے دلائل مین اسے کہ کہا ہی بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 شام مین پس اتری جبرئیل علیہ السلام اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین موعودہ مزی کر گیا پس آیا دوست کہ پڑھی
 یہ کہ نماز پڑھو او سپر کہا مان پھر بار بار او پناز مین پڑھیں پست ہو لگی اونکو لگی ہر جبر اور لگی زمین سے
 اور بلند کیا اونکی لگی جنازہ او کا پس نماز پڑھی بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے او سپر پڑھو یا بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ کس سببے دیا کیا تمنا وہ یہ بہ فضیلت کہ نماز پڑھی او سپر دو صفو بیچ ملا لگی کہ ہر صف مین چہرہ لکھ
 فرشتے تھے کہ جبرئیل نے سبب پڑھوئی قل ہو اللہ ایک ہزار بار پڑھا اسکو کہے اور مینے او اتنی ارجائی اور مینے
 اپنے پینے او فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین جبر مین جو کوئی کری او خود پڑھو پور ان کی بارگاہ
 دہل ہوگا جس دروازہ جنت کیسی کہ چاہیگا اور نکاح کر لگا جس جو عین ہی چاہیگا جو کوئی معاف کری اپنے
 قافل سی اور او کری دین خفیہ اور پڑھی عجمی ہر نماز فرض کی دس بار قل ہو اللہ احد پس کہا ابو جبر نے اراکیم
 کری انین سی یا رسول اللہ فرمایا ایک کری انین سی یعنی اگر ایک چیز لکھا انین سی نویں ہی ثواب پاویگا اور
 فرمایا کہ جو کوئی پڑھی قل ہو اللہ احد ہر دن چاس بار پکا راجا و لکھا وہ روز قیامت کے فرما ہی سی ای طرح یعنی
 تعریف کرنیوالی اللہ کے داخل ہو جنت مین اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا جو کوئی ہول چا و بھول

ہوئی تھی کہانی پر بس جاہلی کہ بڑی قیل ہوا اللہ احیاء فرما جو کوئی بڑی قیل ہوا اللہ احیاء
داعل ہو کر ہی میں دفن ہوئی ہی تھا علی اوس گم والو نسبی اور اسکے مساویات اور ایک روایت میں ہے
کہ فرمایا اے میری باس جبریل اچھی صورت میں تہی ہوئی خوش اور کہا صحتی علی یعنی اللہ تجھے سلام فرماتا
اور فرمایا کہ جبریل ہی نسبتاً اور نسبتاً ہر اقل ہوا اللہ احیاء پس شخص کہ آدھا گھبراہٹ میں تہی سے
اسکا کہیں کہ بڑی قیل ہوا اللہ احیاء ہر بار کہیں دو لگا اوسکو نشان اپنا اور قائم کرو لگا اوسکو نزدیک
عرشیا کی کی اور شفاعت قبول کرو لگا اوکی ہر آدھ کوئی کہ میں اوں لوگوں میں کی کہ جب ہوگا عذاب
اگر نہ لازم کیا ہوتا ہے اپنی نفس پر کل نفس نالغۃ الموت نہ قبض کرنا میں روح اوسکی اور ایک روایت میں ہے
کہ فرمایا جو شخص بڑی بعد نماز جمعہ قیل ہوا اللہ احیاء اور قیل عذاب علی اور قیل عذاب علی سات سات بار یا
میں کہنا ہی اوسکو اللہ عزالی ہی دوسرے جمعہ تک اور ایک روایت میں ہے کہ جسی بڑی قیل ہوا اللہ احیاء ہر بار
ہو گیا ہر بار اوسکا محبوب طرف اللہ کے ہزار گھوڑوں بالکام ہزارین سی کہ دیو فی سبیل اللہ یعنی جہاد
میں اوسکے جبار سی ہی کہ کہا جو کوئی بڑی قیل ہوا اللہ احیاء حرام کرنا ہر اللہ اللہ اوسکے کوشت کو آگ دھون
پر اور کعب جبار سی پہی آہا ہی کہ کہا جو کوئی موظبت کری اور پر پڑے قیل ہوا اللہ احیاء وایہ الکرسی کے دس بار
ودعین واجب کری خوشنودی اللہ اللہ کی بڑی اور ہوگا اوسکے انبیاء کی ساتھ اور بجا باجو لگا شیطان
اور ایک روایت میں ہی کہ جو کوئی بڑی قیل ہوا اللہ عیدہ ال عود کے ہزار بار دہائی اللہ اوسکو جو چہ مانگے
اور ایک روایت میں ہی ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جبریل کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ سی شکا باہی
بہر کلی والی اوس میں بہر لکھی حضرت عی کو ساتھ اپنی یعنی کہ میں اور چہ کا وہانی اوسکی گریبان میں اور اوسکی
دونوں مونڈھوں کے درمیان میں اور اللہ کی نہ میں دیا اوسکو ساتھ پڑے قیل ہوا اللہ احیاء اور قیل عذاب
العلق اور قیل عذاب علی اللہ اللہ کے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا اللہ ان من شیعہ
القرآن عن ذکری ومسننہ افضل اعطی السائلین فصل کلام اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ افضل
یعنی جسکو باز کر فی قرآن یاد میری سی اور مانگے میری دینا ہو میں اوسکو بہتر اور بخیر سی کہ دینا ہو میں مانگے
والوں کو اور بزرگی اللہ اللہ کی کلام کی سب کلاموں پر مانند بزرگی اللہ اللہ کی ہی اوسکی ساری خلق پر اور
فرمایا سیکھو قرآن اور پڑھو اوسکو میں تحقیق مثال قرآن کی دینی اوس شخص کی کہ سیکھتا ہی اوسکو بہر
پڑھتا ہی اور کل کرنا ہی اور پڑا ات کو قیام کرنا ہی ساتھ اوسکے مانند مثال آہلی کی ہی کہ بہر ہی ہوشیار بخیر ہی
خوشنوا اوسکی نام مکان میں اور مثال اوس شخص کی کہ سیکھتا ہی اوسکو بہر پڑھتا ہی یا غافل ہوا ہی قیل کرے
اور قرآن اوسکی وہی میں مانند مثال آہلی کی ہی کہ نہ کی گئی مشک یعنی تاخیر نہ بیٹھ لے اوسوف کہ جبریل
علیہ السلام پہنچے بغیر خالص اللہ علیہ وسلم کی باس سی جبریل ہی ایک آواز دہری کی طرف سی پس اوٹھا یا سرائیا پڑا
بہر آواز اور فرشتہ ہی کہ اور تراز میں کی طرف نہیں اور تہا نہیں مگر آج پس سلام کیا فرشتہ ہی حضرت پر اور
کہا خوشنوا ہو ساتھ دونوں کی یعنی اپنی پڑے والیکے ہی قیامت کو روختی ہو دیکھی اور آواز آواز

یعنی جبریل ہی کہانی پر بس جاہلی کہ بڑی قیل ہوا اللہ احیاء فرما جو کوئی بڑی قیل ہوا اللہ احیاء
داعل ہو کر ہی میں دفن ہوئی ہی تھا علی اوس گم والو نسبی اور اسکے مساویات اور ایک روایت میں ہے
کہ فرمایا اے میری باس جبریل اچھی صورت میں تہی ہوئی خوش اور کہا صحتی علی یعنی اللہ تجھے سلام فرماتا
اور فرمایا کہ جبریل ہی نسبتاً اور نسبتاً ہر اقل ہوا اللہ احیاء پس شخص کہ آدھا گھبراہٹ میں تہی سے
اسکا کہیں کہ بڑی قیل ہوا اللہ احیاء ہر بار کہیں دو لگا اوسکو نشان اپنا اور قائم کرو لگا اوسکو نزدیک
عرشیا کی کی اور شفاعت قبول کرو لگا اوکی ہر آدھ کوئی کہ میں اوں لوگوں میں کی کہ جب ہوگا عذاب
اگر نہ لازم کیا ہوتا ہے اپنی نفس پر کل نفس نالغۃ الموت نہ قبض کرنا میں روح اوسکی اور ایک روایت میں ہے
کہ فرمایا جو شخص بڑی بعد نماز جمعہ قیل ہوا اللہ احیاء اور قیل عذاب علی اور قیل عذاب علی سات سات بار یا
میں کہنا ہی اوسکو اللہ عزالی ہی دوسرے جمعہ تک اور ایک روایت میں ہے کہ جسی بڑی قیل ہوا اللہ احیاء ہر بار
ہو گیا ہر بار اوسکا محبوب طرف اللہ کے ہزار گھوڑوں بالکام ہزارین سی کہ دیو فی سبیل اللہ یعنی جہاد
میں اوسکے جبار سی ہی کہ کہا جو کوئی بڑی قیل ہوا اللہ احیاء حرام کرنا ہر اللہ اللہ اوسکے کوشت کو آگ دھون
پر اور کعب جبار سی پہی آہا ہی کہ کہا جو کوئی موظبت کری اور پر پڑے قیل ہوا اللہ احیاء وایہ الکرسی کے دس بار
ودعین واجب کری خوشنودی اللہ اللہ کی بڑی اور ہوگا اوسکے انبیاء کی ساتھ اور بجا باجو لگا شیطان
اور ایک روایت میں ہی کہ جو کوئی بڑی قیل ہوا اللہ عیدہ ال عود کے ہزار بار دہائی اللہ اوسکو جو چہ مانگے
اور ایک روایت میں ہی ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جبریل کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ سی شکا باہی
بہر کلی والی اوس میں بہر لکھی حضرت عی کو ساتھ اپنی یعنی کہ میں اور چہ کا وہانی اوسکی گریبان میں اور اوسکی
دونوں مونڈھوں کے درمیان میں اور اللہ کی نہ میں دیا اوسکو ساتھ پڑے قیل ہوا اللہ احیاء اور قیل عذاب
العلق اور قیل عذاب علی اللہ اللہ کے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا اللہ ان من شیعہ
القرآن عن ذکری ومسننہ افضل اعطی السائلین فصل کلام اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ افضل
یعنی جسکو باز کر فی قرآن یاد میری سی اور مانگے میری دینا ہو میں اوسکو بہتر اور بخیر سی کہ دینا ہو میں مانگے
والوں کو اور بزرگی اللہ اللہ کی کلام کی سب کلاموں پر مانند بزرگی اللہ اللہ کی ہی اوسکی ساری خلق پر اور
فرمایا سیکھو قرآن اور پڑھو اوسکو میں تحقیق مثال قرآن کی دینی اوس شخص کی کہ سیکھتا ہی اوسکو بہر
پڑھتا ہی اور کل کرنا ہی اور پڑا ات کو قیام کرنا ہی ساتھ اوسکے مانند مثال آہلی کی ہی کہ بہر ہی ہوشیار بخیر ہی
خوشنوا اوسکی نام مکان میں اور مثال اوس شخص کی کہ سیکھتا ہی اوسکو بہر پڑھتا ہی یا غافل ہوا ہی قیل کرے
اور قرآن اوسکی وہی میں مانند مثال آہلی کی ہی کہ نہ کی گئی مشک یعنی تاخیر نہ بیٹھ لے اوسوف کہ جبریل
علیہ السلام پہنچے بغیر خالص اللہ علیہ وسلم کی باس سی جبریل ہی ایک آواز دہری کی طرف سی پس اوٹھا یا سرائیا پڑا
بہر آواز اور فرشتہ ہی کہ اور تراز میں کی طرف نہیں اور تہا نہیں مگر آج پس سلام کیا فرشتہ ہی حضرت پر اور
کہا خوشنوا ہو ساتھ دونوں کی یعنی اپنی پڑے والیکے ہی قیامت کو روختی ہو دیکھی اور آواز آواز

فرمایا جو کوئی پیر ہے اس کو شب جمعہ میں روشن کرنا ہی اللہ اس کے لئے نور ہے اور عذر کہ فرشتہ ہی در میان خبر نہ دے
 اس کے لئے اور در میان خانہ لعل کی بی بی بیت نور حال ہوگا اور فرمایا جو کوئی یا د کرے دس آئین اول سورہ کہف سے
 یعنی میں آخر کار سب کشد لنگہ بچا اچھا و لنگہ ذوال کے فسے ہی اور لنگہ کشتا کہت بیاری ہی نزدیک سے
 او سیر سنو کہ لنگہ او سیر آفتاب یعنی دینا اور دنیا کی چیزوں کی اور فرمایا تیس آئین میں بی بی تبارک شفاعت کی
 اور ہوش و محلی ایک آدمی کے یہاں ملک کبھی نہ تھا گیا وہ اور فرمایا کشت غفر الخ یعنی بخشش جاری ہے
 تبارک اپنی فرشتہ دہائی ہی یہاں ملک کبھی نہ تھا جائی و دوا اور فرمایا بی بی فرشتہ عذاب آدمی کی پاس قرار دین
 بی بی عذوق کی سوال کے لئے پس آتی ہیں او کی باؤں کی طرف سی یعنی اول باؤں کی طرف سی سوال شروع کرتی پیر
 پس کہتی ہیں باؤں نہیں ہی ملو کوئی راہ ساتھ نہیں میرے کہ پیر نہ تھا نہ سبب میری ہی سبب تو تیر ہی کی ناراضی
 سورہ ملک پہر آتی ہیں فرشتہ سینے کی طرف سی بیٹ کی طرف سی پہر آتی ہیں سر کی طرف سی جھنڈ کہتا ہی ہی بات
 پس تبارک غ کی فرشتہ تو عذاب تیر کسی اور تبارک مذکور ہی تو رتہ میں ساتھ اس نصیحت کے کہ جو شخص
 پیر ہے اس کو کسی راہ میں پس تحقیق بہت نیکیاں کیں اور اچھا کام کیا ایک شخص نے عرض کی ہے رسول خدا پڑھو محکم ایک
 سورہ جامعہ یعنی او میں مطالب دین و دنیا کی ہوں پس پڑھائی حضرت نے او کو اذ از لزلت الارض یہاں تک کہ
 غاص ہوئی اوس پس کہا اوستی قسم ہی اوس ذات کی کہ بھیجا جھکو ساتھ تیر کے نزدیکہ اور لنگہ میں اس پر کسی یعنی
 پس کافی ہی اگر پیر پیشہ پیری اوس شخص نے پس فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب یاب ہوا ہے شخص بہت بات
 دو بار فرمائی و سامیت فمن لعل متقال ذرہ آخر تک میں ہی کہ سب کچھ کرنا نہ کرنا میں مذکور ہے اور فرمایا
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ نو کوئی پیر ہے یعنی پیر کے جمعہ کی شب میں دو رکعت اور پیر ہی برکعت میں
 سورہ فاتحہ ایک ایک بار اور سورہ اذ از لزلت بند ان پند ان بارو آسان کرنا ہی اللہ تعالیٰ اوسے جان کنی
 اور نیا دنیا ہی اوس عذاب قبر ہی اور آسان کر لگا اور کو گذرنا ل جراثیمی قیامت کو کشتہ صدور فرمایا
 سورہ قل یا جو نہائی قرآن کی راہ ہی اور فرمایا اذ اذ جکذ کضر اللہ چو نہائی قرآن کے راہ ہی اور فرمایا قل ہو اللہ
 نہائی قرآن کے راہ ہی اور فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مذکور ہوا ایک شخص کو پیر نہ تھا قل ہو اللہ جب
 اامت کرنا بدین نامی کی نماز میں ہر دو اس کو کہ تحقیق اللہ تک دوست رکھتا ہی اس کو اور فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 و صلی ایک شخص کے کہ ہمیشہ پیر نہ تھا قل ہو اللہ ساتھ غیر اس کے نام میں حیکہ ایا کھا اذ جکذ الحکث
 یعنی دوست رکھنا تیرا اس کو دخل کر لگا جھکو بہشت میں اور نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شخص کو کہ پیر نہ تھا
 قل ہو اللہ پس فرمایا وجبت الجنة و جب ہوئی بہشت یعنی اس کے لئے اور فرمایا جو کوئی جا ہے یہ کہ سو سے
 اپنی بچوئی پر پس سو کہ دین کوٹ اپنی پیر پیر ہی سوا قل ہو اللہ جب ہوگا دن قیامت کا تو فرمایا کہ اس کو
 پروردگار اپنے بندہ پیر دخل اور دین طرف اپنی کے بہشت میں و دین طرف محل اوارع وغیرہ فضل ہیں
 بائیں طرف سی کہ اذ ذکر الفخر اور جو کوئی دس رطل ہو اللہ پیر نہائی ایک محل منہائی بہشت میں اس کے لئے
 اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جو کوئی ارادہ فرما کر ہی پس پیر ہے دونوں بازو اپنی کہہ کر دروازے اور
 پیرے گار بار قل ہو اللہ احد تو ہوا ہی اللہ تک بچیاں اور کا یہاں تک کہ پیر کر آوے اور اس سی روایت ہی کہ

و فرمایا جو کوئی پیر ہے اس کو شب جمعہ میں روشن کرنا ہی اللہ اس کے لئے نور ہے اور عذر کہ فرشتہ ہی در میان خبر نہ دے
 اس کے لئے اور در میان خانہ لعل کی بی بی بیت نور حال ہوگا اور فرمایا جو کوئی یا د کرے دس آئین اول سورہ کہف سے
 یعنی میں آخر کار سب کشد لنگہ بچا اچھا و لنگہ ذوال کے فسے ہی اور لنگہ کشتا کہت بیاری ہی نزدیک سے
 او سیر سنو کہ لنگہ او سیر آفتاب یعنی دینا اور دنیا کی چیزوں کی اور فرمایا تیس آئین میں بی بی تبارک شفاعت کی
 اور ہوش و محلی ایک آدمی کے یہاں ملک کبھی نہ تھا گیا وہ اور فرمایا کشت غفر الخ یعنی بخشش جاری ہے
 تبارک اپنی فرشتہ دہائی ہی یہاں ملک کبھی نہ تھا جائی و دوا اور فرمایا بی بی فرشتہ عذاب آدمی کی پاس قرار دین
 بی بی عذوق کی سوال کے لئے پس آتی ہیں او کی باؤں کی طرف سی یعنی اول باؤں کی طرف سی سوال شروع کرتی پیر
 پس کہتی ہیں باؤں نہیں ہی ملو کوئی راہ ساتھ نہیں میرے کہ پیر نہ تھا نہ سبب میری ہی سبب تو تیر ہی کی ناراضی
 سورہ ملک پہر آتی ہیں فرشتہ سینے کی طرف سی بیٹ کی طرف سی پہر آتی ہیں سر کی طرف سی جھنڈ کہتا ہی ہی بات
 پس تبارک غ کی فرشتہ تو عذاب تیر کسی اور تبارک مذکور ہی تو رتہ میں ساتھ اس نصیحت کے کہ جو شخص
 پیر ہے اس کو کسی راہ میں پس تحقیق بہت نیکیاں کیں اور اچھا کام کیا ایک شخص نے عرض کی ہے رسول خدا پڑھو محکم ایک
 سورہ جامعہ یعنی او میں مطالب دین و دنیا کی ہوں پس پڑھائی حضرت نے او کو اذ از لزلت الارض یہاں تک کہ
 غاص ہوئی اوس پس کہا اوستی قسم ہی اوس ذات کی کہ بھیجا جھکو ساتھ تیر کے نزدیکہ اور لنگہ میں اس پر کسی یعنی
 پس کافی ہی اگر پیر پیشہ پیری اوس شخص نے پس فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب یاب ہوا ہے شخص بہت بات
 دو بار فرمائی و سامیت فمن لعل متقال ذرہ آخر تک میں ہی کہ سب کچھ کرنا نہ کرنا میں مذکور ہے اور فرمایا
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ نو کوئی پیر ہے یعنی پیر کے جمعہ کی شب میں دو رکعت اور پیر ہی برکعت میں
 سورہ فاتحہ ایک ایک بار اور سورہ اذ از لزلت بند ان پند ان بارو آسان کرنا ہی اللہ تعالیٰ اوسے جان کنی
 اور نیا دنیا ہی اوس عذاب قبر ہی اور آسان کر لگا اور کو گذرنا ل جراثیمی قیامت کو کشتہ صدور فرمایا
 سورہ قل یا جو نہائی قرآن کی راہ ہی اور فرمایا اذ اذ جکذ کضر اللہ چو نہائی قرآن کے راہ ہی اور فرمایا قل ہو اللہ
 نہائی قرآن کے راہ ہی اور فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مذکور ہوا ایک شخص کو پیر نہ تھا قل ہو اللہ جب
 اامت کرنا بدین نامی کی نماز میں ہر دو اس کو کہ تحقیق اللہ تک دوست رکھتا ہی اس کو اور فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 و صلی ایک شخص کے کہ ہمیشہ پیر نہ تھا قل ہو اللہ ساتھ غیر اس کے نام میں حیکہ ایا کھا اذ جکذ الحکث
 یعنی دوست رکھنا تیرا اس کو دخل کر لگا جھکو بہشت میں اور نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شخص کو کہ پیر نہ تھا
 قل ہو اللہ پس فرمایا وجبت الجنة و جب ہوئی بہشت یعنی اس کے لئے اور فرمایا جو کوئی جا ہے یہ کہ سو سے
 اپنی بچوئی پر پس سو کہ دین کوٹ اپنی پیر پیر ہی سوا قل ہو اللہ جب ہوگا دن قیامت کا تو فرمایا کہ اس کو
 پروردگار اپنے بندہ پیر دخل اور دین طرف اپنی کے بہشت میں و دین طرف محل اوارع وغیرہ فضل ہیں
 بائیں طرف سی کہ اذ ذکر الفخر اور جو کوئی دس رطل ہو اللہ پیر نہائی ایک محل منہائی بہشت میں اس کے لئے
 اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جو کوئی ارادہ فرما کر ہی پس پیر ہے دونوں بازو اپنی کہہ کر دروازے اور
 پیرے گار بار قل ہو اللہ احد تو ہوا ہی اللہ تک بچیاں اور کا یہاں تک کہ پیر کر آوے اور اس سی روایت ہی کہ

کہ تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ میں پس طلوع ہوا آفتاب ایکن نہایت روشن کرویا کبھی دیکھا ہی تھا پہلے اسے پس نبی کا حضرت نے ہی اور جبریل ہی وقت آنکی پوچھا کہ کیا ہی سبب اس روشنی کا کہا انہو شیخ کہ یہ اس سبب ہے کہ مٹو یہ شیخ مٹو یہ شیخ کے آج مدینہ میں ہیں سچا الدنیا کی طرف انکے شہر خرافتوں کو کھانا پڑ میں اور پوچھا حضرت نے کیا سبب کا کہا انہو شیخ کہ وہ بہت پڑ سنا تھا قل واللہ احد کبڑی اور شیخ اور چلے اور اوقات رات وہیں بہت پڑ مٹو یہ شیخ تحقیق بہت نسبت رب تھا ہی ہی اور جو کوئی پڑے ہو چکا اس بار بلند کیا ہو اللہ تعالیٰ چاس ہزار درجہ اور دور کر تائی اوسے چاس ہزار ایمان اور گناہی اوسکی لٹی چاس ہزار نیکیاں اور جو کوئی زیادہ پڑے زیادہ دی اوسکو اللہ ثواب کذا فی الدال المنصور اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کوئی پڑے شیخ پڑے احد مرض اہل بیت میں تو نفعے میں والا جاوے گا قبر اہی میں اور اس میں رہے گا سچے قبر کسی اور دن قیامت کی کام اپنی بتیلوں پر اور سکو اور ٹھاونے کے پھان تک کہ گزاریں گے اوسکو بل چراہی طرف جنت کے کذا فی شیخ احمد ورفس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی

قال علی بن ابی طالب
عن عبد اللہ بن مسعود
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اجبی دوسرے میں یعنی یح مقدمہ تو دے لینے بنا ہ پڑنے کے کڑی باتیں میں وہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس میں پڑو یہ دونوں سوتین اور ہرگز پڑے گا کو کچھ نفع دلاں دو لو کچھ یعنی تو دے کے عی میں اور ہی بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بناہ پڑے تھے جن ہی اور نظار ہی کسی ایسی ساتھ اور دعاؤں کے بیان تک کہ اگر میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ا جب یہ باتیں تو کچھ انکو لینے ساتھ پڑے گا کچھ پڑے گا اور پوچھا اور فرمایا کہ اوسے پڑے گا کہ نہ مانگا کسی مانگے والینے اور نہ بناہ پڑے گا کسی کسی بناہ پڑے گا لینے ساتھ پڑے گا ان دونوں کے پڑے ان دونوں کو جب سوتی لگی تو اور پڑے گا اور فرمایا پڑو قل اعوذ برب الفلق پس تحقیق تو ہرگز پڑے گا کوئی سورہ کہ وہ اسے بہت سیاری ہو طرف لہ کے اور بہت سنیچے والی اور خوب پوری ہو فرمایا اوسکے یعنی حق تو دے میں پس جو کہ تو یہ کہ نہ مانگے ہوئے تھے یعنی پڑے گا ہرگز اور دوست کی نماز وغیرہ میں تو کراؤ فرمایا عجبت تین میں اور میں ایک ات نہیں دیکھیں تو فی ہانداونکی کہی کہ وہ سورہ فلق اور سورہ ناس ہیں اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی جبرجانی کو کہ کیا دوست رکھتا ہی نوازی جبر کہ جب نکلی اوسفر میں بہ کہ ہو تو ہرگز روں اپنی ہی ہشت میں یعنی سورہ وصال میں اور بہت زیادہ اونا کراؤ کہ توشی کے یعنی بہت مال والا اور بہت فراخی اور مال و جمال والا ہو جاوے پس عرض کیا میں ہاں خدا ہون تمیر مان باب سیری فرمایا پس چڑو یہ باج سوتین قل یا ایہا الکفرین اور اذلجاء اور قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور ترفع کر سورہ کو ساتھ بسم اللہ کے اور ختم کراؤ اپنی کو ساتھ بسم اللہ کے یعنی سب جہہ ہو کچھ کہا جبرنی اور ہا میں عی بہت مال والا پس ہا میں کہ نکلا تھا سفر میں پس جوتا تھا بہت بناہ حال بارون ہی بہت میں اور کتر اوسے توشے میں یعنی باوجود کثرت مال کے بدہشت و بفسل ہو جا میں بسبب صنایع پے مال کی اوسے برکتی کی پس عہدہ را میں جسکے سیکھیں مئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی یہ سوتین اور ملاومت کی انکے پڑے کی ہوا میں بہترین اونکے بہت میں اور زیادہ تر میں اونکے توشی میں یہاں تک کہ ہر تار میں سفر اہی سی ف جو شخص قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس

چترستا ہی نہیں رہتی کوئی چیز اگر کہتی ہی کہ رب بجا اسکو میری شہری اور جو اچھو طریقہ ہا ہی گویا چوتھائی کلام ہے
 پڑھا اور جو الیکم انکا غیر ہر ہا ہی گویا ہزار آیتیں پڑھنا گدانی الدرامنور فی فضائل جو اسیم اور پڑھے بعد کلام
 پھر ہی نماز جمعہ کی میت نماز پر سورہ فاتحہ اور اخلاص اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الان سات
 سات بار تو بخشتا ہی اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے گناہ او سکے اور دیتا ہی ثواب بعد گنتی ہر مومن کے اور ایک بار
 میں بعد کے ہر دعا وسات بار پڑھنی زیادہ دے گی اللہم یا غنی یا حمید یا مبدی یا معین
 یا رحیم یا ودود یا کافی یا کریم یا کریمک و یا بطاعتک عن معصیتک و اغنی
 بقضاک عن سواک پس جو کوئی موابت کرنا ہی اس پر غنی کرنا ہی او سکوا اللہ تعالیٰ اپنی خلق ہی اور رزق
 دیتا ہی او سکوا ایسی جاسی کلمان نہیں کہتا ہی او سکوا اور روایت کی ابن سنی ہی حضرت عائشہ رضی کی کھیتی ہی
 صلے اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ جو کوئی پڑھی بعد نماز جمعہ کے قل ہواللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ باللہ
 سات سات بار تو بنا دیتا ہی او سکوا اللہ تعالیٰ بسبب کے ہر رزائی ہی جمعہ دوسرے تک کدانی وظاٹ النبی اور فرمایا
 آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تہا ہر دل رنگ آلودہ ہوتا ہیں جب کہ بابا ہی بیٹھی ہے رنگ آلودہ ہوتا ہی ہر
 کیا صحابہ ہی کہ جلا او سکی کیا ہی فرمایا بہت باور کا ناموت کا اور تلاوت قرآن کی اور فرمایا کہ جو کوئی پڑھے قرآن اور
 کرے او سر ہر بیانی جاوینگے ان باب او سکی تاج دن قیامت کی کہ روشنی او سکی بہت اچھی ہوگی روشنی ہا ہی
 دنیا کی گویا میں اگر روشنی آفتاب کی اندر گھون تہا رکھے پس کیا کلمان ہی ساتھ اس شخص کے اہل کیا
 او سر روشنی کیا کچھ درجہ ہوگا جب او سکے بابا یوں کا بہ درجہ ہو اور فرمایا کہ نہیں ایمان لایا قرآن پر وہ شخص کہ
 حلال جانا او سکے حرام کو اور فرمایا ای اہل قرآن نگہ کر قرآن ہی معنی غافل نہ ہو فکر نہ معنوں او سکے اور
 کہوئی ہزار او سکے اور فرمایا پڑھو قرآن ہی پڑھتی او سکیا اوقات رات یوں اور یکنیم اور فرمایا ظاہر کرو
 قرآن کو اور فکر کرو اس چیز کو کہ او سچن ہی یعنی جو آیتیں تنبیہ اور عید اور ہول کی ہیں او سچن بہت فکر کرو کہ تم
 رہنا کرو اور فرمایا نہ جلدی کرو تو آیت او سکیکو اور فرمایا کہ سورہ فاتحہ میں شہابی ہر بار ہی ہی اور جو کوئی سورہ
 آل عمران جمعہ کی دن پڑھے رحمت پہنچے ہیں او پھر ستر تترے رات تک اور فرمایا پڑھو سورہ ہود میں جمعہ کی اور
 فرمایا پھر کے ہی رزیت ہی اور زینت قرآن کی الرحمن ہی اور فرمایا جو کوئی پڑھتی سورہ واقعہ رات نیچے او سکوا
 فاتحہ ہی اور ابن مسعود ابی یونس کو حکم کیا کہ نہ ہی کہ پڑھیں اسکو ہر شب اور دوست رکھتی ہی آنحضرت صلے اللہ
 علیہ وسلم سورہ صبح اسهم ربك لاعلیٰ کو اور فرمایا جو کوئی شب کو حسم اللہ خان پڑھی سحر کا ہی خالین
 کہ بخش آگئے ہیں آگئے ہی سورہ غافر پڑھی اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کعب دوست رکھی کوئی تم میں کا
 کہ کلام کری رب ایسی ہی پڑھی قرآن اور تلاوت قرآن ہی افضل عبادات کی ہی اور جب کے پڑھے ہی نزدیکی
 اللہ تعالیٰ ہی حال ہوئی ہی او چیز ہی وی نہیں ہوئی تمام ہو میں حدیثیں کلام جمید کی فضائل کی اب کچھ ادب کی
 طاوت کا بطور خضار کے معلوم کرو کلام اللہ پڑھنا جب سے شروع ہی کو اوغز پہلے پڑھے اور پھر جانی کہ اپنے رب سے
 میں مناجات کرنا ہی اور روک کر کعبہ کلف ہو اور جب آیت رحمت پر پہنچے تو خوش ہوگا اور دعا کر ہی اور اگر آیت
 عزابت پر پہنچے تو ڈری اور بنا مانگے اور باقی آداب کلام جلیل کے فضائل ذکر میں مذکور ہوئے ہیں بجا لاوے

[illegible]

اور اخیر سورہ فاتحہ اور آخر سورہ بقرہ کی آیتیں کہی اور ہدایتی لکھ کر پکڑا گیا تاکہ باریک کے جواب میں لکھ کر پکڑا جائے
 لکھا گیا کہ **فَلَاکَ الْکُفْرُ** اور آخر سورہ قیامہ کے پہلی اور آخر سورہ مہملات کی آیتیں بالذکر اور اول سید
 اہم دیکھ **ذَکَ الْاَعْلٰی** لکھا گیا اور آخر سورہ والین کی پہلی آیت لکھا گیا علی ذلک من الشکھدین کہے اور سون
 ہی لکھ کر پکڑا گیا اور آخر قرآن تک پہنچے وقت سورہ کی لالہ اللہ والہ والہ کربلا حریف بن کر پڑھ کر قرآن الحمد اور سورہ
 بغیرہ کا سفلو ان تک پڑھی یہ پڑھا وہی وظافت المینی میں ہی متصل ایمین یا کسی اور کتاب بغیرہ کہیں اس مقام کو دیکھو
 جاتا جا چکی کہ اور پکڑا گیا ان کا کمر اور حق سی قرآن ہی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حسب تقرب قول اول کی نقصا علی ان
 بحدی کہ مجھ کہہ گئے اب حسب تقرب قول ثانی کے پھر اعلان حمیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت رحمت جان اور
 سرور طے ہے بن کہ مینی جا سکتین حاضریت کا حق ہونا ثابت ہو کہ اور حق حمیدہ کہنے خود دلالت کی حیثیت کر کے بن
 اگر کوئی کو پوش آجی کہی عزادار اللہ سیدہ آفتاب پیر خانہ الہی ہی کہ آجی پشیمان ہوگا آفتاب کا کیا پیکر لگا خانہ
 سب مخلوق کا اور حق میں فرما ہو **وَاَنْتَ اَعْلٰی خَلْقٍ عَظِیْمٍ** یعنی بلاشبہ تو البتہ طری خلق میں ہی جیکہ خدا کا نہ کہ
 خلق کو عظیم فرمایا نیال کرنا چاہی کہ کسی عہدہ خلاق کر مینی آجی حضرت عائشہ رضی کسی آجی خلق کو پوچھا اور ہونٹ
 کہا کہ کان خلفہ العزائم **اَنْتَ اَعْلٰی خَلْقٍ عَظِیْمٍ** خلاق عظیمہ قرآن مجید میں مذکور میں اب حسب متعصب ہی وضع
 آجی باوقار ہی جو ایک بار لکھو کوئی دیکھتا سبیت ناک ہونا اگر جب شرف حضور ہی مشرف ہونا اور بات چیت کرنا تو آجی
 محبت اور سکے دلیل ظہرہ کجائی ملاقات میں پہلی اب سلام کرتے منظر اولی سلام کے نہ ہی ہر ایک ہی ساتھ کھڑا رہنا ہی اور
 سرخ خندان کی ملتی کہی آجی زبان مبارک پر بخش باہم سخت جاری نہ ہونا اور نہ بدلہ ملتی ہر ایک ہی کا ساتھ نہ رانی کے
 دیکھن حکومتی اور گذر کرتے جو کوئی آجی لکھتا تو فانی لکھ کر مینی حاضر چھک میں کہی باونہ پہلانی جس مجلس میں
 انشعبت لہجائی تو گذر مجلس پر مینہ جانی قصد بلا شستی اور صد حاصل کا کوئی شخص ایسا کہ تہہ کو لیس جنگ
 وہ چھوڑا اب چھوڑا کہی کسی شخص کو آجی ہا نہ ہی نہیں مارا اگر چہ دین اور اپنی ذات کی ہی کہی بدلہ نہیں لیا اور
 کسی پر قصد نہیں کرتے ہی کہ چکر دو آگہی ہی بخاور ہوا اور ہوت میں خدا تعالیٰ کو پہلے ایسا آجی قصد آنا کہ کوئی
 کتاب نہیں لاسکتا بڑی خوش جو آجی کام کی ہی ساتھ لے لیتیں آجی تہہ ہولہ اور کام کر ہی ایک ہود کی کا
 آپ پر کچھ دین ہنالو عینہ ہنوز مدہ کا وقت آیا نہیں کہ اسوئی آگے نقاضی شدہ کیا جرن جون دیکھی کرنا
 تہہ آپ شرمی فرمائی ہی اوسنی کہ کہ کہہ باری خاندان میں آجی نادہندی جلی آتی ہی سہات کو سنکر حضرت عمر بن اب
 ہو گئی اوس ہود کو نہ کیا اور کہنا کہ تو اگر مجلس شریف میں ہونا تو میں تیری گردن مارا تا حضرت عمر حضور فرمایا
 کہ تمہیں چاہی تھا کہ مجھ ہی اور اسکے لئے کچھ اور اوس ہی نقاضا نہ ہی کی ہی کہو اور مکر جرنہ جائے تھا جاؤ اور کار کا
 اور اگر وہ اوس صلح عرض اوس جگہ کے زادہ دو جب اوس ہودی کی بیان کا حال دیکھا تو اوس وقت ایسا
 لایا اور کہا کہ میں نے کتب سابقہ میں پیچہ آخر الزمان کی صفت میں دیکھا ہی کہ چون چون کوئی اور نے سخی کرے وہ
 نہ ہی کر ہی اوس نصف کا آختان منظر ہنا سو رہا ہی بابا بی شک آپ پیچہ آخر الزمان میں اور اکر ایت
 میں حضرت علی رضی یوں نکو رہی کہ ایک ہودی ہنا کہ کہا جاتا تھا اوسکو فنا جبر یعنی عالم ہود کا اوسکے کہی دنیا
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر آتی ہی اوسنی نقاضا کیا ہی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں فرمایا آجی کہی ہودی ہیں

۲۱
 بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۱۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۲۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۳۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۴۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۵۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۶۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۷۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۸۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۹۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
 ۱۰۔ بیان اخلاق و اوصاف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

وَالْفَخْلُ نَقِيتْ لَهَا طَلْعُ مَضِيْدٍ رُذْءُ الْاَعْيَادِ وَالْحَدِيْدُ نَابِهٌ بَلَدٌ مِثْلُ كَذَلِكَ الْخُرُوجُ
اور اوقار ہمنی آسان سی پانی بابرکت بر لگانی ہمنی سیل سکی بلغ اور دانی کہ کشتی میں اونکو اور لگانی ہمنی کچھ
درخت بلند انکی لئے میسہ تہرہ تہرہ دوزی و طلی بندن کے اور زندہ کہہئے اوس بانی سے شہر مردہ اس طرح ہوگا کھانا
گوری قحہ اور اوقار ہمنی آسان سی پانی بابرکت کا پھر و کانی ہمنی اوس سی بلغ اور انکی کشتی کیت کا اور چورین لہی
اونکا کچا کچا تہرہ تہرہ دوزی ہی کو بندنے کا اور جلا بانبے اوس ہی ایک ہر مردہ یون ہی کل کٹری ہر الفصیر
اناج وہی جلی ساتھ دوسکا کیت ہی کٹ جاوے اور درخت قائم رہتا ہی پس ٹوٹ کر مو سارک کٹر لے لے اور کٹر
کے اوسین دکانی ہر جہر کچا اور اوس بانی سے شہر ہی و کچل عقیقہ دے کیت کے کہ جلی شاق سے ہی کٹا کر
کیہون اور جوا و تمام علون کے اسفات کے مہار اور کمرہ و قادیلے سے اسی طلالہ اور کچی جیدن جیرے سے معنی
مستویات یعنی راہ و طلع کہتے ہیں کچر کے کچی اور جاول ہی کھائی اور اوسکی اندر چورین تہرہ تہرہ موتی میں نصیر
ہمنی مضمون کے بعض میں بعض ہمنی تہرہ تہرہ لہی لہی لہی میں پس جب کلین الکام ہی اوسین کہلائے متصور
شہر وہ لہی کہ ان سے غیرہ و کچی خلک ہوئی ہی پانی سی بیا اور سری کوی لکھا لگی اسی طرح سی ہوگا کھانا اور کچر
یعنی جیسی شہر مردہ کو زندہ کیا اس طرح قبر میں ہی طلا و مٹا دین کے اگر کور کرین تو حاکم کرین کہ کچہ قادیلے میں
کٹ کے سر پر کرنے میں انسان کے طلا و مٹانے میں قرون ہی غرضکہ تال جو کرین تو مکر کٹ کی ہون
معانی ادرت مٹانے سے غور فرمیں و اخضر الشمس و قمر و عباد و من و من و اخوان و لو ط و
و اخضر الایک و قمر و من و کل الذب و السل و جو و عید و ہوت و ہوت و ہوت ہی قوم
نوح نے اور اہل س نے اور ثونس اور عادی اور فرعون نے اور لو ط کے بایون اور اہل کینے اور قوم سج سے
ہر ایک نہوت کی نسبت کی غیر و لو ط ثابت ہوا و عدہ مذکور کا قحہ چٹلا جلی میں انی بلی نوح کی قوم
اور کونے و سلا و ثونس اور عادی اور فرعون اور لو ط کی بہائی اوس کے رہنے والے اور سج کی قوم سنی چٹلا یا رسول کو
پیر شیک یا پیر ڈر کا موتھسیر چٹلا یا پینی انی یعنی قرش سے یہ میتیاف ہی اسی جلد ہی وار و ہوا ہی
ثابت کرنے سے حقیقت بحث کے ساتھ بیان کرنے اتفاق تمام رسول کی اور پیر و واسطی مذکور نے سکون اور سیکے
اور س کا تھا اور پیر ہی کہنے انک لوگ ساتھ ہوا سنی کہنے پوچھی تہہ ہو لو کور ہی اونکی بعضون کہانکھلا
میں صفون ہی اور بعضون نے کہا کہ کوئی اور تہہ... پس جب وہت پری سے باز لے اور جو دست کر
ہتی لہنکی تو دہنسا گیا و کھنواں مگر اگر دہنسا پیر جس گئے دلوگ ہی اور مال اونکی ہی جیسا کہ مذکور ہی قصہ
اور نکا سورہ فرقان میں اور ثونس قوم صالح کے اور قوم ہود کے اور لو ط تہہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے
اور ہون نے ہی ہجرت کی ہی حضرت ابراہیم کے ساتھ عراق سے طرف شام کے پس اور س بار ابراہیم خلیل اللہ کے
اور اور حوہ و ط و من میں اور سچا لو ط کو اللہ تعالیٰ نے طرف شام والون کے اور وہ اسی ہی اونسے لیکن اونکو
بہائی کہا اسلئے کہ وہ ہون نے نکاح کر لیا تھا اوسین باعتبار ذلت سرائ کے بہائی فرما اور اصحاب ایک ہمنی
بن والے کہ تو تم جسکے ہی اور شیخ بادشاہ تہالین میں لکھا سلام یا اور لایا انی قوم کو سلام کی طرف پس چٹلا یا
قوم نے اوسکو اور بعضون کہا کہ شیخ ہی ہی اور وہ شیخ حمیری تہہ اور نام اونکا اسرار و کیت اونکی ابوبکر قول

۱۰۰ فاضل
۱۰۱ اصحاب
۱۰۲ الغنم
۱۰۳ وجع الاول
۱۰۴ وجع الاول
۱۰۵ وجع الاول
۱۰۶ وجع الاول
۱۰۷ وجع الاول
۱۰۸ وجع الاول
۱۰۹ وجع الاول
۱۱۰ وجع الاول
۱۱۱ وجع الاول
۱۱۲ وجع الاول
۱۱۳ وجع الاول
۱۱۴ وجع الاول
۱۱۵ وجع الاول
۱۱۶ وجع الاول
۱۱۷ وجع الاول
۱۱۸ وجع الاول
۱۱۹ وجع الاول
۱۲۰ وجع الاول

ہی سائبہ لکھت کہ تین باتوں میں سے تو میں طلب کرنا میں اوس ہی چیز کو کی ایک تو خود پسندی کہ میری لوگوں سے بہت
اور اپنی عمل خیر کو بہت جانتا اور قبول جانا ہے لہذا ہوں کو ایک روایت میں ہی سائبہ ایک کے چار میں ہی اوس میں زیادہ کیا
ہی شیخ یعنی نیکم سیری کو اور ہر شیخ کی بات ہی وہاں سب سے پہلے کہ تین چیزیں باقی اسی ہی پر مبنی ہیں اور وہ ہیں
منہ کہ میں کہ مجھ کو کہنے تین اس میں بھی کہ تو میں شیطان سے ظاہر میں اور فراہماری کردار کو پوشیدہ میں لکھے کہ جو
رات گذارنا ہی حالت گناہ میں رات گذارنا ہی شیطان کی لئے بہن تک توبہ اخیر میں وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ
وَعَلَّمَهُ مَا تَوَسَّوْا بِهِ هَمَّهِ وَخَجَّ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ جَبَلٍ الْوَدِيدِ اور تین پہلیا کہ میں آدمی کو اور
جانی میں ہم وہ چیز کہ ظاہر میں باقی نفس اور سکا اور ہم نزدیک یادہ میں انسان کی گناہ سے فتنہ اور عینی بنایا انسان
کو اور ہم جانی میں جو باتیں آتی ہیں اور بھی میں اور ہم زیادہ نزدیک میں اور سکی طرف دہشتی رگ ہی نفس میں گردن
کی رگ کہ میری جانی میں پرتی جہل سے دماغ تک اور سکی کشتی میں موت ہے اللہ اندر ہی نزدیک سجاد رگ کہ آخر
بازی جانی میں مو قریب ترین طرف انسان کے سینے ساتھ مکمل یعنی ہمارا طم قریب انسان کی کہ نوب جانتے میں ہم
اور سکو اور سکو احوال کو ہمیں پوشیدہ ہی اور سپر پوشیدہ باتوں انسان کے سے پس کو یاد دات اور سکی تربیت اوس سے
کہ کہا جاتا ہی اللہ کی کل مکان یعنی اللہ جانی میں ہر مکان کو کہ وہ ضررہ ہی مکانوں کی کہنا قیصری لئے کلاس آیت میں یہ ہے
اور خوف ہی ایک قوم کے لئے اور راحت و انس و تسکین ہے ایک قوم کے لئے یعنی جگہ دلون میں نفاق و عداوت و عداوت
یا اخلاق برے میں مثل کو نہ اور حسد وغیرہ کے لئے اور تسکین و راحت ہے ایک قوم کے لئے علی السراہن کو کا علم فہم
الصدر سرائی باور سکی دیکھا اور جگہ دلون میں عداوت و محبت خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انکو
سنت اور اہل اللہ کو اور یاد خدا کی اور اور آخر کا وغیرہ کو میں اور جس کے لئے راحت و انس و تسکین کے لئے کہ وہ
اجبی پاوین گے اور جبل اور یہ بیشکل جہنم زیادتی قرب کے یعنی بہت قریب ہے اور وہ یہی بری گردن میں کہا
نرمختہ شہی و در کین میں کہ یہ سب میں اور کہنے لگے دو جان و تو فصل میں سائبہ و سب کے وارہو میں سب طرف میں نام
کہ کہا گیا اور سکا وید اسلئے کہ روح وارد ہوتی ہے طرف اور سکی اور کہا وید دل میں جوئی اور سکو وید تین کہتے ہیں جب وہ گئی
جانی ہے تو انسان مرجانی اور شہت میں جوئی اور سکو اور کہتی میں اور سبے میں اور ان میں اکل اور شاد اور جھگڑا
اسلام آہ اور کتاب خازن میں ہے کہ وید رگ کی عبادی ہوتا ہی اور میں خون اور پچائی طرف ہر جز کے اجزاء و یک
درہ بان ملق و عداوت و سب و حسنی آیت کے یہ میں کہ ہر انسان کے پردہ ہوتا ہیں اور ان کے بعض کے لئے اور
میں پردہ میں ہوتے اللہ کے علم سے کوئی چیز اور حضور نے کہا احتمال کہنا ہی کہ میں یہ میں کہ ہم قریب ترین طرف
انسان کے ساتھ بیٹھے قدرت ہمار کی اور میں اور عبادی ہر جزا ہر جزا سے ہوتا ہی خون اور سکی کو
میں جل تنبیہ سحان اللہ جو اسان نزدیک ہوا و سکو چوڑا اور دن کو پکار میں اور مدایکین کیا غفلت ہے
کوئی پکار سے یا علی کہی کیا تا ہی یا یہ کوئی مار کوئی سالار حالانکہ مالک اور خالق اور رزق سکا اسان نزدیک ہے
ایک لفظ صحابی حضرت یحییٰ کہ اس را نزدیک تو سب کے ہر جزا میں اور کو تو پکار دے کہ میں تم بہت ہی اور سے خدا کا لکھ
عباد حق تعالیٰ کافی قریب الحب دعوة الداع اذا دعان فليست بعنيد الا من سمن قریب کو مجھ فرماتا ہے
خون قریب میں آخر آیت تک میں کہوں کہ ریان فرماید کہ میں بہت ہی نزدیک ہوں حتیٰ کہ گناہ میں سے ہی زیادہ

اور سب سے پہلے کہ تین چیزیں باقی اسی ہی پر مبنی ہیں اور وہ ہیں
منہ کہ میں کہ مجھ کو کہنے تین اس میں بھی کہ تو میں شیطان سے ظاہر میں اور فراہماری کردار کو پوشیدہ میں لکھے کہ جو
رات گذارنا ہی حالت گناہ میں رات گذارنا ہی شیطان کی لئے بہن تک توبہ اخیر میں وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ
وَعَلَّمَهُ مَا تَوَسَّوْا بِهِ هَمَّهِ وَخَجَّ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ جَبَلٍ الْوَدِيدِ اور تین پہلیا کہ میں آدمی کو اور
جانی میں ہم وہ چیز کہ ظاہر میں باقی نفس اور سکا اور ہم نزدیک یادہ میں انسان کی گناہ سے فتنہ اور عینی بنایا انسان
کو اور ہم جانی میں جو باتیں آتی ہیں اور بھی میں اور ہم زیادہ نزدیک میں اور سکی طرف دہشتی رگ ہی نفس میں گردن
کی رگ کہ میری جانی میں پرتی جہل سے دماغ تک اور سکی کشتی میں موت ہے اللہ اندر ہی نزدیک سجاد رگ کہ آخر
بازی جانی میں مو قریب ترین طرف انسان کے سینے ساتھ مکمل یعنی ہمارا طم قریب انسان کی کہ نوب جانتے میں ہم
اور سکو اور سکو احوال کو ہمیں پوشیدہ ہی اور سپر پوشیدہ باتوں انسان کے سے پس کو یاد دات اور سکی تربیت اوس سے
کہ کہا جاتا ہی اللہ کی کل مکان یعنی اللہ جانی میں ہر مکان کو کہ وہ ضررہ ہی مکانوں کی کہنا قیصری لئے کلاس آیت میں یہ ہے
اور خوف ہی ایک قوم کے لئے اور راحت و انس و تسکین ہے ایک قوم کے لئے یعنی جگہ دلون میں نفاق و عداوت و عداوت
یا اخلاق برے میں مثل کو نہ اور حسد وغیرہ کے لئے اور تسکین و راحت ہے ایک قوم کے لئے علی السراہن کو کا علم فہم
الصدر سرائی باور سکی دیکھا اور جگہ دلون میں عداوت و محبت خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انکو
سنت اور اہل اللہ کو اور یاد خدا کی اور اور آخر کا وغیرہ کو میں اور جس کے لئے راحت و انس و تسکین کے لئے کہ وہ
اجبی پاوین گے اور جبل اور یہ بیشکل جہنم زیادتی قرب کے یعنی بہت قریب ہے اور وہ یہی بری گردن میں کہا
نرمختہ شہی و در کین میں کہ یہ سب میں اور کہنے لگے دو جان و تو فصل میں سائبہ و سب کے وارہو میں سب طرف میں نام
کہ کہا گیا اور سکا وید اسلئے کہ روح وارد ہوتی ہے طرف اور سکی اور کہا وید دل میں جوئی اور سکو وید تین کہتے ہیں جب وہ گئی
جانی ہے تو انسان مرجانی اور شہت میں جوئی اور سکو اور کہتی میں اور سبے میں اور ان میں اکل اور شاد اور جھگڑا
اسلام آہ اور کتاب خازن میں ہے کہ وید رگ کی عبادی ہوتا ہی اور میں خون اور پچائی طرف ہر جز کے اجزاء و یک
درہ بان ملق و عداوت و سب و حسنی آیت کے یہ میں کہ ہر انسان کے پردہ ہوتا ہیں اور ان کے بعض کے لئے اور
میں پردہ میں ہوتے اللہ کے علم سے کوئی چیز اور حضور نے کہا احتمال کہنا ہی کہ میں یہ میں کہ ہم قریب ترین طرف
انسان کے ساتھ بیٹھے قدرت ہمار کی اور میں اور عبادی ہر جزا ہر جزا سے ہوتا ہی خون اور سکی کو
میں جل تنبیہ سحان اللہ جو اسان نزدیک ہوا و سکو چوڑا اور دن کو پکار میں اور مدایکین کیا غفلت ہے
کوئی پکار سے یا علی کہی کیا تا ہی یا یہ کوئی مار کوئی سالار حالانکہ مالک اور خالق اور رزق سکا اسان نزدیک ہے
ایک لفظ صحابی حضرت یحییٰ کہ اس را نزدیک تو سب کے ہر جزا میں اور کو تو پکار دے کہ میں تم بہت ہی اور سے خدا کا لکھ
عباد حق تعالیٰ کافی قریب الحب دعوة الداع اذا دعان فليست بعنيد الا من سمن قریب کو مجھ فرماتا ہے
خون قریب میں آخر آیت تک میں کہوں کہ ریان فرماید کہ میں بہت ہی نزدیک ہوں حتیٰ کہ گناہ میں سے ہی زیادہ

میل دلائل انظیری شان او بخیر کی کہ خدائے او کی اور نادی اس راضی ہو کہ جو کفایت صومرا و در نگر کیا آیتها انکلا
 الایات والاوصال المظنیة والاحجام افرقوا سوره القدر ان لکذا لظن ان شیخ فضل القضا العزلی ہی یرون
 یوسف او جودتیں سے جابوئی اور گوشت پرہ پارہ موی اور بال جگہ موئی بلاشبہ اند حکم کرانی تکوینہ کہ جمع ہو جاو
 واطفی صلاہ حکم لے کے اور بعضوں فی کہا کہ اسرافیل صوبہ کفایت او جبریل نذر کر کے واطفی شکر کے من گناہ فرما
 یعنی صخرہ یعنی تہریت المقدس سے کہ وہ خرب جگہ و سبائی زمین سی بدلت تہا ان لکذا ان کوں اور وہ صخرہ چون بحر
 زمین کے ہی آوےں و در کشتیا لغوہ مذکور یعنی دوسرے فنی کو جوی او تہہ کرانکے لے ہو کا طرف مشرکے اور اچھی متعلق ہے
 ساتھ صخرہ کے اور او اسے نبوت و چشمی جزا کے لہذا ان کلانی اولی کامی قبروں سی مد اور روایت کی اجنب
 فی سیدہ کی کہا کہ ایک شہتہ کہ اس صخرہ بیت المقدس پر کی ہوئی دونوں و کلکان بنی اپنے دونوں کا دون میں
 جکا کاشا آیتاں اس لکھو الی الحساب یعنی ہی لوگوں او اور طرف صاب کے کدوسر منشور تنبیہ
 ساتون دتی ہو او سمن سی کہو بار رسول خالصہ علیہ السلام نے کا قول قدما اتن اور الخ یعنی میں
 لکھی کی حکایت سے و دون قدم ان آدم کے دن قیامت کو ساتھ تاک کہ او چا جاو کا باج قبول سے تمرا و سکی سے کہ
 چہیں نمایا اور اسکو اور جانی او سکی سے کہ جس جہیز میں صرف کیا او سکوا مال اسکے سے کہ ان کے کیا
 او سکوا و جس جہیز میں خرچ کیا او سکوا و کما عمل کا عمل مشکوۃ ان الخ
 و یحیی و الذل المصلی یوہ تسقوا الا رض عنہم سر اعادہ انک خسر علیا کی یزید عقیق مہر
 کرتے ہیں اور اس میں اور ساری جہیز ہی ہر یا جہیز انیشکی میں اونگی سر و جہیز جہیز جہیز جہیز
 او شامانی سلطان ہر جہیز ہی طاری اور اس میں او تم تاک جہیز جہیز ان میں بیت اصل میں وہ وہ سے
 یہ لکھنا یا کما ان سے نفسیلا زندہ کرتے ہیں ہاں میں یعنی خلق کو دیا میں ہر یا یعنی انک یا سکی میں
 میں لکھنا سے سر و جہیز ہی شمول ہی جہیز کہ وہ شقی انک سے کہ لکھنا جہیز سر و جہیز انک انک انک انک
 زمین اونی اور و ما سوان خالصہ علیہ السلام کی کہ زمین بیت او کو کھلیے او میں اول میں جہیز کا ہر او کو
 ہر او کما میں اہل یسیر پر اہل جہیز کے او میں نے جہیز کے وہ ساتھ ہر سے ہر انتظار کرو کما میں لکھ
 والو کما او میں اس جہیز کے کہ اوی اس جہیز کے میں یہاں بیت یوم یعنی الاض ضم ہر ما او خدایت اور قدیم طرف
 کی یعنی لفظ علیا کی لفظیہ سے ولالت کرنی ہی اختصاص یعنی میں اسان ہی ایسا عظیم و اعلیٰ ماکاوی قادر
 کہ نہیں پر کتنا ہی او سکوا یا کام و سر کام کدوسر منشور عن اسلم عما یقولون و کما انک
 علیہم حاکم فکد کر باقر ان من یحاکف و عید ہم جہیز میں جو کچہ کہ جہیز میں او میں
 تو او میں کرنا لای نصیحت دی ساتھ و انک او سکوا کہ تاسے وعدہ علیہ جہیز ہی جہیز خوب جانی میں جو کچہ
 وہ اسی میں او میں و نیز و کرنا او تو جہیز قرآن ہی او سکوا جو جہیز ہی جہیز کی سے نفسیلا جو کچہ کہ
 کرتی میں یعنی کفا کہ جہیز ہی حق میں او میں تنبیہ کا دون کہنے او سکی ہی جہیز خالصہ علیہ السلام کے کہ او
 و انک علیہم حاکم ای جہیز و جانی فرایا ست علیہ جہیز یعنی تو او میں ساط و و اعدہ نہیں ہی لکھنا یا لایا
 او باعث ہر حکم ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ جہیز میں کہ تو او میں حکم نہیں ہی کہ جہیز ہی تو او سکوا یا ان لایا جہیز

میل دلائل انظیری شان او بخیر کی کہ خدائے او کی اور نادی اس راضی ہو کہ جو کفایت صومرا و در نگر کیا آیتها انکلا
 الایات والاوصال المظنیة والاحجام افرقوا سوره القدر ان لکذا لظن ان شیخ فضل القضا العزلی ہی یرون
 یوسف او جودتیں سے جابوئی اور گوشت پرہ پارہ موی اور بال جگہ موئی بلاشبہ اند حکم کرانی تکوینہ کہ جمع ہو جاو
 واطفی صلاہ حکم لے کے اور بعضوں فی کہا کہ اسرافیل صوبہ کفایت او جبریل نذر کر کے واطفی شکر کے من گناہ فرما
 یعنی صخرہ یعنی تہریت المقدس سے کہ وہ خرب جگہ و سبائی زمین سی بدلت تہا ان لکذا ان کوں اور وہ صخرہ چون بحر
 زمین کے ہی آوےں و در کشتیا لغوہ مذکور یعنی دوسرے فنی کو جوی او تہہ کرانکے لے ہو کا طرف مشرکے اور اچھی متعلق ہے
 ساتھ صخرہ کے اور او اسے نبوت و چشمی جزا کے لہذا ان کلانی اولی کامی قبروں سی مد اور روایت کی اجنب
 فی سیدہ کی کہا کہ ایک شہتہ کہ اس صخرہ بیت المقدس پر کی ہوئی دونوں و کلکان بنی اپنے دونوں کا دون میں
 جکا کاشا آیتاں اس لکھو الی الحساب یعنی ہی لوگوں او اور طرف صاب کے کدوسر منشور تنبیہ
 ساتون دتی ہو او سمن سی کہو بار رسول خالصہ علیہ السلام نے کا قول قدما اتن اور الخ یعنی میں
 لکھی کی حکایت سے و دون قدم ان آدم کے دن قیامت کو ساتھ تاک کہ او چا جاو کا باج قبول سے تمرا و سکی سے کہ
 چہیں نمایا اور اسکو اور جانی او سکی سے کہ جس جہیز میں صرف کیا او سکوا مال اسکے سے کہ ان کے کیا
 او سکوا و جس جہیز میں خرچ کیا او سکوا و کما عمل کا عمل مشکوۃ ان الخ
 و یحیی و الذل المصلی یوہ تسقوا الا رض عنہم سر اعادہ انک خسر علیا کی یزید عقیق مہر
 کرتے ہیں اور اس میں اور ساری جہیز ہی ہر یا جہیز انیشکی میں اونگی سر و جہیز جہیز جہیز جہیز
 او شامانی سلطان ہر جہیز ہی طاری اور اس میں او تم تاک جہیز جہیز ان میں بیت اصل میں وہ وہ سے
 یہ لکھنا یا کما ان سے نفسیلا زندہ کرتے ہیں ہاں میں یعنی خلق کو دیا میں ہر یا یعنی انک یا سکی میں
 میں لکھنا سے سر و جہیز ہی شمول ہی جہیز کہ وہ شقی انک سے کہ لکھنا جہیز سر و جہیز انک انک انک انک
 زمین اونی اور و ما سوان خالصہ علیہ السلام کی کہ زمین بیت او کو کھلیے او میں اول میں جہیز کا ہر او کو
 ہر او کما میں اہل یسیر پر اہل جہیز کے او میں نے جہیز کے وہ ساتھ ہر سے ہر انتظار کرو کما میں لکھ
 والو کما او میں اس جہیز کے کہ اوی اس جہیز کے میں یہاں بیت یوم یعنی الاض ضم ہر ما او خدایت اور قدیم طرف
 کی یعنی لفظ علیا کی لفظیہ سے ولالت کرنی ہی اختصاص یعنی میں اسان ہی ایسا عظیم و اعلیٰ ماکاوی قادر
 کہ نہیں پر کتنا ہی او سکوا یا کام و سر کام کدوسر منشور عن اسلم عما یقولون و کما انک
 علیہم حاکم فکد کر باقر ان من یحاکف و عید ہم جہیز میں جو کچہ کہ جہیز میں او میں
 تو او میں کرنا لای نصیحت دی ساتھ و انک او سکوا کہ تاسے وعدہ علیہ جہیز ہی جہیز خوب جانی میں جو کچہ
 وہ اسی میں او میں و نیز و کرنا او تو جہیز قرآن ہی او سکوا جو جہیز ہی جہیز کی سے نفسیلا جو کچہ کہ
 کرتی میں یعنی کفا کہ جہیز ہی حق میں او میں تنبیہ کا دون کہنے او سکی ہی جہیز خالصہ علیہ السلام کے کہ او
 و انک علیہم حاکم ای جہیز و جانی فرایا ست علیہ جہیز یعنی تو او میں ساط و و اعدہ نہیں ہی لکھنا یا لایا
 او باعث ہر حکم ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ جہیز میں کہ تو او میں حکم نہیں ہی کہ جہیز ہی تو او سکوا یا ان لایا جہیز

میل دلائل انظیری شان او بخیر کی کہ خدائے او کی اور نادی اس راضی ہو کہ جو کفایت صومرا و در نگر کیا آیتها انکلا
 الایات والاوصال المظنیة والاحجام افرقوا سوره القدر ان لکذا لظن ان شیخ فضل القضا العزلی ہی یرون
 یوسف او جودتیں سے جابوئی اور گوشت پرہ پارہ موی اور بال جگہ موئی بلاشبہ اند حکم کرانی تکوینہ کہ جمع ہو جاو
 واطفی صلاہ حکم لے کے اور بعضوں فی کہا کہ اسرافیل صوبہ کفایت او جبریل نذر کر کے واطفی شکر کے من گناہ فرما
 یعنی صخرہ یعنی تہریت المقدس سے کہ وہ خرب جگہ و سبائی زمین سی بدلت تہا ان لکذا ان کوں اور وہ صخرہ چون بحر
 زمین کے ہی آوےں و در کشتیا لغوہ مذکور یعنی دوسرے فنی کو جوی او تہہ کرانکے لے ہو کا طرف مشرکے اور اچھی متعلق ہے
 ساتھ صخرہ کے اور او اسے نبوت و چشمی جزا کے لہذا ان کلانی اولی کامی قبروں سی مد اور روایت کی اجنب
 فی سیدہ کی کہا کہ ایک شہتہ کہ اس صخرہ بیت المقدس پر کی ہوئی دونوں و کلکان بنی اپنے دونوں کا دون میں
 جکا کاشا آیتاں اس لکھو الی الحساب یعنی ہی لوگوں او اور طرف صاب کے کدوسر منشور تنبیہ
 ساتون دتی ہو او سمن سی کہو بار رسول خالصہ علیہ السلام نے کا قول قدما اتن اور الخ یعنی میں
 لکھی کی حکایت سے و دون قدم ان آدم کے دن قیامت کو ساتھ تاک کہ او چا جاو کا باج قبول سے تمرا و سکی سے کہ
 چہیں نمایا اور اسکو اور جانی او سکی سے کہ جس جہیز میں صرف کیا او سکوا مال اسکے سے کہ ان کے کیا
 او سکوا و جس جہیز میں خرچ کیا او سکوا و کما عمل کا عمل مشکوۃ ان الخ
 و یحیی و الذل المصلی یوہ تسقوا الا رض عنہم سر اعادہ انک خسر علیا کی یزید عقیق مہر
 کرتے ہیں اور اس میں اور ساری جہیز ہی ہر یا جہیز انیشکی میں اونگی سر و جہیز جہیز جہیز جہیز
 او شامانی سلطان ہر جہیز ہی طاری اور اس میں او تم تاک جہیز جہیز ان میں بیت اصل میں وہ وہ سے
 یہ لکھنا یا کما ان سے نفسیلا زندہ کرتے ہیں ہاں میں یعنی خلق کو دیا میں ہر یا یعنی انک یا سکی میں
 میں لکھنا سے سر و جہیز ہی شمول ہی جہیز کہ وہ شقی انک سے کہ لکھنا جہیز سر و جہیز انک انک انک انک
 زمین اونی اور و ما سوان خالصہ علیہ السلام کی کہ زمین بیت او کو کھلیے او میں اول میں جہیز کا ہر او کو
 ہر او کما میں اہل یسیر پر اہل جہیز کے او میں نے جہیز کے وہ ساتھ ہر سے ہر انتظار کرو کما میں لکھ
 والو کما او میں اس جہیز کے کہ اوی اس جہیز کے میں یہاں بیت یوم یعنی الاض ضم ہر ما او خدایت اور قدیم طرف
 کی یعنی لفظ علیا کی لفظیہ سے ولالت کرنی ہی اختصاص یعنی میں اسان ہی ایسا عظیم و اعلیٰ ماکاوی قادر
 کہ نہیں پر کتنا ہی او سکوا یا کام و سر کام کدوسر منشور عن اسلم عما یقولون و کما انک
 علیہم حاکم فکد کر باقر ان من یحاکف و عید ہم جہیز میں جو کچہ کہ جہیز میں او میں
 تو او میں کرنا لای نصیحت دی ساتھ و انک او سکوا کہ تاسے وعدہ علیہ جہیز ہی جہیز خوب جانی میں جو کچہ
 وہ اسی میں او میں و نیز و کرنا او تو جہیز قرآن ہی او سکوا جو جہیز ہی جہیز کی سے نفسیلا جو کچہ کہ
 کرتی میں یعنی کفا کہ جہیز ہی حق میں او میں تنبیہ کا دون کہنے او سکی ہی جہیز خالصہ علیہ السلام کے کہ او
 و انک علیہم حاکم ای جہیز و جانی فرایا ست علیہ جہیز یعنی تو او میں ساط و و اعدہ نہیں ہی لکھنا یا لایا
 او باعث ہر حکم ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ جہیز میں کہ تو او میں حکم نہیں ہی کہ جہیز ہی تو او سکوا یا ان لایا جہیز

[illegible][illegible]

کہ تعالیٰ ہی کہہ رہا ہے چاہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل اللہ اعلم بحکمہ یہ کہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
 اللہ ان لوگوں کو کہہ گا کہ تم کہانی سنو گے کہ رب اُنکے لئے اور یوں کہجے گا اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے **میں**
 زرق مہتا یعنی سبب یہاں ہے زرق کا کہ وہ میری اور میری فرما اور اعلیٰ بیان کرنے نشانی و دلالت کے اور دے گا
 کرنے منت یعنی احسان کے اور جو کچھ کہ وہ دے گی جاتے ہو کہ وہ جنت ہے یعنی سبب عبت دنیا ہی تھا ریک اور جنت نعمت
 او کی آسمان میں میں جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عندئذ کہ اُنہی عندئذ تاحسب اللہ اوی اور اُنہی یعنی زرق دینا
 تمہارا اللہ تعالیٰ ہے اور تم بیان فرمائی تاکہ کے لئے روز قیامت کے وہ ہے پر اور جو کچھ کہ اسباب الیک کے ہیں کہ
 تہی نہ ہو کی ساتھ لکھا کرتے ہیں خداوند تعالیٰ نے اور جو دینی ہے بازی کے لئے بدوں ضعیف ہی بیان فرما کر
 اول تو وعدہ کیا لفظ ان کہ تاکہ کے لئے ہے اس آیت میں ان اللہ عز و جل و الفہمہ القیاس یعنی بلاشبہ اللہ
 وہی زرق صاحب قوت کا ہندو کا ہی یہ نسبت کیا گیا ہے تاکہ کے لئے کہ کیا وعدہ کیا اس میں و قاتن الا فی الاصل
 اللہ عز و جل یعنی بندہ کے کوئی کلمہ الا میں من کر اللہ میری زرق اور کا وعدہ کو طو شیر اور کر کے لئے نام
 پاک کے ہو کہ کیا تاکہ میں دن لائے لائے زرق اللہ عز و جل و ایام حکم طاقت اور ہٹانے اور کمانے روزی کی کہ میں ہے
 اور سکوروزی دنیا میں بخلائی مومن کو کہ ضائع کر دیا ہو وعدہ کیا ہے تم کے ہو کہ کیا اور سبب اس طرح یعنی قسم
 رب آسمان و زمین کی میری روزی ہی میری نکاح ہے خداوند کے کہ تو لئے ہو اور میری کہانی خداوند عز و جل کے
 این ذات کی جیسا کہ کوئی اپنے غیر کی قسم کہتا ہے عجب عاذہ عجب اور عطفون فرمایا اور عطفون اور عطفون انفرما
 اس لئے کہ لکھا ہے بعد میں اور ہے تعلق نہیں کہنا بلکہ ساتھ اور تصدیق کے تعلق ہے جیسا کہ کہنا تھا
 مجاہد حق ہے اور اگر کہنا تھا ساتھ نزاقیت میری کے حق ہے اور کچھ نہیں نکو اور میں اس ہی روزی دینا میرا کو
 حق ہے پر کوئی کہ کہہ گا کہ تم وعدہ ان کیوں انفرمایا جواب اور کا یہ ہے کہ جو کہ چاہا لکھا اور جیسا کہ ساتھ تھا
 کے تعلق ہے ولین چونکہ پوشیدہ ہی کہہ سکتا ہے عقیدہ اطلاع میں زبان ہی ظہور اور کا ہوتا ہے پس اس
 سبب سے ہما ہی کو یا کی کہ متعلق کہ اور دوسری اوّل اس کلام کی میری کہ روزی ہی میری نکاح ہے جیسا کہ
 کلام نہ تھا لہذا حق ہے جیسا کہ تم شک نہیں کہلے ہوا اس کلام میں کہ ہمارے ہوتے تھکنا ہے ویسے ہی
 میں ہویع روزی دینے میری کے کو کہ **فأهدی** لہ اجنبی قد تین نزاقی وغیرہ کی بیان فلک اور طرح
 کی قد تین بیان دے میں ہل اشد عذبت ضیف انھیک لکھ کر مین ایا ہی ہے لکھ کر
 خبر مہانوں بزرگ اسیم کی کا پیچی ہے جھکوات ابراہیم کے مہانوں کی جو عز واسلے تے تفسیر بل اساک
 جو فرما اقصا و اس برقی بیان کرنی بات کی ہی جو کہ مذکور ہو لکھ کر تفسیر ہے اسیر کہ نہیں ہے وہ بات و افلا
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے اور تین ہی اور سکوروزی سے اس کے بیان دی کہ تین اور کئی کو ہی
 جیسے اصوم اور روزہ اور تہ وہ بالان فرشتے اور جیسا کہ ہمارے اور وہ میں اس کے جس طرح ہی اور ضیف کہا
 او کو اس لئے کہ تہ وہ صورت ضیف یعنی مہانوں کے اس لئے کہ ہما کی ہی اور یہ ہوتا ہے کہ فی اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بل جہاں اور تین لکھ کر مین ہی ہما نہ تہ کی او کی اور
 نے بذات خود اور خدمت کرانی او کی ہی ہی اور وہی ہی ہما کی او کی ہی ہما کی اور تعالیٰ ہی ہی

لہذا
 صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ تعالیٰ

دانا کہ بولی بونی کہا تیری رستہ وہ جوی ہی ہی حکمت والا خبر دار کہ تفسیریں بطرح یعنی حیاسنی کہا
 اور خبر دی ایسی ہی کہا تیری رستہ یعنی نہیں خبر دی میں ہم حکم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ قادری اور پیغمبر
 کے کہنے پر کہ جسکو مستبعد جانتی ہے تا حکمت ہی اپنے فعل میں دانا ہی کہ نہیں پوشیدہ اور پیر کوئی چیز اور وہاں
 کیا گیا کہ جب حضرت سارہ نے مستبعد جانور نہ ہو بلکہ جو بریل کے کہا کہ بیکہ یعنی کہہ کی جہت کی طرف میں کیا
 اور نہوں نے تو کیا جہتی میں اگر کو میں تھا وہ بلکہ ہی میں تھکان اللہ تعالیٰ کیا وہ حکم پر یاد واجب جانا حضرت
 ابراہیم نے کہ وہ فرشتے میں اور وہ نہیں اور تے کہ ان اللہ تعالیٰ کے رسول ہو کہ بعض اموال میں کہا قال فما
 خطبکم انہ کلمہ صمد کہ قال فما خطبکم انہا المرسلون کہا ابراہیم نے پس کیلئے مقصد تھا راہی بھیجے
 ہو وہ ان کو لایا کہ مطلب ہے تھا راہی بھیجے ہو وہ تفسیریں کیا ہی حال تھا راہی کیا ہی طلب تھا راہی
 اور کیوں بھیجے گئے ہوئی بھیجے ہو وہ ایسی بھیجے گئے ہو نہ تارہ کے لئے خاص کر لایا اور کے لئے یادوں کے لئے

صلیٰ کہ قالوا انزلنا الی قوم محمد صلیٰ علیہ وسلم لعلہم حجۃ من طین مسومہ عندہ
 لیسرفین کہا اور نہوں نے تحقیق نہ بھیجے گئے میں طرف ایک کرہ کہ نکار کے تاج میں ہم ان کے سر پر تاج تہر کے
 مٹی سے کہ نشان سند کے گئے میں نزدیک پروردگار تیرے واسطے ان کے کہ حد سے نکل گئے میں کہ وہ بولے ہو
 پر کیا ہی ایک لوگوں کہ نکار پر کہ چوڑ میں اور نہ تہر مٹی کے نشان پر سے تیرے کے ہاں سید چلنے والوں کو کہ
 تفسیریں نکار کے لئے قادیوں کے کہ وہ قوم لوط میں حجۃ من طین سے مراد چیل ہی اور وہ مٹی ہی کہ کا
 جاتی ہی ایک ہی جیسے ایڈہ کا پی جاتی ہے یہاں تک کہ ہو جاتی ہے سخت مثل تہر کے لئے لنگر اور نہ تہر سے
 ہی اور حوتہ کہتے میں علامت کو کہ ہر ایک پر نام لکھا ہو تھا وہ حکم کہ ہلاک ہوا ساتھ اور کے نزدیک پروردگار تیرے
 یعنی اولیٰ بادشاہت و حکومت میں اور نہ تہر میں فرمایا اور لکھ دیا عادیں واسطے طرف اور عادیں اور ان کے
 اپنی عمل میں کہ قناعت ملی اور نہ کہ جو صلح تہنیں ان کو لئے ہو میں بلکہ مردوں ہی حرکت بدر کر کے لگے یا مسرفین
 اس لئے فرمایا کہ مردوں نے فعل بدر کر کے ہے باوجود کفر کے کہ صمد کہ فآخر جنان کان یفھامین
 المؤمنین پس نکالا ہمنا و سلوک تھا اور اس کا ان میں مؤمنوں کے کہ یہ ہر چا نکالا ہمنا جو تھا وہاں ایمان

تفسیر اور اس کا ان میں یعنی قوم لوط کے کا ان میں اور ضمیر بیان فرمائی یعنی لفظ فیہ اور ذکر کا نو کا اور نہوں نے
 کہ معلوم وہ ظاہر تھا اور مؤمنوں ہی مراد لوط و ام و وہ لوگ میں کہ ایمان لائے تھے ساتھ ان کے لئے ان کو کمال ایمان کا
 کو ہلاک کرین اور ذبح جاوین کہ صمد کہ فآخر جنان کان یفھامین پس ایمان
 پہنچے اور جگہ ہوا ہی ایک کہہ گئے مسلمانوں سے یعنی کہ حضرت لوط کا کہ یہ نہایا ہمنا اور جگہ ہوا ہی ایک کہہ
 مسلمانوں کا تفسیر سو ہی ایک کہہ گئے یعنی کہ انوں کے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ ایمان اسلام ایک ہی میں
 اس لئے کہ لکھا گیا ان کو ایمان تو نہیں ہی کہا اور مسلمان ہی کہ صمد کہ کہہ والی ہے حضرت لوط اور دونوں شان
 اور ملی اور وصف کی گئے وہ ساتھ ایمان اور اسلام کے لئے کہ وہ صدیق کہ نہولے تھے نہولے ولوں ہی اور طاعات
 انہولے تھے انصار سے اور کہا قادیہ نسخہ تفسیر قادیہ تھا غیر تہنیں انہولے تھے انہولے قادیہ اور انہولے
 ایک کہہ تے زیادہ کہہ مسلمانوں کا تو جانتا دیتا ان کو ہی اللہ تعالیٰ کو کہ جانتے کہ ایمان اللہ کے نزدیک محمود ہے

تفسیریں بطرح

تفسیریں بطرح

[illegible][illegible]

وہ جو پہلے سے اسکو چاہی تھا ایدیں کہ وہ کام جو پہلے سے کیا تھا ایک ہی جہاں سے مختلف ہو کر اور اختلاف سے جہاں مختلف
ہوتے ہیں مگر اس ملامت کی یہی پس کرنا لاف کا ملامت کیا جاتے ہے مقدار و سکاد کرنا لایہ اور معیہ وغیرہ کا
اقدار کے ملامت کو احاطہ ہے **طہ** کہ کوئی مومن ای ورتنا فی ارسال کوئی ایہ و عجرہ اور حضور نے کہا یہ
عطف کیا گیا ہے فی الارض آیات پر گزرنے کے ساتھ جماعت و شکار کے کہ جسے قوت حاصل کرتا تھا مانند
کرکٹ لینے ستون کے کہ اس قوت حاصل کرتی ہے جب نظر رکھی یہیں کا وائی الی کن غنہ یاد کیا ابو عبیدہ
کہ لفظ اسرار و مخزون میں مجھے داکہ ہر **طہ** کہ کوئی مومن اس طرح مومن قصہ میں ہی نشانی ہے دینو کو
کے لئے اور یہ اس طرح کہ واقع ہوئی قوم فرعون پر جب پہلے سے موسیٰ کے جہوت کے یہی جہتے موسیٰ کو ساتھ دیکھ
طہ اس طرف سے انسانی خواہش سے اور نہ وجہت مخالفین و معبر کرنا ان کے لئے کوئی طرح پیر فرعون ساتھ
قوت لپٹنے کی اسے موسیٰ کے لئے اور کن کے مضمین قوت اور ستون سی جہت کے کہ دراز و عجز کا اوپر ہوا سی
قوت سے کہ کیا ساتھ کہ جسے یہ طاق مخالف موسیٰ کی کی اور حضور نے کہا کہ مسیحی کوئی کرکٹ کے یہ میں
ایہ پیر فرعون ساتھ شکار کے لینے ب معنی مع کے ہے کہ کہا جاتے ہے **طہ** کہ عجز لینے نکلا میر ساتھ
حتم اس کے اور حضور نے یہی کہ میں انکوف بکائیہ و شقیہ عاوی الیہ لینے پیر فرعون ساتھ باب و پہلو
اپنے کے اور جس کے کہ بالکل طرف اسکے لینے توحید یہ جیسا کہ زما بالمدخل نے داوا العنما علی الانسان ونا
بکائیہ لینے اور جب انعام کرے میں ہم انسان پر ملجا ہوا سے اور ڈر لے لینی کرٹ اور یہ یہ بالوئی اعراض میں
اور تو اسے سے مرد و یہ ہے کہ ہمیشہ رو کر دانی رہا و قال سائر او مخزون جب دیکھے فرعون نے مجھے حضرت
موسیٰ ہم کے سبب عجز کرنے کے کہا اپنی قوم کو کہ یہ موسیٰ جادو کر ہے ڈھٹ بندی کر کے ہمارے کو یاد دلاو ہے حکم
دیوانی کے خام کار سے اندیشہ نہیں کرنا اور یہ میں کرنا اور نکلا دیکھ اسکے نہایت جہل کی کمی ساتھ و جہزون
مستفاد کے کوئی کم کو طعن کیا اسلئے کہ جادو کے لئے عقل چاہئے نہایت کامل اور مرد حاذق اور جادو کر کے اور لیا
اٹل جو عقل کا ہے اور یہ دونوں ضد میں ہیں اور حضور نے کہا کہ تو معنی داکہ کے ہے فاختہ و الخ جب
اوتے رو کر دانی کی حق سے اور اسی پر لڑا رہا اور موسیٰ عم کو سائر و مخزون کہا کرتا عذاب کیا جسے او کو روڈا
دریا میں اور فرعون اپنے کو ملامت کرتا تھا کہ کیا ہوا کہ یوں ایسا کام کیا جسے حتی کہ کہا انت انت لاکہ الالہ
انتشیو بنو اسرائیل لینے ایان لایمن اسپر کہ نہیں کوئی سجدہ کر دے ذات پاک کر لیا ان لایحو اور سپر نہ اسر لیل
جواب آیا او کو الان وقد عصیت قبل لینے کیا اب ایان لاکہ ہے تو اور فرامی کی تو نے پہلے سے اور وہ تو
اسمیں دہی جہزون کا اگر اسکو اختیار نہوا تو کہنا اور کا وہ تو تم اسکے حق میں ٹھیک نہ پڑا کہا جاتا ہی الام
الکمل فی فعلنا یعنی علیہ اللہ لینے کیا ایسا کام کہ تخی ہے اور ملامت کا لینے جہلا مارو لو نکلا اور داکہ
کرنا بویہ کا **طہ مدجل** کہ کوئی عاقد ادا رسلنا علیکم الیم العقیقہ اور یہ قصہ عاقد
یہی ایک نشانی ہے جب یہی ہو کر ایک ہولے منفعت **طہ** کہ او نشانی ہے عاود میں جسے بھی جسے
اور یہ ہوا ہے **طہ** کہ نفس میں یہ خیر کہ نہ میدا سے اور نہ وقت کو بار اور کرے اور نہ ہوا اور نہ چھو
تھی **طہ** بشر کہ مانتا من شیء انت علیہ الا جعلتہ کا الوبیہ و عجز کی کسی چیز کو کہ نہ

اور یہ اس طرح کہ واقع ہوئی قوم فرعون پر جب پہلے سے موسیٰ کے جہوت کے یہی جہتے موسیٰ کو ساتھ دیکھ
طہ اس طرف سے انسانی خواہش سے اور نہ وجہت مخالفین و معبر کرنا ان کے لئے کوئی طرح پیر فرعون ساتھ
قوت لپٹنے کی اسے موسیٰ کے لئے اور کن کے مضمین قوت اور ستون سی جہت کے کہ دراز و عجز کا اوپر ہوا سی
قوت سے کہ کیا ساتھ کہ جسے یہ طاق مخالف موسیٰ کی کی اور حضور نے کہا کہ مسیحی کوئی کرکٹ کے یہ میں
ایہ پیر فرعون ساتھ شکار کے لینے ب معنی مع کے ہے کہ کہا جاتے ہے **طہ** کہ عجز لینے نکلا میر ساتھ
حتم اس کے اور حضور نے یہی کہ میں انکوف بکائیہ و شقیہ عاوی الیہ لینے پیر فرعون ساتھ باب و پہلو
اپنے کے اور جس کے کہ بالکل طرف اسکے لینے توحید یہ جیسا کہ زما بالمدخل نے داوا العنما علی الانسان ونا
بکائیہ لینے اور جب انعام کرے میں ہم انسان پر ملجا ہوا سے اور ڈر لے لینی کرٹ اور یہ یہ بالوئی اعراض میں
اور تو اسے سے مرد و یہ ہے کہ ہمیشہ رو کر دانی رہا و قال سائر او مخزون جب دیکھے فرعون نے مجھے حضرت
موسیٰ ہم کے سبب عجز کرنے کے کہا اپنی قوم کو کہ یہ موسیٰ جادو کر ہے ڈھٹ بندی کر کے ہمارے کو یاد دلاو ہے حکم
دیوانی کے خام کار سے اندیشہ نہیں کرنا اور یہ میں کرنا اور نکلا دیکھ اسکے نہایت جہل کی کمی ساتھ و جہزون
مستفاد کے کوئی کم کو طعن کیا اسلئے کہ جادو کے لئے عقل چاہئے نہایت کامل اور مرد حاذق اور جادو کر کے اور لیا
اٹل جو عقل کا ہے اور یہ دونوں ضد میں ہیں اور حضور نے کہا کہ تو معنی داکہ کے ہے فاختہ و الخ جب
اوتے رو کر دانی کی حق سے اور اسی پر لڑا رہا اور موسیٰ عم کو سائر و مخزون کہا کرتا عذاب کیا جسے او کو روڈا
دریا میں اور فرعون اپنے کو ملامت کرتا تھا کہ کیا ہوا کہ یوں ایسا کام کیا جسے حتی کہ کہا انت انت لاکہ الالہ
انتشیو بنو اسرائیل لینے ایان لایمن اسپر کہ نہیں کوئی سجدہ کر دے ذات پاک کر لیا ان لایحو اور سپر نہ اسر لیل
جواب آیا او کو الان وقد عصیت قبل لینے کیا اب ایان لاکہ ہے تو اور فرامی کی تو نے پہلے سے اور وہ تو
اسمیں دہی جہزون کا اگر اسکو اختیار نہوا تو کہنا اور کا وہ تو تم اسکے حق میں ٹھیک نہ پڑا کہا جاتا ہی الام
الکمل فی فعلنا یعنی علیہ اللہ لینے کیا ایسا کام کہ تخی ہے اور ملامت کا لینے جہلا مارو لو نکلا اور داکہ
کرنا بویہ کا **طہ مدجل** کہ کوئی عاقد ادا رسلنا علیکم الیم العقیقہ اور یہ قصہ عاقد
یہی ایک نشانی ہے جب یہی ہو کر ایک ہولے منفعت **طہ** کہ او نشانی ہے عاود میں جسے بھی جسے
اور یہ ہوا ہے **طہ** کہ نفس میں یہ خیر کہ نہ میدا سے اور نہ وقت کو بار اور کرے اور نہ ہوا اور نہ چھو
تھی **طہ** بشر کہ مانتا من شیء انت علیہ الا جعلتہ کا الوبیہ و عجز کی کسی چیز کو کہ نہ

قصہ عاقد

قصہ

انسان کا دوست
ملک مالک
دلیلہ میں لکھی
چھوٹی جلی لکھی
مدنی جلی لکھی
سے
چھوٹی جلی لکھی
ان کے نسخے
میں سے

اوپر لکھ کر اوسے اوسکو مانڈ ڈی ہو سیدہ کے **فصل** چھ چھوٹی کوئی چیز جسے گزری کر لے کر اڈالتی اوسکو جیسے چو
موقف پر سیم کہتے ہیں کہا اس خشک چورامی کو اوٹھیں ہو سیدہ کو یہی کہتے ہیں اور ریت کو سہی اور
مٹی لٹی ہوئی کو سہی اور آگاہی کہ مکان عمارت کا اختلاف یعنی تو وہ ریت میں مابین عمارت اور حضرت موت کی تہی اور
اونہوں نے سبب قودہ اپنی کے تمام زمین کو منسوب کیا کر دی زمین پتھر تپتے اور صدا اور صمود اور ہتھانام
اونکے تو کچے تھے جب ہود علیہ السلام جوت ہوئی تو اونہوں نے مکذیب ہود کی کی اور کبیر کیا حق تھکے تین
برس زمین اونے روکا اور فحشا اور گرانی میں مبتلا ہو کر اور اس وقت میں مقرر تھا کہ جسے ملا نازل ہوئی اوسکے دفع
کے لئے سمیت اللہ کو جا رکھتا اور اس وقت میں مکان بیت الدین سرخ ریت کا تو وہ تھا مسلمان و مشرکے پا
جمع ہو کر طلب حاجتوں کی کرتے اور تعظیم اور حکم کے بجالاتے اور حکم ملا وقت میں اولاء علیہ بن لادین
سام بن نوح سے تھا اور انکو عاقلہ کہتے تھے اور نام اونکے تیس کا تھو تین مگر تھا اور ان تھوہ کی کلمہ تین
بحیری قوم عادی تھی جب عادی قحط پڑا تو قیل بن غز اور ثناء و علیہم تھوہ کے ماموں وغیرہ کو بیت سی کو کو
کے ساتھ مکہ کو بھیجا مامیہ کی دعا کر کے وہ تھوہ کے پاس پہنچے تعظیم کو لے کر بجایا اور ایک مینے تابح ضیافت
اور شراب خواری اور کھانے اور بچانمین شول سے بعد اوسکے اسپین کہا جس کام کے لئے ہم آئے زمین بجالانا
جاہئے تا قوم ملاکت سے نجات پاویں مرشد کے باطن میں بان ہود علیہ السلام پر کبھی تھے کہا دعا دینا ہر مقرر
مبین بنو نیلی جب تک کہ ایمان ہود پر نہ لگاؤ وقت ایمان اوسکا عادیوں پر ظاہر ہوا تھوہ کو کہا کہ اسکو قید
کر لے ہمارے ساتھ اسکا قے لئے نظر اور قتل نہیں اوس گردہ نے جگہ بیت اللہ کے آکر عمار کی کہ الہی الرمود
سچا ہی تو قوم عاد کو مینہ ہی اوس وقت میں ٹکڑے کر کے ظاہر ہوئے اور اوانی کہ ان تین ابرو مین سی کہ ایک سرخ
تھا اور دوسرا سیاہ و تیسرا سفید ایک کو اختیار قیل نے کہا کہ ابر سیاہ کو اختیار کیلئے کہ بہت پانی ہوا سی آواز
آئی سے آخرت رما داما + لا قی من ال عادی + یہ قیل اپنے گردہ کے ساتھ مکہ سے بھاگا اور اپنی شہر دن
کی طرف چلا گیا اپنی مکانوں کی طرف وادی مینیت میں پہنچا تو بشارۃ ابر کی قوم کو پہنچائی سب خوش ہوئے اور
واسطے سیلر کے قحط کو کھلے ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا اور اسپین باوصہ صر بنے جگہ تھا اٹھ روز اسات شب قوم
عاد پر سلاطہ سی اوسکو ملاک کیا اور وہ سب بد عادی ہود علیہ السلام کے تھا اوسکو ہود اوسنوس ساتھ اوسکے اولاد
ایام میں ایک خطیرہ مین الملک قوم سے گوشہ نشین تھے وہی ہوا اور اوسکو پہنچتے تھے شل باد سے کہ اوپر گزرتی تھی
اور عاد کو لکھا دینا کر زمین پر ڈالتی تھی دماغ ہنکمر جاتے تھے اور ایک قول یہی کہ جب وہ ظاہر ہوئی اور
عار کے موشی کو اوپر لپکا کر زمین پر ڈالتی اور ملاک ہوتے عادوں نے اوسکو جیکھا اپنے کھر و مین اگر دوازہ بنکر جو
ہوا سے گھر و مین اگر انکو ملاک کیا اور حق تھکے نے جانور بھیجے کہ اوسکے مرد و ناچوچوں میں وہاں کر دیا مین لکھتے
اور ایک حالت میں یہی کہ سبب اس ہوا کے ریت اون سب پرانی اوس بیت کے نیچے سات روز تک رہی آواز
اونکے آواز کی ریت کے نیچے سے سنی جاتی تھی ابی اوسکے اوس ریت کو اوسکے اوپر سے دھڑک دیا مین ڈالا اور
روایت کیا گیا کہ قبرین ہود اور حبیب اور صالح اور عیسیٰ اور یونس مین ہون علیہم السلام کی مابین رکن اور
مقام اور زفر کے پوشیدہ مین اور بقول اعلیٰ رض کے قبر ہود کی اوپر تھوہ ریت سرخ کے خطر موت مین ہی اور موت

جب تمام قوم غفار کی اونٹنی کے کوچین کاٹنے برفق ہوئے صدقہ حرم جمال میں بی نظیر نبی مصطفیٰؐ کی چمکے شیشے کو کہا اگر اس اونٹنی کی کوچین کاٹے تو اپنے تئیں تیری ہوی رون صبح نے غنیمت مانا اور بخیر نہ قارن صاف کو کہا اگر اونٹنی کی کوچین کاٹا تو جس میری بیٹی کو چاہیگا تجھ سے نکاح کر دوں گی اونٹنی ہی قبول کیا اور مصدر کو ساتھ متفق ہو کر اور سات دیو کو کہا کہ اپنے ساتھ کلمات کی حکیمہ میں منتظر اونٹنی کے آئیے مٹی جیسا اونٹنی پانی پر اتنی صبح نے ایک تیراوسکی پٹنی میں مارا اور قارن کے کوچین اوسکی تلوار سی کاٹیں اونٹنی نے آواز دی اور زمین پر گری یہ اور صدقہ کیا اور تمام قوم نے نہر سے باہر نکلے اور کاشت قریب کر کے کہا کہ کیا اونٹنی کا بچہ وہ حال تک پہنچا گا اور یہاں صدقہ پر گیا جب یہ خبر صلیح کو پہنچی ڈرتے ہوئے باہر آئے اور قوم مدد کرتی ہوئی اوسکے آگے آئی کہ یا نبی اللہ گناہ ہمارا ہم سب سے فلاں شخص نے اونٹنی کو مارا ہے صلیح نے کہا جا اور اسکے بچہ کو یا تو شاید کہ عذاب تھی دو ہو قوم بچہ کی طلب میں نکلی جیسا اور اوس پہاڑ کے گئے اور وہی اونٹنی کا نظر آوہ پہاڑ حکم الہی سے بہت اونچا پہاڑ تھا اونچا پہاڑ پر لوگ پرندہ بھی اوسکے اوپر بیٹھ سکے قوم ان میں سے بھی صلیح وہاں آئے اونٹنی کا بچہ صلیح کو دیکھ کر دیا اور تین اونٹنیز دین اور درمیان تیر کے غائب ہوا صلیح نے کہا ہمارے بے تاخیر المکان کی ہے مگر خدا فی جاد کرے نشانہ آباد نکالتے **وَعَلَّمَ غُلَامًا مِّنْ ذُلِّ الْأَرْضِ طَبَقًا** کو ساتھ کاشت مانا اوسکے بچہ کا کہنا یہ آج نے کہا کہ تھی حرمت خاک کو چاہو فلا عذاب خاکا تیر واجب ہوا اونٹنوں نے نشہ سے کہا کہ صلیح یہ عذاب کیا دیا اور علامت اوسکی کیا ہے صلیح نے کہا صلیح کو کہ تم روز سختی کے بحال میں کہو تیرا ہمارے زرد ہوئے اور مجھ کی صبح کو سرخ اور صبح کی صبح کو کا ہوئے اور اتوار کے صبح کو عذاب تیر نازل ہوگا اور ہلاک ہووے یہ بات صلیح سے نہ کہہا پسین اونٹین نے اونٹنوں نے کہ جنہوں نے اونٹنی کو مارا تھا اور صلیح کو بھی ماریں اور انکو مارنے کے میں اوسکے قتل کے لئے ہی فرشتوں نے سنگ باری کر رکھی اور ہلاک کیا جب صبح ہوئی تو کافروں نے صلیح کو کہا کہ تو نے انکو مارا ہے اور قضا کیا صلیح کے قتل کے بعد صلیح کے قتل کے قیلے کے لوگ نفع آئے اور کہا کہ اونٹنی وعدہ تھا ہے عذاب کا تین روز کا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تم غصہ خدا کا پٹا اور پر کیوں زیادہ کرتے ہو اور اگر چاہے تو تم تعاقب روز کے جو چاہتا سو کرنا کافر بنے گئے اور دوسرے دن تو پہاڑ کا فرد ہوا تعاقب ہمارا عذاب صلیح کا چاہے چاہا کہ وہ لوگ اور اللہ تعالیٰ صلیح نے اوسکے درمیان میں سی ہماگ کر کے کہ قتل کر کے کہیں شوق کے اسلحہ کا تیرا تیرا کافروں نے اون پر قدرت پائی اور انکو کی رات مومنوں کے ساتھ وہاں نکلے ولایت شام کو طرف متوجہ ہوئے سچ راہ فلسطین کے وترے اور وقت چاشت روز اتوار کے آسمان سے آبی دل سب کفار کے پیٹ گئی اور سہ گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یا نبی اللہ کہنے والے صلیح چار ہزار تھی کہ ہزاروں کو نکلے کراچی حضور موت کے آئے اور صلیح نے وہاں وفات پائی اور سید علی اوچا کہا کہ نام حضور موت کہا اور مومنوں نے ایک شہر بنایا حاصو نام اور ایک جماعت کے نزدیک وفات صلیح کی کہیں تھی انہوں نے اسکے عزیزین وفات پائی اور میں برس اپنی قوم میں وفات کہی **فَجَسَّطْنَا** کہیں تھیں حضور صلیح علیہ السلام کا منقول ہوا اوس سے زیادہ بخیر ہمارے رسول منقول علیہ السلام کے منقول ہیں اور علیہا شرف کرنا مستحکم ہے کہ سب سے پہلے کہہ رہے ہیں انوک تیرا چکا جا میں اور جو لوگ کہہ لیا کہ اوس جناب کی کرکڑی کو زمین انکار سے بہرے

میں وہ پیشانی ہوں اور شاہد ہریت بادرین راہ حق کی والا حال مسلمان تو مضبوط ہو گئے اسکے سننے سے فصل
 پہلی میان میں مجزون قرآن مجید کے تراجم و تفسیر کا تو قرآن مجیدی کی شرف انہر معجزاتی کی طرف
 سی اور سکا اچھا نہ ہے بخلاہ اولن طریقوں کے مدد و طریقوں کا اس طرز کہ بتو ہے سوا ایک اشعار کلام اللہ کا بلاغت کی ام
 سی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی محض تھے اور عرب کے لوگ ایسی فصیح و بلیغ تھے کہ بڑے بڑے فقیہوں کا
 فی البدیہ تصنیف کرنا اور بڑے خطبوں کا بے نامل انشا کرنا اور کما و زور تہا اور اس مجمع فصحا میں عرب میں اپنے آوازہ
 قانوا انہو بہ من مثله کا سنا یا کوئی شخص ان میں سے مثل سورہ انا اعطینا انک لکونکے نہ اسکا حال انک کلام الہی
 اور نہیں الفاظ و حروف سی مر کہ ہے جسے انکا کلام مرتب اور عربی ہی زبان ہی اور کوئی زبان نہیں جس سے وہ لوگ
 واقف نہ ہوں اور اس ماننے سے آج تک کوئی مثل چوٹی سورہ کے نہ بنا سکا حال انک دشمنان اسلام میں صد ہا قصا
 و بلاغت والے گذرے ہیں اور اکثر ان میں سے اہتمام ہوا اسطے ابطال معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتے
 ہیں میں یہ یہ معجزہ کیا انک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کا سبغہ اور کسی غیر سے ظہور
 میں نہیں آیا و قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کتاب شفاء و تعریف حقوق المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ کلام اللہ میں
 باعتبار بلاغت کے سات ہزار سے کچھ زیادہ مجھے ہیں اور دوسرا کہ لیل قوی ذکر کی ہے وہ یہ کہ علماء و محققین
 نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں سے ہر قدر کلام کہ بر سورہ انا اعطینا کے ہے معجز ہے اور دوسرا انا اعطینا میں سے ہر
 کلمے میں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اور ہے ہزار کلمے میں جو جب ہے ہزار کو اور ہر کلمے میں کو سات ہزار
 سات سو حاصل ہوتے ہیں میں کلام اللہ میں سات ہزار سات سو مجھے ہیں اور دوسرا اشعار کلام اللہ کا
 بسبب مثل مونس کے خبر یہاں پر ہے کہ طابق اسکے واقع ہوا اور اس مجھے کو اہل کتاب پیشین کوئی کہتے ہیں
 اور اسکو انہوں نے عمدہ حجرات انبیا میں شمار کیا ہے اور کلام اللہ بہت پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے یہاں
 بطریق نمونہ کے ۱۲ پیشین گوئیوں میں مجھے ۲۰ جملہ پیشین گوئیوں قرآن مجید کے یہاں یہ ہے لغز
 رَضِیَ اللہُ عَنْہُ الْوُفَّاءُ اِنْ اِذَا بَاغُوا بِكَ خَتِ الشَّعْرَةَ فَهَکُمَا فِی قُلُوبِهِمْ مَا نَزَلَ السَّکِیْنَةُ
 عَلَیْہِمْ وَاَنَابَہُمْ فَمَقَّهَا قَرِیْبًا وَاَمَّا یَوْمَکَ یَوْمَ لَا یُخَذُّوْہَا وَکَانَ اللہُ عَزَّوْجَہَا حِجَّامًا ۝۱۰ یعنی تحقیق
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی جب جیت کرے تھے تجھے لے دخت کے سوجان لیا اللہ نے جو اسکے دلوں میں ہے اور
 اوما را طیمان اور پروا و غلاب میں دی اور نہیں ایک فتح نزدیک اور ہمتیں بیت سی کہ لینے اور نہیں اور سے اللہ عز و جل
 حکمت والا چھٹے سال ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقصد عمر کے حج چو دان سوا بندہ سوجان
 کے طرف لیکر تشریف لیکے تھے کفار قریش کو غمزدہ کرنے منع ہوئے آپ نے حضرت عثمان کو کفار کہہ کے باہر
 بطور راجعی کے بھیجا کہ میں خبر آئی کہ حضرت عثمان کو کفار نے شہید کر ڈالا تباہ ایک رحمت کے تلو ہویم
 اور اپنے لوگوں سے رحمت قتال کفار پر لی اور یہاں صحاب حاضرین نے رعیت کی اور وعد کیا کہ جب تک بدن
 میں جان ہے کافروں سے لڑیں گے اور نہ ٹوڑیں گے سو یہ عہد و استقامت اور استقلال اور جان نثار صلی اللہ علیہ وسلم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کو کمال پسند ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ پیشین گوئی اسطے انہا رضامندی
 انہی میں رحمت رضوان سے نازل فرما میں اور وعدہ کیا کہ عنقریب نعام میں اس رحمت کے جتنے تے ایک فتح

ہذا

فرب عنایت کی زمین بہت سی غنیمتیں پاؤ گے سو مطابق اوسکے واقع ہوا کہ خلیفہ سے پہلے ہے خیر پرانی فتح
 کی اور وہ آپ پر فتح جو ساتون قطعہ دیا ہے ہاتھ لگے اور میت ہی غنیمت ہاتھ لگی اور باغات و املاک غیر منقولہ و منقولہ
 ہاتھ آئی اوصحاب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنی ہو گئے اور خود جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فکر و عیقا نامت
 اپنی ذات سے خاص کر کے لاؤ میں سے بیخ ایک سال قوت کا اپنی عیال کیلئے کہتے تھے اور فقرا و بی ہاشم پر ہی
 اوسین سے بیخ کرتے تھے بعد نازل ہونے اس آیت کے اوصحاب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شہرہ اسکا ہوا
 تھا کہ غریب خیر سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتح ہو جائیگا جو دین میں ہے یہ بات منکر بہت جلد اور انہیں
 سے جکا کسی صحابی پر قرض تھا اوسنے تقاضا سے شدید کرنا شروع کیا چنانچہ ابو نعیم ہودی کے عبد اللہ بن ابی ہذیل
 اٹلنی پر بیخ دم قرض لے تھے اوسنے باہر سے تقاضا کیا کہ ہر وقت آگے ساتھ تباہی اللہ کے کہا جی تو اتنی ہفت
 دہی کہ خدا تعالیٰ نے فتح خیر کا وعدہ کیا ہے وہاں سے جو مجھے غنیمت ہاتھ لگے گی اوسین سے تیرا قرض ہی ادا ہو گا اوسنے
 کہا کہ خیر خیر کی راہ کو اور جیکے راہی پر قیاس مت کرو وہاں دس ہزار مرد جنگی ہیں عبد اللہ کے کہا کہ اسی دشمن
 خدا تو میں ہمارے دشمن سے ڈرا ہے مالا لکھ تو ہمارے امان ہے یہ نو تاس جملے کی تاجملہ سول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عبد اللہ کے من کہہ دینے سے قبول کیا یہ کیا بیان کیا آپ نے اوس سے کہہ دیا لیکن میں نے جواب کیا آپ نے
 کہا ہاں یہ بات کو تحریر کیا اور کچھ نہ کہا یہ ہودی نے عرض کیا ادا القامہ لیکن میں نے دنا آپ سے مجھے ارشاد
 کیا ادا کا ہاں سے میرے پاس دو کر ہے تھے ایک کڑا میں نے دم کو چا اور دوسرا دم جو چا کے انچون لم اور
 یہودی کے ادا لے اور سلم بن سلم نے مجھے کڑا دیا وہ میں کہیں غزوہ خیر کو گیا وہاں عبد اللہ نے مجھے حضرت
 عیین بہت سال عطا فرمایا اور اب عورت کو ابو نعیم ہودی سے قرابت کہتی تھی مجھے بندو میں نے سینے اوسے پیش
 میں لا کر بہت مال کو بی محقرہ مجھے پیشین گوئیوں قرآن شریف کے یہ آیت ہے لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ
 وَرَسُولُهُ الرُّوْا بِالْحَقِّ لَنَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الَّذِي كُفِّرْتُمْ عَنْهُ لَئِنْ كُنْتُمْ اٰمِنِيْنَ مَحْضٰیْنَ رُوْسَكُمْ وَمَقْصِرِيْنَ
 لَاتَخَافُوْنَ فَصْلَهُ مَا لَكُمْ لَتَجْعَلَ مِنْ ذٰلِكَ نَحْوَ ثَمَانٍ مِائَةٍ مِثْقَالٍ سَجَىٰ كِي اِسْلَامِی
 رسول کی خواب اللہ تم داخل ہو گے مسجد حرام میں اگر اندھے چاہا میں سے سر کے بال نڈراؤ کر اگر خطیہ سو جا
 یا اللہ نے جو تم نہیں جانتے ہو اس پرانی ہے پہلے اس کے فتح نزاکت جواب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب
 میں دیکھا کہ ساتھ اصحاب آپ کے کو شریف لے گئے اور وہاں بفرار خاطر عمرہ کیا یہ خواب اپنے اصحاب سے بیان
 اون کو کو کچھ لا کر شوق زیارت کو یہ خطہ کہتے کہ چلنے کی طیاری کردی اور آپ ہی طیار ہو گے روانہ ہو کر جس
 قریب مکہ معظمہ کے پہنچے کفار قریش نے لے لے لاؤ گئے حدیبیہ پر نزول فرمایا وہیں عیت و خوان ہوئی حکم دے کر سورۃ
 میں ہو چکا اور کفر اسی مقام میں فنا میں آپ کے او کفار قریش کے مصالحو ہوا اور یہ بات قرآنی لاس سال میں
 بعد نمازین سال اندہ میں اگر کین صحاب اس بات سے بہت یوں ہوئے تھے بوقت معاہدہ حدیبیہ سے سورہ فتح
 نازل ہوئی اوسین اللہ تعالیٰ نے واسطی مسلمانوں کے یہ آیت ہی نازل کی اور ارشاد کیا کہ یہ کچھ خواب بیشک
 سچی ہے اوسین کچھ اسی سال کی تعیین تھی سال اندہ انسا اللہ تعالیٰ بیشک تم کو میں داخل ہو گے اور بفرار
 سب ارکان عمرہ بجالاؤ گے سو مطابق اس خبر کے واقع ہوا وہاں سال اندہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحاب

نہ

اطاعت رو کی دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اگر تیری پیروی کے جیسا کہ ہم نے پہلے تو عذاب کر کے تمہیں اللہ عزوجل سے
 اس آیت میں اللہ جل جلالہ نے خبر دی کہ مسلمانوں کو جو صلہ حدیث کے لیے اشتقاق سے کرنا اتفاق ہو گا کہ وہ بہت قوت والا
 اور بہت رحمت والا ہو گا کیونکہ یہ بات کہ جو لوگ مفرج حدیث میں ساتھ ہی رہ گئے تھے اور ان کو یہ عالم السلام واسطی لڑائی کے لڑا
 سو طابق اور سکے واقع ہوا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے وقت میں لڑائیاں بہت پر زور اشخاص سے
 واقع ہوئیں جیسو کٹر سید کذاب غیرہ مگر ان عرب اور بادشاہ فارس اور بادشاہ روم سے اور ان دونوں صاحبوں نے
 اعاب کو طرف قتال اشخاص مذکورین کے بولایا **مجمع ۱۲** یہ سجدہ بنشین کو یوں قرآن مجید کے پہلے یہی پڑھا
 الرَّسُولَ لَعْنَةُ مَا أَرْسَلَ إِلَيْكَ مِنْ رِجَالِكَ لَعْنَةُ مَا كُنْتَ تَفْعَلُ فَأَلْعَنَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَهُ الْفُجَّارِ
 النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ یعنی اسی رسول بخدا دے جو کچھ دوسری طرف تیری ترے رب
 سے اور اگر یہ بچاؤ چکا تو نہ ادا کر کا پیغام دے تب کا لینے اگر ہو چکا ہے سے کوئی ذرہ سی بات ہی سجدہ احکام الہی کے رہ
 جاو گی تو یہ ثابت ہو گا کہ کوئی کچھ کام کیا اور ایک بات ہی نہ ہو چکی اور اللہ کو محفوظ کر کے کیا کسب دیوں سے
 کہ کوئی ناقص یا کس کا شک اللہ تعالیٰ نے ہدایت کرتا ہے قوم کافر کو لینے اور کو تھارے قتل پر قدرت دیکھا ابھی اس
 آیت میں اللہ جل جلالہ نے جانب حق اللہ علیہ السلام سے وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ کہنے کا اور خبری کرے کہ کوئی قتل
 کرے گا سو طابق اسکے واقع ہو گا کہ کوئی شخص کے قتل پر قاتل ہو حال انکہ لکھوں آدمی لکھوں تھے اور بتیوں کے لڑا
 قتل کا قصد نہ تھا جہنم میں جا رہے تھے اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مفرج جہنم میں جو جانب بول خدا صلوات
 علیہ وسلم طرف خدا کے شرف لینے کے لیے لڑے کہ ساتھ ہی لکھوں اور ہر کے وقت ایک جگہ میں جہان بہت سو رحمت غار
 واسطی یہاں سے اوپر جا جا رہے تھے کہ سارے کے لئے تفرق ہوئے اب ایک ایک کے درخت کے تلے وترے اور اپنی
 مالوں اور وقت پر کامی ہو کر تھوڑا سا سوتے کہ اپنے ہڈیوں کو لایا تھے جاؤ جہاں ایک عربی کے سلسلے ٹہرا ہوا اور
 اپنے ذرا کہ میں سوتا ہوا سوتے میری تلوار سیاہ میں سے نکال لی اور میں جا کا اور سینے پر کھانسی نکلی تلوار اسکے ہاتھ میں
 تھی اور اس نے مجھ پر سے کہا اب تلوار کو ان چار کھجے سینے کہ الہ اللہ اپنے اوپر جو عذاب کیا ابھی اور روایت کی
 گئی ہے کہ جب آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے کر پڑی اور اپنے ایللی اور اپنے اوپر سے کہا اب بچھاؤ کون
 بچاؤ کھجے اس نے کہا اب مجھ میں سے اور یہ مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میں نے اپنے شخص کے پاس سے
 آتا ہوں کہ اس کے آدمیوں کے ہتھکے صحیح ترمذی میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ابی کی عادت تھی کہ اپنی حفاظت
 کے لئے سوتے وقت پیر کرتے یہاں تک کہ نازل ہوئی وَاللَّهُ يَخْتَصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تَبْلِسُ خَيْمٍ مِنْ سِرِّ مَبْرُكٍ
 نکال کر فرمایا کہ اپنے جاؤ اللہ نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے اب ہمیں نہیں بچتا حاجت ہمیں **مجمع ۱۳** یہ سجدہ بنشین
 کو یوں قرآن مجید کے پہلے یہی پڑھا لَعْنَةُ مَا أَرْسَلَ إِلَيْكَ مِنْ رِجَالِكَ لَعْنَةُ مَا كُنْتَ تَفْعَلُ فَأَلْعَنَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَهُ الْفُجَّارِ
 یعنی یہ خبر دی پچھا سلیکے تلوار کہ تھوڑا سا رخ اور اگر تیرے گئے تھے تو ہمارے حاکمین کے پیر اور ہو گی اس آیت میں
 اللہ جل جلالہ نے خبر دی کہ یہودی کہیں اہل اسلام پر غالب نہ ہو گئے اور ان سے مسلمانوں کو کوئی بڑا صدمہ نہ پہنچ سکے گا اور جب
 مسلمانوں سے لڑائی کرے گی شکست پائیں گے اور یہ یہ مغلوب ہوں گے سو طابق اسکے واقع ہو گا کہ یہی یہودی مسلمانوں پر
 دست بردار کر کے اور ہر ایمان انہوں نے شکست پائی چاہے جتنی فسطحہ اور جتنی نصیر کہ یہ دیکھ کر ایک جانب میں

مجمع ۱۲

ع

یہودی کہیں اہل اسلام پر غالب نہ ہو گئے اور ان سے مسلمانوں کو کوئی بڑا صدمہ نہ پہنچ سکے گا اور جب مسلمانوں سے لڑائی کرے گی شکست پائیں گے اور یہ یہ مغلوب ہوں گے سو طابق اسکے واقع ہو گا کہ یہی یہودی مسلمانوں پر دست بردار کر کے اور ہر ایمان انہوں نے شکست پائی چاہے جتنی فسطحہ اور جتنی نصیر کہ یہ دیکھ کر ایک جانب میں

مجمع ۱۳

رہتی تھی اور بتی فیقتلہ کہ قریب مدینہ طیبہ کے رہتے تھے اور یہودیہ کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں انہوں
 میں شکست اپنی اور مغلوبہ ذلیل ہو گئے اور آخر کو فوت ہوئی مملویت کی بیانتناں پہنچی کہ حضرت عمرؓ نے ان کو ملک بالکل
 خیر و عیب کمال دیا انہیں ان تک بیان اعجاز قرآن مجید کا وہ جسے ہر چاہے اور یہی وجہ اعجاز قرآن مجید کہ میں
 کہ کتب مبسوط میں مذکور ہیں چونکہ یہ وہ ہیں ظاہر تہتیں اور کلام اللہ کے ثابت تبدیل سے انہیں کے ذکر کا کف کا
 فصل دوسری اور اخبار کے بیان میں جو حضرت پیغمبر واقع ہوئے کے بیان فرمائی ہیں
 صحیحین میں حضرت خلیفہ بن ابی اسحاق روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم جتن اور
 قیام قیامت تک ہر مولے پر سب بیان فرمائی حسنی یاد کیا وہی باری اور ہول کے جو ہول کے اور یہ کہ ان
 یاد رکھو اس بیان کے خبر ہے اور حنفی حنفیہ میں ہے کہ اس سے رسول کیا تھا میں جب دیکھا ہوں
 اسے تو تب مجھ یاد آجاتی ہے یعنی بعد وقوع خبر کے پہچان جاتا ہوں کہ یہ بھی بات ہی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی حضرت نے کسی شخص کی صودہ آدمی کو یاد اور وہ جسے غالب ہوا وہ سب اس کے
 صورت دیکھا ہے پہچان جاتا ہے اسے اور اسے اجماع خادماں میں حدیث پر یہ بات جو واضحی کہ حضرت
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کی خبر دی اور ان تطبیق ہی واقع ہوئے تکلف وہی اور اس کے
 کوئی کا شمار اس فصل میں ان کے پیشین گوئیوں میں اور یہ فصل میں اس قسم کے تمام واقعات
 متعلقہ جہاں ہی اربعہ رضی اللہ عنہم قسم دوسری اخبار متعلقہ خلافت و مہاجرت جب خلافت قسم سوم اس متعلقہ
 باہل بیت قسم چہارم اخبار متعلقہ لغزوات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم پنجم اخبار متعلقہ احمد محمد بن ابی
 اخبار متعلقہ باہل بیت قسم ساتویں اخبار متعلقہ اوقاف متعلقہ دس قسم اول اخبار متعلقہ
 جنگاں رضی اللہ عنہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان جہاں نے سفینہ مولیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کی ہے
 کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد خیر فرمائی تو ایک پیر اپنے مسجد میں کہا کہ حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا
 کہ آیا پیر میرے پاس کہ ابو بکر حضرت عمرؓ کی کہا کہ تم کیا پیر ہو کہ اس کے ہنس کے پاس کہ ابو بکر حضرت عثمانؓ سے فرمایا
 کہ آیا پیر میرے پاس کہ ابو بکرؓ کی خلیفہ ہو گیا اور پیر اور اس کے کلام میں اس نے کہ حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا
 میں اس حدیث کو روایت کیا ہے مطابق اسے واقع ہوا کہ خلافت بعد اچھے اس پر یہ کہ میری پہلے حضرت ابو بکرؓ سے
 خلیفہ ہو گیا حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ سے مطابق رسول خدا کی حدیث کہ میں نے ان میں اشارہ طرف خلافت
 متعلقہ اس کے نیز متعلقہ اس کے مولے جہاں حاکم نے حدیث اس میں ان کے روایت کی ہے کہ ابو بکرؓ کہا کہ میں نے ان سے طاعت کی ہے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ یہ میرا ہے آیت ہے جو کہ کہیں کہیں صدقات کے لیے
 لاؤں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اسے پوچھا آپ خدا فرمایا کہ ابو بکرؓ کے پاس لاؤں
 میں نے اس اشارت سے ان کو کوئی طرح کیا یا وہ انہوں نے مجھے سچا اور کہا کہ یہ پوچھا اور اگر ابی بکر صدیقؓ پر کچھ
 حادثہ ہو تو تم صدقات کے پاس لاؤں میں نے جا کر پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے پاس ہر اور ان
 کو کوئی مجھے کہا کہ اب جا کر یہ پوچھا کہ اگر عمرؓ پر یہی کچھ حادثہ آوے تو تم صدقات کے پاس لاؤں میں نے
 جا کے پوچھا اپنے فرمایا کہ عثمانؓ کے پاس منیٰ اگر اور ان سے کہہ دیا وہ انہوں نے کہا کہ اب جا کر پوچھا کہ اگر عثمانؓ پر یہ

یہی خبر جو خدا کے لئے ہے اس میں جا کر پڑھا اپنے فرمایا اگر عثمان پر عداوت ہو تو خرابی ہے ہمیں جس نے اور
 خرابی تھی اور صحیحین میں روایت ہے کہ ہر روز اور اس عمر کے باہری کہ جہاں بول خدا صلا اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ
 میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوے پر ہوں اور وہ ایک ٹول سے ہوئے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے فرمایا کہ
 یہ اس ٹول کو ابو بکر نے لیا اور اس کنوے میں کھجور ایک ٹول یا دو ٹول یا تین ٹول یا چار ٹول یا پانچ ٹول یا چھ ٹول یا سات ٹول یا آٹھ ٹول یا نو ٹول یا دس ٹول
 اور اس عمر میں خطبہ کیا میں نے کوئی آدمی جو ان قوی اور کھاندا پانی کھاتی نہیں دیکھا یا نہ کہ کوئی کلب
 ہوئے اور اگر کوئی کلب ہوئے اور وہ دلو اور مالک سے خارج ہوئے اور وہی روایت ہے کہ ایک سول خدا صلا اللہ
 علیہ وسلم فرمایا کہ ایک مرد صالح نے خواب میں دیکھا کہ ابو بکر عقیق کے گئے میں ساتھ سول خدا صلا اللہ علیہ وسلم
 اور ساتھ ابو بکر کے اور عثمان ساتھ عمر کے جا رہے ہیں کہ جب ایک حدیث باریک توبہ میں کہیں کہ ایک
 وہ مرد صالح جسے خواب میں کیا بول خدا صلا اللہ علیہ وسلم میں اور میں نے ایک کا دور سے ساتھ معلق ہونا اس کا مطلب ہے
 یہ لوگ والی ہونگے اس کے لئے کہ اس کے پیچھے عمر صلا اللہ علیہ وسلم کو بھیجائی تھی اور میں نے میں نے کہا ان
 حضرت کی ثابت میں خوف داری کی کسی ایک ناکجا بوجا ہے سحر کلام المسین میں دیکھئے کہ کلام المسین
 وقوم نوح من قبل انهم كانوا قوما فقيهاين اور لاک کیا ہے قوم نوح کو پہلے سے نبی قوم عاقر
 اور عمن سے تحقیق وہی گروہ بکار کا اور نوح کی قوم کو اس سے پہلے تقریبی وہ لوگ عاقر کہ نذیر
 عواقر کو ان غنائم میں مقصود ان سے قبول کیا ان میں یہ یہ ہو گا کہ یہ سکرہ ان جاہل خواب مخلص سے
 اور یہ کہ ان پر اور شرک اور کفر ہوں کہ وہ جب غصہ لایا تو تباہی کی یہ چیز میں جیسا مریع فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے وقفا صلا اللہ علیہ وسلم نے نصیب کیا کہ ایک نہ ہوئے جو کہ یہ نصیب ہوئے ہے سبب استعمال کیا
 ہے اور فرمایا ان الله اكبر مما تقومون عليه واتينا ما نهمم بهم ولا يشعرون ولا يشعرون ولا يشعرون
 یہاں تک کہ ان کے وہ علم اور کوئی نہ فرمایا حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے انا واللعنة فان المصيبة
 حل خطب اللہ میر کا فوں کے لئے کہ کیا اوجہ انی میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان الذين كفروا وما تولوا
 كفارا ولولا ان الله ولي المؤمنين والمسلمين والناس جميعا لخلدوا فيها لا يخفف عنهم
 العذاب ولا هم ينظرون اور ہونوں کے لئے کہ یہ کافر کے میں یہ نجات ہی و لکن الذين
 امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنة تجري من تحتها الانهار كلما رزقوا منها من ثمرة رزقا
 قالوا هذا الذي رزقنا من قبل واولاؤه مستابها ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها
 خلدون - والسماء فيها ما يدرك والنجوى من اور سما کو بایا ہے ساتھ قوس کے لئے ان میں
 اور سماں بایا ہے ساتھ کعبہ اور کو سب مقدوس ہے نفسیہ ابو بکر ابن عباس کے معنی کوئی کوئی کفاروں
 میں یعنی تم قادمین اور سے یہی قول ہے البتہ فراح رزق کے میں اپنے طلق پر اور بعضوں کے کہا دو سے
 سے صاحب فرامی کے میں کہا تھا کہ عمر میں دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے وعلى النور قد ان
 کہا حسن مطعون سے طاقت والے میں صلا اللہ والارض قوتہا قيع المهدون اور زمین کو
 بھیجائے پس اسے بھیجائے میں ہم اور زمین کو بھیجائے سو کیا خوب بھیجا جاتے ہیں نفسیہ ان الذين

یہی خبر جو خدا کے لئے ہے اس میں جا کر پڑھا اپنے فرمایا اگر عثمان پر عداوت ہو تو خرابی ہے ہمیں جس نے اور
 خرابی تھی اور صحیحین میں روایت ہے کہ ہر روز اور اس عمر کے باہری کہ جہاں بول خدا صلا اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ
 میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوے پر ہوں اور وہ ایک ٹول سے ہوئے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے فرمایا کہ
 یہ اس ٹول کو ابو بکر نے لیا اور اس کنوے میں کھجور ایک ٹول یا دو ٹول یا تین ٹول یا چار ٹول یا پانچ ٹول یا چھ ٹول یا سات ٹول یا آٹھ ٹول یا نو ٹول یا دس ٹول
 اور اس عمر میں خطبہ کیا میں نے کوئی آدمی جو ان قوی اور کھاندا پانی کھاتی نہیں دیکھا یا نہ کہ کوئی کلب
 ہوئے اور اگر کوئی کلب ہوئے اور وہ دلو اور مالک سے خارج ہوئے اور وہی روایت ہے کہ ایک سول خدا صلا اللہ
 علیہ وسلم فرمایا کہ ایک مرد صالح نے خواب میں دیکھا کہ ابو بکر عقیق کے گئے میں ساتھ سول خدا صلا اللہ علیہ وسلم
 اور ساتھ ابو بکر کے اور عثمان ساتھ عمر کے جا رہے ہیں کہ جب ایک حدیث باریک توبہ میں کہیں کہ ایک
 وہ مرد صالح جسے خواب میں کیا بول خدا صلا اللہ علیہ وسلم میں اور میں نے ایک کا دور سے ساتھ معلق ہونا اس کا مطلب ہے
 یہ لوگ والی ہونگے اس کے لئے کہ اس کے پیچھے عمر صلا اللہ علیہ وسلم کو بھیجائی تھی اور میں نے میں نے کہا ان
 حضرت کی ثابت میں خوف داری کی کسی ایک ناکجا بوجا ہے سحر کلام المسین میں دیکھئے کہ کلام المسین
 وقوم نوح من قبل انهم كانوا قوما فقيهاين اور لاک کیا ہے قوم نوح کو پہلے سے نبی قوم عاقر
 اور عمن سے تحقیق وہی گروہ بکار کا اور نوح کی قوم کو اس سے پہلے تقریبی وہ لوگ عاقر کہ نذیر
 عواقر کو ان غنائم میں مقصود ان سے قبول کیا ان میں یہ یہ ہو گا کہ یہ سکرہ ان جاہل خواب مخلص سے
 اور یہ کہ ان پر اور شرک اور کفر ہوں کہ وہ جب غصہ لایا تو تباہی کی یہ چیز میں جیسا مریع فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے وقفا صلا اللہ علیہ وسلم نے نصیب کیا کہ ایک نہ ہوئے جو کہ یہ نصیب ہوئے ہے سبب استعمال کیا
 ہے اور فرمایا ان الله اكبر مما تقومون عليه واتينا ما نهمم بهم ولا يشعرون ولا يشعرون ولا يشعرون
 یہاں تک کہ ان کے وہ علم اور کوئی نہ فرمایا حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے انا واللعنة فان المصيبة
 حل خطب اللہ میر کا فوں کے لئے کہ کیا اوجہ انی میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان الذين كفروا وما تولوا
 كفارا ولولا ان الله ولي المؤمنين والمسلمين والناس جميعا لخلدوا فيها لا يخفف عنهم
 العذاب ولا هم ينظرون اور ہونوں کے لئے کہ یہ کافر کے میں یہ نجات ہی و لکن الذين
 امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنة تجري من تحتها الانهار كلما رزقوا منها من ثمرة رزقا
 قالوا هذا الذي رزقنا من قبل واولاؤه مستابها ولهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها
 خلدون - والسماء فيها ما يدرك والنجوى من اور سما کو بایا ہے ساتھ قوس کے لئے ان میں
 اور سماں بایا ہے ساتھ کعبہ اور کو سب مقدوس ہے نفسیہ ابو بکر ابن عباس کے معنی کوئی کوئی کفاروں
 میں یعنی تم قادمین اور سے یہی قول ہے البتہ فراح رزق کے میں اپنے طلق پر اور بعضوں کے کہا دو سے
 سے صاحب فرامی کے میں کہا تھا کہ عمر میں دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے وعلى النور قد ان
 کہا حسن مطعون سے طاقت والے میں صلا اللہ والارض قوتہا قيع المهدون اور زمین کو
 بھیجائے پس اسے بھیجائے میں ہم اور زمین کو بھیجائے سو کیا خوب بھیجا جاتے ہیں نفسیہ ان الذين

کلام کو فقط خوشخبری سنانے اور خوف دلانے میں یا فقط خوف لانے اور اُنے میں بلکہ کلام کو ملّا جلّا ہر ہی اس سے
 اور اس سے حدیک حق تعالیٰ کی عادت ہی قرآن مجید میں مدد کیے بغیر عید کا الانا اور نبارت کے ساتھ انداز و تحلیف
 کو ملّا ناف اس واسطے کہ فقط ترغیب سے آدمی مبیاک ہو جاتا۔ ہر اور فقط ترہیب سے یا سننا سیدھی حاصل ہوتی ہے تو
 ہر ایک کو اپنے اپنے موقع پر ذکر کرنا چاہیے۔ چو کہ ان کہ تراج و ہر مہم نہ است اور ہر کہ نہ اعظم نہ ہی کرنا والا
 اور کہ خطب کو عام کرے اور خاص کرے ایک وہ کہ خطب کو دوسرے گروہ کو پہنچا کر اور کسی قوم مخصوص کی مذمت
 یا کسی شخص معین پر انکار یا تشافہ کرے بلکہ بطریق اشارہ کے کہنے مثلاً یوں کہے کیا حال ہے لوگوں کا کہ ایسا ایسا کرتے
 ہیں ف مولیانے فرمایا کہ بالمشافہ مذمت اور انکار و اعطی کی علوت باطنی معمول ہوگی اور اس قوم اور شخص
 معین کے ساتھ توجہ و بینش کہ بعض سلفے والو کا دل مستقبض ہوا اور دلوں ہی اور سکی دیانت و صداقت جاتی
 رہی تو وہ خط کا فائدہ نہ حاصل ہوگا + اور عظم میں کلام ناکار اور سبکی کا بولے ف اسلمی کہ کلام ناکار اور
 سہنی کا عربی بہشت کو کہہ دو تیس تہ تو غرض عظم گوئی میں ظل واقع ہو گا اور خوبی بیان کرے نہ نکات کی
 اور برائی بیان کر کر بری بات کی اور حکم کرے اچھی کاموں کا اور منع کرے برے کاموں ہی اور ہر جاتی اور کابی
 مذہب ہو کہ جس محل میں جاوے گا وہ آتش نفسانی کے موافق و خط شروع کرے اور آسیر غایت و غلطی مقصود
 ہی ہو مناسب یوں سے کہ اپنے دلیمن تصور و حدین کرے مسلمان کی صفت اور اس کے اعمال میں اور اس کے حفظ
 اور الملاق میں اور اس کے اذکار کی ماوت میں ہر جاتے کو اسی صفت بخانا کو پوری پوری مسیحین میں ثابت و
 مستحق کرے ہر جاتے اور اس کے فہم کے موافق ہیں پہلی تو حسات کی خوبیاں اور سیات کی رانہ کا امر کر
 لباس اور شکل اور نماز و غیرہ میں ہر چرب اسکے خوگر ہو جاوین تو او کو اذکار کی تلقین کرے ہر چرب اہلین ذکر کا اثر
 مسام ہو گیا اور محبت و چوچ و لاوی زبان اور دل کے راقاں قیجہ اور اخلاق پر ہے اور او کو دو عین ان امور
 کی تائید میں امانت چاہئے ایام ہر بقا و وقائع گذشتہ کو ذکر کرے تخیل حق تعالیٰ کے افعال خاصہ اور او سنی نصیب
 اور لغت سب جگہ کی تو ہر زبان میں ہو چلی ہے پہلے سعادت چاہے موت کی و ہست اور قر کے عذاب و شدت اور ہمت
 اور دوزخ کے عذاب ذکر کرے اور اس طرح ذکر ترغیبات سے اہتجات چاہے موافق اسکے ذکر کیا جائے اور آسیر غلط
 گوئی کی استلا و اس کتاب امدی چکا و سکی ظاہر تاویل یعنی تفسیر کے موافق اور حدیث نبوی سے جو صحیحین کے نزدیک
 معروف ہی اور صحابہ و تابعین اور ائمہ کے اوار و مؤمنین صاحبین کے اقوال سے اور سرت نبوی سے بیان کرے
 ف مولیانے فرمایا کہ قرآن کی تادیل ظاہر و محسوس ہر آدمی جو قرآن کے اندر ہی مضہوم ہو عند اللطاف اور اعتبار
 صوفیانہ اور اشارات فاضلانہ اور نکات و لطائف شاعرانہ کو تمام عظمین ذکر کرے ہر کلامی و مناسب ہیں جو
 کہ صاحبین جو کہ مضہوم ظاہر و اشارہ میں فرق نہیں کرتے میں تو اعتبارات اور اشارات کو تفسیر مجموعہ کر لیا اور
 گراہ ہوئے گئے چنانچہ ہمارے زمانہ کے واعظین میں سے ایک اعظمیہ تقطعات قرآنیکہ معانی میں حوض شروع کیا
 مانہ نکات شاعرانہ کے مہاتک و سکی خیالات کی نوبت بھی کہ او سنی طے کی تفسیر کی حساب بجا کہ جو دان عدد
 ہو تو یہ خطبہ جو خلا کا اپنی ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھے جو دوین رات کو چارہ تو خور کر اس کو اعظم کی ہر حالت
 دینی امتیازی اور کو کہاں کہینہ لکھی تو یہ جو فرمایا کہ حدیث معروف کو ذکر کرے تو معلوم ہوا کہ موضوعات اور نکات

وخصبش کجا آسمان جنش کر او مردان ہوئے پہاڑ وان ہونا نہ فتنہ جو قسم ہے طور کی اور لکھی کتاب کی کتاب اور
 ورق میں اور آباد گہری اوجھنی جہت کی اور اولیٰ دریا کی بیشک خلاب تیری کجا آسمان و سکو کوئی بہن شایہ والا
 جسد از سے آسمان لیکھا از بر میں پہاڑ جگہ نفسہ کتاب طور کہا شایہ لوح محفوظ کو آباد گہر کہا ہے کو
 یاسا تو بن آسمان پر کعبہ ہے فرشتہ کے طواف کر نکا اور اوجی جہت آسمان اور اولیٰ دریا کی اور ایک دریا ہے
 موعکہ طور ایک پہاڑ ہے مشور میں مقدس میں کہ موسیٰ علیہ السلام اور کلام اللہ تعالیٰ کا شتہ ہے اور از کتاب
 سے قرآن ہی یا جو کہ لکھا ہوا لوح محفوظ میں ہے یا لکھا ہوا موسیٰ علیہ السلام کی تصویب میں ہے تواریت یا کتاب اللہ
 کہ حفظہ یعنی لازم کا تبیین لکھتے ہیں نکالینگے حرف لوگوں کے روز قیامت کے پہلے یعنی معالجہ رفیع
 جلد بار یک کہ جن لکھا جاتا ہے یعنی جہاں اور کہا رعب کہ ق بر او سحر کہتے ہیں کہ جن لکھا جاوے جلد دیا اور
 کہ جسے یعنی کاغذ وغیرہ آؤنٹور کہلی موسیٰ یعنی موسیٰ اور نہ مہر کہلی موسیٰ اور نہ بہت توریہ کے قببان میں
 جو او تین موسیٰ علیہ السلام پر او بہت قرآن کے صفحہ آؤنٹور اور قریب میں لکھے کتاب طور سے کتاب لکھی
 ہوئی ہے یعنی قرآن کہ پڑھتے ہیں و سکو موسیٰ مصحف ہے اور پڑھتے ہیں و سکو فرشتے لوح محفوظ سے عیا کہ فرمایا
 اللہ تعالیٰ نے انا لقرآن کریم قی کتاب مکشور ہے اور بعض لکھا کہ از بر میں اس سے تمام کتابیں کو ازل
 کی کہیں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اور تہی ہر کتاب بیچ حق کے کہ پہلے لکھتے تھے وہ و سکو وہ کتاب طے او کے
 پڑھنے کے لئے اور کہا کہلی نے کہ وہ وہ چیز ہے کہ کہلی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے کھانے ہاتھ سے توریہ
 میں سے اور موسیٰ ملتی ہے اور قلم کو لکھنے کی اور کہا فرما لے کہ وہ صفحہ اعمال کے میں کہ از بر میں ہاتھ میں لکھا
 او کہیوا ملین ہاتھ میں نظر اس کی یہ ہے و مخرج لہ یوم القیمہ کتاب لکھنے مکشور گاہ اور ذوال اللہ
 تعالیٰ کا و اذ اظھف شتوت اور عضول کی اور کتاب سی و کتاب لکھا او کہیوا اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں
 کے لئے آسمان میں کہ پڑھتے ہیں او میں جو کہیو کہ ہو جکا اور جو کہیو کہ ہو جکا اور عضول نے کہا کہ اور کتاب ہے وہ ہی لکھا
 او کہیوا اللہ تعالیٰ نے او ایسا ہے نہ نہ نہ لو میں بیان او سکا اس آتہ میں ہی اول کتاب کہتے ہیں فلو صلا لہما ان
 اور بیت اللہ کو مخرج کہا جاتا ہے یہ ہے آسمان میں ہے یا جسے میں یاسا تو بن میں مغال حبس کے کہ اگر تہ و بان ہی والا
 اجاوی تو کہیو کہی جہت پر پڑے حست او کی آسمان میں ایسی جہت کہ جس کی زمین میں زیارت کرے میں لکھا
 ہر روز ستر بار فرشتے ساتھ طواف اور نماز کے کہ ہر اولیٰ ماری بہن کی کسی یعنی ہر روز ستر بار فرشتی ہی آئے
 میں جو لکھا کہ پڑا کی ماری بہن کی کسی اور عضول نے کہا کہ بیت اللہ میں آسمان میں ہے اور بعض نے کہا
 کہ جو تہ آسمان میں ہے اور بعض نے کہا کہ وہ نیچے عرش کے ہی سا تو بن آسمان کے او پر ہے یہی ہے قول ہوئے
 بیت اللہ کی جگہ میں اور مخرج و سکو سلیٰ کہا کہ آبادی بسبب ملائکہ زیارت کر نولوں کے اور عضول نے کہا کہ مراد
 بیت اللہ سے یہی کہ ہے اور عمارت یعنی آبادی و سکی سبب ملائکہ زیارت کر نولوں کے اور بعض نے کہا کہ مراد
 ہی مقبول ہے کہ کہا واطی اللہ کے آسمانوں میں اور زمین میں بندران بیت یعنی کہ زمین سات تو آسمان میں میں
 اور سات اندر زمینوں کے اور کہیو کہ اور بر میں ہے آردہ چو دان مغال کہ ہے کہ اور کہا حسن بصری نے کہ بیت
 اللہ یہی کہ ہے اور ہی بیت اللہ سے کہ جو مخرج آبادی لوگوں نے آباد کر تھی امداد و سکو ہر سال چہ لکھ لکھ بیوں

قال فخطبکم
 وخصبش کجا آسمان جنش کر او مردان ہوئے پہاڑ وان ہونا نہ فتنہ جو قسم ہے طور کی اور لکھی کتاب کی کتاب اور
 ورق میں اور آباد گہری اوجھنی جہت کی اور اولیٰ دریا کی بیشک خلاب تیری کجا آسمان و سکو کوئی بہن شایہ والا
 جسد از سے آسمان لیکھا از بر میں پہاڑ جگہ نفسہ کتاب طور کہا شایہ لوح محفوظ کو آباد گہر کہا ہے کو
 یاسا تو بن آسمان پر کعبہ ہے فرشتہ کے طواف کر نکا اور اوجی جہت آسمان اور اولیٰ دریا کی اور ایک دریا ہے
 موعکہ طور ایک پہاڑ ہے مشور میں مقدس میں کہ موسیٰ علیہ السلام اور کلام اللہ تعالیٰ کا شتہ ہے اور از کتاب
 سے قرآن ہی یا جو کہ لکھا ہوا لوح محفوظ میں ہے یا لکھا ہوا موسیٰ علیہ السلام کی تصویب میں ہے تواریت یا کتاب اللہ
 کہ حفظہ یعنی لازم کا تبیین لکھتے ہیں نکالینگے حرف لوگوں کے روز قیامت کے پہلے یعنی معالجہ رفیع
 جلد بار یک کہ جن لکھا جاتا ہے یعنی جہاں اور کہا رعب کہ ق بر او سحر کہتے ہیں کہ جن لکھا جاوے جلد دیا اور
 کہ جسے یعنی کاغذ وغیرہ آؤنٹور کہلی موسیٰ یعنی موسیٰ اور نہ مہر کہلی موسیٰ اور نہ بہت توریہ کے قببان میں
 جو او تین موسیٰ علیہ السلام پر او بہت قرآن کے صفحہ آؤنٹور اور قریب میں لکھے کتاب طور سے کتاب لکھی
 ہوئی ہے یعنی قرآن کہ پڑھتے ہیں و سکو موسیٰ مصحف ہے اور پڑھتے ہیں و سکو فرشتے لوح محفوظ سے عیا کہ فرمایا
 اللہ تعالیٰ نے انا لقرآن کریم قی کتاب مکشور ہے اور بعض لکھا کہ از بر میں اس سے تمام کتابیں کو ازل
 کی کہیں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اور تہی ہر کتاب بیچ حق کے کہ پہلے لکھتے تھے وہ و سکو وہ کتاب طے او کے
 پڑھنے کے لئے اور کہا کہلی نے کہ وہ وہ چیز ہے کہ کہلی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے کھانے ہاتھ سے توریہ
 میں سے اور موسیٰ ملتی ہے اور قلم کو لکھنے کی اور کہا فرما لے کہ وہ صفحہ اعمال کے میں کہ از بر میں ہاتھ میں لکھا
 او کہیوا ملین ہاتھ میں نظر اس کی یہ ہے و مخرج لہ یوم القیمہ کتاب لکھنے مکشور گاہ اور ذوال اللہ
 تعالیٰ کا و اذ اظھف شتوت اور عضول کی اور کتاب سی و کتاب لکھا او کہیوا اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں
 کے لئے آسمان میں کہ پڑھتے ہیں او میں جو کہیو کہ ہو جکا اور جو کہیو کہ ہو جکا اور عضول نے کہا کہ اور کتاب ہے وہ ہی لکھا
 او کہیوا اللہ تعالیٰ نے او ایسا ہے نہ نہ نہ لو میں بیان او سکا اس آتہ میں ہی اول کتاب کہتے ہیں فلو صلا لہما ان
 اور بیت اللہ کو مخرج کہا جاتا ہے یہ ہے آسمان میں ہے یا جسے میں یاسا تو بن میں مغال حبس کے کہ اگر تہ و بان ہی والا
 اجاوی تو کہیو کہی جہت پر پڑے حست او کی آسمان میں ایسی جہت کہ جس کی زمین میں زیارت کرے میں لکھا
 ہر روز ستر بار فرشتے ساتھ طواف اور نماز کے کہ ہر اولیٰ ماری بہن کی کسی یعنی ہر روز ستر بار فرشتی ہی آئے
 میں جو لکھا کہ پڑا کی ماری بہن کی کسی اور عضول نے کہا کہ بیت اللہ میں آسمان میں ہے اور بعض نے کہا
 کہ جو تہ آسمان میں ہے اور بعض نے کہا کہ وہ نیچے عرش کے ہی سا تو بن آسمان کے او پر ہے یہی ہے قول ہوئے
 بیت اللہ کی جگہ میں اور مخرج و سکو سلیٰ کہا کہ آبادی بسبب ملائکہ زیارت کر نولوں کے اور عضول نے کہا کہ مراد
 بیت اللہ سے یہی کہ ہے اور عمارت یعنی آبادی و سکی سبب ملائکہ زیارت کر نولوں کے اور بعض نے کہا کہ مراد
 ہی مقبول ہے کہ کہا واطی اللہ کے آسمانوں میں اور زمین میں بندران بیت یعنی کہ زمین سات تو آسمان میں میں
 اور سات اندر زمینوں کے اور کہیو کہ اور بر میں ہے آردہ چو دان مغال کہ ہے کہ اور کہا حسن بصری نے کہ بیت
 اللہ یہی کہ ہے اور ہی بیت اللہ سے کہ جو مخرج آبادی لوگوں نے آباد کر تھی امداد و سکو ہر سال چہ لکھ لکھ بیوں

ہو جان کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کہے کہ چلو اسرا انسان پر تو خدا کا ہے اور میں پر ہمارا کا فرہو جا
مسئلہ اگر کہے کہ یا مگر کیا اوسنے کہا کہ خدا کو میرا کا ہے تہا کا فرہو جا سے اور جو کسی اور نے
او کو کہا کہ خدا سے تجھ پر ظہر کیا میرا کا فرہو جا مسئلہ اگر کہے دوسرے پر ظہر کیا اور غلطو میں کہا ہی خدا
تو اوس سے مت قبول کر اگر تو اوس سے قبول کر لیا کہ میں نہ قبول کروں گا کا فرہو جا سے مسئلہ
اگر کہے کوئی کہ میں عذاب ثواب سے بیز رہوں کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کسی نے بغیر کو ہواں کے
کھل کیا اور کہا کہ خدا اور رسول خدا کو گواہ کیا ہے یا فرشتہ کو گواہ کر دیا ہے کا فرہو جا سے مسئلہ
اور نجم النوازل سے لایا ہے کہ اگر کہا کہ فرشتہ دہنہ باہنہ اور باون ہاتھ دے لے گا وہ کہا ہے کا فرہو جا
نہو دے اگرچہ کھل صحیح نہ ہو دے مسئلہ اگر کسی جانو نے آوازی اوسے روئے کہا کہ میار
ہو جا سے کا خدا کران ہو گا کہ خدا نور کی آواز کرے سے بغیر ہو یا زہا اور کفر میں اختلاف ہے مسئلہ
اگر کہے کہ خدا جانتا ہے کہ میں تجھ کو میرے عیشہ یا دیا کرتا ہوں حصون نے کہا کہ کا فرہو جا سے اگر کہا
کہ خدا جانتا ہے کہ چلو تہا سے علم اور خوشی ایسی ہے میری ذات کی عمر اور خوشی امین حصون
نے کہا کہ اگر اوس شخص کی پہلانی برائی پرانے جان اور مال سے ایسی کوشش کرتا ہے جیسے اپنی
پہلانی برائی پر کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کہے کہ خالی اور برے پیر کے تم کا فرہو جا سے مسئلہ
اگر کہا اسنے کہ رزق خدا سے ہے پر ہناتے سے اوں کا ہونہا ہے کا فرہو جا سے مسئلہ
اگر کہے جو خلا انھیں نے ہوئے تو میں اور ہر انسان نہ الاون اپنے جو خدا چلو یا فرستے کا
اگر نہ تیرے میں بلکہ اگر قبلہ طرف ہو جاوے تو اس طرف کو مار سیر ہو گا میں کا فرہو جا سے
مسئلہ اگر حق استغفر کی خبر کی کہ کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام کو مارنا
کرتے تھے دہشت لکے میں تو ہم جو اسے ہوئے سید و سر آدمی کا فرہو کیا مسئلہ اگر کہے
جو آدم علیہ السلام گہوین کہا تھے تو ہم بوجہ نبوت کا فرہو جا سے مسئلہ اگر شخص نے کہا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم طرح کیا کرتے تھے دوسرا لاکہ اس طرح کرنا اب کے خلاف
ہے کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کسی نے کہا ناخون تر شوائے ست میں دوسرا بولایا
اسکو نہیں کرتا اگرچہ ست سے کا فرہو دے اگر کہے کہ ست ہمارے کس نام تو سے
کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کسی نے امر بالمعروف کیا دوسرے نے کہا میرا تو دخل
ہمارا ہے تو اگر میرا برودہ دے کہے کا فرہو جا سے اور دھما سے سراجی میں کہا ہے
جو فرض مٹنے والا ہے اگر تو خدا سے چہاں ہے تو ہی لوگا میں تجربہ سے لینے فرض اپنا تو کا فر
ہو جا سے اور اگر کہا جو تجربہ میں من تو لوگا کہ تجربہ سے اپنا فرض تو کا فرہو دے مسئلہ اگر کوئی
کہے کہ خدا کا حکم ایسا ہے دھم سے کہے کہ خدا کے حکم کو من کیا جانوں کا فرہو جا سے مسئلہ
اگر کسی نے فرماے کی طرف دیکھ کہ میرے فرستے کہا روانہ لایا ہے میں اگر یہ بات نہ ترتیب
و سبک جانگی ہے تو کا فرہو کیا مسئلہ اگر کسی نے شرع کا حکم ایسا لایا ہے

وہاں سے کہے کہ میں عذاب ثواب سے بیز رہوں کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کسی نے بغیر کو ہواں کے کھل کیا اور کہا کہ خدا اور رسول خدا کو گواہ کیا ہے یا فرشتہ کو گواہ کر دیا ہے کا فرہو جا سے مسئلہ اور نجم النوازل سے لایا ہے کہ اگر کہا کہ فرشتہ دہنہ باہنہ اور باون ہاتھ دے لے گا وہ کہا ہے کا فرہو جا نہو دے اگرچہ کھل صحیح نہ ہو دے مسئلہ اگر کسی جانو نے آوازی اوسے روئے کہا کہ میار ہو جا سے کا خدا کران ہو گا کہ خدا نور کی آواز کرے سے بغیر ہو یا زہا اور کفر میں اختلاف ہے مسئلہ اگر کہے کہ خدا جانتا ہے کہ میں تجھ کو میرے عیشہ یا دیا کرتا ہوں حصون نے کہا کہ کا فرہو جا سے اگر کہا کہ خدا جانتا ہے کہ چلو تہا سے علم اور خوشی ایسی ہے میری ذات کی عمر اور خوشی امین حصون نے کہا کہ اگر اوس شخص کی پہلانی برائی پرانے جان اور مال سے ایسی کوشش کرتا ہے جیسے اپنی پہلانی برائی پر کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کہے کہ خالی اور برے پیر کے تم کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کہا اسنے کہ رزق خدا سے ہے پر ہناتے سے اوں کا ہونہا ہے کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کہے جو خلا انھیں نے ہوئے تو میں اور ہر انسان نہ الاون اپنے جو خدا چلو یا فرستے کا اگر نہ تیرے میں بلکہ اگر قبلہ طرف ہو جاوے تو اس طرف کو مار سیر ہو گا میں کا فرہو جا سے مسئلہ اگر حق استغفر کی خبر کی کہ کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام کو مارنا کرتے تھے دہشت لکے میں تو ہم جو اسے ہوئے سید و سر آدمی کا فرہو کیا مسئلہ اگر کہے جو آدم علیہ السلام گہوین کہا تھے تو ہم بوجہ نبوت کا فرہو جا سے مسئلہ اگر شخص نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم طرح کیا کرتے تھے دوسرا لاکہ اس طرح کرنا اب کے خلاف ہے کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کسی نے کہا ناخون تر شوائے ست میں دوسرا بولایا اسکو نہیں کرتا اگرچہ ست سے کا فرہو دے اگر کہے کہ ست ہمارے کس نام تو سے کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کسی نے امر بالمعروف کیا دوسرے نے کہا میرا تو دخل ہمارا ہے تو اگر میرا برودہ دے کہے کا فرہو جا سے اور دھما سے سراجی میں کہا ہے جو فرض مٹنے والا ہے اگر تو خدا سے چہاں ہے تو ہی لوگا میں تجربہ سے لینے فرض اپنا تو کا فر ہو جا سے اور اگر کہا جو تجربہ میں من تو لوگا کہ تجربہ سے اپنا فرض تو کا فرہو دے مسئلہ اگر کوئی کہے کہ خدا کا حکم ایسا ہے دھم سے کہے کہ خدا کے حکم کو من کیا جانوں کا فرہو جا سے مسئلہ اگر کسی نے فرماے کی طرف دیکھ کہ میرے فرستے کہا روانہ لایا ہے میں اگر یہ بات نہ ترتیب و سبک جانگی ہے تو کا فرہو کیا مسئلہ اگر کسی نے شرع کا حکم ایسا لایا ہے

دوسرے سے نہ دے گا کہی اور کہا کہ میری میت کو چاہئے کافر ہو جاوے مسئلہ اگر کسی کو
کہا کہ تو نے فلاں سے صلح کر لیا ہے کہ اسے کہا کہ ت کو سجدہ کر لوں پراس سے تلون
کافر نہیں ہوتا کہوں کہ وہ شخص بیان کر کہے کہ صلح اس سے میری ایسی بعید ہے جسے بت کا سجدہ
الگو کوئی حاق صلیکو کہے کہ تم آؤ سلمان دیکھو اور اس سے مجلس فق کی طرف اشارہ کرے
کافر ہو جاوے مسئلہ اگر شراب پیئے والا کہے و مسکو تو غی و جوجو بہاری خوشی سے خوش ہے
ابو بکر خان نے کہا کہ وہ کافر ہووے مسئلہ اگر عورت کہے کہ ت اور غور ہر دانشمند کے
موجود کافر ہو جاوے مسئلہ اگر کسی نے کہا جب تک کہ دام ابوعین حلال کے پاس کیوں
پیشاگوں کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے اپنی بیارے میں کہا جو چلے تو چکو سلمان مارا تو
چاہئے تو کافر کا کافر ہو جاوے مسئلہ فتاویٰ سراجی میں اسلئے ہیں کہ اگر کسی نے کہا وہ زکو
محرراخ را مجرط است کہ الوضئے اس شخص کے فتنہ توفیق کہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ
کا و ہو کہ وہ عقائد ظلم کا حادیر کہنا کہ ہے مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ ت سے دوسرے نے
کہا جو ہے کہا تو نے کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے عدلیہ و سلم کو کوئی عیب کہا یا یا
نہی مبارک کو مبارک کہے ہو یا مال تجارت سے کہا کافر ہو جاوے مسئلہ اگر
کوئی یا و شاہ ظلم کو عادل کہے یا منصور را زبیری نے کہا کہ وہ کافر ہو جاوے اور امام ابو ہاشم
نے کہا کا و نہیں کہنا کہوں کہ کسی تو عادل کیا ہو گا مسئلہ فتاویٰ حمادی اور سراجی میں
کہا ہے کہ کوئی اعتقاد کہے کہ زجاج و حمیرہ خزائن یا دستانی ملک ماوانہ کی ہے کافر ہو جاوے
مسئلہ فتاویٰ سراجی میں کہنا ہے کہ کسی نے کہا کہ تو علم غیب کہنا ہے اسے کہا کہنا ہو
میں کافر ہو مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ خدا تعالیٰ جولو کہ تیرے بہت میں ایجاد کیا تو میں خدا کا
صاحب ہے کہ کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے کہا میں سلطان ہوں و سلطانہ اخت خدای
تجربہ و تری سلمان کا کافر ہو جاوے اور جامع الفتاویٰ میں امام ابی الطیر ہے کہ وہ کافر
ہو وے فتاویٰ سراجی کے کہنا ہے کہ جو کوئی کہی کہ اگر فرشتے یا پیغمبر کو اپنی زبان کہہ کر
پاس و پیغمبر سے ملے ملین ملاؤ گا اور کافر کافر ہو جاوے مسئلہ اگر ایک شخص نے دوسرے
کو کہا ہی کافر اوستی کہا اگر میں ایسا ہوتا تو تیری محبت کا بیو کہتا جسے کہتے ہیں کہ کافر ہو
اوہ جسے کہتے ہیں نہیں مسئلہ اگر کوئی کہے کہ کافر ہو جاوے تیرے سے عداوت ہے کافر ہووے
کیونکہ اولیٰ مرد اولیٰ دوسری ہونہ ہی ہے مسئلہ اگر ایک نے دوسرے کو کہا کہ ناظرہ او ستر
جو اپنے تونے تو اتنی نماز نہیں پڑی کیا ہاتھ لگا یا ہوں کہا کہ میں تیری نماز نہیں پڑھوں
کیا ہاتھ میں آیا کافر ہو گیا مسئلہ اگر ایک نے دوسرے کو کہا تو کافر ہو اوستی جواب دیا کہ
کافر ہی ہی کافر ہو جاوے مسئلہ اگر ایک نے کہا کہ تیرے کچھ عورت کی یا عورت ہی خالہ سے
ہیں کافر ہو جاوے اور مسکو تو پر کرنی چاہی اور تو بیکے بچہ کی دیکھ کر مسئلہ اگر کافر نے مسلمان کا کہا

مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ ت کو سجدہ کر لوں پراس سے تلون کافر نہیں ہوتا کہوں کہ وہ شخص بیان کر کہے کہ صلح اس سے میری ایسی بعید ہے جسے بت کا سجدہ الگو کوئی حاق صلیکو کہے کہ تم آؤ سلمان دیکھو اور اس سے مجلس فق کی طرف اشارہ کرے کافر ہو جاوے مسئلہ اگر شراب پیئے والا کہے و مسکو تو غی و جوجو بہاری خوشی سے خوش ہے ابو بکر خان نے کہا کہ وہ کافر ہووے مسئلہ اگر عورت کہے کہ ت اور غور ہر دانشمند کے موجود کافر ہو جاوے مسئلہ اگر کسی نے کہا جب تک کہ دام ابوعین حلال کے پاس کیوں پیشاگوں کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے اپنی بیارے میں کہا جو چلے تو چکو سلمان مارا تو چاہئے تو کافر کا کافر ہو جاوے مسئلہ فتاویٰ سراجی میں اسلئے ہیں کہ اگر کسی نے کہا وہ زکو محرراخ را مجرط است کہ الوضئے اس شخص کے فتنہ توفیق کہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ کا و ہو کہ وہ عقائد ظلم کا حادیر کہنا کہ ہے مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ ت سے دوسرے نے کہا جو ہے کہا تو نے کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے عدلیہ و سلم کو کوئی عیب کہا یا یا نہی مبارک کو مبارک کہے ہو یا مال تجارت سے کہا کافر ہو جاوے مسئلہ اگر کوئی یا و شاہ ظلم کو عادل کہے یا منصور را زبیری نے کہا کہ وہ کافر ہو جاوے اور امام ابو ہاشم نے کہا کا و نہیں کہنا کہوں کہ کسی تو عادل کیا ہو گا مسئلہ فتاویٰ حمادی اور سراجی میں کہا ہے کہ کوئی اعتقاد کہے کہ زجاج و حمیرہ خزائن یا دستانی ملک ماوانہ کی ہے کافر ہو جاوے مسئلہ فتاویٰ سراجی میں کہنا ہے کہ کسی نے کہا کہ تو علم غیب کہنا ہے اسے کہا کہنا ہو میں کافر ہو مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ خدا تعالیٰ جولو کہ تیرے بہت میں ایجاد کیا تو میں خدا کا صاحب ہے کہ کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے کہا میں سلطان ہوں و سلطانہ اخت خدای تجربہ و تری سلمان کا کافر ہو جاوے اور جامع الفتاویٰ میں امام ابی الطیر ہے کہ وہ کافر ہو وے فتاویٰ سراجی کے کہنا ہے کہ جو کوئی کہی کہ اگر فرشتے یا پیغمبر کو اپنی زبان کہہ کر پاس و پیغمبر سے ملے ملین ملاؤ گا اور کافر کافر ہو جاوے مسئلہ اگر ایک شخص نے دوسرے کو کہا ہی کافر اوستی کہا اگر میں ایسا ہوتا تو تیری محبت کا بیو کہتا جسے کہتے ہیں کہ کافر ہو اوہ جسے کہتے ہیں نہیں مسئلہ اگر کوئی کہے کہ کافر ہو جاوے تیرے سے عداوت ہے کافر ہووے کیونکہ اولیٰ مرد اولیٰ دوسری ہونہ ہی ہے مسئلہ اگر ایک نے دوسرے کو کہا کہ ناظرہ او ستر جو اپنے تونے تو اتنی نماز نہیں پڑی کیا ہاتھ لگا یا ہوں کہا کہ میں تیری نماز نہیں پڑھوں کیا ہاتھ میں آیا کافر ہو گیا مسئلہ اگر ایک نے دوسرے کو کہا تو کافر ہو اوستی جواب دیا کہ کافر ہی ہی کافر ہو جاوے مسئلہ اگر ایک نے کہا کہ تیرے کچھ عورت کی یا عورت ہی خالہ سے ہیں کافر ہو جاوے اور مسکو تو پر کرنی چاہی اور تو بیکے بچہ کی دیکھ کر مسئلہ اگر کافر نے مسلمان کا کہا

د

مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ ت کو سجدہ کر لوں پراس سے تلون کافر نہیں ہوتا کہوں کہ وہ شخص بیان کر کہے کہ صلح اس سے میری ایسی بعید ہے جسے بت کا سجدہ الگو کوئی حاق صلیکو کہے کہ تم آؤ سلمان دیکھو اور اس سے مجلس فق کی طرف اشارہ کرے کافر ہو جاوے مسئلہ اگر شراب پیئے والا کہے و مسکو تو غی و جوجو بہاری خوشی سے خوش ہے ابو بکر خان نے کہا کہ وہ کافر ہووے مسئلہ اگر عورت کہے کہ ت اور غور ہر دانشمند کے موجود کافر ہو جاوے مسئلہ اگر کسی نے کہا جب تک کہ دام ابوعین حلال کے پاس کیوں پیشاگوں کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے اپنی بیارے میں کہا جو چلے تو چکو سلمان مارا تو چاہئے تو کافر کا کافر ہو جاوے مسئلہ فتاویٰ سراجی میں اسلئے ہیں کہ اگر کسی نے کہا وہ زکو محرراخ را مجرط است کہ الوضئے اس شخص کے فتنہ توفیق کہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ کا و ہو کہ وہ عقائد ظلم کا حادیر کہنا کہ ہے مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ ت سے دوسرے نے کہا جو ہے کہا تو نے کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے عدلیہ و سلم کو کوئی عیب کہا یا یا نہی مبارک کو مبارک کہے ہو یا مال تجارت سے کہا کافر ہو جاوے مسئلہ اگر کوئی یا و شاہ ظلم کو عادل کہے یا منصور را زبیری نے کہا کہ وہ کافر ہو جاوے اور امام ابو ہاشم نے کہا کا و نہیں کہنا کہوں کہ کسی تو عادل کیا ہو گا مسئلہ فتاویٰ حمادی اور سراجی میں کہا ہے کہ کوئی اعتقاد کہے کہ زجاج و حمیرہ خزائن یا دستانی ملک ماوانہ کی ہے کافر ہو جاوے مسئلہ فتاویٰ سراجی میں کہنا ہے کہ کسی نے کہا کہ تو علم غیب کہنا ہے اسے کہا کہنا ہو میں کافر ہو مسئلہ اگر کسی نے کہا کہ خدا تعالیٰ جولو کہ تیرے بہت میں ایجاد کیا تو میں خدا کا صاحب ہے کہ کافر ہووے مسئلہ اگر کسی نے کہا میں سلطان ہوں و سلطانہ اخت خدای تجربہ و تری سلمان کا کافر ہو جاوے اور جامع الفتاویٰ میں امام ابی الطیر ہے کہ وہ کافر ہو وے فتاویٰ سراجی کے کہنا ہے کہ جو کوئی کہی کہ اگر فرشتے یا پیغمبر کو اپنی زبان کہہ کر پاس و پیغمبر سے ملے ملین ملاؤ گا اور کافر کافر ہو جاوے مسئلہ اگر ایک شخص نے دوسرے کو کہا ہی کافر اوستی کہا اگر میں ایسا ہوتا تو تیری محبت کا بیو کہتا جسے کہتے ہیں کہ کافر ہو اوہ جسے کہتے ہیں نہیں مسئلہ اگر کوئی کہے کہ کافر ہو جاوے تیرے سے عداوت ہے کافر ہووے کیونکہ اولیٰ مرد اولیٰ دوسری ہونہ ہی ہے مسئلہ اگر ایک نے دوسرے کو کہا کہ ناظرہ او ستر جو اپنے تونے تو اتنی نماز نہیں پڑی کیا ہاتھ لگا یا ہوں کہا کہ میں تیری نماز نہیں پڑھوں کیا ہاتھ میں آیا کافر ہو گیا مسئلہ اگر ایک نے دوسرے کو کہا تو کافر ہو اوستی جواب دیا کہ کافر ہی ہی کافر ہو جاوے مسئلہ اگر ایک نے کہا کہ تیرے کچھ عورت کی یا عورت ہی خالہ سے ہیں کافر ہو جاوے اور مسکو تو پر کرنی چاہی اور تو بیکے بچہ کی دیکھ کر مسئلہ اگر کافر نے مسلمان کا کہا

گناہ کا اور نام نہوا گناہ ہی اور نہ ملاست کی اپنی نفس کو اور جلدی کی توبہ پر اور نامہ امید ہوا اللہ کی رحمت ہی
 اور کہ علیہ السلام نے عکس اس کے کیا پس جید ہو وہ پہلچ چیز دن سے آوار کیا اپنی گناہ کا اور نامہ ہو ی اوس
 سے اور ملاست کی نفس کو اور جلدی کی توبہ پر اور نہ نامہ ہو ی اللہ غر و جل رحمت ہی اور حاتم اہم رضی اللہ
 عنہ کہتے تھے کہ اگر نافرمانی کرے تو اپنے رب کی پس جلدی کر طرف توبہ اور ملاست کی اور نہ عذر کو لوگوں سے کہ عذر
 تیرا دینی بہت بڑا ہی اوس و ز سے کہ تیری معصیت میں ہی اور بلازم بن اہم کہتے تھے کہ داخل ہونا میرا
 دوزخ میں اس حالت میں کہ اطاعت کرتا ہوں اللہ کی محبوب زیادہوں طرف میرے اس کے داخل ہوں
 جنت میں اس حالت میں کہ نافرمان تھا اللہ کا اور ذرا ہی کہتے تھے قرابتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب
 دیکھتے اوس کو نہ دھوکا دے تجھ کو قرابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود مخالفت تیری خصلت اور کسرت
 ان کی سے کہ انہوں نے اپنی بیٹی فاطمہ سے فرمایا انھیں نفک من انکار فانی الا انھیں نفک من اللہ
 شینا اور احمد بن حنبل کہتے تھے ان یان اللہ ذین ان یوثب لہ یعنی کیا سہین وقت آیا گناہ کر کے توبہ
 کر کیا پس گناہ اور سکا دیوان میں لکھا ہوا ہے اور وہ گل اپنی فر میں نگین وختی رسیدہ ہر گناہ اور اوس گناہ
 کے سب سے اگ کی طرف کہنیا جاو کا اور اس عباس کہتے تھے کہ نہیں لایق ہے عاقل کو کہ زیادہی اپنے محبوب
 لوہ کو لوگوں سے اور اس قول کی توجہی کہا ایدو دیتا ہے آدمی اپنے نفس کو پسند فرمائی رہا پی کے اور جعفر
 بن محمد کہتے تھے کہ جب کو نکالا اللہ تعالیٰ نے نہ ذات حیت ہی غنی کیا اور کو بغیر مال کے اور ذات ہی اوس کو بغیر
 کے اور ذات ہی اوس کو بغیر شے کہنتے اور بہت ایسی ہی حکایات در باب خوف الہی کے اور بخنی کے گناہ
 سے اسی کتاب میں لکھی ہیں اور اخیر سے یہ یہ علوم ہوا کہ کچھ سے تو اللہ ہی کو کچھ سے اور مانگے تو اللہ ہی
 مانگے اور عبادت کرے تو اوہی عبادت کرے اور مد مانگے تو اوہی مد مانگے عبادت کرتی ہے اس پر یہ
 آتہ انک عبد ذرا یا ک فستعاجل اور دلائل کرتی ہے اس پر یہ حدیث کہ اس عباس کہتے ہیں کہ تھا میں
 سورجی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اکدن پس فرمایا غلامہ لحفظ اللہ بحفظک لحفظ اللہ تحذرا
 تحاھک واداسالت فاسال اللہ واداستعنت فاستعن باللہ الخ یعنی اسی ار کے نگاہ کہہ
 حق اللہ تعالیٰ کہتے رہا سندی اوہی طلب رکھا کہ کچھ کو لینے دینا اور آخرت کی برائیوں سے نگاہ کہہ
 اللہ کو اور قرب پا رہا دیکھا تو کو سامنے لپٹا اور جب مانگو تو پھر نہ مانگ اللہ ہی سے اور جب دیکھا تو تو مدد
 مانگ اللہ ہی کی اور جان کہ تحقیق سب لوگ لرحم نبویں ہر شے دیکھ پر ساتھ کسی چیز کے تو نہیں نفع دے
 کچھ کو سامنے لپٹ کر کو تحقیق اللہ ہی کے اللہ ہی تیری اور اگر تم ہوں یہ ضرر پہنچا دیکھ کر تو میرے نہیں پہنچا دیکھ کر
 سامنے جس چیز کے کہ تحقیق اللہ ہی کے اللہ ہی تیری اور اگر تم ہوں یہ ضرر پہنچا دیکھ کر تو میرے نہیں پہنچا دیکھ کر
 بیان فرما کر اب فرماتے ہیں حضرت کو اللہ صیحت کرنے پر قائم رہو لوگ سختی جنت ہوں اور دوزخ سے
 بچیں کسی دیکھا دیکھا خیال نہ کرو قد کرمما انت نبیعت ربک دیکھا کہیں دیکھا فحجوان اسی محمد
 پس نصیحت کر نہیں کہ توبہ نہ فصل و دیکھا کہیں کہ کاہن اور نہ دیوانہ فحج دیکھا تو سمجھا اپنے رب
 کے فصل سے پر یوں والا نہیں اور نہ دیوانہ موہ تفسیر نصیحت کر لینے ہر شے قائم رہا نصیحت کر

نفس کو اور جلدی کی توبہ پر اور نہ نامہ ہو ی اللہ غر و جل رحمت ہی اور حاتم اہم رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر نافرمانی کرے تو اپنے رب کی پس جلدی کر طرف توبہ اور ملاست کی اور نہ عذر کو لوگوں سے کہ عذر تیرا دینی بہت بڑا ہی اوس و ز سے کہ تیری معصیت میں ہی اور بلازم بن اہم کہتے تھے کہ داخل ہونا میرا دوزخ میں اس حالت میں کہ اطاعت کرتا ہوں اللہ کی محبوب زیادہوں طرف میرے اس کے داخل ہوں جنت میں اس حالت میں کہ نافرمان تھا اللہ کا اور ذرا ہی کہتے تھے قرابتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دیکھتے اوس کو نہ دھوکا دے تجھ کو قرابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود مخالفت تیری خصلت اور کسرت ان کی سے کہ انہوں نے اپنی بیٹی فاطمہ سے فرمایا انھیں نفک من انکار فانی الا انھیں نفک من اللہ شینا اور احمد بن حنبل کہتے تھے ان یان اللہ ذین ان یوثب لہ یعنی کیا سہین وقت آیا گناہ کر کے توبہ کر کیا پس گناہ اور سکا دیوان میں لکھا ہوا ہے اور وہ گل اپنی فر میں نگین وختی رسیدہ ہر گناہ اور اوس گناہ کے سب سے اگ کی طرف کہنیا جاو کا اور اس عباس کہتے تھے کہ نہیں لایق ہے عاقل کو کہ زیادہی اپنے محبوب لوہ کو لوگوں سے اور اس قول کی توجہی کہا ایدو دیتا ہے آدمی اپنے نفس کو پسند فرمائی رہا پی کے اور جعفر بن محمد کہتے تھے کہ جب کو نکالا اللہ تعالیٰ نے نہ ذات حیت ہی غنی کیا اور کو بغیر مال کے اور ذات ہی اوس کو بغیر شے کہنتے اور بہت ایسی ہی حکایات در باب خوف الہی کے اور بخنی کے گناہ سے اسی کتاب میں لکھی ہیں اور اخیر سے یہ یہ علوم ہوا کہ کچھ سے تو اللہ ہی کو کچھ سے اور مانگے تو اللہ ہی مانگے اور عبادت کرے تو اوہی عبادت کرے اور مد مانگے تو اوہی مد مانگے عبادت کرتی ہے اس پر یہ حدیث کہ اس عباس کہتے ہیں کہ تھا میں سورجی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اکدن پس فرمایا غلامہ لحفظ اللہ بحفظک لحفظ اللہ تحذرا تحاھک واداسالت فاسال اللہ واداستعنت فاستعن باللہ الخ یعنی اسی ار کے نگاہ کہہ حق اللہ تعالیٰ کہتے رہا سندی اوہی طلب رکھا کہ کچھ کو لینے دینا اور آخرت کی برائیوں سے نگاہ کہہ اللہ کو اور قرب پا رہا دیکھا تو کو سامنے لپٹا اور جب مانگو تو پھر نہ مانگ اللہ ہی سے اور جب دیکھا تو تو مدد مانگ اللہ ہی کی اور جان کہ تحقیق سب لوگ لرحم نبویں ہر شے دیکھ پر ساتھ کسی چیز کے تو نہیں نفع دے کچھ کو سامنے لپٹ کر کو تحقیق اللہ ہی کے اللہ ہی تیری اور اگر تم ہوں یہ ضرر پہنچا دیکھ کر تو میرے نہیں پہنچا دیکھ کر سامنے جس چیز کے کہ تحقیق اللہ ہی کے اللہ ہی تیری اور اگر تم ہوں یہ ضرر پہنچا دیکھ کر تو میرے نہیں پہنچا دیکھ کر بیان فرما کر اب فرماتے ہیں حضرت کو اللہ صیحت کرنے پر قائم رہو لوگ سختی جنت ہوں اور دوزخ سے بچیں کسی دیکھا دیکھا خیال نہ کرو قد کرمما انت نبیعت ربک دیکھا کہیں دیکھا فحجوان اسی محمد پس نصیحت کر نہیں کہ توبہ نہ فصل و دیکھا کہیں کہ کاہن اور نہ دیوانہ فحج دیکھا تو سمجھا اپنے رب کے فصل سے پر یوں والا نہیں اور نہ دیوانہ موہ تفسیر نصیحت کر لینے ہر شے قائم رہا نصیحت کر

یا یہ یہ کہ اگر توبہ سے میں میں نہیں علم ہونے کے بعد **مَد** اَمْ حَسِبُوا اَلْاَلَمْنَ اَنْ لَا يَأْتِيَهُمْ بَأْسٌ مِنْ رَبِّكَ يَوْمَ يَقُومُ
 اَیامُ الدِّعَالِ مِنْ اَسْمَانٍ وَرَمِینَ بَلْکَیْهَ یُطِیْقِینَ مِنْہِمْ کَرْتَلَّہُ **فَتَحَ** یَا اَوَّھِنَاوْنَ سَے بنائی آسمان زمین کوئی
 نہیں یقین نہیں کرتے کہ وہ **وَعَدَ تَفْسِیر** کیا اور ہونے آسمان زمین بنائی میں جنی قادر نہیں ہیں
 انکے یہ کہ کرتے پر مادی اللہ خالق کے پس کیوں نہیں عبادت کرتے اور مکی بلکہ یہ یقین نہیں کرتے جیسے جیسے
 نہیں آیتوں میں تا جابن اپنے خالق اور آسمان زمین کے خالق کو **مَد** بلکہ یقین نہیں کرتے اللہ
 والا ضرور ایمان لائے اور اس کے نبی پر **ح** اَمْ عِنْدَہُمْ حُزْنٌ اَنْ یَاْتِیَہُمْ اَمْرٌ هُمْ لَکُمْ صَبْرٌ وَّ اَیَا
 نزدیک الکی خزانے پر دو کار تیری کے میں یا یہ میں غالب **فَتَحَ** کیوں پاس میں خزانے سے
 بادی راغہ میں **مَد** **تفسیر** خزانے سے رکے لینے نبوۃ اور رزق اور فضائل وغیرہ تاکہ جو
 جو کی جا میں سودیوں یا یہ میں غالب کی تیر کرین امر بوسیت کو اور بیان کرین امر کو موافق خواہشوں
 اپنے کے **مَد** اَمْ کَفَّہُمْ سَمْعُہُمْ فَیَسْمَعُوْنَ فَاِنْ کَانَ اَمْرٌ مِنْ اَمْرِ رَبِّکَ فَیَسْمَعُوْنَ فَاِنْ کَانَ اَمْرٌ مِنْ اَمْرِ رَبِّکَ
 کے کوئی سیر ہی کی کہ اوپر حریفہ کرتے میں پس چاہئے کہ لاوے سننے والا نکادیل نکاہر **فَتَحَ** کیا
 اون پاس کوئی سیر ہی ہی حیرش آتے میں تو لے آوے جو سننا اور میں کوئی سنہلی **مَد** **تفسیر**
 لینے کیا سیر ہی ہی اون پاس کہ جس سے جس سے میں آسمان کی طرف اور سنتی میں کلام لاندہ کا اور جو کہ دجر
 کیجاتی ہے اوکو لینے علم عیب یہاں تک جان لیتے میں جو کہ یہ ہونو لایے لینے پہلے ہلاک ہونا ہی کا اس کے
 ہلاک اور فحیاب ہونا اور نکاحا جام کار کو فحیاب ہونا ہی کا جیسا کہ پہلے ہیات کہتی میں **مَد** یا
 یہ یعنی میں کہ سیر ہی ہی آسمان پر پر کہ کہیہ حکام الہی سنتے میں اور حاضہ کہ زمین بنی صلۃ اللہ علیہ وسلم سے
 اور جو کہ کرتے میں آگے کے معنی میں بالغرض تو لاوے سننے والا و نکا کوئی دلیل ظاہر **ح** اَمْ کَفَّہُمْ
 اَلْبَسَاتُ وَ لَکُمْ اَلْبَسَاتُ ۝ اَیَا ذَکَ اَلْعِیَاضِ اَنْ یَدَّیْہِمْ اَوْ یَسْمَعُوْا اَمْ لَہُمْ بَصِیْرٌ فَاِنْ کَانَ اَمْرٌ مِنْ اَمْرِ رَبِّکَ
 بان بیٹیان اور تہارے ہاں بیٹے **مَد** **تفسیر** یہ ہی الکی حلاقت کا بیان ہے اور جو کہ لینے
 کو عقل نہ سمجھتے ہیں اور واقع میں ایسے احمق ہیں کہ بیٹوں کو خود تو نہ کہ وہ کہیں اور الکی طرف اوکو منسوب
 کرین کہ لاندہ بیٹیان خالکی میں عیاذ باللہ منہ غرض کہ یہ نیت کرنی ہرگز چاہئے وہ اس سے کہ کوئی
 اوکی اولاد موجود جا بیٹیان **مَد** اَمْ لَہُمْ اَعْیُنٌ اَمْ لَہُمْ اَفْئِدَہُ اَمْ لَہُمْ اَفْئِدَہُ ۝ اَیَا
 سوال کرتا ہے تو اپنے کہ یہ مزدوری رسالت پر پس یہ چہی سے گران بازو سے میں **فَتَحَ** کیا لکھتا ہے
 انے کہ یہ نیک وادب چہی کا جو چہی **مَد** **تفسیر** اُس کو کہتے میں کہ لازم ہوا انسان پر جو
 کہ نہیں لازم اوپر لینے کیا لازم ہوئی ہے اوپر چہی بہاری کہ او سنہی غبت کر دیا ہے اور باز کہا ہی اوکو
 تیرے تامل سے نبی اسلام لائے کے **مَد** اَمْ عِنْدَہُمْ اَلْغِیْبُ اَمْ لَہُمْ اَفْئِدَہُ ۝ اَیَا
 کہ گدا قال الذین کفر و اھلکم الذین کفرو ۝ اَیَا نَزِیکَ وکے علم عیب ہے پس یہ لکھتے ہیں کیا چاہتے
 ہیں بلانہی پس کا فہمی میں کفر بلانہی میں گرفتار ہے **فَتَحَ** کیا اوکو جو ہے یہی کہ سودہ
 کہہ کہتے ہیں کیا چاہتے میں کہچہ اوکو نا سو جو منکر میں وہی آتے میں او میں **مَد** **تفسیر**

یہاں سے کہیں
 سب علیہ
 سخت ہوئی
 خالص
 اور تیرے
 علیہ

بشقت لسانہ لکھو اور ہمارے کسی کو بھیجی میں ہم چکوا اور کھانی کرتے ہیں ہم تیری اور جنت کو اور بھی نہ
 لینے ناز کے لئے اور دواؤں سے وہ نہیں ہے جو دیکھ کر کہتے ہیں سبحانک اللہم و بحمدک یا ہر ماہ کے
 جس مکان میں رہتے تو یا ہر ماہ سے اور بھیجی غائب ہونے ستاروں کے یعنی آخرت میں اور مرد حکم کرنا
 ساتھ کہتے سبحان اللہ و بحمدک ان اوقات میں اور بعض نے کہا یہ ہم سے مراد ناز ہے کہ جب آدمی تو کہتے
 سے ناز و تجرید اور من اللیل سے مراد ناز عشاء میں یعنی خرب عشاء میں اور بار النجوم سے ناز فجر کی کھمد
 سبحانک سے روایت ہے کہ کما حق علی کل تسبیح فقوم الی الصلوۃ ان یقول سبحان اللہ و بحمدہ لان سبحان
 یقول لیس فیہ شیء یجوز ان یجوز ان یقول سبحان اللہ و بحمدہ لیس فیہ شیء یجوز ان یقول سبحان اللہ و بحمدہ لیس فیہ شیء
 لیس فیہ شیء یجوز ان یقول سبحان اللہ و بحمدہ لیس فیہ شیء یجوز ان یقول سبحان اللہ و بحمدہ لیس فیہ شیء یجوز ان یقول سبحان اللہ و بحمدہ
 لا انت استغفرہ و انت یثابک لیس فیہ شیء یجوز ان یقول سبحان اللہ و بحمدہ لیس فیہ شیء یجوز ان یقول سبحان اللہ و بحمدہ
 چرتے کہ میں اور اگر مجلس خبری ہو اور احسان زیادہ ہو گا کہ **محرم المشور** اور شرقی ہو گا
 سے روایت ہے کہ کہا کہ حاضر ہوا میں حضرت عائشہ کے پاس اور یوحنا سینا اونے کہ ساتھ کھیر کے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم شروع کرتے تھے جب یہاں پہنچے تو کہیں فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یوحنا نے تو مجھے ایک ایسی
 بات کہ نہیں یوحنا مجھے اور کو کسی پہلے سے تہجد سبحانک اللہم و بحمدک کہتے اللہ اکبر دس بار اور
 الحمد للہ کہتے دس بار اور کہتے سبحان اللہ و بحمدہ دس بار اور کہتے سبحان اللہ و بحمدہ دس بار اور کہتے سبحان اللہ و بحمدہ
 او استغفر ربی دس بار اور کہتے سبحان اللہ و بحمدہ دس بار اور کہتے سبحان اللہ و بحمدہ دس بار اور کہتے سبحان اللہ و بحمدہ
 الدنیا و صلی اللہ علیہ وسلم دس بار شروع کرتے ناز و روایت کی یہ ہو دواؤں سے اور کہا حضرت عائشہ
 نے کہ بلاشبہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جتنے کسی مجلس میں یا ناز پڑھتے پڑھتے تک کہ کلمی پس
 یوحنا مجھے حضرت عائشہ دواؤں کلموں کا پس فرمایا اگر کلام حیر کیا ہو تا ہی یعنی مجلس وغیرہ میں تو تو تہجد
 یہ کلمے پڑھنا دواؤں کلاموں پر قیامت تک اور اگر کلام رکھا ہوتا ہے تو ہونے میں یہ کلمے کفارہ دے سکتے
 دہ گئے یہ میں سبحانک اللہم و بحمدک لا الہ الا انت استغفرک و انت یثابک

یہ کلمے پڑھنا دواؤں کلاموں پر قیامت تک اور اگر کلام رکھا ہوتا ہے تو ہونے میں یہ کلمے کفارہ دے سکتے
 دہ گئے یہ میں سبحانک اللہم و بحمدک لا الہ الا انت استغفرک و انت یثابک

انحضرت کر قلب مبارک کو اور سورۃ النجم ہی الیہ ہی کے اذہم بین بیان ہے حقیقت رسولوں اور قرآن کا اور
 روحی اقوال شریکین کا اور کوری اور سمین روح منو منو کی ذرا اہل کے جملہ لیس اللہ تعالیٰ
 التَّحِيَّةُ وَالْحَمْدُ اِذَا هُوَ ۝ مَا صَلَّ صَلَّحَكُمْ وَمَا عَوَى ۝ وَمَا يَطُوعُنِ اِلَهْوَى ۝ اِنْ
 هُوَ لَا رَحْمَةٍ فَعِمْ ۝ قسم ہے ستاروں کی جب کہ زمین گرد زمین دایہ یا رہتا الیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور
 غلط نہیں کیا راہ کو اور بات نہیں کہتا راہ ان نفس سے نہیں ہے قرآن کا وحی کہ لو کی طرف بھی جاتی ہے کہ
 قسم ہے تاریکی کی جب کہ یسے ڈوبے ہر کانہیں تھا الرزق اور بے راہ زمین حلا و زمین ہوتا اپنے جاوے سے
 یہیہ تو حکم ہے جو پہنچا ہے اور کوفہ تفسیر میں سے مراد ثرا ستارہ ہی یا نام تاسکے اہل یعنی جب غروب
 ہوں یا خبر میں رو قیاس کے اور جواب تم کا اصل یعنی نہیں غائب ہوا اور زمین میں رہا ہوا قصہ حق سے اور
 لفظ صا جگہ میں خطا ہے تشریح کو تو کا عوی اور غلط نہیں کیا راہ کو سچ اتنا ع اطل کے اور بعضوں کہنا کہ
 ضلال تقصیر ہی ہے اور غی تقصیر شد کی یعنی محمد راہ افتہ را شہ ہے اور نہیں ہے جیسا کہ فرمان کرتے ہو
 اور کس ضلال معنی کی طرف اور بات نہیں کہتا راہ یعنی جو کہ قرآن سے نہیں پاس لائی ماہ کا کہنا
 ہے کہ انی راہی و جانش سے کہا ہوا بلکہ وحی ہے الہی لطیف سے آئی ہے اس کے ماہ کا نام ہی اہل
 کی مٹی سے ماہیہ اس کے اس کے کہ نہیں خدو را تا کا انبیاء کے لئے جو اب اسکو یوں یا جانا ہے کہ
 الہ تعالیٰ نے جب رہا اور جاری کیا انبیاء کے لئے انہما کو اور قادرا اور اولوہ ہوا اولہ جتنا و مانہ
 کہے ہونا ہوئے سے کہ مدد فرما دیماں جو سب تاسے میں با راہ اہل را بہت لفظ اور قبول
 بعض کے وہ تاسے میں کہ غیر علیہ السلام کی یا انہی کے وقت اور سے اور قبولہ و تاسے میں کہ جو سب اہل
 میں اور قبولہ جوہر ان مراد ہیں یعنی قسم ہوں و انون قرآن کی سب اور میں اور قبولہ جوہر کہا میں
 مراد ہوا اور انا محمد صادق نے کہ درو شاہ جو محمد کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تراب حراج میں آسمان سے
 اطلاع کرنا اور انا آسمان پر اس شب و بات نہیں کہتا راہ یعنی کلام اہل زمین کرنا ہی جیسا کہ غایت
 میں کہ قرآن اپنے دل سے نکالتے تفسیر میں الہا ہی جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انکار کی
 مشرور اہل شریکین کیا را محمد راہ جو کیا ہے انوں کے دین سے اور خطا کی جس سجاہ نے فرما اور خود
 جو مکی اسفل صا جگہ و ما عوی اور صا جگہ سلم کہا را انحضرت علیہ السلام کہ کہتے تھے ساتھ صحبت
 کے کا فرائض حوہ کے لئے مجھ معا بخاری وسلم غیر ہا فرمادیت کیا ان خود کہ لیا اول سورۃ کہ
 نازل کر لیا اور میں سجدہ و انجم ہے جس سجدہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سجدہ کیا سب کو کون نے
 سو امی ایک شخص کے کہ جہاں سے اوکو کو لی ایک ٹہنی مٹی کی پس سجدہ کیا اوپر کین جہاں سے اوکو کو اسکے کہ
 کر لیا کا فرادہ علیہ ابن خلیف بنا اور روایت کیا ابن مردویہ نے ابی ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلی
 علیہ وسلم نے سجدہ کیا سورۃ و انجم میں اور سجدہ کیا اور ہون نے کہ حاضر ہے جس جن واسن او شجر سے اور بات
 میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھی حوہ و انجم میں سجدہ کیا اور میں ملکا انوں اور شریکوں اور
 جن واسن نے اور خدا سے منقول ہے و انجم اذ اہوئی کی تفسیر میں کہ کہا ہوا عقبہ اولہ سے پیشے کہ لکھا

۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۲۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۳۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۴۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۵۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۶۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۷۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۸۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۰۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۱۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۲۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۳۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۴۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۵۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۶۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۷۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۸۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۹۹۔ قرآن ہی لایا ہے
 ۱۰۰۔ قرآن ہی لایا ہے

من کافر بالاسلام تبخیم کنی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اوسکو کہ نہیں ہر ساتواں سے کہ سلاطین کے اندر
 لکھا جاتا ہے عکلا اور ایک جگہ ساتھ لوگوں کے سفیر میں تک کہ جب تک ایک سال میں تو کسی کو لوگوں کے علم اور
 شیر کی پس کہا اوسنے کہ ہر ہر کسی کہا تھا اور وہ کہتا ہے پس جہ ہونے لوگ گردا گردا اوسکو جھین کر لیا گیا
 کتب سولہ لوگ تو ایسا اور پھر لیا سولہ کا بیٹے اوکھا لیا **در منثور** عکلا شدیدی القوی
 کدو منور فاستوی و هو لا فقی الا عکلا سکایا ہی محم کو فرشتہ بہت قوی دے صاحب جن نے
 پس سید ہا کھڑا ہوا وہ فرشتہ اور وہ کنارہ بلند آسمان پر تھا **در منثور** اوکھا لیا یا بخت قوتوں دے نے
 زور اور سے پیر سید ہا اور وہ تھا اوکھے کنارہ آسمان کے **در منثور** تفسیر شدیدی القوی معنی مراد
 جبریل میں جمہور کے نزدیک اور حال اوکھی قوی کا یہ ہے کہ قوم لوہ کی امتیاز تہذیب میں سے اپنے پر کے اور پھر
 آسمان تک پتھار میں ہر اول دین اور قوم مذکور ایک صحابی میں صحیح کی انہوں نے زانو نہ پر گئے
 ہوئے یعنی مردہ اوندے ٹپے ہوئے پس سید ہا کھڑا ہوا اپنی صورتہ اصلی پر نہ اوس صورتہ پر کرمی لانے کے
 وقت بنا لیتے تھے کہ جب کبھی کی صورتہ تکلف تھے اور یہ سب سے ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا تھا کہ
 دجین اوکو صورتہ اصلی میں پس سید ہا کھڑے ہوئے حضرت کو دکھا سیکھے اقی علی میں کہ وہ طلع آفتاب
 کا ہے پس سید ہا کنارہ اوکھا ہے یعنی مالوان نے کہ نہیں دجیا جبریل کو کسی فی انبیاء علیہم السلام میں سے
 سوا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیا لیا زمین پر اور لیا آسمان میں **در منثور** ابن سعد نے نقل کیا کہ
 اوکھا دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو اوکھی صورتہ اصلی میں سجال میں کراونے جہ سو پر تہ
 ہر نے لوکھا تھا کنارہ آسمان کو ساری حدت جان زانی **در منثور** کنارہ بلند آسمان پر
 تھا کہ تھا دیکھنے کے نزدیک طلع آفتاب کے جو آسمان میں ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ سید ہی اور ہر کھڑے
 جبریل او معبود عزاج میں اقی آسمان پر اپنی پس خیمہ ہوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوئی اور قبول
 بعض کے خیمہ ہوئی جتی ہے جبریل کی طرف یعنی سید ہے ہر سے ہوئے جبریل اور وہ اقی اعلیٰ پر تہ یعنی ہا
 اپنی اصلی صورتہ پر قائم ہوئے او ایسے کہ جبریل ہمارے خیمہ کے پاس بصورتہ آدمی کتاے تہے حیکہ اور
 انبیا کے پاس تہے لیا اور حضرت سلاطین کو فرمایا کہ صورتہ اصلی پر اپنے لو دکھا دیکھ میرے نہیں پس دوبا
 دیا ایک تو میں پر جانب شرق کے کہ اقی اعلیٰ عبارت اوس ہے اس وقت کہ رسول علیہ السلام حجاز
 میں تہے جبریل جانب شرق کے ظاہر ہوئے اور انکے وجود سے مغرب تک تمام کنارہ آسمان کا مسدود
 ہوا رسول علیہ السلام کو غش آیا پس جبریل نے بصورتہ آدمی کے ہو کر آنحضرت کو گلے سے لگایا اور غبار لپکے چہرہ
 مبارک پر چھا تم دنی فتلی المسین اسکا ہے اور دوسری بار سلاطین الفتنہ کے پاس صورتہ اصلی اپنی آنحضرت کو
 دکھا ہی تہی شب حجاز میں اور اوکھی صورتہ پر کبھی خیمہ کے سوائے ہمارے خیمہ کے نہیں دیکھا **در منثور**

عکلا اور ایک جگہ
 ساتھ لوگوں کے
 سفیر میں تک
 کہ جب تک ایک
 سال میں تو
 کسی کو لوگوں
 کے علم اور
 شیر کی پس
 کہا اوسنے کہ
 ہر ہر کسی
 کہا تھا اور
 وہ کہتا ہے
 پس جہ ہونے
 لوگ گردا
 گردا اوسکو
 جھین کر لیا
 گیا کتب سولہ
 لوگ تو ایسا
 اور پھر لیا
 سولہ کا بیٹے
 اوکھا لیا

ایمان والوں کو سوائے سین کے شراب اور جوا اور انصاف اور تر فال کے پید ہی میں جل شیطان سے
 پس جوچھ اوٹنے ناکہ مطلب کو پہنچتم ف انصاف جمع نصب تھی ہے ساتھ نیر اور پیش نون اور جزم صا
 کے اور ساتھ پیش دونوں حرفوں کے ایک تہ ہوتا تھا کہ اسکو کھڑا کرے اور پتھر کو آخر اللہ کے اور جانور
 وچ کرے اسکو سپر واسطہ قریب عبودیت کے اور کھڑا کیا جاوے اور اعتقاد کیا جاوے اسکی تعظیم کا خواہ وہ
 وحشت ہو یا تیر پس یہ نصیب یہ ملا علی قاری نے لکھا ہے اور بحال لار میں لکھا ہے والاف انصاف جمع نصب
 وپھر مکمل انصاف ہے یعنی من دون اللہ تعالیٰ میں شیخ اور کھڑا کرے وغیر ذلک والو واجب ہوں ذلک کلمہ و محو
 ائمہ ابھی یہ انصاف کی ان تفسیروں کے موجب تفسیر اور مندرجی اور چھری وغیرہ انصاف میں داخل
 میں جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے تامل کرے تو لے کر ان چیزوں کے بنائے ہوئے کیا کیا معاملے ہو چکے انکے
 کرتے میں بھی کرتے میں انہیں بیٹھے رویان کاغذ کی چمپا لے بہن واسطہ طلب بیٹھے اور دلی کے اور چلے
 باندھے بہن میں اور قضا محول کے لئے اور چمپا سے چمپا لے بہن اور سب باندھے بہن میں اور طرح طرح
 کی خرافات کرتے ہیں اور مولین عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ لکھا ہے کہ بنا تا قریہ اور علم وغیرہ کا دست نہیں ہے
 اسلئے کہ تفسیر دینی عبارت اس سے کہ ترک لذائذ اور ترک نیت کرے اور صورت مخزن غفلتیں بناو
 یعنی ماند عورتوں کو کہنہ دیوانوں کے منبہ اور مرد کو کسی حکمہ طرح کرنا شرع شریف سے ثابت نہیں ہوا
 مگر عورت کو بعد وفات زوج کے چار مہینوں اور دس دن سوگ آیا ہے اور سوگ زوج کے اگر کوئی قریبی مرے تو
 تین روز تک اگر ترک نیت وغیرہ کرے تو جائز ہے اور یونہی دن کے اسکو دست نہیں حدیث شریف
 میں آیا ہے لا یحل لامرأة کتومرئ المسلم ان یحد علیہ میت ذوق ثلث لیل الی علی نزع الرحمة انما
 وغیرہ میں بنا تا قریہ وغیرہ کا جہت میتہ سے اور ایسی جہت کا شرع کرنا لا یعن خدا میں سبر کرنا ہے
 اور اللہ و فاضل اور اسکے درگاہ الہی میں مقبول نہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے من احدث کما انا
 اولیٰ فی حدیثنا علیہ الرحمۃ اللہ والہما لکنا من المجمعین ولا یقبل اللہ منہ صرفا ولا ندر لایسے جو کوئی نئی بات
 نکالتا ہے یعنی جہت میتہ یا حکمہ دیتا ہے یعنی کو اوپر نعت ہی اللہ کی اور ملائکہ کی اور سب لوگوں کی اور
 نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ اسکے فرض و نقل اور ولایت میں آیا ہی من احدث فی امرنا لانا اللہ منہ
 اور نہ دینے جو کوئی نکلے اس امر میں ہمارے میں ایسی چیز کہ وہ اس سے ہو پس وہ مردود ہو اور اس
 مجلس میں بہریت زیارت اور گریہ و زاری کے حاضر ہو تاجز نہیں ایسے کہ وہاں زیارت نہیں ہے کہ
 لے حاضر ہو بلکہ وہ کیا چین قابل ازالہ کے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے من راحی منکر
 علی عذرة بیدہ فان کلمۃ یطعم فیلسانہ وان کلمۃ یطعم فقلبہ و ذلک اضعاف لامائت
 یعنی جو کوئی دیکھے تم من سے کوئی چیز خلاف شرع کے پس چاہئے کہ بگاڑ دالے اسکو اپنے ہاتھ سے اور پھر
 ہاتھ نہ بگاڑے تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرے تو اپنے دل سے بجا دے اور یہ ضعیف تر ہے
 ایمان کا ہے اور مجلس تخریضی میں ہاکر مشیہ اور کتاب تہی ہی جائز نہیں ایسے کہ مشیہ اور کتاب میں محال
 واقعی نہیں ہوتا بلکہ چوٹ اور افراتفرات و بزرگوں کی ہی پس شمس اسکا ملکہ جائی ایسی مجلس میں انہیں

یہ انصاف جمع نصب تھی ہے ساتھ نیر اور پیش نون اور جزم صا کے اور ساتھ پیش دونوں حرفوں کے ایک تہ ہوتا تھا کہ اسکو کھڑا کرے اور پتھر کو آخر اللہ کے اور جانور وچ کرے اسکو سپر واسطہ قریب عبودیت کے اور کھڑا کیا جاوے اور اعتقاد کیا جاوے اسکی تعظیم کا خواہ وہ وحشت ہو یا تیر پس یہ نصیب یہ ملا علی قاری نے لکھا ہے اور بحال لار میں لکھا ہے والاف انصاف جمع نصب وپھر مکمل انصاف ہے یعنی من دون اللہ تعالیٰ میں شیخ اور کھڑا کرے وغیر ذلک والو واجب ہوں ذلک کلمہ و محو ائمہ ابھی یہ انصاف کی ان تفسیروں کے موجب تفسیر اور مندرجی اور چھری وغیرہ انصاف میں داخل میں جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے تامل کرے تو لے کر ان چیزوں کے بنائے ہوئے کیا کیا معاملے ہو چکے انکے کرتے میں بھی کرتے میں انہیں بیٹھے رویان کاغذ کی چمپا لے بہن واسطہ طلب بیٹھے اور دلی کے اور چلے باندھے بہن میں اور قضا محول کے لئے اور چمپا سے چمپا لے بہن اور سب باندھے بہن میں اور طرح طرح کی خرافات کرتے ہیں اور مولین عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ لکھا ہے کہ بنا تا قریہ اور علم وغیرہ کا دست نہیں ہے اسلئے کہ تفسیر دینی عبارت اس سے کہ ترک لذائذ اور ترک نیت کرے اور صورت مخزن غفلتیں بناو یعنی ماند عورتوں کو کہنہ دیوانوں کے منبہ اور مرد کو کسی حکمہ طرح کرنا شرع شریف سے ثابت نہیں ہوا مگر عورت کو بعد وفات زوج کے چار مہینوں اور دس دن سوگ آیا ہے اور سوگ زوج کے اگر کوئی قریبی مرے تو تین روز تک اگر ترک نیت وغیرہ کرے تو جائز ہے اور یونہی دن کے اسکو دست نہیں حدیث شریف میں آیا ہے لا یحل لامرأة کتومرئ المسلم ان یحد علیہ میت ذوق ثلث لیل الی علی نزع الرحمة انما وغیرہ میں بنا تا قریہ وغیرہ کا جہت میتہ سے اور ایسی جہت کا شرع کرنا لا یعن خدا میں سبر کرنا ہے اور اللہ و فاضل اور اسکے درگاہ الہی میں مقبول نہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے من احدث کما انا اولیٰ فی حدیثنا علیہ الرحمۃ اللہ والہما لکنا من المجمعین ولا یقبل اللہ منہ صرفا ولا ندر لایسے جو کوئی نئی بات نکالتا ہے یعنی جہت میتہ یا حکمہ دیتا ہے یعنی کو اوپر نعت ہی اللہ کی اور ملائکہ کی اور سب لوگوں کی اور نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ اسکے فرض و نقل اور ولایت میں آیا ہی من احدث فی امرنا لانا اللہ منہ اور نہ دینے جو کوئی نکلے اس امر میں ہمارے میں ایسی چیز کہ وہ اس سے ہو پس وہ مردود ہو اور اس مجلس میں بہریت زیارت اور گریہ و زاری کے حاضر ہو تاجز نہیں ایسے کہ وہاں زیارت نہیں ہے کہ لے حاضر ہو بلکہ وہ کیا چین قابل ازالہ کے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے من راحی منکر علی عذرة بیدہ فان کلمۃ یطعم فیلسانہ وان کلمۃ یطعم فقلبہ و ذلک اضعاف لامائت یعنی جو کوئی دیکھے تم من سے کوئی چیز خلاف شرع کے پس چاہئے کہ بگاڑ دالے اسکو اپنے ہاتھ سے اور پھر ہاتھ نہ بگاڑے تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرے تو اپنے دل سے بجا دے اور یہ ضعیف تر ہے ایمان کا ہے اور مجلس تخریضی میں ہاکر مشیہ اور کتاب تہی ہی جائز نہیں ایسے کہ مشیہ اور کتاب میں محال واقعی نہیں ہوتا بلکہ چوٹ اور افراتفرات و بزرگوں کی ہی پس شمس اسکا ملکہ جائی ایسی مجلس میں انہیں

یہ انصاف جمع نصب تھی ہے ساتھ نیر اور پیش نون اور جزم صا کے اور ساتھ پیش دونوں حرفوں کے ایک تہ ہوتا تھا کہ اسکو کھڑا کرے اور پتھر کو آخر اللہ کے اور جانور وچ کرے اسکو سپر واسطہ قریب عبودیت کے اور کھڑا کیا جاوے اور اعتقاد کیا جاوے اسکی تعظیم کا خواہ وہ وحشت ہو یا تیر پس یہ نصیب یہ ملا علی قاری نے لکھا ہے اور بحال لار میں لکھا ہے والاف انصاف جمع نصب وپھر مکمل انصاف ہے یعنی من دون اللہ تعالیٰ میں شیخ اور کھڑا کرے وغیر ذلک والو واجب ہوں ذلک کلمہ و محو ائمہ ابھی یہ انصاف کی ان تفسیروں کے موجب تفسیر اور مندرجی اور چھری وغیرہ انصاف میں داخل میں جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے تامل کرے تو لے کر ان چیزوں کے بنائے ہوئے کیا کیا معاملے ہو چکے انکے کرتے میں بھی کرتے میں انہیں بیٹھے رویان کاغذ کی چمپا لے بہن واسطہ طلب بیٹھے اور دلی کے اور چلے باندھے بہن میں اور قضا محول کے لئے اور چمپا سے چمپا لے بہن اور سب باندھے بہن میں اور طرح طرح کی خرافات کرتے ہیں اور مولین عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ لکھا ہے کہ بنا تا قریہ اور علم وغیرہ کا دست نہیں ہے اسلئے کہ تفسیر دینی عبارت اس سے کہ ترک لذائذ اور ترک نیت کرے اور صورت مخزن غفلتیں بناو یعنی ماند عورتوں کو کہنہ دیوانوں کے منبہ اور مرد کو کسی حکمہ طرح کرنا شرع شریف سے ثابت نہیں ہوا مگر عورت کو بعد وفات زوج کے چار مہینوں اور دس دن سوگ آیا ہے اور سوگ زوج کے اگر کوئی قریبی مرے تو تین روز تک اگر ترک نیت وغیرہ کرے تو جائز ہے اور یونہی دن کے اسکو دست نہیں حدیث شریف میں آیا ہے لا یحل لامرأة کتومرئ المسلم ان یحد علیہ میت ذوق ثلث لیل الی علی نزع الرحمة انما وغیرہ میں بنا تا قریہ وغیرہ کا جہت میتہ سے اور ایسی جہت کا شرع کرنا لا یعن خدا میں سبر کرنا ہے اور اللہ و فاضل اور اسکے درگاہ الہی میں مقبول نہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے من احدث کما انا اولیٰ فی حدیثنا علیہ الرحمۃ اللہ والہما لکنا من المجمعین ولا یقبل اللہ منہ صرفا ولا ندر لایسے جو کوئی نئی بات نکالتا ہے یعنی جہت میتہ یا حکمہ دیتا ہے یعنی کو اوپر نعت ہی اللہ کی اور ملائکہ کی اور سب لوگوں کی اور نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ اسکے فرض و نقل اور ولایت میں آیا ہی من احدث فی امرنا لانا اللہ منہ اور نہ دینے جو کوئی نکلے اس امر میں ہمارے میں ایسی چیز کہ وہ اس سے ہو پس وہ مردود ہو اور اس مجلس میں بہریت زیارت اور گریہ و زاری کے حاضر ہو تاجز نہیں ایسے کہ وہاں زیارت نہیں ہے کہ لے حاضر ہو بلکہ وہ کیا چین قابل ازالہ کے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے من راحی منکر علی عذرة بیدہ فان کلمۃ یطعم فیلسانہ وان کلمۃ یطعم فقلبہ و ذلک اضعاف لامائت یعنی جو کوئی دیکھے تم من سے کوئی چیز خلاف شرع کے پس چاہئے کہ بگاڑ دالے اسکو اپنے ہاتھ سے اور پھر ہاتھ نہ بگاڑے تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرے تو اپنے دل سے بجا دے اور یہ ضعیف تر ہے ایمان کا ہے اور مجلس تخریضی میں ہاکر مشیہ اور کتاب تہی ہی جائز نہیں ایسے کہ مشیہ اور کتاب میں محال واقعی نہیں ہوتا بلکہ چوٹ اور افراتفرات و بزرگوں کی ہی پس شمس اسکا ملکہ جائی ایسی مجلس میں انہیں

چنانچہ حدیث شریف میں نبی واقع ہوئی سے سنے اور پیغمبر مثنوں کے سے عن ابی اوفی قال نعمی انما
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی ذواہ ابنی ما جئہ لیخبرہ روایت سے ابی اوفی سے کہ منع فرمایا اور
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثنوں سے اگر مرثیہ اور کتاب میں احوال واقعی ہو تو مثلاً طرح کے مرثیہ اور کتاب کا
 فی انفسہ مضائقہ نہیں لیکن بہت اجتماع یہ جیسے کہ مبتدع بنائے ہیں نہ بنائی چاہئے کہ مشابہت قوم
 مبتدعون کے ساتھ ہوئی ہے اور کوئی مشابہت نہ سہا حجاز واجتناب ضرور ہے کیونکہ حدیث شریف میں
 آیا ہے مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو کوئی مشابہت کرے کسی قوم کی پس وہ بھی انہیں میں
 سے ہے اور محدث میں ہی داخل ہے مَنْ كَذَّبَ سَوَادُ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ وَمَنْ رَضِيَ عَنْ قَوْمٍ كَانَ شَرًّا
 لِمَنْ عَمِلَ بِهِ یعنی جو کوئی بیشر بڑا ہو کسی قوم کی پس وہ بھی انہیں میں سے ہے اور جو کوئی راضی ہو
 کسی قوم کے عمل کا ہو نا پس شریک اوسکے کرے والے کا اور ایسی جگہ فاختہ درود پڑھنا بھی درست نہیں بلکہ
 کہ ایسی جگہ قابل ازالہ دور کرینے کے بنا اور نجاست باطنی کہتی ہے اور فاختہ درود ایسی جا چلی پڑھنے چاہئے کہ پا
 ہو نجاست ظاہری اور باطنی سے پس جو شخص کہ پانچا نہ میں کلام اللہ اور درود پڑھنا ملامت کیا گیا اور
 طعن کیا گیا ہو گا ایسی اوس جگہ کہ نجاست باطنی ہو اور قابل ازالہ کے وہاں ہی پڑھنا موجب ملامت
 اور طعنیت کا ہو گا کہ محل پڑا اور ہاؤن بنائے تغزیہ وغیرہ کے فقط اوس مکان میں کہ تبرک صحیح کر
 ہوئی مبارک کے رکھا ہو یا نہ رکھا ہو مجلس گریہ و زاری کی مرتب کئی اور وہاں فاختہ درود پڑھنا یہ بھی
 سہا نہیں اسلئے کہ یہ بھی بدعت بدعت ہے اور فقط ذکر کرنا احادیث صحیحہ شہادت کا اور ختم کلام اللہ وغیرہ
 پڑھنا مضائقہ نہیں اور تبرک صحیح مانند ہوئی مبارک کے اگر چاہئے صحت کو نہیں پہنچا پس تبرک ہوا اور
 تبارہ و امام عوام کا لاغلام کے ہے اور سکر تبرک ماننا چاہئے جب تک تبرکیت اوسکی ثابت ہو اعتقاد و عمل
 صحت کا نہ کرنا چاہئے اگر جب زیارت اوسکی مفقود ہوئی محض مجلس گریہ و زاری کی کئی رہی اور مجلس تبرک
 اگر فی فقط واسطے گریہ و زاری کے سلف سے منقول نہیں ہوئی اور اگر تبرک صحیح مانند ہوئی مبارک وغیرہ
 کے کمین پیدا ہو تو اوسکی زیارت کو لے جانا مضائقہ نہیں اور تبرک کرنا زیارت و لذات کا مانند نہ کہانے
 پان اور گہی اور گوشت وغیرہ کے پی درست نہیں جسکے اوپر ذکر کیا گیا اور مدکار ہونا موخر یہ اری
 وغیرہ میں ان خود یا پاس خاطر اور یا پاس قرابت یا بسبب ہمالگی اور ہم خانگی ہو سکے اور اسباب پنا اوکے
 لئے مالکی نہ جانا نہیں اسلئے اعانت معصیت پر ہوتی ہے اور اعانت معصیت پر جائز نہیں بلکہ اور مشیہ
 خوانی اور کتاب خوانی ہی نہیں کہ اگر احوال غیر واقع ہو جائے اور مشیہ منع ہی کیا ہے جسکے اوپر گذر
 اواسطرح نوحہ پڑھنا گناہ گہرہ ہے کہ حدیثوں میں دعیا لیسنا سپر کہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما
 والکلمۃ یعنی لعنت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنہ عورت نوحہ کہنوالی اور ستے والیکو اور اجرت لینے
 مشیہ خوانی وغیرہ پر حرام ہے اسلئے کہ قاعدہ شریعہ کہ لے کہ اجرت یعنی معصیت پر درست نہیں جسکے برابر و
 غنا کہ حرام میں اجرت یعنی ہی اوپر حرام ہے اسطرح ان چیزیں ہی حرام ہے مینہ ہی دشمن کرنی حضرت
 سید العادری حیلانی رح کی بھی بدعت ہے اسلئے کہ جب مضدہ اور قباح تغزیہ بنائے میں نے ویسا ہی

بوجہ تفسیر
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و اگر چہ تفسیر
 و اگر چہ تفسیر
 و اگر چہ تفسیر

سیندی میں ہی ہے سوال سیندی ہی بخت حسنہ ہی یا سیدہ ہے اور اگر سیدہ ہی تو سب برابر ہیں ایچہ فرق
 ہے اولوکی برائی حد مرمت کو پہنچتی ہے او فاعل اور مکمل کتب کبیرہ کاٹنے یا لکھنے کا و فاعل او کا صاحب
 صنفیہ کہے جو اب یہ تمام امور بخت سیدہ میں اور تفاوت امور و عین میں باعتبار مفید کے جو جس
 بخت میں کہ مفید زیادہ تر ہوتا ہو برائی او کی زیادہ تر ہوتی ہے اور جس بخت میں کہ مفید کم ہوتا ہے
 برائی او میں کمتر ہوتی ہے اگر مکمل بخت بخت کو نیک سمجھتا ہے مگر قرب خدا کی او میں جانتا تو مگر
 او کا خارج دائرہ اسلام سے جو حیاتی حدیث شریف ہو کہ کتاب ابن ماجہ میں وارد ہے معلوم ہوتا ہے عن
 احمد بن حنبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل الله عطاء باغيا صومئا ولا صلوة ولا
 صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صوما ولا عدا لا يخرج من الاسلام كما يخرج
 النعنع من النعنع ایت کی خلافیہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قبول اللہ
 یعنی کاروزہ اور نہ ناز اور نہ صدقہ اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ فرض اور نہ نفل بھلی آج وہ سلام سے
 جیسا نکلتا ہو بال آئے گندے میں سے کہ کچھ او میں لگا نہیں رہتا صاف نکل آتا ہے اور عتی عالم
 ہے کہ اب بخت کو احداث کیا مگر بخت کو احداث نہیں کیا ہی ملکہ او نے کیا ہے اور یہ مخلص پسند
 آتا ہے او کو دو نون کو بدعتی کہیں گے اور حدیث ابن ماجہ میں یہ ہی آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم نے انی ان الله لا يقبل عمل صاحب بدعت ایت سے کہ بدعتی نہیں قبول کرنا عمل صاحب بدعت
 کا ہر ملک اکثر کہے او کو اور مگر بخت کو ممال فرمایا ہے حدیث میں الرضائل ایسی اص
 کو پہنچی کہ او میں دین نہ آتا ہو تو وہ شخص مگر بخت لیرہ کا ہے والا صغیرہ کا ہو گا اور یہ فرق اس صو
 میں ہے کہ بدعت کو اجا نہ سمجھتے یعنی اچھا سمجھتے والا کا فر ہوتا ہے دو نون صدقوں میں جیسا کہ او میں
 فرمایا کہ اگر مگر بخت بخت کو نیک سمجھتا ہے اور قرب خدا کی او میں جانتا ہے تو مگر بخت او کا خارج دائرہ اسلام
 سے ہے او حاوی وغیرہ تعزیر وغیرہ کے لئے لاکے میں اور دیر نیاز دیتے ہیں اور کہا رہتے دیتے ہیں اور
 شب عاشور کی قیامت خلوت کی تعزیر کے تحت پر رہتے دیتے ہیں اور صبح او ٹہا کر نسیم کرتے ہیں پس سب
 کی جانے او کے لئے تعزیر تھے بلکہ ان کے قبو حقیقہ کے ہی تشبیہ ساتھ کفار و بت پرستوں کے ہوتی ہے اور
 اس جہت سے او میں کراہیت پیدا ہوتی ہے واللہ اعلم تمام ہوئی تقریر مولانا عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی پس
 اسی رہائیوں فرض اس کام قبول کے نقل کرنے سے یہ کہ ہے کہ صرف مولانا مرحوم کی تحریر سے یہ بات
 ظاہر ہے کہ کوئی تعزیر وغیرہ کو اچھا جانتا ہے وہے یا دیکھتے جاوے وہ خارج ہو جاتا ہے دائرہ اسلام سے
 پس مولانا آپ ہی اس سے چھا چاہئے اور اپنے کہہ دو کو کو ہی بچاؤ کہ نہ جائے دو گد آلا انسان مانتی
 آیا میں یہ حدیثی کو چھو پرزہ کرتا ہے **فقہ** کہیں او میں کو ملتا ہے جو کچھ چاہے **موجہ تفسیر**
 لئے نہیں ہوتی یہ بات سوائی خواستہ اور علم خدا کے کوئی چیز میر نہیں ہوتی اور انسان سے بیان
 کا فرض ہے کہ کافر کی شفاعت کی اگر کو کفر میں ممکن نہیں یا کہتے ہیں کہ نبوہ فلا نے شخص کو کیوں
 مذی یہ یہی شنی نہیں جبکہ وہ چاہتا ہے اور لاف او کے جانتا ہے او کو دیتا ہے **موجہ** فلا نے لکھو

ای شیعہ و سنی
 الباقی فی کتاب النجم
 کی پس اس کتاب
 میں شافعیہ و مالکیہ
 اور حنفیہ و شافعیہ
 کی ان کی قیادت
 میں ہوتے ہیں

و اولی پس خدا کی لیے بی در و جهان اور پر جان ہے **فجر** کے سوال کے ہاتھ من پھلا اور پہلے تفسیر
 یعنی تیرے پوتے کا تاتا ہے وہی جو اندر سے **ہو** کے آخرت اور دنیا اور کسی ملک میں جو کچھ چاہے
 اور میں کہے سوائے کوئی نصرف نہیں کر سکتا اور پھر کسی حکومت نہیں جیتی کہ **بجز** کہنے سے ہی ملک
 دنیا اور آخرت کا ہے اور اسکا حکم ہے و لون میں دیتا ہے توہ اور شفاعت جبکہ چاہتا ہے اور راضی ہوتا ہی
 اوس نجر اور زکرات ہے **مدہ** و کم من ملائک فی السموات لا تعبی شفاعتہم شیئا الا من بعد
 ان یأذن الله لمن یشاء و یرضی اور بہت فرشتے ہیں آسمانوں کے نفع نہیں کرتے بے شفاعت اولی کر
 اول کے اذان و رضاء اور رضامند ہو چکے ہو کہ چاہے **فجر** کے اور بہت فرشتے ہیں آسمانوں کا ہنر
 آئے اولی سفارش کیجے جب حکم سے اس کے واسطے جائز اور پسند کرے **ہو** کے تفسیر یعنی جس میں
 کی کہ عبادت کرتے ہیں اس میں سے کہ شفاعت اولی کر نیکی وجہ کی شفاعت نہیں کر سکتے کہ جس کے کر
 کہ خدا چاہے اور انکا وہی شفاعت کا اذن ہے اور بے مشیت و رضا خود کے اور اذن اولی کے شفاعت کی
 کیے حق میں نفع نہیں کی **بجز** کہنے سے ام شفاعت کا نام ہے اسلئے لاکہ باوجود اس تقرب اور قدرت کے
 اگر کسی سب شفاعت کرین کسی تو نہ نفع دے شفاعت اولی کیجے کہ اور نہ نفع دے شفاعت مگر بعد اس کے اذن
 دے اور انکو شفاعت کا جس کے لئے چاہے شفاعت اور راضی ہوا اس سے اور یہ اسکا لائق شفاعت کے
 پس کیونکہ شفاعت کرین کے ت الہ سے اپنے حجابوں کے لیے **مدہ** ان الذین لا یؤمنون
 بالآخرۃ لیسعون الملائکۃ سجدۃ الیہ و الہم من علم ان یشعون الا الظن
 و ان الظن لا یغنی عن الحق شیئا تحقیق وہ لو کہ اور نہیں کہتے میں آخرت کو نام کہتے میں فرشتوں
 بنام شیعوں کے اور نہیں ہے اون کے لئے سجدہ توبہ و استغفار کہ کہہ لاش یہ وہی نہیں کرتے میں مکر و کم
 اور حقین و برقع نہیں دیتا ہے شفاعت سے کسی کو **فجر** کے جو لو کہ حقین نہیں کہتے پھیلے
 اگر کہ وہ نام کہتے میں فرشتوں کو نام نہ سنا اور انکو اسکی کچھ نہیں کسی شکل پر چلتے ہیں اور اکل کام نام
 شیک بات میں کہہ **ہو** کے تفسیر بنام شیعوں کے یعنی لاکہ کو شیطان خدا کی کہتے میں مکر و کم
 کی کہ وہ تقلید یا دہا کی ہے اور نہ نفع نہیں دیتا حق یعنی کو سوائے علم کے معلوم نہیں کر سکتے وہم
 پس نفع نہیں دیتا اس کے معلوم کر نیکی لیے اور بقول بعض کے حق یعنی غلاب کے جو یعنی ظن انکا غلاب
 نہیں وضع کرتا **بجز** **مدہ** ما عرض عن عن نوحی عن ذکرنا و لعلہ الا الحیوۃ الہیاء الذل
 صلیعہم فی العار ان ربک ہوا علیکم من صلیع سبیلہم و ہوا علیکم من اھتکدہ پس اعراض کر
 اوس کسی کہ جو نہ پہنچا د کرے ہمارے سے اور طلب کی گزند کا کافی اس جہان کی ٹیہی ہی نہایت اعلیٰ ارز
 دانش کی یعنی بچہ نہایت علم کی بلایا شبہ پر دگار تیرا نام ہے اوس کی لکھا گیا کہ خدا کو اور وہی
 خوب جانتا ہے اسکو کہ راہ پائی سو تو دیان نکر اور جو موہہ ہوڑے ہاری یاد ہے کچھ نیچا کی گزند کا کہنا
 میان ہی نہ نیچا اولی کیچہ تیرا ہی بہتر جائے جو بکا اسکی راہ سے اور وہی بہتر جائے جو راہ پر **فجر**
ہو کے تفسیر ہماری یاد سے یعنی قرآن سے اور بعض ذکر کیا یا ان سے یہی سنی اختیار کرنا اور کھانا

الرج

قال فما خطبكم

[illegible][illegible]

اور وہ خود کو دوزخ میں لڑا اور کجا اور عرض یہ یہی کہ ہر عمل انسان کا قصا اور خلق الہی سے ہر ادرا یا جو کہ مہاجر
 بن سمر نے کہا کہ اصحاب خضر کے سینے تھے اور اشعار پر تھے تھے اور اگر کہتے تھے امور عبادت سے بہرہ مند تھے
 اور انھیں مسکراتے تھے اور ان کے ساتھ جب وہ پہنچے اور پوچھا کہ سنی ابن عمر سے کہ اصحاب مول خدا صلے اللہ علیہ
 وسلم کے سینے تھے یا نہیں اور انہوں نے کہا کہ ہاں کہہ دیتے تھے لیکن ایسا ان کے دل میں بہت بڑا ہوتا تھا یہاں پر
 اور وہی اہل تائبہ الخ یعنی وقت اجل کے مارتے اور وقت بعث کے زندہ کر دیا اور قبول بعض کو مراد یہ ہے
 کہ مارتے ہیں اور بعض سے اور زندہ کرتا ہے علم و سخاوت و قبول بعض کے مارتا ہی کا فر کو کفر سے اور زندہ کرتا
 ہے مومن کو ایمان سے اور قبول بعض کے مارتا ہے یا پوچھا اور جلا تا ہے میٹھوں کو اور حاصل یہ کہ مارتا والا
 اور جلا تا والا سولہ اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے زور مادیہ ہر حیوان و انسان سے **۵ مد معالجہ**
 وَأَن عَلَيْهِ الذَّنْءُ الْآخِرَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ أَعْتَقَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَىٰ ۝ اور یہ کہ
 خدا پر لازم ہے وہ پیدا کرنا اور مراد یہ کہ اس کو تو نکر کرنا اور پوچھی دی اور یہ کہ وہی ہے پیدا کرنے والا تبارخ
 کا **۶ فہ** اور یہ کہ اوپر لڑم دوسرا دھماکا اور یہ کہ اس نے دولت دی اور پوچھی اور یہ کہ وہی ہے رب زمین
 کا **۷ تفسیر** دوسرا دھماکا یعنی جلا تا ہر مرنے کے کہ روز قیامت کی اور **۸ فہ** یعنی تو نکر کرنا اور پوچھا
 اموال کے و آفتی دیا فقیہ یعنی بہت مال اور اصول اموال اور جو کچھ کہ خیرہ کرتے ہیں اور سکو بے کفایت کر
 اور کہا صاحب کے کہ آفتی غنی کر دیا ساتھ سونے اور چاندی کے اور قیام اموال کے اور آفتی دے اور
 اور سب اور بڑی دے اور کہا حسن اور قتادہ نے آفتی خادم دیے اور کہا ابن عباس نے آفتی دیا
 اور آفتی کر دیا اور کہا جادو و خال نے آفتی راضی کر دیا ساتھ سونے کے کہ وہی اور قیام کر دیا اور کہا ابن
 زبیر نے آفتی بہت دیا آفتی کر دیا اور **۹ فہ** یعنی سبب الذوق من قیام و تقدیر اور شری الکت تارہ ہر
 کہ غنائت اور حور کے شدہ کہی ہیں اور خزانہ اور سکو بے تھے ہیں علوم کر دیا اللہ تعالیٰ کے کہ وہ رب
 معبود اور بخیا ہے اور اوج کہ عبادہ اس تارہ کی مقرر کی ہو کہ شہ تہا اجداد ماری انھیں علیہ السلام
 کے سے کہ قریش سے مخالف ہوا تھا اس تارہ کی عبادہ میں اور کہنا تھا کہ سب تارہ سے یہ آسمان کے غر
 میں کرتے ہیں اور غر سے طول میں اور قریش سب مخالف تہا دین اپنے کے انھیں کو ابن ابی کثیر کہتے
 تھے **۱۰ مد حادہ** وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادَ الْوَلَّىٰ ۝ وَمَوْءِیَّ الْقُبَىٰ ۝ وَمَوْءِیَّ نَجِیْنِ فِی الْوَلَّىٰ ۝
 کا **۱۱ فہ** اور یہ کہ اس نے ہلاک کیا عادیلو کو اور ہلاک کیا ثود کو پس کیو باقی نبیوڑا
 اور ہلاک کیا قوم نوح کو پہلے اس سے تحقیق ہے جبہ بڑے ظالم اور حد سے گزرے ہوئے زیادہ **۱۲ فہ**
 اور یہ کہ اس نے کیا دے عادیلا اور ثود اور باقی نبیوڑا اور نوح کی قوم اس سے پہلے وہ تھے اور بنی ظالم
 اور شر نفس اور اکل قوم و علیہ السلام کی تہا اور صبر و شدت کی موی ہلاک ہوئی اور لیک کہ وہ زمین کے لاکھوں نبیو
 کہتے تھے وقت ہلاک ہو گا اول کے کہ کہ میں قیام رہے تہا اور ہلاک ہو گا پہلے اس کے نبیوڑا اور ثود کو ہلاک کر
 کہتے ہیں اور قوم غوث حضرت صاحب علیہ السلام کی امت نبیوڑا نہیں کی کو باقی نبیوڑا کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کو اور ہلاک
 اسلام کے اور ہلاک کیا نوح بنی علیہ السلام کی قوم کو پہلے عادیلا اور ثود کی قوم سے میں کہ وہ کافر تھے اور

اور وہی اہل تائبہ الخ یعنی وقت اجل کے مارتے اور وقت بعث کے زندہ کر دیا اور قبول بعض کو مراد یہ ہے کہ مارتے ہیں اور بعض سے اور زندہ کرتا ہے علم و سخاوت و قبول بعض کے مارتا ہی کا فر کو کفر سے اور زندہ کرتا ہے مومن کو ایمان سے اور قبول بعض کے مارتا ہے یا پوچھا اور جلا تا ہے میٹھوں کو اور حاصل یہ کہ مارتا والا اور جلا تا والا سولہ اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے زور مادیہ ہر حیوان و انسان سے

اسنادین کی برکتوں کا ذکر فرمایا کہ لو ان اهل القرۃ اسوا اهل القرۃ علیہم مکت من السماء وکفر
 ولكن کذا فاحذروهم بما کانوا یکتبون یہ من تمام خیر وسادات دین کی کہ انھیں قہر کے کہیں میں
 پس فرموش مجھ سے اتنا قہر سے تو جانا چاہئے کہ اصل عبادت میں تین چیزیں میں الکت توفیق و قانہ
 الہی اور وہ مقبول ہی کے لیے میں دیکھا کہ فرمایا ان الله مع المتقین دوسرے صلح عمل اور پورا انقصیر کا
 وہ بھی مقبول کے لیے سے جدا کر دیا یصلیٰ لکما علی الذین یستقر قبول عمل وہی مقبول کے لیے سے جدا
 کر دیا انما یقبل العمل الصالح المتقین و بعد عبادۃ کا انہیں مقبول چیز نہ سے کہیں اول تو توفیق چاہئے عمل
 پر بعد اس کے صلح انقصیر یعنی دفع ہونا انقصیر کا تمام عبادۃ بعد اس کے قبول چاہئے جب تمام ہوا و انہیں
 تین چیز پر حاصل ہو کر فیض اور سوال سب عابد و کلمے دینا و قضا الطاعت و وقیمه نقصان و یقبل
 صناد اور ان سکا و دیکھا ہے حصول قہر سے پر و مقبول کو یہ سب بنائیت فرمایا ہے خواہ چاہیں یا نا چاہیں
 پس قہر سے حاصل کرنا چاہئے اگر طالب عبادۃ کا ملکہ طالب سعادت میں کا سے تا مل کر اس ایک اصل کو
 کہ تمام عمر یعنی میں شقتیج عبادت کے اوٹھائی تو نے او مجاہد کیا تو نے یہاں تک حاصل ہوا جو کہ چاہا تو
 یعنی شلا فظہ ہوا عالم ہوا و مجذوب الیکن قبولیت اولیٰ تو تیرے اختیار نہیں ہے پس اصل کا دین کے جو
 قہر سے ہی پر ہوئے کہ فرمایا سے انما یقبل العمل الصالح المتقین اور اسلئے عائدۃ نہ لکھا کو فی چیز رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم کو دینا میں سے خوش نہ آتی تھی ماند لہ سے کہ فرمادہ اس نے کہا کہ توبت میں سے ہی فرزند
 تقویٰ کر اور جس جگہ چاہے تو ہوا اور اسے کہ عامر میں قیس ہزار کعبت رات و دینن ادا کرتے تھے اور جب تیر
 پر آئے تو غصہ کو کہتے اور جگہ تمام بدیوں کی قسم خالی ایک پلک مانتے تھے ہر رضی نہیں ہوا و دینن جب تو
 لکھا تو نے او وقت مرنے کے روئے لوگوں نے کہا اس چیز نے دولا یا تجکو کہا کلام خدا تعالیٰ نے انما یقبل العمل
 الصالح المتقین اور مثال ایک اور مکہ میں اور وہ اصل سب اہل علموں کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک صالح شخص نے
 اپنے شیخ سے کہا کہ مجھ کو وصیت کر شیخ نے کہا کہ وصیت کرتا ہوں میں تجکو وہ وصیت کر دو کہ دعا ہوں نے
 او مکی وصیت کی ہے وہ یہ ہے و لقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم و انما کہ ان اقول الله کہنا ان
 میں کیا خدا تعالیٰ داتا تر نہیں ہے ساتھ بندیکے سب لوگوں سے کیا وہ نصیحت کرنا لازماً نہیں ہے بندیکو
 سبے پس اگر عالم میں کوئی خصلت صالح تر ہوئے بندیکے لیے اور حاجت تر بلایوں کی اور بیت بڑی ناہ
 ثواب میں اور زکرت عبادۃ میں اور بلا نیوالی زیادہ امید و مکی اس خصلت قہر سے تو خدا تعالیٰ بند کو کو
 حکم فرماتا اور مکی وصیت کرتا پس جب کہ لکھ اور پچھلے لو اس ایک خصلت کی وصیت کی معلوم ہوا کہ خصلت
 حاجت ہے بلایوں دینا اور آخرۃ کو اور کافی ہے تمام مہمات کو اور پچھانیوالی سے بند کو بلند ترین درجات کو
 عبادۃ میں اور ایسی اصل سے کہ او میر زیادتی نہیں ہے کسی چیز کو اور کافی ہے اور کافی ہے اس کو نظر دقیق سے
 اوس میں دیکھ اور میر عمل کرنے تمام ہوا کلام امام غزالی رحمہ اللہ کا سورۃ الرحمن مدنیہ
 اس سورۃ کا نام سورۃ حمز ہے اسلئے کہ اسلئے اول میں لفظ الرحمن کا مذکور ہے اور نازل ہوئی ہے یہ سورۃ بکثرۃ
 برعد کے اور بد سورۃ قمر کے اسلئے لکھی گئی کہ اس میں قمر کے نقش ہونے کا ذکر ہے ازادہ قدرت پروردگار اور مجھ سے

یعنی ان کی برکتوں کا ذکر فرمایا کہ لو ان اهل القرۃ اسوا اهل القرۃ علیہم مکت من السماء وکفر
 ولكن کذا فاحذروهم بما کانوا یکتبون یہ من تمام خیر وسادات دین کی کہ انھیں قہر کے کہیں میں
 پس فرموش مجھ سے اتنا قہر سے تو جانا چاہئے کہ اصل عبادت میں تین چیزیں میں الکت توفیق و قانہ
 الہی اور وہ مقبول ہی کے لیے میں دیکھا کہ فرمایا ان الله مع المتقین دوسرے صلح عمل اور پورا انقصیر کا
 وہ بھی مقبول کے لیے سے جدا کر دیا یصلیٰ لکما علی الذین یستقر قبول عمل وہی مقبول کے لیے سے جدا
 کر دیا انما یقبل العمل الصالح المتقین و بعد عبادۃ کا انہیں مقبول چیز نہ سے کہیں اول تو توفیق چاہئے عمل
 پر بعد اس کے صلح انقصیر یعنی دفع ہونا انقصیر کا تمام عبادۃ بعد اس کے قبول چاہئے جب تمام ہوا و انہیں
 تین چیز پر حاصل ہو کر فیض اور سوال سب عابد و کلمے دینا و قضا الطاعت و وقیمه نقصان و یقبل
 صناد اور ان سکا و دیکھا ہے حصول قہر سے پر و مقبول کو یہ سب بنائیت فرمایا ہے خواہ چاہیں یا نا چاہیں
 پس قہر سے حاصل کرنا چاہئے اگر طالب عبادۃ کا ملکہ طالب سعادت میں کا سے تا مل کر اس ایک اصل کو
 کہ تمام عمر یعنی میں شقتیج عبادت کے اوٹھائی تو نے او مجاہد کیا تو نے یہاں تک حاصل ہوا جو کہ چاہا تو
 یعنی شلا فظہ ہوا عالم ہوا و مجذوب الیکن قبولیت اولیٰ تو تیرے اختیار نہیں ہے پس اصل کا دین کے جو
 قہر سے ہی پر ہوئے کہ فرمایا سے انما یقبل العمل الصالح المتقین اور اسلئے عائدۃ نہ لکھا کو فی چیز رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم کو دینا میں سے خوش نہ آتی تھی ماند لہ سے کہ فرمادہ اس نے کہا کہ توبت میں سے ہی فرزند
 تقویٰ کر اور جس جگہ چاہے تو ہوا اور اسے کہ عامر میں قیس ہزار کعبت رات و دینن ادا کرتے تھے اور جب تیر
 پر آئے تو غصہ کو کہتے اور جگہ تمام بدیوں کی قسم خالی ایک پلک مانتے تھے ہر رضی نہیں ہوا و دینن جب تو
 لکھا تو نے او وقت مرنے کے روئے لوگوں نے کہا اس چیز نے دولا یا تجکو کہا کلام خدا تعالیٰ نے انما یقبل العمل
 الصالح المتقین اور مثال ایک اور مکہ میں اور وہ اصل سب اہل علموں کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک صالح شخص نے
 اپنے شیخ سے کہا کہ مجھ کو وصیت کر شیخ نے کہا کہ وصیت کرتا ہوں میں تجکو وہ وصیت کر دو کہ دعا ہوں نے
 او مکی وصیت کی ہے وہ یہ ہے و لقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم و انما کہ ان اقول الله کہنا ان
 میں کیا خدا تعالیٰ داتا تر نہیں ہے ساتھ بندیکے سب لوگوں سے کیا وہ نصیحت کرنا لازماً نہیں ہے بندیکو
 سبے پس اگر عالم میں کوئی خصلت صالح تر ہوئے بندیکے لیے اور حاجت تر بلایوں کی اور بیت بڑی ناہ
 ثواب میں اور زکرت عبادۃ میں اور بلا نیوالی زیادہ امید و مکی اس خصلت قہر سے تو خدا تعالیٰ بند کو کو
 حکم فرماتا اور مکی وصیت کرتا پس جب کہ لکھ اور پچھلے لو اس ایک خصلت کی وصیت کی معلوم ہوا کہ خصلت
 حاجت ہے بلایوں دینا اور آخرۃ کو اور کافی ہے تمام مہمات کو اور پچھانیوالی سے بند کو بلند ترین درجات کو
 عبادۃ میں اور ایسی اصل سے کہ او میر زیادتی نہیں ہے کسی چیز کو اور کافی ہے اور کافی ہے اس کو نظر دقیق سے
 اوس میں دیکھ اور میر عمل کرنے تمام ہوا کلام امام غزالی رحمہ اللہ کا سورۃ الرحمن مدنیہ
 اس سورۃ کا نام سورۃ حمز ہے اسلئے کہ اسلئے اول میں لفظ الرحمن کا مذکور ہے اور نازل ہوئی ہے یہ سورۃ بکثرۃ
 برعد کے اور بد سورۃ قمر کے اسلئے لکھی گئی کہ اس میں قمر کے نقش ہونے کا ذکر ہے ازادہ قدرت پروردگار اور مجھ سے

سورۃ الرحمن مدنیہ

[illegible][illegible]

جو کچھ متعلق ہے ساتھ زمین اور ملک میں زمین والے جو کچھ متعلق اور ملک میں دنیا کے جوہر و راز
 ایسے جو وقت بیکار تھے امور دنیا کر تھے احوال کو صیقل دیتے کیا گئے تھے حضرت عبداللہ علیہ السلام نے پڑھی
 میرا یہ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہے یہ شان پس فرمایا آپ نے اوکلی شان سے یہ ہے کہ کشائی گناہ اور دور
 کرنا ہی سختی و عزم اور باندھ کر تھے ایک قوم کو اور پست کرتے ایک قوم کو انتہی اور ابن عیینہ سے یہ کہ درختوں
 اللہ کے نزدیک دو دن ہے ایک سال تو ان دونوں کا وہ دن ہے کہ جس میں مدت دنیا کی ہے پس
 شان یعنی حال اسکا وہ میں ملو بھی اور جلانا اور مارنا اور دنیا اور دنیا ہے اور دوسرا دن نور قیامت
 کا ہے پس شان اوکلی اس میں جزا و حساب ہے اور بعض نے کہا کہ نازل ہوئی ہے یہ یہ یہ کہ حق میں جن
 کہ کہا وہ دنوں نے کہ اللہ تعالیٰ نہیں کرتا ہے روز ہفتے کے کچھ کام و حکم تو اس کے قول کو در فرمایا ہے کہ ہر وقت
 اور حکم جاری ہے اور آیا ہے کہ کسی بادشاہ نے یا خیر سے اس کیلئے کہ معنے اور مرد کوچی اسے مہلت چاہے
 اور اسے ایکن کی مکمل بنا و کا اور کہ میں جا کر کلین مٹھا سو چاہتا ہوں پس کہا اللہ کے غلام حبشی نے
 کراہی ہوئے خبر و محلو اپنی فکر کی شاید کہ اللہ تعالیٰ پہل و دفع کرے اسکو میرے ہاتھ سے پس خبر دی چوٹے
 تے اسکو اس معاملہ کی میں کہا غلام نے کہ میں تفسیر بیان کر دینکا اسکی بادشاہ کے کہ تو کہدے اسکو ابوشا
 سے پس کہا غلام نے ای بادشاہ شان اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ وہ داخل کرتا ہے رکھوں میں اور ظلمات
 میں اور حکم کتابہ زندہ کو چلے اور نکالنا ہے مرد کو زندہ اور تندرست کرتا ہے مایک اور مایک کو زندہ
 کو اب مبتلا کرنا یا یافت والیکو اور عافیت دیتا ہے مبتلا کو اور عزت دیتا ہے دلیل کو اور ذلت دیتا ہے عزت
 دایک اور محتاج کرتا ہے غنی کو اور غنی کرتا ہے محتاج کو پس کہا بادشاہ نے کہ خوب بیان کیا تو نے اور حکم کی خبر
 کہ کو خلدت ذرات ہی اسکو پس کہا غلام نے ای مولے میرے یہ یہی اللہ تعالیٰ کی شان سے ہے اور ظہیر
 نے کہا کہ وہ جاری کرنا اختیار و حکمت اس کے وقول ملک اور کہا بعضوں نے کہ عبد اللہ بن ہارث نے بلا ہیز
 میں المغفل کو اور کہا اس سے کہ مشکل ہوئے میں مجھ پر تن مسئلے اسلئے میں تجھو بلایا ہے کہ کہو لے تو اوکو مجھ
 ایک تو قول اللہ تعالیٰ کا فاسخ میں اناد میں لیجئے یہ ہوا قایل مذمت والوں سے حال انکی ثابت ہوا
 سے لیئے حدیث سے لائق کہ توجہ لیجئے مذمت ہی گناہ پر تو ہے اور دوسرا یہ قول اللہ تعالیٰ کا کل یوم نو
 حقیشان لیئے ہر دن اسکو ایک دہندہ حال انکہ ثابت یہ حدیث سے جفت اعلم یا ہو گا میں لے یوم
 القیامۃ لیجئے جو کچھ ہوتا ہے اور ہو دے کا قیامت ملک تقدیر میں کہا جا چکا ہے اور میرا قول
 جہد تعالیٰ کا وان کیس للانسان الا ما سئل لیجئے نہیں فائدہ دیتا انکو کہ جو کچھ آپ کرے میں کیا حال ہے
 اصناف کا لیئے کئی حصے تو اب لیکنا کہ مثلاً ایک چاند دیا اور دس پیسے لکے گئے جس کہا حسین نے جائز
 ہے یہ کہ نہ مذمت تو یہ اس امت میں اور ہو تو پس امت میں اور بعض نے کہا کہ مذمت قابل کی ہیز
 تہی بایل کے قتل کرنے پر بلکہ بایل کے اوچھٹا کرنے پر اور ایسا ہی کہا گیا ہے کہ حکم وان کیس للانسان
 الا ما سئل کا خصوص نہ تو ہم ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے لیئے ناس امت کے لیئے اور قول اللہ تعالیٰ کا
 کل یوم یونی نشان پس شان سے وہ کام میں کھڑا کرتا ہے اور کو لیجئے چیلے جو قدر ہو چکا ہی اسکو خطاب

۱۳۱
 قال فاضل
 اللہ تعالیٰ کی شان سے ہے اور ظہیر
 نے کہا کہ وہ جاری کرنا اختیار و حکمت اس کے وقول ملک اور کہا بعضوں نے کہ عبد اللہ بن ہارث نے بلا ہیز
 میں المغفل کو اور کہا اس سے کہ مشکل ہوئے میں مجھ پر تن مسئلے اسلئے میں تجھو بلایا ہے کہ کہو لے تو اوکو مجھ
 ایک تو قول اللہ تعالیٰ کا فاسخ میں اناد میں لیجئے یہ ہوا قایل مذمت والوں سے حال انکی ثابت ہوا
 سے لیئے حدیث سے لائق کہ توجہ لیجئے مذمت ہی گناہ پر تو ہے اور دوسرا یہ قول اللہ تعالیٰ کا کل یوم نو
 حقیشان لیئے ہر دن اسکو ایک دہندہ حال انکہ ثابت یہ حدیث سے جفت اعلم یا ہو گا میں لے یوم
 القیامۃ لیجئے جو کچھ ہوتا ہے اور ہو دے کا قیامت ملک تقدیر میں کہا جا چکا ہے اور میرا قول
 جہد تعالیٰ کا وان کیس للانسان الا ما سئل لیجئے نہیں فائدہ دیتا انکو کہ جو کچھ آپ کرے میں کیا حال ہے
 اصناف کا لیئے کئی حصے تو اب لیکنا کہ مثلاً ایک چاند دیا اور دس پیسے لکے گئے جس کہا حسین نے جائز
 ہے یہ کہ نہ مذمت تو یہ اس امت میں اور ہو تو پس امت میں اور بعض نے کہا کہ مذمت قابل کی ہیز
 تہی بایل کے قتل کرنے پر بلکہ بایل کے اوچھٹا کرنے پر اور ایسا ہی کہا گیا ہے کہ حکم وان کیس للانسان
 الا ما سئل کا خصوص نہ تو ہم ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے لیئے ناس امت کے لیئے اور قول اللہ تعالیٰ کا
 کل یوم یونی نشان پس شان سے وہ کام میں کھڑا کرتا ہے اور کو لیجئے چیلے جو قدر ہو چکا ہی اسکو خطاب

محقق بنے پیدا کیا اور کوہ پیکر ان میں کیا بنیاد کو ہمارے محبوب بنو ہالی نزدیک ٹھونڈ کے ساتھ غنچ و دلال کے
جم عمر البین فلسط اہل سلطنت کو **مٹھتے** دے بنے وہ عورتیں اوٹھا کھن ایک اوٹھان پر کیا اور کوہ گواراں پار
دلائیان ایک دروازے کے **مٹھتے** بنے پیدا کیا اور عورتوں کو جیسا پیدا کرنا چاہتا تھا بنے عیب جو عورتوں
میں بریں اور بریں بنیں ہر ایک کو بنایا اور ان پر عیشہ زمین کی درجائے والیاں بنے خاندان کو ہمارے جم عمر مرد
درازے دینی طرف والوں کے جنکو اعمال مراد بنے ماہرین میں لڑنے والوں کو بہرہ نشین میں **عظمت تفسیر**
انما الذلۃ لھن اکلہ شیخ علی سی پیدا کی بنے اور کوہ پیکر ناخیر ولادہ کے اس مراد بات وہ عورتیں میں کہ پہلی نعمی کیا
کوشیکہ یادہ کہ بریاں مرین جن میں ہر جوان ہو جاوے گی اور بارہ کہ جب خاندان کے پاس آویں گے بارہ ملی ہر
کے اور کوہ **عظمت** اصحاب میں سے مراد اہل سعادت میں بنے دنیا کی عورتیں شہتوں کی کیر سیال اور شور و
مری میں بہشت میں بارہ اور جان اور شور و دست اور بے عمر میں بارہ کہ عیشہ شہتیں جس کی ہوگی کر کر
اور کوہ و نکاح و شہی میں شہتیں جن میں بے ہوئے اور بریاں میں آیات کے اثر کی کو بھی اسی عمر کو بنایا اور اسکے
شور و دیکھ اور عورت کفایت دہالی ہو وے بانہا و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
سے کوئی خاندان کے ہوئے اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
دیکھ اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
نماز و نماز یا شہن ظلم اور بے ہمتی بارہ کہ میں سے اور رسول علیہ السلام سے فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
میں کو ہو وے درجہ و پاکوئی تمہارے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
صبر اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
ہی فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
میں سے آویسی فرمایا کہ حق جو دیکھ کا حق کی بوی کے چہ کو ہو وے خصلہ اور سکا زیادہ صاف ہوگا
آیت سے اور ادنیٰ کوئی اور یہاں ہوگا کہ میں کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
البیت ہے بوی کی بستی کی بوی سرگرمی ہوگی اور میں نظر حق کی مہانتا کہ دیکھ کا کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
سے یہ کہ داخل کرے مجاہدیت میں پس فرمایا حضرت علی علیہ السلام ظلم ظہن افضل ہوئی جنت میں بڑیا بہا کہ میں
پس علی دہ یعنی بوی فرمایا کہ کہ کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
ہاوی کی کہ اندھن سے فرمایا کہ کہ کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
سے نقل کرتے ہیں یہ تفسیر انما الذلۃ لھن انما الذلۃ لھن انما الذلۃ لھن انما الذلۃ لھن انما الذلۃ لھن
کہ کیا اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
نے پیدا کرنا جب صحبت کر لیا دے خاندان کے پاس آویں گے اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس

وہ عورتیں اوٹھا کھن ایک اوٹھان پر کیا اور کوہ گواراں پار
دلائیان ایک دروازے کے مٹھتے بنے پیدا کیا اور عورتوں کو جیسا پیدا کرنا چاہتا تھا بنے عیب جو عورتوں
میں بریں اور بریں بنیں ہر ایک کو بنایا اور ان پر عیشہ زمین کی درجائے والیاں بنے خاندان کو ہمارے جم عمر مرد
درازے دینی طرف والوں کے جنکو اعمال مراد بنے ماہرین میں لڑنے والوں کو بہرہ نشین میں عظمت تفسیر
انما الذلۃ لھن اکلہ شیخ علی سی پیدا کی بنے اور کوہ پیکر ناخیر ولادہ کے اس مراد بات وہ عورتیں میں کہ پہلی نعمی کیا
کوشیکہ یادہ کہ بریاں مرین جن میں ہر جوان ہو جاوے گی اور بارہ کہ جب خاندان کے پاس آویں گے بارہ ملی ہر
کے اور کوہ عظمت اصحاب میں سے مراد اہل سعادت میں بنے دنیا کی عورتیں شہتوں کی کیر سیال اور شور و
مری میں بہشت میں بارہ اور جان اور شور و دست اور بے عمر میں بارہ کہ عیشہ شہتیں جس کی ہوگی کر کر
اور کوہ و نکاح و شہی میں شہتیں جن میں بے ہوئے اور بریاں میں آیات کے اثر کی کو بھی اسی عمر کو بنایا اور اسکے
شور و دیکھ اور عورت کفایت دہالی ہو وے بانہا و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
سے کوئی خاندان کے ہوئے اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
دیکھ اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
نماز و نماز یا شہن ظلم اور بے ہمتی بارہ کہ میں سے اور رسول علیہ السلام سے فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
میں کو ہو وے درجہ و پاکوئی تمہارے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
صبر اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
ہی فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر فرمایا اے اہل بیت! تمہارے حق پر
میں سے آویسی فرمایا کہ حق جو دیکھ کا حق کی بوی کے چہ کو ہو وے خصلہ اور سکا زیادہ صاف ہوگا
آیت سے اور ادنیٰ کوئی اور یہاں ہوگا کہ میں کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
البیت ہے بوی کی بستی کی بوی سرگرمی ہوگی اور میں نظر حق کی مہانتا کہ دیکھ کا کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
سے یہ کہ داخل کرے مجاہدیت میں پس فرمایا حضرت علی علیہ السلام ظلم ظہن افضل ہوئی جنت میں بڑیا بہا کہ میں
پس علی دہ یعنی بوی فرمایا کہ کہ کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
ہاوی کی کہ اندھن سے فرمایا کہ کہ کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
سے نقل کرتے ہیں یہ تفسیر انما الذلۃ لھن انما الذلۃ لھن انما الذلۃ لھن انما الذلۃ لھن انما الذلۃ لھن
کہ کیا اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس
نے پیدا کرنا جب صحبت کر لیا دے خاندان کے پاس آویں گے اور کوہ و نوا و سکا کا فر و وسادہ کو کسی اور شہی کو دیکھ اور جس

اور خود شہر سی ہے اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر فائدہ کہ باعث فریب کی ہے کہ جان رکھو کہ دنیا کا
 جیسا ہی ہے کھیل اور تماشہ اور بناؤ اور برائیاں کرنی آئین اور بہتات و ہفتی مال کی اور اولاد کی چیز
 کہاوت ایک مینہ کی جو خوش کا لگا لگاؤ کا سبزہ اوگنا پیر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھو زندہ ہو گیا پھر
 ہو جاتا ہے رونڈن اور بھیلے گھر میں سخت مارے اور معافی ہی ہے اللہ سے اور رضامندی اور دنیا کا
 جیسا تو یہی ہے جس نے غامی فک کو مولا جانو دنیا سے محبت رکھو والوں کہ مقرر دنیا کی زندگانی نہ رکھیں
 اور دنیا کا مہیا حاصل اور ظاہر کا بناؤ اچھا اور بُرائی ہے آئین نکو دنیا کو مال و دولت اور شہنی اور اترانہ
 بہت مال اور اولاد پر جو تھوڑے دنوں میں وہ کھیل جاتا رہتا ہے اور غم خیزی حاصل ہوتی ہو لو کی مثال
 ایسی ہے کہ جیسے مینہ برساتا ہے زمین پر اور سطح کا سبزہ اور پہول رنگانگ اوگنی بن اور پوہو ایک خوش
 کرتا ہے پھر پیچھے گئی دن کے سوکتا ہے بیار جانی رہتی کر پھر دیکھو تو ای دیکھنے والے اسی بہار کو زرد مہیا
 ہوئی پھر بعد زردی کے ٹوٹ کر جوہ اور خراب ہوتی ہے ایسا ہی حال دنیا کے مال کی پھر جو کھوئی اور
 محبت اور جمع کر مینہ میکا تو کسی فنا ہے اور آخر میں جمع کرنا ایک بڑا غلامی کا اور کوئی مال دنیا کا جس
 ملک کا اور خاستہ کی لہ میں خیر اور خیر اگر کا اور خوش خاستہ خدا تعالیٰ کی ہوگی اور خوش ہوگا اور جس خدا تعالیٰ اور
 نہایت زندگانی دنیا کی کہ جس نے غامی فک کو مولا جانو دنیا کی خراب اور غامی فک کو مولا جانو
 کیلئے نہ اندیشہ لگے اور تماشہ لگے اور بناؤ جو ماند بناؤ عورتوں کو اور برائیاں کرنی جیسے لڑکی کہا
 کرتے ہیں لوگ ہم ضرور بہتات و ہفتی مال کی اور پھر دنیا کی اور اولاد کی چیز فراموش کر کے ہیں پھر
 مال و اولاد کو ماند مینہ کی طرح مشابہت ہی حال نیا کو اور جلدی فنا ہو جائیو اور سیکو ما جو کہ مفعلی
 اور سیکے ساتھ سیر کیے کہ کا وے اور سوسو مینہ پھر قائم اور قوی ہو اور خوش ہوں اوس سے کافر خدا تعالیٰ
 کی نعمت کی جو دنیا ہے اللہ کو سب مینہ اور اگانگی شیر بھی اللہ اور نرافت میں خشک ہو وہ بہرہ اور
 زرد اور جو جوسہ چور و او کی شیر کے لیے آئین منکر ہونے اور سیکے جیسا کہ عالمہ کیا باغ والوں کو ساتھ اور
 بعضوں نے کہا کہ کفار سے مراد کسان میں اور آخرت میں عذاب سخت ہی ہے کافر و لکوا و بخشش اور شہر
 ہی مومنوں کے لیے یعنی دنیا اور دنیا کی چیز زمین ہنہن پن مگر امو حقیر و دلیل کہ وہ کھیل ہے اور تماشہ
 اور بناؤ اور آئین خیر کرنا اور بہتات و ہفتی مال و اولاد میں اور آخرت میں نہیں ہیں مگر امور برے
 اور باری کہ وہ عذاب شدید ہے اور بخشش اور رضامندی اللہ حمید کی طرف سے اور نہیں ہے زندگانی دنیا
 کی مگر فائدہ دنیا کا کہ باعث فریب کا ہے یعنی اس کے لیے کہ عزت کرے طرف دنیا کے اور اعتماد کرے اور سپر
 کہا و الاولوں نے کہ اگر جماعت مرید و مکی مطلب کر دینا کو اور اگر طلب ہی کر دینا کو تو نہ دست رکھو اور سکو
 اس کے لیے کہ راضی نہ ہو نہ آخرت اوس سے لینا ہوتا ہے اور نہ بنا اس کے غیر میں ہے اور جب کہ تجارت بیان
 کی اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اور ناچیز بیان کیا دنیا کے امر کو اور بُرائی بیان کی آخرت کی تو عزت و مکی اپنے
 بند و لکوا و جلدی کیلئے طرف پیچھے اور پیچھے کہ وہ وعدہ کیا ہے تمام آخرت سے کہ وہ معصیہ نجات دینے والے
 عذاب سے اور مطلب باری ساتھ داخل ہونے محبت کے ساتھ قول اپنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ متوفی و اللہ علیہ

فالحطی
 کہ جان رکھو کہ دنیا کا
 جیسا ہی ہے کھیل اور تماشہ
 اور بناؤ اور برائیاں کرنی
 آئین اور بہتات و ہفتی مال کی
 اور اولاد کی چیز
 کہاوت ایک مینہ کی جو خوش
 کا لگا لگاؤ کا سبزہ اوگنا
 پیر زور پر آتا ہے پھر تو
 دیکھو زندہ ہو گیا پھر
 ہو جاتا ہے رونڈن اور بھیلے
 گھر میں سخت مارے اور معافی
 ہی ہے اللہ سے اور رضامندی
 اور دنیا کا
 جیسا تو یہی ہے جس نے غامی
 فک کو مولا جانو دنیا سے
 محبت رکھو والوں کہ مقرر
 دنیا کی زندگانی نہ رکھیں
 اور دنیا کا مہیا حاصل اور
 ظاہر کا بناؤ اچھا اور بُرائی
 ہے آئین نکو دنیا کو مال و
 دولت اور شہنی اور اترانہ
 بہت مال اور اولاد پر جو
 تھوڑے دنوں میں وہ کھیل
 جاتا رہتا ہے اور غم خیزی
 حاصل ہوتی ہو لو کی مثال
 ایسی ہے کہ جیسے مینہ
 برساتا ہے زمین پر اور سطح
 کا سبزہ اور پہول رنگانگ
 اوگنی بن اور پوہو ایک خوش
 کرتا ہے پھر پیچھے گئی دن
 کے سوکتا ہے بیار جانی
 رہتی کر پھر دیکھو تو ای
 دیکھنے والے اسی بہار کو
 زرد مہیا ہوئی پھر بعد
 زردی کے ٹوٹ کر جوہ اور
 خراب ہوتی ہے ایسا ہی حال
 دنیا کے مال کی پھر جو
 کھوئی اور محبت اور جمع
 کر مینہ میکا تو کسی فنا
 ہے اور آخر میں جمع کرنا
 ایک بڑا غلامی کا اور کوئی
 مال دنیا کا جس ملک کا
 اور خاستہ کی لہ میں خیر
 اور خیر اگر کا اور خوش
 خاستہ خدا تعالیٰ کی ہوگی
 اور خوش ہوگا اور جس
 خدا تعالیٰ اور نہایت
 زندگانی دنیا کی کہ جس
 نے غامی فک کو مولا جانو
 دنیا کی خراب اور غامی
 فک کو مولا جانو کیلئے
 نہ اندیشہ لگے اور تماشہ
 لگے اور بناؤ جو ماند بناؤ
 عورتوں کو اور برائیاں
 کرنی جیسے لڑکی کہا
 کرتے ہیں لوگ ہم ضرور
 بہتات و ہفتی مال کی اور
 پھر دنیا کی اور اولاد کی
 چیز فراموش کر کے ہیں
 پھر مال و اولاد کو ماند
 مینہ کی طرح مشابہت
 ہی حال نیا کو اور جلدی
 فنا ہو جائیو اور سیکو
 ما جو کہ مفعلی اور سیکے
 ساتھ سیر کیے کہ کا وے
 اور سوسو مینہ پھر قائم
 اور قوی ہو اور خوش ہوں
 اوس سے کافر خدا تعالیٰ
 کی نعمت کی جو دنیا ہے
 اللہ کو سب مینہ اور اگانگی
 شیر بھی اللہ اور نرافت
 میں خشک ہو وہ بہرہ اور
 زرد اور جو جوسہ چور و
 او کی شیر کے لیے آئین
 منکر ہونے اور سیکے
 جیسا کہ عالمہ کیا باغ
 والوں کو ساتھ اور بعضوں
 نے کہا کہ کفار سے مراد
 کسان میں اور آخرت میں
 عذاب سخت ہی ہے کافر و
 لکوا و بخشش اور شہر
 ہی مومنوں کے لیے یعنی
 دنیا اور دنیا کی چیز
 زمین ہنہن پن مگر امو
 حقیر و دلیل کہ وہ کھیل
 ہے اور تماشہ اور بناؤ
 اور آئین خیر کرنا اور
 بہتات و ہفتی مال و
 اولاد میں اور آخرت میں
 نہیں ہیں مگر امور برے
 اور باری کہ وہ عذاب
 شدید ہے اور بخشش اور
 رضامندی اللہ حمید کی
 طرف سے اور نہیں ہے
 زندگانی دنیا کی مگر
 فائدہ دنیا کا کہ باعث
 فریب کا ہے یعنی اس کے
 لیے کہ عزت کرے طرف
 دنیا کے اور اعتماد کرے
 اور سپر کہا و الاولوں
 نے کہ اگر جماعت مرید و
 مکی مطلب کر دینا کو اور
 اگر طلب ہی کر دینا کو تو
 نہ دست رکھو اور سکو
 اس کے لیے کہ راضی نہ
 ہو نہ آخرت اوس سے لینا
 ہوتا ہے اور نہ بنا اس کے
 غیر میں ہے اور جب کہ
 تجارت بیان کی اللہ تعالیٰ
 نے دنیا کی اور ناچیز بیان
 کیا دنیا کے امر کو اور
 بُرائی بیان کی آخرت کی
 تو عزت و مکی اپنے بند و
 لکوا و جلدی کیلئے طرف
 پیچھے اور پیچھے کہ وہ
 وعدہ کیا ہے تمام آخرت
 سے کہ وہ معصیہ نجات
 دینے والے عذاب سے اور
 مطلب باری ساتھ داخل
 ہونے محبت کے ساتھ قول
 اپنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ
 متوفی و اللہ علیہ

کہ وہ لوگوں جو ایمان لائے اگلے پیغمبروں پر درود خدا تعالیٰ سے اور ایمان لائے محمد ص
 یہی جہاد خدا تعالیٰ کا ہے تو دیوے خدا تعالیٰ نہ کو درود حصہ ثواب کو اپنی بخشش سے ایک حصہ ثواب اگلے
 پیغمبروں پر ایمان لائے ان کا حصہ ثواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کا حصہ ثواب اس کے واسطے تھا ہے تو
 کو ایمان کے جو اس پر مبنی من جلتون صراط پر اور بخشے تم کو تھا ہے گناہ اور خدا تعالیٰ بخشہ والا مہربان
 ہے ایمان لائے والو یہ کہ **عَلَيْكُمْ** اَلْقِسْمُ الْاِیْمَانُ الذِّیْنَ اَسْمُوا اَخْبَابَ ہر اہل کتاب کو اور دیوے
 تم کو ایک نور یعنی ان قیامت کے اور یہ نور ہی ہے جو ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں
 یٰسَیِّدُیْنَ تَعْلَمُوْنَ **مَدَن** کہ ہمارے مفسرین نے جب آیت اُولَئِکَ یُؤْتُوْنَ کَیْفَیْہُمْ مَّزِیْنِ نَزَلَ ہوتی تو اہل
 کتاب کے مسلمانوں سے کہا کہ جو کوئی ہم میں سے تمہاری کتاب پر ایمان لائے اس کو دوسرا ثواب ملے گا
 اور جو کوئی ایمان نہ لادے اس کو ایک ثواب اور ایمان لائے اگلی کتابوں کے ہو گا جیسا کہ تم کو اور
 ایمان لائے اپنی کتاب کی ہے پس فضیلت تمہاری ہمیر کیا ہے یہ آیت اور یٰ اَیْمَانُ الذِّیْنَ یُحِبُّوْنَ
 لَیْلًا لِّعَلَّہُمْ اَہْلُ الْکِتَابِ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِلَدِّ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ
 مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ خدا تعالیٰ نے ہمدردی تو جانیں اہل کتاب
 کہ وہ قدر بہن میں کسی چیز پر فضل خدا سے اور جانیں کہ فضل خدا کے ہاتھ سے دیتا ہے اس کو جس
 کسی کو چاہتا ہے اور خدا صاحب فضل بڑھکا ہے کہ نہ جانیں کتاب اس کے کہ جانیں سکتے کو اہل
 کا فضل اور یہ کہ ہرگز اللہ کے ہاتھ سے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑھتا ہے **مَدَن** کہ
 یہود نصاریٰ اس بات کو کہ ہرگز قدرت نہ پاویں کسی چیز پر خدا تعالیٰ کے فضل کے انوں سے جو تو
 ایمان کی بے فضل خدا تعالیٰ کیسے نہ پا سکیں اور یہ خدا فضل کرے اس سے ذرا بی نہ لے سکیں
 خدا تعالیٰ کا فضل اور شیک فضل ہاتھ میں خدا تعالیٰ ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ
 صاحب جو بڑے فضل کا **عَلَيْكُمْ** اَلْقِسْمُ الْاِیْمَانُ الذِّیْنَ یُحِبُّوْنَ لَیْلًا لِّعَلَّہُمْ اَہْلُ الْکِتَابِ
 جو کہ مسلمان بہنیں ہوئے میں یہ کہ بہنیں پیغمبر کے کسی چیز کو فضل اللہ کے سے کہ وہ درود حصہ ثواب
 لائے اور مطلب باب ہونا مؤخر ہوئی اسلئے کہ وہ بہنیں ایمان لائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 پس بہنیں نفع دیکھا اور کو ایمان لائے اگلے رسول کو اور بہنیں حاصل ہو گا ان کو فضل کسی اور فضل اللہ کے
 ہاتھ سے لینے اس کی ملک تصرف میں ہے **مَدَن** کہ لَیْلًا لِّعَلَّہُمْ اَہْلُ الْکِتَابِ اِسْمُ الْکِتَابِ یعنی معلوم کرو
 تم کو یہ کہ تو جانیں اہل کتاب لینے تو یہ واسلے لینے یہود کہ جو ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کہ
 وہ بہنیں قادر میں اور کسی چیز کے فضل اللہ کے سے خلاف نعم اپنے کے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہر
 اللہ کے اور پسندیدہ اس کے میں دیتا ہے جس کو چاہے پس یہاں تو ان کو ان میں سے ثواب دے گا جیسا کہ
 اور کہ **اَجْلَالِیْنَ** کی آیت ہے کہ ایک جامعیت اہل کتاب میں سے ہمید دوسرے ثواب ملے ایمان
 محمد علیہ السلام پر لائے اور ایمان نہ لائے ان لوں نے اور یہ کہ آیت لَیْلًا لِّعَلَّہُمْ اَہْلُ الْکِتَابِ نَزَلَ ہوتی لینے خدا ان کو دے گا
 ثواب دے گا نہ ایمان لائے والے اہل کتاب کے جانیں کہ کسی چیز پر قدرت نہیں کہتے خدا جس کو چاہے فضل

یہی جہاد خدا تعالیٰ کا ہے تو دیوے خدا تعالیٰ نہ کو درود حصہ ثواب کو اپنی بخشش سے ایک حصہ ثواب اگلے
 پیغمبروں پر ایمان لائے ان کا حصہ ثواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کا حصہ ثواب اس کے واسطے تھا ہے تو
 کو ایمان کے جو اس پر مبنی من جلتون صراط پر اور بخشے تم کو تھا ہے گناہ اور خدا تعالیٰ بخشہ والا مہربان
 ہے ایمان لائے والو یہ کہ **عَلَيْكُمْ** اَلْقِسْمُ الْاِیْمَانُ الذِّیْنَ اَسْمُوا اَخْبَابَ ہر اہل کتاب کو اور دیوے
 تم کو ایک نور یعنی ان قیامت کے اور یہ نور ہی ہے جو ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں
 یٰسَیِّدُیْنَ تَعْلَمُوْنَ **مَدَن** کہ ہمارے مفسرین نے جب آیت اُولَئِکَ یُؤْتُوْنَ کَیْفَیْہُمْ مَّزِیْنِ نَزَلَ ہوتی تو اہل
 کتاب کے مسلمانوں سے کہا کہ جو کوئی ہم میں سے تمہاری کتاب پر ایمان لائے اس کو دوسرا ثواب ملے گا
 اور جو کوئی ایمان نہ لادے اس کو ایک ثواب اور ایمان لائے اگلی کتابوں کے ہو گا جیسا کہ تم کو اور
 ایمان لائے اپنی کتاب کی ہے پس فضیلت تمہاری ہمیر کیا ہے یہ آیت اور یٰ اَیْمَانُ الذِّیْنَ یُحِبُّوْنَ
 لَیْلًا لِّعَلَّہُمْ اَہْلُ الْکِتَابِ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِلَدِّ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ
 مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ خدا تعالیٰ نے ہمدردی تو جانیں اہل کتاب
 کہ وہ قدر بہن میں کسی چیز پر فضل خدا سے اور جانیں کہ فضل خدا کے ہاتھ سے دیتا ہے اس کو جس
 کسی کو چاہتا ہے اور خدا صاحب فضل بڑھکا ہے کہ نہ جانیں کتاب اس کے کہ جانیں سکتے کو اہل
 کا فضل اور یہ کہ ہرگز اللہ کے ہاتھ سے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑھتا ہے **مَدَن** کہ
 یہود نصاریٰ اس بات کو کہ ہرگز قدرت نہ پاویں کسی چیز پر خدا تعالیٰ کے فضل کے انوں سے جو تو
 ایمان کی بے فضل خدا تعالیٰ کیسے نہ پا سکیں اور یہ خدا فضل کرے اس سے ذرا بی نہ لے سکیں
 خدا تعالیٰ کا فضل اور شیک فضل ہاتھ میں خدا تعالیٰ ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ
 صاحب جو بڑے فضل کا **عَلَيْكُمْ** اَلْقِسْمُ الْاِیْمَانُ الذِّیْنَ یُحِبُّوْنَ لَیْلًا لِّعَلَّہُمْ اَہْلُ الْکِتَابِ
 جو کہ مسلمان بہنیں ہوئے میں یہ کہ بہنیں پیغمبر کے کسی چیز کو فضل اللہ کے سے کہ وہ درود حصہ ثواب
 لائے اور مطلب باب ہونا مؤخر ہوئی اسلئے کہ وہ بہنیں ایمان لائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 پس بہنیں نفع دیکھا اور کو ایمان لائے اگلے رسول کو اور بہنیں حاصل ہو گا ان کو فضل کسی اور فضل اللہ کے
 ہاتھ سے لینے اس کی ملک تصرف میں ہے **مَدَن** کہ لَیْلًا لِّعَلَّہُمْ اَہْلُ الْکِتَابِ اِسْمُ الْکِتَابِ یعنی معلوم کرو
 تم کو یہ کہ تو جانیں اہل کتاب لینے تو یہ واسلے لینے یہود کہ جو ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کہ
 وہ بہنیں قادر میں اور کسی چیز کے فضل اللہ کے سے خلاف نعم اپنے کے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہر
 اللہ کے اور پسندیدہ اس کے میں دیتا ہے جس کو چاہے پس یہاں تو ان کو ان میں سے ثواب دے گا جیسا کہ
 اور کہ **اَجْلَالِیْنَ** کی آیت ہے کہ ایک جامعیت اہل کتاب میں سے ہمید دوسرے ثواب ملے ایمان
 محمد علیہ السلام پر لائے اور ایمان نہ لائے ان لوں نے اور یہ کہ آیت لَیْلًا لِّعَلَّہُمْ اَہْلُ الْکِتَابِ نَزَلَ ہوتی لینے خدا ان کو دے گا
 ثواب دے گا نہ ایمان لائے والے اہل کتاب کے جانیں کہ کسی چیز پر قدرت نہیں کہتے خدا جس کو چاہے فضل

دیتا ہے اور بقول مجاہد کے یہود کہتے تھے کہ قریب ہو کر ایک تعمیر ہم میں سے پیدا ہو گا اور ہمارا ہوا کو کا جگا
 اور جب رسول عرب میں سے پیدا ہوئے لیکن محمد صلعم کو وہ کا فر ہوئے خلافت کے لئے اور کوفہ میں بہت سی
 کلمہ **تنبیہ** اور پرکی آیت کریمہ میں جو ذکر نیگوار آیا اور خدا تعالیٰ سے عجب چیز ہے اور بہت مفید اور توبہ
 المتعثرین کا ہے کہ بخیر اخلاق اکابر دین کے سے یہ تھا کہ خدا تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے حالت انتظار
 میں بھی اور انتہا میں ہی لیکن حالت نہایت میں خوف اللہ کی بزرگی و تعظیم کا ہوتا ہے اور لوازم
 خوف سے جو خدمت کا ہونا باضر و رحالت ابتداء اور حالت نہایت میں اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اصفیۃ عمر رسول اللہ و یا فاطمۃ بنت محمد **اِنَّ اللہَ الْغَفُورَ الْکَرِیْمَ مِنَ الْاَنْفَاقِ** +
اَلَا یَعْنٰی عَمَلًا مِنَ الْعَمَلِ کیا تو اور وحی میں آیا ہے **اَلَمْ یَرْکَبْنِیْ اَوْ لَمْ یَنْزِیْ** وَاللّٰی اَنْ لَا یَفْضِیْ فَلَکِنْ
 کَمَا شِئْتَ لَمَّا دُثِّرْنَا اَوْ اَلُوْهُ سَعِدْرٌ فَمَا تَعْلَمُ تَعْلَمُ کہ علامت دل کی سیاهی کی میں چیزیں ہیں
 ایک توبہ کہ نہ پاوے بسبب گناہوں کے کہ یہ اہم اور طاعت سے خوشی نہ پاسے اور نصیحت سے
 اغتریاوے اور عاقل و معروضی الدعویٰ فرماتے تھے کہ اگر گناہ کرے تو پسے رب کا پس جلدی کر توبہ اور اقام
 ہو اور نہ حذر کر لو گوں کے کہ حذر کیا تیرا تو نے بہت ڈرا ہے اوس فرمے کہ تیرے گناہ میں حاصل ہوا
 ہے اور ازراعی جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قرابتی کو دیکھتے تو کہتے نہ مگر کہے تھو
 قرابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دو مخالفت کرنے تھا جسکے حضرت مطہر و روش کی کہوں
 آئے فرمایا ہے اپنی صاحبزادی فاطمہ کو کہ چیرا تو پسے نفس کو اگ جنہ سے اسلے کہ میں نہیں دفع کر سکا
 تجسے اللہ کے عذاب سے کچھ نہ تھے **سُورَةُ الْحَادِلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَاثَانِ**
عَشْرُونَ آيَةً اس سورہ کا نام مجاہد ہے بخالد ہے ہے بمعنی جگر ملے کے ہے اور یہ نام
 اسکا ایسے کہا کیا کہ اس میں ذکر ہے اس کا کہ ایک عورت حضرت سے کچھ عرض
 معروض کرتی تھی اوپر یہہ اور سی چنانچہ بیان مفصل اسکا کہ آدیکا اور یہہ سورہ مدنی ہے اس میں ۲۰
 ۲۱ میں اور کوع تین اور ک۹ ۱۰ اور حرف ۲۱۰۳ اور وتر ہے یہ سورہ بعد سورہ منافقوں کے
 اور حدیث کے بعد یہ ایسے کہی گئی کہ اس کے اخیر میں ذکر ہے اللہ کے فضل کا کہ جو کجا ہوتا ہے فضل و تبارک
 اور اسے اول ہی میں اللہ کے فضل کا ذکر ہے کہ اوس عورت مجاہدہ پر کیا فضل ہوا اور اور سمیت جو میں
 مناسبت کی ہیں **لَا يَسْمَعُ اللّٰهُ الرَّجُلَ الْجَاهِلَ** شروع اللہ کے نام سے جو ترجمہ بان نہایت رحم و کرم
قَدْ رَحِمَ اللّٰهُ هَؤُلَاءِ الَّذِيْنَ جَادَلْتُمْ فِيْ رُءُوسِهِمْ اَلَا يَسْمَعُ اَللّٰهُ عَمَّا كَانُ اللّٰهُ يَسْمَعُ
نَصِيْرُهُ حقیق سنی خدا تعالیٰ نے آپس عورت کی گفتگو کرتی تھے ساتھ تیر سیر مقدمہ فاونڈے کے
 اور شکایت کرتے تھے کہ خدا اور خدا سنا تھا گفتگو کرنی تھاری حقیق خدا سننے والا دیکھنے والا ہے کہ
فَتَعْلَمُ اس نے لی اللہ نے بات اوس عورت کی جو جو جگہ کی ہے تجھے اپنے فاونڈے پر اور جینکتی ہے اللہ کے آگے
 اور اللہ سنتا ہے سوال جواب تم دونوں کا شک اللہ سنتا ہے و کجنا ف **هَؤُلَاءِ** مقررین لی خدا تعالیٰ
 نے بات اوس عورت کی جسے تجھے جگہ کیا ہے مقدمہ اپنے فاونڈے کا اور کہ کیا طرف خدا تعالیٰ کی عا

[illegible]

ملک ساتھ علم کے اور فرمانا آنحضرت علیہ السلام نے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف ابراہیم کے یا ابراہیمؑ کی علیہ السلام
 آیت کل علیہم اور بعض حکماء سے منقول ہے کہ کاشکے جانا میں کوئی چیز باقی اس کے نہ مانا اور اسے علم
 کو اور زہری سے ہے کہ علم کو دیکھنے میں پس نہیں دست رکھتے اور سو گور دلوگوں کے اور علم کتنے قسم کا
 ہے پس اشرف اور کا وہ جو کہ اشرف جو باعتبار صفوں کے فصل کا استاد کرے یعنی قبر میں یا منازل
 بہشت میں یا کہنا سیدہ کا مروجہ اور ایسے کہ ایک جامع اصحاب پر جو پیغمبر علیہ السلام کی مجلس میں
 آئے اور آنحضرت توقیر او کی کیا کرتے تھے اور بوقت مجلس میں کلمہ تہی آنحضرت کے ماسنی کہے رہے
 اور کسی لے اور کو کلمہ مذی آنحضرت کو بہ امر ناگوار ہوا اور بعض کو کہ لے پاس بیٹھے تھے فرمایا اور ہوا وہ اٹھ
 اور مرد والوں کے لیے کلمہ ہوگی اور جو کہ اٹھتے تھے اور کو بہ امر ناگوار ہوا اور آنحضرت نے اس کے چہرے پر ہر
 معلوم کیا حق تعالیٰ نے یہ بیانیہ بھی اور بقول قتادہ رض کے اول آنحضرت کی مجلس میں انہیں حرص کرتے
 تھے کہ لے پاس بیٹھیں اور انہو کو دیکھ کر کہیں سمٹ بیٹھتے اور کلمہ میں تنگی کر دیتے یہ تباری ہوئی
 اور بقول بعض کے ہر فعل اور کار اور جموع کے تھا اور رسول علیہ السلام نے فرمایا لا تقین احکم الاصل من
 مجلس تم خلیفہ فیہ و لکن تقین او یہ یہی فرمایا کہ نادھا دے کوئی تم میں سے اپنے بہائی کو دن جمعہ کے
 ولکن چاہے کہ کہے افشا لیتے کلمہ بیہودہ دونوں روایتیں محکم میں ہیں اور بقول مجاہد اور کثرت مشق
 کے سننے یہ میں کہ جب کہا جائے تاکو کہ اور ٹھونکانے کے لیے یا جہاد کے لیے یا ہر چیز حق کے لیے پس اوہو
 اور سکے لے اور قصور کو اور کتاب موصی میں کہل ہے کہ جب صحابہ حضرت علی علیہ السلام کے سلم کی مجلس
 مبارک میں بیٹھے اگر کسی کو اسطے کسی مہم اور کام کے طلب کرتے تو ادھنا نہ جانتا نہ سوہی تہ نازل ہوئی اور
 سچ تو ہے کہ محبت آدمی پسند حضرت کے اسی قدر تھی کہ ایک دم خطہ جدائی چاہتے تھے اور اسلئے اشرف
 یرفعہ اللہ الذین امنوا و انکم درجات کے شرف ہوئے اور محکم میں ہے کہ خدا نے ساتھ قول اپنے الذین
 اوتوا احکم درجات کے خبر دی اسکی کہ رسول اور کا صواب پر ہے امین کہ علم کرتا ہے اہل بدر کی توقیر
 و اکرام کا اور اہل بدر بحق اکرام کے ہیں اور مومن تلبیح حکم پیغمبر کے ہو کر اکرام بدر لیا نکا کرتے ہیں اور مجلس
 میں ان کو جگہ دیتے ہیں ثواب پاؤں کے اور درجے اون کے بلند ہوئے اور درجہ علمائی مومنوں کا بالاتر
 غیر عالم سے ہوگا اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ در میان درجہ مومن غیر عالم کے اور در میان درجہ
 عالم کے مقدار دوڑنے کے ہوتے تیز درجے تفاوت ساتھ ہر سکے ہوگا اور رسول علیہ السلام نے فرمایا انھیں
 جلی علم کی راہ سہل کرتا ہے اللہ اس کے لیے راہ جنت کی راہ مومن سے اور تحقیق فرشتے الہیہ جہات کے میں بارہ
 اپنے طالب علم کے رضا کے لیے اور تحقیق آسمان اور زمین اور پھیلیاں بانی میں دعا کرتی ہیں طالب علم
 کے لے اور تحقیق فضیلت عالم کی عابد پر ماند فضیلت چودہویں رات کے چاند کے ہے سارے ستاروں
 پر عالم وہی میں دارش انبیا کے بلاشبہ انبیاء نے نہیں میراث میں چوڑے میں دنیا اور نہ دہم سو کہے
 اسکے نمکین کہ میراث میں چوڑے لے انہوں نے علم کو پس جسے لیا علم لیا حصہ پورا اور ابن عمر رض فرماتے
 میں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جانشین تھے پیغمبر الخ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے

لے علم کی

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

میں درجہ علم

دور خ کے میں اور اسی علم کو عرف میں علم بلوک اور تصوف کہتے ہیں اگر اکثر اوقات حقیقت میں داخل فقہ
 کے ہے اور علم معاملات فقہ سے فرض افکار یہ کہ جو بعض لوگ سکھیں اور لوگ اوس کے نہ سکھیں میں کہ نگار اور
 ناخود بین ہوتے ہیں لیکن چونکہ کرنے بعض معاملات سے مانند خرید و فروخت کہانے پینے کی چیزوں کے اور
 مباح وغیرہ کے شخص کو چارہ تین ہے یہ کہنا اور سکا ہی ہر ایک پر لازم ہے چاہے کہ وہ بی محابا حاصل کر
 لے اور اس کے اخذ توفیق دے عبادت اور یاد خدا اور فقر کی طرف متوجہ ہو دے والا کہ دس ضروری دنیا کی
 میں مشغول ہو کر اور تو یہی سبب علم کے اکثر حیات گذار اور غلبے محفوظ ٹرگا اور جانا چاہئے کہ قدر ضرورت
 بلکہ زیادہ اوس سے تمام علوم مذکورہ اور علوم دینی بھی اس کتاب میں کہ تفسیر کتاب ربیع الارباب کی ہے
 لکھے گئے ہیں اگر کوئی اس نسخہ مبارک لکھی کے سیکھنے بہت لگا دے اور اس کو محفوظ و محفوظ رکھے اور اس پر عمل کرے
 تو البتہ فضل الہی سے موافق بہت اپنی کے اپنے مقصد کو پہنچ گئے کہ طالب صل خدا کا یہی مطلب حاصل ہے
 اسلئے کہ اس باب اور اسکے ہی اسمین سب مذکور ہوئے ہیں اور تائید افضال میں جانب الہیہ اور علوم
 اس تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں اوسکے سوا ہرے اور علوم نامہ بلکہ ممنوع ہیں سوائے علم اور سچو کہ وہ
 اور علم کہ طالب علم کو حاصل کرنا اوزاد ضروری ہے اور طالب حق اور آخرت کو وہ بھی ضرور نہیں بلکہ علم منقطع
 وغیرہ کہ اکثر طالب علم اس انیکے اوسکی طرف متوجہ رہتے ہیں محض ممنوع اور دور کرنا الاحق سے ہر اور
 صرف اوقات اوس میں ضلک کرنا عمر کا ہے بیچ کتاب عمان فقہ حنفی کے لکھا ہے کہ تلخیص منطق کی مانند بی
 شراب کے ہے اور فتاویٰ برہنہ میں طبری اور خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ یہنا علم کا علم زیادہ قدر حاجت
 سے حرام ہے اور یہی کہتے ہیں امام مالک اور شافعی اور احمد اور اگلہ امام حدیث کے اور عثمان ثوری
 جعیم الد اور الدلتا شرح تنویر الابصار میں لکھا ہے کہ یہنا علم کا فرض نہیں ہے اور وہ علم ہے کہ جسکی
 حاجت پڑتی ہے دین میں اور فرض کفایہ ہے اور وہ ہے کہ زیادہ ہواس سے واسطے نفع بخیر کے اور
 مستحب ہے کہ کمال پیدا کرنا ہے علم فقہ اور علم قلب میں اور حرام ہے وہ علم فلسفہ اور شجرہ اور نجوم اور فل
 اور علم طبائین اور سحر اور کہانہ بین اور داخل ہے فلسفہ میں منطق اور اسکی قسم سے علم حرف اور
 موسیقی اور کردہ دیہ اشعار مولدین کے قمر غزل اور جوئے مصنفونوں سے اور مباح ہے جیسے
 اشعار اوسکے ہنرمند کی مصنفون ہنرمند میں کدافی فوائد شتے من الاشیاء والظاہر تمام مواصفون والحقائق
 کا اور فقہ الفقہ میں کیری سے لایا ہے کہ تحسین کہ سیکھ آدمی طب بقدر اسکے کہ سچے اوس سے بذلی مضر
 چیزوں سے اور پہلے جو کذا اوس سے ظاہر ہوا کہ کوئی مشغل بعدا اور الفاضل الہی کے بہتر سیکھنے اور سکھانے
 علم کے سے نہیں سمجھتے کہ رسول علیہ السلام نے عالم کے سونیکو بہتر جاہل کی عبادت سے فرمایا ہے پھر
 واسے اور سیر کہ سبب غیب نفسانی اور بیکانے شیطان کے اس امر شریف سے محروم رہے اور تمام فضائل
 دینی اور دنیوی کے سے بے مضییب ہو دے ہر فرق کے لوگ کہ اس زمانہ میں بہت ہی کم اپنے مقصد کو
 پہنچتے ہیں بلکہ اسے علمی اور عملی کے ہے خصوصاً اکثر صوفی صورت اس زمانے کے کہ احکام ظہار کے یہ بھی
 جانتے ہیں اور نقادہ داخل ہونیکا طرف خدا کے بجائی میں یہنا اللہ علی جمیع مہر ضیائہ سعادت دارین

توحید اور مکی پس وہ اللہ بت نبین پڑتا برحق سے اور معین ہفت شہین کرتا او مکی اور طہر کرتا ہے اوس سے
 عداوت اور حصے رغبت کی برحق سے ہمیں لیتا ہے اللہ تعالیٰ اوس سے عداوت منقولی اور جو کوئی کہا
 برحق کا واسطے طلب کرنے عزت دنیا کے اور فائدہ دنیا کے ذلیل کر لیا اور مکی اللہ کا سبب اوس سے عزت
 کے اور محتاج کر لیا اور مکی سبب اوس سے تو گاری کے اور جو کوئی منے برحق کو دیکھ کر نکال لیتا ہے اللہ تعالیٰ
 نوایان کا اوس کے دل سے خوش ہوا خدا و نئے سبب توحید فاصل اور طاعت اور خجلا اور خوش ہو
 وہ خدا سے سبب بہت ثواب کے آخرت میں بال سبب اس حکم کرنے اللہ تعالیٰ کے اوس کے حق میں
 دنیا کے وہ میں انکار خدا کی یعنی مرد کا حق خدا کے اور بلا نیل خلق اوس کے اوس کی طرف ہم گفتگو
 یعنی باقی رہنے عیش جنون کی نعمتوں میں پہنچنے ہر باری چیز کو امن میں ہوئے ہڑ سے دے ملے

سورۃ الحشر مدنیہ وہی ربع وعشرون آیہ اس سورہ کا نام سورہ حشر ہے حشر کے
 معنی میں جمع کرنے لشکر وغیرہ کے چونکہ اسمین و اجمع کرنے لشکر کا ہے کہ لگے بیان اور کا اور کیا نہ نام اور
 رکھا گیا اور ہی ہے یہ سورہ بعد سورہ لکھن کے اور سورہ مجادلہ کے بعد ایسے لکھی گئی کہ اوس کے اخیر میں
 ذکر جماعت شیطان اور جماعت خدا کا ہے اور بہت وہ میں مناسبت کی میں یہ سورہ مدنیہ ہے آیتیں
 اس میں جو میں ہیں اور شروع میں اور مکمل ۵۵ آہ اور حرف ۱۶۲۰ **بسم اللہ الرحمن الرحیم**
 مترجم کہ کتابہ آنحضرت علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے نبی نصیر سے صلح کی لیکن وہ سبب
 تفاوت اہل کے کو نہ سمجھتے آنحضرت کی عداوت میں کرنے لگے آنحضرت نے ارادہ فرمایا کہ اوس جماعت کو
 جلا وطن فرما دیں اور منافقوں نے اہل ملعونوں کو پیغام پہنچا کہ تم لو اور جنگ میں استواری کرو ہم تم کو
 تمہارے ہمین خدا تعالیٰ نے برخلاف ارادہ منافقوں کے اول جمع کرنے لشکر کے عجب یہودی پڑا لانا
 ہو کر باطنی اختیار کی اور منافقوں کی بات نہ سنی اور اپنے کی اور دوبارہ جمع کرنے لوگوں کی احتیاج نہ
 پڑی اور اہل اور کافی ہوا وہی اور کو کہتے ہیں کہ بغیر ان کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے خدا تعالیٰ نے سنت

مسلمانوں پر رکھی اور مکمل فی کا بیان فرمایا اور منافقوں نے ارادہ سے خبر دی واللہ اعلم **سبحانہ للہ ما فی**
السموات وما فی الارض و هو العزیز الحکیم ساتھ باکی کے یاد کیا خدا و ان جیروں نے کہ اسانو
 میں میں اور ان جیروں نے کہ زمین میں میں اور وہ جو غالب با حکمت طے فتح اہل مکی باکی لوتا
 ہے جو کہ ہے آسمان میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا **طہ** **تفسیر** آ
 کہ رسول اللہ علیہ السلام جو تہ سال ہجری میں ساتھ ایک جماعت صحابہ کے واسطے لینے دیت یعنی جو
 دو شخصان عامری کے کہ آنحضرت کے عہد میں تھے اور عمر بن امیہ ضمیری نے ان کو مارا تھا نبی نصیر کے
 محل میں جلاوطن کر کے دیوار کے نیچے مٹی وہ ایک تہ کو کہے کہ لیکے آ آنحضرت پڑا میں اور یوسف جبریل
 نے آنحضرت کو خبر دی آنحضرت مدینہ میں پہلے اور نبی نصیر کو کہلا بھیجا کہ مدینہ سے نکل جاؤ اور دس
 روز کی مہلت دی وہ تہہ سے مگر کارنے لگے ابن ابی کہ میں منافقوں کا تھا و سنہ او کو کہلا بھیجا کہ
 جلا وطن نہ ہو اور اپنے قلموں میں پیچھے رہو میں ساتھ دوسرا دیوں کے مدد تمہاری کر دنگا بھی

۱۹۷
 سورہ حشر
 مدنیہ وہی ربع وعشرون آیہ
 اس سورہ کا نام سورہ حشر ہے حشر کے معنی میں جمع کرنے لشکر وغیرہ کے چونکہ اسمین و اجمع کرنے لشکر کا ہے کہ لگے بیان اور کا اور کیا نہ نام اور رکھا گیا اور ہی ہے یہ سورہ بعد سورہ لکھن کے اور سورہ مجادلہ کے بعد ایسے لکھی گئی کہ اوس کے اخیر میں ذکر جماعت شیطان اور جماعت خدا کا ہے اور بہت وہ میں مناسبت کی میں یہ سورہ مدنیہ ہے آیتیں اس میں جو میں ہیں اور شروع میں اور مکمل ۵۵ آہ اور حرف ۱۶۲۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم مترجم کہ کتابہ آنحضرت علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے نبی نصیر سے صلح کی لیکن وہ سبب تفاوت اہل کے کو نہ سمجھتے آنحضرت کی عداوت میں کرنے لگے آنحضرت نے ارادہ فرمایا کہ اوس جماعت کو جلا وطن فرما دیں اور منافقوں نے اہل ملعونوں کو پیغام پہنچا کہ تم لو اور جنگ میں استواری کرو ہم تم کو تمہارے ہمین خدا تعالیٰ نے برخلاف ارادہ منافقوں کے اول جمع کرنے لشکر کے عجب یہودی پڑا لانا ہو کر باطنی اختیار کی اور منافقوں کی بات نہ سنی اور اپنے کی اور دوبارہ جمع کرنے لوگوں کی احتیاج نہ پڑی اور اہل اور کافی ہوا وہی اور کو کہتے ہیں کہ بغیر ان کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے خدا تعالیٰ نے سنت مسلمانوں پر رکھی اور مکمل فی کا بیان فرمایا اور منافقوں نے ارادہ سے خبر دی واللہ اعلم سبحانہ للہ ما فی السموات وما فی الارض و هو العزیز الحکیم ساتھ باکی کے یاد کیا خدا و ان جیروں نے کہ اسانو میں میں اور ان جیروں نے کہ زمین میں میں اور وہ جو غالب با حکمت طے فتح اہل مکی باکی لوتا ہے جو کہ ہے آسمان میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا طہ تفسیر آ کہ رسول اللہ علیہ السلام جو تہ سال ہجری میں ساتھ ایک جماعت صحابہ کے واسطے لینے دیت یعنی جو دو شخصان عامری کے کہ آنحضرت کے عہد میں تھے اور عمر بن امیہ ضمیری نے ان کو مارا تھا نبی نصیر کے محل میں جلاوطن کر کے دیوار کے نیچے مٹی وہ ایک تہ کو کہے کہ لیکے آ آنحضرت پڑا میں اور یوسف جبریل نے آنحضرت کو خبر دی آنحضرت مدینہ میں پہلے اور نبی نصیر کو کہلا بھیجا کہ مدینہ سے نکل جاؤ اور دس روز کی مہلت دی وہ تہہ سے مگر کارنے لگے ابن ابی کہ میں منافقوں کا تھا و سنہ او کو کہلا بھیجا کہ جلا وطن نہ ہو اور اپنے قلموں میں پیچھے رہو میں ساتھ دوسرا دیوں کے مدد تمہاری کر دنگا بھی

الکتابت مخرج او میں ہے اور وہ ابوجانہ سلک اور پہل اور حاش تہ اور بائع مذک وغیرہ مجملہ اوس کی
سے تھا کہ رسول علیہ السلام نے اوسکو خاص لینے لیے لکھا تھا ابونفثہ سال تمام کا لینے اہل کو اوسکے حاصل
سے دیتے تھے اور ابی کوحرج فقرا و مہانوں کا کرتے تھے اور بعد رسول علیہ السلام کے حضرت صدیق کرتے
تھے اور حج خلافت حضرت عمر کے تعلق اوس مال کی درمیان علی رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ پیش آئی اور
عمر رضی اللہ عنہ اوس مال کو دونوں کے تعلق سپرد کیا اور یہی مثل علی رضی اللہ عنہ عمل صدیق کے کرتے تھے پس جو
کچھ رضی اللہ عنہ اس مقدسہ میں لگتا کرتے تھے میں سب منخرافات اونکے ہیں ایسکے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عباس اور
صحابہ قائل اس قول رسول کے ہیں انا سائر الانبیاء لا نراث ولا نورث و انما نراث صدقہ چنانچہ حضرت
عمر فاروق نے اپنے عہد میں اونکو قسم دیکر پوچھا کہ رسول علیہ السلام نے یہ حدیث فرمائی ہے یا نہیں
اونہوں نے کہا فرامی ہے اور حضرت علی ہی حج خلافت عمر اور عثمان اور خلافت اپنے کے دی علی
کرتے تھے کہ غیر علیہ السلام کرتے تھے بعد اسکے کسی کو یا حجت باقی رہی اور یہ وہ اشتیاق تھے میں کہ فائدہ
رضی اللہ عنہا نے دعویٰ اوسکے یہ کیا اور صحابہ نے نہ دیا جو اب اوسکا ظاہر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث
نازلہ صدقہ کی خبر تھی جب حضرت صدیق سے سی خاموش میں اوالا کہ یہی ہوتا تو سب نہ ہونے
قبضہ کے یہ صحیح اور ثابت ہوا ایسے تصرف انحضرت کا اوس مال میں طاعت تک صحیح ثابت ہے کہ سب کو
خلافت نہیں والدہامادی لے الصواب کا جس طرح **قُلْ مَا آتَاكَ اللَّهُ سُبُلَ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلْيَبِذْ**
حُلَّتْ أَمْوَالُ الْفُقَرَاءِ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَذَلِكَ يُذَوِّقُ اللَّهُ الَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ
وَمَا أَتَاكَ الرَّسُولُ فَخُذْهُ وَمَا نَكَلَ عَنْكَ فَارْجِعْهُ اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل القریٰ سے
حاصل کیا خدائے اور غیر اپنے کے مالوں رہنے والوں کا تو کیسے پس خدا کیسے ہی اور غیر کے لیے اور غریبوں
کے لیے اور یتیموں کے لیے اور مسافروں کے لیے بیان فرمایا ہے تاہو وہ فی مستردان
درمیان تو نگروں کے تم میں سے اور جو کچھ دیوے تاو غیر لیا اوسکو اور جو کچھ منع کرے نکلو اس سے
پس باز رہو اور رد و والد سے تحقیق اللہ سخت کرنا والا عذاب کا ہے **فَمَنْ قَامَ** جو با تہہ کا دے اللہ اپنے
رسول کو کمپستوں والوں سے والدہ کے واسطے اور رسول کے اوزاتے والیک اور میں با یکے لڑے
اور محتاجوں کے اور مسافروں کے نامہ اوسے لینے دینے میں دو تمندوں کے تم میں سے جو دے تمکو
رسول سولیلو اور سب سے منع کرے سو چوڑو اور ڈرتے رہو والد سے بیشک اللہ کی مارتحت ہے
فَمَنْ قَامَ جو وہیہر یا والدہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر مال و دولت شہر والوں کے سے یا کانوں کے سے
والوں کے سے یا خیر مال کا فرو کا غیر جہا کے علماء انوں کے ہاتھ ملے وہ مال خدا تعالیٰ کا ہے اور
اوسکے رسول کے واسطے ہی اور رسول اللہ کے کہنے کے واسطے ہی اور واسطے یتیموں کے اور اوطافوں جو
کے ہے وہ لوٹ کا مال اتونکا حق ہے اوس مال سے سب کو موافق حصہ کے دتا تاہو دے وہ کافروں
سے کیا جو ابہر نوالا ہاتھوں ہاتھ دو تمندوں میں تم میں سے جو اپنے سچے زیادہ دیوین اور غریبوں کو
نہ پہنچے اور جتنا کچھ دیوے نکلو اس مال سچیم خدا تعالیٰ کا پس لیلو اس مال سے غیر نرا خوشی سے

یہ حدیث صحیح ہے اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں نے اپنے مال سے
ایک حصہ غریبوں کے لیے
ایک حصہ یتیموں کے لیے
ایک حصہ مسکینوں کے لیے
ایک حصہ مسافروں کے لیے
ایک حصہ اپنے لیے رکھا
اور یہ حدیث صحیح ہے اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں نے اپنے مال سے
ایک حصہ غریبوں کے لیے
ایک حصہ یتیموں کے لیے
ایک حصہ مسکینوں کے لیے
ایک حصہ مسافروں کے لیے
ایک حصہ اپنے لیے رکھا
اور یہ حدیث صحیح ہے اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں نے اپنے مال سے
ایک حصہ غریبوں کے لیے
ایک حصہ یتیموں کے لیے
ایک حصہ مسکینوں کے لیے
ایک حصہ مسافروں کے لیے
ایک حصہ اپنے لیے رکھا

دو مویان رکبتے تھے تو ایک کو طلاق دیکر مہاجر سے نکاح کر دیا تھا اور اس سے منقول ہے کہ یہ بیچا گیا تھا اور بعض لوگ اس کے سری بکری بہنا ہوئی اور وہ غلے سے پس اونہوں نے دو بیچا اپنے ہمسایہ کو پس وہ بہتی بہتی رہی اسطرح تو خصوصاً نبین بہانیک کہ ہر انی اول ہی کے پاس اور کہا ابو زبیر نے کہ کہا اچھے ملک جو ان کے بیچ والوں میں سے کہ کیا ہے زبیر زبیر کہ تھا ہے کہا میں نے جب اپنے میں ہم کہاتے ہیں ہم اور جب نبین پاس کے ہم صبر کرتے ہیں ہم پس کہا اوس جو ان کے اسطرح نزدیک ہمارے کہتے بیچ کے میں پس یہ کہ چہڑی چہڑی نہیں بلکہ یوں چاہے جب نہ پاوین ہم صبر کریں اور جب پاوین اتنا کرین یعنی پھر حاجت رو کریں اور غیر کی حاجت روائی کریں اور غلوں کہنے والے اپنی مدد کو اور بیچ بخشی اور یہ کہ ہم نفس آدمی کا حرص کرنیوالا منع پر کہ اور دو کو منع کرے دیتے سے اور بخل یہ کہ اپنے نفس کو روکے دجو سے اور بعضوں نے کہا کہ شیخ کہا نا مال بہائی اپنے کا ازراہ ظلم کے اور بخل نہ نا مال اپنے کا اور اسے سے منقول ہے کہ شیخ بہت ضرر کرنا ہے نسبت فقر کے اسلئے کہ فقر و فاقہ کی ترس ہے جب پاتا ہے مال بخلاف شیخ کے کہ اسکا دل نہیں چاہتا دینے کو باوجود ہونے مال کے کچھ مدد کا اگرچہ ہو اور ملکا و صلیح اور فاقہ یعنی انصار کے کہ مہاجر کو مال اور گھر اپنے ہانت کر دیے اور ان کو اپنی جان پر مقدم کہا اور اس کے تمام مال فقی مہاجر و ان کو دیا گیا اپنے دو نمین کچھ کہینہ اور غلے پنا یا اور انصار پہلے آئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مہاجر و ان کے مدینہ میں اسلام لائے اور انہوں نے مسجد بنائی تھیں اور بقول بعض کے ایمان نام مدینہ کا ہے یعنی اقامت کی مدینہ میں پہلے مہاجر و ان سے اور فقیر حسینی میں کہا ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر مدد اور احسان کرنے اور بچکا کہ مہاجر و ان کے ساتھ کیا فرمایا بعد اوس کے کہا کہ اگر جاہلو تو یہ ہموال بنی نصیر کے تھا ہے سب کے درمیان میں تقسیم کرو میں اور مہاجر بدو سابق تھا ہے مکانو نمین میں اور اگر جاہلو تو یہ ہموال خاص مہاجر و ان کو دین میں اور وہ مہاجر ہمارے مکانوں سے باہر چل کر تدبیر اپنے امور میں مشغول ہوں سعد بن سعد بن عبادہ نے کہ میں وائے اہل مدینہ کے تھے کہا یا رسول اللہ ہمارا دل یوں چاہتا ہے کہ اس اموال کو مہاجر و ان کو تقسیم کیجے اور وہ بدو سابق ہمارے گھر و ان میں ہیں کہ برکت اور نور ہمارے مکانو نمین اور نمین سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے دعا کی اور حق تعالیٰ نے انصار کے حق میں یہ بات یہی آجی اور صحاح میں آیا ہے کہ ایک شخص مہاجر و ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا حضرت نے اپنے گھر سے کچھ مہمان کے لیے طلب کیا اہل بیت نے کہا کہ ہمارے پاس اپنی کے سوا کچھ نہیں آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ہے کہ ضایف اس مہمان کی کرے ایک شخص انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ میں کرنا ہوں اور اس مہمان کو اپنے گھر میں لیجا کر اپنی جوی سے کہا کہ خاطر داری رسول کے مہمان کی کہ اس کی جوی نے کہا کہ ہمارے پاس سوائے قوت ہمارے لوگوں کے نہیں ہے انصاری نے کہا کہ طعام تیار کر اور لوگوں کو بلا کہ اس کی جوی نے ایسا کر کیا اور کہا مہمان کے لئے رکھا اور چرخ کو تھی اس لئے کہ بہا بیجا دیا مہمان جانے کہ یہ یہی کہا تھا میں اور وہ دونوں بہو کے سورہے جب صبح ہوئی اور انصاری جناب نبوت آب میں حاضر ہوئے حضرت

اور انصار
راہل انصار
بیت نبی
والانصار
انصار
انصار
انصار

یہ لکھ دہ میں یہ دلیل اسکے ہے کہ ہر قوم میں بے عقل یعنی ایمین خانہ جنگیاں لکھنے میں اور صلحتوں
انکی ایک نہیں ہے والد علم **فہمہ** کہ طریقہ کیلئے تم سے سب مکرستیوں کے کوٹ میں ادیواروں کی روٹ
میں انکی لڑائی آپسین سخت ہے تو جانے والے کہتے ہیں اور دل انکی پوٹ رہے ہیں یہ اس سے کہ وہ
لوگ عقل نہیں رکھتے **فہمہ** اور یہ منافق اور بیوہ لڑنے کے تم سے ای مسلمانوں مقابل ہو کر سب
مکر لڑنے کے کسی کا فو مضبوط میں رہ کر اچھے دیواروں کے اوٹ میں بیٹھ کر نامر می سے لڑائی انکی تہ
پہنچت ہو جو بے شجاع اور بہادر میں آپسین بر خدا تعالیٰ نے انکے دلو میں خوف والا ہے مسلمانوں کا
تم اسے مسلمان سمجھتے ہو انکو تفرق افیق ایک دوسرے کے اور اصل دل انکے پریشان گہرا ہے بولے میں یہ
پریشانی اور گہرا پٹ ساقف و کوسب اس کے جو میں ایک گروہ بے سمجھ جو اپنی بھلائی نہیں سمجھتے
عہ تفسیر یعنی انکی لڑائی کی سختی کی جو تعریف کجائی سے تو وہ انکی ایس سی کی لڑائی میں ہے
اور کہتے ہیں تو تمہارے مقابل میں یہ سختی نہیں کر چکے ایسے کہ شجاع نامر می کر کہ وقت انکی
الدر سے اور اس کے رول سے اور الگ سے کہتا یعنی ظاہر میں تم جانو کہ وہ الفت و محبت کہتے ہیں آپسین
اور حال یہ ہے کہ دل انکے متفرق ہیں الفت نہیں آپسین بلکہ عداوت ہے اس آپسین، وغینہ کر سب
کے حق مدار لڑنے اور اس بیان فرمانے میں دلیری دلائی ہے مومنوں کا انکے لڑنے پر حیدر تفرق انکی
دلوں کا ایسے جو کہ سمجھتے نہیں اسکو کہ تفرق دلوں کا باعث انکی تباہی کا ہے **فہمہ** کہ کمال الدین
مِنْ قَبْلِهِمْ فَرِيحًا ذَاقُوا كَالْمَرِّ هَنِيئَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ مثال انکی مانند مثال انکے
ہے کہ پہلے انہ نے عقریب چکھا و بال گناہ اپنے کا کہنے سے یہ عذاب ڈاکا یعنی جیسکے اس پر
مغلوب ہوئے اور نکست پائی یہی سبب ایسی ہوئے والد علم **فہمہ** کہ جسے کہاوت انکی جو ہر حکم
میں انہ پہلے پاس ہی چکھیں نہ رائے کام کی اور انکو دکھنے کی مار ہے **فہمہ** اور ان یہودیوں
اور منافقوں کی مثال ایسی ہے جیسے مثل اون لوگوں کے جو انہ پہلے تھے نزدیک نبوی ہی مدت جو
چکھا انہوں نے برابر اپنے برے کاموں کا اور واسطے اون لوگوں کے ہے عذاب و کہتے والا اس بار
میں ہادی دنیا کے عذاب کے **عہ** تفسیر چکھا و بال گناہ اپنے کا یعنی انجام بد کرنے کے کا اور عداوت
اپنے کا رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے **فہمہ** کہ کمال الدین اذ قال لا ادر ان افترت فکافرا قال
اتى حرفا منك اذ اتى احاد الله رب العالمين ۝ مثال منافقوں کی ساتھ اہل کتاب کے مانند مثال
شیطان کے جو جب کہا اذیکو کافر ہو جس جب کافر ہوا کہا تحقیق میں بے تعلق ہوں تحقیق میں
ڈرتا ہوں خدا پرورد کا علموں سے **فہمہ** کہ جسے کہاوت شیطان کی جب کسی انسان کو منکر ہو
جب منکر ہو کہے الگ ہوں میں تجھے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ساری جہان کا **فہمہ** اور جسے
مثال شیطان کی ہے کہ جب کہا اذیکو شیطان نے کہ کافر ہو جو جب وہ آدمی حق اس کے کہنے سے کافر
ہو اتب کہا شیطان نے کہ میں مقرر بن رہا ہوں تجھے جو میں البتہ ڈرتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو رب ہے
ساری عالم کا **عہ** تفسیر یعنی مثال منافقوں کی جو عبت دلائل کے یہود کو اٹھنے پر اور وعدہ انکی

اوتے مد کرتے پر ہر شریک ہونیکے اونکے ساتھ اور خلاف وعدگی کرینکے اوتے مانند مثال شیطانی
 کہ جب بیکایا ایک آدمیکو اپنے کمرے پر لاک ہوا اوس انجام کار میں ٹھہر گیا تھیر حسین وغیرہ
 کہ مراد انسان سے یہاں اوجہل ہے کہ جب متوجہ بر کار ہو جاتی کنانہ سے کہ کنینہ قدیم سے دیسان انکے
 تھا اندیشہ ناک ہو گیا پھر چاروئے بایں نے بصورتہ سرقہ میں جی کنانہ کے انکار اوجہل کو کہا کہ مت ڈر
 ہم ہمراہ تہا سے رہیں اور ساتھ ایک جماعت شاطین کے ہمراہ لنگے ہوا وجب بدترین پچے اوالمیں نے
 دیکھا کہ فرشتے مسلمانکے دوسکے لئے آئی ہیں بیکاکا اور سو فتنہ بین ہاتھ المییں کلج باحارث بن ہام
 کے تھا انکے کہ اسے سرقہ اسحال میں ہیا کرتا ہے تو المییں نے کہا میں نے بیزاریوں اور خدا سے
 تو میں نے بھی پس مثال منافقون کی سچ فریب دینے جی انصیر کے مانند اسکے ہے اور تفسیر حاکم میں ابن عباس
 نے کہا ہے کہ مراد انسان سے برصیصا ہے کہ ستر برس صومہ یعنی عبادت خانہ لپٹے میں خدا
 تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھا شاطین اسکے کار میں عاجز آئے اکیڑ المییں نے اپنے لشکر کو کہا کہ کون
 ہے برصیصا کے کام کو کفایت کرے ابض نام دیونے ہم بیکانے اسب کی اپنے اوپر قول کی اور انصیر
 ہی کے کہ جوابیا کے بیکانے کو اتنا او ذلیل و ناتواں ہوا تھا اور اکیڑ بصورت جبریل کے بنکر
 ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لکے آگیا ہا کہ لبتہ دمی کے دوسو ڈالے جبریل نے آگ اور سکودور
 نعین بند میں دفع کیا غرض اسکے ابض بصورتہ اسب کے بنکر برصیصا کے صومہ میں آیا اور آواز دی اسب
 اسکی طرف متوجہ ہوا اور اپنی ناز میں مشغول رہا ابض اسب کے صومہ کے سامنے ناز میں قائم ہوا
 برصیصا جب اپنی ناز سے پر اتوا سکود ناز میں دیکھا او خوش ہوئی اور چچی طرح کی بندگی کر گئے خوش
 ہوا اسکے حاجت سے پوچھا ابض نے کہا حاجت میری یہ ہے کہ تمہاری خدمت میں بیٹھیں اور
 علم و عمل تمہارے فیض حاصل کرو نعین برصیصا نے قبول کیا اور پوری عبادت میں مشغول ہوا
 اور چالیس روز تک ابض کی طرف التفات کیا اور بعد چالیس روز کے جو برصیصا نے اسکود کچا کہ اسکو
 ناز میں قائم ہے اور یہ برصیصا بعد دس روز کے پہر ناہان ناز سے افطار روکا کرتا تھا پس وہ انصیر
 کے ابض کے کثرت عبادت سے شجب ہوا اور اسکے کہنے کو قبول کیا اور اسکولپنے صومہ میں جگہ رہی
 ابض ایک برس تک برصیصا کے پاس رہا اور چالیس روز میں افطار روز لکا اور فارغ ہوا ناز سے
 کرتا تھا برصیصا اثر شقت اسکی سے متحیر ہوا اور ابض نے جواب کیا کہ کہہ کہ میں جا رہا ہوں لپٹے
 او ایک یار کے پاس آوارہ تمہاری مشقت عبادت کا سنا میں یا تمہا شقت اس یار میر کی تجسے زیادہ ہے
 فراق ابض کا برصیصا پر دشوار ہوا اور ناچار صحت دی ابض نے وقت صحت کے برصیصا کو کہا
 کہ میرے پاس ایک دعار ہے کہ بہت بلا اور بیمار کو اس سے شفا موتی ہے جو کہہ دیتا ہوں برصیصا نے
 ہر خدائے کیا ابض نے خواہ وہ دعار اسکو سکھا ہی او المییں کے پاس آنا کہہ کہ برصیصا کہ میں نے ہمارے
 کیا یہ ایک شخص کو چٹا اور اسکے کہہ کے لوگوں سے بصورتہ طلب ظاہر ہو کہ کہہ کہ اس شخص کو جنون
 ہو گیا ہے سو اب برصیصا کو دعار کے جانکا نعین اسکے قریبی اسکو برصیصا کے پاس لے گئے اور برصیصا

تفسیر حاکم میں ابن عباس

قصہ برصیصا اسب

یہاں تک کہ قصہ جریح راہب کا ظاہر ہوا بعد اس کے یہ ہر دو قصے لکھے گئے ہیں قصہ جریح راہب کا حدیث
مسلم وغیرہ میں مذکور ہے جہاں اس کا یہ ہے کہ وہ ایک شخص بنا ہوا جو عورتوں میں مشغول
رہتا تھا جب حال اس کا دیکھا گیا تو لوگوں کے ظاہر ہوا ایک عورت فاحشہ کو جو عورت تھ کہ ایک عین
اس کو فتنہ میں لے گئی تھی وہ جریح کے پاس آکر اپنے نفس کو اس میں پیش کیا جریح نے اس کی طرف التفات
کیا اس عورت نے ایک چوہا ہر کے پاس کہ اس کی گردنوں میں تھا آکر اس سے محبت کر دئی اور اس کا حالہ
ہوئی اور جب بچہ بنا تو کہہ گئے کہ ایک یہ بچہ جریح سے ہے لوگوں نے جریح کو مارا اور اس کے صومعہ کو خراب
کر ڈالا اور اس کو مارا تے تھے وہ کہتا تھا کہ کیا ہو گیا ہے لوگوں نے کہا کہ تو نے فلاں عورت سے زنا کیا اور ہم
بچہ تجھے ہے جریح نے کہا کہ اس بچہ کو لاؤ اور اس کو لاؤ جریح نے اس بچہ کو پیٹ میں ایک انگلی
ماری اور کہا کہ تیرا باپ کون ہے وہ بولا اور کہا کہ باپ میرا فلاں چوہا ہے سب لوگوں نے ہاتھ اور
پاؤں جریح کو چھیڑا اور اس کے صومعہ کو تیار کر دیا تا مگر وہاں یہ قصہ اور یہ لڑکا اور تین لڑکوں میں سے ہے
جنہوں نے بگڑے ہیں کلام کیا ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک بہہ زکا اور ایک وہ لڑکا کہ حضرت
یوسف علیہ السلام کی پالکی پر گواہی دی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَكُمْ نَفْسٌ مِّمَّا قَدْ تَتَّبَعْتُمُ**
الْعَدُوَّ وَالْعَدُوَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ہاں مسلمانوں ڈرو خدا سے اور چاہئے کہ تامل کر سہے
کہ کیا چیز کے بھیجے ہے کل کے لیے بخیر روز قیامت کے لیے اور ڈرو خدا سے تحقیق ظاہر ہے تاہم
اوپر کے کہ کرتے ہو ڈرو **فَلْيَعْلَمُوا** اے ایمان والوں ڈرتے رہو والد سے اور چاہئے کہ دیکھ لے کی جی
کیا بھیجا ہے کل کے واسطے اور ڈرتے رہو والد سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو **مَوْحِلَ** اے
مسلمانوں ڈرو خدا تعالیٰ کے عذاب سے اور چاہئے کہ دیکھے حضرت اوسین کو جو اسے بھیجے واسطے کل
کے دن قیامت کے بمباری اور ربانی سو دیکھیں ہرے کی امید رکھی اور ڈرو خدا تعالیٰ سے جو بیشک
خدا تعالیٰ واقف ہے جانے والا اور چیزوں کا جو تم کرتے ہو اس سے کچھ چہاں ہو انہیں **لَعَلَّكُمْ**
تَتَّقُونَ والد سے اور اس کے حکموں میں سے نہ مخالفت کرو اس کے حکموں کی اور روز قیامت کو کل
اس لیے فرمایا کہ فریج ہے آج کے دن کے یا بغیر کیا آخرہ کو ساتھ کل کے اس لیے کہ دنیا اور آخرہ دو دن
میں ایک دن دنیا ہے اور دوسرا دن قیامت اور مالک بن دینار سے منقول ہے کہ لکھا ہوا ہے جنت کے
دروازے پر **وَجَنَابًا مِّنْ جَنَابَاتِهِ** ناخلفنا اور مکر فرمایا **وَالْعَدُوَّ** کو تاکہ اس کے لیے باول **لَعَلَّكُمْ**
کو فرمایا ترک گناہ ہو زمین اور دوبارہ فرمایا اور واجبات کے لیے اور ظاہر دار ہے لے زمین عزت لائی
ہے مراقبہ پر یعنی درمیان لکھا نے پر اللہ تعالیٰ کی طرف اس لیے کہ جو کوئی جانے گا کہ اللہ تعالیٰ مطلع ہے ہر
گناہوں کے کرنے پر باز رہے گا اس سے **مَصْلُحٌ** یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ اپنے اعمال میں فائز رہے اور اپنے
کے کرے کر کیا چیز کل کے دن قیامت کے لیے لے بھیجے ہے پس اگر اعمال خیر کے ہوں شکر توفیق الہی کا
بجائے اور یادہ چاہے اور اگر گناہ کیے ہوں تدارک اس کا ساتھ توبہ و زکات اور استغفار کے کرے
اور عذر کرے کہ الہی میں اس بلے سے چو لوں اور عزم باجہم کرے کہ آئندہ نہیں کرے اور اسی آیت کے

قدیم عربیہ
یہاں تک کہ قصہ جریح راہب کا ظاہر ہوا بعد اس کے یہ ہر دو قصے لکھے گئے ہیں قصہ جریح راہب کا حدیث
مسلم وغیرہ میں مذکور ہے جہاں اس کا یہ ہے کہ وہ ایک شخص بنا ہوا جو عورتوں میں مشغول
رہتا تھا جب حال اس کا دیکھا گیا تو لوگوں کے ظاہر ہوا ایک عورت فاحشہ کو جو عورت تھ کہ ایک عین
اس کو فتنہ میں لے گئی تھی وہ جریح کے پاس آکر اپنے نفس کو اس میں پیش کیا جریح نے اس کی طرف التفات
کیا اس عورت نے ایک چوہا ہر کے پاس کہ اس کی گردنوں میں تھا آکر اس سے محبت کر دئی اور اس کا حالہ
ہوئی اور جب بچہ بنا تو کہہ گئے کہ ایک یہ بچہ جریح سے ہے لوگوں نے جریح کو مارا اور اس کے صومعہ کو خراب
کر ڈالا اور اس کو مارا تے تھے وہ کہتا تھا کہ کیا ہو گیا ہے لوگوں نے کہا کہ تو نے فلاں عورت سے زنا کیا اور ہم
بچہ تجھے ہے جریح نے کہا کہ اس بچہ کو لاؤ اور اس کو لاؤ جریح نے اس بچہ کو پیٹ میں ایک انگلی
ماری اور کہا کہ تیرا باپ کون ہے وہ بولا اور کہا کہ باپ میرا فلاں چوہا ہے سب لوگوں نے ہاتھ اور
پاؤں جریح کو چھیڑا اور اس کے صومعہ کو تیار کر دیا تا مگر وہاں یہ قصہ اور یہ لڑکا اور تین لڑکوں میں سے ہے
جنہوں نے بگڑے ہیں کلام کیا ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک بہہ زکا اور ایک وہ لڑکا کہ حضرت
یوسف علیہ السلام کی پالکی پر گواہی دی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَكُمْ نَفْسٌ مِّمَّا قَدْ تَتَّبَعْتُمُ**
الْعَدُوَّ وَالْعَدُوَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ہاں مسلمانوں ڈرو خدا سے اور چاہئے کہ تامل کر سہے
کہ کیا چیز کے بھیجے ہے کل کے لیے بخیر روز قیامت کے لیے اور ڈرو خدا سے تحقیق ظاہر ہے تاہم
اوپر کے کہ کرتے ہو ڈرو **فَلْيَعْلَمُوا** اے ایمان والوں ڈرتے رہو والد سے اور چاہئے کہ دیکھ لے کی جی
کیا بھیجا ہے کل کے واسطے اور ڈرتے رہو والد سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو **مَوْحِلَ** اے
مسلمانوں ڈرو خدا تعالیٰ کے عذاب سے اور چاہئے کہ دیکھے حضرت اوسین کو جو اسے بھیجے واسطے کل
کے دن قیامت کے بمباری اور ربانی سو دیکھیں ہرے کی امید رکھی اور ڈرو خدا تعالیٰ سے جو بیشک
خدا تعالیٰ واقف ہے جانے والا اور چیزوں کا جو تم کرتے ہو اس سے کچھ چہاں ہو انہیں **لَعَلَّكُمْ**
تَتَّقُونَ والد سے اور اس کے حکموں میں سے نہ مخالفت کرو اس کے حکموں کی اور روز قیامت کو کل
اس لیے فرمایا کہ فریج ہے آج کے دن کے یا بغیر کیا آخرہ کو ساتھ کل کے اس لیے کہ دنیا اور آخرہ دو دن
میں ایک دن دنیا ہے اور دوسرا دن قیامت اور مالک بن دینار سے منقول ہے کہ لکھا ہوا ہے جنت کے
دروازے پر **وَجَنَابًا مِّنْ جَنَابَاتِهِ** ناخلفنا اور مکر فرمایا **وَالْعَدُوَّ** کو تاکہ اس کے لیے باول **لَعَلَّكُمْ**
کو فرمایا ترک گناہ ہو زمین اور دوبارہ فرمایا اور واجبات کے لیے اور ظاہر دار ہے لے زمین عزت لائی
ہے مراقبہ پر یعنی درمیان لکھا نے پر اللہ تعالیٰ کی طرف اس لیے کہ جو کوئی جانے گا کہ اللہ تعالیٰ مطلع ہے ہر
گناہوں کے کرنے پر باز رہے گا اس سے **مَصْلُحٌ** یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ اپنے اعمال میں فائز رہے اور اپنے
کے کرے کر کیا چیز کل کے دن قیامت کے لیے لے بھیجے ہے پس اگر اعمال خیر کے ہوں شکر توفیق الہی کا
بجائے اور یادہ چاہے اور اگر گناہ کیے ہوں تدارک اس کا ساتھ توبہ و زکات اور استغفار کے کرے
اور عذر کرے کہ الہی میں اس بلے سے چو لوں اور عزم باجہم کرے کہ آئندہ نہیں کرے اور اسی آیت کے

اور مجھ کو غیب معلوم ہے جو چاہا اپنے اور جو کھولا اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے وہ ہو لایسید ہی راہ و ہوا
 اور وہ لوگوں جو ایمان لائے جو موت پر ڈھیسے اور اپنے دشمنوں کو دوست اور اپنے دوستوں کو برا کرتے
 ہو جو بیعتیہ ہوا ان دشمنوں کی طرف جزیرہ رسول اللہ کے ساتھ دوستی کا فونکے جو اخلاص کیا چاہتے ہو
 اور اپنے آپ کو وہ مقرر کا فر ہوئے اور انکار کیا اور انہوں نے اوجیز کا جو انی تم کس سچی کہ وہ قرآن ہے
 اور اسلام یعنی وہ قرآن سے اور غمبیر سے ہنکر میں اور دشمن تم اور کو یہ جزیرہ پہنچا کر دوست کیا چاہتے
 ہو اور دشمنی ان کی ظاہر ہے جو نکلتے میں وہ رسول اللہ کو اور ملکوں سے جو تہارا وطن ہے ہوا اسلئے کہ
 تم ایمان لائے خدا تعالیٰ پر جو خدا تعالیٰ پروردگار ہے سبب دشمنی کا حفظ ایمان لانا ہے تہارا پر اگر
 غم نکلتے اپنے وطن سے لڑکیوں کا فروں سے میری راہ میں اور چاہتے میری خوشی تو یہ کیوں بھیجے ہو یہ
 کی بات دشمنوں کی کی طرف دوستی سے یعنی رسول اللہ کا یہ دشمنوں کو پہنچ کر اوتے دوستی کرتے ہو
 یہ بات بری ہے اور میں خوب جانتا ہوں اوجیز کو جو تم چاہتے ہو اور لوگوں کو جو ظاہر کرتے ہو اور
 جو کوئی کرے ایسا کا تم میں سے یہ مقررہ ہو لایسید ہی راہ و سلام کی ہمت خدا تعالیٰ شان نزول اس
 سورہ کا یہ ہے کہ سارہ لونڈی ابو عمر بن صفی بن ہاشم جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے مینہ کو
 آئی اور ان ایام میں کہ چھ سال حجت سے تھا آنحضرت تصدیق ہو کر آگئے تھے اور سامان سفر کر رہے تھے
 سارہ سے پوچھا کہ سلمان ہو کر اوچھتر کر آئی ہے اوتے کہا نہیں بلکہ خراج ہو کر آئے ہوں رسول اللہ صلی اللہ
 نے عبدالمطلب کی اولاد کو حجت اسلئے دینے کی دلائی اور انہوں نے خرچ اور لباس اور سواری اور کو
 دی اور اوتے قصہ مکہ کے جان کیا حاطب بن ابی لیثعہ نے اسلئے پاس لے اور خطابی طرف سے لکھا
 کہ کو لکھا دیا اور سارہ کو کچھ کپڑے اور س دینا دیے اس شرط پر کہ وہ خطا نہ نکالے بلکہ کو پہنچا دے اور
 اس خط میں یہ لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ کر ایمانی کا ارادہ رکھتے ہیں خبردار رہنا جب سارہ خط
 لیکر روانہ ہوئے جب بنی نضیر نے آنحضرت کو خبر کی آنحضرت نے علی اور عمار اور عروڑ اور یزید اور طلحہ اور صفار اور ابی
 رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ سوار ہو کر جلدی روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت مسافرہ کو پاؤسکے اور اسکی ماں
 سے خط حاطب کا کہ اہل مکہ کو لکھا ہے لیکر لاؤ اور اس عورت کو چوڑا دو اور گردہ خط مذکور سے لیا و ملکوں اور ان
 مارنا یہ جیسا سب وہاں کے اور اس عورت کو وہاں پایا اور اس سے خط مانگا اوتے قسم کیا فی کہ یہ سے
 اس نہیں ہے اسکی اسبا کو ڈھونڈنا یا قصہ یہ نہ کیا حضرت علی نے ماں کی بیٹی اور کہا کہ تم چوڑے نہیں
 آئے میں اگر خطابی سے تو بہتر والا تجاؤ ماڈلینکے نا چاہتا ہوں کہ خط اپنے بالوں کے جوڑیکے اندر نہ نکالے
 دیا صحابہ نے اس عورت کو چوڑا دیا اور خط لیکر آنحضرت کی خدمت با برکت میں لائے اور جب تہا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی خواہ میں کہ ایمان لائے سب لوگ فتح مکہ میں گویا آدمی کہ وہ عورت بھی ایک
 انہیں سے ہے پس آنحضرت نے حاطب کو بلایا پوچھا کہ کونسا امر تجھ کو باعث ہے ہو حاطب نے کہا یا رسول اللہ
 میں اسلام سے نہیں پہنچا ہوں اور یہی ضمانت نہیں کی ہے اور نہ بخت کر ہی ہے میں نے کفار سے جب سے
 کہ جدا ہوا میں اوتے لیکن حلیف یعنی تم قریش کا ہوں اور کوئی شخص مکہ میں نہیں کہتا ہوں کہ تم

فصل طاب بن ابی لیثعہ

[illegible][illegible]

کہ بہت رئیس فریشتہ کے اسلام لائے اور مومنوں سے بہت دوستی بیکلی اور ایسے کہ جب عداوت
 آئے سابقہ کہ مومنوں نے اپنے قاتلوں کو شمشیر سے مارا اور انکی دوستی سے ناامید ہو کر انکے ہوجوئے ہوئے
 انکی تسلی اور خوش کر کے اپنے عیسے الہ بھیج دیا **بِجَدِّهِمْ لَا يَنْفَعُكَ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَكِنْ**
وَلَكُمْ جُزْءٌ مِمَّا كُنْتُمْ كُفَّارًا ۚ وَهُمْ وَفَسَّطُوا لِلْإِثْمِ أَنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْفَاسِقِينَ ۚ منع نہیں کرنا خدا
 کا ملوک کرنے اور ان لوگوں کے سے جنگ نہیں کی ہے ساتھ تہا ریسے جج مقدمہ بن کے اور بین
 کا لیا ہے تمکو تہا ریسے کہہ دن سے منع نہیں کرتا ہے اس سے کہ احسان کرو ساتھ لے کے اور انصاف کرو
 انکے حق میں اور خدا دوست رکھتا ہے انصاف کرو لوگو **فَقَدْ عَظُمَ عَلَيْكَ مَنَعُ اللَّهِ كُفْرًا وَأَنَّهُ**
رُشٌّ مِّنْهُنَّ جسے دین پر اور نکالائیں تمکو تہا ریسے کہہ دن سے کہ او نے تمہارا دینی اور انصاف کا ملوک
 الہ جانتا ہے انصاف والو کو **مُؤَدِّهِنَّ** منع کرتا تمکو خدا کے اور ان لوگوں سے جو نہیں اڑے سے
 اور تمکو اسطے اور نہیں نکالا تمکو تہا ریسے وطن سے اس بائو کو نکلی کرو اپنے اور انصاف ملکہ نکلی کرو اپنے
 کو اپنے کہ خدا کے جانتا ہے انصاف کرو لوگو **عَلَّامُ الْغُيُوبِ** انہیں نہ دیکھنے کیلئے کہ ارام کرو انکا
 اور احسان کرو اپنے ارادہ قول اور فعل کے **وَقَسَّطُوا لِيْهِمْ جُلُودَهُم مِّنْ دُونِهَا ۚ** منع نہیں کرتا ہے انصاف کے
 اور ظلم کرو اور جب منع کیا گیا ظلم کر کے مشرکوں کے حق میں تو کو بکرو اور باہو کا ظلم مسلمان کے حق میں **ۚ**
مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ اس آیت کا جج حق قبیلہ خزاعہ کے سے کہ وہ مومن نے مصافحہ ساتھ لڑنے کے حضرت
 سے اور نہ دکر کے کفار کے رسول علیہ السلام سے کی تھی خدا کے نے مومن کو ساتھ نکلی کر کے اپنے اپنے
 احادی اور قبول بعض کے اور عوفین اور انکے مشرکوں کے جن کے قتل میں اور نکالنے میں کہہ دن
 سے فعل نہیں کہتے انکے ساتھ ملوک کر کے اجازت دی اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان سمار
 نبی الی بکر مشرک تہی مدینہ میں آئی سمار نے اوکو اپنے اپنے پاس منع کیا اور تھکا دسکا قبول کیا
 اور سمار نے جناب پیغمبر سے ظاہر کیا کہ ان مشرک میری آئی ہے اوس سے ملوک کرو انکے سے
 نوامایان اور یہ تہا وتری **لَا يَنْفَعُكَ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَكِنْ وَلَكُمْ جُزْءٌ مِّمَّا كُنْتُمْ كُفَّارًا ۚ**
وَلَكُمْ جُزْءٌ مِّمَّا كُنْتُمْ كُفَّارًا ۚ وَهُمْ وَفَسَّطُوا لِلْإِثْمِ أَنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْفَاسِقِينَ ۚ
وَلَكُمْ جُزْءٌ مِّمَّا كُنْتُمْ كُفَّارًا ۚ وَهُمْ وَفَسَّطُوا لِلْإِثْمِ أَنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْفَاسِقِينَ ۚ
 منع نہیں کرنا خدا کا ملوک کرنے اور ان لوگوں کے سے جنگ نہیں کی ہے ساتھ
 تہا ریسے جج مقدمہ بن کے اور باہر نکالا تمکو تہا ریسے کہہ دن سے اور خدا ورنکی کی منع نکالے تہا ریسے
 منع کرتا ہے اس سے کہ دوستی کہو اپنے اور جو کوئی دوستی رکھے اپنے سے وہ جماعت یہ میں ظالم
 مخرج کتا ہے مخرج صلح حدیبیہ کے بعضی عورتیں کفار کی ہجرت کر کر مدینہ کو آئیں تھیں اور بعضی عورتیں
 مسلمانوں کی حرم ہو کر کفار کے ساتھ رہیں تھیں خدا کے نے علم اس جماعت کا بیان فرمایا **وَلَكُمْ**
جُزْءٌ مِّمَّا كُنْتُمْ كُفَّارًا ۚ وَهُمْ وَفَسَّطُوا لِلْإِثْمِ أَنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْفَاسِقِينَ ۚ
 اور علی باہر تہا ریسے نکالنے پر کہ وہ دوستی اور جو کوئی ملو نے دوستی کو سے وہ لوگ وہی ہیں
 کہ گارڈ **مُؤَدِّهِنَّ** منع کرتا ہے تمکو لے مسلمانوں خدا کے اور ان لوگوں سے جو اپنے سے دین کے

فلک ملوک اور ان
 میں سے بعضی عورتیں
 یہ مسلمان ہونے سے
 اور ان سے منع نہیں کرتا
 ہے اس سے کہ دوستی
 کہو اپنے اور جو کوئی
 دوستی رکھے اپنے سے
 وہ جماعت یہ میں ظالم
 مخرج کتا ہے مخرج
 صلح حدیبیہ کے بعضی
 عورتیں کفار کی ہجرت
 کر کر مدینہ کو آئیں
 تھیں اور بعضی عورتیں
 مسلمانوں کی حرم ہو
 کر کفار کے ساتھ رہیں
 تھیں خدا کے نے علم
 اس جماعت کا بیان
 فرمایا وَلَكُمْ جُزْءٌ
 مِّمَّا كُنْتُمْ كُفَّارًا
 ۚ وَهُمْ وَفَسَّطُوا
 لِلْإِثْمِ أَنَّ اللَّهَ
 حَبِيبُ الْفَاسِقِينَ ۚ

اسیے تریف اور اقسام شرک کے معترک ابوان سے لکھے جاتے ہیں خوب تامل کرے اس میں اور کچھ اسے شرع عقائد میں ہے کہ شرک شرع میں اور سکوکہ میں کہ غیر خدا کو شریک خدا کا کرے الوہیت میں یعنی واجب الوجود جلے جسکے بموجب اس میں اور زیوان کو کہتے ہیں یا غیر خدا کو لائق عبادت کے جلے جسکے بت پرست کرتے ہیں اور شرع میں شرک معنی کفر کے ہے ہر آتہ ہے جسکے شرع عبادت کی شرح میں انہیں دونوں قسموں کو کہ شرع عقائد میں مذکور ہوئی ہیں لکھا ہے کہ اگر شرک سے بیان کفر ہے اور اس طرح خیالی میں سماوی ہی عصمت الدرح نے ہی لکھا ہے اور حضرت شاہ ولی الدرح نے لکھا ہے کہ شرک شرع میں ہو کہتے ہیں کہ جو صفتیں خاص باری تعالیٰ کی ہیں اور اسکے غیر میں ثابت کرے یعنی جیسے علم الدیالی کو ہر خبر کتب اور کا علم ہی دیا ہی جائے یا جیسے الدتعالیٰ کو قادر ہر چیز پر جانتا ہے دیا اور کو ہی جائے یا وہ جیسے تصرف کرتا ہے عالم میں ساتھ ارادے اپنے کے دیا اور کو ہی جانے مثلاً کسیکو جانے کہ اوسنے بھٹا شاہ کبھی تہی اور سے معیشت فراخ ہو گئی یا فلاں نے بٹیکا کبھی تہی اور سے میں ہمار یا بخت ہو گیا اور بھٹے کیہ و گنا ہو گویا شرع میں شرک کیا ہو گویا شرع میں جسکے حدت میں یا ہرین حلف لغیر اللہ قضا کر لیا یا ہے بطریق شرک ظلم آیا ہے ان کیسے الزام شرک آیا یا ہے التو لہ نہیں اور بعضی مسمین شرک کی تفسیر عزیزی میں لکھی ہیں کہ جو لوگ سوائے خدا کے اور کو غیر عبادت میں ہمسر خدا کا کرتے ہیں وہ ہمسر ہیں اور انجملہ وہ لوگ ہیں کہ ذکر میں ہمسر خدا کا کرتے ہیں اور دکانام یا منڈنام خدا کے بطریق تفرک کے ذکر کرتے ہیں مثلاً اوٹھنے بیٹھنے میں مثل نام خدا کے اور دکانام کہتے ہیں اور انجملہ وہ لوگ ہیں کہ نام رکھتے ہیں زندہ فلاں اور عبد فلاں اسکو شرک ان کے التسمیہ کہتے ہیں اور انجملہ وہ لوگ کہ غیر خدا کے لیے کرتے ہیں اور اونکی عقید میں ماننے ہیں اور انجملہ وہ جو کہ دفع بلا دن کے لیے اور دکانام کہتے ہیں یا حاصل کرنے منافع میں اور اونکی طرف رجوع کرتے ہیں اور انجملہ وہ ہیں کہ خدا کے نام کے ساتھ اور دکانام و قدرت میں برابر کرتے جیسکے کہے ثناء اللہ و شرف یعنی جو کو خدا چاہے اور تم جاہودہ ہو گا ایک شخص انہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونہی کہا تھا اسکو فرمایا کہ تو نے مجھے الہ کا شریک کیا بلکہ یوں کہہ ثناء اللہ و شرف یعنی جو اللہ چاہے گا وہی ہو گا تمام مومنین تفسیر عزیزی کا اور بعضی افعال اگرچہ شرک حقیقی یعنی کفر نہیں ہیں لیکن ثناء یا افعال مشرکوں اور بت پرستوں کے ہیں اوسے ہی پرہیز کرنا لازم ہے جیسکے لوگ روبرو علماء اور بادشاہوں وغیرہ کے زمین کو چوستے ہیں کرنے والے اس فعل کے اور جو کہ اس پر خوش ہوتے ہیں دونو گناہ موتے ہیں کیونکہ یہ یہ فعل حرام اور کبیر گناہ ہے اسلئے کہ ثناء بت پرستی کے ہے کہ بکذا فی حقہ الملوک پس نہیں حوائی الرطب و عبادت اور تعظیم کے ہو کفر ہے اور اگر بطریق تحیہ اور ادب کے ہو کفر نہیں ہے لیکن گناہ کبیرہ ہے کذا فی الدلتحار تعلم ہوا علائق شرک کا اور چوبی کر کے کا مال لینا ہی بہت برے ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اندرون ماہر الخ یعنی جاتے ہو تم اے صحابہ کہ کیا میں نے مفلس کے ہیں عرض کیا صحابہ نے کہ مفلس ہم میں وہ ہے کہ نہ درم ہو اس کے پاس اور نہ اسباب پس فرمایا حضرت نے کہ تحقیق مفلس امت میری ہے وہ شخص ہے کہ اولیاد دن قیامت کے

اسیے تریف اور اقسام شرک کے معترک ابوان سے لکھے جاتے ہیں خوب تامل کرے اس میں اور کچھ اسے شرع عقائد میں ہے کہ شرک شرع میں اور سکوکہ میں کہ غیر خدا کو شریک خدا کا کرے الوہیت میں یعنی واجب الوجود جلے جسکے بموجب اس میں اور زیوان کو کہتے ہیں یا غیر خدا کو لائق عبادت کے جلے جسکے بت پرست کرتے ہیں اور شرع میں شرک معنی کفر کے ہے ہر آتہ ہے جسکے شرع عبادت کی شرح میں انہیں دونوں قسموں کو کہ شرع عقائد میں مذکور ہوئی ہیں لکھا ہے کہ اگر شرک سے بیان کفر ہے اور اس طرح خیالی میں سماوی ہی عصمت الدرح نے ہی لکھا ہے اور حضرت شاہ ولی الدرح نے لکھا ہے کہ شرک شرع میں ہو کہتے ہیں کہ جو صفتیں خاص باری تعالیٰ کی ہیں اور اسکے غیر میں ثابت کرے یعنی جیسے علم الدیالی کو ہر خبر کتب اور کا علم ہی دیا ہی جائے یا جیسے الدتعالیٰ کو قادر ہر چیز پر جانتا ہے دیا اور کو ہی جائے یا وہ جیسے تصرف کرتا ہے عالم میں ساتھ ارادے اپنے کے دیا اور کو ہی جانے مثلاً کسیکو جانے کہ اوسنے بھٹا شاہ کبھی تہی اور سے معیشت فراخ ہو گئی یا فلاں نے بٹیکا کبھی تہی اور سے میں ہمار یا بخت ہو گیا اور بھٹے کیہ و گنا ہو گویا شرع میں شرک کیا ہو گویا شرع میں جسکے حدت میں یا ہرین حلف لغیر اللہ قضا کر لیا یا ہے بطریق شرک ظلم آیا ہے ان کیسے الزام شرک آیا یا ہے التو لہ نہیں اور بعضی مسمین شرک کی تفسیر عزیزی میں لکھی ہیں کہ جو لوگ سوائے خدا کے اور کو غیر عبادت میں ہمسر خدا کا کرتے ہیں وہ ہمسر ہیں اور انجملہ وہ لوگ ہیں کہ ذکر میں ہمسر خدا کا کرتے ہیں اور دکانام یا منڈنام خدا کے بطریق تفرک کے ذکر کرتے ہیں مثلاً اوٹھنے بیٹھنے میں مثل نام خدا کے اور دکانام کہتے ہیں اور انجملہ وہ لوگ ہیں کہ نام رکھتے ہیں زندہ فلاں اور عبد فلاں اسکو شرک ان کے التسمیہ کہتے ہیں اور انجملہ وہ لوگ کہ غیر خدا کے لیے کرتے ہیں اور اونکی عقید میں ماننے ہیں اور انجملہ وہ جو کہ دفع بلا دن کے لیے اور دکانام کہتے ہیں یا حاصل کرنے منافع میں اور اونکی طرف رجوع کرتے ہیں اور انجملہ وہ ہیں کہ خدا کے نام کے ساتھ اور دکانام و قدرت میں برابر کرتے جیسکے کہے ثناء اللہ و شرف یعنی جو کو خدا چاہے اور تم جاہودہ ہو گا ایک شخص انہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونہی کہا تھا اسکو فرمایا کہ تو نے مجھے الہ کا شریک کیا بلکہ یوں کہہ ثناء اللہ و شرف یعنی جو اللہ چاہے گا وہی ہو گا تمام مومنین تفسیر عزیزی کا اور بعضی افعال اگرچہ شرک حقیقی یعنی کفر نہیں ہیں لیکن ثناء یا افعال مشرکوں اور بت پرستوں کے ہیں اوسے ہی پرہیز کرنا لازم ہے جیسکے لوگ روبرو علماء اور بادشاہوں وغیرہ کے زمین کو چوستے ہیں کرنے والے اس فعل کے اور جو کہ اس پر خوش ہوتے ہیں دونو گناہ موتے ہیں کیونکہ یہ یہ فعل حرام اور کبیر گناہ ہے اسلئے کہ ثناء بت پرستی کے ہے کہ بکذا فی حقہ الملوک پس نہیں حوائی الرطب و عبادت اور تعظیم کے ہو کفر ہے اور اگر بطریق تحیہ اور ادب کے ہو کفر نہیں ہے لیکن گناہ کبیرہ ہے کذا فی الدلتحار تعلم ہوا علائق شرک کا اور چوبی کر کے کا مال لینا ہی بہت برے ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اندرون ماہر الخ یعنی جاتے ہو تم اے صحابہ کہ کیا میں نے مفلس کے ہیں عرض کیا صحابہ نے کہ مفلس ہم میں وہ ہے کہ نہ درم ہو اس کے پاس اور نہ اسباب پس فرمایا حضرت نے کہ تحقیق مفلس امت میری ہے وہ شخص ہے کہ اولیاد دن قیامت کے

بیان قیام چو کلا

ایمان نہیں لائیکہ اور ثواب نہیں پائیکہ جیسا کہ کافر بعد مرگے کو برحق ثواب کی نہیں کہتے والہ علم
 فتح دے ایمان والوں میں دوستی کرواؤں لوگوں کے بعض یہود ادا دیر وہ اس تو جو چکے پھیل گئے
 سے جیسا اس توڑی منکروں نے قہر والوں میں سے جو کلمہ کو دلوگوں جو ایمان لائے ہوتے کر دوستی
 اوس قوم سے جس قوم پر غصہ ہے خدا تعالیٰ جو وہ قوم یہودی میں شک و قوم نا امید ہوئے آخرت کے
 ثواب کے ایسی یہودی جو منکر موت کے ہیں سو نا امید ہیں آخرت کے ثواب کے اور نا آخرت میں ذرا ثواب
 نہ لیکہ ہرگز نہ علم غلط تفسیر ختم فرمایا سورہ کو ساتھ اوس صنموں کے تشریح کیا تھا کو کلام کو کلام کہاتے تھے
 علمائے کرام وہ قوم سے مشرک ہیں نا امید ہوئے میں ثواب آخرت سے ایسے کہ وہ منکر بعثت کے ہیں
 اس توڑی منکروں نے قہر والوں سے یہ کہہ پیریں وہ طرف اونکے یا یہی ہیں کہ جیسے نا امید ہوئے
 انکے جو کہ قبر میں ہیں ثواب آخرت سے لینے یہ مانند سلاف اپنے کے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد قوم
 سے یہودی ہیں یعنی نہ دوستی کرواؤں اس قوم سے کہ غصہ کیا گیا ہے ادا کا اوپر بلاشبہ وہ نا امید ہوئے ہیں
 اس کے مراد اونکے لیے حصہ آخرت میں بسبب عداوت کیلئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال انکہ وہ جا
 ہیں کہ یہی رسول کا کیا ہے جکا ذکر تورتہ میں ہے جیسا کہ نا امید ہوئے کفار اپنے حلقے سے یہ کہہ اٹھائی
 جاوین وہ اوپر میں ملکی طرف زندہ ہو کر اور بعضوں نے کہا کہ میں اصحاب القہر بیان کے کفار کا لینے
 جیسا کہ نا امید ہوئے آخرت سے وہ کافر کفر کیے گئے ہیں قہر میں ایسے کے ظاہر ہو گئی اور برائی
 اپنے حال کی اور برائی اور بجا کہ جہان گئے ہیں کلمہ صمد کا ہے کہ بعضے قہر از سلیم بسبب حصول
 منفعت اپنی کے یہود سے دوستی کرتے تھے اور خیرین مسلمانوں کی اونکو نہ چاہتے تھے حق تعالیٰ نے
 ساتھ اوتارے آیت یا ایہا الذین امنوا لاتقوا کاساوس سے منع فرمایا کہ اسے ایمان والوں دوستی نہ کرواؤں
 جماعت سے کہ غصہ کیا ہے خدا تعالیٰ اوپر بلاشبہ نا امید ہوئے میں وہ ثواب آخرت سے جیسا کہ نا امید ہوئے
 میں کافر اہل قہر لینے کفار مردہ کہ بعد مرگے اپنے کے دیکھنا احوال عذاب اپنے کا کہ کھلا ثواب آخرت
 سے نا امید ہوئے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ جیسا کہ نا امید ہوئے میں کافر زندہ پیر لے مراد اہل قہر سے
 دنیا میں ایسی یہود ثواب آخرت سے نا امید ہوئے ہیں ایسے کہ جانتے ہیں کہ بسبب جہانے لغت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دشمنی اونکے کہہ ثواب آخرت اونکو نہیں پہنچے گا کلمہ ایک حق لینے
 صوفیہ کلام جمہ الامین اسے کہتے ہیں کہ اول اس سورہ میں اشارہ ہے ساتھ لے کے سالکوں انفس
 مارہ اور شہوت اور سیکو دوست ڈیر اور دشمن ہارا اور تمہارا ہے اور منکر اور محاضرت تلبس ساتھ
 تمہارا شمع و ادرات حقانی تمہارے اور جاہتا ہے کہ اونکو تمہارے دل سے اور نکو حاقبال لے اند
 سے اخراج کرے دشمنی اور سکی بجایا لوں کلمہ ختم جہاد فی سبیلہ وایجاد رضائی کو بچہ میل اوکی
 طرف نہ کہو ظاہر اور باطن تمہارا سب جانتے ہیں ہم کہ میل شعوب کی طرف پوشیدگی میں اور میل خدا کی طرف
 ظاہر میں رکھتے ہو دشمنی فاعلمہ لینے جو کوئی میل کرے طرف ہوا کے تقدس سوار السیل لینے پس
 یہ کہنا سید ہی راہ سے اور پیچھے سے طرف خدا کے ان یقفونم الخ لینے اگر دست و ملیہ وین نفس و ہوا پیر

یہ کلام
 فتح دے
 ایمان
 والوں
 میں
 دوستی
 کرواؤں
 لوگوں
 کے
 بعض
 یہود
 ادا
 دیر
 وہ
 اس
 تو
 جو
 چکے
 پھیل
 گئے
 سے
 جیسا
 اس
 توڑی
 منکروں
 نے
 قہر
 والوں
 میں
 سے
 جو
 کلمہ
 کو
 دلوگوں
 جو
 ایمان
 لائے
 ہوتے
 کر
 دوستی
 اوس
 قوم
 سے
 جس
 قوم
 پر
 غصہ
 ہے
 خدا
 تعالیٰ
 جو
 وہ
 قوم
 یہودی
 میں
 شک
 و
 قوم
 نا
 امید
 ہوئے
 آخرت
 کے
 ثواب
 کے
 ایسی
 یہودی
 جو
 منکر
 موت
 کے
 ہیں
 سو
 نا
 امید
 ہیں
 آخرت
 کے
 ثواب
 کے
 اور
 نا
 آخرت
 میں
 ذرا
 ثواب
 نہ
 لیکہ
 ہرگز
 نہ
 علم
 غلط
 تفسیر
 ختم
 فرمایا
 سورہ
 کو
 ساتھ
 اوس
 صنموں
 کے
 تشریح
 کیا
 تھا
 کو
 کلام
 کو
 کلام
 کہاتے
 تھے
 علمائے
 کرام
 وہ
 قوم
 سے
 مشرک
 ہیں
 نا
 امید
 ہوئے
 میں
 ثواب
 آخرت
 سے
 ایسے
 کہ
 وہ
 منکر
 بعثت
 کے
 ہیں
 اس
 توڑی
 منکروں
 نے
 قہر
 والوں
 سے
 یہ
 کہہ
 پیریں
 وہ
 طرف
 اونکے
 یا
 یہی
 ہیں
 کہ
 جیسے
 نا
 امید
 ہوئے
 انکے
 جو
 کہ
 قبر
 میں
 ہیں
 ثواب
 آخرت
 سے
 لینے
 یہ
 مانند
 سلاف
 اپنے
 کے
 ہیں
 اور
 بعضوں
 نے
 کہا
 کہ
 مراد
 قوم
 سے
 یہودی
 ہیں
 یعنی
 نہ
 دوستی
 کرواؤں
 اس
 قوم
 سے
 کہ
 غصہ
 کیا
 گیا
 ہے
 ادا
 کا
 اوپر
 بلاشبہ
 وہ
 نا
 امید
 ہوئے
 ہیں
 اس
 کے
 مراد
 اونکے
 لیے
 حصہ
 آخرت
 میں
 بسبب
 عداوت
 کیلئے
 رسول
 خدا
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وسلم
 سے
 حال
 انکہ
 وہ
 جا
 ہیں
 کہ
 یہی
 رسول
 کا
 کیا
 ہے
 جکا
 ذکر
 تورتہ
 میں
 ہے
 جیسا
 کہ
 نا
 امید
 ہوئے
 کفار
 اپنے
 حلقے
 سے
 یہ
 کہہ
 اٹھائی
 جاوین
 وہ
 اوپر
 میں
 ملکی
 طرف
 زندہ
 ہو
 کر
 اور
 بعضوں
 نے
 کہا
 کہ
 میں
 اصحاب
 القہر
 بیان
 کے
 کفار
 کا
 لینے
 جیسا
 کہ
 نا
 امید
 ہوئے
 آخرت
 سے
 وہ
 کافر
 کفر
 کیے
 گئے
 ہیں
 قہر
 میں
 ایسے
 کے
 ظاہر
 ہو
 گئی
 اور
 برائی
 اپنے
 حال
 کی
 اور
 برائی
 اور
 بجا
 کہ
 جہان
 گئے
 ہیں
 کلمہ
 صمد
 کا
 ہے
 کہ
 بعضے
 قہر
 از
 سلیم
 بسبب
 حصول
 منفعت
 اپنی
 کے
 یہود
 سے
 دوستی
 کرتے
 تھے
 اور
 خیرین
 مسلمانوں
 کی
 اونکو
 نہ
 چاہتے
 تھے
 حق
 تعالیٰ
 نے
 ساتھ
 اوتارے
 آیت
 یا
 ایہا
 الذین
 امنوا
 لاتقوا
 کاسا
 اوس
 سے
 منع
 فرمایا
 کہ
 اسے
 ایمان
 والوں
 دوستی
 نہ
 کرواؤں
 جماعت
 سے
 کہ
 غصہ
 کیا
 ہے
 خدا
 تعالیٰ
 اوپر
 بلاشبہ
 نا
 امید
 ہوئے
 میں
 وہ
 ثواب
 آخرت
 سے
 جیسا
 کہ
 نا
 امید
 ہوئے
 میں
 کافر
 اہل
 قہر
 لینے
 کفار
 مردہ
 کہ
 بعد
 مرگے
 اپنے
 کے
 دیکھنا
 احوال
 عذاب
 اپنے
 کا
 کہ
 کھلا
 ثواب
 آخرت
 سے
 نا
 امید
 ہوئے
 ہیں
 اور
 ایک
 قول
 یہ
 ہے
 کہ
 جیسا
 کہ
 نا
 امید
 ہوئے
 میں
 کافر
 زندہ
 پیر
 لے
 مراد
 اہل
 قہر
 سے
 دنیا
 میں
 ایسی
 یہود
 ثواب
 آخرت
 سے
 نا
 امید
 ہوئے
 ہیں
 ایسے
 کہ
 جانتے
 ہیں
 کہ
 بسبب
 جہانے
 لغت
 محمد
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وسلم
 کا
 اور
 دشمنی
 اونکے
 کہہ
 ثواب
 آخرت
 اونکو
 نہیں
 پہنچے
 گا
 کلمہ
 ایک
 حق
 لینے
 صوفیہ
 کلام
 جمہ
 الامین
 اسے
 کہتے
 ہیں
 کہ
 اول
 اس
 سورہ
 میں
 اشارہ
 ہے
 ساتھ
 لے
 کے
 سالکوں
 انفس
 مارہ
 اور
 شہوت
 اور
 سیکو
 دوست
 ڈیر
 اور
 دشمن
 ہارا
 اور
 تمہارا
 ہے
 اور
 منکر
 اور
 محاضرت
 تلبس
 ساتھ
 تمہارا
 شمع
 و
 ادرات
 حقانی
 تمہارے
 اور
 جاہتا
 ہے
 کہ
 اونکو
 تمہارے
 دل
 سے
 اور
 نکو
 حاقبال
 لے
 اند
 سے
 اخراج
 کرے
 دشمنی
 اور
 سکی
 بجایا
 لوں
 کلمہ
 ختم
 جہاد
 فی
 سبیلہ
 وایجاد
 رضائی
 کو
 بچہ
 میل
 اوکی
 طرف
 نہ
 کہو
 ظاہر
 اور
 باطن
 تمہارا
 سب
 جانتے
 ہیں
 ہم
 کہ
 میل
 شعوب
 کی
 طرف
 پوشیدگی
 میں
 اور
 میل
 خدا
 کی
 طرف
 ظاہر
 میں
 رکھتے
 ہو
 دشمنی
 فاعلمہ
 لینے
 جو
 کوئی
 میل
 کرے
 طرف
 ہوا
 کے
 تقدس
 سوار
 السیل
 لینے
 پس
 یہ
 کہنا
 سید
 ہی
 راہ
 سے
 اور
 پیچھے
 سے
 طرف
 خدا
 کے
 ان
 یقفونم
 الخ
 لینے
 اگر
 دست
 و
 ملیہ
 وین
 نفس
 و
 ہوا
 پیر

اسے سالکوں ہودین واسطہ تمہارے دشمن اور پہلا اور طغی ٹھکانہ ہے اور زبانیں بچی ساتھ رہائی کے اور دست رکھیں اگر وہ نہ ہو تو والد سے قربت اور کمی ٹکڑی نفع مند سے متوجہ اللہ کی طرف جنت قرب میں پہنچنے اور وہ نہ ہو تو زیلا اور سے دفع بعد میں گرفتار ہوتا ہے وہ کا نشانہ لینے ٹکڑی خلیل اللہ کی کرنی چاہئے بیچ بزاری کے تمام سامی اللہ سے اور اخلاق پیریں کے ساتھ اخلاق خدا کے اور بیچ آہ آہ کرینگے اور دیکھ شوق خدا سے اور متوجہ ہونے پورے کی طرف اللہ کے اور سپرد کرنے اپنے کے اللہ کو اور بیچ بزاری کے حول اور قوت اور فضل اور اعضا سے تاکہ مطمئن ہوا اور کہنا چاہئے نبی علیہ السلام کو کھانا انجانہ ملک کے معنی اور اسکے ظاہر میں اور اشارہ فتنہ کا اس کی طرف سے کہ سبب فریب سے نفس و ہوی کے فتنہ زدہ اور وہ نہ ہو تو نیلے تجھے نہیں ہو گئے ہم لہذا کان لکھو آخر آیت تک کہ معنی ظاہر میں ویرجوا اللہ یعنی امید رکھتا ہے وصال خدا کی اور فنا فی اللہ کے عے اللہ آخر آیت تک اشارہ ہے طرف نرمی کرینگے بیچ مجاہد نفس کے اس طرح کہ نقصان اور سکے حق میں نہ کرنا چاہئے کہ آخر الامور کو موقوف اور مد کا قلب اور روح کا ہونا ہے لایہلکم آخر آیت تک یعنی تمکو خدا نے نرمی کرنے اور عدل کرنے نفس مطمئن کیسے منع نہیں کیا ہے انما یلکم اللہ آخر آیت تک یعنی نرمی کرنی نفس امارہ جنگ کر لیا لیکے منع کیا ہے کہ محبت رکھنی اور سے ظلم ہے یا ائیمنا الذین آخر آیت تک یعنی اسے سالکوں اگر نفس اور ہوی مطمئن معلوم ہوں تو امتحان اور نکال کر اور اصدق اور کا ثابت ہو تو پورا اور کو طرف کفار شہوات اور کیکے بچنے مذونہ وہ نفس و ہوی حلال میں واسطہ اونے اور نہ وہ کفار شہوات حلال میں واسطہ نفس و ہوی کے اور تو پر گناہ نہیں ہے امین کہ نفس مطمئن کو ساتھ قلب و روح کے نکاح کر دیکھیں نفس امارہ بد کو اپنے پاس نہ کر ہو بہ حکم اللہ کا ہے کہ حکم کرتا ہے درمیان تمہارے اور اللہ جانے والا حکمت والا اور ان فاکم آخر آیت تک یعنی نفس اگرچہ موافقت قلب سے فوت کرے تو نہ اور دو سکوا ماند گناہ و سیکے اور اور زیادتی اور سپر کرو اور ڈرو اور سن قلے کہ تم اور سپر ایمان لائے ہو یا ائیمنا الذین آخر آیت تک یعنی اسے کالہ اگر نفس و ہوی مطمئن تیرے ساتھ محبت اور موافقت اور متابعت حکم تیرے کے چاہیں تو بیعت لے اونے اور بخشش مانگ اونکے لیے اللہ سے یا ائیمنا الذین آخر آیت تک یعنی سالکوں نفس امارہ کے ساتھ مغضوب الہی ہے دوستی اور متابعت نہ کر دہو نامہ صل الہی سے ہے اور اشارہ شرک سے دیکھنا اور ثابت کرنا غیر حق کا ہے کہ اور کوئی فاعل حقیقی ہے اور اشارہ سرقہ سے ذری متابعت اور موافقت قلب سے اور زنا سے موافقت ساتھ شیطان کے اور قتل سے جہانم اور تخلیات کا اور متنازع و دعوی امانت کا اور عصیان سے مخالفت ہے ہر بحر سورۃ الصف مدنیہ سورہ صف مدنی ہے مجاہد کے نزدیک اور بعضوں نے کہا ہے اور یہ نام اسکا ایسے کہ کمال گند کو ہے امین لفظ صفا کا اس آیت میں ان الذین یقاولون فی سبیلہ صفا کا ہم بیان کرنا مخصوص کمال ہوئی یہ بعد سورہ فغان کے اور بعد سورہ متحنہ کے ایسے کہی گئی کہ متحنہ کے آخر میں ذکر ہے اور کا خیر اللہ غضب ہوا اور امین اول مکرور ہے اور کا کہ خلیا اللہ دوست رکھتا ہے اور اور وجہیں مناسبت کی بہت ہیں اور آئین امین

انہی عن الشکر ہر نوع اچھا و ضرر دہن اکثر لگا دو ہر دو بال میں لگا جاو لگا ایک مل کا گناہ ہوگا
ایک ترک مردنی کا اور عمل نہ لگا تو ایک سیکا گناہ ہوگا امر و نہی کے ترک کا گناہ نہیں ہوئے کا جس کے حق
میں حضرت نے فرمایا واللہ فی سنیہ الخ یعنی قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ
ہے البتہ علم کرو تم اچھی باتوں کا امتیاز کرو تم میری باتوں سے والا تو سچے اللہ پہنچے گا میرے عذاب پہنچے
اپس سچے البتہ دعا کرو کہ تم اوس سے اور نہیں قبولیت کجا وہی کی تمہارے لیے اور فرما رسول خدا صلی
علیہ وسلم نے کہ من رطل یوئ فی قوم الخ یعنی نہیں کوئی آدمی کہ ہوگا ایک قوم میں کہ کرنا ہے اور
گناہ حال آئندہ قادر میں وہ اس پر منع کریں اوسکو اور نہیں منع کرے وہ اوسکو کہ پہنچا و لگا اوسکو اللہ
بسی اس کے عذاب پہلے منے او لیکے گا اور روایت ہی ابی نعیم سے ہے تعریف اللہ تعالیٰ علیہ السلام
لا یضکرہ من صدق اذا اھتد یقینا پس کہا ابو نعیم لکے گا وہ فرستے گا البتہ تحقیق کو پوچھا میں نے طلب
اس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا بلکہ کرو چھی بات کا اور منع کرو بری باتوں سے یہاں تک
جب دیکھو تو بخل طاقت لیا گیا اور خواہش نفسانی تابعداری کی گئی اور دنیا اختیار کی گئی آخرت پر
اور اچھا ناچار صاحب عقل کا عقل ہی کو اور دیکھو تو اوس کام کو کہ چاہ نہیں چھو اوس سے تپا پس
لازم کر ذات ہی کو اور چوڑا مرام کس تحقیق کے تمہارے دن صبر کے میں تپا پس جو کوئی صبر کرے
اور نہیں گو یا کہ تمہارے انکار اواسط عمل کرنا اس کے شریعت پر اور ان مومن ثواب پیاس آو ہوگا
سے تپا عمل کرتے ہیں مانند عمل او سکے عرض کیا صحابہ کہ یہ رسول اللہ ثواب پیاس کا اور نہیں
فرما ثواب پیاس کا تم میں فتنے اور فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں عذاب کرتا ہے اکثر دن کو سبب
عمل کرے بعضوں کے یہاں ملک دیکھیں اکثر تاقین خلاف شرع درمیان اپنے لیے جو بعض کرتے ہیں
اور یہ قادر ہوں گا ان کے پرہیزگار میں پس جب کرتے ہیں اکثر ہلے سکوت اور سستی عذاب
کرنا ہے اللہ سکوت کو اور فرمایا جب کہ جسے بنی اسرائیل گناہوں میں شیع کیا اوکو عالموں او سکے نے پس باز
رہے وہ پر ہمنشی کی عالموں نے او سکے جلموں او سکے میں اور شریک رہے ہاتھ او سکے کہا نے اپنے
میں پس یہاں کے اللہ دل بعصر او سکے کے سبب بعض کے تپا پس لعنت کی اللہ نے او کو اور پر با
داوود و عیسیٰ علیہم السلام کے یہ سبب او سچے کے کہ نہ افرامی کی او نہوں نے اور تپے تپا و کرتے حد سے
کہا پس رسول نے پس او نہہ میں حضرت اور تپے کیا لگائے ہوئے پھر فرمایا نہیں عذاب سے نجات پائے
تم قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں ہے یہاں ملک کہ منع کرو تم او کو گناہ ہو جائے
منع کرنا کہ اور فرمایا کی اللہ جبریل علیہ السلام کے یہ کہ اولٹ دے شہر ایسے او ایسے کو
کہا جبریل اسے رب میرے تحقیق او میں فلا نہ بندہ تیرا ہے کہ نہیں افرامی کی تیری ایک ملک ہاتھ
کہا حضرت نے پس فرمایا اللہ تعالیٰ اولٹ دے او سپر اور او پر ایسے کہ تحقیق مومنہ اور کا نہیں تنبیہ
میری راہ میں ایسا کرتی ہے شکوہ ان اللہ محب الدین ہا یاتون فی سنیلہ صفا کا کہ
بدیان موصوفہ تحقیق اللہ دوست رہتا ہے او کو کہ جنگ کرتے ہیں راہ خدا میں صف باندہ کہ

نہی عن الشکر ہر نوع اچھا و ضرر دہن اکثر لگا دو ہر دو بال میں لگا جاو لگا ایک مل کا گناہ ہوگا
ایک ترک مردنی کا اور عمل نہ لگا تو ایک سیکا گناہ ہوگا امر و نہی کے ترک کا گناہ نہیں ہوئے کا جس کے حق
میں حضرت نے فرمایا واللہ فی سنیہ الخ یعنی قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ
ہے البتہ علم کرو تم اچھی باتوں کا امتیاز کرو تم میری باتوں سے والا تو سچے اللہ پہنچے گا میرے عذاب پہنچے
اپس سچے البتہ دعا کرو کہ تم اوس سے اور نہیں قبولیت کجا وہی کی تمہارے لیے اور فرما رسول خدا صلی
علیہ وسلم نے کہ من رطل یوئ فی قوم الخ یعنی نہیں کوئی آدمی کہ ہوگا ایک قوم میں کہ کرنا ہے اور
گناہ حال آئندہ قادر میں وہ اس پر منع کریں اوسکو اور نہیں منع کرے وہ اوسکو کہ پہنچا و لگا اوسکو اللہ
بسی اس کے عذاب پہلے منے او لیکے گا اور روایت ہی ابی نعیم سے ہے تعریف اللہ تعالیٰ علیہ السلام
لا یضکرہ من صدق اذا اھتد یقینا پس کہا ابو نعیم لکے گا وہ فرستے گا البتہ تحقیق کو پوچھا میں نے طلب
اس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا بلکہ کرو چھی بات کا اور منع کرو بری باتوں سے یہاں تک
جب دیکھو تو بخل طاقت لیا گیا اور خواہش نفسانی تابعداری کی گئی اور دنیا اختیار کی گئی آخرت پر
اور اچھا ناچار صاحب عقل کا عقل ہی کو اور دیکھو تو اوس کام کو کہ چاہ نہیں چھو اوس سے تپا پس
لازم کر ذات ہی کو اور چوڑا مرام کس تحقیق کے تمہارے دن صبر کے میں تپا پس جو کوئی صبر کرے
اور نہیں گو یا کہ تمہارے انکار اواسط عمل کرنا اس کے شریعت پر اور ان مومن ثواب پیاس آو ہوگا
سے تپا عمل کرتے ہیں مانند عمل او سکے عرض کیا صحابہ کہ یہ رسول اللہ ثواب پیاس کا اور نہیں
فرما ثواب پیاس کا تم میں فتنے اور فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں عذاب کرتا ہے اکثر دن کو سبب
عمل کرے بعضوں کے یہاں ملک دیکھیں اکثر تاقین خلاف شرع درمیان اپنے لیے جو بعض کرتے ہیں
اور یہ قادر ہوں گا ان کے پرہیزگار میں پس جب کرتے ہیں اکثر ہلے سکوت اور سستی عذاب
کرنا ہے اللہ سکوت کو اور فرمایا جب کہ جسے بنی اسرائیل گناہوں میں شیع کیا اوکو عالموں او سکے نے پس باز
رہے وہ پر ہمنشی کی عالموں نے او سکے جلموں او سکے میں اور شریک رہے ہاتھ او سکے کہا نے اپنے
میں پس یہاں کے اللہ دل بعصر او سکے کے سبب بعض کے تپا پس لعنت کی اللہ نے او کو اور پر با
داوود و عیسیٰ علیہم السلام کے یہ سبب او سچے کے کہ نہ افرامی کی او نہوں نے اور تپے تپا و کرتے حد سے
کہا پس رسول نے پس او نہہ میں حضرت اور تپے کیا لگائے ہوئے پھر فرمایا نہیں عذاب سے نجات پائے
تم قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں ہے یہاں ملک کہ منع کرو تم او کو گناہ ہو جائے
منع کرنا کہ اور فرمایا کی اللہ جبریل علیہ السلام کے یہ کہ اولٹ دے شہر ایسے او ایسے کو
کہا جبریل اسے رب میرے تحقیق او میں فلا نہ بندہ تیرا ہے کہ نہیں افرامی کی تیری ایک ملک ہاتھ
کہا حضرت نے پس فرمایا اللہ تعالیٰ اولٹ دے او سپر اور او پر ایسے کہ تحقیق مومنہ اور کا نہیں تنبیہ
میری راہ میں ایسا کرتی ہے شکوہ ان اللہ محب الدین ہا یاتون فی سنیلہ صفا کا کہ
بدیان موصوفہ تحقیق اللہ دوست رہتا ہے او کو کہ جنگ کرتے ہیں راہ خدا میں صف باندہ کہ

نیک پر کارگزار کو ایک دلیل فقہ لینے سمجھ کر انبیاء و مومنین راضی ہو گئے اللہ سے ساتھ تہوڑے رزق کے اور
 راضی ہو گا اللہ کو اسے ساتھ تہوڑے عمل کے اور حضرت کا نام محمد ہو اسباب مکر ہوئے تعریف اور تمکین کہ سب
 نے تعریف حضرت کی کی بار بار اور احمد نام ہوا اسباب سکے اور اٹھائے جیسا کہ حکم اور کہا راعب نے کو ظاہر
 کیا گیا لفظ احمد کا حضرت عیسیٰ کی شہادت میں ازراہ تنبیہ کے اس پر کہ آنحضرت بہت حکم کر نیلے تھے نسبت
 حضرت عیسیٰ کے اور اودنے کہ پہلا وہ نے گذرے میں اور اسکے موافق نصف الاسرار میں ہے کہ الف احمدین
 مبالغہ کیے جو میں اور امین دو چین میں ایک تو یہ کہ یہ مبالغہ ہے فاعل میں یعنی سارے انبیاء
 حکم کر نیلے اللہ تعالیٰ کو تھے اور آنحضرت بہت حکم کر نیلے تھے نسبت غیر اپنے کے اور دوسرے کہ لفظ
 احمد مبالغہ ہے مفعول میں یعنی سارے انبیاء محمود میں بسبب فضائل حمیدہ کے اور حضرت بہت محبوب میں
 مناقب میں اور جامع ترین فضائل و محاسن میں کہ جو تعریف کی جاتے ہیں اسباب و ان کے انتہی سے
 زائد ہزار جمعہ درجہ ان آید بیکے بیکے نہزلت و فضل مصطفیٰ لیسندہ کہا فتح الرحمن میں کہ ہند نام کہا گیا
 کوئی احمد و محمود اور حضرت کے نہ عرب میں اور نہ غیر عرب میں یہاں تک کہ چرچا ہوا پہلے یہاں ہونے حضرت
 زبانی احبار کا منہوں کے کہ ایک نبی صحت ہو گا کہ نام او کا محمد ہو گا پس نام کہا لوگوں نے عرب میں سے
 اسے پیڑھوں کا محمد یا اس کے کوئی ہجو اور وہ یہہ میں محمد بن احمد بن ابی جراح اسی اور محمد بن سلمہ
 انصاری اور محمد بن البراء البکری اور محمد بن سفیان بن جراح اور محمد بن حمد بن جعفر بن جراح
 سلمی پس یہہ چہ ہوئے ساتواں اس نام کا ہوا یہہ چاہا اللہ تعالیٰ نے ہر اس نام والیکو اس کے کہ جو سے
 کرے نبوہ کا یا کوئی اور او کو مشہور کرے ساتھ نبوہ کے کا ظاہر ہوا و پھر کوئی نشانی نہ شک میں اے
 کیونچ امر او کیلئے بیان تک ثابت ہو میں نشانی آنحضرت علیہ السلام میں در نہین نزاع کی کہ نبی اور
 یعنی پہلے نبوہ کے کے او اختلاف کیا گیا کیونچ گفتی اسما نبی علیہ السلام کے پس کہا انصاف نے کہ
 ہزار نام میں آپ کے جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام میں پس حضرت کے ناموں میں سے محمد ہی یعنی بڑی تعریف
 واسلے کیلئے آسمان زمین والوں کے تعریف کی اونکی دیا اور آخرت میں اور احمد ہی یعنی بڑی تعریف اور
 نسبت غیر اپنے کے کیلئے کہ انہوں نے تعریف کی اولیٰ کی طرح بطرح کہ دوسری کسی اور نے نہیں کی اور
 متفقہ اسلئے کہ حضرت تشریف لائے ہیجا انبیاء کے اور نبی ان کو یہ اسلئے کہ حضرت بہت ہتخار و توبہ کرتے
 تھے اللہ تعالیٰ سے یا اسلئے کہ توبہ حضرت کی امت میں بہت سہل ہوئی کیا نہیں سنا تو نے کہ توبہ گویا
 پرستوں کی کشتوں کے قتل میں ہوئی یا اسلئے کہ توبہ انکی امت کی اور انکی نسبت کامل ہوئی یہاں تک کہ
 توبہ کرنا والا ان میں سے ایسا ہو کہ گویا اس نے گناہ کیا ہے نہیں تہا نہ او خدا دینا میں سے گناہ آخرت میں اور نبی
 اسلئے کہ حضرت موجب بڑے امن کے تھے جب کہ جیتے رہے اور جب تک کہ سنت اونکی باقی ہے رہے
 میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے واکان اللہ تعالیٰ ہم و انت فہم واکان اللہ تعالیٰ ہم و انت فہم واکان اللہ تعالیٰ ہم و انت فہم
 ہر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے کہ ہمیں میں میں دو امینک پس اوٹھ گئے ایک دن دونوں میں
 سے اور باقی رہی دوسری پس جو کہ اوٹھ گئی وہ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں اور جو کہ باقی رہے وہ

انہی میں سے اللہ
 عباد اس کے اور نبی
 اور محاسن میں کہ
 اور نبی ان کو
 اللہ تعالیٰ کو ان میں
 ان کو کہ ان میں
 ان کو کہ ان میں
 ان کو کہ ان میں

ارسلنا نضرہ اللہ مالکہ مطابق جو زمین کے جواب کے وہ ہے ہر حال انھوں نے نضرہ اللہ یعنی ہر قوم
 کہ مدد کرے اللہ کو دین کی اور معنی میں انھارے کی کہ یہ زمین کہ کون ہیں مددگار سے کہ خصوصیت کہ ہر قوم
 مجھے اور ہر قوم ساتھ میرے پیچ ہر دکانے دین خدا کا اور جاری کے معنی ہرگز نہ اور مخلص اور وہ تھے جو پہلے
 ایمان لائے عسی پر اور وہ تھے وہ بارہ آدمی کا مصلحت اور کا فری ایک جماعت یہ یہ سوقت تھا کہ حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اڑتے ہوئے اپنے لڑکے بنی اسرائیل تین فرقہ ہو کر ایک جماعت بنے کہا کہ وہ خدا تھا کہ
 گئے آسمان پر اور ایک جماعت بنے کہا کہ بیٹے خدا کے تھے خدا کو اپنی طرف لیکھا اور یہ دونو جماعت کا فر ہوئی اور
 ایک جماعت بنے کہا کہ عیسیٰ علیہ خدا کا اور رسول اور مکتا تھا خدا نے اس کو اپنے پاس اور ہدایا یہ یمن میں
 پس درمیان ان کے لڑائی پڑی دونوں کا فرقہ ہوا یمن میں پر غالب آئے اور ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم کے زمانے تک اوسط طرح رہے ہر خدا تھا لے ہمارے پیغمبر کو ہر کجا تائید یمن میں کی کہ کا فر نہیں تھا
 آئے ساتھ ظاہر کر کے اسی کلمہ اپنے کے کہ غیبتہ و نزول ہے اپنے ہمارے پیغمبر نے ہی وہی کہا جو وہ لوگ کہتے
 اور تائید کر کے اس کہ وہ یمن میں بنی اسرائیل کے ہوئی تائید آخرت تک سے یہ بات صریح ہے
 جاتی ہے یعنی پس قوت دی ہر قوم کو کہ ایمان لائے اور دشمنوں کو لیکے کہ کمال حضرت عیسیٰ کے آتے ہونے
 کے تھے پس ہونے یمن میں غالب نکلتا ایک محقق و فیوض میں سے کہتے ہیں کہ اس سورہ میں اشارہ
 ہے اس کی طرف کہ سال کو کو لیا ہوا جو طے دعویٰ کا کارنامہ جو بے غضب خدا کا اور ہر کجا طریقہ اصول سے اور جو
 افکار کا اللہ اور تائید کر کے ان کو اللاد کا اور دور کر کے اللاد سے اور اس کے رسول سے جو چاہے فرمایا
 یزید و ناصیہ آیت تاکہ لکھنا ہوں جو طے دعویٰ سے چاہتے ہیں کہ بچا ہوا نوحی حقیقت ہو کر لکھ کر
 اور خطاب کر کے ان کو اللہ کے تجارت جاتی الی اللہ کی دوری سے اور پچانیوالی خدا کی طرف توجہ کی
 اللہ کی طرف اور مجاہد نفس کہے تے داخل ہونا چاہتے کہے اور مشاہدہ کے اور حاصل ہونا کا شفعہ علوم
 محارف اور اسرار کا اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور فتح و نصرت نفس و شیطاں پر حاصل ہو چکی تبتلیہ
 اس آیت لڑنے سے معلوم ہوا کہ دین خدا کی مدد گاری کے خواہ جہاد کر خواہ مجاہد خواہ علم پر یا خواہ ایہی
 بائین رواج دیکھو اور یہی بائین نما کہ اپنے شادی غمی میں جتنی روم ہی میں اور کو موقوف کر کے اور
 متوفی کر دے اور یہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فی سبیل اللہ العارف والمزید راۃ
 واصلہا انما انما البیہ الخ کا مشکوٰۃ سورۃ الجمعہ مدنیہ اس سورۃ کا نام سورۃ جمعہ
 ہے اس لیے کہ اس میں ذکر ہے خطبہ اور نماز جمعہ کا اور یہ سورہ مدنیہ ہے آئین اس میں بیکارہ میں اور کہ کو
 دو اور کلمہ ایک جمعہ اور حروف سات نوٹ ساسی نازل ہوئی ہے یہ سورۃ بعد سورہ تحریم کے اور بعد سورہ
 عصف کے اس لیے کہ یہی کلمہ کہ سورہ صاف میں سرے پر بیان ہے تسبیح کا اور اس سورہ کا اول میں ہی بیان
 ہے تسبیح کا اور میت معصوموں میں مناسبت ہے کہ تسبیح اللہ الرحمن الرحیم سورہ تسبیح اللہ
 ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیمہ ساتھ باکی کے یاد کرتا ہے خدا کو جو کہ
 کہ انسانوں اور زمین میں ہے خدا بادشاہ نہایت پاک غالب باطل ہے کہ حق ہے اللہ کو یا کی بوتائے

وہی ہے ہر حال انھوں نے نضرہ اللہ یعنی ہر قوم کہ مدد کرے اللہ کو دین کی اور معنی میں انھارے کی کہ یہ زمین کہ کون ہیں مددگار سے کہ خصوصیت کہ ہر قوم مجھے اور ہر قوم ساتھ میرے پیچ ہر دکانے دین خدا کا اور جاری کے معنی ہرگز نہ اور مخلص اور وہ تھے جو پہلے ایمان لائے عسی پر اور وہ تھے وہ بارہ آدمی کا مصلحت اور کا فری ایک جماعت یہ یہ سوقت تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اڑتے ہوئے اپنے لڑکے بنی اسرائیل تین فرقہ ہو کر ایک جماعت بنے کہا کہ وہ خدا تھا کہ گئے آسمان پر اور ایک جماعت بنے کہا کہ بیٹے خدا کے تھے خدا کو اپنی طرف لیکھا اور یہ دونو جماعت کا فر ہوئی اور ایک جماعت بنے کہا کہ عیسیٰ علیہ خدا کا اور رسول اور مکتا تھا خدا نے اس کو اپنے پاس اور ہدایا یہ یمن میں پس درمیان ان کے لڑائی پڑی دونوں کا فرقہ ہوا یمن میں پر غالب آئے اور ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک اوسط طرح رہے ہر خدا تھا لے ہمارے پیغمبر کو ہر کجا تائید یمن میں کی کہ کا فر نہیں تھا آئے ساتھ ظاہر کر کے اسی کلمہ اپنے کے کہ غیبتہ و نزول ہے اپنے ہمارے پیغمبر نے ہی وہی کہا جو وہ لوگ کہتے اور تائید کر کے اس کہ وہ یمن میں بنی اسرائیل کے ہوئی تائید آخرت تک سے یہ بات صریح ہے جاتی ہے یعنی پس قوت دی ہر قوم کو کہ ایمان لائے اور دشمنوں کو لیکے کہ کمال حضرت عیسیٰ کے آتے ہونے کے تھے پس ہونے یمن میں غالب نکلتا ایک محقق و فیوض میں سے کہتے ہیں کہ اس سورہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سال کو کو لیا ہوا جو طے دعویٰ کا کارنامہ جو بے غضب خدا کا اور ہر کجا طریقہ اصول سے اور جو افکار کا اللہ اور تائید کر کے ان کو اللاد کا اور دور کر کے اللاد سے اور اس کے رسول سے جو چاہے فرمایا یزید و ناصیہ آیت تاکہ لکھنا ہوں جو طے دعویٰ سے چاہتے ہیں کہ بچا ہوا نوحی حقیقت ہو کر لکھ کر اور خطاب کر کے ان کو اللہ کے تجارت جاتی الی اللہ کی دوری سے اور پچانیوالی خدا کی طرف توجہ کی اللہ کی طرف اور مجاہد نفس کہے تے داخل ہونا چاہتے کہے اور مشاہدہ کے اور حاصل ہونا کا شفعہ علوم محارف اور اسرار کا اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور فتح و نصرت نفس و شیطاں پر حاصل ہو چکی تبتلیہ اس آیت لڑنے سے معلوم ہوا کہ دین خدا کی مدد گاری کے خواہ جہاد کر خواہ مجاہد خواہ علم پر یا خواہ ایہی بائین رواج دیکھو اور یہی بائین نما کہ اپنے شادی غمی میں جتنی روم ہی میں اور کو موقوف کر کے اور متوفی کر دے اور یہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فی سبیل اللہ العارف والمزید راۃ واصلہا انما انما البیہ الخ کا مشکوٰۃ سورۃ الجمعہ مدنیہ اس سورۃ کا نام سورۃ جمعہ ہے اس لیے کہ اس میں ذکر ہے خطبہ اور نماز جمعہ کا اور یہ سورہ مدنیہ ہے آئین اس میں بیکارہ میں اور کہ کو دو اور کلمہ ایک جمعہ اور حروف سات نوٹ ساسی نازل ہوئی ہے یہ سورۃ بعد سورہ تحریم کے اور بعد سورہ عصف کے اس لیے کہ یہی کلمہ کہ سورہ صاف میں سرے پر بیان ہے تسبیح کا اور اس سورہ کا اول میں ہی بیان ہے تسبیح کا اور میت معصوموں میں مناسبت ہے کہ تسبیح اللہ الرحمن الرحیم سورہ تسبیح اللہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیمہ ساتھ باکی کے یاد کرتا ہے خدا کو جو کہ انسانوں اور زمین میں ہے خدا بادشاہ نہایت پاک غالب باطل ہے کہ حق ہے اللہ کو یا کی بوتائے

سورۃ الجمعہ

جو کہ ہے آسمانوں میں اور زمینوں میں وہ بادشاہ پاک ذات زبردست حکمت والا ہے جو بہت پاکیزہ
 اور شہرانی سے یاد کرتے ہیں خدا تعالیٰ کو سبچہ کہ آسمانوں اور زمین میں ہر سو وہ خدا تعالیٰ کیسا جو ہمیشہ
 سے بادشاہ جو ہمیشہ بادشاہ کا پاک ہے سب عیون اور نقصانوں سے زبردست حاکم درست حکم کرنا والا
 تفسیر تیسرے سے مراد لاؤ تیسرے خلقت کی ہے یعنی جس وقت کہ دیکھی تو طرف ہر چیز کی پیدائش اور اسکی دلالت
 کرتی ہے اور وہ دلالت اللہ تعالیٰ کے اور پاک ہونے اور سیکے ہر بار سے یا تیسرے معرفت مراد ہے وہ یہ ہے
 کہ کہ ہے اللہ تعالیٰ ساتھ لطف اپنے کے ہر چیز میں ایک ایسی بات کہ چھاننا جائے ساتھ اسکی اللہ تعالیٰ اور
 پاک بیان کرتی ہے اور اسکی ہر چیز کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف قول اللہ تعالیٰ کے وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اَلَّا
 نَسْتَعْلِمُہٗ ۚ وَلٰكِنْ لَا تَعْقِلُوْنَ تفسیر چارم اور تیسرے معنی ہے کہ جاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ تیسرے جو
 لیکن ہم نہیں چھاننے کے ملکہ تھا کہ آئے بعت فی الامم رسولاً مِّنْهُمْ سَلَوٰعًا اَیْمًا اَیْمًا
 یَرْسِلُہُمْ وِیَعْلَمُہُمُ الْکِتٰبَ وَلِیٰکُمْ ہِکَ ۚ وَ اِنْ کَانَ مِنْ قَبْلِ لَوْی خَلَلَ مِّنْہِ ۚ وَ سِوہ کہ ادھایا
 ناخواندہ نہیں یعنی عرب میں ایک غیر قوم اور اسکی سے پڑھتا ہے اور اسکی آیتیں اور اسکی اور پاک کرتا ہے
 اور کو اسکا ہے اور کو کتاب اور دانائی اور تحقیق تھے پہلے اس سے سچ کہ اسکی ظاہر کے کہ فتحی کے وہی ہے
 جسے ادھایا ان پڑھوں میں ایک رسول اور نہیں میں کا پڑھتا ان پاس اور اسکی آیتیں اور کو سنو اتنا
 اور کہنا کتاب و عقلندی اور اس سے پہلے پڑھے تھے صریح بہادری میں کہ ہو کہ وہ خدا تعالیٰ
 جسے ادھایا یعنی پید کیا یعنی لکھے پڑھے لوگوں میں کے کے ایک خبر اور نہیں کے قوم سے جو وہ غیر یعنی
 محمد پڑھتا اور سنا ہے اور کو آیتیں خدا تعالیٰ کی اور پاک کرتا ہے وہ غیر اور کو کفر اور شرک کی نجاست
 سے اور کہنا ہے قرآن اور دانائی شریعت کی اور سبچہ خدا تعالیٰ کے بچانے کی اور مقرر تھے کے کے لوگ
 پہلے کے پیغمبر کے البتہ کہ اسی میں کفر اور شرک کی صریح تفسیر کے ادھایا یعنی بچا گیا شخص سے
 قوم امیہ میں اور اسی منسوب ہے طرف جماعت عرب کے ایسے کہ وہ لکھے پڑھے تھے نسبت اور امتوں کے
 اور بعضوں نے کہا کہ شروع ہوا ہے کہنا طائف سے اور انہوں نے لکھا حیرہ والوں سے اور حیرہ والوں
 نے انبار والوں سے اور آیتیں اور اسکی یعنی قرآن اور پاک کرتا ہے یعنی شرک سے اور کفر کی بری باتوں سے
 اور مراد کتاب سے قرآن ہے اور حکمت سے مراد سنت یا حکم دین میں اور پہلے اس سے یعنی پہلے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اور تیسرے کہ اسی ظاہر کے یعنی کفر اور جہالت کی کہ ملکہ تنبیہ اُمّی بری صفت ہے
 حضرت ابی قرآن جالے حضرت کے کہ باوجود اسی ہر نیکی و علم کہتے تھے کہ لیکو نہ ہوا ہے ہو کا حضرت
 کے ایک ایک حدیث سے فقہاء محمد اللہ نے عیون اسلام کے میں اور یہ صفت حضرت کی اور ان
 کی توحید میں بھی مذکور ہے چنانچہ عطار بن یاسر سے منقول ہے کہ کہا ملائین عبد اللہ بن عمر بن العاص
 سے کہا میں نے خیر و کج صفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا عبد اللہ نے ہاں بیان کرتا ہوں تم ہے
 اللہ کی تحقیق وہ اللہ صفت کیے کے ہیں توحید میں ساتھ بعض صفت کے جو قرآن میں ہے وہ یہ
 ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَٰہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ حٰزِمًا لِّلْاٰمِیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدُیْ وَ کَلِّم

سورۃ جمعہ
 لیکن جو کہ ہے آسمانوں میں اور زمینوں میں وہ بادشاہ پاک ذات زبردست حکمت والا ہے جو بہت پاکیزہ اور شہرانی سے یاد کرتے ہیں خدا تعالیٰ کو سبچہ کہ آسمانوں اور زمین میں ہر سو وہ خدا تعالیٰ کیسا جو ہمیشہ سے بادشاہ جو ہمیشہ بادشاہ کا پاک ہے سب عیون اور نقصانوں سے زبردست حاکم درست حکم کرنا والا تفسیر تیسرے سے مراد لاؤ تیسرے خلقت کی ہے یعنی جس وقت کہ دیکھی تو طرف ہر چیز کی پیدائش اور اسکی دلالت کرتی ہے اور وہ دلالت اللہ تعالیٰ کے اور پاک ہونے اور سیکے ہر بار سے یا تیسرے معرفت مراد ہے وہ یہ ہے کہ کہ ہے اللہ تعالیٰ ساتھ لطف اپنے کے ہر چیز میں ایک ایسی بات کہ چھاننا جائے ساتھ اسکی اللہ تعالیٰ اور پاک بیان کرتی ہے اور اسکی ہر چیز کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف قول اللہ تعالیٰ کے وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اَلَّا نَسْتَعْلِمُہٗ ۚ وَلٰكِنْ لَا تَعْقِلُوْنَ تفسیر چارم اور تیسرے معنی ہے کہ جاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ تیسرے جو لیکن ہم نہیں چھاننے کے ملکہ تھا کہ آئے بعت فی الامم رسولاً مِّنْهُمْ سَلَوٰعًا اَیْمًا اَیْمًا یَرْسِلُہُمْ وِیَعْلَمُہُمُ الْکِتٰبَ وَلِیٰکُمْ ہِکَ ۚ وَ اِنْ کَانَ مِنْ قَبْلِ لَوْی خَلَلَ مِّنْہِ ۚ وَ سِوہ کہ ادھایا ناخواندہ نہیں یعنی عرب میں ایک غیر قوم اور اسکی سے پڑھتا ہے اور اسکی آیتیں اور اسکی اور پاک کرتا ہے اور کو اسکا ہے اور کو کتاب اور دانائی اور تحقیق تھے پہلے اس سے سچ کہ اسکی ظاہر کے کہ فتحی کے وہی ہے جسے ادھایا ان پڑھوں میں ایک رسول اور نہیں میں کا پڑھتا ان پاس اور اسکی آیتیں اور کو سنو اتنا اور کہنا کتاب و عقلندی اور اس سے پہلے پڑھے تھے صریح بہادری میں کہ ہو کہ وہ خدا تعالیٰ جسے ادھایا یعنی پید کیا یعنی لکھے پڑھے لوگوں میں کے کے ایک خبر اور نہیں کے قوم سے جو وہ غیر یعنی محمد پڑھتا اور سنا ہے اور کو آیتیں خدا تعالیٰ کی اور پاک کرتا ہے وہ غیر اور کو کفر اور شرک کی نجاست سے اور کہنا ہے قرآن اور دانائی شریعت کی اور سبچہ خدا تعالیٰ کے بچانے کی اور مقرر تھے کے کے لوگ پہلے کے پیغمبر کے البتہ کہ اسی میں کفر اور شرک کی صریح تفسیر کے ادھایا یعنی بچا گیا شخص سے قوم امیہ میں اور اسی منسوب ہے طرف جماعت عرب کے ایسے کہ وہ لکھے پڑھے تھے نسبت اور امتوں کے اور بعضوں نے کہا کہ شروع ہوا ہے کہنا طائف سے اور انہوں نے لکھا حیرہ والوں سے اور حیرہ والوں نے انبار والوں سے اور آیتیں اور اسکی یعنی قرآن اور پاک کرتا ہے یعنی شرک سے اور کفر کی بری باتوں سے اور مراد کتاب سے قرآن ہے اور حکمت سے مراد سنت یا حکم دین میں اور پہلے اس سے یعنی پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرے کہ اسی ظاہر کے یعنی کفر اور جہالت کی کہ ملکہ تنبیہ اُمّی بری صفت ہے حضرت ابی قرآن جالے حضرت کے کہ باوجود اسی ہر نیکی و علم کہتے تھے کہ لیکو نہ ہوا ہے ہو کا حضرت کے ایک ایک حدیث سے فقہاء محمد اللہ نے عیون اسلام کے میں اور یہ صفت حضرت کی اور ان کی توحید میں بھی مذکور ہے چنانچہ عطار بن یاسر سے منقول ہے کہ کہا ملائین عبد اللہ بن عمر بن العاص سے کہا میں نے خیر و کج صفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا عبد اللہ نے ہاں بیان کرتا ہوں تم ہے اللہ کی تحقیق وہ اللہ صفت کیے کے ہیں توحید میں ساتھ بعض صفت کے جو قرآن میں ہے وہ یہ ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَٰہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ حٰزِمًا لِّلْاٰمِیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدُیْ وَ کَلِّم

کرتے تو آدمی مثل اسی گدھی کی ہے جس پر کتابین لادی ہوں بری کہاوت اور مثل ہے اوس قوم کی جنہوں نے جو کلمہ خدا تعالیٰ کی آیتوں کو جو قرآن ہے اور خدا تعالیٰ راہ نہیں کہا تا خدا کو کلمہ عہد تفصیل کر ہی گئی اوسکے سر تو ریت تینے تکلیف لے لے اوسکے جاننے کی اور عمل کر نیکی اور سیر نہ اوٹھایا اوسکو اپنے نہ عمل کیا اوس پر کس کو مالک اور ہونوں نے نہ اوٹھایا اوسکو اور کلمہ جمع سفر کی ہے اور سفر تینے ہن کتاب بری کو مشابہت دی ہو دو کلمات میں کہ چڑھا اوہنوں نے تو ریت کو اور یاد کیا اور حیر کو کلمہ دوسمیں ہے پھر علم کیا اوس پر اور نہ فائدہ اوٹھایا ساتھ آیتوں اوسیکے اور وہ یہ ہے کہ اوسمیں تعریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بشارت اوسکے پیدا ہونے کی تھی پھر نہ ایمان لائے اوس پر ساتھ گدھے کے کہ اوٹھائے ٹھی ٹھی کتابین علم کی برقعہ لیے چلتا ہے اوسکو اور وہ نہیں جانتا کہ میری پیشہ پر کیا ہے کتابین میں کی لادی ہوئی ہوں تو اوسکو کلمہ فائدہ نہیں اور بدینی کی کتابین لادی ہوں تو کچھ ضرر نہیں حاصل یہ کہ اوسکو سوا مشقت بخ کے کچھ فائدہ نہیں پس جو شخص کہ علم چاہے اور عمل کرے اپنے علم پر پس ہی مثال صادق ہے پھر اوہنوں نے بھٹ کنا وہ ہو وہ میں کہ جنہوں نے جہلا میں اللہ کی آیتیں جو حالات کرتیں تھیں اور صحت نبوت محمد علیہ السلام کے اور وہ نہیں کہتا اپنے حق اختیار کرے اوسکے علم کو یاد نہیں دیکھا تا اوسکو کہ بوقت کیا ہے اوسکے علم میں بہتہ وہ ہو گا ظالم مذل تنبلیط اس تیر تشریف سے معلوم ہو گا کہ علم چاہے تو اوس پر علم کرے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکو اور کلمہ اکبر نہ کہ نہیں باقی رہیگا اسلام سے گرام اوسکا اور نہیں باقی رہیگا قرآن سے گرام اوسکی مسیحین اوسکی ابا و ہونگی بھنے زرق برق خوب ہوگی اور وہ خراب ہونگے براہت سے علماء اوسکے کہے ہونگے اوسمیں کہ آسمان کے نیچے میں اوسکے پاس سے ٹھیک کا فتنہ اور اوہنیں میں پھر لکھنے خراب ذلیل ہونگے اور دوار روایت کرتے ہیں کہ لباس شبہ ترین اوسکو کا اللہ کے مرتبہ میں دن قیاس کے وہ عالم ہے کہ نہ نفع اوٹھایا جائے ساتھ علم اوسیکے اور حسن بصری رح سے روایت ہے کہ کہا اوہنوں نے علم تو کم ہے اب تو علم دل میں ہے اپنے انفراد کمال میں ہے پس یہ علم نفع دینے والا ہے اور ایک علم زبان ہے پس یہ محبت اللہ کی ہے اور پرن آدم کے لیے فرمایا لگا اور دن کو سمجھا تا تھا اور آپ نے سمجھا اتنی جہی مضمون مولانا رحم علیہ الرحمتہ فرمایا ہے ۵ علم چون بدل زندیاری بود علم چون برتن زندیاری بود اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نحمایہ حدیث طول ہے کہ اول لوگوں کا علم کیا جاوے گا اوس دن قیامت کو دشمن ہووے گا کہ سیکھا علم اوسکا اوسکو اور قرآن لیا جاوے گا اور دیر دیکھیں علم اوسکا اوسکو تمہیں نے معلوم کیا کہ یہ دیکھا پس کیا عمل کیا تو نے مقابلہ میں ان نعمتوں کے نہ پس اوسکا کہ سیکھا ہے علم اوسکا میں نے اوسکو اور چڑھا پڑتیری لہ میں قرآن فرمایا جو ثابے تو لیکن تو نے سیکھا علم تو کہ کہا جاوے کہ تو عالم ہے اور پڑھا تو نے قرآن تو کہ کہا جاوے کہ وہ قاری ہے سو کہا جا چکا ہے اب ہمارے پاس ثواب نہیں ہے تیرے لیے یہ حکم کیا جائیگا پس کینیا جائیگا موہنہ کے بل بیانک کہ ڈالا جائیگا دوزخ میں اور روایت ہے زیاد میں حدیث ہے کہ کہا واسطے میرے عمر نے ایسا بچانے مومن و حیر کو کہ ڈھا دیتی ہے اسلام کو کہا زیاد نے کہا

صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہے کہ اوسکو
اور قرآن لیا جاوے گا
اور دیر دیکھیں علم
اوسکا اوسکو تمہیں
نے معلوم کیا کہ یہ
دیکھا پس کیا عمل
کیا تو نے مقابلہ میں
ان نعمتوں کے نہ پس
اوسکا کہ سیکھا ہے
علم اوسکا میں نے
اوسکو اور چڑھا
پڑتیری لہ میں
قرآن فرمایا جو
ثابے تو لیکن
تو نے سیکھا
علم تو کہ
کہا جاوے کہ
وہ قاری
ہے سو
کہا جا
چکا ہے
اب
ہمارے
پاس
ثواب
نہیں
ہے
تیرے
لیے
یہ
حکم
کیا
جائیگا
پس
کینیا
جائیگا
موہنہ
کے
بل
بیانک
کہ
ڈالا
جائیگا
دوزخ
میں
اور
روایت
ہے
زیاد
میں
حدیث
ہے
کہ
کہا
واسطے
میرے
عمر
نے
ایسا
بچانے
مومن
و
حیر
کو
کہ
ڈھا
دیتی
ہے
اسلام
کو
کہا
زیاد
نے
کہا

میں اور تحقیق پہلے یہ لوگوں کے بہتر علماء کے میں اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ اے لوگوں جو
 کوئی نہ جانے ایک مسئلہ میں چاہے کہہ دے اور جو کوئی نہ جانے میں چاہے کہہ دے اللہ خوب جانتا ہے اور ایسے کہ
 تحقیق بعض علم سے کہہ دے واسطے اور جو چیز کے کہ نہیں جانتا ہے اللہ خوب جانتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 واسطے نبی اپنے کے قل ما استأذنکم علی ذلک و ما آذنکم و ما آذنکم علی ذلک و ما آذنکم علی ذلک و ما آذنکم علی ذلک
 میں تھے اور اسلام کی باتوں کے پانچ نیکے مزدوری اور نبیین ہوں میں تکلیف کرنا اور نبی سے کہ جو بات نہ
 انی ہو خواہ خواہ بنا کر کہہ دو ان واسطہ میں میرے سے کہہ کہ تحقیق یہ علم دین ہے پس یہ جو تم کہ کس سے
 لیتے ہو تم نے علم دین عالموں یا عمل سے لینا چاہے کہ مشکوٰۃ قل یا ایہ الذین صدقوا ان
 انکم تکرہون انکم اولیاء اللہ من ذلک الناس فممنو لکون ان کنتم صدقین کہہ کر کے ہوا اگر ان
 رکھتے ہو تم کہ دوست خدا کے ہو وہ تمام لوگوں کے میں آرزو کر موت کی اگر ہو تم راست گو کہ قیامت کے دن کہ
 ای یہود ہو یا ان کو اگر تم دعا کرتے ہو کہ تم دوست ہوا اللہ کے لوگوں کے ساتھ تو مانا ہو کہ لوگ تم سے ہو کہ موٹ
 کہو اسے محمد سے وہ لوگو جو تم یہودی ہو اگر تم گمان لیجائے ہو یہ کہ تم دوست خدا تعالیٰ کے ہو کہ لوگوں کو اسے پتہ نہ تھا
 کوئی دوست خدا تعالیٰ کے کہ نہیں ہو اگر تم آرزو کر موت کی جو جلد خدا تعالیٰ سے ہو اگر تم اس بات میں پیچھے
 یعنی تم جو کہتے ہو کہ ہم سب زیادہ خدا تعالیٰ کے دوست ہیں تو دوستی کا قاعدہ یہ جو دوست کو کمال آرزو
 ملاقات دوست کی ہو سو دنیا میں ہر ملاقات کا وعدہ نبین کر رہی موت کے تو یہ آرزو موت کی کرو اگر پیچھے
 دوست ہو اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے چاہے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ اپنے ساتھ لے جائے کہ تفسیر
 اگر تم سے ہو یعنی اپنے گمان میں تو آرزو موت کی کر تو دوست کے پاس پیچیدہ دوست کی نعمتوں کو پیچھو
 اور یہی مکتب قول یہودی کی ہے کہ کہتے تھے نحن ابناء اللہ و کعباءہ لو کن یدخل الجنة لا من کا
 ہو خدا اور انصاف سے یعنی ہم بیٹے اللہ کے ہیں اور دوست اس کو اور ہرگز نہیں داخل ہو گا جنت میں کہ وہ کہہ پورے
 بالفصاحی پس فرمایا کہ اگر تم اس بات میں پیچھے ہو اور برابر ہو و ساری تم کو اس پر تو آرزو کر اللہ کی یہ کہ مارے تم کو
 اور جلدی لیجائے تم کو طرف دار کر امت اپنے کے کہ جو طیار کر رہا ہے اپنے دوستوں کے لیے پھر فرمایا کہ ہمنو
 لکم اور میں دون انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے میں کہ صلحی و لا یمنونہ
 ابدا بما قد مت الیہ ثم واللہ علیہ بالظالمین کہ اور آرزو نہیں کر لینے اس کی ہرگز سبب اور جو کہ کہ
 اس کے بھیجا ہے یا ہوں ان کے نے اور خدا نار ہے ظالم کو کہ فحتمہ کہ اور کہی نہ سنا میں کہ مرناس
 اس کے پیچھے ہیں ان کے ہاتھ اور اللہ کو خوب خور میں گنہگار کہ موٹ اور نبین کرتے وہ لوگ آرزو
 موت کی ہرگز سبب اس کے جو پیچھے میں پہلے اپنے یا ہوں لیٹا اور نبین جو کام کے ہیں جو توبت میں
 صفت آخری زمانہ کے نبی کو لکھا اور تعریف اور طرح پیہری ہے یہ جانتے ہیں کہ جو کہنے کیلئے سب کا
 حساب ہو گا اس سبب سے کہ میں نے اور خدا تعالیٰ سب جاتا ہے جو جو کچھ کہ یہ ظالم کرتے ہیں تو اب
 کہ عیسیٰ تفسیر ظالم کو کہ لکھا ہے فی نفس پر ظلم کرتے ہیں اور ان کا حال خوب جانتا ہے اور موافق عمل ان کے
 ہزار دیو لگا اور مراد کے پیچھے سے کفر اور اعمال باؤں کے اور تعیر کرنا توبت کا اور تعریف پیچھے خدا کی ہے کہ مجھ

[illegible]

کہ فقہاء دین ہوں کہ جمع ہو کر ایک ہے اور انوار فدا سے کہ جمع ہو کر ایک دن اور یہ روز جمعہ واسطے اجتماع ہمارے کی ہے
 بعد اسکے خدا تعالیٰ نے موافق عمل اور نیکے بہائیہ پیروی اور اول جمعہ کہ رسول علیہ السلام نے پڑھا سو لوہن بیچ
 الاول میں پڑھا بعد اسکے کہ حجت اگر کرے کہ دن باہر ہوین اوسے مینے کی مدینہ میں پہنچا چکے قبا میں نزول
 احوال فرمایا اور روز جمعہ کے بقصد مدینہ کے لئے روانہ ہوئے بیچ لطف وادی جی سالم کے وقت نماز جمعہ کا ہوا کہ
 جب نماز ادا کی اور خطبہ پڑھا اور دروازہ کو کہ حرام کرنا اور بیچ کی ہے وہ اذان ہے کہ بعد پڑھنے خطبہ کے منبر پر کھڑی
 جاتی ہے چارون اماموں کے نزدیک لیکن اگر کوئی بعد اسکے خرید و فروخت کرے تو نزدیک اچھینفہ اور شافعی
 رحمہما اللہ کے بیچ صحیح ہوتی ہے اور نزدیک احمد اور مالک رحمہما اللہ کے صحیح نہیں ہوتی اور گناہ دونوں صورتوں
 میں لازم آتا ہے کہ اگر کسی نے خطبہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک محبت صحیحہ روایت کے لئے نماز حرام کر لیا تو
 خرید و فروخت کیے اذان اول سے چنانچہ دلالتا میں یہ ہر قوم ہے کہ مسئلہ نماز جمعہ کے دو وقت بعد خطبہ کے
 میں فرض غلبہ ہے اور ہر دو ان مائل بالغہ حریفانہ اذیتیم کے نماز پر لڑنے اور دیوانہ اور سافر و عورت و غلام
 کے چارون اماموں کے نزدیک اگر ایک روایت میں امام احمد سے ہے کہ غلام پر بھی واجب ہے اور اس نے اپنا
 پر بھی کر لیا نیا لایا وے واجب نہیں ہے بالاتفاق اور لیسہ بھی واجب نہیں ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک
 اوس نے اپنا پر بھی کر لیا نیا لایا وے اور تین اماموں کے نزدیک واجب ہوگی اور اوسے شہر کے مجمعہ صحیحہ
 نہیں ہوتا امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک صحیح ہو جائے جہاں کہ عدد رجعت
 جمعہ کا امام ہو خواہ شہر ہو یا گاؤں اور نزدیک مالک اوس کا تاؤ میں کہ ہر متصل رکعتا ہوا اور اوس میں صحیحہ
 و نماز جو صحیح ہے اور نزدیک شافعی اور احمد کے نماز جمعہ بے جماعت چالیس مردوں کے نہیں ہوتی اور نزدیک
 ابوحنیفہ کے ساتھ چار مردوں کے ہو جاتی ہے کہ ایک امام ہو اور تین مقتدی اور نزدیک ابی یوسف کے اور
 ایک روایت کے احمد سے تین مردوں سے بھی ہو جاتی ہے اور امام مالک کے نزدیک چالیس سے کم نہیں ہی ہو جاتا
 ہے لیکن تین چار سے نہیں ہوتی اور ساتھ مسافروں اور غلاموں کے اگر جمعگی کا ہر میں ہے شہر میں
 جمع ہو کر نماز جمعہ اگر تین نزدیک ابوحنیفہ کے صحیح ہے اور نزدیک شافعی اور احمد اور مالک معہم اللہ کے صحیح
 نہیں ہوگی اور امامت غلام اور سافر کی جمعہ میں نزدیک ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک کے جائز ہے اور نزدیک
 احمد کے اور ایک روایت کے مالک سے جائز نہیں اور اوپر سے والوں خارج شہر کے اور جگہ میں کہ جمعہ اور ہر
 بسبب سفر اذان کے ادا کرنا جمعہ کا واجب ہو جائے مگر نزدیک ابوحنیفہ کے واجب نہیں ہونا اور رجعت
 نہر کی دفعہ میں ان کو کو کو کو جمعہ کے لئے ممکن نہیں ہے جائز ہے مگر نزدیک ابوحنیفہ کے کہ وہ ہے اور
 اگر عید روز جمعہ کے پڑھے ساتھ ادا کرے نماز عید کے نماز جمعہ کی ساقط ہو جاتی ہے امام احمد کے نزدیک اگر
 جمعہ ہی پر تین افضل ہے اور نزدیک ابوحنیفہ اور شافعی کے دونوں واجب ہیں اور ہر روز جمعہ کے بعد زوال
 کے پہلے نماز ہے اوس کیسکہ کہ نماز اوپر فرض ہے ہر دو انہیں ہے اور پہلے نزال سے نزدیک ابوحنیفہ اور مالک
 کے جائز ہے اور نزدیک شافعی اور احمد کے جائز نہیں ہے مگر کہ سفر ہوا کا ہو تو جائز ہے امام احمد کے نزدیک
 اور کلام کرنا وقت خطبہ کے سنتہ لے خطبہ کو حرام ہے چارون اماموں کے نزدیک لیکن جو کوئی کہ خطبہ سے روز

۱۔ عبادت اللہ
 ۲۔ عبادت اللہ
 ۳۔ عبادت اللہ
 ۴۔ عبادت اللہ
 ۵۔ عبادت اللہ
 ۶۔ عبادت اللہ
 ۷۔ عبادت اللہ
 ۸۔ عبادت اللہ
 ۹۔ عبادت اللہ
 ۱۰۔ عبادت اللہ
 ۱۱۔ عبادت اللہ
 ۱۲۔ عبادت اللہ
 ۱۳۔ عبادت اللہ
 ۱۴۔ عبادت اللہ
 ۱۵۔ عبادت اللہ
 ۱۶۔ عبادت اللہ
 ۱۷۔ عبادت اللہ
 ۱۸۔ عبادت اللہ
 ۱۹۔ عبادت اللہ
 ۲۰۔ عبادت اللہ

اور خطبہ سنائے تین اور سکوا کلام کیا نزدیک احمد اور شافعی کے جائز ہے اور جب نہ اس خطبہ اور نزدیک اچیفہ اور مالک کے اور کو بھی واجب ہے رہنا اور شہر والوں کو تلع شہر کے نماز جمعہ اور ان کی صحیح بنیں مگر اچیفہ کے نزدیک کہ قدر مسافت حد کا حد تک جائز ہے اور اگر انما جمعہ کا بلے اذان امام کے جائز ہے مگر نزدیک اچیفہ کے کہ بلے اذن سلطان ملے جبہ منعقد نہیں ہوتا اور جمعہ صحیح نہیں ہوتا کہ تیر وقت ظہر کے مگر امام احمد کے نزدیک کہ پہلے نزال سے ہی صحیح ہے اور جو کوئی امام کے ساتھ ایک رکعت یا دس جمعہ پایا اسنے ایک رکعت کیلئے پڑھ کر نماز جمعہ تمام کرنے اور اگر کو ایک رکعت سے یا دس ظہر پڑھ کر نزدیک اچیفہ کے اگر سجدہ ہو چکا ہو یا دس یا دس تو جمعہ کو تمام کرے اور نماز سے پہلے پڑھنا دس خطبہ کا شرط منعقد ہے جمعہ کے سب چاروں اماموں کے نزدیک کہ بدون اسکے جمعہ منعقد نہیں ہوتا اور خطبہ میں حمد خدا کی اور رد اخضر صلوات علیہ وسلم بھیجنا اور وصیت تقویٰ کی کرنی اور پڑھنا ایک آیت کا دعا رکھنا میں اور مومنات کو کیے کرنی نزدیک احمد اور شافعی کے شرط ہے بدون اسکے خطبہ معتبر نہیں اور نزدیک اچیفہ کے بقدر احمد کے کہ یہی کافی ہے اور اگر کہ آیات امام مالک سے بھی یہی ہے اور نزدیک ابی یوسف اور محمد کے واجب ایک روایت لکھا ہے کافی نہیں ہے جب تک ایک کلام کہ حکم عرف میں خطبہ کہیں نہ پڑھے اور اگر پڑھا تو خطبہ کا خطبہ میں مالک اور شافعی کے واجب ہے اور نزدیک احمد اور اچیفہ کے درست سنت ہے اور پڑھنا در میان میں دس خطبہ کے یہی سنت ہے مگر نزدیک شافعی کے واجب ہے اور طہارت خطبہ میں شرط نہیں ہے مگر بیع قول راجح کے شرط ہے اور اسلام کرنا خطبہ کا اور حاضرین کے بعد پڑھنے شہر کے نزدیک اچیفہ مالک کے مکروہ ہے اور نزدیک امام احمد و شافعی کے مکروہ نہیں کرے اور تہجد اور اگر ان حالات خطبہ میں نزدیک اچیفہ مالک کے مکروہ ہے اور نزدیک شافعی احمد کے جائز ہے اور امام جمعہ کا وہی جائے کہ جو خطبہ پڑھے بغیر اسکے روا نہیں ہے مگر ساتھ ہذر کے نزدیک اچیفہ و احمد کے روا ہے اور نزدیک مالک کے حدیث سے ہی روا نہیں اور ایک روایت احمد اور شافعی سے بھی یہی ہے اور صحیح مذہب شافعی سے مطلقا جائز ہے اور غسل روز جمعہ کے سنت ہے اور حلیفہ پڑھنا بیع نماز جمعہ کے اگر امام کا وضو ٹوٹ جاوے تو سب کے نزدیک روا ہے مگر بقول قدیم شافعی کے روا نہیں اور اگر کسی سے نماز جمعہ کی فوت ہو جاوے تو نماز ظہر کے ساتھ جماعت کے اور اگر سے نزدیک احمد اور شافعی کے اور جدا جدا پڑھنے نزدیک مالک اور اچیفہ کے اور اگر انما جمعہ کا بیچ ایک شہر کے سوائے ایک مسجد جامع کے نزدیک مالک اور شافعی کے روا نہیں اور نزدیک احمد و صاحبین کے اگر شہر پڑا ہے اور جمع ہونا ایک جگہ شہر شور ہو تو سنتے جگہ جدا جدا کرنا روا ہے اور ایک روایت شافعی سے بھی یہی ہے اور جنگو کہ عذر ہو جائے یا نہ گیری مریض کا یا در ہو کسی سے جائز ہے اسکے لیے ترک کرنا جمعہ کا اور ایسے ہی ساتھ عذر صینہ کے اور عذر کے تمک کرنا جائز ہے اور جب کہ نہیں واجب حاضر ہونا جمعہ میں جب حاضر ہوں اور نماز پڑھیں یا نہ امام کو جمع کی ساقط ہو جائے اور نہ فرس کرنا لیکن نہیں اور ہوتا ہے اسنے عذر جمعہ کا مگر صاحب عذر جب حاضر ہو پورا ہو جائے اس سے عذر نہ نکلتا ایک محقق کہتا ہے کہ اس میں زمین آباد ہے ساتھ اسکے کہ پاک کرینا لے نقول کے اور کھانا بولے عام معارف اور اس کے اور بخت وینو لے لکری بشریت سے

اور خطبہ سنائے تین اور سکوا کلام کیا نزدیک احمد اور شافعی کے جائز ہے اور جب نہ اس خطبہ اور نزدیک اچیفہ اور مالک کے اور کو بھی واجب ہے رہنا اور شہر والوں کو تلع شہر کے نماز جمعہ اور ان کی صحیح بنیں مگر اچیفہ کے نزدیک کہ قدر مسافت حد کا حد تک جائز ہے اور اگر انما جمعہ کا بلے اذان امام کے جائز ہے مگر نزدیک اچیفہ کے کہ بلے اذن سلطان ملے جبہ منعقد نہیں ہوتا اور جمعہ صحیح نہیں ہوتا کہ تیر وقت ظہر کے مگر امام احمد کے نزدیک کہ پہلے نزال سے ہی صحیح ہے اور جو کوئی امام کے ساتھ ایک رکعت یا دس جمعہ پایا اسنے ایک رکعت کیلئے پڑھ کر نماز جمعہ تمام کرنے اور اگر کو ایک رکعت سے یا دس ظہر پڑھ کر نزدیک اچیفہ کے اگر سجدہ ہو چکا ہو یا دس یا دس تو جمعہ کو تمام کرے اور نماز سے پہلے پڑھنا دس خطبہ کا شرط منعقد ہے جمعہ کے سب چاروں اماموں کے نزدیک کہ بدون اسکے جمعہ منعقد نہیں ہوتا اور خطبہ میں حمد خدا کی اور رد اخضر صلوات علیہ وسلم بھیجنا اور وصیت تقویٰ کی کرنی اور پڑھنا ایک آیت کا دعا رکھنا میں اور مومنات کو کیے کرنی نزدیک احمد اور شافعی کے شرط ہے بدون اسکے خطبہ معتبر نہیں اور نزدیک اچیفہ کے بقدر احمد کے کہ یہی کافی ہے اور اگر کہ آیات امام مالک سے بھی یہی ہے اور نزدیک ابی یوسف اور محمد کے واجب ایک روایت لکھا ہے کافی نہیں ہے جب تک ایک کلام کہ حکم عرف میں خطبہ کہیں نہ پڑھے اور اگر پڑھا تو خطبہ کا خطبہ میں مالک اور شافعی کے واجب ہے اور نزدیک احمد اور اچیفہ کے درست سنت ہے اور پڑھنا در میان میں دس خطبہ کے یہی سنت ہے مگر نزدیک شافعی کے واجب ہے اور طہارت خطبہ میں شرط نہیں ہے مگر بیع قول راجح کے شرط ہے اور اسلام کرنا خطبہ کا اور حاضرین کے بعد پڑھنے شہر کے نزدیک اچیفہ مالک کے مکروہ ہے اور نزدیک امام احمد و شافعی کے مکروہ نہیں کرے اور تہجد اور اگر ان حالات خطبہ میں نزدیک اچیفہ مالک کے مکروہ ہے اور نزدیک شافعی احمد کے جائز ہے اور امام جمعہ کا وہی جائے کہ جو خطبہ پڑھے بغیر اسکے روا نہیں ہے مگر ساتھ ہذر کے نزدیک اچیفہ و احمد کے روا ہے اور نزدیک مالک کے حدیث سے ہی روا نہیں اور ایک روایت احمد اور شافعی سے بھی یہی ہے اور صحیح مذہب شافعی سے مطلقا جائز ہے اور غسل روز جمعہ کے سنت ہے اور حلیفہ پڑھنا بیع نماز جمعہ کے اگر امام کا وضو ٹوٹ جاوے تو سب کے نزدیک روا ہے مگر بقول قدیم شافعی کے روا نہیں اور اگر کسی سے نماز جمعہ کی فوت ہو جاوے تو نماز ظہر کے ساتھ جماعت کے اور اگر سے نزدیک احمد اور شافعی کے اور جدا جدا پڑھنے نزدیک مالک اور اچیفہ کے اور اگر انما جمعہ کا بیچ ایک شہر کے سوائے ایک مسجد جامع کے نزدیک مالک اور شافعی کے روا نہیں اور نزدیک احمد و صاحبین کے اگر شہر پڑا ہے اور جمع ہونا ایک جگہ شہر شور ہو تو سنتے جگہ جدا جدا کرنا روا ہے اور ایک روایت شافعی سے بھی یہی ہے اور جنگو کہ عذر ہو جائے یا نہ گیری مریض کا یا در ہو کسی سے جائز ہے اسکے لیے ترک کرنا جمعہ کا اور ایسے ہی ساتھ عذر صینہ کے اور عذر کے تمک کرنا جائز ہے اور جب کہ نہیں واجب حاضر ہونا جمعہ میں جب حاضر ہوں اور نماز پڑھیں یا نہ امام کو جمع کی ساقط ہو جائے اور نہ فرس کرنا لیکن نہیں اور ہوتا ہے اسنے عذر جمعہ کا مگر صاحب عذر جب حاضر ہو پورا ہو جائے اس سے عذر نہ نکلتا ایک محقق کہتا ہے کہ اس میں زمین آباد ہے ساتھ اسکے کہ پاک کرینا لے نقول کے اور کھانا بولے عام معارف اور اس کے اور بخت وینو لے لکری بشریت سے

[illegible]

اگر آواز کے ساتھ اور
 جو اس کی خاطر
 اگر پہنچے گا تو کہیں
 جو ناموس کے لیے
 پہلے آواز کے ساتھ اور
 سے ۱۱
 شہر کے آگے
 میں سب تمام انسان
 بخشنے والے ہیں
 کے ۱۱

سورة التغابن

[illegible]

سب جانوروں
کے انسان کی خلقت
اچھی بنی دامنہ

کو اور نہ نکلا و او کو اور نہ گھر و ان سے شاید تم تاہم ہو و پس رجوع کرو و لعل ای سی یا میں لعل یعنی جب کوئی
 شو من جائے کہ عورتہ دخول یعنی کو طلاق ہی اور وہ عورت حاملہ و آئندہ ہو تو چاہے کہ طلاق اس طہر میں نہ کر کہ
 جملہ کیا ہو کو طلاق سنی ہی ہے اور ظاہر میں خطاب پیغمبر خدا کو ہے اور او ادمت او کی ہی اور جو طلاق کہ طہر
 میں بعد جملہ کے یا حالت حیض میں دیوی یعنی او مکروہ ہے اگرچہ بڑھاتی ہے لیکن عورت پر دشواری ہوتی
 ہے لیسے کہ یہ سچا اول ایام طہر کے نہ شوہر والی اور نہ مستندہ رہتی ہے اور بعد حیض آئندہ کے مدت گنتی جاتی ہے اور
 منقول ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی جب عمر رضی اللہ عنہ
 نے حکم اور کا رسول علیہ السلام سے پوچھا فرمایا کہ اپنے بیٹے کو حکم کر کہ رجوع کرے اور جب حیض آئندہ آوے اور اگر
 سے پاک ہو چکا اس طہر میں بغیر اس کے کہ جملہ کو اسے اگر چاہے طلاق دیوی ہے وہ مدت کہ حق تعالیٰ نے اس
 آیت میں اس کا حکم کیا ہے اور بعضی علماء نے اس قصہ کو سبیل نرنے اس سورت کا گنا ہے لیکن طلاق غیر مجزئہ
 کی اور حاملہ و آئندہ کے بعد جملہ کے اور وغیرہ کو حالت حیض میں بھی نہیں ہے اور سنی ہی نہیں ہے اور تین
 طلاقیں ایک طہر میں بغیر جملہ کرنے کے نزدیک امام ابو حنیفہ اور مالک جہا کی وجہ ہے اور نزدیک امام احمد و شافعی
 کے جہت نہیں ہے اور مدت طلاق کی تین قرو میں اور مرد افحشہ سے زنا ہی کہو اس طہر قائم کرنے کے اور یہ باہر
 نکالیں اور قبول بعض کے فاحشہ سے ایذا دینا اس گہر والوں کا ہے یعنی جب زوجہ کی گہر والوں کو کلاوس گہر میں
 ہوں ایذا رساتہ دیکھا و کو دیوں اس وقت نکالنا ایذا کا سبب ہے اور حق او کا نفعہ سے ساقط اور سوا ان اس
 کو خداوند کو ہی نکالنا او کا اس مکان سے طلاق دی ہے تاہم ہونے ایام مدت تک روا نہیں ہے اور عورت
 سلفہ اگر تیس ضرورت کو باہر نکلی گنا گارہوگی اور ضرورت میں ماند خوٹ کرنے اس گہر کے نکالنا اس گہر کے
 جائز ہے اور اصلی کام ضروری کے اگر کوئی اور سزا کا حکم نہ خوا لاہو وہ عورت دن میں باہر نکلتے اور اس کو اس گہر
 میں رجوع تو گنا گارہو نہیں ہوتی اور یہ کہ اسے بعد طلاق کے کوئی کام ماند واقع ہونی خواہش رجوع کے بیچ دل
 مرد کے اور دوسری اس عورت کو اور اسی سبب سے کہ تفریق طلاق کو مکی سبب ہوئی ہے کہ بیچ دینے طلاق کے
 ایک دفعہ رجوع ممکن نہیں ہی بلکہ جس طرح طلاق کے معنی میں اوٹھا دینا قید کا کہ ثابت ہوتی ہے شرعا
 بسبب نکاح کے اور طلاق کے تین زمین ہیں ایک تو اس لئے کہ وہ پہلے طلاق ہو چکا ہو لیکہ اس طہر میں جملہ کیا
 ہوا وہ میں اور یوں نہیں چوڑے رکھی او کو بہا نک کہ گذر جاوے مدت او کی اور دوسری قسم میں ہے او کو سنی
 ہی کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ تین طلاقیں دین او کو تین طہروں میں کہ نہ جملہ واقع ہو او تین گہر وہ عورت
 دخول بہا لینے اس سے صحبت کی ہوا وغیرہ دخول بہا کے سے ایک ہی طلاق سنی ہے اگرچہ حیض میں ہو
 اور آئندہ و حضورہ اور حاملہ طلاق دینا دین سنت کے لیے نزدیک ہر مہینے کے ایک اور نزدیک امام محمد کے نہ طلاق
 دینا دوسرے حالت سنت کے لیے کہ ایک اور جائز ہے طلاق آئندہ و حضورہ اور حاملہ کی بعد جملہ کے ہی اور یہ ہے
 قسم جمع ہے وہ یہ ہے کہ طلاق دی ہوئی کو تین یا دو ساتھ ایک کلمے کے با ایک طہر میں کہ نہ رجوع ہوا وہ میں
 اگر ہو وہ دخول بہا یا اس طہر میں کہ جملہ کیا ہو اس سے او تین اور الیہی طلاق دینا دخول بہا کا حیض میں
 ہی ہے اور واجب ہے مراجعت اس کی صحیح روایت میں اگر ہو دخول بہا پس جب پاک ہو وہ ہر حال فسخ ہو یہ

عبارت ہے کہ عورت
 طہر میں نہ کر کہ
 جملہ کیا ہو کو طلاق
 سنی ہی ہے اور ظاہر
 میں خطاب پیغمبر
 خدا کو ہے اور او ادمت
 او کی ہی اور جو طلاق
 کہ طہر میں بعد جملہ
 کے یا حالت حیض میں
 دیوی یعنی او مکروہ
 ہے اگرچہ بڑھاتی ہے
 لیکن عورت پر
 دشواری ہوتی ہے
 لیسے کہ یہ سچا
 اول ایام طہر کے
 نہ شوہر والی اور
 نہ مستندہ رہتی
 ہے اور بعد حیض
 آئندہ کے مدت
 گنتی جاتی ہے
 اور منقول ہے
 کہ عبد اللہ بن
 عمر رضی اللہ
 عنہما نے اپنی
 بیوی کو حالت
 حیض میں طلاق
 دی تھی جب عمر
 رضی اللہ عنہ
 نے حکم اور کا
 رسول علیہ السلام
 سے پوچھا فرمایا
 کہ اپنے بیٹے کو
 حکم کر کہ رجوع
 کرے اور جب
 حیض آئندہ آوے
 اور اگر سے پاک
 ہو چکا اس طہر
 میں بغیر اس کے
 کہ جملہ کو اسے
 اگر چاہے طلاق
 دیوی ہے وہ مدت
 کہ حق تعالیٰ
 نے اس آیت میں
 اس کا حکم کیا
 ہے اور بعضی
 علماء نے اس
 قصہ کو سبیل
 نرنے اس سورت
 کا گنا ہے لیکن
 طلاق غیر
 مجزئہ کی اور
 حاملہ و آئندہ
 کے بعد جملہ کے
 اور وغیرہ کو
 حالت حیض میں
 بھی نہیں ہے
 اور سنی ہی
 نہیں ہے اور
 تین طلاقیں
 ایک طہر میں
 بغیر جملہ
 کرنے کے
 نزدیک امام
 ابو حنیفہ اور
 مالک جہا کی
 وجہ ہے اور
 نزدیک امام
 احمد و شافعی
 کے جہت نہیں
 ہے اور مدت
 طلاق کی تین
 قرو میں اور
 مرد افحشہ
 سے زنا ہی کہو
 اس طہر قائم
 کرنے کے اور
 یہ باہر نکالیں
 اور قبول بعض
 کے فاحشہ سے
 ایذا دینا اس
 گہر والوں کا
 ہے یعنی جب
 زوجہ کی گہر
 والوں کو کلاوس
 گہر میں ہوں
 ایذا رساتہ
 دیکھا و کو
 دیوں اس وقت
 نکالنا ایذا کا
 سبب ہے اور
 حق او کا
 نفعہ سے ساقط
 اور سوا ان اس
 کو خداوند کو
 ہی نکالنا او کا
 اس مکان سے
 طلاق دی ہے
 تاہم ہونے
 ایام مدت تک
 روا نہیں ہے
 اور عورت
 سلفہ اگر
 تیس ضرورت
 کو باہر نکلی
 گنا گارہوگی
 اور ضرورت
 میں ماند خوٹ
 کرنے اس گہر
 کے نکالنا اس
 گہر کے جائز
 ہے اور اصلی
 کام ضروری
 کے اگر کوئی
 اور سزا کا
 حکم نہ خوا
 لاہو وہ عورت
 دن میں باہر
 نکلتے اور اس
 کو اس گہر
 میں رجوع تو
 گنا گارہو
 نہیں ہوتی اور
 یہ کہ اسے
 بعد طلاق کے
 کوئی کام
 ماند واقع
 ہونی خواہش
 رجوع کے بیچ
 دل مرد کے
 اور دوسری
 اس عورت کو
 اور اسی سبب
 سے کہ تفریق
 طلاق کو مکی
 سبب ہوئی ہے
 کہ بیچ دینے
 طلاق کے ایک
 دفعہ رجوع
 ممکن نہیں
 ہی بلکہ جس
 طرح طلاق
 کے معنی میں
 اوٹھا دینا
 قید کا کہ
 ثابت ہوتی
 ہے شرعا بسبب
 نکاح کے اور
 طلاق کے تین
 زمین ہیں
 ایک تو اس
 لئے کہ وہ
 پہلے طلاق
 ہو چکا ہو
 لیکہ اس طہر
 میں جملہ کیا
 ہوا وہ میں
 اور یوں نہیں
 چوڑے رکھی
 او کو بہا
 نک کہ گذر
 جاوے مدت
 او کی اور
 دوسری قسم
 میں ہے او کو
 سنی ہی کہتے
 ہیں وہ یہ ہے
 کہ تین
 طلاقیں دین
 او کو تین
 طہروں میں
 کہ نہ جملہ
 واقع ہو او
 تین گہر وہ
 عورت دخول
 بہا لینے اس
 سے صحبت کی
 ہوا وغیرہ
 دخول بہا کے
 سے ایک ہی
 طلاق سنی
 ہے اگرچہ
 حیض میں ہو
 اور آئندہ
 و حضورہ اور
 حاملہ طلاق
 دینا دین سنت
 کے لیے نزدیک
 ہر مہینے کے
 ایک اور
 نزدیک امام
 محمد کے نہ
 طلاق دینا
 دوسرے حالت
 سنت کے لیے
 کہ ایک اور
 جائز ہے
 طلاق آئندہ
 و حضورہ اور
 حاملہ کی بعد
 جملہ کے ہی
 اور یہ ہے کہ
 طلاق دی ہوئی
 کو تین یا دو
 ساتھ ایک
 کلمے کے با
 ایک طہر میں
 کہ نہ رجوع
 ہوا وہ میں
 اگر ہو وہ
 دخول بہا یا
 اس طہر میں
 کہ جملہ کیا
 ہو اس سے او
 تین اور الیہی
 طلاق دینا
 دخول بہا کا
 حیض میں ہی
 ہے اور واجب
 ہے مراجعت
 اس کی صحیح
 روایت میں
 اگر ہو دخول
 بہا پس جب
 پاک ہو وہ
 ہر حال فسخ
 ہو یہ

شہوت کو دونوں میں بہتر و بڑھ کر معاشرت کے اور خیر دینے لائق کے اور حجت میں آنا بے اکل و کھنجر
 انہیں خلاق و لطیف بنی آدمی اتنی آواز تو نہیں بہت و بڑھ کر یا جدا ہو وادائے اور جو روایہی طرح کہ پولاد و حق اور جو ضرر
 بہت بھانے سے کہ جمع کرادوس سے بہر طلاق دودو بہر طویل کرنے مدد کو و اشہد و اوگوا کر دینے وقت حجتہ اور
 فرقت کے واسطے قطع نزع کے اسلئے کہ کبھی انکار کرتی ہے عورت بعد تمام ہونے عدت کے غامض کی حجت کا اور کبھی
 مرطابا سے ملک اون دونوں کا یہ دعویٰ کرتا ہے باقی جو رہتا ہے اون دونوں سے موت و حجت کا واسطے لینے
 میراث کو حاصل یہ کہ جب عدت مطلقہ جعہ کی قرب تمام ہونے کے پھر اگر گاہا ہو جو جمع کرادو ملوک سے کہ لڑان
 کرادو یا کو جو ہو وادو اور ہم ہونو وادو کو کچھ کہ حق اون کا ہو کہ نکرو اور حجت یا طلاق یا بگاؤ عدل لینے میں سے کرادو
 لینے سلمان اور یہ کہ لڑنا نام شافعی کے نزدیک واجب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک حجت بگاؤ اور گواہ عدل
 تمام و فاسق بنوں اور عدالت یہ ہے کہ پھر نیز تمام کہاں سے اور نہ اصرار جو صغائر پر اور غالب ہوں حسنات میں
 پر اور کبھی صغیرہ کو یا غیر صراحت کہ نہیں ضرر کرتا ہے عدالت میں اسلئے کہ نہیں معصوم ہوتا ہے کوئی آدمی سوائی ایذا
 علیہ السلام کے اور سبھی اور کو گواہی امی گواہوں وقت حاجت کے خالص اللہ کے لیے اور وہ یہ ہے کہ دار
 کرین گواہی واجب دفع ظلم کو لڑنا کسی غرض کے لئے کو گواہ کی ضرر جو اللہ کے لڑائی کسی غرض کے لیے نہ مدد بری ہو
 ہے سبیل سکے و بال گواہی کے چھپانے کے لیکن ثواب نہیں پاتا اور اسلئے کہ ثواب مملوک کا موقوف ہوتا
 جو نیت پر یا حاصل یہ کہ شہادت امانت ہے میں ضرر پر اور اگر امانت کا جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ان الله
 یامرکم ان تؤدوا الامانۃ الی اھلھا پس اگر چھپا گواہی کو یا شہد خانت کی اور خیانت کہاں میں سے
 جو ولایت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا و من ینکھھا فائدۃ افر قلبہ اوس شخص کو کہ لیان رکھتا ہوا لہ
 اسلئے کہ نفع دہی اور ہمارا ہے اور مقصود نصیحت کرنا اور ڈرانا اور سکا ہے اور بیان جو ذکر کو عظیم الخ فرمایا اور نہ فرما
 تو لکم تو عطفون چھپا کہ سورہ مجادلہ میں ہے تو بہر واسطے غیبت دلائل مومنوں کے لئے غیرت پر اسلئے کہ جسکو
 غیرت نہیں ہے اور سکا دین پر انہیں اور مقصد انبان بالہ کا یہ ہے کہ رعایت کرے حقوق جو حیثیت اور توبہ
 کا اور مقصد اول آخرہ پر ایمان لایا کہ یہ ہے کہ ڈرے حساب و عدا ہے اور امید وار ہے فضل تو ایک ہیں ایمان کہنے
 والا خدا و دن آخرت پر پیدا کرتا ہے خالق او خلق سے پس نہیں چھوڑتا ہے عمل کرنا اور چیز کہ نصیحت کیا جاتا ہے
 ساتھ اس کے اور ولایت کیا آیت ہے ہر کہ انسان کے لیے دودن میں اول دن تو دن دینا کا ہے اور دوسرا
 دن روز آخرت ہے ہاں کہ دن فانی ہے اور ہاں کہ باقی پس حافل کو چٹے کہ سعی کرے فانی دن میں اوس دن
 لیے کہ باقی ہے اور جو کوئی ڈرے خلتے بہر طلاق یعنی دینے میں پس طلاق دے بطریق نہ کے اور نہ پھر بچاؤ
 عدہ والی عورت کو اور نہ لگائے اور سکھانے کے مکان میں سے اور احتیاط کرے گواہ کرنے وغیرہ اور میں اور لفظ فاع
 مصدقہ یہی ہے لینے خروج اور خلاصی اگرنا ہے اولن چیزوں سے کہ بیو لڑن کی جانب سے واقع ہوتی ہیں
 قسم نکاح عموماً و واقع ہونے نکاح میں اور دور کجائی میں اوس سے مخدیان اور بھونوں کہاں کہ مضمون
 آیت عام ہے لینے جو کوئی ڈرے اللہ سے نام کر نیکی چیزوں میں اور جو نیکی چیز زمین مید کرنا ہے اللہ و سکھانے لکھنا
 ہر نیکی و خوشی سے اور خلاصی دنیا اور آخرت کے عموماً سے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مقتول ہے کہ آنہ پر نبی

۱۔ یعنی بیاہ
 ۲۔ انکا جافعی لکھا ہوا
 ۳۔ بہت بھانے سے کہ جمع کرادوس سے بہر طلاق دودو بہر طویل کرنے مدد کو و اشہد و اوگوا کر دینے وقت حجتہ اور
 ۴۔ مرطابا سے ملک اون دونوں کا یہ دعویٰ کرتا ہے باقی جو رہتا ہے اون دونوں سے موت و حجت کا واسطے لینے
 ۵۔ میراث کو حاصل یہ کہ جب عدت مطلقہ جعہ کی قرب تمام ہونے کے پھر اگر گاہا ہو جو جمع کرادو ملوک سے کہ لڑان
 ۶۔ کرادو یا کو جو ہو وادو اور ہم ہونو وادو کو کچھ کہ حق اون کا ہو کہ نکرو اور حجت یا طلاق یا بگاؤ عدل لینے میں سے کرادو
 ۷۔ لینے سلمان اور یہ کہ لڑنا نام شافعی کے نزدیک واجب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک حجت بگاؤ اور گواہ عدل
 ۸۔ تمام و فاسق بنوں اور عدالت یہ ہے کہ پھر نیز تمام کہاں سے اور نہ اصرار جو صغائر پر اور غالب ہوں حسنات میں
 ۹۔ پر اور کبھی صغیرہ کو یا غیر صراحت کہ نہیں ضرر کرتا ہے عدالت میں اسلئے کہ نہیں معصوم ہوتا ہے کوئی آدمی سوائی ایذا
 ۱۰۔ علیہ السلام کے اور سبھی اور کو گواہی امی گواہوں وقت حاجت کے خالص اللہ کے لیے اور وہ یہ ہے کہ دار
 ۱۱۔ کرین گواہی واجب دفع ظلم کو لڑنا کسی غرض کے لئے کو گواہ کی ضرر جو اللہ کے لڑائی کسی غرض کے لیے نہ مدد بری ہو
 ۱۲۔ ہے سبیل سکے و بال گواہی کے چھپانے کے لیکن ثواب نہیں پاتا اور اسلئے کہ ثواب مملوک کا موقوف ہوتا
 ۱۳۔ جو نیت پر یا حاصل یہ کہ شہادت امانت ہے میں ضرر پر اور اگر امانت کا جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ان الله
 ۱۴۔ یامرکم ان تؤدوا الامانۃ الی اھلھا پس اگر چھپا گواہی کو یا شہد خانت کی اور خیانت کہاں میں سے
 ۱۵۔ جو ولایت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا و من ینکھھا فائدۃ افر قلبہ اوس شخص کو کہ لیان رکھتا ہوا لہ
 ۱۶۔ اسلئے کہ نفع دہی اور ہمارا ہے اور مقصود نصیحت کرنا اور ڈرانا اور سکا ہے اور بیان جو ذکر کو عظیم الخ فرمایا اور نہ فرما
 ۱۷۔ تو لکم تو عطفون چھپا کہ سورہ مجادلہ میں ہے تو بہر واسطے غیبت دلائل مومنوں کے لئے غیرت پر اسلئے کہ جسکو
 ۱۸۔ غیرت نہیں ہے اور سکا دین پر انہیں اور مقصد انبان بالہ کا یہ ہے کہ رعایت کرے حقوق جو حیثیت اور توبہ
 ۱۹۔ کا اور مقصد اول آخرہ پر ایمان لایا کہ یہ ہے کہ ڈرے حساب و عدا ہے اور امید وار ہے فضل تو ایک ہیں ایمان کہنے
 ۲۰۔ والا خدا و دن آخرت پر پیدا کرتا ہے خالق او خلق سے پس نہیں چھوڑتا ہے عمل کرنا اور چیز کہ نصیحت کیا جاتا ہے
 ۲۱۔ ساتھ اس کے اور ولایت کیا آیت ہے ہر کہ انسان کے لیے دودن میں اول دن تو دن دینا کا ہے اور دوسرا
 ۲۲۔ دن روز آخرت ہے ہاں کہ دن فانی ہے اور ہاں کہ باقی پس حافل کو چٹے کہ سعی کرے فانی دن میں اوس دن
 ۲۳۔ لیے کہ باقی ہے اور جو کوئی ڈرے خلتے بہر طلاق یعنی دینے میں پس طلاق دے بطریق نہ کے اور نہ پھر بچاؤ
 ۲۴۔ عدہ والی عورت کو اور نہ لگائے اور سکھانے کے مکان میں سے اور احتیاط کرے گواہ کرنے وغیرہ اور میں اور لفظ فاع
 ۲۵۔ مصدقہ یہی ہے لینے خروج اور خلاصی اگرنا ہے اولن چیزوں سے کہ بیو لڑن کی جانب سے واقع ہوتی ہیں
 ۲۶۔ قسم نکاح عموماً و واقع ہونے نکاح میں اور دور کجائی میں اوس سے مخدیان اور بھونوں کہاں کہ مضمون
 ۲۷۔ آیت عام ہے لینے جو کوئی ڈرے اللہ سے نام کر نیکی چیزوں میں اور جو نیکی چیز زمین مید کرنا ہے اللہ و سکھانے لکھنا
 ۲۸۔ ہر نیکی و خوشی سے اور خلاصی دنیا اور آخرت کے عموماً سے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مقتول ہے کہ آنہ پر نبی

کی ہے اللہ نے تجھ کو دہائی گئے قلم اور خشک گئے کلمے صلی علیہ و آلہ وسلم کی ایک مغربین حضرت کی کہ رخت کو نیچے
 دو پر کو آرام کر لے تھے اور تو رخت میں نکلا دینی اور صحابہ ہی کچھ سو رہے کہ ناگہان اپنے پکا اصحابہ
 کو یہ جو گئے تو دیکھا کہ حضرت کی پاس ایک اعرابی تھا اپنے فرمایا کہ پہنچی اسنی مجھے تلوار میری اس حال میں کہ
 میں سوتا تھا پس جاگا میں اس حال میں کہ تلوار اسکی ہاتھ میں پہنچی ہوئی تھی کہا کون بکا دیکھا مجھے
 پس کہا میں نے اللہ کا دیکھا نکلا میں بار فرمایا یہ اور زینبہ کی اسکو اس حال میں کہ وہ بیٹھا تھا اور روایت
 طویل میں آیا کہ کڑی تلوار اسکو ہاتھ سے جب حضرت نے فرمایا کہ اللہ کا دیکھا اور وہ اللہ کا دیکھا دل میں
 آدم کا بیچ بڑا ایک ایک شلخ جو میں نے جو بھی لگا با دل اپنے کو سر پر رکھے غروغین ہنیں یہاں کہ تاجر اللہ کے لئے
 میں ہلاک کیا اسکو اور جو کوئی توکل کرے اللہ پر کفایت کرتا ہو اسکو سب غاوں کہ لگا کر کہا حضرت نے
 کہ فرمایا تمہارا عرب غز جل ہے اگر تحقیق بندہ میرے اطاعت کرین میری نوالہبتہ برساؤن میں اور میری منہ
 را کماؤ اور کانون میں اور میرا آفتاب دیکھا اور سناؤ وغین اور کماؤ اور اگر جن کی لینے ناکہ نہ زمین لگا اور کہا اب وہ
 نے لایا ایک شخص اپنے گہ اور وغین میں جب دیکھی جو کچھ کہتی اور نکلا طرف جنگل کے لینے کہا
 کہ پس جب دیکھا بی بی اسکی نے لینے نکلا خداوند کا او بھئی طرف چلی کے پس مبارک کیا اسکو اور کئی طرف
 متور کے پس جب لگا اسکو پہر کہا یا اللہ رزق دیں کوئیں دیکھا اوئی کہ ناگہان گرد چلی کا تحقیق پہر کہا
 تھا کہا اب وہ رہے اور گئی وہ بی بی طرف متور کو پس پایا اسکو پہر اور اوڑھو کہ کہا اب وہ رہے پس پہر کہ
 آیا خداوند کہا نیچے تم کچھ میرے کسی چیز کو کہا بی بی اسکی نے ان رب اپنے سے اور کہا ہوا خواہ و نظر چلی
 کلف پس مکرور پہر اور وہ بی بی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا اپنے لگا ہوا تحقیق دعا کرنا وہ بیٹا چلی
 کو بیش چلتی تھی قیامت تک اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کا تحقیق رزق البتہ طلب کرنا ہے
 بنا کو جسک طلب کرتی ہے اسکو حاصل او ملکی مشکوۃ کا مسئلہ توکل عجب چیز ہے حکومتیہ جو دو ہوتا
 میں ہزاروں کا بار ہے کار خود را بخدا باز گذار و کت نمی خیز این بہر کار و العنی لیکن من الحیض
 میں کسا مکہ ان از بندہ بعد مھن ثلثۃ اشھر والی اللہ یحضن طوا و کات لکھا حال اسکا کہ ان
 یضعف جملھن طو ومن یقی اللہ یحیل لہ من امرہ کما وہ اور جو کہ لایا سیدہ بن حصین سے بخدا تورو
 تمہارا ہی لینے مطلقا سے اور کہ میں پڑی ہو تم پس عدت الکی تین مہینے ہوا جو کہ میں حصین کو منین پہنچی
 میں اوکی ہی عدت تین مہینے میں داخل والیاں عدت اوکی یہی کہ منین چہ اور جو کوئی ڈرے خدا سے
 پیدا کرے اسکی لے کام اور کیجن آسانی کو **فحکمہ** اور جو عورتین نامیدہ بن حصین سے تمہاری عورتوں
 میں اگر کو شہرہ دیکھا تو اوکی عدت ہی تین مہینے اور سیدہ بن حصین منین آیا اور خبریٹ میں کچھ ہوا کی
 عدت یہ کہ جن میں سپٹ کا کچھ اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے کر دی اسکو اسلے کام میں آسانی کو **فمصلح**
 اور وہ عورتین جو نامیدہ بن حصین سے بسبب مرض کے یا بڑا پیسے حصین اور کما موقوف ہو یا نہانک میر
 پڑے ہو یا بول گئے یا مہض کے جب ایسی عورتہ کو طلاق ہو تو اوکی عدت تین مہینے اور ان عورتوں کی
 عدت جنگل میں جہی آیا منین بسبب عورتوں کے تین مہینے اور سپٹ والیوں عورتوں کی عدت اور کما جتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اس کو دیکھا کہ وہ بیٹھا تھا اور روایت طویل میں آیا کہ کڑی تلوار اسکو ہاتھ سے جب حضرت نے فرمایا کہ اللہ کا دیکھا اور وہ اللہ کا دیکھا دل میں آدم کا بیچ بڑا ایک ایک شلخ جو میں نے جو بھی لگا با دل اپنے کو سر پر رکھے غروغین ہنیں یہاں کہ تاجر اللہ کے لئے میں ہلاک کیا اسکو اور جو کوئی توکل کرے اللہ پر کفایت کرتا ہو اسکو سب غاوں کہ لگا کر کہا حضرت نے کہ فرمایا تمہارا عرب غز جل ہے اگر تحقیق بندہ میرے اطاعت کرین میری نوالہبتہ برساؤن میں اور میری منہ را کماؤ اور کانون میں اور میرا آفتاب دیکھا اور سناؤ وغین اور کماؤ اور اگر جن کی لینے ناکہ نہ زمین لگا اور کہا اب وہ نے لایا ایک شخص اپنے گہ اور وغین میں جب دیکھی جو کچھ کہتی اور نکلا طرف جنگل کے لینے کہا کہ پس جب دیکھا بی بی اسکی نے لینے نکلا خداوند کا او بھئی طرف چلی کے پس مبارک کیا اسکو اور کئی طرف متور کے پس جب لگا اسکو پہر کہا یا اللہ رزق دیں کوئیں دیکھا اوئی کہ ناگہان گرد چلی کا تحقیق پہر کہا تھا کہا اب وہ رہے اور گئی وہ بی بی طرف متور کو پس پایا اسکو پہر اور اوڑھو کہ کہا اب وہ رہے پس پہر کہ آیا خداوند کہا نیچے تم کچھ میرے کسی چیز کو کہا بی بی اسکی نے ان رب اپنے سے اور کہا ہوا خواہ و نظر چلی کلف پس مکرور پہر اور وہ بی بی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا اپنے لگا ہوا تحقیق دعا کرنا وہ بیٹا چلی کو بیش چلتی تھی قیامت تک اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کا تحقیق رزق البتہ طلب کرنا ہے بنا کو جسک طلب کرتی ہے اسکو حاصل او ملکی مشکوۃ کا مسئلہ توکل عجب چیز ہے حکومتیہ جو دو ہوتا میں ہزاروں کا بار ہے کار خود را بخدا باز گذار و کت نمی خیز این بہر کار و العنی لیکن من الحیض میں کسا مکہ ان از بندہ بعد مھن ثلثۃ اشھر والی اللہ یحضن طوا و کات لکھا حال اسکا کہ ان یضعف جملھن طو ومن یقی اللہ یحیل لہ من امرہ کما وہ اور جو کہ لایا سیدہ بن حصین سے بخدا تورو تمہارا ہی لینے مطلقا سے اور کہ میں پڑی ہو تم پس عدت الکی تین مہینے ہوا جو کہ میں حصین کو منین پہنچی میں اوکی ہی عدت تین مہینے میں داخل والیاں عدت اوکی یہی کہ منین چہ اور جو کوئی ڈرے خدا سے پیدا کرے اسکی لے کام اور کیجن آسانی کو **فحکمہ** اور جو عورتین نامیدہ بن حصین سے تمہاری عورتوں میں اگر کو شہرہ دیکھا تو اوکی عدت ہی تین مہینے اور سیدہ بن حصین منین آیا اور خبریٹ میں کچھ ہوا کی عدت یہ کہ جن میں سپٹ کا کچھ اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے کر دی اسکو اسلے کام میں آسانی کو **فمصلح** اور وہ عورتین جو نامیدہ بن حصین سے بسبب مرض کے یا بڑا پیسے حصین اور کما موقوف ہو یا نہانک میر پڑے ہو یا بول گئے یا مہض کے جب ایسی عورتہ کو طلاق ہو تو اوکی عدت تین مہینے اور ان عورتوں کی عدت جنگل میں جہی آیا منین بسبب عورتوں کے تین مہینے اور سپٹ والیوں عورتوں کی عدت اور کما جتا ہے

بانی کی طلاق
یعنی تو کی طلاق
ہو اور اس کی
بی بی میں اس طلاق
میں خاتمہ ملے
نکاح کی ایک بی بی

نہیں جائز اس عورت کو نکاح کرنا ساتھ غیر کے کہ بعد کہرنے مدت کو اور طے کرے نکاح فاسدین نہیں ہوگا حصص میں اگر طے کرے اس سے پیچھے جدا کر دینے فاسی کے جدا لیا جاوے گا یعنی در کیں سے جو نہیں کیا جاوے گا اور یہ نکاح فاسد کے جدا ہوگی عورت مداخلہ ساتھ قول کے جس کی کہے کر نکاح ایک طلاق سبیلک اس کے انکار کرے خاندان نکاح کا اور کہے بیوی کو جاوے گی فاسد کا متار کہ اور نکاح فاسد یہی ہے کہ نکاح کرے بغیر کو اس کے اور نکاح اس کا کہ عدت میں ہی کیسی ساتھ غیر خاندان پہلے کے اور نکاح ایک بہن کا بیعت مدت بہن دوسری کے کہ عدت طلاق بائیں کی ہو اور نکاح یا بیعت عورت کا بیعت مدت چوتھی کے اور نکاح کرنا نوڈی سے بیوی پر اور مثل ان کے اور حکم نکاح فاسد کا اور کہ کر چکا ہے **فصل** ترجمہ کترین جو مسائل طلاق کے بطریق مختصراً کے مذکور میں لکھے جاتے ہیں اگرچہ بعض اوس سے اوپر لکھے گئے ہیں مسئلہ طلاق دینے کے تین طرح ہیں ایک اچھی طرح جبکہ طلاق کسی کہتے ہیں دوسری بہت اچھی طرح جبکہ حسن کہتے ہیں تیسری طرح عبت کر جبکہ بھی کہتے ہیں سو اکثرین طلاق تین طرح کے عرصہ تین دین اور اس درمیان میں اس سے صحبت نکی یہ طلاق دینے کی اچھی طرح ہے موافق سنت کے اور اگر ایک ہی طلاق دی طہر کی حالت میں کہ اس طہر میں اس سے صحبت نکی ہو یہ اس عورت کو چوڑا لکھو اس کی عدت کہ رکنی یہ طرح بہت اچھی ہے اور اگر ایک طہر تین بار طلاق دی یا یوں کہے کہ تجکو تین طلاقیں میں تو یہ طرح بہت ہے مسئلہ اگر زندہ اپنی غیر مداخلہ جو رہی کہ یا تجکو تین طلاقیں سنت میں تو اس عورت کو اس وقت ایک طلاق ہوگی اگرچہ وہ حیض میں تھی مسئلہ اگر اس عورت کو کہ جسکو حیض نہیں ہوتا ہے خواہ کمری کے سبب خواہ زیادہ عمر کے سبب تو اوپر تین طلاقیں سنت کے موافق تین بہنوں میں ٹرنکی اور ایسی عورت کو بعد صحبت کو ہی طلاق دینی درست ہے مسئلہ مداخلہ جو رہی کہ حیض کی حالت میں طلاق دینی بہت ہے یہ اگر حیض میں طلاق دے تو واجب ہے کہ اس طلاق سے رجوع کرے اور دوسرا عینہ کے طہر میں اسکو سنت کے موافق طلاق دے مسئلہ حاملہ عورت کو صحبت کر کے بعد طلاق دینا جائز ہے اور تین بہنیں تک ہر بہن میں ایک طلاق دینا اسکو سنت ہی مسئلہ اگر خاندان نے اپنی مداخلہ جو رہی کہ یا تجکو تین طلاقیں میں موافق سنت کے تو اس عورت پر طہر میں ایک طلاق ٹرنکی اور اس کہتے ہیں اگر خاندان کی بہنیت تھی کہ تینوں طلاقیں اس وقت پڑ جاویں یا یہ کہ ہر بہن میں ایک طلاق ایک طلاق پڑے تو وسط پر ٹرنکی **باب الطلاق الصریح** یعنی وہ طلاق جو صریح ہو اسکا یا مسئلہ اگر خاندان نے جو رہی کہ یا تجکو طلاق ہے یا کہ کہ تو مطلقہ ہی یا کہ کہ میں تجکو طلاق دی ان صورتوں میں ایک طلاق چھی ہوگی اگرچہ خاندان نے نیت ایک طلاق کی کی ہو یا ایک سے زیادہ کی ہو یا بائیں کی کی ہو یا کچھ نہ کی ہو اور اگر یوں کہ کہ طلاق ہے اور اس کہنے سے کچھ نیت تھی یا ایک طلاق یا دو طلاقیں کی نیت تھی تو ایک طلاق چھی اوپر ہوئی اور اگر تین طلاقیں کی نیت تھی تو تین ہی طلاقیں ہو گئی مسئلہ اگر یوں کہ کہ کہ تجکو طلاق ہی یا تیرے سبب بدن پر طلاق ہے یا تیری گردن پر یا تیرے کلی پر یا تیری روح پر یا تیرے بدن پر یا تیری سید پر یا تیری شرمگاہ پر یا تیرے منہ پر یا تیری نہانی پر طلاق ہے تو ایک طلاق چھی اور اگر یوں کہ کہ تیری ہاتھ پر یا تیرے پاؤں پر یا تیری کون پر طلاق ہی تو طلاق نہیں ہو گئی مسئلہ اگر یوں کہ کہ کہ تجکو طلاق

ہوئی ہی کہی طلاق یا تہائی طلاق تو ایک طلاق ہوئی اگر کہا کہ تجھ کو طلاق ہی تین نصف دو طلاق کی تو تین
 طلاقیں پڑ گئیں مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے ایک سے دو تک یا کہا کہ ایک سے دو کو درمیان تک تو ایک طلاق
 پڑی اور اگر یوں کہا ایک سی تین تک تو طلاقیں پڑیں اور اگر یوں کہا کہ تجھ کو ایک طلاق ہی دو میں اور ایک
 کو دو بار کتنا ارادہ کیا یا کیا ایک طلاق پڑ گئی اور اگر بیہ نیت کی تھی ایک اور دو تین طلاقیں پڑ گئیں اور اگر
 یوں کہا کہ تجھ کو دو طلاق میں دو میں اگرچہ نیت تھی کہ دو دونی چار تو یہی دو طلاقیں پڑ گئی مسئلہ اگر یوں
 کہا کہ تجھ کو طلاق ہے یہاں سے کشتیر تک تو ایک طلاق رجعی پڑ گئی مسئلہ اگر کہا کہ تجھ کو طلاق ہے مکہ میں یا
 حج کے مکہ تو اسی وقت اوپر طلاق پڑی اور اگر کہا کہ تجھ کو طلاق ہے جب تو مکہ میں داخل ہو تو جب وہ مکہ میں
 داخل ہوگی تب طلاق پڑ گئی فصل مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے کل یا کہا کل میں تو کل کی
 صبح کو اوپر طلاق واقع ہو جاوے گی اور اس کہنے میں کہ تجھ کو طلاق ہے کل میں عصر کا وقت پسند دے دے اور اگر
 تو اندھ کل کی عصر کو طلاق پڑ گئی مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہی آج کل یا کہا کل آج تو جو لفظ پہلے
 اوسکا اعتباری مسئلہ اگر زینہ المیور سے کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اس سے پہلے کہ میں تجھ کو اپنی جو رو بناؤں
 یا یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہی چھپلی کل کو پہر اس عورت سی آج نکاح کیا تو یہ کہنا زیادہ ناخوشہ اگر یوں کہا
 کہ تجھ کو طلاق ہی چھپلی کل کو اور نکاح پہلے سے تھا تو اسی وقت طلاق ہو گئی مسئلہ اگر کہا کہ تجھ کو طلاق ہے
 جب تک میں تجھ کو طلاق نہ دوں یا یوں کہا کہ جو وقت تک میں تجھ کو طلاق نہ دوں پہر اس کہنے کے بعد تو یہی
 دیر وہ خاندن چاہے یا تو طلاق ہو گئی مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہی اگر میں تجھ کو طلاق نہ دوں تو جب
 ہو رو یا خاندن چاہے تو طلاق ہو گئی اور زندگی بہر نہیں ہوتی مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجھ کو جب میں طلاق نہ دوں
 تجھ کو طلاق ہی پہر بعد اس کہنے کے طلاق ہی تو اس چھپلی طلاق کہنے سے طلاق ہوئی مسئلہ اگر یوں کہا
 کہ تجھ کو طلاق ہی جس دن میں تجھ کو اپنی جو روں کروں پہر اسی رات کو نکاح کیا تو طلاق ہو گئی اور اگر یوں کہا کہ
 جس روز میں تجھ کو نکاح کروں تجھ کو اپنے لیے طلاق کا اختیار ہے پہر رات کو اسی نکاح کیا تو اس عورت کو اپنے
 طلاق کا اختیار نہیں ہوگا مسئلہ اگر یوں کہا کہ میں تجھ کو الگ ہوں یا کہا کہ میں تجھ کو چرام ہوں تو ایک طلاق
 بائن ہو جاوے گی مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجھ کو اپنی طلاقیں ہیں اور میں انکے پیچ اشارہ کیا تو تین طلاقیں
 ہوئیں مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجھ کو بائن طلاق یا تہہ طلاق ہی یا کہا کہ تجھ کو بہت فاحش طلاق ہی یا کہا کہ تجھ
 شیطان کی طلاق ہی یا کہا بہت کی طلاق ہی یا کہا تجھ کو بہاڑ سے طلاق ہے یا کہا اشد طلاق ہی یا کہا ہاڑ
 سے طلاق ہے یا کہا کہ پہر طلاق ہی یا کہا کہ تجھ کو ایک طلاق شدید ہی یا کہا کہ اپنی طلاق ہی یا جو ہی طلاق ہے
 تو ایک طلاق بائن پڑ گئی اور اگر تین طلاقیں نیت کی تھی تو تین ہی پڑیں کی فصل صحبت کر رہے
 ہیں جو طلاق دی اور کسی چیز مسئلہ منو مسئلہ اگر غیر مرد خولہ جو دی یوں کہا کہ تجھ کو تین طلاقیں ہیں تو تین
 طلاقیں اوپر پڑ گئیں اور اگر تین طلاقیں تین بار کہیں تو ایک طلاق بائن اوپر پڑی مسئلہ اگر جو
 سے کہا کہ غیر طلاق ہی اور گنتی طلاق کی ایک یا دو نہیں کہنے یا تہا کہ وہ جو مرد گئی تو اوپر طلاق ہوئی
 مسئلہ اگر غیر مرد خولہ جو دی کہا کہ تجھ کو طلاق ہی ایک اور ایک یا یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہی ایک ایک سے پہلے

ایک طلاق کا تو ایک طلاق بانٹہ ہو گئی مسئلہ اگر یوں کہا تیرا اختیار تیری ہاتھ میں ہے ایک طلاق بابت یا یوں
کہا کہ ایک طلاق اختیار کر لے سو عزت اپنی جان کا اختیار لیا تو حبی طلاق ہو گئی اوپر مسئلہ اگر تین طلاق
کی نیت ہو یوں کہا تیرا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے ہر عورت فی کہا کہ میں نے اپنی نفس پر اختیار کیا ایک بار کی یعنی
سب کو ایک بار کی تو تینوں طلاق ہو گئیں اور اگر عورت فی یوں کہا کہ طلاق فی میں نے اپنے آپ کو ایک یا کہا کہ
اختیار کیا میں نے اپنی جان پر ایک طلاق کو تو ایک طلاق بانٹہ ہوئی مسئلہ اگر خاوند نے یوں کہا کہ تیرا اختیار
تیری ہاتھ میں ہے کج اور بیرون تو ات اس اختیار میں نہیں ہے ہر اگر عورت فی تو مسئلہ کا اختیار پس دیا تو
اوسند کا اختیار اوسکو باقی رہا اور اگر خاوند نے آج اور کل کا اختیار دیا تھا تو ات ہی اس اختیار میں سنا
ہی اور اگر عورت اوسند کا اختیار پس دے تو کل کا ہی اختیار اوسکو نہ رہی مسئلہ جب عورت کو طلاق کا اختیار ملا
پھر وہ میں پردن بہر بی بی سی اور او میں نہیں یا کہ جسے سے بی بی سی کیسے کیسے لگا لیا یا کہ یہ جوڑ کر بی بی سی
یا اسی باب کو صلاح شورہ کر کے ملا یا یا گواہ شاہدی کے لیے ملائی یا عورت سواری پر سوار چلی جاتی تھی اختیار
ملنے کے بعد سواری کو کہہ کر لیا تو اوسکو اختیار ہی باقی ہے اور اگر سواری کہہ رہی تھی سوا اختیار یا کہ بعد وہ کہ
چلائی تو اختیار جا رہا مسئلہ اختیار کے مقدمین کہہ کا اور نالو کا حکم ایک ہی ہی مسئلہ اگر خاوند نے
کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دیے اور کچھ نیت ملی یا ایک طلاق کی نیت کی تھی ہر اوسنے اپنے آپ کو طلاق دی تو ایک
طلاق جی ٹپ گئی اور اگر خاوند کی نیت میں تین طلاقیں تھیں اور عورت فی تین طلاقیں دی لیکن تو
تینوں ٹپ جاوین کی مسئلہ اگر یوں کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دے عورت فی بانٹہ طلاق کہی تو ایک طلاق
رجعی ٹپ گئی اور اگر عورت نے یوں کہ میں نے اختیار لیا تو طلاق نہ ہوئی مسئلہ اگر کہا کہ اپنے آپ کو طلاق دے
پھر خاوند کو اس نے سے پھر جانیکا اختیار نہیں اور اسی مجلس تک اوس عورت کو پس مجلس کے بعد ہی اختیار رہ گیا
نہ یوں کہا تھا کہ تو نے اپنی ایک طلاق دے جب جا ہی تو البتہ اوس عورت کو اوس مجلس کے بعد ہی اختیار رہ گیا
مسئلہ اگر نیت نہ عروسی کہا کہ میری جو کو طلاق دے تو عروسی مجلس میں یا بعد اوس مجلس کے زید کی جو رو
کو طلاق دے سکتا ہے اور اگر یوں کہا کہ اگر تو چاہے تو میری جو کو طلاق دے تو عروسی مجلس میں طلاق دے سکتا ہے
اور بعد اوسکی نہیں مسئلہ اگر عروسی کہا کہ تو اپنے آپ کو تین طلاق دے سوا سوا ایک طلاق دی تو ایک
ہی طلاق اوپر ٹپ گئی اور اگر خاوند نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا اور جو رو فی ایک تین طلاقیں دی لیکن تو
کوئی طلاق نہ ٹپ گئی اور اگر جو رو ہی کہا کہ طلاق دے اپنے آپ کو تین اگر جا ہی سوا سوا ایک طلاق دی لیکن تو
کا اس طرح سے اختیار دیا تھا اور اسی تین طلاقیں دی لیکن تو طلاق نہ ٹپ گئی مسئلہ اگر خاوند نے جو کو اپنے
طلاق کا اختیار دیا سوا سوا اپنے آپ کو حبی طلاق دی لیکن تو بانٹہ طلاق ٹپ گئی اور اگر حبی طلاق کا اختیار دیا اور
بانٹہ دی لیکن تو حبی ہی طلاق ٹپ گئی مسئلہ اگر جو رو ہی کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے پھر جو رو ہی کہا کہ میں نے
چاہا کہ تو چاہی تو خاوند نے کہا کہ میں نے چاہا اور اس کہنے سے نیت اوس خاوند کی طلاق کی تھی تو طلاق نہ ہو
اور طلاق کا اختیار باطل ہوا مسئلہ اگر کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہی اور جو رو ہی کہا کہ میں نے چاہا اگر خاوند
خیر اس طرح جو رو بتیکہ وہ معدوم ہی تو اختیار باطل ہوا اور اگر ہو گئی وہ خیر تو عورت پر ایک طلاق ہو گئی

مسئلہ اگر کہا تجکو طلاق ہی جب تو چاہی اور جو روئی اس بات کو اد کیا تو وہ نہ ہو جائیگا اور وہی مجلس تک یہ اختیار
 عورت کو نہ ہو گی بلکہ ہمیشہ کو ہو گا اور ایک ہی طلاق دینی کا اختیار ہو گا مسئلہ اگر جو روئی کہا تجکو طلاق ہے
 ہے بار تو چاہے تو وہ جو رو اپنے آپ کو تین طلاق الٹ الٹ دے سکتے ہے ***
 یہ اگر جو رو اپنی ایک تین طلاق دیکر خاوند سی چھوٹ گئی اور اور خاوند سی نکاح کیا بعد اوسکو پہر پہلے خاوند
 سے نکاح کیا تو اب اس عورت کو اختیار نہیں کہ اس پہلے اختیار کی روئی اپنی ایک طلاق دی لے مسئلہ اگر
 یوں کہا کہ تجکو طلاق ہی جہاں ابھی جگہ چاہی تو اوسی مجلس میں اگر وہ چاہی تو طلاق ہو جائیگی اور بعد ازاں
 مجلس کے اوسکو اختیار نہیں مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجکو طلاق ہی جیسی تو چاہی تو واقع ہوگی ایک جیسی پہلے چاہی
 گئی یہ اگر اس عورت فی طلاق باندہ چاہی یا تین طلاق چاہیں اور خاوند کی یہی نیت تھی تو پڑ جائیگی
 مسئلہ اگر یوں کہا کہ تجکو طلاق ہی جتنی طلاق تو چاہے تو عورت یہ طلاق پڑ جائیگی بقدر چاہی گی اور اگر
 عورت نے یہ اختیار مانا تو رد ہو گیا مسئلہ اگر یوں کہا کہ اپنے آپ کو تو طلاق دینے میں سزا چاہی تو اگر
 عورت کو تین طلاق سے کو طلاق کا اختیار ہی باب تعلیق الطلاق یعنی اس باب میں وہ مسائل مذکور ہیں
 کہ طلاق کو کسی بات پر لگادے مسئلہ طلاق کسی بات پر لگانا کی تب درست ہی جب وہ عورت اپنی نکاح
 میں ہو جیسے اپنی منکوحہ عورت کو کہا کہ اگر تو فی زید سی ملاقات کی تو تجکو طلاق ہی یا نکاح ہوئی پڑا نکاحی طلاق
 تو یہی درست ہے عورتی ایک عورت سی کہا کہ اگر میں تجھ سی نکاح کر دوں تو تجکو طلاق ہی یہ اگر اس عورتی نکاح
 کیا تو اس پر طلاق ہو جائیگی اور اگر اجنبیہ عورت سی زیدنی کہا کہ اگر تو عورتی لے تو تجکو طلاق ہی یہ اگر اس
 عورت سی زیدنی نکاح کیا پہر وہ عورتی ملی تو طلاق ہوئی مسئلہ اگر نکاح لے لے پہر لفظ میں اگر اور جو واجب
 اور جو حق اور جو باوجود حجبہ اور حینا سو یہ الفاظ اگر کہیں اور شرط ایک دفعہ ہی پڑے تو قسم پوری ہو گئی مگر جو با
 کا لفظ نکاح داخل کو شامل جو اس کجہر یعنی بشرط پائی جائیگی حکم کیا جاوے گا مسئلہ اگر کو جائے زنج سے قسم
 باطل نہیں ہو جاتی مسئلہ اگر جو خاوند میں بشرط پائی جائیگی بابت اختلاف ہوا ایک کسی بشرط پائی گئی اور
 دوسرا کسی نہیں پائی گئی تو خاوند کا کہنا معتبر ہے ہاں اگر جو رو اپنی بات پر گواہ گدا فی تو وہی سچی ہی اور جو شرط
 ایسی ہو کہ اسکا حال سوا اس عورت کے اور کوئی جان نہ سکتا ہو تو ایسی شرط کے بابت اوس عورت کا کہنا ایک
 انچہ حقیقین معتبر ہی مثلاً زید نے اپنی عورتی کہا کہ اگر توحضیر تہرہ و جادی تو تجکو طلاق ہو اور تیری سو کن کو طلاق
 ہی یا یوں کہا کہ اگر تو تجکو چاہتی ہو تو تجکو طلاق ہو اور تیری سو کن کو طلاق ہو یہ اگر اس عورتی نے کہا کہ میں جھیر
 سی جو گئی اور تجکو چاہتی ہوں تو فقط اسی عورت کو طلاق ہو گئی مسئلہ اگر اپنی عورتی کہا کہ جب توحضیر
 سو تو تب تجکو طلاق ہی یہ جب اس عورت کو تین دن برابر خون آوی تو اس پر طلاق پڑی اور وہی سچی حق
 سے خون دیکھا تھا مسئلہ اگر یوں کہا کہ جب تو ایک حیض کی حالت میں توحضیر تجکو طلاق ہی توحضیر وہ حیض سے
 پاک ہو جادی تب اس پر طلاق پڑی مسئلہ اگر زید فی اپنی عورتی کہا کہ اگر تو لوکا جی تو تجکو ایک طلاق ہو
 اور اگر جی تو دو طلاق تین مہینہ سودہ ایک طلاق اور ایک لڑکی لکھا جی اور یہ معلوم نہیں کہ پہلے کیا جی تو فاسد
 یہی حکم کر لیا کہ ایک طلاق پڑی اور اختیار یہ ہے کہ دو طلاق صحیح جاوین اور دوسرے پیدا ہونے سے علت

باب تعلیق الطلاق

بہارِ شریعت جلد ۱۱

ہی گزرتی مسئلہ کی موٹی طلاق باطل ہو جاتی ہے تین طلاق ہی سے باطل مسئلہ اگر عورت کی کیا اگر کسی
 میں صحبت کروں تو نکاح تین طلاق میں یا باندی سے کہا کہ جو میں تجھے صحبت کروں تو تواترادی بہر صحبت کی
 اور دخول کے بعد کچھ نہیں تو عقرب دنیا آؤ گا اور اس عورت پر تین طلاق ہو جائیگی اور باندی آزاد اور اگر تین
 طلاق نہ ہو تو تین تین تو دخول کے بعد نہیں رہے رجوع ثابت نہیں ہوتی ہاں جب دوسری بار دخول
 کرے تو البتہ رجوع ثابت ہوگی طلاق بھی نہیں مسئلہ اگر زید نے اپنی جوہرہ صالحہ سے کہا کہ اگر میں تجھے
 اور جوہرہ کروں تو اوکو طلاق ہے بہر صالحہ کو بائن طلاق دی سو وہ عت میں بھی اور زید نے دوسرا نکاح کسی
 عورت کیا تو اوہ طلاق نہیں ہوتی مسئلہ اگر جوہرہ کی کہ نکاح طلاق ہوا تھا والدہ تعالیٰ تو طلاق نہیں ہوگی
 اگرچہ انشاء والدہ تعالیٰ کے سہ سے پہلے وہ عورت مگر ہی ہو مسئلہ اگر یوں کہا کہ نکاح تین طلاق میں مگر ایک تو دو
 طلاق تین پڑیں اور اگر یوں کہا کہ نکاح تین طلاق میں گروہ تو ایک طلاق پڑی اور اگر یوں کہا کہ تین طلاق پڑیں
 مگر تین طلاق تو تین ہی طلاق تین پڑیں کی باب طلاق المراضع یعنی بیاڑی اگر طلاق دے اوکو مسئلہ
 مسئلہ اگر خاوند نے موت کی بیاری میں بھی باائن طلاق جوہرہ کو دی بائن طلاق دین تو وہ جوہرہ
 عت ہی میں جی کہ وہ خاوند مر گیا تو وہ عورت اوکو وارث ہی اور اگر عت کے بعد مر گیا تو وہ عورت اوکو
 وارث نہیں مسئلہ اگر خاوند نے جوہرہ کو طلاق باندی اوکو کہنے سے یا عت کیا یا اختیار دیا اوکو خاوند
 بیاڑی اختیار لیا تو ان صورتوں میں وہ عورت اوکو وارث نہیں ہوگی اور اگر عورت نے بھی طلاق مانگی ہے
 اور خاوند نے موت کی بیاری میں تین طلاق دین تو وہ عورت وارث ہوگی مسئلہ اگر جوہرہ کو موت کے
 بیاری میں جوہرہ کے کہنے سے طلاق باندی اوکو اس عورت کا دین ایچہ اوپر تلبہ یا یا وصیت کی اس
 عورت کو لیے دین یا وصیت اور وارث کے حصے کا مال جو کم ہو گا وہی اس عورت کو ملے گا مسئلہ اگر خاوند نے
 موت کی بیاری میں کہا کہ میں نے تجھ کو وصیت کی حالت میں تین طلاق کہیں تین اور عورت نے اوکو بجاتا یا
 اور عت گذرتی بیاڑی کے خاوند نے اوکو لیے دین کا اور کیا یا کچھ وصیت کی تو وارث کا حصہ اور دین یا
 وصیت کا مال جو کچھ کم ہو گا تو وہ اس عورت کو ملے گا مسئلہ اگر خاوند نصف میں نکلا ایک شخص سے لڑنے لگا
 باقصا میں قتل کر نیکی لے اوکو نکلا یا بجر کر نیکی لے نکالا اور حالت میں اتوٹنے اپنی جوہرہ کو تین طلاق
 دین تو وہ عورت اوکو وارث ہوگی اگر وہ خاوند اور خاتونیں یا ایک مسئلہ اگر زید کو بڑا تھا تو باڑائی کی
 صف میں تھا اور طلاق دی تو وہ عورت وارث ہوگی مسئلہ اگر بیار نے طلاق اجنبی شخص کے کام پر
 انکائی یا ایک وقت کے لئے پرائنکائی اور وہ طلاق اوشرط ہی اسی بیاری میں بائی گئی تو وہ عورت وارث
 ہوگی اور بے کام پرائنکائی تھی چہرہ کام انکا ناوردہ کام اسی بیاری میں یا ایک صفت شرط بیاری میں پائی
 گئی تو بی وارث ہوگی اور اگر عورت کو کام پر وہ طلاق انکائی تھی اور عورت کوہ کام کرنا ضرورتاً ہو سبب انکا ناوردہ
 کام اسی بیاری میں پایا یا یا حفظ شرط بیاری میں پائی گئی تو وہ عورت وارث ہوگی سو اسکی اور صورت میں وارث
 ہوگی مسئلہ اگر خاوند نے بیاری میں طلاق دی پھر اچھا ہو گیا اوکو یا طلاق پائیکے بعد عورت
 مر گیا ہو گئی پھر مسلمان ہوئی بیاڑی کے خاوند مر گیا تو وہ عورت وارث ہوگی مسئلہ اگر خاوند نے موت کی

باب طلاق المراضع

بہارِ شریعت جلد ۱۱

بیابین جو رو طلاق دی پہر اوس عورت نو خاوند کے بیٹے کے ساتھ نکاح کیا یا صحت کی حالت میں خاوند عورت کو بتیان لگایا پہر جاری میں لغان ہوئی یا خاوند نے بیاری میں ایلا کر کیا تو وہ عورت وارث ہو گئی اور اگر صحت کی حالت میں ایلا کر ادا ورت او سکی گذری بیاری کی حالت میں تو یہ عورت وارث نہ ہوگی باب الرجعت

یعنی طلاق دی ہوئی کو پہر اپنی جوہر نکاح بیان مسئلہ طلاق کی عدت کو ایام میں ایسا کام کرنا کہ وہ عورت بہتو نکاح میں بنی رہو اسکو حجت کہتے ہیں مسئلہ اگر تین طلاق نہیں دی ہیں تو درست ہی اگرچہ عورت ناراض ہو مسئلہ اگر عورت سو کہا کہ منیوترے ساتھ رجوع کی اجنبی طلاق ہی ہو گیا یا او سیکو دہر دیکھ کہ میں اپنی عورت سے رجوع کی یا اوس عورت کے بوسہ دی یا اوس سے مساس کرے یا شہوت کی او سکی شرکاء کے اندر دیکھی یا اوس سے صحبت کرے تو حجت ہو گئی مسئلہ رجعت کے واسطے دو گواہ کر لینے مستحب ہو مسئلہ اگر عدت کو ایام گذر چکے بعد کہا کہ میں نے رجوع کی تھی عدت میں او عورت نے او سکو چاہتا یا تو حجت ثابت ہو گئی اور اگر عورت نو او سکو چوٹا بتایا تو حجت جائز نہیں مسئلہ اگر مرد نے عورت کو کہا کہ میں رجوع کی یا عورت نے کہا کہ میری عدت تو گذر گئی تو رجعت نہیں ہوئی مسئلہ اگر باندی کے خاوند نے عدت کے بعد باندی سے کہا کہ میں نے تجھے عدت میں رجوع کی تھی او باندی کا میان او سکو چاہتا ہے او وہ باندی او سکو چوٹا بتاتی ہے یا باندی کہتی ہے کہ میری عدت گذر گئی اور خاوند او میان کہتے ہیں کہ نہیں گذرے تو اوس باندی ہی کا کہنا معتبر ہے مسئلہ اگر متعد عورت اخیر حیض سے دس روز گزر چکے ہوئی تو او سکی عدت گذر گئی او خاوند کو رجوع کا اختیار نہ رہا اگرچہ ایسی بیانی نہوا اور اگر دس دن کو کمین پاک ہوئی تو جب نہالے یا ایک نماز کا وقت گذر جاوے یا نیم کرے اور نماز پڑھ لے تب عدت گذر جاوے اور خاوند کو رجوع کا اختیار ہے مسئلہ اگر حیرے حیض سے دس کمین پاک ہوئی او نہائی سو ایک عضو کو کم بدن سو کہا گیا تو عدت گذر گئی اور اگر ایک عضو یا زیادہ سو کہا رہا تو عدت ابھی نہیں گذری مسئلہ اگر حاملہ عورت کو اجنبی ہوئی عورت کو طلاق دی اور خاوند کہتا ہے کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی ہی تو رجوع کر لیا اختیار ہے او اگر خاوند کیلی عورت کے پاس گیا او کہتا ہے کہ میں نے صحبت نہیں کی بعد اسکے طلاق ہی تو رجوع کر لیا اختیار نہیں ہے او اگر اس نکاح کے بعد اوس عورت سے رجوع کی پہر وہ اولاد جنی دوسرے کمین تو یہ رجعت درست ہی مسئلہ اگر عورت سو کہا کہ اگر تو مجھ کو طلاق ہو پہر وہ اولاد جنی بعد اسکے او مل سے او اولاد جنی تو یہ رجعت ہوئی مسئلہ اگر یون کہا کہ میں نے تو جنی تو نکاح طلاق ہی پہر وہ تین حمل جنی تو دوسری تو یہ رجعت باکرا تھا رجعت ہی مسئلہ جنی طلاق والی عورت کو چاہی کہ پانسا نکھا کر یا کرے مسئلہ جنی طلاق دیکھا خاوند بے پونچر لکھا اوس عورت پاس بنایا کر تو مستحب ہے اگر نہایت عدم رجوع کی ہوا اور فر کو ہی اوس عورت کو اپنے ساتھ نہ لیا دی مسئلہ جنی طلاق والی عورت سے صحبت کرنی حلال ہی حرام نہیں مسئلہ اگر ایک طلاق یا زیادہ طلاق یا نہ دین تو عدت کے اندر نکاح کر لینے کا اوس خاوند کو اوس عورت سے اختیار ہو اور اگر تین طلاق دین تہین او وہ عورت سے رجوع تھی یا دو طلاق دین تہین او وہ عورت باندی تھی تو اوس عورت سے او خاوند کو نکاح کرنا درست نہیں ہاں جب وہ عورت او خاوند کو دہر نکاح یا باہر نکاح یا باہر نکاح ہو صحیح کام

یعنی طلاق دی ہوئی کو پہر اپنی جوہر نکاح بیان مسئلہ طلاق کی عدت کو ایام میں ایسا کام کرنا کہ وہ عورت بہتو نکاح میں بنی رہو اسکو حجت کہتے ہیں مسئلہ اگر تین طلاق نہیں دی ہیں تو درست ہی اگرچہ عورت ناراض ہو مسئلہ اگر عورت سو کہا کہ منیوترے ساتھ رجوع کی اجنبی طلاق ہی ہو گیا یا او سیکو دہر دیکھ کہ میں اپنی عورت سے رجوع کی یا اوس عورت کے بوسہ دی یا اوس سے مساس کرے یا شہوت کی او سکی شرکاء کے اندر دیکھی یا اوس سے صحبت کرے تو حجت ہو گئی مسئلہ رجعت کے واسطے دو گواہ کر لینے مستحب ہو مسئلہ اگر عدت کو ایام گذر چکے بعد کہا کہ میں نے رجوع کی تھی عدت میں او عورت نے او سکو چاہتا یا تو حجت ثابت ہو گئی اور اگر عورت نو او سکو چوٹا بتایا تو حجت جائز نہیں مسئلہ اگر مرد نے عورت کو کہا کہ میں رجوع کی یا عورت نے کہا کہ میری عدت تو گذر گئی تو رجعت نہیں ہوئی مسئلہ اگر باندی کے خاوند نے عدت کے بعد باندی سے کہا کہ میں نے تجھے عدت میں رجوع کی تھی او باندی کا میان او سکو چاہتا ہے او وہ باندی او سکو چوٹا بتاتی ہے یا باندی کہتی ہے کہ میری عدت گذر گئی اور خاوند او میان کہتے ہیں کہ نہیں گذرے تو اوس باندی ہی کا کہنا معتبر ہے مسئلہ اگر متعد عورت اخیر حیض سے دس روز گزر چکے ہوئی تو او سکی عدت گذر گئی او خاوند کو رجوع کا اختیار نہ رہا اگرچہ ایسی بیانی نہوا اور اگر دس دن کو کمین پاک ہوئی تو جب نہالے یا ایک نماز کا وقت گذر جاوے یا نیم کرے اور نماز پڑھ لے تب عدت گذر جاوے اور خاوند کو رجوع کا اختیار ہے مسئلہ اگر حیرے حیض سے دس کمین پاک ہوئی او نہائی سو ایک عضو کو کم بدن سو کہا گیا تو عدت گذر گئی اور اگر ایک عضو یا زیادہ سو کہا رہا تو عدت ابھی نہیں گذری مسئلہ اگر حاملہ عورت کو اجنبی ہوئی عورت کو طلاق دی اور خاوند کہتا ہے کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی ہی تو رجوع کر لیا اختیار ہے او اگر خاوند کیلی عورت کے پاس گیا او کہتا ہے کہ میں نے صحبت نہیں کی بعد اسکے طلاق ہی تو رجوع کر لیا اختیار نہیں ہے او اگر اس نکاح کے بعد اوس عورت سے رجوع کی پہر وہ اولاد جنی دوسرے کمین تو یہ رجعت درست ہی مسئلہ اگر عورت سو کہا کہ اگر تو مجھ کو طلاق ہو پہر وہ اولاد جنی بعد اسکے او مل سے او اولاد جنی تو یہ رجعت ہوئی مسئلہ اگر یون کہا کہ میں نے تو جنی تو نکاح طلاق ہی پہر وہ تین حمل جنی تو دوسری تو یہ رجعت باکرا تھا رجعت ہی مسئلہ جنی طلاق والی عورت کو چاہی کہ پانسا نکھا کر یا کرے مسئلہ جنی طلاق دیکھا خاوند بے پونچر لکھا اوس عورت پاس بنایا کر تو مستحب ہے اگر نہایت عدم رجوع کی ہوا اور فر کو ہی اوس عورت کو اپنے ساتھ نہ لیا دی مسئلہ جنی طلاق والی عورت سے صحبت کرنی حلال ہی حرام نہیں مسئلہ اگر ایک طلاق یا زیادہ طلاق یا نہ دین تو عدت کے اندر نکاح کر لینے کا اوس خاوند کو اوس عورت سے اختیار ہو اور اگر تین طلاق دین تہین او وہ عورت سے رجوع تھی یا دو طلاق دین تہین او وہ عورت باندی تھی تو اوس عورت سے او خاوند کو نکاح کرنا درست نہیں ہاں جب وہ عورت او خاوند کو دہر نکاح یا باہر نکاح یا باہر نکاح ہو صحیح کام

کرے اور وصحت کر کے طلاق دی اور اسکی عدت گزر جاوے تو البتہ اس پہلے خاوند کو درست ہو کر اس عورت کو نکاح کرے مسئلہ اگر بانی کے خاوند نے دو ملائقین میں پہر عدت کو بعد اس کے میان لیا اوس سے وصحت کی تو اب اس وصحت سے عودہ باندی پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگئی مسئلہ اگر طلاق دی ہوئی عورت سے نکاح کرے اس شرط پر کہ پہلے خاوند کے لیے وہ عورت حلال ہو جاوے اگرچہ یہ نکاح مکروہ ہی کہ جب یہ دوسرا خاوند طلاق دیکے اور عدت گزر جاوے اور پہلا خاوند اس سے نکاح کرے تو حلال ہے مسئلہ جب طلاق دی ہوئی عورت دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور وہ خاوند اسکو طلاق دی پہر عدت کے بعد پہلا خاوند اس سے نکاح کرے تو پہلا خاوند پہر تین طلاق کا ایک ہو جا تا ہے مسئلہ اگر تین طلاق دی ہوئی عورت پہر بات کہے کہ عدت گزر چکی ہے مینے دوسرا خاوند کیا اور بھیجے وصحت کر کے نکاح طلاق دی اولو اسکی ہی عدت گزر گئی اگر اوس مدت میں ہندو نکاح ہو کہ وہ لون کی عدت گزر چکی ہے تو سچا جائے اوس عودہ کو اگر اسے گمان میں وہ عورت سچی ہو اور کتر اشت کی دو مہینے میں ہر خاوند کی عدت کی طرح کہ ایک مہینا تو تین حیضوں کا ہوا ایک مہینا دو طہروں کا پہلے مہینے کو نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک ان تالیس دن تو تینوں حیضوں کے اوٹس دن دو طہروں کے باب الاولیاء و زوجہ الیاء و کایان چار مہینے یا زیادہ حصہ تک اپنی جو دوسری وصحت نہ لائے پر قسم کہا نیکیا الیاء کہتے ہیں جو اپنی جو دوسرے کہہ کہ قسم خدائی میں تجھے وصحت نہ دے گا تو یہ الیاء ہوا پہر اگر چار مہینے کا اندویش وصحت کی تو قسم ٹھیک کا کفارہ دے دے اور الیاء یا جاتا رہا اور اگر چار مہینے کی قسم کہا نی تہی اور چار مہینے گزر گئے اور وصحت نہ کی تو قسم اور اگر کسی جو دوسرے سے جاتی رہی اور اگر مہینہ کی قسم کہا نی تو قسم باقی رہی پہر اگر دوسری مرتبہ اوس سے نکاح کیا اور چار مہینے کا اندویش سے وصحت کی تو قسم کا کفارہ دے دے اور اگر چار مہینے کے اندر وصحت نہ کی تو دوسری طلاق اوپر ہوگئی اور وہ نکاح سچ جاتی رہی پہر اگر تیسری بار اوس سے نکاح کیا اور چار مہینے میں اوس سے وصحت نہ کی تو کفارہ قسم کا دے دے تین تو تیسری طلاق اوپر ہوگئی اور اگر اوس عورت نے اور خاوند کر لیا اور اس سے طلاق دی پہر پہلے خاوند نے اوس سے نکاح کیا تو اب چار مہینے تک وصحت نہ کرے ایسے اوپر طلاق نہ پڑگی ہاں اگر وصحت کی تو قسم کا کفارہ کا ایسے کہ قسم تو ہمیشہ کی کہا نی تھے اگر چار مہینے سے کم کی قسم کہا نی تو الیاء نہیں مسئلہ اگر یوں قسم کہا کی کہ قسم خدائی میں تجھے وصحت نہ دے گا ان دو مہینے تک اس دو مہینے کے بعد تو یہ الیاء رہی اور اگر ایک دن یوں کہا کہ قسم خدائی میں تجھے دو مہینے تک وصحت نہ دے گا پہر ایکن در میان میں دیکر تیس دن کہا کہ قسم خدائی میں تجھے وصحت نہ دے گا ان دو مہینے کے بعد تو یہ الیاء رہا تو مسئلہ اگر یوں کہا کہ قسم خدائی میں تجھے وصحت نہ دے گا سوائے ایک روز کے تو یہ الیاء نہیں مسئلہ اگر یہی جو دوسرے کی جو دوسرے سے کہے کہ قسم خدائی میں مکہ میں نہ جاؤ گا تو یہ الیاء نہیں مسئلہ اگر انہی جو دوسرے کہا کہ اگر میں تجھے وصحت کر دوں تو میری ذمہ جہر ہووے یا کہا کہ نہ جہر ہووے یا کہا کہ صدقہ ہووے یا کہا کہ میرا غلام آزاد ہووے یا کہا کہ میرا نکاح ہووے تو یہ الیاء ہی مسئلہ اگر جہی طلاق کی عدت میں جو دوسرا اوس سے کہے کہ قسم خدائی میں تجھے چار مہینے تک وصحت نہ دے گا تو یہ الیاء ہے اور اگر بابتہ طلاق کی عدت والی سے کہا یا اجنبی عورت سے کہا تو الیاء نہیں مسئلہ باندی کے ساتھ الیاء

کی مدت دو مہینے میں مسئلہ اگر خاوند نے ایلا کیا اور ایلا وی رجوع کرنا چاہا اور خاوند یا عورت یا ہر
 ہی یا عورت کو رفق سے یا کوئی کم عمر ہے یا خاوند اور عورت اتنی مدت میں کہ چار مہینے کے اندر نہیں مل سکتی
 تو وہ خاوند یوں کہے کہ مہینے اوس عورت سے رجوع کی اور اگر چاہیے کی مدت میں اوس سے رجوع
 کر سکتا ہو تو صحبت کیسے تب رجوع ثابت ہو مسئلہ اگر خاوند نے عورت سے کہا کہ مجھ پر حرام ہے اور
 اپنے اوپر حرام کر نیکی نیت کہا تو یہ ایلا ہوا اور اگر ظہار کی نیت سے کہا تو ظہار ہوا اور اگر وہ کہتا ہو کہ عورت سے
 طلاق نیت سے کہا تو طلاق بائنہ ہو اور اگر تین طلاقیں نیت سے کہا تو تین طلاقیں ہو مسئلہ نکاح میں لکھا کہ اگر کسی عورت سے کہا کہ
 تو مجھ پر حرام ہے اور حرام او کی دانست میں طلاق ہی لیکن اس کہنے سے اسو طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو
 یہی طلاق ہو گئی عرف کی ردی یہ کہ نیت ہی نہیں لائی باب الخلع یعنی جو ردی کو یہ لیکر اوسکو
 طلاق دینا مسئلہ خلع سوا لگ ہو جائیکو طلع کہتے ہیں مسئلہ خلع کرنے سے عورت پر طلاق بائن
 پڑتی ہے مسئلہ اگر خاوند نے الے لے کر طلاق دی اور عورت نے الے لے کر قبول کیا تو بائن طلاق ہوئی
 اور عورت کے ذمہ وہ مال دینا اور لگا مسئلہ اگر عورت نے خاوند کا کچھ قصور نہیں کیا تو خاوند کو اوس
 مال لیکر طلاق دینی مکروہ ہی اور اگر وہ عورت خاوند کے کہنے میں نہیں ہی تو طلاق کے بدلے اوس سے
 کچھ لے لیا مکروہ نہیں ہے مسئلہ جو چیز نہیں ہو سکتی ہے وہی چیز خلع کا بدلہ ہی ہو سکتی ہے مسئلہ اگر
 شراب یا سورامہ دار جانور کے بچے طلع کیا یا طلاق دی تو بدل دینا یعنی شراب یا سورامہ دار دینا یا لگا اور
 خلع کی صورت میں بائن طلاق پڑ گئی اور اگر بچے طلاق کی صورت میں جمع طلاق پڑ گئی مفت مسئلہ
 اگر عورت نے کہا کہ جو میرا ہاتھ میں ہی ہے اس پر خلع کر اور اوسکے ہاتھ میں کچھ نہ تھا اور خاوند نے خلع کیا تو کچھ دینا
 نہ لایا اور اگر عورت نے یوں کہا تھا کہ جو مال روپے میرے ہاتھ میں ہے اس پر خلع کر اور اس نے کہا کہ مال اوسکے
 ہاتھ میں کچھ نہ تھا تو خاوند اس سے ہر پیر لے یا میں روپے لے لے لے مسئلہ کہ بیکہ ہوئی غلام پر خلع کیا
 اس شرط پر کہ وہ عورت اوس غلام کے نشان سے بری ہو تو وہ عورت اوس غلام کی ضمان سے بری ہوگی
 عورت پر لازم ہوگا کہ وہ غلام خاوند کے حوالہ دی یا ضمانت اوسکی دی مسئلہ اگر عورت نے کہا کہ جو میں نے
 لڑکے کو مجھ کو تین طلاقیں سے جو خاوند نے ایک طلاق دی تو ہزار روپیہ کی تہائی روپے عورت کو تین روپے کے
 اور وہ عورت بائنہ ہو گئی اور اگر یوں کہا تھا کہ ہزار روپیہ مجھ کو تین طلاقیں دی جو خاوند نے ایک طلاق
 دی تو جمع طلاق مفت ہو گئی مسئلہ اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دی ہے لے بعض ہزار روپیہ
 کے یا ہزار روپے پر سوا سو ایک طلاق دلی تو کوئی طلاق نہ پڑ گئی مسئلہ اگر عورت سے کہا کہ تجھ کو طلاق ہے بعض
 ہزار روپے کے یا ہزار روپے پر اور اسے قبول کیے تو ہزار روپے اوس عورت کی ذمہ ہو جی اور وہ عورت بائنہ ہوگی
 مسئلہ اگر عورت سے کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اور تیرے ہزار روپے میں تو مفت طلاق ہو گئی اور اگر غلام سے کہا کہ تو
 آزاد ہو تو تیرے ہزار روپے میں تو وہ مفت آزاد ہو گیا مسئلہ طلع میں خیار کی شرط اگر عورت کی طرف ہے
 تو درست ہی اور خاوند کی طرف سے درست نہیں مسئلہ اگر خاوند نے کہا کہ کل مہینے تجھ کو ہزار روپے
 پر طلاق دی جو تو نے نانی اور عورت کے ہاتھ میں تو قبول کی تھی تو خاوند کی بات کو سچا بناو گئے مسئلہ اگر زید

لے رفق نہیں ہو سکتا اگر عورت میں ۱۱۰ ملے یعنی خاوند یا عورت یا ہر

لے عروسی کو ہا کہ کل مہر بیہ غلام تیرے ہاتھ سے سو روپے کو بچا تھا سو تو نے قبول کیا تھا تاہم وہ کہہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو یہاں عروہ کو سچا بتا دینے کے مسئلہ اگر خلع کیا یا مہرات کی یعنی ہر ایک نے دوسرے کو اپنے حق سے بری کر دیا تو بالکل حقوق جو روپے کے خاوند کے ذمہ سے اور خاوند کے حق جو روپے کے ذمہ سے جو نکاح کے سبب سے علاقہ رکھتے ہیں جاتے رہے حتیٰ کہ اگر عورت نے خاوند سے کچھ مال پر خلع کیا مہرات کی تو وہی مال خاوند اس عورت سے پاویگا اور ایک کو دوسرے کچھ دعویٰ مہر وغیرہ کی بابت نہ ہوگا خواہ مہر مقبوض خواہ غیر مقبوض اور یہ خلع اور مہرات صحبت سے پہلے ہو یا بعد مسئلہ اگر نکاح بالذکر لڑکی کے آباپ نے اسی لڑکی کے مال سے اس کے خاوند کے ساتھ خلع کیا تو طلاق اس لڑکی پر ہو جائیگی اور مال اس کا دینا نہ آویگا اور اگر باپ کو مال بالغ لڑکی کے خاوند سے ہزار روپے پر خلع کیا اور خود وہ باپ اور بیوی کا خاص نہ ہو تو اس لڑکی پر طلاق ہوگی اور وہ ہزار روپے اس کے باپ کو ذمہ پر دینے سے آویگے باب اللعان لعان کہتے ہیں گواہین کو جو گواہیاں ختم سے مضبوط کیجاوین اور لعنت کا لفظ اوسین مثالی ہو سو یہ لعان مرد کے حق میں بجائی حد قذف ہی اور عورت کے حق میں بجائی حد زنا کرے مسئلہ اگر جو خاوند و نون الیہ میں کہ لڑکی کو اسی مافی جاوی اور جو و الیہ عورت ہی جسکی گالی دینے والے پر حد جاری ہوتی ہی پر ایسے خاوند نے ایسی جو رو کو زنا کی گالی دی یا جو رو کو سچا پیدہ ہوا تھا اس کو کہہا کہ یہ لڑکا مجھے پیدا نہیں ہوا ہے اور عورت نے خاوند پر اس گالی دینے کا دعویٰ کیا تو لعان کرنا واجب ہوگا پھر اگر خاوند نے لعان کر نیسے انکار کیا تو اس کو قید کیا جاوے تاکہ لعان کرے یا اپنے ایک چوٹا بتاوی ہر جب اپنی ایک چوٹا بتاوے تو اوپر حد قذف کی جاری کیجاوے اور اگر خاوند نے لعان کیا تو جو رو پر ہی لعان کرنا واجب ہوا اور اگر عورت نے لعان کرنے سے انکار کیا تو قید کیجاوے تاکہ لعان کرے یا خاوند کو سچا بتاوی ہر اگر خاوند ایسا شخص ہی کہ اسکی گواہی مافی جاوی یعنی غلام ہی یا کافر ہی یا مجھو دنی القذف تو اس خاوند پر قذف کی حد جاری کریں گے اور اگر خاوند ایسا ہی کہ جسکی گواہی مافی جاوی مگر عورت ایسی ہی جسکی گالی دینے والے حد جاری نہیں ہوتی یعنی باندی ہی یا نانا الغد ہے یا دیوانی ہی یا زانیہ ہی تو خاوند پر قذف کی حد اور لعان واجب نہیں مسئلہ لعان کرنا طریقت قرآن شریف میں مذکور ہے کہ پہلے خاوند قاضی کے سامنے جا بار یوں کہے کہ خدا کا نام لیکر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں سچا ہوں اس بات میں جو میں نے اس بتی جو رو کو زنا کی گالی دی اور پانچویں بار یوں کہے کہ لعنت خدا کی مجھ پر اگر میں جھوٹا ہوں اس بات میں جو میں نے اس بتی جو رو کو زنا کی گالی دی ہے اور ہر بار جو رو کی طرف اشارہ کرے بعد اسکے جو رو چار بار کہے کہ خدا کا نام لیکر میں گواہی دیتی ہوں اس بات پر کہ خاوند جھوٹا ہے اس بات میں جو مجھ کو اپنی مثالی گالی دی اور پانچویں بار یوں کہے کہ لعنت خدا کا مجھ پر اگر خاوند سچا ہو اس بات میں جو مجھ کو زنا کی گالی دی ہے ہر جب اس طرح پر دو گواہ شخص لعان کریں تو حاکم کے حکم سے او ان دونوں کا نکاح جائز اور عورت پر ایک طلاق بائن پڑی ہے اور دوسرے اس میں کہی نکاح نہ ہو لیکہا کہ مسئلہ اگر خاوند نے جو رو کو یوں گالی دی کہ یہ بیٹا مجھے نہیں ہی اور دونوں میں لعان ہوا تو قاضی اوس میں کو مان کی طرف نسبت کرے اور باپ اس کا نسب لگا کر مسئلہ

نکاح

لے عروسی کو ہا کہ کل مہر بیہ غلام تیرے ہاتھ سے سو روپے کو بچا تھا سو تو نے قبول کیا تھا تاہم وہ کہہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو یہاں عروہ کو سچا بتا دینے کے مسئلہ اگر خلع کیا یا مہرات کی یعنی ہر ایک نے دوسرے کو اپنے حق سے بری کر دیا تو بالکل حقوق جو روپے کے خاوند کے ذمہ سے اور خاوند کے حق جو روپے کے ذمہ سے جو نکاح کے سبب سے علاقہ رکھتے ہیں جاتے رہے حتیٰ کہ اگر عورت نے خاوند سے کچھ مال پر خلع کیا مہرات کی تو وہی مال خاوند اس عورت سے پاویگا اور ایک کو دوسرے کچھ دعویٰ مہر وغیرہ کی بابت نہ ہوگا خواہ مہر مقبوض خواہ غیر مقبوض اور یہ خلع اور مہرات صحبت سے پہلے ہو یا بعد مسئلہ اگر نکاح بالذکر لڑکی کے آباپ نے اسی لڑکی کے مال سے اس کے خاوند کے ساتھ خلع کیا تو طلاق اس لڑکی پر ہو جائیگی اور مال اس کا دینا نہ آویگا اور اگر باپ کو مال بالغ لڑکی کے خاوند سے ہزار روپے پر خلع کیا اور خود وہ باپ اور بیوی کا خاص نہ ہو تو اس لڑکی پر طلاق ہوگی اور وہ ہزار روپے اس کے باپ کو ذمہ پر دینے سے آویگے باب اللعان لعان کہتے ہیں گواہین کو جو گواہیاں ختم سے مضبوط کیجاوین اور لعنت کا لفظ اوسین مثالی ہو سو یہ لعان مرد کے حق میں بجائی حد قذف ہی اور عورت کے حق میں بجائی حد زنا کرے مسئلہ اگر جو خاوند و نون الیہ میں کہ لڑکی کو اسی مافی جاوی اور جو و الیہ عورت ہی جسکی گالی دینے والے پر حد جاری ہوتی ہی پر ایسے خاوند نے ایسی جو رو کو زنا کی گالی دی یا جو رو کو سچا پیدہ ہوا تھا اس کو کہہا کہ یہ لڑکا مجھے پیدا نہیں ہوا ہے اور عورت نے خاوند پر اس گالی دینے کا دعویٰ کیا تو لعان کرنا واجب ہوگا پھر اگر خاوند نے لعان کر نیسے انکار کیا تو اس کو قید کیا جاوے تاکہ لعان کرے یا اپنے ایک چوٹا بتاوی ہر جب اپنی ایک چوٹا بتاوے تو اوپر حد قذف کی جاری کیجاوے اور اگر خاوند نے لعان کیا تو جو رو پر ہی لعان کرنا واجب ہوا اور اگر عورت نے لعان کرنے سے انکار کیا تو قید کیجاوے تاکہ لعان کرے یا خاوند کو سچا بتاوی ہر اگر خاوند ایسا شخص ہی کہ اسکی گواہی مافی جاوی یعنی غلام ہی یا کافر ہی یا مجھو دنی القذف تو اس خاوند پر قذف کی حد جاری کریں گے اور اگر خاوند ایسا ہی کہ جسکی گواہی مافی جاوی مگر عورت ایسی ہی جسکی گالی دینے والے حد جاری نہیں ہوتی یعنی باندی ہی یا نانا الغد ہے یا دیوانی ہی یا زانیہ ہی تو خاوند پر قذف کی حد اور لعان واجب نہیں مسئلہ لعان کرنا طریقت قرآن شریف میں مذکور ہے کہ پہلے خاوند قاضی کے سامنے جا بار یوں کہے کہ خدا کا نام لیکر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں سچا ہوں اس بات میں جو میں نے اس بتی جو رو کو زنا کی گالی دی اور پانچویں بار یوں کہے کہ لعنت خدا کی مجھ پر اگر میں جھوٹا ہوں اس بات میں جو میں نے اس بتی جو رو کو زنا کی گالی دی ہے اور ہر بار جو رو کی طرف اشارہ کرے بعد اسکے جو رو چار بار کہے کہ خدا کا نام لیکر میں گواہی دیتی ہوں اس بات پر کہ خاوند جھوٹا ہے اس بات میں جو مجھ کو اپنی مثالی گالی دی اور پانچویں بار یوں کہے کہ لعنت خدا کا مجھ پر اگر خاوند سچا ہو اس بات میں جو مجھ کو زنا کی گالی دی ہے ہر جب اس طرح پر دو گواہ شخص لعان کریں تو حاکم کے حکم سے او ان دونوں کا نکاح جائز اور عورت پر ایک طلاق بائن پڑی ہے اور دوسرے اس میں کہی نکاح نہ ہو لیکہا کہ مسئلہ اگر خاوند نے جو رو کو یوں گالی دی کہ یہ بیٹا مجھے نہیں ہی اور دونوں میں لعان ہوا تو قاضی اوس میں کو مان کی طرف نسبت کرے اور باپ اس کا نسب لگا کر مسئلہ

پانچ روز میں خاوند کو مر جائی جو تین مسلمان اگر حاملہ عورت کی خاوند نے طلاق دی یا نکاح ٹوٹ گیا تو اسکی
 عدت یہی ہے کہ بچہ جنم تو تب عدت پوری ہو مسلمان اگر عورت کی بیاری میں خاوند نے عورت کو طلاق دی
 عدت کی ایام میں وہ خاوند مر گیا تو اس کے لیے چار مہینہ اور دس دن عدت میں اگر اس عرصہ میں تین حیض
 ہو جاوے اور اگر اس عرصہ میں تین حیض نہ کیے تو جب تک تین حیض گزرنے تک اسکی عدت یہی ہو
 مسلمان اگر باندی جسکی طلاق کی عدت میں آنا ہوئی تو اس کے لیے تین حیض گزرنا عدت ہو اور اگر باندی طلاق
 کی یا خاوند کی موت کی عدت میں آزاد ہوئی تو وہی باندی کی عدت پوری کرنے مسلمان اگر عورت کا حیض
 بند ہو گیا تھا اسودہ عاتکہ شامہ ہندون سے کہتی تھی پھر اسکی عدت میں خون جاری ہوا تو اب وہ اپنی عدت
 حیض کے حساب سے شمار کرے مسلمان اگر نکاح فاسد اور طلاق کے شبہ میں عورت کی صحبت کی اسکی عدت چار مہینہ
 ہو جائی اور خاوند کو مر جائے کہ یہ صورت میں تین حیض ہیں اور ام ولد کی عدت آزاد ہونے اور میان کے مرنے کے
 عورت میں تین حیض میں مسلمان جس عورت کا خاوند نابالغ تھا اور وہ عورت حاملہ ہوئی اور خاوند مر گیا
 تو اسکی عدت حمل کا جائے اور اگر وہ عدت خاوند کے مرنے کے بعد حاملہ ہوئی تو اسکی عدت وہی چار مہینہ اور
 دس دن میں اور درجہ حمل دونوں صورتوں میں اس خاوند کا نہ ٹھہرے گا مسلمان اگر عورت کو حیض کی حالت
 میں طلاق دی تو وہ حیض عتین شمار نہ وگا مسلمان اگر عدت والی عورت کی ساتھ شبہ صحبت کی تو وہ
 عتین چاہیں اور اس صحبت کی بعد جو حیض ہو + + + + + وہ حیض دونوں عتین شمار ہوگا اور جب
 پہلی عدت تمام ہو جاوے تب دوسری عدت پوری کرنے مسلمان عدت شروع ہوگی موت کی صورت
 میں خاوند کے مرنے کے بعد طلاق کی صورت میں طلاق کے بعد اور نکاح فاسد کی صورت میں طلاق ہو جائیکہ بعد ایسا
 خاوند اسے صحبت چوڑھویں کا قصد کرے مسلمان اگر عورت نے کہا کہ میری عدت پوری ہو گئی اور خاوند
 نے کہا کہ جو شبہ ایسی پوری نہیں ہوئی تو عورت اگر قسم سے کہے تو اس کے کہنے کا اعتبار یہ مسلمان اگر خاوند
 نے اپنی عدت میں پیشگی ہوئی ہو تو عورت نکاح کیا اور صحبت کرے پہلا و سکو طلاق دی تو کل پہلا و سکو سہ
 عدت لازم ہوگی مسلمان اگر عورت نے ذمہ عورت کا طلاق دی تو عدت واجب نہیں ہے افضل مسلمان بالغہ عورت
 کا خاوند مر جاوے یا طلاق یا نہ ہو تو وہ عورت عدت کو دو مہینے اپنا شکم نکھر کر اسے اور خوشاود سر مہرہ اوتیل
 اور مہرہ دی نہ لگا دے اور کسنا اور عذر الی کیڑا نہ پڑے ہاں اگر عذر ہو تو مضائقہ نہیں مثلاً انکھ میں بیماری ہو
 تو مہر لگانا عتین جائز ہے علی بن ابی القیس اور میان نے اپنی باندی کو آزاد کرنا تو وہ باندی اور عورت جسکا
 نکاح فاسد تھا یہ کام چوڑھویں مسلمان عدت کی حالت میں پہنچی ہوئی عورت سے منگنی کرنی درست
 نہیں ہاں اشارہ کیا ہے اس سے پیغام نکاح کا کرنا درست ہے مثلاً اس سے یوں کہا کہ تو اچھی عورت ہی اور
 ایسا نہ کہ اندھا دیکھو ایک اچھی عورت ملے گی مسلمان طلاق کی مدت میں جو عورت پہنچی ہو وہ بچی بچہ کے
 گھر سے باہر نہ لے جائے جو عورت موت کی عدت میں ہو وہ اگر دنگ یا تھوڑی راگ لکھ تو مضائقہ نہیں کہ چار
 رات ہی کو پہرے اسے اور اسکی کانین بڑا و طلاق اور موت کی عدت والی عورت میں کہ عتین عدت کے
 دن گزاریں بس گھر میں اور پھر عدت واجب ہوئی الا یہ کہ کوئی دہان سے نکال دے یا وہ مکان گر پڑے

تو اور مکان میں گذارین مسئلہ اگر عورت اپنی خاوند کی ساتھ بفرمیں ہی اور خاوندی اور سکون طلاق بائیں دی یا خاوند کی ایسی مقام پر کہ وہاں سے اس کا شہر تین دنس کی راہ پر ہی تو انچہ شہر کو پہنچے اور تین دن کی راہ ہی تو اختیار ہی خواہ اپنے شہر کو پہنچے اور خواہ جہاں کو غائی تہی وہیں کو چلی جاویں ساتھ میں اور سکون کی بات ہو اور اگر کسی شہر میں خاوند نے طلاق بائیں دی یا خاوند کو کیا تو وہ میں عدت کی دن گذاری بعد عدت کو کسی اپنے پنچھ کے ساتھ اس شہر سے نکلے باب ثبوت الکفایت نے نے ثبوت ثابت ہوئے یا نہ ہوگی مسئلہ اگر زید نے ایک عورت سے کہا کہ اگر میں تجھے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہی پر اس سے نکاح کیا اور نکاح سے چھ مہینے بعد اس عورت کو اولاد پیدا ہوئی تو وہ اولاد زید ہی کی نہیں کی اور اس عورت کو مہر خاوند پر دینا واجب ہوگا مسئلہ اگر جی طلاق کی عدت میں عورت ہی اور ہی اقرار عدت گذرنا نہیں کیا اور اس کی اولاد پیدا ہوئی تو وہ اولاد اس خاوند ہی کی نہیں کی اگر جی طلاق سے دو برس سے زیادہ عرصہ کے بعد جی طلاق کے دن سے دو برس سے کم میں اگر وہ جی تو مراجعت ثابت ہوگی اور نسب ثابت ہوگا اور اگر دو برس سے زیادہ عرصہ کے بعد جی تو خاوند کا رجوع کرنا ثابت ہوگا اور اگر بائیں طلاق کی عدت والی عورت کی اولاد ہوئی اور اس عورت کو گذرنا اقرار نہیں کیا ہے سو اگر دو برس سے کم میں اولاد ہوئی تو وہ اولاد اس کی خاوند کی نہیں کی اور اگر دو برس سے زیادہ عرصہ کے بعد جی تو وہ اولاد اس کی خاوند کی نہیں کی اور اگر خاوند دعویٰ کرے تو البتہ وہ اولاد اس کی نہیں کی مسئلہ اگر مہر عورت کے خاوند نے بائیں یا جی طلاق دی اور نہ مہینے سے کم عرصہ میں اس کی اولاد پیدا ہوئی تو وہ اولاد اس کی نہیں کی اور اگر نہ مہینے پر یا نہ مہینے سے زیادہ عرصہ کے بعد اولاد ہوئی تو وہ اولاد اس خاوند کی نہیں کی مسئلہ اگر خاوند کی موت کی عدت میں عورت ہی اور اس کی اولاد ہوئی تو وہ اولاد اس کی اسی خاوند کی نہیں کی دو برس تک اگر اس عورت فی عدت کو گذرنا اقرار نہیں کیا مسئلہ اگر بائیں طلاق کی یا خاوند کی موت کی عدت، والی عورت کی اولاد ہوئی اور اس کا خاوند یا خاوند کی وارث اولاد ہوئی منکر ہو اور دو برس سے کم میں اولاد ہوئی ہے اور اس عورت عدت کو گذرنا اقرار نہیں کیا ہی اگر دو برس یا کم میں اور دو برس میں اولاد ہوئی گویا دین یا حمل ظاہر ہو یا وارث اس کے چچا یا تین تو وہ اولاد اسی خاوند کی نہیں کی مسئلہ اگر زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور چھ مہینے سے کم میں اس کے اولاد ہوئی تو وہ اولاد اس خاوند کی نہیں کی اور اگر چھ مہینے یا چھ مہینے سے زیادہ کے بعد اولاد ہوئی تو وہ اسی خاوند کی نہیں کی اگر چہ خاوند چپ تھا اور اگر خاوند نے پیدا ہونیکا انکا کیا تو ایک عورت کی گویا ہی اولاد کا پیدا ہونا ثابت ہو کر نسب ثابت ہوگا اور اگر اولاد پیدا ہوئی کہ بعد خاوند میں اختلاف ہوا عورت کہتی ہی کہ چھ مہینے ہی تو چھ مہینے نکاح کرے ہوئے اور خاوند چھ مہینے سے کم بتا مای تو اس عورت ہی کا کہنا معتبر ہے اور وہ اولاد اسی خاوند کی نہیں کی مسئلہ خاوند نے جو روئی کہا اگر تو جی تو جی طلاق ہی پر امیجورے کے گویا ہی کہ وہ عورت جی تو اس پر طلاق نہیں پڑ گئی اور اگر خاوند نے حل نہ ہو کا اس کی اور کیا تو بے گویا کے طلاق پڑ گئی مسئلہ اگر وہ حل دو برس تک رہتا ہی اور کم چھ مہینے تک مسئلہ اگر زید کی باندی ہی عورت نے

لے مارا سند و نسب ایچ ہو چکے ہو ۱۱

کہا ناگزیر دیا کر اگر چہ پہلے اسکو قاضی نے منع دیا کہ اسکا کہا ناگزیر دینے کا حکم کیا تھا مسئلہ کہ چونکہ جو رو کو
 کہا ناگزیر دینا تو اب بچہ دل کو خاوند سے نہ لویا جا دنگا ان اگر قاضی حکم دے چکا ہو یعنی مقرر کیا ہو مطلقہ یا جو
 خاوند یا عین رضی ہو جو دین تو ایسا نہ ہو سقد ر دنیا اور کما مسئلہ اگر جو رو کر لیا یا خاوند کر لیا تو کہا ناگزیر دینا
 رہا اگر چہ حکم ہو یا جو مسئلہ اگر جو رو نے ایسہ کہ کہا ناگزیر الیاد خاوند کر لیا تو اس عورت سے پہلے ہی مسئلہ
 اگر غلام نے بیان کی اجازت سے نکاح کیا تو جو رو کہ کہا نے کچھ کیے ہیں غلام منیخا جا دنگا مسئلہ اگر مانگا کما
 ہو اور سیالچ وہ باندی خاوند کو سوئی ہی تو خاوند پر اور کما کہا ناگزیر دنیا اور کما مسئلہ خاوند پر واجب
 کہ جو رو کر تہی کو مکان نہ کرے یا عین خاوند کا یا جو رو کو کوئی شہتہ دار نہ رہتا ہو اور خاوند جا کر جو رو کو شہتہ دار
 کو اس مکان میں نہ لے نہ کرے یا ان اگر وہ شہتہ دار اس عورت کو دیکھیں یا اس سے باتیں کریں تو خاوند نہیں
 حکم کتاب مسئلہ اگر عید غائب ہو اور وکمال عمر کو یا پیش اوچھ کو مال کا اقرار ہی اور زیدی جو رو ہی کہو
 کہ وہی اسکی جو رو ہو یا عید غائب ہو اور وکمال عمر کو یا پیش اوچھ کو مال کا اقرار ہی اور زیدی جو رو ہی کہو
 کہ لیے کہا ناگزیر دلا دی کر اس جو رو سے ضامن لیلے مسئلہ طلاق کی عدت والی عورت کہ لیے ہی کہا ناگزیر
 کما اور کما دینا عدت کو دنوں تک خاوند کے ذمہ ہی مسئلہ خاوند کی موت کی عدت والی عورت کہ لیے ہی کہا ناگزیر
 کما خاوند کے گھر سے واجب نہیں مسئلہ اگر عورت لڑکھلائی یا عورت مرتد ہو گئی اسکی باعث ہی جو رو
 خاوند علیہ ہو گئی تو کہا ناگزیر خاوند پر دینا اور کما مسئلہ اگر باندہ طلاق کی عدت میں عورت مرتد ہو گئی تو عدت
 کے دنوں کا کہا ناگزیر خاوند کے ذمہ ہو جائے اور اگر ایسی عدت کو دو عین خاوند کے لیے کوئی سہانہ نہ مانا
 دیا تو کہا ناگزیر عدت کو ایام کا جانا نہیں رہتا مسئلہ محتاج اور لاو کو کہا ناگزیر دینا یا جب
 سے مسئلہ اولاد کی مان جو زبردستی باپ اولاد کو دو بیٹا لوی بلکہ باپ اپنی اولاد کے دودھ ملانے کے لیے
 لوی تو کر کے اور ان کے پاس ہی اور انکو کر کے لے لے مان باپ کر کے عین ہو لے یا نہ ہو لے وادی اور اگر عدت
 عدت کو اگر چہ شریعت پر مان ہی دودھ ملا یا قول کو سے اولاد سے کما حق تعالیٰ ہی اولاد اسکی سپرد ہو گئی مسئلہ اگر
 مان باپ اور وادی دادا اور نانا ہی محتاج ہوں تو اولاد کہا ناگزیر دینا واجب مسئلہ مسلمان کے
 وندہ کا فر شہتہ دار کہا ناگزیر نہیں مان اگر جو رو کا فر تائب ہو تو خاوند مسلمان ہو تو کہا ناگزیر دینا اور کما
 اور اگر اولاد کا فر ہو اور ان باپ مسلمان ہوں یا مان باپ کا فر ہوں اور اولاد مسلمان ہو تو ہی کہا ناگزیر دینا
 اور کما مسئلہ اولاد کو کہا ناگزیر دینا عین مان یا کما کوئی شریک ہو گا اور ان باپ کہا ناگزیر دینا عین ہی اولاد کا کوئی
 شریک ہو گا مسئلہ جو ذی رحم فقیر ہو اور کما نسکا ہو لا لنگر وغیرہ ولو کہ کہا ناگزیر اولاد کو شریعت
 کے حصے سے موافق دینا اور کما عین عورت پر ایک حصہ اور مرد پر دنا مسئلہ اگر باپ اپنی خواہ و پوشاک کے لیے
 غائب بیٹے کا اسباب بیع بیوہ تو درست ہی مگر غنا اور کما بیع لیا درست نہیں مسئلہ اگر اسات دار بیوہ کو
 دہر دینے اسات اسکی ان باپ کو حکم قاضی کہ کہلا دی بیٹا دی تو اسات دار کو دینا اور کما اور اگر ان باپ
 کے پاس اولاد مال ہی اور بیٹوں نے کہا یا تو فیہ نہ اور کما مسئلہ اگر قاضی نے کہا ناگزیر باپ اسکا اولاد
 پر اولاد کا باپ یا ذی رحم محرم کا بیٹا دیا اور کما عدت تک اولاد کو نہ تو یہ وہ بچہ کہا ناگزیر جاتا رہا مان

لے بیٹے کے لیے اس سے اولاد دینا واجب ہے

لے بیٹے کے لیے اس سے اولاد دینا واجب ہے

پیغمبر کو سجا جائے اور کسے کام نیک مافقی حکم پیغمبر کے نولاؤ لگا اور اصل کر لگا اوس ایمان لایا لیا کیو باغونین جو یہی
 میں اوسکے پیغمبروں عیشہ منگل کو وہ ایمان لائے واسلہ اوان باغونین سدا شیک بہت ساجی طیار کر کہیں میں خدا تعالیٰ
 نے اوس ایمان لکھنے واسطی باغونین عقیقین اوسکے نصیب میں **لَعْنَةُ** تعسیر ومارسل جو محمد میں اچکل
 علیہا السلام آتین امد کی لئے قرآن میںینات لیخفا جیسے کہ یہ تین ظاہر کر نیوالی میں تہار کیلے اوان ملکوں کو کہ
 محتاج ہو تم اوسکے اطمینات ہی کی سر جو ہوں نے پڑیا ہے اوسکے معنی میں داعی کہ نہیں پوشیدہ میں سانی اوسکے
 نزدیک اہل اوس زبان کے یا نہیں شکسجرج عاجز کر کے اویکے نزدیک بلغا نصیفین کے اور پڑتا ہے اویکو یا
 تو مارا سی اویکو تو لکر لکے رسول یا امد تعالیٰ اویکو کہ ایمان لائے مارا مومنوں سے یہاں وہ میں کہ جو میں میں
 بعد اوارنے قرآن کے والا لکانا مؤمنوں کا کفر سے نہیں ممکن ہی اسلئے کہ کفر تو اوین ہی ہی نہیں کہ اوس سے لکالے
 حاوین لیئے تاکہ حاصل کسے اوسکے لیے رسول وہ چیز کہ وہ اوسیر میں اب تم ایمان اوسل صالح سے سبب نکالنے
 اویکے اور پھر سے کہتے اوسیر کہ وہ کفر ہے یا یہی کہ انا لکے امد اویکو کہ جان لیا ہے یا حقہ کیا ہے کہ وہ میں ہو گئے
 او نقر ایا لخر کلام اوسے ظاہر کسے شرف ایمان اوسل صالح کے اور اسلئے بیان کر کے سبب نکالنے کے اور غربت و فیکر
 اوسیر اور تار کیوں سے یعنی کمرای سے طرف دایت کو اور باطل سے طرف حق کے اور جبل سے طرف علم کے اور کفر سے
 طرف ایمان کا و شہو سے طرف دلیلوں کے اور غفلت سے طرف ہوشیاری کے اور اس غیر امدی طرف اس امد
 کے جب مراتب اور درجات ہر ایک کے اور ظلمت سے نجات کا فرما اوسلے پورے آئے کے اور کثافت اویکے اور کثرت
 اقام اور اسباب اویکے اور اسلئے فرمایا امد تعالیٰ نے قل من ینکلم من ظلمات الہ و الخیر لیخبر کہہ کہ کون نجات
 دیا سی ملکوت حق کل اور دیا کیسے کہ وہ ماند ظلمات کے میں اور یہی اعلیٰ مغلطات ہو گئے و فریاد کہہ کہ جیسا کہ
 حدیث میں وارد ہے ظلم کے حق میں اظلم ظلمات تو امد نصیب اویکے کام اچھا لیئے فاصل یا اسے اور باٹ اویکے
 اویکے اصل خوبی جی حاصل ہوتی ہے کہ ایمان اور اچر عمل دونوں میں اویکے ایمان ہی پوری خوبی ہو تو کوا کیو کہ پھر
 کہ یہ کام کر دیا کہ کام ترک کرنا ایمان اگرچہ اخیر کو سب نجات ہی لیکن نہ سچا یہ کام دون ایمان کے مفید نہیں
 ہوتے فرما ایمان اور اعمال متحدہ دونوں مفید ہوتے میں اسلئے بیان فرمایا علیٰ حبیب الخ اویکے اونی نہیں
 لیئے نیچے اوان باغونین کلا نون کے لیئے اویکے اویکے ختنے ہتی ہوگی نہیں چاروہ کو نوکل سورہ محمد میں اور انا
 الخ میں سے نبی الخ العظیم کے میں لیئے کیا خوب اور بہت اور ثواب مومنوں کے نصیب میں کیا ہے امد تعالیٰ
 قدس سرہ انہ الذین خلق سبب سموات وارضی و من لہن کلمات الہ من یدہن لعلو
 ان اللہ علی کل شیء قدير فان اللہ خدا کا کہ سچا سچی چلکا وہ خدا ہی کہ پائیکے ساتھ آسمان اور پیا
 کیا میرے مانند اویکے اور تمی ہے تدبیر کام کی در میان آسمانوں اور زمینوں کے میان کیا میرے کو چاک کہ خدا ہر چیز
 تو ناہی اوس ہی خاتمہ خدا کی کہ میرے پیغمبر کو اقباط کر کے **فَقَدْ** اللہ ہی جی جی نائی سات آسمان اور
 زمین ہی اوس ہی حکم اویکے خاتمہ خاتمہ خاتمہ اللہ ہر چیز اگر سکتا ہی اور امد کی خبر میں نائی ہے چیز کی **وَمَوْ**
 خدا تعالیٰ ہر حق ہے جو پیدائے سات آسمان ایک کے اور ایک اور پیدائے زمینوں کو جیسے آسمان سات میں زمین ہی
 سات میں تہ بند اور ترے میں حکم خدا تعالیٰ کے اور خدا اویکی ہر آسمانوں اور زمین کے کو خاتمہ اویکو کہ پیدائے

۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

اوس الگ پڑھیں جن فرشتے سخت خوار و خست و مافوقانی بہنیں کھڑے ہیں غلامی اور بیخبر میں کفر یا باہر نکالے
 اور کو اور کھڑے ہیں جو کچھ کہ حکم کیا جاوے اور کو کہ فرمے کہ اے ایمان والو! اپنی جانیں جاؤ اور اپنی گھر والوں کو
 اوس الگ جو جنگی چیشیان میں آدمی اور تیرا سپر غرض میں شے تنغز بردست یا علمی بہنیں کہے اسی کی حیات
 اور کو فرمادی ہے وہی کہے کہ میں کہ جو کہ غصہ سے مسلمان کو لازم ہے چاہے کہہ دلوں کو دین کی راہ پر لا دلوں کو
 دیکر دلوں کو کہیے کہ اسے توبہ کی اگر تائین تو اگلی کہ توبہ کیلئے کہ مو را و غرض سے ایمان ذات انسان
 ہے نفس مارا اور تیری بہرہ میں کہ چاؤ اور دور کو اپنے تئیں الگ جہنم سے ساتھ ترک کرنے لگا ہوں اگر کہنے
 طاقتوں کے اور چاؤ اپنے گھر والوں کو بھی ساتھ نصیحت اور ادب اور علم سکھانے اور الگ وہ میں جو آدمی کی پرست
 میں ہوں جسے بیوی اور بچے اور بہائی اور میں اور خادم اور بار خیر عم اور لالت کیا آئے اور واجب ہوئے
 امر بالمعروف کے فراموش ہوں درجہ بدرجہ اور حدیث میں ایسے رحم اللہ وجعل کال ما اھلک اھلک وکرم
 صبا مکہ لکھو کہ مکہ مکرمہ کرمہ لکھو کہ لعل اللہ جمعکم معہم فی الجنة اور یہ جنت الیہ
 الکلکم سراء و کلکم مسئول عن رعیتہ فالامار الذی علی الناس سراء وھو مسئول عن
 رعیتہ والرجل سراء علی اھل بیتہ وھو مسئول عن رعیتہ والکراۃ رعیتہ علی بیت
 سراء وولایہ وھو مسئول عنہم وعبدا الرجل سراء علی مال سیدہ وھو مسئول
 عنہ الکلکم سراء وکلکم مسئول عن رعیتہ متفق علیہ ف راعی کہنے میں لکھان اور
 امانت داکو پورا پورا ہے کہ اس کے تصرف میں ہے پس لازم ہے اس کو ادا کرنا اور حکم کا ادیبہ موجود ہے
 سب میں اگرچہ حقوق مختلف ہیں اور حدیث نصیحت ہے سب کے لیے ہر رعایت حقوق کے اور تنبیہ ہے اس کے سب
 پوچھ چاؤ دین کے کہ سیدہ ملانے لکھا ہے کہ ہر شخص لکھان ہے اور اعضا و حواس اپنے کے ہی اور دفعہ
 جاؤ لکھان کے احوال سے کہ لکھان استعمال کیا تھے اور کو اور طرح استعمال کیا اور حدیث میں اس کو ذکر کیا اس لیے کہ
 ظاہر ہے کہ حق لکھان کے بعضوں نے لکھان کو لکھان میں قیامت کو دین وہ ہو گا کہ قابل رہا انبی الی
 سے اور خاص ذکر کیا بل کو ساتھ نصیحت کر سیکے باوجودیکہ حکم اجنبی لکھان مانتا حکم اور بچکے ہے اس میں اس لیے کہ
 اقارب اولی میں ساتھ نصیحت کے سبب قرب اور بچکے حد کیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے فانوا الذین یؤمروکم
 انکھما سراء ورفا بالعد تعالیٰ نے واذکر رعیتہ یؤمروکم انکھما سراء ورفا لیکے شرائط اور دینی کے کہی بہنیں یا
 جاتے ہیں اجنبیوں کے جن میں خلاف قارب کے خصوصاً اہل کے کہ کو کہ آدمی سلطان یا اہل کا ہے اور کہ بعض
 اہل اشارہ نے تفسیر اس آیت میں کیا کہ کرو پھر نفو مکمل محبت دینا سے تاکہ ہوں اہل بہاری صالحہ سبب ثابت
 تہا کہ پھر جب رعیت کو کہے کہ دنیا میں وہی مشغول ہونگے دنیا میں کیونکہ امام کی غرض سے تابعین
 کی غرض ہوتی ہے اتنی اور اس امر کو کہ ان میں جن میں اور جن کو ذکر کیا اس لیے کہ مقصود آیت میں ڈرا نا اہل
 کا ہے اور اپنے فکر کیا کہ وہ تابع میں کفار انسان کے اس لیے کہ مثلاً ما اول صادر موال انسان ہی سوا تیر
 بجای لکھان کے اندھن ہونگے اس لیے کہ گری ہوگی بہت شدت کی ہوتی ہے یہ بہنیں لکھانوں وغیرہ کے
 اس لیے علیہ السلام نے فرمایا کہ لکھان تہا ہی ایک جز ہے شرح انکھما سراء ورفا لکھان بن عباس کے تہا سے لکھان

اور کو کہ فرمادی ہے وہی کہے کہ میں کہ جو کہ غصہ سے مسلمان کو لازم ہے چاہے کہہ دلوں کو دین کی راہ پر لا دلوں کو
 دیکر دلوں کو کہیے کہ اسے توبہ کی اگر تائین تو اگلی کہ توبہ کیلئے کہ مو را و غرض سے ایمان ذات انسان
 ہے نفس مارا اور تیری بہرہ میں کہ چاؤ اور دور کو اپنے تئیں الگ جہنم سے ساتھ ترک کرنے لگا ہوں اگر کہنے
 طاقتوں کے اور چاؤ اپنے گھر والوں کو بھی ساتھ نصیحت اور ادب اور علم سکھانے اور الگ وہ میں جو آدمی کی پرست
 میں ہوں جسے بیوی اور بچے اور بہائی اور میں اور خادم اور بار خیر عم اور لالت کیا آئے اور واجب ہوئے
 امر بالمعروف کے فراموش ہوں درجہ بدرجہ اور حدیث میں ایسے رحم اللہ وجعل کال ما اھلک اھلک وکرم
 صبا مکہ لکھو کہ مکہ مکرمہ کرمہ لکھو کہ لعل اللہ جمعکم معہم فی الجنة اور یہ جنت الیہ
 الکلکم سراء و کلکم مسئول عن رعیتہ فالامار الذی علی الناس سراء وھو مسئول عن
 رعیتہ والرجل سراء علی اھل بیتہ وھو مسئول عن رعیتہ والکراۃ رعیتہ علی بیت
 سراء وولایہ وھو مسئول عنہم وعبدا الرجل سراء علی مال سیدہ وھو مسئول
 عنہ الکلکم سراء وکلکم مسئول عن رعیتہ متفق علیہ ف راعی کہنے میں لکھان اور
 امانت داکو پورا پورا ہے کہ اس کے تصرف میں ہے پس لازم ہے اس کو ادا کرنا اور حکم کا ادیبہ موجود ہے
 سب میں اگرچہ حقوق مختلف ہیں اور حدیث نصیحت ہے سب کے لیے ہر رعایت حقوق کے اور تنبیہ ہے اس کے سب
 پوچھ چاؤ دین کے کہ سیدہ ملانے لکھا ہے کہ ہر شخص لکھان ہے اور اعضا و حواس اپنے کے ہی اور دفعہ
 جاؤ لکھان کے احوال سے کہ لکھان استعمال کیا تھے اور کو اور طرح استعمال کیا اور حدیث میں اس کو ذکر کیا اس لیے کہ
 ظاہر ہے کہ حق لکھان کے بعضوں نے لکھان کو لکھان میں قیامت کو دین وہ ہو گا کہ قابل رہا انبی الی
 سے اور خاص ذکر کیا بل کو ساتھ نصیحت کر سیکے باوجودیکہ حکم اجنبی لکھان مانتا حکم اور بچکے ہے اس میں اس لیے کہ
 اقارب اولی میں ساتھ نصیحت کے سبب قرب اور بچکے حد کیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے فانوا الذین یؤمروکم
 انکھما سراء ورفا بالعد تعالیٰ نے واذکر رعیتہ یؤمروکم انکھما سراء ورفا لیکے شرائط اور دینی کے کہی بہنیں یا
 جاتے ہیں اجنبیوں کے جن میں خلاف قارب کے خصوصاً اہل کے کہ کو کہ آدمی سلطان یا اہل کا ہے اور کہ بعض
 اہل اشارہ نے تفسیر اس آیت میں کیا کہ کرو پھر نفو مکمل محبت دینا سے تاکہ ہوں اہل بہاری صالحہ سبب ثابت
 تہا کہ پھر جب رعیت کو کہے کہ دنیا میں وہی مشغول ہونگے دنیا میں کیونکہ امام کی غرض سے تابعین
 کی غرض ہوتی ہے اتنی اور اس امر کو کہ ان میں جن میں اور جن کو ذکر کیا اس لیے کہ مقصود آیت میں ڈرا نا اہل
 کا ہے اور اپنے فکر کیا کہ وہ تابع میں کفار انسان کے اس لیے کہ مثلاً ما اول صادر موال انسان ہی سوا تیر
 بجای لکھان کے اندھن ہونگے اس لیے کہ گری ہوگی بہت شدت کی ہوتی ہے یہ بہنیں لکھانوں وغیرہ کے
 اس لیے علیہ السلام نے فرمایا کہ لکھان تہا ہی ایک جز ہے شرح انکھما سراء ورفا لکھان بن عباس کے تہا سے لکھان

بیت کر کے کہ میں کراؤں گری بہت ہوئی ہی اور طرہ میرے میں ان کی بہت کی جو آدمی ہوں بہت ہوا ہو اور
 نہ کو وہ آگ بہت جیسی ہے اور بقول بعض کے بہت ہوئے ہوئے تاپ جو دالے شیمان زیادہ ہوں دلیل اس کی قول
 اللہ تعالیٰ کا ہے انکو وما تعبدون من دون الله حصب جهنم لعلہم اذی اور تیر جو ساتھ ڈالے
 جاؤ جس کے آگ میں اے کراؤ می تراش تیرے تو کو اور رب تیرا کہا تھا اذکو سوای اللہ کے اور بعض نے کہا کہ تیر
 سے مراد سونا اور چاندی ہے کہ پیدائش اون کی تیر سے ہے زوریم ازسنگ زرد و سفیدہ اندرین نکھامند
 اسیدہ دے ازسنگ سخت تر بلیدہ کہ رنگیش راحت افزا ہے دل ازین سنگ اگر تو بکچی ہر خیریت
 جسی سنگ زنی + علیہا ملائکتہ یعنی اوس آگ سخت برعاکم ہوئے امو کیے اور غلاب کئے اہل او کیے فرستے
 اپنے او میں ازینہ یعنی دار و خاد و مدکاراؤ کے خلافت سخت دل کہ خالی ہو کر دل کے شفقت و رحمت سے
 شداد سخت قوی جمع شدید کی معنی قوی کے اس کی کہ وہ قوی ہوئے عاجز بنیں ہوئے دشمنان خدا کے تمام
 سبب حکم الہی کے اور بعضوں نے کہا علاؤ الاقوال شداد الافعال کہ قوی ہوئے افعال شدیدہ پر کام کرینگے انہو
 بانوں سے جس کے کرتے میں ہاتھوں سے جبکہ رحم طلبے جاوین گے بنیں محرم کرین گے اس لیے کہ وہ پیدا کیے گئے ہیں
 غضب سے اور جلت میں اون کے تہہ بہ نہیں لذت ہواؤ کے لیے مگر تہہ غضب میں اور اون کی جلت میں ہے خدا
 کو مخلق کا بدن رحم کے مابین اون کے موند ہو میں سافت ہی ایک بسکی یا جس کے فرق ہے در میان شرق
 اور مغرب کا ایک ایک اور گاہے گزرتے ایک ضربہ ترنار کو پس کرینگے آگ جنہ میں لا یغضون اللہ اما تم تم
 یعنی نہیں نافرمانی کرتے اللہ کی امر کی پھر غلاب کرنے کھانکے وغیرہ لا یغضون لا یغضون یعنی بجا
 لاتے ہیں اللہ کے حکمو کو بغیر کاہلی اور سستی اور تاخیر کاہلی اور نقصان کے کہ ہے بعض اکابر نے
 کہ اس آیت میں دلیل ہے اور عصمت تمام ملائکہ آسمان کے اور یہاں سے کہ وہ عقول مجرد ہیں ملائزاع اور نہیں ہوتے
 ہے البین مطیع بالذات میں خلاف بشر اور ملائکہ زمین کے جو نہیں چلتے ہیں طرف آسمان کے پس بعضی فرم
 وہ میں کہ نہیں چتر ہیں سے طرف آسمان کے کہی اور بعضی فرشتے وہ میں کہ نہیں اترتے آسمان سے زمین کی
 طرف کہی ہے مگر اصل تنذیر اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ آپ ہی گناہوں سے بچنا چاہیے اور
 اپنی اولاد کو بھی بچنا چاہیے ورنہ متحقق آگ مذکورہ کا ہوگا اور اولاد کو گناہوں سے بچنا بہت ضروری فرمایا انھیں
 صلے اللہ علیہ وسلم نے ولا ترفع ہنم عصاک اذبا و اعظمہم فی اللہ اور فرمایا حکم کر اولاد اپنی کو ساتھ ناز کے اوس
 حال میں کہ وہ شاہد ہوئے اور جلالی کو در میان اون کے استرو میں اور فرمایا اخل والذکرۃ من ائمتل
 میں اوپ میں بہت ہی پس اس آیت کو یاد رکھو اور احادیث نبویہ میں غور کر کہ آپ ہی گناہوں کے بچنے اور اہل دیال کو ہی
 گناہوں سے بچاؤ اب حالہ جکس ہے کہ اولاد کی خوشی کے لیے آپ ہی مرکب گناہوں کو بولتے ہیں اور انکو
 ہی خراب نہنگا کرتے ہیں کہ سالان گناہ کے مہیا کرتے ہیں یعنی پینگ و دوڑا و چوسا اور کعبہ اور کبوتر اور انکو
 لیے اور شاد یونین ناچ و رنگ مہیا کرتے ہیں ہوی اگر شمع سد کو موندی تو اور کا سالان ہی موجود کرتے ہیں
 اہل دیال شاد یونین ہر طرف کے باعث ہوتے ہیں اون کی خاطر باریاتہ بولے نکال کر اون کے دل خوش کرے
 میں مگر حق تعالیٰ رسول خدا کو بولے ہیں ہر خلاف شرع باتوں میں فرمان برداری اون کی مگر یہ کہ حدیث شریف

بیت کر کے کہ میں کراؤں گری بہت ہوئی ہی اور طرہ میرے میں ان کی بہت کی جو آدمی ہوں بہت ہوا ہو اور
 نہ کو وہ آگ بہت جیسی ہے اور بقول بعض کے بہت ہوئے ہوئے تاپ جو دالے شیمان زیادہ ہوں دلیل اس کی قول
 اللہ تعالیٰ کا ہے انکو وما تعبدون من دون الله حصب جهنم لعلہم اذی اور تیر جو ساتھ ڈالے
 جاؤ جس کے آگ میں اے کراؤ می تراش تیرے تو کو اور رب تیرا کہا تھا اذکو سوای اللہ کے اور بعض نے کہا کہ تیر
 سے مراد سونا اور چاندی ہے کہ پیدائش اون کی تیر سے ہے زوریم ازسنگ زرد و سفیدہ اندرین نکھامند
 اسیدہ دے ازسنگ سخت تر بلیدہ کہ رنگیش راحت افزا ہے دل ازین سنگ اگر تو بکچی ہر خیریت
 جسی سنگ زنی + علیہا ملائکتہ یعنی اوس آگ سخت برعاکم ہوئے امو کیے اور غلاب کئے اہل او کیے فرستے
 اپنے او میں ازینہ یعنی دار و خاد و مدکاراؤ کے خلافت سخت دل کہ خالی ہو کر دل کے شفقت و رحمت سے
 شداد سخت قوی جمع شدید کی معنی قوی کے اس کی کہ وہ قوی ہوئے عاجز بنیں ہوئے دشمنان خدا کے تمام
 سبب حکم الہی کے اور بعضوں نے کہا علاؤ الاقوال شداد الافعال کہ قوی ہوئے افعال شدیدہ پر کام کرینگے انہو
 بانوں سے جس کے کرتے میں ہاتھوں سے جبکہ رحم طلبے جاوین گے بنیں محرم کرین گے اس لیے کہ وہ پیدا کیے گئے ہیں
 غضب سے اور جلت میں اون کے تہہ بہ نہیں لذت ہواؤ کے لیے مگر تہہ غضب میں اور اون کی جلت میں ہے خدا
 کو مخلق کا بدن رحم کے مابین اون کے موند ہو میں سافت ہی ایک بسکی یا جس کے فرق ہے در میان شرق
 اور مغرب کا ایک ایک اور گاہے گزرتے ایک ضربہ ترنار کو پس کرینگے آگ جنہ میں لا یغضون اللہ اما تم تم
 یعنی نہیں نافرمانی کرتے اللہ کی امر کی پھر غلاب کرنے کھانکے وغیرہ لا یغضون لا یغضون یعنی بجا
 لاتے ہیں اللہ کے حکمو کو بغیر کاہلی اور سستی اور تاخیر کاہلی اور نقصان کے کہ ہے بعض اکابر نے
 کہ اس آیت میں دلیل ہے اور عصمت تمام ملائکہ آسمان کے اور یہاں سے کہ وہ عقول مجرد ہیں ملائزاع اور نہیں ہوتے
 ہے البین مطیع بالذات میں خلاف بشر اور ملائکہ زمین کے جو نہیں چلتے ہیں طرف آسمان کے پس بعضی فرم
 وہ میں کہ نہیں چتر ہیں سے طرف آسمان کے کہی اور بعضی فرشتے وہ میں کہ نہیں اترتے آسمان سے زمین کی
 طرف کہی ہے مگر اصل تنذیر اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ آپ ہی گناہوں سے بچنا چاہیے اور
 اپنی اولاد کو بھی بچنا چاہیے ورنہ متحقق آگ مذکورہ کا ہوگا اور اولاد کو گناہوں سے بچنا بہت ضروری فرمایا انھیں
 صلے اللہ علیہ وسلم نے ولا ترفع ہنم عصاک اذبا و اعظمہم فی اللہ اور فرمایا حکم کر اولاد اپنی کو ساتھ ناز کے اوس
 حال میں کہ وہ شاہد ہوئے اور جلالی کو در میان اون کے استرو میں اور فرمایا اخل والذکرۃ من ائمتل
 میں اوپ میں بہت ہی پس اس آیت کو یاد رکھو اور احادیث نبویہ میں غور کر کہ آپ ہی گناہوں کے بچنے اور اہل دیال کو ہی
 گناہوں سے بچاؤ اب حالہ جکس ہے کہ اولاد کی خوشی کے لیے آپ ہی مرکب گناہوں کو بولتے ہیں اور انکو
 ہی خراب نہنگا کرتے ہیں کہ سالان گناہ کے مہیا کرتے ہیں یعنی پینگ و دوڑا و چوسا اور کعبہ اور کبوتر اور انکو
 لیے اور شاد یونین ناچ و رنگ مہیا کرتے ہیں ہوی اگر شمع سد کو موندی تو اور کا سالان ہی موجود کرتے ہیں
 اہل دیال شاد یونین ہر طرف کے باعث ہوتے ہیں اون کی خاطر باریاتہ بولے نکال کر اون کے دل خوش کرے
 میں مگر حق تعالیٰ رسول خدا کو بولے ہیں ہر خلاف شرع باتوں میں فرمان برداری اون کی مگر یہ کہ حدیث شریف

اور اولاد کو بھی بچنا چاہیے ورنہ متحقق آگ مذکورہ کا ہوگا اور اولاد کو گناہوں سے بچنا بہت ضروری فرمایا انھیں
 صلے اللہ علیہ وسلم نے ولا ترفع ہنم عصاک اذبا و اعظمہم فی اللہ اور فرمایا حکم کر اولاد اپنی کو ساتھ ناز کے اوس
 حال میں کہ وہ شاہد ہوئے اور جلالی کو در میان اون کے استرو میں اور فرمایا اخل والذکرۃ من ائمتل
 میں اوپ میں بہت ہی پس اس آیت کو یاد رکھو اور احادیث نبویہ میں غور کر کہ آپ ہی گناہوں کے بچنے اور اہل دیال کو ہی
 گناہوں سے بچاؤ اب حالہ جکس ہے کہ اولاد کی خوشی کے لیے آپ ہی مرکب گناہوں کو بولتے ہیں اور انکو
 ہی خراب نہنگا کرتے ہیں کہ سالان گناہ کے مہیا کرتے ہیں یعنی پینگ و دوڑا و چوسا اور کعبہ اور کبوتر اور انکو
 لیے اور شاد یونین ناچ و رنگ مہیا کرتے ہیں ہوی اگر شمع سد کو موندی تو اور کا سالان ہی موجود کرتے ہیں
 اہل دیال شاد یونین ہر طرف کے باعث ہوتے ہیں اون کی خاطر باریاتہ بولے نکال کر اون کے دل خوش کرے
 میں مگر حق تعالیٰ رسول خدا کو بولے ہیں ہر خلاف شرع باتوں میں فرمان برداری اون کی مگر یہ کہ حدیث شریف

میں لاکھ لاکھ مخلوق فی منصبہ الخاق حضرت لقمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اوپر خدا ن مباحث
 آدمی کو چاہیے کہ یہ حال طالب رضا مولے کا ہے نہ طالب اذلی خوشی کا بعض اوقات شیطان یہ دوسرے
 دلیمن ڈالتا ہے کہ اگر آدمی رضا جوئی کر لگا تو ظاہری میں بڑی کامیابی دوسرے کو دفع کرے اس حدیث کے
 معنوں کو دیکھو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن بن صالح اللہ یحیی الناس کما اللہ
 یحیی الناس ومن التین رضا الناس یحیی اللہ وکما اللہ الی الناس کما اللہ یحیی اللہ وکما اللہ الی الناس کما اللہ یحیی اللہ
 یا ایہذا الذین لکنوا اعداء لکم من طایفہ مما یحییون ما لکنتم یعدون ہ او س یذکرین ہم ای کافرا
 عذر میں نہ کرو گے کہ دن سوئے اسکے نہیں کہ بڑی جاوگی نہ کو موافق او جبر کے کہ کرتے ہو فتنے کا
 منکر ہو یا لو مت یہاں سے بناؤ آجکے دن وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے **موفوف** کافروں نہیں اور
 دربانوں کی خوشامد کہ تمہارے کہ نہیں بیان سے کسی طرح نکال دیا عذاب کم کر تب وہ دربان خدا کے
 کے علم سے کہیں گے اسے کافروں مت عاجزی دمت کرو آج جو کوئی نہ سنیگا گناہاری بات سو مقرر بدلہ دیا جا
 اور دیا جا ہی نہ کواں کاموں کا جو تھے دیانین کے تھے یہ عذاب باقی نہیں ہے **عہ** تفسیر
 عذر نہ کرو آج کہ موعود مقبول نہیں ہے او یہ قول دوزخ کے دربانوں کا جو کاجو تھے کافروں کو
 ہلاک کر دوزخ میں لے کر اسے پرلاؤ گے اور وہ عذر کر رہا ہی دوزخ سے جائینگے **بجھ** یا ایہذا
 الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبہ تصوحا طعی سیکم ان یبکر عنکم سبنا انکر وینکحوا
 جنت تجھے میں تجھے **یا ایہذا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبہ تصوحا طعی سیکم ان یبکر عنکم سبنا انکر وینکحوا**
 یستوی بین ایدھم و یا ایدھم یعرفون ربنا انتم کافرنا و انکفرنا جرانا علی کل شیء
 قد یومنا سے مسلمانوں رجوع کو طرف خدا کے رجوع خالص امید ہے ہمارے پروردگار سے کہ دکر سے
 تم سے ہم تمہارے او داخل کرے باغوں میں کہ جنتی میں نیچے او کے بہترین اور
 کہ رو کر سے کا خدا پیغامبر کو اور نواؤں کو کہ ایمان لائے ہیں مجراہ او کے اور نواؤں کا چلنا جو گائے
 اون کے اور زمین طرف اون کے کہتے ہوں گے اسے پروردگار ہمارے پورا دے ہمارے لیے نور
 جلا اور جس بنو خنیق تو یہ چیز یہ **قد یومنا** اسے ایمان والوں توبہ کرو اللہ کی طرف
 صاف دل کے توبہ یا تمہارا رب او تارے تم سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے باغوں میں
 جسکے نیچے جنتی بہترین جہنم الدلیل کہے گا جی کو اور بعض لائے ہیں اس کے ساتھ آدمی
 روشنی دوری ہے او کے آگے اور او کے داسے کہتے ہیں اسے رب ہمارے پوری کر دے ہمارے
 روشنی اور صاف کر مکو تو یہ چیز کہنا ہے **موفوف** تفسیر توبہ تصوح توبہ صادقہ اور بعض
 نے کہا باطل حاصل یہ کہ بڑی توبہ یہ ہے کہ بے برائی سے اور باز آگائوں سے تفسیل اس کے
 یہ ہے کہ گناہ کو جو جو ہے سب برائی او کے کے اور ندامت کی ہوں کہ دستہ پر اور قصد معاہدہ
 کہ بہر نہیں گناہ کرے گا اور تدارک کرے اعمال شر کہ کاجب یہ پڑا تبین جمع ہوں تو جو کہ ہوتے
 ہیں شرائط توبہ کی کانے المفردات اور علی رضی اللہ عنہ سے مقبول ہے کہ او ہوں نے سنا

یہ تفسیر ہے کہ اگر آدمی رضا جوئی کر لگا تو ظاہری میں بڑی کامیابی دوسرے کو دفع کرے اس حدیث کے
 معنوں کو دیکھو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن بن صالح اللہ یحیی الناس کما اللہ
 یحیی الناس ومن التین رضا الناس یحیی اللہ وکما اللہ الی الناس کما اللہ یحیی اللہ وکما اللہ الی الناس کما اللہ یحیی اللہ
 یا ایہذا الذین لکنوا اعداء لکم من طایفہ مما یحییون ما لکنتم یعدون ہ او س یذکرین ہم ای کافرا
 عذر میں نہ کرو گے کہ دن سوئے اسکے نہیں کہ بڑی جاوگی نہ کو موافق او جبر کے کہ کرتے ہو فتنے کا
 منکر ہو یا لو مت یہاں سے بناؤ آجکے دن وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے **موفوف** کافروں نہیں اور
 دربانوں کی خوشامد کہ تمہارے کہ نہیں بیان سے کسی طرح نکال دیا عذاب کم کر تب وہ دربان خدا کے
 کے علم سے کہیں گے اسے کافروں مت عاجزی دمت کرو آج جو کوئی نہ سنیگا گناہاری بات سو مقرر بدلہ دیا جا
 اور دیا جا ہی نہ کواں کاموں کا جو تھے دیانین کے تھے یہ عذاب باقی نہیں ہے **عہ** تفسیر
 عذر نہ کرو آج کہ موعود مقبول نہیں ہے او یہ قول دوزخ کے دربانوں کا جو کاجو تھے کافروں کو
 ہلاک کر دوزخ میں لے کر اسے پرلاؤ گے اور وہ عذر کر رہا ہی دوزخ سے جائینگے **بجھ** یا ایہذا
 الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبہ تصوحا طعی سیکم ان یبکر عنکم سبنا انکر وینکحوا
 جنت تجھے میں تجھے **یا ایہذا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبہ تصوحا طعی سیکم ان یبکر عنکم سبنا انکر وینکحوا**
 یستوی بین ایدھم و یا ایدھم یعرفون ربنا انتم کافرنا و انکفرنا جرانا علی کل شیء
 قد یومنا سے مسلمانوں رجوع کو طرف خدا کے رجوع خالص امید ہے ہمارے پروردگار سے کہ دکر سے
 تم سے ہم تمہارے او داخل کرے باغوں میں کہ جنتی میں نیچے او کے بہترین اور
 کہ رو کر سے کا خدا پیغامبر کو اور نواؤں کو کہ ایمان لائے ہیں مجراہ او کے اور نواؤں کا چلنا جو گائے
 اون کے اور زمین طرف اون کے کہتے ہوں گے اسے پروردگار ہمارے پورا دے ہمارے لیے نور
 جلا اور جس بنو خنیق تو یہ چیز یہ **قد یومنا** اسے ایمان والوں توبہ کرو اللہ کی طرف
 صاف دل کے توبہ یا تمہارا رب او تارے تم سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے باغوں میں
 جسکے نیچے جنتی بہترین جہنم الدلیل کہے گا جی کو اور بعض لائے ہیں اس کے ساتھ آدمی
 روشنی دوری ہے او کے آگے اور او کے داسے کہتے ہیں اسے رب ہمارے پوری کر دے ہمارے
 روشنی اور صاف کر مکو تو یہ چیز کہنا ہے **موفوف** تفسیر توبہ تصوح توبہ صادقہ اور بعض
 نے کہا باطل حاصل یہ کہ بڑی توبہ یہ ہے کہ بے برائی سے اور باز آگائوں سے تفسیل اس کے
 یہ ہے کہ گناہ کو جو جو ہے سب برائی او کے کے اور ندامت کی ہوں کہ دستہ پر اور قصد معاہدہ
 کہ بہر نہیں گناہ کرے گا اور تدارک کرے اعمال شر کہ کاجب یہ پڑا تبین جمع ہوں تو جو کہ ہوتے
 ہیں شرائط توبہ کی کانے المفردات اور علی رضی اللہ عنہ سے مقبول ہے کہ او ہوں نے سنا

اور سختی کر دو نون فربان پر اور اس میں اشارہ ہے اس پر کہ سختی کرنی اللہ کے دشمنوں پر حسن اخلاق میں سے ہے اس لیے کہ جب بڑے رحیم کو حکم ہوا ان پر سختی کرنے کا تو کیا گمان ہو گا تیرا بہ نسبت غیر تو نے کے اور یہہہ سختی کرنی مٹانی رحمت کرنے کے احباب پر نہیں ہے عیا کہ فہرہ اللہ تعالیٰ نے آتش کدہ کے آگے اللہ تعالیٰ نے لا وینکے اور جہنم اور جہنم کے دوزخ ہے و جہنم کے اور سمین فذاب سخت اگر ایمان نہ لا وینکے اور فخلص ہو نیکے اور اسمین اشارہ ہے طرف نبی قلب کے جو جہاں دکنے واللہ فی سبیل اللہ پس وہ حکم کیا گیا ہے ساتھ جہاں دکنے کفار کے لینے نفس انارہ بالسور کے اور مضنون جوانیہ شہواتیہ اسکے کے اور ساتھ جہاں دکنے منافقوں کے لینے ہوئے شیخ کے اور صفات ہمیشہ اور سبب کے اور ساتھ سختی کرنے کے اور نیز نکوار ریا صفت سے اور نیز مجاہد سے اور مقام اونکا جہم بعد اور حجاب کا ہے اور وہ بری جگہ بازگشت بھی اس لیے کہ ذلت حجاب کی اور بعد از حجاب کا اشتہ ہے شدہ عذاب سے کہنا ہے فقیر کہ جب دشمن ظاہر محتاج ہوئے سختی اور شدہ کے تو کیا گمان ہے تیرا ساتھ بڑے دشمن دشمنوں کے کہ وہ نفس انارہ ہے پس پنج سختی کرنے کے اس پر نکات ہے اور پنج نرمی کرنے کے اور ہر ہلاکت ہے مثل مشہور ہے العَصَا لِمَنْ حَظِيَ اور کہا شیخ حدی سے درستی و نرمی ہم در بہت چو فضا و جسد و در ہم بہت اسمین اشارہ ہے اسکے طرف کہ توبہ کے لیے صفت حال و جلال کی جائے دیکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت نے سبقت کچر جب کفار و منافقوں نے کہنا نہ مانا نرمی سے تو حکم ہوا جہاں دکنے اور سختی کرنا اور تیرا کہ ظاہر جون احکام ہر ایک کے اسما بہت قابل ہے پس اسمین اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو یہاں کیے گئے ہیں رحمت کے لیے کہ وہ مؤمن ہیں اور نہ غصہ اور سختی کرنی چاہیے اور جو یہاں کیے گئے ہیں غضب کے لیے کہ وہ کفار و منافق ہیں اور نہ رحم اور نرمی کرنی چاہیے اور داخل ہیں اسمین اہل رحمت لینے ردافض و خارج و غیہ با اور اس لیے نہیں جائز ہے کہ لینے اسنی کشادہ بینیانی اور خوشی سے غصہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے خصون پر کہ کیا ہے انہوں نے ہمہ پس مومن پر لازم ہے کہ کوشش کرے طریق حق میں تاکہ دفع ہو کر دشمنوں کا اور شہیدانہ نوک ظاہر و باطن سے اور ہمیشہ وہے کسی فصلت پر اس لیے کہ اس سے حاصل ہونی ہے ترقی جو خصائص انسان سے ہے و سرور حدیث اللہ مت اللہ علیہ

سَعَىٰ وَالْمَرَآئِ وَنَحْوَ وَآمَرَكَ لَوْطِيلَ كَمَا تَحْتَ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِ نَاصِيَاتِ الْغَابِ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ عَيْنًا عَنِ اللَّهِ شَيْئًا وَفِي الْأَنْفُسِ مِمَّنْ الْأَخْلَافِ هَ غَارِي
خَانِے ایک کہاوت واسطے اونکے کا کہ ہوسے نوح کی بیوی کی اور لوط کی بیوی کی
تہنیں نیچے نکاح و بند و ن شائستہ کے ہمارے بند و ن من سے پس خیانت کی انہوں نے

اور سختی کر دو نون فربان پر اور اس میں اشارہ ہے اس پر کہ سختی کرنی اللہ کے دشمنوں پر حسن اخلاق میں سے ہے اس لیے کہ جب بڑے رحیم کو حکم ہوا ان پر سختی کرنے کا تو کیا گمان ہو گا تیرا بہ نسبت غیر تو نے کے اور یہہہ سختی کرنی مٹانی رحمت کرنے کے احباب پر نہیں ہے عیا کہ فہرہ اللہ تعالیٰ نے آتش کدہ کے آگے اللہ تعالیٰ نے لا وینکے اور جہنم اور جہنم کے دوزخ ہے و جہنم کے اور سمین فذاب سخت اگر ایمان نہ لا وینکے اور فخلص ہو نیکے اور اسمین اشارہ ہے طرف نبی قلب کے جو جہاں دکنے واللہ فی سبیل اللہ پس وہ حکم کیا گیا ہے ساتھ جہاں دکنے کفار کے لینے نفس انارہ بالسور کے اور مضنون جوانیہ شہواتیہ اسکے کے اور ساتھ جہاں دکنے منافقوں کے لینے ہوئے شیخ کے اور صفات ہمیشہ اور سبب کے اور ساتھ سختی کرنے کے اور نیز نکوار ریا صفت سے اور نیز مجاہد سے اور مقام اونکا جہم بعد اور حجاب کا ہے اور وہ بری جگہ بازگشت بھی اس لیے کہ ذلت حجاب کی اور بعد از حجاب کا اشتہ ہے شدہ عذاب سے کہنا ہے فقیر کہ جب دشمن ظاہر محتاج ہوئے سختی اور شدہ کے تو کیا گمان ہے تیرا ساتھ بڑے دشمن دشمنوں کے کہ وہ نفس انارہ ہے پس پنج سختی کرنے کے اس پر نکات ہے اور پنج نرمی کرنے کے اور ہر ہلاکت ہے مثل مشہور ہے العَصَا لِمَنْ حَظِيَ اور کہا شیخ حدی سے درستی و نرمی ہم در بہت چو فضا و جسد و در ہم بہت اسمین اشارہ ہے اسکے طرف کہ توبہ کے لیے صفت حال و جلال کی جائے دیکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت نے سبقت کچر جب کفار و منافقوں نے کہنا نہ مانا نرمی سے تو حکم ہوا جہاں دکنے اور سختی کرنا اور تیرا کہ ظاہر جون احکام ہر ایک کے اسما بہت قابل ہے پس اسمین اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو یہاں کیے گئے ہیں رحمت کے لیے کہ وہ مؤمن ہیں اور نہ غصہ اور سختی کرنی چاہیے اور جو یہاں کیے گئے ہیں غضب کے لیے کہ وہ کفار و منافق ہیں اور نہ رحم اور نرمی کرنی چاہیے اور داخل ہیں اسمین اہل رحمت لینے ردافض و خارج و غیہ با اور اس لیے نہیں جائز ہے کہ لینے اسنی کشادہ بینیانی اور خوشی سے غصہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے خصون پر کہ کیا ہے انہوں نے ہمہ پس مومن پر لازم ہے کہ کوشش کرے طریق حق میں تاکہ دفع ہو کر دشمنوں کا اور شہیدانہ نوک ظاہر و باطن سے اور ہمیشہ وہے کسی فصلت پر اس لیے کہ اس سے حاصل ہونی ہے ترقی جو خصائص انسان سے ہے و سرور حدیث اللہ مت اللہ علیہ

بندو کی پس دفع کیا اونہوں نے اون دونوں بیویوں سے کچھ غلاب نہ اسے اور کہا جادو لگا داخل ہو دوزخ
 میں ساتھ داخل ہونے والوں کو **ففتح** اور اللہ نے تباہی ایک کہاوت منکرون کے واسطے
 عورت نوح اور عورت لوط کے گہرین تہین دونوں ایک دونیک بندوں کے ہمارے
 بندوں میں سے پہراون سے چوری کی پیرہہ کام نہ آئی اونکو اللہ کے ہاتھ سے کچھ اور حکم ہوا
 کہ جاؤ دوزخ میں ساتھ جانے والوں کے **ففتح** نفسیہ حیانت اون دونوں کو
 یہی تہی کہ مخالفت پیغمبروں کے اور کفر اختیار کیا تھا اونہوں نے حضرت نوح کی بیوی کا
 نام واعد تھا نوح کی قوم سے کہتے تھے کہ یہ دیوانہ ہے پس وہ کافروں کے ساتھ ہونا
 میں غرق ہوئے اور لوط کی بیوی کا نام والہ تھا مہانوں کے آنے سے قوم لوط کو خبر ہوتے
 نہی تاملے اونکے ستانے میں کرین تہر جو بر سے اوسین وہ ہلاک ہوئے اور دونوں
 قیامت کو دوزخ میں جاوین گے اور ضرب المثل کافروں کے کہ لیے اس سبب سے ہمیں
 کہ جیسے کہ وہ دونوں بیویاں دونوں پیغمبروں کی تہن جبکہ اونہوں نے کفر و فساد اختیار کیا
 قرب اور پیغمبر کی نسبت لے اونکو کچھ نفع نہ آیا یہی اگر قریش ایمان نہ لادین گے فرات
 اور نسبت اونکے ساتھ پیغمبر ہمارے محمد کے نفع نہ لگی اور دوزخ سے ہمیں بچا لگی
 وقیل علیہ نفع لما کمہ جو متعین غلاب پر مین اونہوں نے کہا اون دونوں سے وقت مرنے کے
 کہین کے قیامت میں کہ داخل ہو دوزخ میں ساتھ داخل ہونے والوں کے اس آیت
 نے منقطع کر دی طبع اونکے کہ گناہ کرتے ہیں اسکی کہ نفع دے اون کو مصلحت غیر
 کی بغیر موافقت اوسکی کے طریقہ اور سیرت میں اگر یہ ہو اوعین قرأت بعد
سمرال کا بجز مدر ورح **وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ**
فِرْعَوْنَ **مَآذًا** **فَالَّتِ رَبِّ ابْنِ لِي عُنْدَكَ مِثْلًا مِّثْلَ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ** **وَوَحَّيْنَا مَرْثَ**
فِرْعَوْنَ **وَعَلَّمَاءَ وَوَحَّيْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** **هَ** اور نف ہر کی خدائے ایک کہاوت
 اونکے لیے کہ ایمان لائے عورت فرعون کی جب کہا اسے پروردگار میرے بنامیرے لیے
 نزدیک اپنے گہر بہشت میں اور خلاص کر مجھ کو فرعون سے اور کام اوسکی سے اور ظاہر
 دے مجھ کو قوم خالمون سے **ففتح** اور اللہ نے تباہی ایک کہاوت ایمان والوں کو
 عورت فرعون کی جب بولی اسے رب بنامیرے واسطے اپنے پاس آک کہ
 بہشت میں اور جب انکال مجھ کو ظالم لوگوں سے **ففتح** نفسیہ فرعون کی بیوی
 کا نام آسیہ بنت مزحم تھا جب دیکھ کہ نو سے علیہ السلام ساحرون پر غالب
 وہ ایمان لائیں فرعون جب اونکے ایمان پر مطلع ہوا اونکو جو سخن کر گرفتار
 ڈال دیا لہذا کہ جسکے اسے اوس پر سایہ کرتے تھے پھر فرعون نے حکم کیا کہ تہر ہمارے
 اوسکے سینہ پر رکھیں آسیہ نے اوجوقت میں پیہہ دعا کی کہ آبی مجھ کو اپنے پاس

ایمان لائے اور خداوند
 چاہے کہ وہ یہ سب کچھ
 نبیوں کے حضرت کی بیویوں
 پہاڑے اور بڑے ہون
 و ضرب اللہ مٹا لے
 و بعد ازین اے فرعون
 کہ دونوں نے ایمان لائی
 مولا کہ میں ایمان لائی
 میں اگر تو فرعون نہ
 تو کیا کیا سات فرعون نہ
 ہوں تو میں نہ ہوں
 اور میں نہ ہوں
 قتلے واسطے فرعون
 کہ فرعون کی عورت
 کی شکل عطا کرنے
 کے لیے اور کچھ
 کہ فرعون کے پاس
 واسطے اپنے پاس
 ایک گہر بہشت میں اور
 نجات دے مجھ کو
 سے اور کام دے
 سے کوئی اور
 اور بخت دے مجھ کو
 کی قوم سے
 اس میں سے ہر
 سے جو میں کوئی
 کا کچھ نقصان
 نہیں کرے اور

جنگہ دے اور عذاب اور کفران ظالمون کے سے حج کو نجات دے حق تعالیٰ نے
 اوسکی دعا قبول کی اور گہر بہشت کا اوسکو دکھا دیا اور روح اوسکی قبض کی قطیون
 نے تہرہ اور بدن بے روح اوسکے کے رکھا اور ایک جامعہ معتمدون کی اسپر
 ہے کہ حق تعالیٰ نے اوسکو مع بدن اوسکے کے اٹھایا اور اب زندہ بہشت میں
 کھاتی پیتی ہے اور یہہ جو آسیہ نے کہا کہ ابھی اپنے پاس مجھ کو جنگہ دے تو مراد
 اس سے یہہ ہے کہ درجہ عالیہ دے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے مکان سے
 اور یہہ جو کہا کام اوسکے سے وہ کفر ہے اور ظلم اور عذاب کرنا خبیث جرم کے
 اور قوم ظالمون سے لینے سارے قطیون سے اور اسین دلیل ہے اسپر کہ
 کہناہ مانگنی اللہ تعالیٰ سے اور التجا کرنی اوس سے اور خلاصی چاہنی اوس
 سے وقت سختی اور حادثوں کے صالحین کی سیرت اور سنن انبیاء اور
 مرسلین کے سے ہے مثنوی میں ہے **خضوع و بندگی واضطرار و اذین**
 حضرت نادر اعدا بہار پس نماز دعا کا واسطے دور ہونے ضرر کے بڑا ہے
 اہل طہریت کے نزدیک اسلئے کہ اہل حق اہلک کے اللہ کے ساتھ اور اہل
 دعوے تحمل مشقت اوسکے کے ہے اور حاصل مثل یہہ ہے کہ باوجود ایمان کے
 اتصال مومن کا ساتھ کافر کے کچھ ضرر نہیں رکھتا جبیکہ باوجود کفر کے
 اتصال اون عورتوں کے ہے چنبر کے ساتھ نفع نیا آوران و دایموتون میں
 حق تعالیٰ نے طبع خام طعمون کی بالکل منقطع کی ہے پس جو گناہ کرتے ہیں اور
 اوپر صلاح باپ دادون وغیرہم کے معذور ہوتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہر
 نجات پادین گے اون کے سبب سے محض حق اور داغ یہودہ کانا سے خدا
 کی نگاہوں سے بزرگ اور صلحی ابھی بزار ہوتے ہیں اور شفاعت نہیں کریں گے
 مگر اوسکے حق میں کہ خدا کی طرف سے اذن پادین گے **محمد**

روح و مژگیم اذنت عمران الیہ انصرفت فرجھا کفھا
 فیہ من شرفنا و صدقت بکلمات ربھا و کتبہ و
 کانت من الکفایتین ہ اور میری مٹی عمران کی کہ نگاہ کہہ اپنی فرج
 کو پس پہونکی پہنے اور کسی فرج میں روح اور برادر کہین باقین اپنے
 پروردگار کی اور کتا میں اور کسی اور تہی نہرمان بردارون سے لینے روح
 حضرت عیسیٰ کی مریم کے رحم میں آئی اور فرج کتا یہ سے جسم سے **وقتہ**
 اور میری مٹی عمران کی کہ جس نے رو کی اپنی شہوت کی جگہ پر پہونے پہونک دی اور سمین
 اپنی طرف کی جان اور سچ جانیں اپنے رب کی باقین اور اور کسی کتا میں

اور تہی بندگی کرنے والوں میں **محمد** اور مریم علیہما السلام کی وہ بی بی جس نے
تہانہ رکھا اپنی شہم کی جگہ کو حرام سے اور برے کام سے پرہیز کیا جسے اس کے
گرمیان میں اپنی مدح سے جو یہ لگی تھی تھنے اور سجا جانا اور سبی فی نے
ہماری باتوں کو جو جبرئیل فرشتہ کی زبان کی ہلکے سچین ہتھیں اور کت ابون کو ہی
اوسنے سجا جانا اور تہی وہ بی بی حکم جباللہ والوں سے جو خدا کے
کی بندگی کرنے میں کسی طرح کا تصور نہ کرتی تھی **محمد** **محمد** **محمد**
ذکر ہوا ہے نام مریم علیہا السلام کا قرآن میں سات جگہ اور ان کے نام
کے سوا کسی اور عورت کا نام نہیں مذکور ہوا اس لیے کہ مریم نے قائم کیا اپنے نفس
کو طاعت میں مانع مرد کامل کے اور مریم کے معنی میں عابدہ اور اللہ نے نام
نزدیک کا ہی ذکر کیا ہے قرآن میں جب کہ اوپر گناہ سورہ احزاب میں اور معنی
آیت کے یہہ میں کہ بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثل ایمان والوں کے لیے
حال مریم بنت عمران والدہ عیسیٰ علیہا السلام کی اور اوس جیسے مذکی کہ
دی گئی تھی وہ قسم کرامت دینا سے اور برگزیدہ کے سے اور جو تو ان عاملین
کے باوجود ہونے قوم اوس کے کے کافر اور نگاہ رکھا اس لیے کہ زنا اور بکارتی
سے جیسا کہ سیا یا اللہ نے اس لیے کہ ہمیشہ شرف فرعون سے اس لیے
کہ وہ عین لینے نامزد تھا اور بعضوں نے کہا کہ مراد شرح سے جیب
لینے گرمیان قمیص کا ہے قطعاً اس لیے ہونے کے جب ریشل نے ہمارے
حکم سے من رخصت لینے روح سے کہ یہ لکھا ہے اوس کو بلا واسطہ
اصل کے حصہ وقت عطف کیا گیا ہے اختصار پر یکجہات رہے اس لیے اور
کیا مریم نے صحیفوں کو کہ او ترے تھے انبار علیہم السلام لینے حضرت
آدم وغیرہ پر وکتبہ لینے چاروں کتا ابون پر کہ وہ تورتہ اور انجیل اور
زبور اور فرقان جن میں الف سائنتین لینے طاعت پر مواظبت کرنے والوں میں
سے اور بعض نے کہا ان مردارون محکمون میں سے مسجد اٹھ قطع میں
اور فرمایا بی علیہ السلام نے کہ کامل ہوئے مردوں میں سے بہت سے اور
نہیں کامل ہونے عورتوں میں سے مگر چہ اس لیے نبوت مراحم اور مریم بنت
عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور فضیلت عائشہ کی
بیویوں پر ایسی ہے جیسے فضیلت زینب کی سارے کہا ابون پر ایسے کہ اس
مطلق فاطمہ بنت شہزادہ کو ہے جیسے کہ دلالت کیا اس پر حدیث مذکور حدیث
روح مد
تمت

دعاؤں اور احکامات
تعالیٰ علیہ السلام کی
منجھوہ لایا بی بی
نہ جو فاسدین
قورای جی کہ
اللہ تعالیٰ
اور خان
والہ شایان
حالت میں
بہم کہ
نہیں
کو بہت
تو ہے
اور
ایک
صاف
عائد
بہر
ضرر
بنا
عقوب
دیں
۱۲

اور سحر اور سحران گیری ہوئی ہیں میان تک کو عرش الہیہ کی ہوئی ہے سب کو اور کسی
جو قریب تر تھا تو لگی ہی طرف عرش کی نسبت عرش کی مانند کر کے ہے کہ بڑا ہو چکا ہے
پس کیا کائنات ہی تیرا اس کی نیچے کے تھانوں کی نسبت یعنی وہ تو عرش کے اگر کچھ حقیقت
نہیں کہتے اور ہر سحران مقابلہ میں اس آسمان کی کہ اوپر اس کی ہے یہ نسبت رکھتا ہے
مناظر کی یعنی نہ دیکھی تو یہ خطاب رسول علیہ السلام کو یا ہر شخص کو کہ لایق خطاب کی ہے
اور سنی یہ ہیں کہ نہ دیکھی تو کچھ خلاف وضطر اب یہ پیش میں اور عدم تناسب بلکہ وہ
برابر سقیم ہے اور گول اور نہ بڑا اور خوب بند و بست کی ساتھ یہ ہر اکہ کو یعنی ہر
آسمان کے تاکہ وہ منع موحی ہی یہ ساتھ معانہ کی اور نہ باقی ہے تجلہ شدہ **روح**
لَقَدْ أَرْجِعَ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ حَاسِبًا وَهُوَ حَسْبُهُ
پس یہ ہر اکہ کو دوبارہ تو یہ آوی اکہ تیرے جانب خوار ہو کر مادی ہو کر **فتحہ**
یہ دوبارہ نظر کرے کہ وہ دوبارہ آوی تیری پاس تیری نگاہ رہے ہو کر تنگ کرے **کہ**
تفسیر تکرار کر نظر کو دوبارہ یعنی دوبارہ تہ پینی نظر کے اور بعضوں نے کہا سوا پہلے
پس ہو گئے تین بار اور بعضوں نے کہا کہ واداس سی وہی ہائین ہی بلکہ واداس میں تین بار
کثرت ہے یعنی بار بار نظر کرے خود کرادیب اور واداس تھان کی تلاش کو کچھ یہ لے نقصان
یاد دیکھ تو اور نظر تیری مادی اور ذلیل اور تنگ کر نہ آو لگی **مد جرحہ**
وَلَقَدْ كُنَّا مِنَ الْغَائِبِينَ إِنَّمَا أَصْحَابُ الْجِبَالِ كُفُوفٌ أَعْمَى
اور تحقیق نیست دی ہننے سحران نزدیک کو ساتھ چراغوں کی اور کیا جہی اون جو انھوں
آلات جبرستہ لٹکا اور طیار کھینچی وہی شیطان کی غلب و فرخ کا **فتحہ** **فتحہ** **فتحہ**
روشن دی وری آسمان کو چراغوں میں اور اونسی رگہ پیک مارش یطآن کی اور کسی ہی
اونکو مار دیکھتی آگ کی **مد** **تفسیر** زینت دی جہی الہیہ بیان ہی اسکا کہ پیدا
کرنا آسمانوں کا بنایت رونق خوبی کی ساتھ ہی بعد بیان کر لی اسکے کو اون میں کسی طرح کا
قصہ نہیں ہے اور تقدیر و قدر زناؤں کے یہ ہے و با بعد تقدیر زناؤں قسم کہا لی تاکہ مضمون کے لئے
اور مصابیح جمع مصباح کی ہے بمعنی چراغ کی واداس سی شکاری ہیں کہ روشن ہوتی ہیں
رات کو مانند چراغوں کی قسم سیارات اور ثوابت سی سبب شافی آسمان کی سب معلوم
ہوئے ہیں چڑھے ہوئے آسمان دنیا میں باجو دیکھ بیٹھے سنائی بیٹھے سبارہ اور تھانوں
یہی ہیں پس برابر ہے کہ ستاری آسمان دنیا کے ہوں یا اور تھانوں کی وہ ظاہر ہوتی ہیں
آسمان دنیا میں پس ہر تقدیر کھان دنیا میں ہی ان ستاروں کی کہ مانند چراغوں کی ہیں
اور نزل ہے ان مصابیح میں چاند ہے ہلکے کہ وہ بڑا ستارہ روشن ہی مجموعاً جمع جم کو لے
معدہ کہ ہے اور جم ہے کہ جس کی کوئی مارا حادی اور تاکا حادی یا جمع را جم کے ہے

اور سحر اور سحران گیری ہوئی ہیں میان تک کو عرش الہیہ کی ہوئی ہے سب کو اور کسی
جو قریب تر تھا تو لگی ہی طرف عرش کی نسبت عرش کی مانند کر کے ہے کہ بڑا ہو چکا ہے
پس کیا کائنات ہی تیرا اس کی نیچے کے تھانوں کی نسبت یعنی وہ تو عرش کے اگر کچھ حقیقت
نہیں کہتے اور ہر سحران مقابلہ میں اس آسمان کی کہ اوپر اس کی ہے یہ نسبت رکھتا ہے
مناظر کی یعنی نہ دیکھی تو یہ خطاب رسول علیہ السلام کو یا ہر شخص کو کہ لایق خطاب کی ہے
اور سنی یہ ہیں کہ نہ دیکھی تو کچھ خلاف وضطر اب یہ پیش میں اور عدم تناسب بلکہ وہ
برابر سقیم ہے اور گول اور نہ بڑا اور خوب بند و بست کی ساتھ یہ ہر اکہ کو یعنی ہر
آسمان کے تاکہ وہ منع موحی ہی یہ ساتھ معانہ کی اور نہ باقی ہے تجلہ شدہ **روح**
لَقَدْ أَرْجِعَ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ حَاسِبًا وَهُوَ حَسْبُهُ
پس یہ ہر اکہ کو دوبارہ تو یہ آوی اکہ تیرے جانب خوار ہو کر مادی ہو کر **فتحہ**
یہ دوبارہ نظر کرے کہ وہ دوبارہ آوی تیری پاس تیری نگاہ رہے ہو کر تنگ کرے **کہ**
تفسیر تکرار کر نظر کو دوبارہ یعنی دوبارہ تہ پینی نظر کے اور بعضوں نے کہا سوا پہلے
پس ہو گئے تین بار اور بعضوں نے کہا کہ واداس سی وہی ہائین ہی بلکہ واداس میں تین بار
کثرت ہے یعنی بار بار نظر کرے خود کرادیب اور واداس تھان کی تلاش کو کچھ یہ لے نقصان
یاد دیکھ تو اور نظر تیری مادی اور ذلیل اور تنگ کر نہ آو لگی **مد جرحہ**
وَلَقَدْ كُنَّا مِنَ الْغَائِبِينَ إِنَّمَا أَصْحَابُ الْجِبَالِ كُفُوفٌ أَعْمَى
اور تحقیق نیست دی ہننے سحران نزدیک کو ساتھ چراغوں کی اور کیا جہی اون جو انھوں
آلات جبرستہ لٹکا اور طیار کھینچی وہی شیطان کی غلب و فرخ کا **فتحہ** **فتحہ** **فتحہ**
روشن دی وری آسمان کو چراغوں میں اور اونسی رگہ پیک مارش یطآن کی اور کسی ہی
اونکو مار دیکھتی آگ کی **مد** **تفسیر** زینت دی جہی الہیہ بیان ہی اسکا کہ پیدا
کرنا آسمانوں کا بنایت رونق خوبی کی ساتھ ہی بعد بیان کر لی اسکے کو اون میں کسی طرح کا
قصہ نہیں ہے اور تقدیر و قدر زناؤں کے یہ ہے و با بعد تقدیر زناؤں قسم کہا لی تاکہ مضمون کے لئے
اور مصابیح جمع مصباح کی ہے بمعنی چراغ کی واداس سی شکاری ہیں کہ روشن ہوتی ہیں
رات کو مانند چراغوں کی قسم سیارات اور ثوابت سی سبب شافی آسمان کی سب معلوم
ہوئے ہیں چڑھے ہوئے آسمان دنیا میں باجو دیکھ بیٹھے سنائی بیٹھے سبارہ اور تھانوں
یہی ہیں پس برابر ہے کہ ستاری آسمان دنیا کے ہوں یا اور تھانوں کی وہ ظاہر ہوتی ہیں
آسمان دنیا میں پس ہر تقدیر کھان دنیا میں ہی ان ستاروں کی کہ مانند چراغوں کی ہیں
اور نزل ہے ان مصابیح میں چاند ہے ہلکے کہ وہ بڑا ستارہ روشن ہی مجموعاً جمع جم کو لے
معدہ کہ ہے اور جم ہے کہ جس کی کوئی مارا حادی اور تاکا حادی یا جمع را جم کے ہے

جسکا قوت چہا نیان میں اگر سوچی اوسین تو جان کی کتنی اہمکین جاگین ہیں اوسین یعنی کس کس کے لئے مشقت اور
 اور تھائی ہی اوسین ابتدا امر سی بیان تک کہ پورا اور لائق کہا نیسے ہوا اور وہ یہ نہیں بل جتنی وا
 بیج ڈالنی والا کاشنی والا کہتے کا کاہنی والا غلہ کا اوڑانی والا پسینے والا آٹا گوندہنی والا روٹی پکانا
 لگنے کے سہا پہ کہ جنہر یہ کام موقوف ہیں کتنی ہیں لکڑیاں اور پتھر اور لوہا اور سیان اور سبیل
 وغیرہ فلک اور سیسی ہر چیز کے بند کیونکہ غایت ہوتی ہے قسم کہانی اوسینے اور لباس وغیرہ سی سبز
 بہتری مقدمی ہیں اگر بندہ خود کرنا چاہے تو عاجز ہو جادی اوس سی اور طریقہ امجد جانا کہ یہ ہے کہ اکثر
 لطیف چہر کو کثیف میں محفوظ رکھتا ہے مانند مخا فطت اما متون کی مچھول جگہوں میں کی نہیں دیکھتا تو کہہ
 تعالیٰ نے کیا ہے مٹی کثیف کو معدن یعنی کان سوئی اور چاندی وغیرہ کی قسم جو اہری اور کینٹین
 سوئی کا اور کبھی شہد کو معدن شہد کا اور شیم کی کیر کیو معدن حریر کا اور سیطرح کیا بند کی دیکھو
 جگہ اور معدن اپنی معرفت و محبت کا اور وہ ایک مکڑا گوشت کا ہی پس دل پیدا کیا گیا ہی اسکے لئے
 نہ اور کسے چیز کے لئے پس لازم ہے بند کیو یہ کہ پاک کری اوسکو آلائش تعلق ماسوی آمدی پس لطف کیا
 اللہ تعالیٰ نے سپر سہا تہ پیدا کر کے اس قلب کی اندر اوسکی اور وصف کیا اپنے ذات کو سطح کے لطیف
 وغیرہ کے وسط میں اور چیز پر کہ باطن میں ہے بند کیے پس جب مواد جگہ دیکھنی اللہ تعالیٰ کا توجہ
 ہو ا خالی کرنا اوسکا افکار و خیال سے اور زمین کرنا اوسکا سطح کی معارف و علوم و سہارے کی
 روح **وَهُوَ الَّذِي يَجْعَلُ لَكُمْ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَاصْبِرُوا فِي مَقْعَدِ الْكِسَافِ وَأَمْرًا فَكُلُوا وَالشُّرَكَاءُ**
 وہی وہ کہ تا بعد ازاں تہاری زمین کو تارا چاہ اوسکی جواب و اطراف میں اور کہا و رزق خدا سے
 اور اوسکے طرف ہے اور ہٹا کے قطع کی و ہے جس کی تہاری زمین کو پست اپ پہ و اوسکی کناریاں
 اور کہا و کچھ روزی دی ہوئی اوسکے اور کچھ طرف ہی اور ہٹا ہے **فِي مَوَاقِفِهِمْ** اللہ تعالیٰ
 انہی یعنی اللہ تعالیٰ وہ بادشاہ فیاض آبادان کا ہے کہ کیا ہے تہاری زمین کو رام و مسخر اور تمکو
 بمنزلہ زمینداروں اور جگہ داروں کی اوس زمین آباد کیا اور جو کچھ زمین میں ہے کان اور حشری اور
 قوت اور حیوانات کا دار اسے نسل کا یں اور اونٹ اور گہرے اور گہرے کے سبکو بہت انصرف تہا کیڑ
 کیا تاکہ ان جانوروں کی کانین زمینوں کی نکالو اور لاعتین اوسوی آکا اور کنوین اور حشری جاری کر داور
 غلاتیں بنا و پس چلو زمین کی کچھ نہر واسطے تھارون اور لانی بنس ایک ملک کے طرف ملک دوسرے کے
 اور واسطے تھائی اوس معدوم کرنے آب و موال اور نوں ہر ملک کے اور کہا و رزق اللہ تعالیٰ کیسے تمکو
 زمین سی دیتا ہے نیس تم ہی معاملہ میں بمنزلہ مزارعون اور عمارانوں ہی ہوسے کہ تنخواہ تہا سے ہے
 تہا سے کام سی لگتی ہے لیکن باوجود اس سبکے مٹی مطاوت ہی کہ حق بادشاہ کا ہے اور ان کی ہر
 اور اور تنخواہ داروں کو کہ سائین اور محتاج اور یتیم و بی کسی ہیں اور سہا تہ دستا ویز حکم حضور کی مٹی
 چاہتی ہیں انکو بھی محروم نہ کرکوسلی کہ آخر بعد از طاع مدت عماری کی تمکو اس میں اور ہٹا فی
 گذارنا ہی اور طرف اوسکے ہے زندہ ہو کر اور ہٹا اور مٹی حساب جو جو کا لیا اور و پڑتار کرنے ہوتی

لے
 تھکے اندر ملک
 اعز النفس
 لوجہ ہمار
 وصفات بل بین
 ذات سال اند
 متکلف نوالہ
 دن برین جمال
 ۱۱۲۰
 دہن اوس
 ہلکے جسے بنائے
 اور پیدا کی زمین
 عاجز نا بعد از
 پھر اہل
 حشری
 کے اور حشری
 کے اور حشری
 رزق خدا سے ہے
 جو طرح سے ہوسے
 مقرر کے ہوسے
 جب تک جو کچھ
 اور خدا تعالیٰ کا
 کی طرف جانوروں کی
 اور ہٹا فی
 حساب و رزق

ملک گرفت و کبر مولی و در سپهر مغرور بود که ملکاتین کا ملکویا بی اور زمین کو کجای طور پر جو ملا و ج
 اور شمر او سکے کہ فرشتے اور رواج مدبره بین سب سمانوین بین اور سمانو کو همی مسافت هزار دن
 برس کے ہے اگر ملا ملک اور رواج چاہین کا ملکویا کن ہونے تیرہ کرین تو نہیں کر سکتی اگرچہ حکم
 اعلیٰ ہے درمقدار تیرہ کے پہنچے تو دفع اس شہر کی لئی فرمایا ائمہ فلاحی عذریہ کے ملکہ
 تابعی ہی منقول ہے کہ مابین دنیا کی اس کناری کی اور اوس کناری کی مسافت پان سو برس کی ہے
 و سو برس کی اور عین سی تو دیا میں ہی اور و سو برس میں کوئی رہتا نہیں ہی اور سی میں مابج
 مابج بین اور میں برس میں تمام خلق بین اور قادی ہی کہ کھا او ہونوں فی دنیا یعنی پہلا
 اوسکا باین حیثیت کہ گہرے ہوئے ہے اوسکو دریا ہمند جو میں ہزار فرخ ہے پس ملک ان
 یعنی حبشیوں کا اور عین سی باران ہزار فرخ ہے اور ملک آدم آہنہ ہزار فرخ اور ملک عجم
 ترک میں ہزار فرخ اور ملک ہزار فرخ ہی اور عبد ہمدن عمر فٹے امد ہما سی ہی کہ او ہونوں فی
 کہا کہ جو چکرے نہیں پہنچے ہیں حبشیوں میں سی چو تہائی اونکی بیت این سب لوگوں سی و امد علم
 بالصواب ذلولایم و قبالہ بنایت آسان ہو ملکوطا او سپر او شفت او ہمانی اوس سی تہ
 کہتے کر نیکی اور زمین اور کوین ہو و نیکی وغیرہ انکر زمین سخت ہی مثل تہر کے ہوتی تو چنانچہ
 او سپر شوار ہوتا اور کھتری وغیرہ او سپر نہ کر سکتی اور گرمی کی موسم میں گرم بیت ہوتی اور چارے
 موسم میں سرد بیت حاصل کیے امد تعالیٰ فی زمین کو ایسا بنایا کہ افع او ہما و اوس سی اوقتیم
 کیا اوسکو طرف نرمے اور پہاڑوں اور جنگلوں اور دیالوں اور نہروں اور شہیوں اور شور و شہر
 اور کینے اور درخت اور می اور تہر اور ریت اور دندون اور سانپوں والی اور خالی وغیرہ کے
 اپنے نہکت و قدرت سی کہا اہل حرکی کہ پیدا کیا امد تعالیٰ فی نفسوں کو ذلول یعنی تابعدا پس
 جسی تابعدا کی نفس کو ساتھ مخالفت اور کیے پس تحقیق نجات دی اوسکو فتنوں اور بلاؤں اور
 محنتوں سی اور جسی نہ تابعدا یا نفس کو او خود تابعدا ہوا اوسکا تابعدار اور ذلیل اور ملاک کیا
 اوسکو نفس اور کیسی اور کھا و زور قہادی یعنی دھونڈ و امد تعالیٰ کی نعمتوں سی زمین میں فتن غلوں
 اور میوں اور مانند کیسی اور اونکی یعنی فقط امد ہے کہ طرف ہے بہر تابعدا یعنی جے او ہن
 کے پس مبا لہ کر و شکر لغت اوسکین ہر روح ہے عا صلوٰتو من فی السجاء ان یحییہ
 یجد لا ارض و کذا اھی سولوٰتو کیا نڈر ہوئی ہو تم اوس کسی سی کہ تہان میں ہی اوس سی کہ وہاں دوی
 ملکوز میں پس ما کہاں زمین جنبش کری کہ فتح کیا نڈر ہوئی اوس سی جو تہان میں ہے کہ
 دہلوی ملکوز میں میں بہر دیکھو وہ لڑتے ہے کہ نفس میں آیت مڈر ہوئے ہوا اور
 ہنیں اوس بادشاہ سی کہ ظہور سلطنت اوسکی کا اور خادم اوسکی حکمو کے تہان میں ہی اوسکی
 کو تہان سی تدارک ہمارا زمین میں ہن کہاں کہ کر سکا اور یہ خیال تہا را محض خیال فاسد ہے
 نڈر ہو اوس سی کہ پیچہ لجا دی ساتھ تہا ری زمین کو جسکے اب ساتھ تہا ری ورام کر نیکی کے

ملک گرفت و کبر مولی و در سپهر مغرور بود کہ ملکاتین کا ملکویا بی اور زمین کو کجای طور پر جو ملا و ج
 اور شمر او سکے کہ فرشتے اور رواج مدبره بین سب سمانوین بین اور سمانو کو همی مسافت هزار دن
 برس کے ہے اگر ملا ملک اور رواج چاہین کا ملکویا کن ہونے تیرہ کرین تو نہیں کر سکتی اگرچہ حکم
 اعلیٰ ہے درمقدار تیرہ کے پہنچے تو دفع اس شہر کی لئی فرمایا ائمہ فلاحی عذریہ کے ملکہ
 تابعی ہی منقول ہے کہ مابین دنیا کی اس کناری کی اور اوس کناری کی مسافت پان سو برس کی ہے
 و سو برس کی اور عین سی تو دیا میں ہی اور و سو برس میں کوئی رہتا نہیں ہی اور سی میں مابج
 مابج بین اور میں برس میں تمام خلق بین اور قادی ہی کہ کھا او ہونوں فی دنیا یعنی پہلا
 اوسکا باین حیثیت کہ گہرے ہوئے ہے اوسکو دریا ہمند جو میں ہزار فرخ ہے پس ملک ان
 یعنی حبشیوں کا اور عین سی باران ہزار فرخ ہے اور ملک آدم آہنہ ہزار فرخ اور ملک عجم
 ترک میں ہزار فرخ اور ملک ہزار فرخ ہی اور عبد ہمدن عمر فٹے امد ہما سی ہی کہ او ہونوں فی
 کہا کہ جو چکرے نہیں پہنچے ہیں حبشیوں میں سی چو تہائی اونکی بیت این سب لوگوں سی و امد علم
 بالصواب ذلولایم و قبالہ بنایت آسان ہو ملکوطا او سپر او شفت او ہمانی اوس سی تہ
 کہتے کر نیکی اور زمین اور کوین ہو و نیکی وغیرہ انکر زمین سخت ہی مثل تہر کے ہوتی تو چنانچہ
 او سپر شوار ہوتا اور کھتری وغیرہ او سپر نہ کر سکتی اور گرمی کی موسم میں گرم بیت ہوتی اور چارے
 موسم میں سرد بیت حاصل کیے امد تعالیٰ فی زمین کو ایسا بنایا کہ افع او ہما و اوس سی اوقتیم
 کیا اوسکو طرف نرمے اور پہاڑوں اور جنگلوں اور دیالوں اور نہروں اور شہیوں اور شور و شہر
 اور کینے اور درخت اور می اور تہر اور ریت اور دندون اور سانپوں والی اور خالی وغیرہ کے
 اپنے نہکت و قدرت سی کہا اہل حرکی کہ پیدا کیا امد تعالیٰ فی نفسوں کو ذلول یعنی تابعدا پس
 جسی تابعدا کی نفس کو ساتھ مخالفت اور کیے پس تحقیق نجات دی اوسکو فتنوں اور بلاؤں اور
 محنتوں سی اور جسی نہ تابعدا یا نفس کو او خود تابعدا ہوا اوسکا تابعدار اور ذلیل اور ملاک کیا
 اوسکو نفس اور کیسی اور کھا و زور قہادی یعنی دھونڈ و امد تعالیٰ کی نعمتوں سی زمین میں فتن غلوں
 اور میوں اور مانند کیسی اور اونکی یعنی فقط امد ہے کہ طرف ہے بہر تابعدا یعنی جے او ہن
 کے پس مبا لہ کر و شکر لغت اوسکین ہر روح ہے عا صلوٰتو من فی السجاء ان یحییہ
 یجد لا ارض و کذا اھی سولوٰتو کیا نڈر ہوئی ہو تم اوس کسی سی کہ تہان میں ہی اوس سی کہ وہاں دوی
 ملکوز میں پس ما کہاں زمین جنبش کری کہ فتح کیا نڈر ہوئی اوس سی جو تہان میں ہے کہ
 دہلوی ملکوز میں میں بہر دیکھو وہ لڑتے ہے کہ نفس میں آیت مڈر ہوئے ہوا اور
 ہنیں اوس بادشاہ سی کہ ظہور سلطنت اوسکی کا اور خادم اوسکی حکمو کے تہان میں ہی اوسکی
 کو تہان سی تدارک ہمارا زمین میں ہن کہاں کہ کر سکا اور یہ خیال تہا را محض خیال فاسد ہے
 نڈر ہو اوس سی کہ پیچہ لجا دی ساتھ تہا ری زمین کو جسکے اب ساتھ تہا ری ورام کر نیکی کے

کند ہی پسو اور ہوتی ہو نہیں سمجھتی کہ جتنی کمزور زمین پسو اور کیا ہی قدرت رکھتا ہی کہ زمین کو ہمہ سوار کر لی
پس نہ کہاں وہ زمین اپنی لگی اور موج ماری مانند موج دریائی اور تم زمین کی پیٹ مین ساتھ ملا طم
امواج اس کے پائش پائش ہو کر نیست و نابود ہو جاو اور اگر باوجود وضع ہونی اس لیل کی سہت
نقصر اوں کیلئے سبب دور ہونی دار سلطنت اوں کیلئے زمین سی کو تاہ جانو تو تم مین ہر پختہ ہوا
اور امنہ لکھ عنری **یٰٰی** کہ کیا مڈر ہوئی تم ہی جیلا تیرا لون اوس سی کہ سلطنت اوں کے
آسمان مین ہی اسی کی آسمان جگہ پر ہے خوشن اوں کیلئے ہے اور اوس سی اوترے ہن حکم اوں کی
اور کر تین اوں کی اور اوعد نوہا ی اوں کی پس کو یا کہ فرمایا کیا مڈر ہو تم پیدا کر نیوالی آسمان کیس
اور بادشاہ اوں کیلئے یا سطح اسلے فرمایا کہ کا فر تھا کہ کہتی ہی تشبیہ کا اور ہکا کہ ائمہ مین
ہے اور حجت و عذاب اوترے ہن اوں کی طرف سی پس کہ کیا اوں کی اپنی موافق تھا و دیکھ
کہ کیا مڈر ہو تم اوس سی کہ گمان کرتے ہو تم کہ وہ آسمان مین ہے حال آنکہ وہ ایک مکان سی
وہاں وی بسے جبکہ دہسایا قارون کو **وَلَقَدْ كَذَّبَ كُنتُمْ فِي السَّمَاءِ اَنْ تَرْسِلُوْا**
حَاصِبًا فاعلمون کہ کیا مڈر ہوئی ہو اوس سی کہ آسمان مین ہی اسی کی کہ تیری تیرا
سنگار پس جانو گی تم کہ کیوں کہے **وَلَا يَمِرُّ فَوْقَہَا** یا مڈر ہوئی ہو اوس سی جو آسمان مین
ہے کہ چوڑی تیرا پڑاؤ کا سبب جانو گے کیس ہے میرا ذکر **وَلَقَدْ كَذَّبَ**
یعنی یا مڈر ہوئی تم اوس بادشاہی کہ تان مین ظہور اوں کی سلطنت کا ہے یہ کہ تیری تیر
اگر سنگار کو کہ بجای پسنے کے قطرون کے اوس ابر سی تیرا پسن جیسک اب پانی برتا ہی
اور پیدائش رزق تباریکہ ہو تاسے اور اگر الفضل وہ بادشاہ ملک و دنیا مین چوڑے
تو پس دیکھ کہ جانو گی تم ہیج اول منزل سفر آخرت کے کہ کہ منہم کا رست کہ تبارا و امیرا
اور اگر یہ کہ فتنی پس ڈرائیو با و زلزلین اور کہین کہ فتن زمین خلاف عادت ہی اور تیر
برسی آسمان سی ہی کہی واقع نہیں ہوئی تو پس یقین جان کہ انہون فی صراطی ہی جیلا ہی
ایا **وَلَقَدْ كَذَّبَ الْاَوْثَقُ عَزِیْزٌ** یا مڈر ہوئی تم انہو یہ انتقال ہے طرف تہدید کی اور جو کہ
حاصبا یعنی تیرا تان سی جیسک ہیج قوم لوٹا اور تیرا بغل پس جانو گی تم غریب ہون
کہ کیوں کہے **وَلَا يَمِرُّ فَوْقَہَا** **وَلَقَدْ كَذَّبَ الْاَوْثَقُ عَزِیْزٌ** **مِنْ قَلْبٍ** کان لکھ
اور حقیق جیلا یاون لوگون ہی کہ پہلے اسی ہی پس کیوں کہہ مو اعداب میرا **فَمِنْ** اوں جیلا کی مین
جو اسی پہلے تھے کہ کیا ہو امیرا کا **وَلَقَدْ كَذَّبَ** **مِنْ قَلْبٍ** **مِنْ قَلْبٍ** **مِنْ قَلْبٍ** **مِنْ قَلْبٍ**
غیر مفاد کو اون لوگون نے کہ پہلے انکے تے شق قارون اور قوم لوٹ کے پس کہ قسم کا ہوا
انہو میرا و غیر کہ قارون کو زمین مین دہسایا مینی اور وہ قائم ہونی قیامت تک کی طرف سی دیکھ
طرف دہشتا جلا حاتا ہے اور زمین ہی اوں کی تھیں حکم دے آیا ہے کہ غرق ہی کیا ہے اور ملاط
الوج اسے سے اوں کو زبرد زبرد کرتے ہے اور قوم لوٹ پرتان سی سنگ سبیل بری کر سے

سورۃ الملک
اور ہمہ سوار کر لی
پس نہ کہاں وہ زمین
امواج اس کے پائش
نقصر اوں کیلئے
اور امنہ لکھ عنری
آسمان مین ہی اسی
اور کر تین اوں کی
اور بادشاہ اوں کی
ہے اور حجت و عذاب
کہ کیا مڈر ہو تم
وہاں وی بسے جبکہ
حاصبا فاعلمون کہ
سنگار پس جانو گی
ہے کہ چوڑی تیرا
یعنی یا مڈر ہوئی
اگر سنگار کو کہ
اور پیدائش رزق
تو پس دیکھ کہ
اور اگر یہ کہ
برسی آسمان سی
ایا و لقد کذب
حاصبا یعنی تیرا
کہ کیوں کہے
اور حقیق جیلا
جو اسی پہلے تھے
غیر مفاد کو اون
انہو میرا و غیر
طرف دہشتا جلا
الوج اسے سے اوں

اور سہاگ کو مقابل سب کے کرتے ہیں **عزیزی** کہ اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَزُورُ فِكْرَكُمْ اَنْ اَمْسَلَكَ
 لِيَدْفَعُ بَلْ يَجْعَلُ نَفْسُكَ مِثْلَ نَفْسِ مَنْ لَا يَكُونُ هِيَ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْهُ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 بلکہ چھٹے سے مین بیچ کے اور ہر گزنی کے **ہفت** کہ پہلا وہ کون ہی جو ردی تمکو گردہ کرے ہر گز
 اپنے رتھ کو کوئی نہیں پرارے میں شمر اے اور بدنی پر **کہ موہ نقسیر** اپنے آما کون ہے ہر گز
 شخص کہ ردی دی تمکو اگر بند کر ہی حق تعالیٰ اور ردی اپنی اور سہاگ اور سکا شم بارش اور مو
 اور آفتاب اور چاند اور تیر اور سیل سیلیدی اور ظاہر ہے کہ جب ایک سید بنق کا کہ میں ہے بند ہو گیا
 تو کوئی بت اور معبود کا فریاد کو نہیں پہنچا ہے اور اس میں بندہ ہونی کو نہیں کہو تو چاہے
 اور سہاگ بس مہوم ہوا کہ امکان تھا بخدا کا ہے خیال باطل ہے لیکن یہ بطلان مقدمات فرخ دینے
 نہیں سمجھتے بلکہ ایسے ہونی میں تخی پر اور نفرت کرتے ہیں قبول حق سی اور حقیقت الامر یہی ہے کہ
 انہوں نے راہ رت کو کم کیا ہے اور نظر اپنے سہاگ غلیہ پر لگا رکھی ہے اور سہاگ سبب سے
 مطلق غافل ہونی میں پس ایسی پوچھنا چاہئے **افہم یحییٰ** **عزیزی** کہ اگر وہ ایک
 ساتھ روکھی مین کی اور مقدمات اسی کے اور اگر زرق موجود ہو یا بیت ہو اور سہل ہو کیا ناوسکا
 پہرے کہے کہا نہی والا اسکو اپنے موہنہ میں پس روکی آمد تعالیٰ اوس سی قوۃ لکھنی کے تو عاویز
 آسمان والی اور زمین والی اوس قہ کے لکھنے کے کہا ہی بعض مفسرین کی کہ کا فر باز ہے تھے یہاں
 اور دشمنی کہتے تھے رسول علیہ السلام ہی ہر وہا کر کر دو چیز و نیز ایک تو پھر وساتھا اوکو اپنے مان
 اور کثرت مددگار و نیز اور دوسری ہر وس اور عطا دیتا اسکا کہ بت پہنچا لے تین اوکو تمام پہلا
 اور دفع کرتی ہیں اوسنی تمام آقین سو باطل کیا اللہ نے انکے پہلے یہ وہی کو ساتھ کلام بال ہی کے
 اسن ہذا الذی چند لکھ لکھ اور دیکھا اونکی دوسرے یہ وہی کو ساتھ تولیے کے اَمِنْ هَذَا الَّذِي
 يَزُورُ فِكْرَكُمْ بَلْ يَجْعَلُ نَفْسُكَ مِثْلَ نَفْسِ مَنْ لَا يَكُونُ هِيَ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْهُ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 حدیسی اور لغو رہا گنا بل میں تعارت بیان کی ہی اونکی اور نہ رہی اسکی طرف اللہ تعالیٰ عظیم
 قَوْلُ مَنْ قَسَمَ اَنْ اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَزُورُ فِكْرَكُمْ بَلْ يَجْعَلُ نَفْسُكَ مِثْلَ نَفْسِ مَنْ لَا يَكُونُ هِيَ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْهُ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَزُورُ فِكْرَكُمْ بَلْ يَجْعَلُ نَفْسُكَ مِثْلَ نَفْسِ مَنْ لَا يَكُونُ هِيَ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْهُ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 کیا جو کوئی کہلی اوندہا پر اسو اپنے موہنہ پر راہ یافتہ زیادہ ہو یا وہ کوئی کہ چلتا ہے سدا بڑا ہوا سیک
 راہ پر مترجم کہتا ہے کہ یہ مثال ہے کا فرد مومن کی واسطہ علم **ہفت** کہ پہلا ایک جو صلی اوندہا
 اپنے موہنہ پر درہم سیدی راہ راہی یا وہ جو صلی سید ایک سیدی راہ پر **کہ موہ نقسیر**
 کا فزون اور مومن کو ہی جو شکر کہ اپنے باب وادائی جال بغیر سلائی برائی بھیجے جانی میں بہتر
 او نہیں سمجھاتی ہیں نہیں سمجھتے اور مومن سمجھ کر سیکہ راہ اسلام کی گریہ کہ چھوڑ کر چلتے ہیں
 جو منزل مقصود کو پہنچیں پس حاصل ہمہ کہ مومن کے معتدل و بال بصیرت اپنے جو ب و طرف کو
 دیکھ کر اہ مستقیم پر چلتا ہے راہ باب زیادہ ہی کا فر سے کہ وندی موہنہ پر اسو اندہا اپنی طرف سی

عزیزی کہ اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَزُورُ فِكْرَكُمْ اَنْ اَمْسَلَكَ لِيَدْفَعُ بَلْ يَجْعَلُ نَفْسُكَ مِثْلَ نَفْسِ مَنْ لَا يَكُونُ هِيَ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْهُ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 بلکہ چھٹے سے مین بیچ کے اور ہر گزنی کے **ہفت** کہ پہلا وہ کون ہی جو ردی تمکو گردہ کرے ہر گز
 اپنے رتھ کو کوئی نہیں پرارے میں شمر اے اور بدنی پر **کہ موہ نقسیر** اپنے آما کون ہے ہر گز
 شخص کہ ردی دی تمکو اگر بند کر ہی حق تعالیٰ اور ردی اپنی اور سہاگ اور سکا شم بارش اور مو
 اور آفتاب اور چاند اور تیر اور سیل سیلیدی اور ظاہر ہے کہ جب ایک سید بنق کا کہ میں ہے بند ہو گیا
 تو کوئی بت اور معبود کا فریاد کو نہیں پہنچا ہے اور اس میں بندہ ہونی کو نہیں کہو تو چاہے
 اور سہاگ بس مہوم ہوا کہ امکان تھا بخدا کا ہے خیال باطل ہے لیکن یہ بطلان مقدمات فرخ دینے
 نہیں سمجھتے بلکہ ایسے ہونی میں تخی پر اور نفرت کرتے ہیں قبول حق سی اور حقیقت الامر یہی ہے کہ
 انہوں نے راہ رت کو کم کیا ہے اور نظر اپنے سہاگ غلیہ پر لگا رکھی ہے اور سہاگ سبب سے
 مطلق غافل ہونی میں پس ایسی پوچھنا چاہئے **افہم یحییٰ** **عزیزی** کہ اگر وہ ایک
 ساتھ روکھی مین کی اور مقدمات اسی کے اور اگر زرق موجود ہو یا بیت ہو اور سہل ہو کیا ناوسکا
 پہرے کہے کہا نہی والا اسکو اپنے موہنہ میں پس روکی آمد تعالیٰ اوس سی قوۃ لکھنی کے تو عاویز
 آسمان والی اور زمین والی اوس قہ کے لکھنے کے کہا ہی بعض مفسرین کی کہ کا فر باز ہے تھے یہاں
 اور دشمنی کہتے تھے رسول علیہ السلام ہی ہر وہا کر کر دو چیز و نیز ایک تو پھر وساتھا اوکو اپنے مان
 اور کثرت مددگار و نیز اور دوسری ہر وس اور عطا دیتا اسکا کہ بت پہنچا لے تین اوکو تمام پہلا
 اور دفع کرتی ہیں اوسنی تمام آقین سو باطل کیا اللہ نے انکے پہلے یہ وہی کو ساتھ کلام بال ہی کے
 اسن ہذا الذی چند لکھ لکھ اور دیکھا اونکی دوسرے یہ وہی کو ساتھ تولیے کے اَمِنْ هَذَا الَّذِي
 يَزُورُ فِكْرَكُمْ بَلْ يَجْعَلُ نَفْسُكَ مِثْلَ نَفْسِ مَنْ لَا يَكُونُ هِيَ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْهُ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 حدیسی اور لغو رہا گنا بل میں تعارت بیان کی ہی اونکی اور نہ رہی اسکی طرف اللہ تعالیٰ عظیم
 قَوْلُ مَنْ قَسَمَ اَنْ اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَزُورُ فِكْرَكُمْ بَلْ يَجْعَلُ نَفْسُكَ مِثْلَ نَفْسِ مَنْ لَا يَكُونُ هِيَ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْهُ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 اَمِنْ هَذَا الَّذِي يَزُورُ فِكْرَكُمْ بَلْ يَجْعَلُ نَفْسُكَ مِثْلَ نَفْسِ مَنْ لَا يَكُونُ هِيَ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْهُ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 کیا جو کوئی کہلی اوندہا پر اسو اپنے موہنہ پر راہ یافتہ زیادہ ہو یا وہ کوئی کہ چلتا ہے سدا بڑا ہوا سیک
 راہ پر مترجم کہتا ہے کہ یہ مثال ہے کا فرد مومن کی واسطہ علم **ہفت** کہ پہلا ایک جو صلی اوندہا
 اپنے موہنہ پر درہم سیدی راہ راہی یا وہ جو صلی سید ایک سیدی راہ پر **کہ موہ نقسیر**
 کا فزون اور مومن کو ہی جو شکر کہ اپنے باب وادائی جال بغیر سلائی برائی بھیجے جانی میں بہتر
 او نہیں سمجھاتی ہیں نہیں سمجھتے اور مومن سمجھ کر سیکہ راہ اسلام کی گریہ کہ چھوڑ کر چلتے ہیں
 جو منزل مقصود کو پہنچیں پس حاصل ہمہ کہ مومن کے معتدل و بال بصیرت اپنے جو ب و طرف کو
 دیکھ کر اہ مستقیم پر چلتا ہے راہ باب زیادہ ہی کا فر سے کہ وندی موہنہ پر اسو اندہا اپنی طرف سی

اوس ہی سچی کو اچھا جانکر بولا ایل اوسکا منت ارمان کر کہ روشنی پہن سونے کی حبیبہ و رکی عجب
پڑی اٹھنے و سید اوس سنو کی ایک بیک گہبر کی وہ اوٹھا بکار یا تیری ہاتھ میں ہی اسکو مار
کور بولا میں دعا کہا انہیں ان دونوں میں مطلقاً آئینہ ہا گیا ایدوست مطلب میں تراہین
میں دون پرہیز اور توی اوٹھا نہ کورتبا اس گفتگو کی دہانین سانپ کی کاٹا ہی اوسکی نگرہ
زیر کارنگین اشر اوٹھو ہوا کاٹتی ہے اوسکی وہ انداموہ توہی کالی سانپ کو مچھنیان
نازیان پہنچو نہ کچھ لے مہراں دیکھ جان اور بوجہ کراندہ بن نہ سر کو موت سجھ کر کالی
دل کو متغفاری معمول کر نہ لپی عیسان کی تن سی دور کر کہیںچہ راہ دین میں اسطرح یار
جہتر میں جسطرح کہتیا ہے تار پشہ کی مرضی سی باہر کر نہ کام نہ تار ناوی تو دعا ہی نیک نام
کینا اسکا اوس معلوم ہے وہ جو تیرا ہنما خذوم ہے کہ نہ سجھا اوسکی کہنی کو تو مال تو خطا
پارچا اندھے کے مثال سانپ کیا ہے سانپ ہی یہ نفس سبک تجھے جو اکدن نہیں ہوتا لگ
گرا تو اس عدوی پرشہار پہنچا تو کوٹھری کی طرح یار خُلْ هُوَ الَّذِي اَنشَأَکَ وَجَعَلَ کَلَمَ
السَّحَابِ اَصْحَابًا وَاَلَا فِیْہِ اَنْۢیَۃٌ لِّمَنْ اَشْکُرُوْنَ کہہ وہی ہی وہ کہ پیدا کیا تمکو اور پیدا کی تمہاری ہی ساعت
اور انہیں اور دل تو ہوا شکر کرتی ہو **فَقِہ** تو کہہ وہی ہی جسکی تمکو نکال کھراکی اور بنا دی تمکو
کان اور انہیں اور دل تم تو راقع مانتی ہو **کاموہ تفسیر** فیضہ وہ اللہ تعالیٰ وہ
مسبب سبب ہی کہ پیدا کیا تمکو یہ وہ عدم سی اور اوسوقت میں کوئی نہ سبب فیضہ تمہاری وجود
کا نہ تھا علیہ کہ نہایت سبب بہتمہاری پیدائش کا جامع والدین کا ہے اور باہر بہت معلوم
کہ جامع والدین کو بیج پیدائش فرزند کی کچھ تاثیر نہیں ہے بسون صحت کرتے ہیں اور اونا دل
آرزو میں رہتی ہیں اور میسر نہیں ہوتی اور بیج دینی قوی کی اور پیدا کرنی جگہ قوی کی صلا اس
جملے کو تاثیر متصور نہیں پس وہے کہ پیدائی تمکو اور پیدا کی تمہاری شعوفا اور دنیاوی اور
دل کہ سبب ان تیون چیزوں کی دریافت کو ناسیاء عالم کا شروع ہوا اور نہ سبب چیزوں کے
سبب ہونا سبب کا ممتی معلوم کیا اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو ہرگز تم سبب کو سبب نہ جانتے
پس حقیقت میں سبب کا تو ہی سبب بنایا ہی والا افغانی کہی پے دیے ہوئے جاتی ہیں قلیلا
یعنی بہت کم شکر کرتے ہو اسلئے کہ یہ کان اور آنکھ اور دل کہ جگہ عقل و شعور کے ہیں تمکو اسلئے دیتے
کہ حق توحید اوسکا اور زری اوسکی تاثیر ادا کر اور سبب کو مظاہر اوسکی حکمت کا جانو متی ان
تمام آلات اپنے کو بیج چھانٹے سبب کی ہقدر دخل دیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید سی اور زری
اوسکی تاثیر سے محروم تھے اور اگر بالفرض سطوح سجھائی ہی راہ پر نہ آون اور اوپر تھا
سبب کی حقیقت ہر اور طریق سی تمکو سجھائی ہو **وَالَّذِي هُوَ الَّذِي عَلَّمَکُم بِیَمَیۡنِکُم**
نہ اتالی لے تمکو یہ نعمتیں دین میں تاثیر اوسکی نعمتوں کی رجوع اوسکی طرف کر داور شکر اوسکا
اوسکی نعمتوں کی قدر جانو اور تم شکر بجا نہیں لاتی بلکہ کافر ہوتی ہو **محر** کہہ ہی فضل مطلق کر

۱۔ اور وہی سچی کو اچھا جانکر بولا ایل اوسکا منت ارمان کر کہ روشنی پہن سونے کی حبیبہ و رکی عجب پڑی اٹھنے و سید اوس سنو کی ایک بیک گہبر کی وہ اوٹھا بکار یا تیری ہاتھ میں ہی اسکو مار کور بولا میں دعا کہا انہیں ان دونوں میں مطلقاً آئینہ ہا گیا ایدوست مطلب میں تراہین میں دون پرہیز اور توی اوٹھا نہ کورتبا اس گفتگو کی دہانین سانپ کی کاٹا ہی اوسکی نگرہ زیر کارنگین اشر اوٹھو ہوا کاٹتی ہے اوسکی وہ انداموہ توہی کالی سانپ کو مچھنیان نازیان پہنچو نہ کچھ لے مہراں دیکھ جان اور بوجہ کراندہ بن نہ سر کو موت سجھ کر کالی دل کو متغفاری معمول کر نہ لپی عیسان کی تن سی دور کر کہیںچہ راہ دین میں اسطرح یار جہتر میں جسطرح کہتیا ہے تار پشہ کی مرضی سی باہر کر نہ کام نہ تار ناوی تو دعا ہی نیک نام کینا اسکا اوس معلوم ہے وہ جو تیرا ہنما خذوم ہے کہ نہ سجھا اوسکی کہنی کو تو مال تو خطا پارچا اندھے کے مثال سانپ کیا ہے سانپ ہی یہ نفس سبک تجھے جو اکدن نہیں ہوتا لگ گرا تو اس عدوی پرشہار پہنچا تو کوٹھری کی طرح یار خُلْ هُوَ الَّذِي اَنشَأَکَ وَجَعَلَ کَلَمَ السَّحَابِ اَصْحَابًا وَاَلَا فِیْہِ اَنْۢیَۃٌ لِّمَنْ اَشْکُرُوْنَ کہہ وہی ہی وہ کہ پیدا کیا تمکو اور پیدا کی تمہاری ہی ساعت اور انہیں اور دل تو ہوا شکر کرتی ہو **فَقِہ** تو کہہ وہی ہی جسکی تمکو نکال کھراکی اور بنا دی تمکو کان اور انہیں اور دل تم تو راقع مانتی ہو **کاموہ تفسیر** فیضہ وہ اللہ تعالیٰ وہ مسبب سبب ہی کہ پیدا کیا تمکو یہ وہ عدم سی اور اوسوقت میں کوئی نہ سبب فیضہ تمہاری وجود کا نہ تھا علیہ کہ نہایت سبب بہتمہاری پیدائش کا جامع والدین کا ہے اور باہر بہت معلوم کہ جامع والدین کو بیج پیدائش فرزند کی کچھ تاثیر نہیں ہے بسون صحت کرتے ہیں اور اونا دل آرزو میں رہتی ہیں اور میسر نہیں ہوتی اور بیج دینی قوی کی اور پیدا کرنی جگہ قوی کی صلا اس جملے کو تاثیر متصور نہیں پس وہے کہ پیدائی تمکو اور پیدا کی تمہاری شعوفا اور دنیاوی اور دل کہ سبب ان تیون چیزوں کی دریافت کو ناسیاء عالم کا شروع ہوا اور نہ سبب چیزوں کے سبب ہونا سبب کا ممتی معلوم کیا اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو ہرگز تم سبب کو سبب نہ جانتے پس حقیقت میں سبب کا تو ہی سبب بنایا ہی والا افغانی کہی پے دیے ہوئے جاتی ہیں قلیلا یعنی بہت کم شکر کرتے ہو اسلئے کہ یہ کان اور آنکھ اور دل کہ جگہ عقل و شعور کے ہیں تمکو اسلئے دیتے کہ حق توحید اوسکا اور زری اوسکی تاثیر ادا کر اور سبب کو مظاہر اوسکی حکمت کا جانو متی ان تمام آلات اپنے کو بیج چھانٹے سبب کی ہقدر دخل دیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید سی اور زری اوسکی تاثیر سے محروم تھے اور اگر بالفرض سطوح سجھائی ہی راہ پر نہ آون اور اوپر تھا سبب کی حقیقت ہر اور طریق سی تمکو سجھائی ہو **وَالَّذِي هُوَ الَّذِي عَلَّمَکُم بِیَمَیۡنِکُم** نہ اتالی لے تمکو یہ نعمتیں دین میں تاثیر اوسکی نعمتوں کی رجوع اوسکی طرف کر داور شکر اوسکا اوسکی نعمتوں کی قدر جانو اور تم شکر بجا نہیں لاتی بلکہ کافر ہوتی ہو **محر** کہہ ہی فضل مطلق کر

اور عقل کیا امام خدائی ہے کتاب جو ہر مین بعض اہل مدسی کا وہ ہوتا ہے کہا کہ بعض اہل برنج مین ہی وہ مین
 کہہ سکتا تھا تو انکی ہمت سی وہ فرشتی پیدا کرنا ہے کہ کل کرتے مین انکی قبروں مین وہ عمل کہ اکثر کرتی تھی وہ
 دنیا مین اور کہتا ہے اللہ تعالیٰ اوس ہی بندیکے لئے ثواب اون اعمال کا آخرتخ ملک حیدیکے واقع ہوا تھا یہ
 بنائی جاتی کہ انکی کہ پایا لوگوں کو انکی قبر مین ایک شخص کو بصوۃ اونکی نماز پڑھتے پڑھان کیا لوگوں کی کہ
 تحقیق وہ وہی ہے اور تھا وہ پیدا کیا گیا اور انکی ہمت سی اور روح انبیا علیہم السلام کی متوجہ ہوتی ہی دنیا
 اور آخرت کی طرف چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا شب معراج مین موسیٰ علیہ السلام کو کہہ رہی تھی نماز
 پڑھتے انکی قبر مین اور پھر دیکھا اونکو چھٹی سحان مین پڑھتی تھی قبر مین شعل مین کی اور روح کو کہہ لگا
 ہوتا تھا ہوا کے ساتھ سطر کے نماز پڑھتا ہے اپنے قبر مین اور جو اب سلام کا وہ تباہی سلام کر رہا دیکھو اور حال
 وہ ہوتا ہے فرق علی یعنی فرشتوں اور روح انبیا و اولیاء مین اور منافات نہیں ہی ان دونوں مین وہ
 پہلے کہ جالی روح کا غیر حال ابدان کی ہی اور بعضوں مین مثال دی گیا اسکے ساتھ قافیکے کہ وہ نماز
 ہوتا ہے اور ستر و سکھ مین مین ہوتے ہے مانند جی تھی کی کہ جواب سلام کا دیتی ہی اور سکو اسلام پہنچا ہی
 اوپر نیز نزدیک قبر انیکے باوجود اسکے کہ روح اونکی علمی مین ہی یقیناً اور جدا نہیں ہوتی ہی قبر سی
 حیدیکے کہ ذرا بیان اسکا **روحہ سورۃ ن** اس سورۃ کا نام سوہ لون سی سہلی کہ
 اسکے سر ہے بحر حرف نون کا ہے نازل ہوئے پہ بعد اقرار کی اور بعد سوہ ملک کے لکھے گئے اسکے وچ
 مناسبت کے آگے لکھے جاوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ آیتین کے باوق مین اور رکوع دو اور کلمتی پنج ہیں
 اور حرف اولیٰ کہ ہزار ایک سو چونتیس اور سوہ کہ ہے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** **وَالْقُلُوبِ وَالْاَسْطُر**
مَا اَنْتَ بِغَیْرِ ذٰلِکَ یَسْجُدُوْنَ **فَتَمَّ سَاطِہٖ قَلَمُ** اسکے اور اوپر کے کہ لکھتے مین فرشتی نہیں ہی
 ساتھ فصل پروردگار اپنے کے دیوانہ **فَتَمَّ قَلَمُ** اور جو کچھ لکھتی مین تو نہیں اپنے ب کی فصل
 دیوانہ **مواہ تفہیر** نہیں ہے تو اسے تھجربب عصمت پروردگار اپنے کے دیوانہ یعنی ہم
 کا فر جو تھجو دیوانہ کہتے مین چھوٹے مین اور چ معنی ن کے اقوال بہت مین بعضوں کی نزدیک بتلا
 اسم ناصر اور نور اور مانتا دیکھا ہے اور بعض کے نزدیک نام سوہ یا نام ایک تختی نور کا ہی یا نام ایک نہر کا ہے
 بہشت مین یا قسم ہے ساتھ نصرت حق کی مومنوں کو اور بعضوں کے نزدیک ملا دونوں ہی نور ولایت محمد ص
 کی کہے ہے کہ قیام قیامت تک باقی ہے اور بعضوں کے نزدیک کہ تہی اور حدیث مین آیا ہی کہ اول جو کہندہ
 فی پیدا کیا قلم تہا پھر نون کو پیدا کیا کہ وہ دو ات تہی اور قلم نے اوس وقت سی لکھا جو کچہ کہ تھا اور ہوا ہی
 اتنے اور اوس قلم کو قلم علی کہتے مین طول اسکا اتنا ہی جیسی آسمان زمین کی درمیان مین فست ہے وہ
 نور کا ہے جبکہ خدا کی لائے اوپر نظر کے زمین شکاف ہو کر لوح محفوظ پر جاری ہوا اور جو کچہ کہ قیامت
 ہوا لوح محفوظ پر لکھا اور ابن عباس سی آیا ہے کہ اول خدا قلم کو پیدا کیا پھر نون کو پیدا کیا اور زمین
 کو اسکی پشت پر پیدا یا اور جب نون فی حرکت کی مین اپنی ہی حق تعالیٰ نے پہاڑ و کنوڑ مین پر پیدا کیا
 تا مینچ نہیں اور نون نام ایک چھپے کا ہے کہ نون اور ایک روہ مین بہوت نام اسکا ہے اور روایت کیا

وہ روح انبیا علیہم السلام کی متوجہ ہوتی ہی دنیا اور آخرت کی طرف چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا شب معراج مین موسیٰ علیہ السلام کو کہہ رہی تھی نماز پڑھتے انکی قبر مین اور پھر دیکھا اونکو چھٹی سحان مین پڑھتی تھی قبر مین شعل مین کی اور روح کو کہہ لگا ہوتا تھا ہوا کے ساتھ سطر کے نماز پڑھتا ہے اپنے قبر مین اور جو اب سلام کا وہ تباہی سلام کر رہا دیکھو اور حال وہ ہوتا ہے فرق علی یعنی فرشتوں اور روح انبیا و اولیاء مین اور منافات نہیں ہی ان دونوں مین وہ پہلے کہ جالی روح کا غیر حال ابدان کی ہی اور بعضوں مین مثال دی گیا اسکے ساتھ قافیکے کہ وہ نماز ہوتا ہے اور ستر و سکھ مین مین ہوتے ہے مانند جی تھی کی کہ جواب سلام کا دیتی ہی اور سکو اسلام پہنچا ہی اوپر نیز نزدیک قبر انیکے باوجود اسکے کہ روح اونکی علمی مین ہی یقیناً اور جدا نہیں ہوتی ہی قبر سی حیدیکے کہ ذرا بیان اسکا روحہ سورۃ ن اس سورۃ کا نام سوہ لون سی سہلی کہ اسکے سر ہے بحر حرف نون کا ہے نازل ہوئے پہ بعد اقرار کی اور بعد سوہ ملک کے لکھے گئے اسکے وچ مناسبت کے آگے لکھے جاوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ آیتین کے باوق مین اور رکوع دو اور کلمتی پنج ہیں اور حرف اولیٰ کہ ہزار ایک سو چونتیس اور سوہ کہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْقُلُوبِ وَالْاَسْطُر مَا اَنْتَ بِغَیْرِ ذٰلِکَ یَسْجُدُوْنَ فَتَمَّ سَاطِہٖ قَلَمُ اسکے اور اوپر کے کہ لکھتے مین فرشتی نہیں ہی ساتھ فصل پروردگار اپنے کے دیوانہ فَتَمَّ قَلَمُ اور جو کچھ لکھتی مین تو نہیں اپنے ب کی فصل دیوانہ مواہ تفہیر نہیں ہے تو اسے تھجربب عصمت پروردگار اپنے کے دیوانہ یعنی ہم کا فر جو تھجو دیوانہ کہتے مین چھوٹے مین اور چ معنی ن کے اقوال بہت مین بعضوں کی نزدیک بتلا اسم ناصر اور نور اور مانتا دیکھا ہے اور بعض کے نزدیک نام سوہ یا نام ایک تختی نور کا ہی یا نام ایک نہر کا ہے بہشت مین یا قسم ہے ساتھ نصرت حق کی مومنوں کو اور بعضوں کے نزدیک ملا دونوں ہی نور ولایت محمد ص کی کہے ہے کہ قیام قیامت تک باقی ہے اور بعضوں کے نزدیک کہ تہی اور حدیث مین آیا ہی کہ اول جو کہندہ فی پیدا کیا قلم تہا پھر نون کو پیدا کیا کہ وہ دو ات تہی اور قلم نے اوس وقت سی لکھا جو کچہ کہ تھا اور ہوا ہی اتنے اور اوس قلم کو قلم علی کہتے مین طول اسکا اتنا ہی جیسی آسمان زمین کی درمیان مین فست ہے وہ نور کا ہے جبکہ خدا کی لائے اوپر نظر کے زمین شکاف ہو کر لوح محفوظ پر جاری ہوا اور جو کچہ کہ قیامت ہوا لوح محفوظ پر لکھا اور ابن عباس سی آیا ہے کہ اول خدا قلم کو پیدا کیا پھر نون کو پیدا کیا اور زمین کو اسکی پشت پر پیدا یا اور جب نون فی حرکت کی مین اپنی ہی حق تعالیٰ نے پہاڑ و کنوڑ مین پر پیدا کیا تا مینچ نہیں اور نون نام ایک چھپے کا ہے کہ نون اور ایک روہ مین بہوت نام اسکا ہے اور روایت کیا

مفسرین کی حق تعالیٰ کی بعد پیدا کرنے میں کی ایک فوٹنی کو زیر عرض سی حکیم کیا تو ساتون زمین کو بھی
جا کر زمین کو اپنے دونوں ہاتھوں اور ہاتھوں کا مشرق میں ہی اور دوسرا مغرب میں لیکن ایک
قدوس کی لئی نہیں کیے جگہ نہی حق تعالیٰ کی ایک کائین جنت سی بھی کو جالیں ہزار سیکڑ اور جالیں ہزار
رکتے ہے اور جو ہر سبز لکڑ اور سکا مسافت ہاتھوں کی جے جنت سی لڑو کرد میان کو مان اور کان
اوس کائین کج رکھا گیا اور قدم اوس فوٹنی کے اوس یا قوت پر نہیں اور سیکڑ اوس کائین کی طرف
زمین سی باہر نکلی ہو بین اور نہی کائین کی دریا میں ہین ہر روز ایک بار دم لیتی ہی مدبحر یعنی پہلیا
دریا کا اوکسی لم لینی سے ہے اور جب اندر جاتے ہے جزیرہ یعنی سننا اوسکا اوس سی ہوتا ہے اور چونکہ
کائین کی بانو کے لئے جگہ نہیں کیے تھے حق تعالیٰ فی صخرہ یعنی پہر کا کڑہ بقدر دل ساتون آسمانوں اور
ساتون زمینوں کے پیدا کیا اور اوس کائین کج بانو کے نیچے رکھا اوکسی بانو اوس پہر پر نہیں اور صخرہ کو بیج
قول لقمان ^{عزیز} صخرہ کی مذکور ہے وہ یہ ہے اور چونکہ صخرہ کی نہیں کیے جگہ نہی حق تعالیٰ فی نون
یعنی جھیلے بڑے پیدا کے اور اوس صخرہ کو اوکسی بیٹھ گیا اور تمام بدن جھیلے کا خالی سی اور وہ جھیلے
دریا میں پشت ہوا پر اور ہوا قدرت الہی پر بوجہ سار دنیا کا اور اوان چیزوں کا کہ دنیا میں ہین جنت
ہین تا بالعدسے فرمایا اوکو حیات یعنی اللہ تعالیٰ نے کن یعنی ہوا جو اوس ہوا کی کہا کوب حیات کی کہ جنت
کے بیٹھ پر زمین ہے اوکو وسوسہ لایا یعنی کہا اوکو کو آجا جنت ہے تو کو کیا تیری بیٹھ ہی لے
لیو نما حلیہ بطح کے ہتین اور جانور اور درخت کا ٹکے چہرہ کر پھینکی تو اوکو اپنے بیٹھ سے تو اچا ہے
پس قصد کیا لیو نمائے اس بات کی کہ نکا پس پیجا اللہ تعالیٰ ایک جانور کو داخل ہوا اوس جھیلے کی نہی مڑ
پس پیجا وہ اوس جھیلے کے داغ تک پس فریاد کی جھیلے نے اوس سی طرف اللہ تعالیٰ کے پس حکم کیا اوس
جانور کو نکلنے کا پس نکلا وہ کہا کوبے پس تم ہے اوس ذہت کی کہ جان میری اوکسی ہاتھ میں بیٹھ
وہ جھیلے دیکھتے ہے طرف اوس جانور کے اور وہ جانور اوس جھیلے کو دیکھ ہی کہ اگر وہ جھیلے کسے کچلے میں سے
یعنی چہرہ اور اسی مخلوق کے پھینکے کے لئے تو بیٹھ جاوی وہ اوکسی تہی میں جیسیکہ پہلے ہاتھ لے کر
قرآن تعالیٰ ن اول اس سورتہ کا بلاشبہ ملی ہی اور اوسکے بعضے اور آیتوں میں خلاف ہی کہ ملی ہین یا مدنی
اور آیتیں اس سورتہ کی بلا خلاف چٹاس ہین اور ساتھ خلاف کی باؤن اور شبہل اس رتہ کا یہ ہتا
کہ جب آنحضرت علیہ السلام پر وحی آئی اور طریق وضو اور نماز کا حضرت کو غیب سی سکھایا آنحضرت نے
انہار دین حق کا شروع کیا اور حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت علی اور حضرت زید متبائی آنحضرت
اور امین خادمہ آنحضرت عم کی میان لائی اور نماز ادا کرنی آنحضرت کی اہل بیت میں لڑج ہوئی اور یہ
حرکات نمازہ کو اہل مکہ نے کیسے دیکھے ہین ہتی دریاں اوس شہر کی نقل ہر مجلس کے ہون کا فزون فی کہا
کہ فلانا دیوانہ ہو گیا ہے اور تمام لڑجے کچھ کو دیوانہ کیا ہی آنحضرت ان باتوں کی سنی غلین ہوئی حق تعالیٰ
فی یہ سورتہ پیجا اور دو قسمین کہا کہ ارشاد فرمایا کہ تو دیوانہ نہیں سی بلا عقل تیری تمام خلایق کی عقلا
غالب ہے اور وہ یہ لڑان دونوں سو تو کوئی یہ کہ سہ ملک جیجے لیکو کو الیکم احسن حکم لہ اور بیان

سورہ نون
شاہ عبد العزیز
رحمہ اللہ ساری
ہو قصہ اپنے فقیر کا
عقل کیسہ ہوا
سن سکے
بیٹھ تا کہ از ناوی
فلو کہ کوئی نام ہین
بہت اچا ہے
عقل میں ۱۱

کہ تفصیل اہل ان قصص کو اس مقام میں صحت و راہ کی کتاب کی ہی بطریق مندرجہ کی دو مین قصص اور غیبی مہم کی
جانی ہیں اول یہ کہ ایک شخص آنحضرت کی پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے چار خصلتیں مری ہیں
اول یہ کہ زنا کار ہو مین دوسرے یہ کہ جوری کرنا ہوں تیسری یہ کہ شراب پیتا ہوں اور چوتھی یہ کہ
جھوٹ بولتا ہوں ان چاروں کو اکٹھا ترک کرنا مجھے ممکن نہیں ہے فرمایا تو ایک چکر کو باغی طری
ترک کن آنحضرت نے فرمایا کہ جھوٹ نہ بولا کر جب وہ شخص اپنے گھر گیا اور رات الی تو قصد کیا کہ شہر کی
شراب نوشی اور زنا کار ہوا اسکے خیال میں آیا کہ اگر صبح کو آنحضرت کی پاس حاضر ہو دوں گا اور وہ مجھ کو
پوچھنے کے لئے آئے کہ رات زنا کا ہی اور شراب نوشی کی تو لی یا نہیں تو کیا کہو مین اگر سچ بولوں گا تو نصیحت
ہو تو لگا اور جھڑنا اور شراب نوشی کی مجھ پر جاری کر نیکی والا جھوٹ بولن چڑھ گیا خیال شراب نوشی
اور زنا کا موقوف کیا جس وقت کہ گئی اور لوگ بھی تو چاہا کہ جوری کو جادی ہی طریح کا خیال
اوسکو جو جوری سی مانع آیا کہ اگر کل مجھ کو ساتھ اس جوری کی مہتمم کر نیکی اور مجھ سے پوچھنے کے لئے آیا کہ بچا
اگر اتر کر دنگا تو میرا ہاتھ کاٹیں گی اور نصیحت ہو دنگا والا جھوٹ بولنا چڑھ گیا ناچار اس خیال کو ہی
موقوف کیا صبح کو آنحضرت کی پاس ہوا تو آیا اور کہا یا رسول اللہ سبب ترک روانی جھوٹ کی مجھ پر
چاروں خصلتیں مری کہ مجھ میں تہیں اپنے دور کر وائیں آنحضرت خوش ہوئی دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ ایک
شخص آنحضرت کی پاس آیا ایک شخص کو کیا یارین دعویٰ کہ میری بہائی کو اسے مارا ہے آنحضرت نے اوسکو
فرمایا کہ دیت یعنی خون بہائی و سنی کہا کہ جھکو قبول نہیں ہی ہر اپنے زنا کار کہتا کرتا جھکو بہت سا
ثواب آخرت میں حاصل ہو سنی کہا کہ یہ یہی منظر نہیں فرمایا جا پس اسکو کہ یہ قاتل کا راستہ
جب وہ شخص اوس قاتل کے قتل کو گئی تو اپنے یاروں ہی فرمایا کہ اگر یہ شخص اوس قاتل کو ماریگا تو تم
اوسکے ہوگا لوگ دوڑے اور اوسکو خبر کی کہ آنحضرت نے ایسا فرمایا ہی و سنی فی الفور غوغایا اور کچھ
چھوڑ دیا جب یار آنحضرت کی پاس آئے تو معلوم کیا کہ غرض آنحضرت کی یہ تھی کہ اگر یہ اوسکو ماریگا تو مانند
اوسکے قاتل ہوئے نفس میں ہوگا نہ خواہ مین اور قصد تیسرا یہ ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی پاس حاضر
ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک ہمسایہ ہی بہت موزی فرمایا کہ جا کر اس باب اپنے گھر کا لکڑا کر
ڈال دے اور لوگ تجھے پوچھیں کہ کیا کرتا ہے تو تو کہہ کر یہ ہمسایہ ہی نہایت موزی مینی جو آنحضرت
علیہ السلام ہی شکایت کے تو اپنے ایسا فرمایا ہے اوس شخص نے جا کر لکڑیاں لگا کر ڈال دیں اور یہ کہ پوچھنا
شروع کیا کہ جھکو کیا ہوئی کہ سب اب گھر کا لکڑا کر میان ڈال دیا ہے و سنی وہی جواب دیا جاپنی فرمایا
لوگو! بچ بخت و فرین اوس ہمسایہ کی شروع کے اور ہر کوچہ و بازار میں بہنہ بہیلے وہ ہمسایہ موزی
اوس شخص کے پاس آیا اور کہا کہ خدا کی و سنی جھکو ہتھ نہایت نکرا دے سب اب اپنا اپنے گھر میں لیجا اور غوغایا
اور سنا کر آیا کہ بار دیکھ جھکو ایذا دنگا اور قصد چوتھا یہ کہ پہلے نبوت آنحضرت کی سیل عظیم کے معطر
تین تین حجرا سود کو گرا دیا اور کچھ معطر کی بنیاد میں ہی صل ڈال دیا بعد چار میل کے سب دروازہ پیش کے
جمع ہوئے و سنیچہ باتوں ہی مرمت اور غنا معطر کی شروع کی جب نبوت حجرا سود کی پہنچی تو ہر فرقہ کی

بر قبیله کی سرداری چاہا کہ میں اس تہ پر لایا ہوں کہ ہون اور اور وک زراعت کی اور وک وصال بہت بڑی تھی
 آنحضرت کو لاہ و سوت میں آپ پھیریں گے تھے وہی غنہ نزع کی حکم مقرر کیا اور کہا کہ کوئی عامل نہ اندر میں جو ان کی
 تمام قبیلہ قرین میں کہی پیدا نہیں ہو جائے جو کچھ یہ کہیں ہم سب ان بیٹے آنحضرت کی حکم کیا کہ اوس تہ کو
 ایک تھی یا چار میں رہ کر کہہ کر کو نہ اوس چار کو ایک ایک سردار و ہادی اور سب کی اور ہائی میں شریک ہوں
 اور جب وہ پتہ سامنی اپنے مقام کے پہنچے تو مجھو بیٹے طرف سے پہل کر دو واسپے ہاتھ سے کہ ہون کہ ہاتھ پر حکم
 وکات بدکا ہاتھ ہو کا سپہ دار اس حکم پر رضی ہوئی قصہ با نچوان یہ کہ جد یہ میں جو کا فروں ہی صلح منگوا
 تو بائی کہ کا فروں پیشہ رکے کہ جو کوئی مسلمانوں میں ہی ہیا کہ کر جاے پس دیکا و سکو ہر ہین دیکل ہم
 اور جو کوئی ہم میں ہی ہیا کہ مسلمان پس دیکا تو اس کو ہم لیلین کی آنحضرت فی پیشہ شرط قبول کی آنحضرت
 یار یہ سکر تبت ناخون ہوئی اور سب کو آنحضرت سی عرض کیا کہ لا رسول اللہ ہم اس شرط کو ہر کر قبول نہیں کریں
 اسلئے کہ ان دونوں صورتیں لڑتے ہماری ہی اگر یہ اپنے ہیا کی ہو کو لینے تو ہم ہی جی ہیا کی ہو کو لینے آنحضرت
 فرما کر فرما کر جو کوئی ہم میں ہی ہیا کہ کر جا دیکا نہیں ہو گا مگر منافق کا و سکی ولین محبت لکھی اور زفات
 کا فروں کے گچہ وہ قابل سیکے ہو گا کہ ہم میں نہ ہی اونکی پس ہے ہو کو جا ہی ہیا کہ اس کو اپنے پاس ہی نکال دین
 چہ جائیکہ وہ خود بخود گیا ہو تو کہو نہ اس کو سب یاروں فی اس نکتہ کو سمجھا اور اہر عقل انہما ہم کی وک
 کہ عینوی مختصر تنبیہ حاصل یہ کہ ایسی عاقل کو دیوانہ جانا کمال حماقت ہے یہاں ہی
 کہ کوئی آقا کو مار دیکھان بان حق شیعہ و فلیقہ رب العلید کو دیوانہ جانی میں وہ خود بڑی جی میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا جیسا کہ کسی بزرگ کی کھا ہی **و** نکلس تراش ساخت جان
 چہ کہ نہ فروند و عیال ناخا زہ کہ نہ دیوانہ کنی ہر دو جہا لش جیشی دیوانہ تو ہر دو جہا زہ کہ نہ
 و انک لا حرا عذر مسندہ لیضہ بادشہ تیر میں ثواب ہے بے نہایت **ف** فتنے اور مجھو کیا ہے
 بے انتہا **م** موقہ تفسیر بینہ تیر میں اجر و ثواب ہی کہ قیامت تک منقطع ہتین ہو گیا سلی کی تیری
 ہاتھ ہی ہدایت کلیہ عالم کو پہنچاے اور وہ بہت تاوان قیامت باقی ہیکے اور مجھوں کو حرکات و سکنات
 و افعال اپنے سے خبر نہیں ہوتے ہے چہ چا کہ نہ اس کو ثواب غیر منقطع حاصل ہو جیسی ثواب غیر منقطع کی
 کہ بیان آنحضرت علیہ السلام کی لئی وعدہ کیا گیا ہے معلوم ہوئی تو معلوم ہوا کہ مراد اوس ہی ثواب اونکی امتوں
 اعمال کے ہیں کہ قیامت قیامت تک منقطع نہیں ہوئی پس اشکال کہ اس مقام میں ذکر کرتے ہیں جاتا رہا و حاصل
 اوس اشکال کا یہ ہے کہ اگر غیر ممنون ہر مومن کی لئی کوہ اتفاق میں اور کوہ تین میں وعدہ کیا گیا ہے ذکر کیا
 ہر مقام خصوصاً آنحضرت علیہ السلام کی کیا نسبت کہتا ہی اور دفع ہل اشکال کی یہ ہی کہ جو کچھ کہ مومنوں کی
 حق میں وعدہ کیا گیا ہے ہمیشہ رہنا ثواب پیشہ کا ہے اور جو کچھ کہ خصوصاً ساتھ آنحضرت کی ہے نہ منقطع ہوا
 ثواب اعمال کا ہے قیامت تک اور نہ اشکال ہر کا ہدایت عامہ کلیہ غیر منقطع ہے کہ خصوصیات اوس جناب کی ہی
 اور در بیان ان دونوں کی بہت فرق ہی حضرت ابن عباس رضی عنہما نقل ہے کہ کوئی اپنے نہیں ہے
 مگر کہ اس کو ثواب ہمائی دن کو نکال کر اس پر مال لائی تھے پہنچتا تھا سہلی کہ جو عمل کرتے تھے اپنے انبیاء کی شہاد

سورۃ ن
 آنحضرت
 وکات بدکا
 ہاتھ ہو کا
 سپہ دار اس
 حکم پر رضی
 ہوئی قصہ با
 نچوان یہ کہ
 جد یہ میں
 جو کا فروں
 ہی صلح منگوا
 تو بائی کہ
 کا فروں
 پیشہ رکے کہ
 جو کوئی
 مسلمانوں
 میں ہی ہیا
 کہ کر جاے
 پس دیکا و
 سکو ہر ہین
 دیکل ہم
 اور جو کوئی
 ہم میں ہی
 ہیا کہ
 مسلمان
 پس دیکا
 تو اس کو
 ہم لیلین
 کی آنحضرت
 فی پیشہ
 شرط قبول
 کی آنحضرت
 یار یہ
 سکر تبت
 ناخون
 ہوئی اور
 سب کو
 آنحضرت
 سی عرض
 کیا کہ
 لا رسول
 اللہ ہم
 اس شرط
 کو ہر کر
 قبول
 نہیں کریں
 اسلئے
 کہ ان
 دونوں
 صورتیں
 لڑتے
 ہماری
 ہی اگر
 یہ اپنے
 ہیا کی
 ہو کو
 لینے
 تو ہم
 ہی جی
 ہیا کی
 ہو کو
 لینے
 آنحضرت
 فرما کر
 فرما کر
 جو کوئی
 ہم میں
 ہی ہیا
 کہ کر
 جا دیکا
 نہیں
 ہو گا
 مگر
 منافق
 کا و
 سکی
 ولین
 محبت
 لکھی
 اور
 زفات
 کا
 فروں
 کے
 گچہ
 وہ
 قابل
 سیکے
 ہو
 گا
 کہ
 ہم
 میں
 نہ
 ہی
 اونکی
 پس
 ہے
 ہو
 کو
 جا
 ہی
 ہیا
 کہ
 اس
 کو
 اپنے
 پاس
 ہی
 نکال
 دین
 چہ
 جائیکہ
 وہ
 خود
 بخود
 گیا
 ہو
 تو
 کہو
 نہ
 اس
 کو
 سب
 یاروں
 فی
 اس
 نکتہ
 کو
 سمجھا
 اور
 اہر
 عقل
 انہما
 ہم
 کی
 وک
 کہ
 عینوی
 مختصر
 تنبیہ
 حاصل
 یہ
 کہ
 ایسی
 عاقل
 کو
 دیوانہ
 جانا
 کمال
 حماقت
 ہے
 یہاں
 ہی
 کہ
 کوئی
 آقا
 کو
 مار
 دیکھان
 بان
 حق
 شیعہ
 و
 فلیقہ
 رب
 العلید
 کو
 دیوانہ
 جانی
 میں
 وہ
 خود
 بڑی
 جی
 میں
 آنحضرت
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وسلم
 کا
 یہ
 حال
 تھا
 جیسا
 کہ
 کسی
 بزرگ
 کی
 کھا
 ہی
و
 نکلس
 تراش
 ساخت
 جان
 چہ
 کہ
 نہ
 فروند
 و
 عیال
 ناخا
 زہ
 کہ
 نہ
 دیوانہ
 کنی
 ہر
 دو
 جہا
 لش
 جیشی
 دیوانہ
 تو
 ہر
 دو
 جہا
 زہ
 کہ
 نہ
 و
 انک
 لا
 حرا
 عذر
 مسندہ
 لیضہ
 بادشہ
 تیر
 میں
 ثواب
 ہے
 بے
 نہایت
ف
 فتنے
 اور
 مجھو
 کیا
 ہے
 بے
 انتہا
م
 موقہ
 تفسیر
 بینہ
 تیر
 میں
 اجر
 و
 ثواب
 ہی
 کہ
 قیامت
 تک
 منقطع
 ہتین
 ہو
 گیا
 سلی
 کی
 تیری
 ہاتھ
 ہی
 ہدایت
 کلیہ
 عالم
 کو
 پہنچاے
 اور
 وہ
 بہت
 تاوان
 قیامت
 باقی
 ہیکے
 اور
 مجھوں
 کو
 حرکات
 و
 سکنات
 و
 افعال
 اپنے
 سے
 خبر
 نہیں
 ہوتے
 ہے
 چہ
 چا
 کہ
 نہ
 اس
 کو
 ثواب
 غیر
 منقطع
 حاصل
 ہو
 جیسی
 ثواب
 غیر
 منقطع
 کی
 کہ
 بیان
 آنحضرت
 علیہ
 السلام
 کی
 لئی
 وعدہ
 کیا
 گیا
 ہے
 معلوم
 ہوئی
 تو
 معلوم
 ہوا
 کہ
 مراد
 اوس
 ہی
 ثواب
 اونکی
 امتوں
 اعمال
 کے
 ہیں
 کہ
 قیامت
 قیامت
 تک
 منقطع
 نہیں
 ہوئی
 پس
 اشکال
 کہ
 اس
 مقام
 میں
 ذکر
 کرتے
 ہیں
 جاتا
 رہا
 و
 حاصل
 اوس
 اشکال
 کا
 یہ
 ہے
 کہ
 اگر
 غیر
 ممنون
 ہر
 مومن
 کی
 لئی
 کوہ
 اتفاق
 میں
 اور
 کوہ
 تین
 میں
 وعدہ
 کیا
 گیا
 ہے
 ذکر
 کیا
 ہر
 مقام
 خصوصاً
 آنحضرت
 علیہ
 السلام
 کی
 کیا
 نسبت
 کہتا
 ہی
 اور
 دفع
 ہل
 اشکال
 کی
 یہ
 ہی
 کہ
 جو
 کچھ
 کہ
 مومنوں
 کی
 حق
 میں
 وعدہ
 کیا
 گیا
 ہے
 ہمیشہ
 رہنا
 ثواب
 پیشہ
 کا
 ہے
 اور
 جو
 کچھ
 کہ
 خصوصاً
 ساتھ
 آنحضرت
 کی
 ہے
 نہ
 منقطع
 ہوا
 ثواب
 اعمال
 کا
 ہے
 قیامت
 تک
 اور
 نہ
 اشکال
 ہر
 کا
 ہدایت
 عامہ
 کلیہ
 غیر
 منقطع
 ہے
 کہ
 خصوصیات
 اوس
 جناب
 کی
 ہی
 اور
 در
 بیان
 ان
 دونوں
 کی
 بہت
 فرق
 ہی
 حضرت
 ابن
 عباس
 رضی
 عنہما
 نقل
 ہے
 کہ
 کوئی
 اپنے
 نہیں
 ہے
 مگر
 کہ
 اس
 کو
 ثواب
 ہمائی
 دن
 کو
 نکال
 کر
 اس
 پر
 مال
 لائی
 تھے
 پہنچتا
 تھا
 سہلی
 کہ
 جو
 عمل
 کرتے
 تھے
 اپنے
 انبیاء
 کی
 شہاد

اور ہم نامی کسی کرتی تھی والد الی علیٰ خیر کھا کھا اور چونکہ دین انبیاء گذشتہ کی منوح ہوتی جلی فی میں یہاں تک
کہ اگر خرب دیو نکلا دین کسی عہد کا منوح ہوا اور مل دین منوح پر مروجہ جلد نو کا بے نہیں پس انظر
اور جو ثواب انبیاء گذشتہ کی قطع ہوئی اور قیام قامت نہ تھی بخلاف جو ثواب خاتم النبیین کی کریمت
کے قائم ہوئی تاکہ قطع نہیں ہو سکے **عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ** قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ثَوَابِ مَنْ
بَرَّكَ لَهُ فِي فَيْتَةٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ هَوَايَةٍ أَوْ بَرَّكَ لَهُ فِي فَيْتَةٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ هَوَايَةٍ أَوْ بَرَّكَ لَهُ فِي فَيْتَةٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ هَوَايَةٍ
رَسُولُهُ يَنْتَقِلُ تَوْبَةً أَوْ تَوْبَةً أَوْ هَوَايَةً أَوْ بَرَّكَ لَهُ فِي فَيْتَةٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ هَوَايَةٍ أَوْ بَرَّكَ لَهُ فِي فَيْتَةٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ هَوَايَةٍ
جاء في السُّنَنِ أَنَّ بَرَّكَ لَهُ فِي فَيْتَةٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ هَوَايَةٍ أَوْ بَرَّكَ لَهُ فِي فَيْتَةٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ هَوَايَةٍ أَوْ بَرَّكَ لَهُ فِي فَيْتَةٍ أَوْ تَوْبَةٍ أَوْ هَوَايَةٍ
اس تون و تبدل کی راسخ و ثابت ہونا خلق کا مقصود نہیں ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کسی کیسے پوچھا کہ خلق حضرت کا کیا تھا کہ اس کو حق تعالیٰ فی مقدم مع میں بار فرمایا
اور ہونے لگا کہ خلق حضرت کا قرآن تھا یہی جس چیز کو حق تعالیٰ فی قرآن میں پسند کیا ہے بالقطع
صادق ہونے لگے اور جس چیز کو حق تعالیٰ فی قرآن میں پسند فرمایا ہے اس کی بالقطع متغیر ہونے لگے اور بعض
علماء کہہ رہے کہ خلق عظیم ان کے تبارک تبارک تعالیٰ نے اس پر یہ تعلیم فرمایا ہے **حَلِّ الْعُقُوبَةِ وَ الْمُنْ**
بِالْعَمَلِ فِي الْفَيْتَةِ اور فی الواقع کہ حالت دعوت الی اللہ میں اور مدد کرنے میں اس کی زیادہ
کوئی چیز سخت نہیں ہے اور بعض لوگ کہہ رہے کہ خلق عظیم حضرت کا یہ تبارک تبارک تعالیٰ کی ساتھ مل
رہے تھے اور کہ ان کہتے تھے اور باطن میں حق کی ساتھ مشغول تھے اور عین تجاذب ظاہر میں
میں اوقات بسر ہی ہوئی اور یہ امر بھی بہت دشوار ہے ایسے کہ ظاہر و باطن ایک طرف توجہ ہو سکا
تو کام آہل ہوتا ہے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ اپنے فرمایا **إِنَّمَا الْعِبَادَةُ كَلِمَةٌ** حکم کر دیا کہ خلق حق
بشت میں آئے ہوئے ہے کہ تمام پیغمبروں گذشتہ کی بزرگوں کو میں تمام قرآن انہی صفت آدم کی اور ہم
اور اس کے اور شکر لوح کی اور جو کہ اور عبادت صامع کی اور ملت طویل کے عہد میں اس کی اور صبر و یوب کی
اور عدل و انصاف و ایمان کی اور امار و معروف اور بنی اہل کے کہ حضرت حق کی کہتی تھی اور
نہ حضرت عدیل کے صلوات اللہ علیہم انبیا علیہم اجمعین اس سبب کہ حضرت آدم کو ساتھ خلق عظیم کے نصف
فرمایا کہ جمیع مخلوق اس میں بزرگوں کے ہے **بِأَنَّهُ خُوبَانٌ جَدَّ وَ دَنَّهُ وَ تَبَارَكَ لَهُ** اور یہی حدیث شریف
آپ کے کہ جب آیت **فَخَلَقْنَاكُمْ نَارًا** ہوئی تو حضرت آدم نے حضرت جبریل کی تقریر کے پوچھی جبریل علیہ السلام کہا
أُذِنْتُ بِكُمْ أَمَّا أَنْ تَنْصَلُّوا مِنْ قَطْعَةِ لَحْدٍ وَ تَعْطُوا مِنْ حَرْبِكَ وَ تَعْطُوا مِنْ ظِلِّكَ یعنی
یہ آیت مجھ کو تمام اچھے مذاق سکھاتے ہے اور بخلا و سلی بہرہ کہ اس کو کہ تو اس کی کہ قطع کر تجھی اور خوشی
اپنے دیوی تو اس کو کہ محمد کر بھی چکلو گے بخشش ہی اور سنا کہ تو اس کی کہ ظلم کر ہی تجھ پر جو کہ
حضرت کے احوال سے مطلع ہو تو یقیناً حاکم کا حضرت فی اس کی کہ مضمون کو نہایت واضح کہ پوچھا
کہ اس کی برہ کہ مقد و کسی شہر کا نہیں ہی بخلاف معاملات ان کے ساتھ کافرین شیخ یہ تبارک
جب جگہ میں حضرت کی گجا بزرگوار کو انھیں کیا اور اور حضرت سترایہ و کم و قفل کیا اور حضرت کی گجا کی

۱۰

مانند کبر

دینی حیر
کے ہوتے
۱۵

مستشار

عقود

۱۰۰

۱۰

جگر کوٹھا کراچیا اور شہید و کوٹھکے یا اور تحفہ کی سر مبارک کو خرم عظیم پہنچایا اور زندان مبارک کو
شہید کیا یہاں تک کہ خون سرور دامن مبارک سی جا رہے تھارو کو گونجیہ حال دیکھ کر تیب ہو کر عرض
کیا کیا رسول اللہ اب یہ کافر بیع ظلم اور بے دلی کے حد تک گنجی ہیں بدو عداوت پر کرنے چاہئے آجئے فرمایا
کہ مجھ کو بدو عدا کے لئے نہیں بھیجئے بلکہ واسطے رحمت و ہدایت کی بھیجا ہے * اللہم عاف عقری و عوفی و اھلہ
قوی فانیہم لا یفک کمون اس قصہ کو ان جہان اپنے صحیح میں بسند مستبر یا یہ ہے اور روحی تون اپنے
سکھورایت کیا ہے اور طے لے اور حکم اور ان جہان اور پیچھے اور اور مقرر محزون فی زبدین ثلثہ سی کہ
کو ایک حکما یہودی ہمارایت کیا ہے کہ مجھ کو تمام اور صاحب پر آخر الزمان کی علیہ السلام کا گلفی کتابوں میں مینی کی
تھے آنحضرت علیہ السلام میں ظاہر ہوئی مگر وہ یقین معلوم نہیں لیکن تین ایک توبہ کہ علم و لگاؤ کی غصہ پر
قابل ہو دوسرے یہ کہ بیع مقابلہ محنت کو مینی کے غصے اور کی زیادہ ہو چکا مینی کران وہ صفیون کو بہتان کر دین
منظر قابوی وقت کی بنائیں ناگہان ایں اتفاق پڑا کہ آنحضرت علیہ السلام نے بھی بہت سی رپوں کو بچرین قرض خرید
اور ایک ت واسطے ادا قیمت کی مقرر فرمائی میں دو تین روز پہلے مدت سی کیا اور تھا ضا شروع کیا تین
دیکھا کہ رکا فاضل مبارک صلا متغیر نہیں ہوا اور نہیں فرمایا کہ جو زمت و معود وہ نہیں گزری سی کیون تھا ضا
ترہا ہے تو مینی قصہ تھا ضے میں سخت کو مینی شروع کی جب دیکھا مینی کہ بہت سی یا آنحضرت علیہ السلام کی
مجلس میں جمع ہو گئے تو بہت زیادہ غصے کی مینی تاکہ دیکھو بسنے ہم یاروں کی غصہ غلبہ کر سی اور کہہ کلام
سخت مجھ کو کہیں لیکن آپ صلا متغیر ہوئی یہاں تک کہ یہ کہہ کلمہ چھ مینی کہا کہ ہمار سی خاندان میں اور
قرض میں اس طرح لیت و صل کرتے چلے آئے ہیں کسی قرض خواہ فی مینی با سانی قرض نہیں وصول کیا سی
یہ کہہ سنکر حضرت عمر رض غصہ ہوئی اور میں اور کہا اور میرا بہن مبارک او چا د مبارک ہو کی اپنے ہاتھ
پہنچے اور تین نظر سے دیکھا اور کہا کہ اوہ قرض میرا سی وقت اور کہ آنحضرت علیہ السلام اوٹی اور حضرت عمر
قیاب ہو کر شیش کونج کر میری سر پر لکھ کھاک لے و شتم فاضل نہیں آتا ہے تو کسی قرض نیر اسر کا وائی
ہوں آنحضرت فی مینا کہ آنحضرت عمر رض کی طرف نظر کرے اور فرمایا کہ سی بہن میں توقع کہ نہتا ہا میں چکا
ہا کہ نہ اور مراست ہو چکا جو طرح قرض اذکار نیکے لئے اور دیکو شے تھا ضا کہ نیکے لئی نصیحت کرتے
یہ کہ کیا تا ہے جو تم کہتے ہو حضرت عمر رض فی نادم ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ زیادہ اسی حد نہیں
نہتا ہوں اب مجھ کو حکم فرمائی کہ سکو قرض ادا کرین ہم فرمایا کہ جاؤ اور تمام حق سکا اور اور میں صلح
اور اسکے حق سی زیادہ سکو دوسیلے کہ بدلہ اس سلو کی کا کہ اسی کیا سی میں حاصل ہو میں یہ کلام
منسکر سلا ہوا اور یہ یہی بلے برہرہ سی روایت صحیح میں آیا ہے کہ ایک نے آنحضرت علیہ السلام کو مارا
بٹہ ہوئی مابین کر سی چہر و نام کی اور ہی تاکہ دولت خانہ میں تلافی لجاوین اور ہم چہرہ
ناگہان ایک بدو صبا ہوا او چا د مبارک آنحضرت کی سکر برز رہیچے یہاں تک کہ گردن مبارک سرخ ہو
اور قریب تھا کہ سر مبارک دیوار سی جا لگی اپنے اوچھو انیشن کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا غرض کہتا
تو کہ مینی کہا کہ میرے وزن اور مینی غلہ سی دوی پہلی کہ مال جو تیری پاس ہی مال خدا کا ہی تری با

۲

کتابخانه
خانہ و غریبہ
مکتبہ

✓

جس نے ہمیں ہمارے
قوم کی اور
ہماری قوم کو
ایسے کردہ
جس نے ہمیں ہمارے

بہ خوش طبعی فرمائی کہ اس بن باک بک جہاں کی کوئی ایک نوز با لا تہا لغیر نام کہ اس کو زبان بند نہ کر
 لال کہتی ہیں اتفاقاً وہ لال مرکی انحضرت عم اور اس کی تعزیت کی لئی اس کی پس مستتریت کی لئی
 اور فرمایا جانے کیا تھا اھل الشیعہ تاکہ اس کلام کی مقلدی کی کسی وہ خوش ہو اور غم نہ کری اور حدیث صحیحہ میں
 آیا ہی کہ اگر ان ترین چیزوں کی مدد و قیامت کی مومنوں کی ترزوی اعمال میں خلق نیک کا اور یہ ہے
 آیا ہے کہ انحضرت صوم فی ایک واپسی بارون کو فرمایا کہ کچھ جانتی ہو کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ وہ جن
 جا وینگی عرض کیا یا رسول اللہ خدا اور اس کا رسول خوب جانتی ہیں فرمایا دو چیزیں کا واک کہ مومنہ اور
 شرمگاہ ہیں کہ اکثر موجب ذہل ہوتی دو فتح ہوئیں پہر فرمایا کہ کچھ جانتی ہو کوئی چیز اکثر موجب شرم
 ذہل ہوئی کسی ہی عرض کیا کہ اللہ اور رسول اس کا خوب جانتی ہیں فرمایا تقویٰ اور حسن خلق اور یہی آیا
 کہ وہ ایمان بسبب حسن خلق کی قدام اللیل اور صلوات اللہ علیہا کا وجہ پائے اور مرد وطن کسی دین اسلام ہی
 کہ کوئی دین پیار اور پسندیدہ اللہ تعالیٰ کی نزدیک اور سن یادہ نہیں ہی برار صنی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن اناس وجہا جہنم خلعا میں لاطول الابان ولا بالقصر اور اس خلق
 کہا کہ خدمت کی مہنی رسول خدا لکھ لکھ علیہ سلم کی دس برس پس نہیں کہا جھکوا ف کہی اور نہیں کہا
 جھکوا کسی چیز سے کہی کہ کی مہنی کیوں کی توفی اور نہ کسی چیز کے لئے کہ نہیں کی مہنی کیوں نہ کی توفی اور
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہی لوگوں کی خلق میں اور نہیں چھوڑا مہنی حر کہی اور نہ حر کو اور
 نہ کسی چیز کو کہ بیت نرم ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسے مبارک سی اور نہیں سو گناہی شکر
 اور نہ عطر کو کہ خوشبو زیادہ کہتا ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینی سی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 بلا شکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے نخش طبعی اور نخش کو تکلف اور آپ فرماتے تھے خیار کو
 حسنہم خلق یعنی اچھے تم میں وہ ہیں جو بیت چہی خلق کہتے ہوں اور اس خلق میں ہمارا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم حقوق مصفا کرتے کہے شخص سے تو یہ چھوڑا آپ ہاتھ اپنا اسکی ہاتھ سے یہاں تک کہ وہ
 چھوڑا تا ہاتھ اپنا اور نہیں پیرتے آپ مومنہ بنا اس کے مومنہ سی یہاں تک کہ وہی بہر مومنہ بنا اور فرمایا
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لا تعقل کا کہ میرا ذوق کا کلفت و کتب کہ حسن خلق اور فرمایا اللہ سے
 جہاں ہو تو بیٹھے خلوت اور سفر اور وطن میں اور پیچھے بڑائی کی میلانی کو کہ مٹا وینگی جیسا
 بڑائی تو اور معاملہ کو لوگوں سے ہاتھ نیلے کے اور جب مٹے دیکھتی تھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ دعا پڑھتا
 اللہم صا حسنہم خلق فاحسن خلق و حرہم صحیح علی التار اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ
 خبر دوغین تمہاری اچھوئی کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے بان فرمائی فرمایا اچھی تمہاری وہ ہیں کہ بیت
 بڑی ہون عمرین اوکی اور بیت اچھی ہوں خلق اوکی اور کھا اس خلق کی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کے خدمت میں حاضر ہوا احامدین کہ میں آہ برس کا تھا اور خدمت کی مہنی اچھی دس برس پس نہیں
 ملازمت کی جھکوا کہی کسی چیز پر کہ کلفت ہوئی سیر ہاتھ سی پہر اگر ملازمت کرتا جھکوا کوئی اوکی گہرا دوغین سے
 جواب فرمایا چھوڑو کہ جو تقدیر میں تھا وہ ہوا اور اس مٹا بیان کہ تی جی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال

یہاں کی کوئی ایک نوز با لا تہا لغیر نام کہ اس کو زبان بند نہ کر
 لال کہتی ہیں اتفاقاً وہ لال مرکی انحضرت عم اور اس کی تعزیت کی لئی اس کی پس مستتریت کی لئی
 اور فرمایا جانے کیا تھا اھل الشیعہ تاکہ اس کلام کی مقلدی کی کسی وہ خوش ہو اور غم نہ کری اور حدیث صحیحہ میں
 آیا ہی کہ اگر ان ترین چیزوں کی مدد و قیامت کی مومنوں کی ترزوی اعمال میں خلق نیک کا اور یہ ہے
 آیا ہے کہ انحضرت صوم فی ایک واپسی بارون کو فرمایا کہ کچھ جانتی ہو کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ وہ جن
 جا وینگی عرض کیا یا رسول اللہ خدا اور اس کا رسول خوب جانتی ہیں فرمایا دو چیزیں کا واک کہ مومنہ اور
 شرمگاہ ہیں کہ اکثر موجب ذہل ہوتی دو فتح ہوئیں پہر فرمایا کہ کچھ جانتی ہو کوئی چیز اکثر موجب شرم
 ذہل ہوئی کسی ہی عرض کیا کہ اللہ اور رسول اس کا خوب جانتی ہیں فرمایا تقویٰ اور حسن خلق اور یہی آیا
 کہ وہ ایمان بسبب حسن خلق کی قدام اللیل اور صلوات اللہ علیہا کا وجہ پائے اور مرد وطن کسی دین اسلام ہی
 کہ کوئی دین پیار اور پسندیدہ اللہ تعالیٰ کی نزدیک اور سن یادہ نہیں ہی برار صنی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن اناس وجہا جہنم خلعا میں لاطول الابان ولا بالقصر اور اس خلق
 کہا کہ خدمت کی مہنی رسول خدا لکھ لکھ علیہ سلم کی دس برس پس نہیں کہا جھکوا ف کہی اور نہیں کہا
 جھکوا کسی چیز سے کہی کہ کی مہنی کیوں کی توفی اور نہ کسی چیز کے لئے کہ نہیں کی مہنی کیوں نہ کی توفی اور
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہی لوگوں کی خلق میں اور نہیں چھوڑا مہنی حر کہی اور نہ حر کو اور
 نہ کسی چیز کو کہ بیت نرم ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسے مبارک سی اور نہیں سو گناہی شکر
 اور نہ عطر کو کہ خوشبو زیادہ کہتا ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینی سی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 بلا شکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے نخش طبعی اور نخش کو تکلف اور آپ فرماتے تھے خیار کو
 حسنہم خلق یعنی اچھے تم میں وہ ہیں جو بیت چہی خلق کہتے ہوں اور اس خلق میں ہمارا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم حقوق مصفا کرتے کہے شخص سے تو یہ چھوڑا آپ ہاتھ اپنا اسکی ہاتھ سے یہاں تک کہ وہ
 چھوڑا تا ہاتھ اپنا اور نہیں پیرتے آپ مومنہ بنا اس کے مومنہ سی یہاں تک کہ وہی بہر مومنہ بنا اور فرمایا
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لا تعقل کا کہ میرا ذوق کا کلفت و کتب کہ حسن خلق اور فرمایا اللہ سے
 جہاں ہو تو بیٹھے خلوت اور سفر اور وطن میں اور پیچھے بڑائی کی میلانی کو کہ مٹا وینگی جیسا
 بڑائی تو اور معاملہ کو لوگوں سے ہاتھ نیلے کے اور جب مٹے دیکھتی تھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ دعا پڑھتا
 اللہم صا حسنہم خلق فاحسن خلق و حرہم صحیح علی التار اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ
 خبر دوغین تمہاری اچھوئی کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے بان فرمائی فرمایا اچھی تمہاری وہ ہیں کہ بیت
 بڑی ہون عمرین اوکی اور بیت اچھی ہوں خلق اوکی اور کھا اس خلق کی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کے خدمت میں حاضر ہوا احامدین کہ میں آہ برس کا تھا اور خدمت کی مہنی اچھی دس برس پس نہیں
 ملازمت کی جھکوا کہی کسی چیز پر کہ کلفت ہوئی سیر ہاتھ سی پہر اگر ملازمت کرتا جھکوا کوئی اوکی گہرا دوغین سے
 جواب فرمایا چھوڑو کہ جو تقدیر میں تھا وہ ہوا اور اس مٹا بیان کہ تی جی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال

ساتھ ہوں کہ وہ کچھ نہیں کرتا ان چیزوں میں ہی کہ ذکر کیا تو فی پس میں شریک ہوتا ہوں اور کسی کہانی اور سنی
 اور اس غیر میں اور محمد بن وسیع کہ بیت بزرگ میں پڑھتی تھی بعد نماز صبحی اللہم انک سکتا ہے
 عَلَيْنَا عَدُوًّا وَابْصِرْ اَعْيُوبًا يَكْهُو وَفِيْلَهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَاهُمْ اَللّٰهُمَّ فَالِيسَتْ
 كَمَا اَلَيْسَتْ مِنْ رَحْمَتِكَ وَقَبْطُهُ مَتَا كَمَا قَبْطُهُ مِنْ عَفْوِكَ وَاعْلَمْ بَيْنَنَا
 وَبَيْنَهُ كَمَا اَعْلَمْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جَنَّتِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ
 پس ایس ایک آدمی کی صورت بن کر آیا ایک فرسجہ کی راہ میں اور کہا اسی بن وسیع آیا پہچانتا ہی تو کج
 کہا بن وسیع ہی کہ کون ہی تو کہا اوسنی نعین ہوں یعنی شیطان ہوں جو سب لعنت کرتی میں جھگو کہا
 میں وسیع ہی کہ کیا چانتا ہی تو کہا البیس کہ یہ جانتا ہوں کہ نہ کہا ویتو یہ دعویٰ کیا کہ میں وسیع ہی کہ کج
 بنین منع کر دیکھا میں اس شخص کو کہ پڑے اسکو بس کراب جو چاہا تو اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
 کہ نہیں جتنا ہے شیطان دس ہاں میں کہ چلتا ہے عمر و عین اور یہ سہلی تھا کہ دل اور کباب تھا شیطان
 فاضل ہے اور اس کے توت ہی کہ وہ شہوت میں جس طمع کر تیتو میں کہ دفع ہو جی شیطان نری ذکر سے
 جیسا کہ دفع ہوا عرض ہی تو یہ حال ہی اور ہو دیکھا تو مان اور شخص کے کہ طمع کری و کچھ میں پہلی ہیر
 کر نیکی اور مدد بہر ہو غلط کہا نوشی کہ دفع دی جھگو دو اوجیکہ لغو دیا اسکو کہ مٹی دو الہ پڑہ کر نیکی اور
 خالی ہونی معیہ ہی پس ذکر آمد دوا ہی اور تقویٰ پڑہ کر نہاں کہ خالی کر تا ہی دل کہ شہوت ہی پس جلیق
 ذکر آمد اوسن ملین کہ خالی ہو غیر ذکر آمد ہی دفع ہو کا اوسن شیطان صبیکہ دفع ہو تھی ہی جاری اور
 دو کیسی اوسن معین کہ خالی ہو کہا نوشی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ فی ان ذلالت لکن کو یمن کان فلک
 اور علاج حاصل کرنے سے صفت خیر یعنی حسن خلق کا یہ ہی کہ جو کچہ کہ تو ان افعال اور خلاق بد ہوں
 اوفس اونکی کر نیکی حکم کری تو خلاف اوکے عمل میں لاکو ہونی ہونی سب خلاق اور کسی پسندیدہ اور
 عادت ہو جائینگے و اور علاج اسکا بہتہ کہ جو کو خلق حسن کہتی ہیں کہ وہ مقرب اور طالب ہونی ہیں اونکی
 صحبت میں بہت رہی ضرورتا شریعت کی ہوگی اور سنت اور سیرت رسول علیہ السلام کی کہ اوہ پڑہ کر نور و عین
 کچھ ذکر کہی اور وہ خبر عمل کری کہ اصل سبکے یہ ہی اور حضرت علیہ السلام کی سیرت ملحوظ کہتی کی لئی ایک یہ
 حدیث جامع ہی کافی ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بناؤ کو کہ نہاں
 دیتی اور چکر کو با نہستی اور گھر کو جہاڑتے اور بکر کیو دوتی اور پاپوش کا ہنقلیتی اور کپڑے کیو پیوید کرتی اور اپنے
 خادم کے ساتھ کہا نہاں کی اور خطا دم ماندہ موتا اپنے ہاتھ ہی راج پیستے یا اونکی مدد کرتی اور بار بار
 جو کچہ ضروری اپنے چادر میں کہ مٹی لاتی اور دروین اور نوکر اور بزرگ اور غور ہی بل ساتھ سلام کرتے
 اور صاف نخر کرتی اور درمیان آواز اور غلام اور سیاہ پوشیدہ کی فرق نہ کرتی اور کپڑی رہت دن کی ایک ہے کہتے
 اور جو عاجز اور شا کہودہ کا اونکی دعوت کرتا تھا لفظ بیحافی اور جو کچہ الکی آتا اگر کہ تہوڑا ہونا حقیر خزانے
 اور کہا نائب کا صبح تک کہتے اور نہاں صبح کا شام تک کہتی نیک نوکریم صبح نیک شام کشتہ دل بی خندہ
 اور عین شریعت ہی اور موقع ہی مذلت اور باہیت ہی سخی اور سخی ہی سہی ہی اور سب پھر جیم اور نیکل تیر

یہ اسرار الہیہ ہیں کہ ان چیزوں میں ہی کہ ذکر کیا تو فی پس میں شریک ہوتا ہوں اور کسی کہانی اور سنی
 اور اس غیر میں اور محمد بن وسیع کہ بیت بزرگ میں پڑھتی تھی بعد نماز صبحی اللہم انک سکتا ہے
 عَلَيْنَا عَدُوًّا وَابْصِرْ اَعْيُوبًا يَكْهُو وَفِيْلَهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَاهُمْ اَللّٰهُمَّ فَالِيسَتْ
 كَمَا اَلَيْسَتْ مِنْ رَحْمَتِكَ وَقَبْطُهُ مَتَا كَمَا قَبْطُهُ مِنْ عَفْوِكَ وَاعْلَمْ بَيْنَنَا
 وَبَيْنَهُ كَمَا اَعْلَمْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جَنَّتِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ
 پس ایس ایک آدمی کی صورت بن کر آیا ایک فرسجہ کی راہ میں اور کہا اسی بن وسیع آیا پہچانتا ہی تو کج
 کہا بن وسیع ہی کہ کون ہی تو کہا اوسنی نعین ہوں یعنی شیطان ہوں جو سب لعنت کرتی میں جھگو کہا
 میں وسیع ہی کہ کیا چانتا ہی تو کہا البیس کہ یہ جانتا ہوں کہ نہ کہا ویتو یہ دعویٰ کیا کہ میں وسیع ہی کہ کج
 بنین منع کر دیکھا میں اس شخص کو کہ پڑے اسکو بس کراب جو چاہا تو اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
 کہ نہیں جتنا ہے شیطان دس ہاں میں کہ چلتا ہے عمر و عین اور یہ سہلی تھا کہ دل اور کباب تھا شیطان
 فاضل ہے اور اس کے توت ہی کہ وہ شہوت میں جس طمع کر تیتو میں کہ دفع ہو جی شیطان نری ذکر سے
 جیسا کہ دفع ہوا عرض ہی تو یہ حال ہی اور ہو دیکھا تو مان اور شخص کے کہ طمع کری و کچھ میں پہلی ہیر
 کر نیکی اور مدد بہر ہو غلط کہا نوشی کہ دفع دی جھگو دو اوجیکہ لغو دیا اسکو کہ مٹی دو الہ پڑہ کر نیکی اور
 خالی ہونی معیہ ہی پس ذکر آمد دوا ہی اور تقویٰ پڑہ کر نہاں کہ خالی کر تا ہی دل کہ شہوت ہی پس جلیق
 ذکر آمد اوسن ملین کہ خالی ہو غیر ذکر آمد ہی دفع ہو کا اوسن شیطان صبیکہ دفع ہو تھی ہی جاری اور
 دو کیسی اوسن معین کہ خالی ہو کہا نوشی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ فی ان ذلالت لکن کو یمن کان فلک
 اور علاج حاصل کرنے سے صفت خیر یعنی حسن خلق کا یہ ہی کہ جو کچہ کہ تو ان افعال اور خلاق بد ہوں
 اوفس اونکی کر نیکی حکم کری تو خلاف اوکے عمل میں لاکو ہونی ہونی سب خلاق اور کسی پسندیدہ اور
 عادت ہو جائینگے و اور علاج اسکا بہتہ کہ جو کو خلق حسن کہتی ہیں کہ وہ مقرب اور طالب ہونی ہیں اونکی
 صحبت میں بہت رہی ضرورتا شریعت کی ہوگی اور سنت اور سیرت رسول علیہ السلام کی کہ اوہ پڑہ کر نور و عین
 کچھ ذکر کہی اور وہ خبر عمل کری کہ اصل سبکے یہ ہی اور حضرت علیہ السلام کی سیرت ملحوظ کہتی کی لئی ایک یہ
 حدیث جامع ہی کافی ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بناؤ کو کہ نہاں
 دیتی اور چکر کو با نہستی اور گھر کو جہاڑتے اور بکر کیو دوتی اور پاپوش کا ہنقلیتی اور کپڑے کیو پیوید کرتی اور اپنے
 خادم کے ساتھ کہا نہاں کی اور خطا دم ماندہ موتا اپنے ہاتھ ہی راج پیستے یا اونکی مدد کرتی اور بار بار
 جو کچہ ضروری اپنے چادر میں کہ مٹی لاتی اور دروین اور نوکر اور بزرگ اور غور ہی بل ساتھ سلام کرتے
 اور صاف نخر کرتی اور درمیان آواز اور غلام اور سیاہ پوشیدہ کی فرق نہ کرتی اور کپڑی رہت دن کی ایک ہے کہتے
 اور جو عاجز اور شا کہودہ کا اونکی دعوت کرتا تھا لفظ بیحافی اور جو کچہ الکی آتا اگر کہ تہوڑا ہونا حقیر خزانے
 اور کہا نائب کا صبح تک کہتے اور نہاں صبح کا شام تک کہتی نیک نوکریم صبح نیک شام کشتہ دل بی خندہ
 اور عین شریعت ہی اور موقع ہی مذلت اور باہیت ہی سخی اور سخی ہی سہی ہی اور سب پھر جیم اور نیکل تیر

کہم برادر تیری بہن کچھ علاج کرین تیرا اور اگر پہل نہیں دھرت کہ کہتا ہی تو کہتے عورتیں مرغوب اور لباس لہذا
 حجام لہذا دوسواں وا فر تیری بی بی ہیا کرین اور اگر ریاست او جاہ چاہتا ہی تو ہم سب سہ دار تار بعد تیری بہن
 سند ریاست پر بیٹہ ادھک رانی کر کہ ہم سب بوئیں حج حساب لہذا سب عقل ہوش کی عمدہ و زیادہ ہی تو حضرت
 علیہ السلام نے فرمایا کہ ان چار بوئیں ہی کچھ مجھ کو منظور نہیں ہی محض مجھ کو بندگی خدا کی اور فرمانبرداری اور
 منظور ہے اور نہون کی کہا کہ اگر یہ کام تجھ کو منظور ہے تو برسرِ قہر لیکن ایک بات ہماری سن کہ ہمارے تونکو بزرگ
 اور لوگو کو کونھی عبادت ہی منع نکرا اور آپ عبادت خدا میں مشغول رہے تم کچھ خدا کی عبادت ہی منع نہ کریں اور
 طعن نہیں کریں گے یہ تین نامی ہوئیں اور شاہد ہو کہ حج رانی بیان کرتے تونکی اور بیان قہج عبادت و نیکو
 برکات اولیٰ میں سن و دو الفاظ فیض دوست کہی ہیں کہ کاشکے تہوڑا سا حج بیعت اور آئین اپنے کے سہولت
 پیش تو خود سہولت و بی حمت ہیں اور غرض یہ بھی کہ مرد خانی کو صلاخا لغون کی کہنی پر بردارنے کے چاہیے
 اور رضا جوئی و نکی منظور کرے کہ آخر کو یہ ہم دین کی شستے کی طرف لیجا تا، مان مدارات اور جن خلق ہر ایک
 کرنا تہرے لیکن سہل شہ طرکہ کہ اپنے منبع و آئین میں کچھ فتور واقع نہوا اور اپنے دین میں مسالمت پیدا نہوا و یہ
 ایک مقام ہے بہت مشکل حج مہیا کر و معرفت مہانت اور مدارت کی اکثر لوگوں کی اس مقام میں لغزین کہا
 ہے کہ حج تحین خلق اور عامل کرنے و لوگ اور جنس کرنے خاطر و نکی قدر کو شستے کے ہے کہ امور دینی میں مدار
 نہ کر کے لئے و بعض راہ تعجب بہت دین میں ہر قدر بڑھے سخت کوئی اور غلطی کو پیش نہایت سمجھا اور معرفت
 راہ تہیقم کے موقوف ہے اور ہر فرق کر شیعہ در میان مہانت اور مدارت کی مدارت تو یہ ہے کہ اپنے سے
 دور گذر کر کے مانند تنظیم و درکارم و دھان کی شاکا تہہ و زبان کی اور عیب پورا و خیر خواہی کی اور مہانت شستے
 کرنے ہے حج اٹھا حق دین کی قسم ابراہیم و اویس عن ہنگر اور قائم کرنے حد و سی و بیان کرنے اور حق سے
 بہر حال موافقت ساتھ نہ کر کے کھڑا ہر میں ہوشل دین میں و اسی ہے اور یہ ہر تہقاق اجریہ ممنون حرام
 الائی ہی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اِذَا لَقِيتَ الْفَاحِشَ قُلْ لَّعَلَّہٗ یُؤْمِنُ بِحَسْبِ الْفَاحِشِ اَللّٰہُ تَعَالٰی
 تَعَاوَدَہٗ کہ سہل بن عبد اللہ تہری و فانی ہی کہ سن حکم ایمانہ و اَحْلَصَ تَوْحِیدَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَسْرِ
 اِلٰی مُبْتَدِعٍ وَلَا یَجَالِسُہٗ وَلَا یُؤَاکِلُہٗ وَلَا یَسَارِبُہٗ وَ یُظْہِرُکَ مِنْ نَفْسِ الْعَدُوَّةِ
 وَ مِنْ ذَاہِنٍ مُّبْتَدِعٍ سَلَبُہٗ اللّٰہُ تَعَالٰی حَکَمَہٗ اَلَا یَمَانٌ وَ یَحْتَسِبُ اِلٰی مُبْتَدِعٍ
 تَعَاوَدَہٗ اَلَا یَمَانٌ مِنْ قَلْبِہٖ یَعْنِہٖ مَدِیْحَ الْاِیْمَانِ اَوْ اَصْلَہٗ حید کو پناہ ہے کہ بدعتوں کی ساتھ نہت نہ
 اور ہم مجلس ہم کاسہ ورم نواز نہوا و جو کوئی بدعتیوں کی ساتھ دوقی پیداکری نور ایمان و صلاحات ایمان و سہل
 جاتے ہے خصوصاً نخلہ نہکر دای جو کوئی کہ ذریل ہوش اور بد خلق ہوا و سکی ساتھ موقوفت کرنی کو چاہیے
 ظاہر ہو سب نقصان کمال حسن اخلاق کا ہے ہر کچھ کو کہ حق تعالیٰ خلاق نیک پڑا بت رکھے اور کونوئی حق
 اعتراض و رہے تا بسبب کثرت مزاوت اور صفات و ذیل النفس کے اس کے خلاق میں قصور نہری جیسا کہ فرمایا
 وَلَا تَطِيعُ اَوْھَلَّ عَزِیزِی کہنا یعنی علما دینی کہ نہ موقوفت کر تو شہر کون کی ظاہر میں جبکہ نہیں موافق
 تو انسی باطن میں کسی کہ موقوفت ظاہر کے اشرف ہے موقوفت باطن کے اور یہی مخالفت کو سمجھنا چاہئے والا کونوئی

مقرر ہم راہ ہو لی میں اور پہلی صبح کی اندھیری سبب کہیں اور طرف الٹی پہر چپ بائیں بائیں غور کر دیا
اور اپنے بائیں نشان نشان چپا چپا تب کہیں لگی کہ ہم راہ نہیں ہو لی لکہ ہم قصداً کی درگاہ سی محمد کی
اور نصیب سی ہوئی کہ بدرون کسی فاجر سی سبب ایسا ہمارا باغ پہلا ہوا جو ہماری گذران کی پوئی ہے
سونا خاک سیاہ ہو گیا اسطرح خطا کو بد کرنے لگوں کہ ہم کہیں کہیں کہ ہم یہ خطا نہیں سمجھتے تھے دنوں
برس نہا ہم کی ہے اکی جل کی برس گیا اور یہ شکست بدر کی کہ جب عذاب الہی کی علامت نہیں ہے اگر لکھت
ہوئی ہی تو ہر گز جہلک ہماری فتح ہو گی مگر جب دیکھت کہ خطا پر خطا اور شکست پر شکست ہوئی علی جان
جب جانیں گے کہ ہمارا نصیب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے درگاہ سی ہی نصیب ہو گیا کہ اولیٰ غ والوقیٰ و سوت
پہر ما تہ یعنی گتے **قَالَ اَوْسَطُكُمْ لَخْ ۝ عَزِيزِي ۝ قَالَ اَوْسَطُكُمْ اَكْرَأُ اَقْلَ لَكُمُوهَا لَسِيكُمُوهَا**
کہا بہترین اونکینے کہ آیا بچا ہوتا میں لکھو کہ کیوں تسبیح نہیں کہتے ہو یعنی جمع خدا کی طرف کہ **فَرَفَه**
ہوا اور نہیں بچو کہ میں نہ بچا ہوتا کیوں نہیں بانی بولی اللہ کہ **هُوَ تَقْسِيرُ ۝ قَالَ اِنِ**
کہا انکی سنجیدہ ہمارے جب دیکھا کہ پہلے نصیب ہوا فوس کہ ہے میں کیا بچا ہوتا میں لکھو کہ پہلے
کہ کیوں نہیں پاک جانتی ہو اللہ تعالیٰ کو اس سی کہ اپنی وعدہ میں خلاف کرسی اور فیر و مکر کو اور خیرات
میں سے مال میں برکت نکر سی اور کیوں بدگمانی کی اللہ تعالیٰ کہ فیر و مکر دینی سی ہوا فیر میں کر فیر
اور ہم محتاج ہو جاوینیکے جان سی معلوم ہو کہ اکیل ضرور اللہ تعالیٰ سے بدگمان رہتا ہی ہو پہلی حدیث
شریف میں آیا **اَلَيْسَ لِعَبْدٍ مِّنَ اللّٰهِ بَعْدُ مِمَّنَ الدَّائِسِ لِعَبْدٍ مِّنَ الْجَنَّةِ فَرَفَه ۝ عَزِيزِي ۝**
اور سخی کو اللہ تعالیٰ کی کرم اور بخشش بھلا کر دنا اور کسی وعدہ کو بجا نہ لازم ہے یہی حدیث شریف
آیا ہے کہ **اَلَيْسَ لِعَبْدٍ مِّنَ اللّٰهِ فَرَفَه ۝ مِمَّنَ الدَّائِسِ لِعَبْدٍ مِّنَ الْجَنَّةِ فَرَفَه ۝ عَزِيزِي ۝**
حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ ہمارا کہتا ہوں یعنی
ایسے کہ ظاہر میں عقل سے دور معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ **مَا لَقَصْتُ صَدَقَاتِي ۝** اور دوسرے یہ کہ **مَا لَقَصْتُ**
اَحَدٌ لِّلّٰهِ اَلَا فَرَفَه ۝ اور اللہ تعالیٰ کی کسی تو جمع کرنے کے معنی اور حدیث میں یہ فرمائی ہیں
کہ میں شخص کو تعمیر کرنے یہ اللہ تعالیٰ کے لیے تو جمع کرنے ہے اولیٰ حافظ قرآن کی تعمیر کرنے اور دوسری
جانبی والیک اور اوپر مل کر نہوا لیکے و دوسری یہی مسلمان کی تعمیر کرنی تیسری بان باب کی تعمیر کرنی
تیسری یہ کہ **يَعْنِي مَا اَذَدَاكَ عَبْدًا لِّعَقَابِ اَخِي عَزِيزِي ۝ قَالَ اَلَيْسَ لِيْكَ اَكْلُ الظَّالِمِيْنَ ۝** کہا ہاں
سی یاد آئے ہیں ہم اپنے برادر دگا کو حقیق ہم تم کا ہے **فَرَفَه ۝** بولی پاک ذات ہی ہے کہ ہے ہم
تعمیر دہا ہے **۝ مَوْءَدُ تَقْسِيرُ ۝** ہر جہے و دونوں یہانی اور اولیٰ صلاح دینی والی سنجیدہ ہانی کی تعمیر
خبر دہا سی تو اس خرابی کی بعد **قَالَ اَوْ** اور بولی کہ اب ہم ہی مقتدہ ہو ی کہ پاک ہی ہمارا برادر دگا اس
بات سی کہ اپنے وعدہ کے خلاف کرے اور ان سخی جو غم و مکر دگا و سکی راہ میں انبیا مال حج کرنی میں برکت
ندی بیشک ہم تھے علم کر نہوا لیکے کہ فیر و مکر دینی حق میں نیست بد کہ اور اپنے باب کی طریقہ کو جو رٹ و ملا اور خدا
اور ہر وس اللہ تعالیٰ کی سخی و مکر نہوا لیکے اور اپنے تعمیر اور گنا ہو گنا اقرار کیا فاقبل **۝ عَزِيزِي ۝**

اور یہی صبح کی اندھیری سبب کہیں اور طرف الٹی پہر چپ بائیں بائیں غور کر دیا
اور اپنے بائیں نشان نشان چپا چپا تب کہیں لگی کہ ہم راہ نہیں ہو لی لکہ ہم قصداً کی درگاہ سی محمد کی
اور نصیب سی ہوئی کہ بدرون کسی فاجر سی سبب ایسا ہمارا باغ پہلا ہوا جو ہماری گذران کی پوئی ہے
سونا خاک سیاہ ہو گیا اسطرح خطا کو بد کرنے لگوں کہ ہم کہیں کہیں کہ ہم یہ خطا نہیں سمجھتے تھے دنوں
برس نہا ہم کی ہے اکی جل کی برس گیا اور یہ شکست بدر کی کہ جب عذاب الہی کی علامت نہیں ہے اگر لکھت
ہوئی ہی تو ہر گز جہلک ہماری فتح ہو گی مگر جب دیکھت کہ خطا پر خطا اور شکست پر شکست ہوئی علی جان
جب جانیں گے کہ ہمارا نصیب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے درگاہ سی ہی نصیب ہو گیا کہ اولیٰ غ والوقیٰ و سوت
پہر ما تہ یعنی گتے **قَالَ اَوْسَطُكُمْ لَخْ ۝ عَزِيزِي ۝ قَالَ اَوْسَطُكُمْ اَكْرَأُ اَقْلَ لَكُمُوهَا لَسِيكُمُوهَا**
کہا بہترین اونکینے کہ آیا بچا ہوتا میں لکھو کہ کیوں تسبیح نہیں کہتے ہو یعنی جمع خدا کی طرف کہ **فَرَفَه**
ہوا اور نہیں بچو کہ میں نہ بچا ہوتا کیوں نہیں بانی بولی اللہ کہ **هُوَ تَقْسِيرُ ۝ قَالَ اِنِ**
کہا انکی سنجیدہ ہمارے جب دیکھا کہ پہلے نصیب ہوا فوس کہ ہے میں کیا بچا ہوتا میں لکھو کہ پہلے
کہ کیوں نہیں پاک جانتی ہو اللہ تعالیٰ کو اس سی کہ اپنی وعدہ میں خلاف کرسی اور فیر و مکر کو اور خیرات
میں سے مال میں برکت نکر سی اور کیوں بدگمانی کی اللہ تعالیٰ کہ فیر و مکر دینی سی ہوا فیر میں کر فیر
اور ہم محتاج ہو جاوینیکے جان سی معلوم ہو کہ اکیل ضرور اللہ تعالیٰ سے بدگمان رہتا ہی ہو پہلی حدیث
شریف میں آیا **اَلَيْسَ لِعَبْدٍ مِّنَ اللّٰهِ بَعْدُ مِمَّنَ الدَّائِسِ لِعَبْدٍ مِّنَ الْجَنَّةِ فَرَفَه ۝ عَزِيزِي ۝**
اور سخی کو اللہ تعالیٰ کی کرم اور بخشش بھلا کر دنا اور کسی وعدہ کو بجا نہ لازم ہے یہی حدیث شریف
آیا ہے کہ **اَلَيْسَ لِعَبْدٍ مِّنَ اللّٰهِ فَرَفَه ۝ مِمَّنَ الدَّائِسِ لِعَبْدٍ مِّنَ الْجَنَّةِ فَرَفَه ۝ عَزِيزِي ۝**
حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ ہمارا کہتا ہوں یعنی
ایسے کہ ظاہر میں عقل سے دور معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ **مَا لَقَصْتُ صَدَقَاتِي ۝** اور دوسرے یہ کہ **مَا لَقَصْتُ**
اَحَدٌ لِّلّٰهِ اَلَا فَرَفَه ۝ اور اللہ تعالیٰ کی کسی تو جمع کرنے کے معنی اور حدیث میں یہ فرمائی ہیں
کہ میں شخص کو تعمیر کرنے یہ اللہ تعالیٰ کے لیے تو جمع کرنے ہے اولیٰ حافظ قرآن کی تعمیر کرنے اور دوسری
جانبی والیک اور اوپر مل کر نہوا لیکے و دوسری یہی مسلمان کی تعمیر کرنی تیسری بان باب کی تعمیر کرنی
تیسری یہ کہ **يَعْنِي مَا اَذَدَاكَ عَبْدًا لِّعَقَابِ اَخِي عَزِيزِي ۝ قَالَ اَلَيْسَ لِيْكَ اَكْلُ الظَّالِمِيْنَ ۝** کہا ہاں
سی یاد آئے ہیں ہم اپنے برادر دگا کو حقیق ہم تم کا ہے **فَرَفَه ۝** بولی پاک ذات ہی ہے کہ ہے ہم
تعمیر دہا ہے **۝ مَوْءَدُ تَقْسِيرُ ۝** ہر جہے و دونوں یہانی اور اولیٰ صلاح دینی والی سنجیدہ ہانی کی تعمیر
خبر دہا سی تو اس خرابی کی بعد **قَالَ اَوْ** اور بولی کہ اب ہم ہی مقتدہ ہو ی کہ پاک ہی ہمارا برادر دگا اس
بات سی کہ اپنے وعدہ کے خلاف کرے اور ان سخی جو غم و مکر دگا و سکی راہ میں انبیا مال حج کرنی میں برکت
ندی بیشک ہم تھے علم کر نہوا لیکے کہ فیر و مکر دینی حق میں نیست بد کہ اور اپنے باب کی طریقہ کو جو رٹ و ملا اور خدا
اور ہر وس اللہ تعالیٰ کی سخی و مکر نہوا لیکے اور اپنے تعمیر اور گنا ہو گنا اقرار کیا فاقبل **۝ عَزِيزِي ۝**

ایمان داروں کی عبادت ہی جو بات تھی اصل سچ پر یعنی کچھ بڑا اور جب اوس دن کی بلائی تھی وہ معلوم ہوئی کہ
 امتحان و آزمائش منسوب ہے نہ تکلیف تو ابو سلمہ صہبائی کا لایا جاننا بات کا زائل ہو گا کہ اوسنی کتاب لایا میں
 یہ وہ قیامت ہے بعد از تکلیف آخر یقینہ بیشک مقرر و قیامت میں نہیں ہی عبادت اور نہ تکلیف بس مراد
 اوس دن ہی بڑا ہے اور موت کی قریب کا زمانہ ہے فقہ حاصل کلام کا یہ ہی کہ ہر صورت یہ لوگ ہی سچ کا
 قصد کرینگے **فَاذْكُرْ نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ** پس ہرگز سجدہ نہ کرینگے اس لیے کہ انکی سپہ ایک تہہ ہو جائیگی ہر چہ کیا
 اوسنی ہو سکیگا چنانچہ سچ بخاری میں ابو سعید خدری ہی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم ہی سنا کہ آپ فرمائی تھی قیامت کی دن ہمارا ایک ساق ظاہر کرینگا اور ہر ایک یا نماز اور ہر عورت
 سجدہ کی گئی ہو گی اور جو شخص نیا میں دکھلائے یا سنان کی دھلی سجدہ کرتا تھا وہ ہی قصد کرینگا سجدہ نہ کرینگا
 لیکن اوسکی سپہ ایک تہہ کی تھنے کے مانند ہو جائیگی کہ اوسکا ٹیڑھا ہونا ممکن ہو گا اور سچ مسلم میں آیا ہے
 کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ قیامت کی دن اپنی پروردگار کو
 دیکھینگے آپنے فرمایا کہ ہاں ہی نہ اور ہی پروردگار نے بدلے کے آفتاب اور جو دین رات کی چاند کی بدلتی
 مزاحمت اور مخالفت کی دیکھو کہ انکی لفظیں یہ ہے کہ پہلے ایک شہ پکارینگا کہ جو شخص دنیا میں
 جسے عبادت کرتا تھا اوسکی ساتھ جاوی اور بت اور درخت اور جو چیز کہ دنیا میں پوچھی گئی ہی اوسکو دیا
 حاضر کرینگے بت پرست بتوں کے ساتھ اور درخت پوچھنی والی درخت کی ساتھ اور جانندو سچ پوچھنی والی
 جانندو سچ کے ساتھ جائینگے اور جو لوگ محض حق تعالیٰ کو پوچھتی تھی وہ رہ جائینگے ہر ایک آواز ہو گی
 کہ ہو کہ سکو پوچھتی تھی وہ اپنے کہ ہم عزیز کو جو خدا کا بیٹا تھا پوچھتی تھی حکم ہو گا کہ تم جو وہ کہتی ہو حق تعالیٰ
 جو دروازہ کا نہیں کہتا مگر کہو کہ تمہارے غرض اس وقت کیا ہے عرض کرینگے کہ ہم جیسا میں کوئی نظر
 بانی کا بھولی حکم ہو گا کہ نا اور بانی پیو اور درخ کو اوسکی آنکھوں میں ریک روان کر کے اپنے ریت کا
 میدان جعین دوسے بانی کا دہو کا ہوتا ہے دکھلا دینگے اور ایک فرشتہ حضرت عزیز علیہ السلام کی شکل کا
 اوسکے ساتھ ہو گا وہ اوسکو دیکر درخ میں جا ڈالینگا اور سید طرح اضا کے ساتھ کیا جاوینگا اور
 فرشتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل کا اوسکی ساتھ ہوگی اوسکو ہی اوسکی ٹہکانے پر جا پہنچا دینگا
 ہر حجب خالص موجودہ جاوینگے تو پھر آواز ہوگی کہ تم کو کسکا تقاضا ہے اوسکے ساتھ جاوے گی تب یہ
 عرض کرینگے کہ اے الہی ہم دنیا میں طرح طرح کی احتیاج کہتی تھی اور تم تم کی نفع لیکن باوجود ایسے
 محتاجی کے ہم نے مشرکوں ہی موافقت نہی اور انکی ساتھ نہوی اب تم کو کہتے اوسکے ساتھ کا
 حکم ہوتا ہے ہر اس طرف ہی ایک صورت ظاہر ہوگی اور کہینگے کہ میں تمہارا پروردگار ہوں یہ عرض
 کرینگے کہ ہم ہرگز حق تعالیٰ کی ساتھ نہ سیکو نہ شریک نہ کرینگے اس صورت ہی بھلو کچھ غرض نہیں ہی جب
 ہمارا پروردگار پروردگار ہوا دیکھا اور ظاہر ہوگا تو ہم اوسکو پہچان لینگے تب حکم ہو گا کہ تم کچھ علامت اور
 نشان اپنے پروردگار کا اپنے پاس کہتے ہو کہ اوسکو پہچان لوگی یہ عرض کرینگے کہ ہاں بت
 اس وقت ایک ساق یعنی پندلی ظاہر ہوگی اوسکو دیکھتے ہے جتنے ایمان دار و محدین سب سجدہ میں پڑھینگے

خبر تیرے پوچھنے والوں کا حال تیرے ساتھ
 خیر تیرے پوچھنے والوں کا حال تیرے ساتھ
 خیر تیرے پوچھنے والوں کا حال تیرے ساتھ
 خیر تیرے پوچھنے والوں کا حال تیرے ساتھ

میں عذر درکار تا میں اور تا خبر اجل میں ناکہ گناہ میں نہ رہے جاوین اور وہ گناہ میں یہ ستر ہی لادہ کیا گیا
 سے ان کی عیسیٰ میں کیا گیا ساتھ نہایت عذرا کر توی او شہید کر دین میں ہو سکتا ہے جسے **صراح**
 ۵۲ تم شہدائکم اجمعاً ارفعکم من غیرکم مثقلوکم ۵۳ تم عندکم الغیب فہم بکلمت بکون ۵۴
 کیا حکایت ہو تو راجع ہے مذوری پس تیرہ واک گران با دین ایماز کیا ہے علم کے پس یہ لکھتے ہیں ۵۵
 ۵۶ کیا تو لکھا ہے کج رنگ وانی چہی ہو جس کی پڑتی ہو کیا اگلے پس خبر ہے عیب کو کہ لکھتے ہیں ۵۷
 ۵۸ **تفسیر** کیا تو لکھتے لکھا ہے کج مز دوری اس نصیحت کرنے اور فائدے کی علم سچا ہے پس یہاں ان
 ۵۹ مذوری کیسے گران با جو تین اور اس سب سے کہتے ہیں اور فائدہ نہیں ہو گیا لکھا اس علم سے کلمت
 ۶۰ طور پر تھکا کہ چھپو حکم اور آخرت میں نعم اور ضرر دینے والی چیزیں انکو معلوم ہوتی ہیں یہ وہاں اپنے
 ۶۱ معلومات اور کشفات کو لکھتے ہیں اور اس کشفی علم کو کہلی عبارت سے بیان کر سکتے ہیں کہ اپنے سب کو
 ۶۲ اپنے پس اند کو جس ہی علم سے فائدہ پہنچا دین اور جسے بے پروا میں ترے جہان کا جو کج کوشی اور
 ۶۳ سوجان دونوں کو تین سے ایک ہی نہیں پائی جاتی ہے تھان لے کر لکھتے جہاں اور کا کر لے پر سر
 ۶۴ اور کلمت ناحق تھکا کہ اور اوکوں کی ہے جو اکو بات میں تامل کرنا اور جیسے نہیں دیتا اور کس طرح سے
 ۶۵ بات لکھتے ذہن میں نہیں نہ **عزیزی** ۵۶ کا صبر نہ کر کر لکھتے لکھتے لکھتے لکھتے لکھتے
 ۶۶ پس صبر کا ساتھ تھا حکم پر رو کا اپنے کے اور نہا نہ تھا چلے کے عیسیٰ بوس علیہ السلام کے ۵۷ **قلم** ۵۸
 ۶۷ **شیرارہ** دیکھتے ہے کہ حکم کو اوست ہو عیسیٰ چل لکھ ۵۹ **تفسیر** یہ صبر کر لکھی ایماز اور
 ۶۸ پروردگار کے حکم کا منتظرہ دیکھ کر لکھتے کیا کما کر لکھتے کلمت میں سے اس عذاب کی تاخیر میں شرمساری
 ۶۹ اور تو بہ اور حق کی طاف جو ہوئے سے فرار کرتا ہے اور کما اس تاخیر کے سبب برائیوں اور شرارت میں
 ۷۰ انتہا درجہ کو پہنچا کر کو ہی اور نصیحت برامین دونوں سے اور نہا دین میں کما تھ چلے کے پٹ میں قید ہو
 ۷۱ اور حق تھا کہ حکم کا انتہا نکلیا اور غیرت الہی کے غلبے کے سبب اپنے قوم پر عذاب طلب کر تین جہاں
 ۷۲ کی اور وہ غیر حضرت یونس بن ہنی علیہ السلام تھے اور اوکا قصہ یونس کے لکھتے یونس کو لکھتے غیر بنی اسرائیل
 ۷۳ میں حضرت شعیب علیہ السلام تھے اور حذیفہ داؤد شاہ وقت کا انکا تابع رہا اور ان یونس بن اسرائیل
 ۷۴ اقل طیلین ۵۵ دین جن شام کے ملک میں بہتر ہے یا نہیں جتے تھے اتنا فانیہ اور جو صلے کو کہ جو عراق اور
 ۷۵ شام کے دریاں میں بستیان میں بنی اسرائیل پر جڑہ آئے اور ان سب کا انکار ہو گیا اور یونس بن ہنی
 ۷۶ اگر لکھتے حذیفہ داؤد پہنچا حضرت شعیب علیہ السلام کے کہا اور کہا کہ بنی یوسف کی جو انکی کیا تھ چلے کے کہ حکم
 ۷۷ ہماری قیدی مانتے جو کہ کر لکھتے تک سے فوج کے نور سے انکی امن لایا کی تیر کجہ میں ہو سکتے ہیں
 ۷۸ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے ملک میں یا چہ پیغمبر میں ایک کو اوین سے اون کو لکھتے نہیں
 ۷۹ لکھتے لوگ ان کے جھگڑے رہ رہت بر جاوین اور تمہاری قیدی کو جو پڑ دین حذیفہ نے عرض کیا کہ آپ ہی
 ۸۰ اوین سے ایک کو مقرر کر دیجئے تاکہ میں انکو روانہ کروں حضرت شعیب نے فرمایا کہ یونس بن ہنی کو اس
 ۸۱ کام کے لئے مقرر کرو کہ وہ محنت کش اور امانت دار ہیں اور درگاہ الہی میں

۵۲ تم شہدائکم اجمعاً ارفعکم من غیرکم مثقلوکم ۵۳ تم عندکم الغیب فہم بکلمت بکون ۵۴
 کیا حکایت ہو تو راجع ہے مذوری پس تیرہ واک گران با دین ایماز کیا ہے علم کے پس یہ لکھتے ہیں ۵۵
 ۵۶ کیا تو لکھا ہے کج رنگ وانی چہی ہو جس کی پڑتی ہو کیا اگلے پس خبر ہے عیب کو کہ لکھتے ہیں ۵۷
 ۵۸ **تفسیر** کیا تو لکھتے لکھا ہے کج مز دوری اس نصیحت کرنے اور فائدے کی علم سچا ہے پس یہاں ان
 ۵۹ مذوری کیسے گران با جو تین اور اس سب سے کہتے ہیں اور فائدہ نہیں ہو گیا لکھا اس علم سے کلمت
 ۶۰ طور پر تھکا کہ چھپو حکم اور آخرت میں نعم اور ضرر دینے والی چیزیں انکو معلوم ہوتی ہیں یہ وہاں اپنے
 ۶۱ معلومات اور کشفات کو لکھتے ہیں اور اس کشفی علم کو کہلی عبارت سے بیان کر سکتے ہیں کہ اپنے سب کو
 ۶۲ اپنے پس اند کو جس ہی علم سے فائدہ پہنچا دین اور جسے بے پروا میں ترے جہان کا جو کج کوشی اور
 ۶۳ سوجان دونوں کو تین سے ایک ہی نہیں پائی جاتی ہے تھان لے کر لکھتے جہاں اور کا کر لے پر سر
 ۶۴ اور کلمت ناحق تھکا کہ اور اوکوں کی ہے جو اکو بات میں تامل کرنا اور جیسے نہیں دیتا اور کس طرح سے
 ۶۵ بات لکھتے ذہن میں نہیں نہ **عزیزی** ۵۶ کا صبر نہ کر کر لکھتے لکھتے لکھتے لکھتے لکھتے

۵۲ تم شہدائکم اجمعاً ارفعکم من غیرکم مثقلوکم ۵۳ تم عندکم الغیب فہم بکلمت بکون ۵۴
 کیا حکایت ہو تو راجع ہے مذوری پس تیرہ واک گران با دین ایماز کیا ہے علم کے پس یہ لکھتے ہیں ۵۵
 ۵۶ کیا تو لکھا ہے کج رنگ وانی چہی ہو جس کی پڑتی ہو کیا اگلے پس خبر ہے عیب کو کہ لکھتے ہیں ۵۷
 ۵۸ **تفسیر** کیا تو لکھتے لکھا ہے کج مز دوری اس نصیحت کرنے اور فائدے کی علم سچا ہے پس یہاں ان
 ۵۹ مذوری کیسے گران با جو تین اور اس سب سے کہتے ہیں اور فائدہ نہیں ہو گیا لکھا اس علم سے کلمت
 ۶۰ طور پر تھکا کہ چھپو حکم اور آخرت میں نعم اور ضرر دینے والی چیزیں انکو معلوم ہوتی ہیں یہ وہاں اپنے
 ۶۱ معلومات اور کشفات کو لکھتے ہیں اور اس کشفی علم کو کہلی عبارت سے بیان کر سکتے ہیں کہ اپنے سب کو
 ۶۲ اپنے پس اند کو جس ہی علم سے فائدہ پہنچا دین اور جسے بے پروا میں ترے جہان کا جو کج کوشی اور
 ۶۳ سوجان دونوں کو تین سے ایک ہی نہیں پائی جاتی ہے تھان لے کر لکھتے جہاں اور کا کر لے پر سر
 ۶۴ اور کلمت ناحق تھکا کہ اور اوکوں کی ہے جو اکو بات میں تامل کرنا اور جیسے نہیں دیتا اور کس طرح سے
 ۶۵ بات لکھتے ذہن میں نہیں نہ **عزیزی** ۵۶ کا صبر نہ کر کر لکھتے لکھتے لکھتے لکھتے لکھتے

۵۲ تم شہدائکم اجمعاً ارفعکم من غیرکم مثقلوکم ۵۳ تم عندکم الغیب فہم بکلمت بکون ۵۴

۵۲ تم شہدائکم اجمعاً ارفعکم من غیرکم مثقلوکم ۵۳ تم عندکم الغیب فہم بکلمت بکون ۵۴

اور درگاہ الہی میں اور لگا بڑا رتبہ ہی اور اس وقت کی چیمبر و منی عبادت و ریاضت کی زیادتی میں ہی ممتاز فرمایا
 اگر وہ مائیں لوگ ان کے نصیحت نہ مائیں گی تو ہو سکتا ہے کہ وہ بڑی مری مجوسی اور کشتی دکھا کر ان کو مارا
 لا بیگی بادشاہ نے وہاں ہی اُدھر گھر میں اگر حضرت یونس کو بلوایا اور کہا کہ اس کام کی ایسی آپاں شریف
 لیجائی حضرت یونس نے کہا کہ اگر حضرت شیانی موجب حکم کہی کی مجھ کو مقرر کیا ہی تو جاننا ضروری والا
 اس جانے میں میری اوقات میں خلل عظیم پڑیگا اور میں بے حلاوت ہو چکا بادشاہ نے کہا کہ تمہارا
 مقرر کرنا مجھ کو حکم ہے کہ نہیں ہی حضرت شیانی سے یہ نہ فرمایا ہی سو اُکھو جانا اور طرف ضرور ہے حضرت
 یونس علیہ السلام بخیرہ ہو کر مع اپنے گھر والوں کی بیٹوں کی طرف روانہ ہوئی اور وہاں پہنچا کر دل و دماغ کا شک
 ملی اور اس کی کھٹا کو حق تعالیٰ نے نبی کو تیری طرف پہنچا ہے کہ بنے اسرائیل کو قیدی چھوڑ دی اور ان کی
 ہرگز شہنشاہی نہ کر دینی کہا کہ اگر تم سیات میں سچی ہوئی تو حق تعالیٰ جھکوٹے قدرت کا ہیکو دیتا کہ تمہاری
 ملک پر جرحہ جاوے اور جو راو کے پکڑ لاتی کیا خدا تعالیٰ کو اتنی قدرت ہے کہ بنے اسرائیل کے حمایت کرتا اور ہکو
 منع کرتا جو اب تکلو پہنچا ہے غرض کہ حضرت یونس علیہ السلام تین روز تک اس کی دربار میں اتی جاتے
 رہے لیکن اس کی بات ہرگز نہ مانی ت انکو غصہ آیا اور حق تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کیا کہ یا ہی یہ لوگ
 میرے بات و نصیحت نہیں مانتی اور جی اسرائیل کو قیدی نہیں چھوڑے حق تعالیٰ کی طرف سی وحی ملی
 کہ انکو ہمارے عذاب سی ڈراو کہ تمہاری بات کو نائین کی اور ایمان نہ لاؤ بیگی تو نہر ہمارا عذاب آوے گا حضرت
 یونس علیہ السلام اس شہر کی تمام کو چون اور بازار میں پہری اور کہا کہ ہم کو خبر کی دیتی ہیں کہ تم لوگ اپنے
 بادشاہ کو یہ خبر پہنچاؤ کہ اگر میری بات نہ مانی گا اور میرے کہے پر ایمان نہ لاؤ بیگا تو حق تعالیٰ کا عذاب اوپر
 آوے گا لوگوں نے کہا کہ کچھ مدت مقرر کرو حضرت یونس ہم نے کہا کہ چالیس دن جاری تمہاری درسیا مین
 تو رہے اگر تم اس چالیس دن میں ایمان نہ لائی تو ہم تمہارے اور مین تو سب ہلاک ہوگی آخر ہوئی ہو
 یہ بات پہلے اور بادشاہ اور ہر کے مصاحبوں نے نہ مانی اور نہ شرف کیا اور کہنے لگے کہ یہ فقیر دیوانہ ہے کہ
 بات اس کے جے پر ہیہ کی ہی اور حضرت یونس علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کی کہ یا الہی
 میں ہی نہسی چالیس دن کا وعدہ کیا ہے اس عدیکو میری سچا کر و نہیں تو میں ذلیل ہو چکا اور ہکو مار
 ڈالینگے اسے کہ ان لوگوں کی عادت ہی تھی کہ جو شخص ہر حکم جو وہ بولی ہکو مار ڈالتی ہی حق تعالیٰ
 کا حکم ہو کہ میں کیوں ایسی جلدی کی اور چالیس دن کا وعدہ کیا ہی ہکو چالیس صبر کرنا کہ تقدیر میں لپی لیا
 کہجا ہے آخر کو راہ براؤ بیگی اور ایمان لاؤ بیگی حضرت یونس علیہ السلام کو اس بات کا بڑا رنج ہوا اور جب
 مین ہی عدیسی گذر تو تب حضرت یونس علیہ السلام نے اوس شہر سے اپنے گھر والوں کی نکل کر بارہ
 کوں اس سی دور جا کر ڈیرہ کیا تاکہ دیکھیں کیا انجام ہو سکا ہوتا ہے اور عیشہ اس وعاد میں ہتی ہے
 کہ یا الہی یہ وعدہ میرا سچا کر و نہیں تو میں خفیف و ذلیل ہو چکا آخر جب بیٹہ سوان دن ہوا اور صبح کو
 جو لوگ وہی تو دیکھا کہ کچھ غلامت عذاب شروع ہوئی ہی اور وہاں اور آگ آسمان سی برستی اور وہاں
 اور آگ کو ہونچتی جیت کی خرب پہنچا بادشاہ اور تمام ارکان و دولت کہہ کر ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ فقیر کی طرح

ہو ہو نہ دو دیکھو کہاں کیا جلدی اور کھولا تو مارا دسکی ہاتھ پر ہم تو بکرین اور جتنی قیدی میں سب دوسکو بھڑ
 کر دین اور شہر کی دروازے بند کیا اور ہر گلی و کوئی اور گھر و عین ہونڈنا شروع کیا کہین انہی تباہ کیا لاجپا
 ہو کر سب ننگی سرنگے پاؤں میدان میں ننگی اور چوکھو دنگی مالوئی جدا کیا اور گائین بکری بچوں کو اور بکلی مالوئی
 جدا کیا اور سینی اپنا اپنا گریبان چاک کیا اور سر کو سجھدین رکھا اور رونا اور پشیمان اور فریاد و عجزی کرنی
 شروع کی اور جناب الہی میں عرض کیا کہ ہمیں کفر سے توبہ کی اور حضرت یونس جتیری اچھی ہوی میں اونکی
 قول پر جم پیمان لائی اور قصہ قصیم کیا اور دل پر تباہا کہ جتنی بنے اسرائیل کی قیدی میں اون سکھو حضرت یونس
 علیہ السلام کی حوالہ کرینگے حق تعالیٰ فی اونکی گریہ و زاری پر رحم کیا اور عصر کی قت اٹھوا بکھو مالوئی و بکر
 لیا اور خواصاں ہو گئی اور یہ قصہ عاشور کی دن ہوا تھا اس عذاب کی دفع ہوئی مگر بعد بادشاہ اور سبار کا
 اور عایا خوش ہو گئی شہر میں دھل ہوئی اور ہر کارون اور جا سو سو کو چارون طرف دوڑا تاکہ خبر حضرت یونس
 علیہ السلام کی دین بلکہ بادشاہ ملے لپٹے زبان سی یہی کہا کہ جو شخص حضرت یونس علیہ السلام کی خبر لادی
 اور سکھو ایک دوڑنے سلطنت کی تخت پر بیٹا کر سب حکم دے کہ تباہ کیا میں ان مارا دسوں کو کچھ جا ہی لائی
 مسباب اور کارخانہ میں سی لیے اس طبع پر لوگ ہر طرف دوڑے اور حضرت یونس علیہ السلام کو بھی انکار
 زمانہ غیر معلوم ہوئی مئی کہ تمہاری قوم سی عذاب ادا نہ کیا اور دو لوگ تلو دوڑتے پہلے میں یہ
 عذاب کی پہلے پہل پہنچا کہ ایک بہت پیچیدہ سی اور تباہا کہ میں اپنی قوم میں چوٹا ہوا اب کی پاس کیا مونہ
 لیکر جاؤں اسو اسے نہ سیر و نہ سجا ہوا اور اگر حضرت شیخا علیہ السلام اور بنے اسرائیل کے پہلے پہل
 تو یہ خیف ہوا اور گائینگے کہ جسے کچھ کام بن نہ کیا یہ سوچ کر ان دونوں طرفوں کا ارادہ موقوف کیا
 اور اس امری جو بہت سچ حاصل ہوا تھا بدو نظر روحی اور بغیر اجازت الہی کی مردم کی طرف
 چل کھڑے ہوئی اور مقابلہ میں اگر خفا ہوئی اب یہاں سی اونکی ساتھ اور طرح کا معاملہ عتاب آمیز
 شروع ہوا پہلے اونکی خادم درمیں اتنی علی ہی ہو سو ایک بی بی اور دو بچوں کی کوئی اونکی ہاتھ
 نہ ایک بچہ کو کندھے پر اور دوسرے کو بلبلے کے کندھے پر بیٹا کر منزل منزل راہ طی کرنی شروع کے
 ایک روز راہ کی درمیان میں ایک درخت کے نیچے سایہ میں ٹہرے اور آپ اپنے بے بے اور دونوں
 بچوں کو دامن ٹہیر کے جھل کی طرف بانٹا کوئی اتفاق سی اسوقت دما کی بادشاہ کی بھی کی سوار
 جو شکار کے واسطے گیا تھا طرف درخت کی قریب ہو کر نکلے شہزادینے دیکھا کہ ایک عورت جوان
 نہایت خوبصورت و چوکھو لئی بیٹھی ہے اپنے ساتھ کے لوگوں سی کہا کہ اس عورت کو لی آؤ ان بی بی
 کتنی شور و غل مچایا اور کہا کہ میں ایک شخص نیکی کی کہ پیغمبر خدا کا ہے بے بے ہوں جھکوت لجاؤ
 لیکن شاہزادے نے شراب کے نشے اور جالے کے سستے میں کچھ نہ سنا اور اپنے ساتھ اپنے بکان بگلیا
 حضرت یونس جو پانچا نہی آئے دیکھا کہ بے بے نہیں ہے لوگوں سی پوچھا انہوں نے سب ماجرا بیان کیا
 اپنے معلوم کیا کہ درگاہ الہی سی عتاب کا معاملہ شروع ہوا ہی نا چار دونوں بچوں کو ساتھ لیکر چلی اور ایک
 بائیس ہر ایک بھی پر چڑھاتی آتا تے پہلے راہ میں ایک نالہ بیٹا ہوا ایک چیکو کناری پر چھوڑا

اور دوسرے کو گندہی پر چڑھا کر باوجود زمین جھوٹ اور مال کی تحفین بھی تو اتفاق سے گناہ پر ایک بیڑا باندھا
اور چھوڑ دیا آپ گنہگار بھی بن گیا بیڑی علی اوس چھوڑا دین اس گنہگار سب سے دوسرا بچہ جو باقی گنہگار
ہوئے ان میں سے ایک اور بچہ کے رو جو اسی تو اس کو بھی بیٹا لکھی آپنی کشتی سے کوشش کے لیکن نہ بہہ ماتہ آیا
نہ وہ چاچا بایوس ہو کر آب کیسے تن بہنا روانہ ہوئی اور دیاسی روم کی کنارہ پر جا پہنچی دیکھا کہ ایک جہاز
سوداگرانی مال چڑھایا ہے اور لنگر اٹھانے لگا وہاں جہاز سے تین آپنی اوستی کہا کہ میں مفیر ہوں اور یہ
ہو سکی تو بدین کر لے لی بلکہ وہی جہاز پر چڑھاؤنا خدا اور سوداگر دن کی کہا کہ تم ہماری سوار اور گنہگار
بیٹھو تمہاری قدم کی کرت سے حق تعالیٰ ہلاک کرے یا ہلاک کرے یا ہلاک کرے اور جہاز سلامتی سے پہنچ گیا سب سے
تم میت نیکوخت معلوم ہوئی تھو اور تمہارا چہرہ میت نورانی سے غرض کہ آپ کو سوار کر کے روانہ ہوئی جب جہاز
جہاز پہنچا تو کھانک ایک ایک پر اٹھو خان و تھا اور موصین و تہی لکین اور جہاز تہر کی گئی تھی تہرین چلنی تھی
لیکن جہاز کی تہنیں پر اٹھو خان و تھا اور موصین و تہی لکین اور جہاز تہر کی گئی تھی تہرین چلنی تھی
عمر پر دیا سامان تہنیں دیکھا کہ خان و تھا اور موصین و تہی لکین اور جہاز تہر کی گئی تھی تہرین چلنی تھی
غلام کے اپنے مال کے رضائی ہلاک کر گئی یا جہاز میں سوار ہوا ہی تو اسی قسم کا معاملہ پیش ہوا ہی جہاز میں
سب کے ہلاک کر کہہ دو کہ کوئی تہنیں مال کے ہلاک کر آیا ہو تو تھا فکری کہ اس کی ماتہ باؤن باندھ کر ہر دین
و تہنیں ناکار اور سب جہاز والوں کی جان بچی ایک کے ہلاک سے اگر خدا آدھو کی جان بچی تو کچھ مضائقہ نہیں
چہرہ جہاز میں آواز دی تو حضرت یونس علیہ السلام صحیحی کہ وہ غلام ہلاک ہوا میں ہوں کہ بدین حکم مستحق
کے جا ہوں ہر جہاز والوں کی کہا کہ وہ غلام میں ہوں بنی مال کے ہلاک ہوا جاتا ہوں میری ماتہ باؤن
باندھ کر دین و تہنیں مال کے ہلاک جہاز والوں کی جان بچی اور اس بلا سی نجات باؤن نا خدا اور تاجر دن کی کہا
بھان مدد ایسے بد گمانی ہم ہرگز آپ کی بہ نسبت تہنیں کر سکتی آپ بزرگ میں اپنی بزرگی سے یہ بات فرمائی
ہیں تاکہ ہم سب لوگوں کی غرض آپ اپنی جان دین سو یہ حرکت ہمیں ہرگز نہیں ہونی چاہی ہم ایک اور تہر کر گئی
ہیں کہ قرعہ ڈالتی ہیں دیکھیں کہ نام نکلتا ہے پس قرعہ ڈالا حضرت یونس علیہ السلام کی نام پر نکلا
کہا کہ اس قرعہ کی خطا کی بہ بزرگ اس فرقہ تہنیں میں کہ اس قسم کی بد گمانی بچی بہ نسبت کججادی ہر دو کس
قرعہ ڈالا پہر آپ ہی کی نام پر نکلا پہر تہیری بار قرعہ ڈالا پہر ہی آپہر کا نام نکلا آخر جہاز والوں کی لاجا ہو کر
آپ کو دین و تہنیں مال کے ہلاک جہاز والوں کی لاجا ہو کر آپ کو دین و تہنیں مال کے ہلاک جہاز والوں کی لاجا ہو کر
تہنیں کی انتقام میں بیٹھے تھے جو میں آپ دین میں گری وہ میں وہ چھلی آپ کو کھل گئی لیکن آپ کو ہونہ کی اندر
لیتے تھے حق تعالیٰ کا حکم اس چھلی کو پہنچا کہ خبر دار اس شخص کو تیری غذا کیسے پہنچتی تھی تیری بیٹہ دین و تہنیں
تہنیں ہی بلکہ تیری بیٹہ کو اسکا قید خانہ مقرر کیا ہی خبر دار ایک ال برابر نقصان سے شش کر نہ پہنچی ہر وہ
چھلی آپ کو پہنچے بیٹہ میں لکھی ہوئی دیکھی سیر کرتے پہر تہے تھے یہاں تک کہ دم کے درمیں پہنچے میں پہنچے
پہر دھنسی و تہنیں میں لکھی ہوئی دوسرے اوس چھلی کو حکم ہوا کہ اب اس قید کو جلد کی اس کنارہ پر جو شام کے
طرف ہی و تہنیں میں لکھی ہوئی دوسرے اوس چھلی کو حکم ہوا کہ اب اس قید کو جلد کی اس کنارہ پر جو شام کے

علیہ السلام کی آپ کو اپنی رسالت کو وسط پسند کیا تھا پھر کوہ اور کوہ نمک کو منشی اور اس منصب کی ایات والوں کی کہ
 اس کام کو جو بی سر انجام کیا اور ایک لاکھ کئی ہزار آدمی انکی ماہتہ پر ایمان لائی اور ہر ہزار کو ہری اور پہلی کی
 اس رسالت کی منصب کی ایات نہ کہتے تھے بلکہ جسے عبادت کرنے والے تھے اس خطاب اور خطاب کی بعد رسالت
 کی منصب کی ایات جسکا سہندہ اور کوہ تھا سواہ ظاہر ہو ہی اور یونس علیہ السلام کی قصہ کی جو منشی معلوم کیا کہ
 کا فر یہی اپنے مکر اور فریب سے رسولوں اور نبیوں کی بعضی کام میں مددی کر کر بغض و بدینہ میں اور حقیقت کے
 خطاب میں گرفتار کر دیتی ہیں اور طعن اور تشنیع کا ایسا مضمون باندھتی ہیں کہ انبیا کو ہی بشریت کی تقاضی ہی
 غصہ آجاتا ہے اور حقیقت کی حکم کا رتھ فارنگ کے کوئی کام کر بیٹھتے ہیں پھر اوکی سب سے اپنے کمال کی
 وجہ سے نجی اور ترقی میں سو منگو جائی کہ اپنے قوم کے اس قسم کے مکر اور فریب سے ہوشیار رہو کہ یہ لوگ
 اس کام میں بری ہستاد ہیں **۵ عزیز** نیکو منشی یعنی کامل نیکو منشی ہی سہل کر بجا یا اور منگو س کی کہ
 کر میں ایسا کام کر ترک اور سکا اعلان اور ایت کیا گی ہی کہ نازل ہوئی یہ آیت جنگ حدین جو قوت کرادہ کیا
 رسول خدا صلوات علیہ وسلم نے بدعا کر نیکو بھائی والوں کو پس ہوئی آیت مدنی غرض کہ حقیقت کی فرما یا کہ صبر کر
 اور بدو عاکرین توقف کر کہ کام صبر ہی خوب بنایا **۶** کارا از صبر کر دیو بند خرم آن کر صبر بجا رہو
 چون در افتادی مگر وہاب حج ۴ صبر کن و الصبر مفتاح الفرج ۵ ولات کرتے تھے یہ آیت اور فضیلت صبر کی اور
 صبر کر ترک والی صادر ہوتا ہی انبیا علیہم السلام کی ہی والا نبوتی یونس علیہ السلام ملائے اور ولات کرتے ہے پھر
 کہ زیادت تعصیر اور عاجزی اور زاری کرنے طرف مانتا کے سبب قصو کے ویلون اگر کم کی ہی اور صبر
 ولات کرتے ہے کہ توفیق امتداد کے نعمت باطن ہے اوکی طرفی اور صبر ولات کرتے ہے کہ تسلیم و حیا ہے
 کہ نہیں ہو چکی ہیں و سکود مگر زید اللہ **۷** **وَأَن لَّيَكُنَّ أَكْثَرُ**
 لَئِنْ لَوْ تَكُنَّ أَكْثَرُ هِمْ لَمَّا سَعَوْا لِلَّهِ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا نَسْمَعُ لَكُمْ تَكْذُوبًا
 تیز بکنے کے جب اسنا قرآن کو اور یہ کہ یہی شدت عداوت کی اور کہتی ہیں یہ پیغمبر دیوانہ ہی **۸** **فَنَزَّلْنَا**
 اور منکر تو کی میں کہ دکان و تکو اپنے نگاہوں کی جیستی میں سمجھو لے اور کہتی ہیں وہ دیا لای **۹** **مَنْ**
نَقِيرُ اور جبکہ یہ کا فر نزدیک اور دلی ہیں کہی کہ دکان و تکو صبر اور تحمل کے مقام کی اپنے گمراہ گروہ
 دیکھتی ہی تاکہ غصہ میں اور دیر قرار ہو کہ حقیقت سے وقت مقرر کی پہلی انکی یعنی عذاب طلب کر بیٹھا و دیکھ کر
 مکر اور فریب نہیں کرتی ہیں مگر جب منشی ہیں اس قرآن کو کہ تمام حقیقت کی ذکر سے براہو ایسی کوئی سکتی
 حقیقت کی ذکر کی خالی نہیں ہی اور یہ سوا ہی اس کلام کا نام ذکر ہوتا کہ زندہ تیری غصہ کا سبب ہوا اور
 حقیقت کے اور اس کے ذکر کے محبت میں توا و پھر پڑی انھی اسوہ کہ آدمی اپنا عین سن سکتا ہی لیکن اپنے
 محبوب کا عیب نہیں سن سکتا اور اپنے حقارت کو ارا کر سکتا ہی مگر اپنے محبوب کے حقارت نہیں کو ارا کر سکتا اور یہ
 کا وہ فقط اس گہو لے اور شکستہ بی پر کھایت نہیں کرتے بلکہ زبانی ہی ایذا دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ بیشک
 یہ شخص دیوانہ ہی اسوہ کہ ہر بات میں یہ سہی ایک چیز کا ذکر کرتا ہے اور یہ نشان دیوانہ بن کا ہی اور
 اتنا نہیں سمجھتے کہ کلام میں ایک چیز کا ذکر کرنا اور تین جنوں کی عکاس ہونا ہے کہ جب وہ کلام کسی دوسرے

الایات علی من علیہ
 مخلوق صولات و قد
 علی من صلات
 علی من الصلح لایکون
 علی من صلات و قد کان
 بعد من علی و قد یسبب
 بعد من صلات و قد کان
 بعد من صلات و قد کان
 بعد من صلات و قد کان

و قد کان صلات و قد کان
 و قد کان صلات و قد کان
 و قد کان صلات و قد کان
 و قد کان صلات و قد کان
 و قد کان صلات و قد کان
 و قد کان صلات و قد کان

سخت خدای گدزی ہوی کی خدائی ستین کیا ہوں ہوا کو ادھر سات وقت اور تیر روز نہایت محسوس ہیں دیکھتا تو ہی کہ ہوں
والی تو کئی کو دین پر ہوا کو یاد تہذیب و خوں خوں کی ہنسی سی برسم ہوتی ہیں **فانظر** اور وہ جو عادی ہو سو کچھ
کئی تہذیب ستانی کی ماویں ہاتھوں کی نکل جاتی یعنی فرشتوں کی تعین کی اور نہ سات رات اور نہ دن کسی پر
تو دیکھیں لوگ دین پر کئی جیسی وہ تہذیب کی ہجو کی کو کہہ رہی **موہ** **لقبیر** اور **ما عاذا** لیکن
عاد کا فرقہ سو اپنے وقت کی پیغمبر کو چٹلائی اور لاکھ کر تین سقدربہ کیا تباہیے پہلوانی کشی کر نہوالی ستہ
ہو کر کہا اے یمن خیم ہو ملک اگر کہہ رہی ہوتی ہیں اس طرح وہ ہی اپنی پیغمبر کی مقابلہ پرستی ہو گئی تھی اور کہتی تھیں
حق انکشاف تھا حق **کے** کھینے کو ن ہی بہت زبردست ہستی قوت میں نہایت کہ حقیقتی میں سال برابر ان پر
قحط ڈال دیا وہ لوگوں کی کہہ کر اپنے شتر اور سونگو کی معطلہ میں جی تاکہ وہ ان جا کر دعا کریں اور بانی حقا کہ
مانگین لیکن تکبر اور غور و بیہ قبول کیا کہ حضرت ہو علیہ السلام سے ایسا کو ن اور بانی پانچویں دعا طلب کریں
اور کہ میں اس وقت عاقلہ کی قوم غالب تھی جب وہ لوگ عاقلہ پاس پہنچی اور اپنا حال ظاہر کیا ایک شخص
کہ اسکا نام شہر تہانتی تھا کہ اس انتقام کی دعا کھو فائدہ نہ کریگی مگر لازم ہی کہ اپنے پیغمبر کے بات قبول کرنا کہ
اس بلا سی خلاصی پاؤ سو سہل کر تہا رہی کہی سی معلوم ہوا کہ یہ قحط وہ قحط نہیں ہی جو دعائی جاننا ہی بلکہ
یہ قحط حقیقتی کی طرف سی آزمائش کی واسطہ ہے جب وہ لوگوں کی مرید کی یہ بات سی تو کہنے لگی کہ اگر ہم
یہ بات سی بدون حاصل پہنچے عاقلہ کے پہر جائینگے تو ہمارے قوم کو کم ہوت دلائل اور حقیقت کے جسے جس طرح سی
یہ کام بہانسی کر کی جانا چاہے اور کام کی تدبیر شہر سی پوچھی اوسی کہا کہ تم سب تنگی آتے رہی ہاؤں +
جائو گی نکل نکل صفا ہاؤں پر جو بیت اللہ کا سی ہی چڑھو اور سو قسم نہ کہہ سکو نہ آؤی تو اس وقت
دعا مانگو کہے ہو دے کے خدا اگر ہو دہا بتین جی میں کہ تیری پیغمبر میں تو ہما بانی دی کہ تم کو قحط
پانچویں واسطہ اسی میں وہ لوگوں کو آسہل کر کہا اور انکی دعا قبول ہوئی اور حقیقتی میں تین ٹکڑی بدلیں تھیں
ایک سفید ایک سرخ ایک سیاہ اور ایک آواز آئی کہ ان تینوں بدلیوں کی ٹکڑیوں میں سے ایک بدلی تھیں جو تیر کو لوگوں
کے آسپاس مشورہ کی سیاہ ٹکڑی کو قبول کیا سو اسلہ کہ سیاہ بدلیوں میں بہت برستامی اور اپنی شہر کو روانہ
ہوئی وہ دلی بدلی ہی انکی ساتھ دہرا دہرا چلی جاتے جیلہ بنی شہر کی فریب پہنچی کہی اور سونگو جیلہ کی
پہنچا کہ تم بدلی اپنی ساتھ لائی میں تم اپنے سب تالاب اور جو سونگو جی کر رساف کر کہو اور کہی کا سامان جی
نیچ اور مل وغیرہ ہی دست کر لو اور خوش ہو کہ یہ بدلتہا رہی خواہش کی موافق برسی کی شہر کی لوگ سب اس
خوشخبری کی سختی بہت خوش ہوئی کہ سہارہ جی ہو دیکھی دعا مقبول ہوئی اور بیت بدلی آئی اور حضرت
ہو علیہ السلام پر زبان طعن اور شیع کی کہولی اور کہا کہ دیکھو چار سے پہنچے ہو ان کی دعا مقبول ہوئی اور
اور کہ لے لے تم کہتے تھے کہ باؤ گئے حضرت ہو علیہ السلام میں فرمایا کہ یہ بدلی نہیں ہی یہ بہت حقیقتی کی بلکہ
اس سی ڈرتے رہو اور یہی کچھ نہیں گیا ہی میرا کہا مانو اور ایمان لاؤ اور بت برسی کو چہرہ رواں لوگوں
کہا کہ بدلیوں کی بلاؤ گی حضرت ہو علیہ السلام میں فرمایا کہ انکی یعنی طوفان کی ہوا چلی گی کہ کھو اور وہاں
سب مکانوں کو نیست و نابود کر دیکھے وہ لوگوں کو ان جواب دیا کہ تم ہمارا زور اور قوت جانتی ہو یہر ملک کو گشت

اور ضد نفس خوف دلائی ہو ایسی ہی کشتگو ہی کہ وہ بدلی اولیٰ شہر کی کندہ پہونچی اور طوفانی ہوا چلنی شروع ہوئی اور قحطالی کا حکم ہو گا کہ ہم کچھ کا کچھ بچا ہوتا ہے مگر زمین کا ہی سہل کی ناک کی سولہ کی برابر جوڑو اور عادی قوم مسلط اور متعین کر پھر وہ فتنی جو ہر استعین میں اس کا ضد ہی کہ یہ ہر اکہین بگین ہو کہ وہ ہلاک کر ڈالی کتنا ہی اوس ہو کہ وہ ملک لکین ہوا انی روکنی ہی کہ کتنی کتنی ہی ہر اس تم کی ہوا کی تندہ اور زور دیکر عادی قوم مضبوط کا نوٹین جا کہ ہستی اور مضبوطی ہوئی آپسین ایکے دوسرے کو ایذا پہا اور ہی جانور و ملک و ہی زنجیر و ہنجر پہا پہا اور اپنے گھر والوں کو اور نوٹ کی کچا و عین سہیا کہ ہوا سی جو قحطالی کی مخلوق میں ہی ایک ضعیف جزوی مقابلہ کرکے ہی کے دھڑے مستعد ہوئی اور اوس ضعیف مخلوق ہی ہی دیکھی سہتا ہر حکم کتنی کی کہ اوکی عورت کو جو کچھ اوس کے اہل و عیال میں ہی ہی مری مضبوط سائنہ نوٹ پہا کہ ہوا کی زنجیر و ہنجر اولیٰ لکوں کو سائنہ نوٹ پہا کہ ہوا اولیٰ کو سائنہ نوٹ میں ہی اوس اسی اسی دور کہ وہ سائنہ میان مہل لکھی لکھی ہی معلوم ہوئی ہی ہی ہر دانی زمین پر ہی ماری ہی ہی مانت کہ اوس قوم کو بالکل ہلاک کر دیا اور حضرت ہود علیہ السلام کا زمانہ و ملک دیکر ایکے پاوین ہو چکی اور ایک خطا پہنے کر کچھ داینا ہتھالی کی قدرت کاملہ ہی وہ ہر جواب و ہر خط کی اندر آتی تو اسے تہی جو بدلو اچھی معلوم ہوا اور اوٹ کے باہر چہر ہو چکی ہی اوکو ہلاک خاک سیاہ کر دیتی ہی قحطالی ہی اون لوگوں کو ایسی عذابین میں لکھا گیا ہوا کہ وہی پہلو پہنے نہ سب تھا ہوا کہ جو ہنہ کی ہو کہ سب پر گندہ ہوا ہی ہی اولیٰ کتنی کی دھڑے پہا کہ وہ ہی اوس درگاہ آہی پہلو ان کی قوت کا تماشہ دیکھین لکھو پہنچ ضرر پہر ہلاک ہی گئی دور کی ہوا ہی چوٹنی کی وقت آواز شدت ہی کرتے تھے عاشر بہت سخت اور تند سرکشی کر سیدالی جو گجگا لون اور کونکی اختیار ہی لکل گئی ہی چاچھ صیث شریف میں ابا ہی کہ قحطالی کیسے ج ہو کہ دنیا میں نہیں پہیچا مگر انداز ہی اور پانگیہ ہی نہیں پہیچا مگر انداز ہی لیکن حضرت نوح علیہ السلام کی طوفانی دن اور عادی قوم پر عذاب کی دن کہ طوفانی دن اس شدت ہی پانی بہا ہتا کہ کچا فطوٹوٹو اختیار میں نہ ہتا اور عادی قوم پر اونکی عذاب کی روز ہوا ہی موکل و شتو کی اختیار ہی باہر لکھی ہی ہر اور یہ ہوا کہ اس روز ہی جلدنا کچلے سان کی گردش ہی نہتا والا عادی کا فوٹو کی تحفہ صس اس عذابین پہو بلکہ حضرت ہود علیہ السلام اور لڑکیان وار و نوٹ ہی اوس کے ایذا پہونچی بلکہ عذابین سخا مسلط کیا ہتا اوس ہو کہ نہایت غصہ جلا لینی کی ارادہ ہی عکس نہا و سر لینے فقط عادی کے قوم ہر نہ مسلمانوں پر اور حضرت ہود علیہ السلام پر اور یہ ہوا کہ انیسر مسلط کر لکھری دو گھر کی ملکہ سچ کالی و ثنائیہ آیام سات رات آہنہ دن تک تہا شولی کی باہوین تانچ بدہ کی صبح ہی یہ تسلط اور ہوا کی شدت شروع ہوئی ہی اور انیسوین تانچ او ہی ہنہ کی بدہ کی آخردن کے لیے آفتاب کی غروب تک وہ شدت تمام ہوئی اور سات رات اور آہنہ دن اس عذاب کی ہستی کی ہر یہی ہی ہی عادی قوم سیطرہ کی زبان در زبان کرتی ہی اور کتنی ہی کہ یہ فطوٹا چہرے ہمیشے قوت رکھتے ہیں کہ اگر سات برس سیطرہ کا فطوٹا رہے تو بچے ہم لوگے برداشت کر سکتی ہی سو قحطالی ہی ہر برس ہی مقابلہ میں اس ہوا کی عذاب کا ایک نہ دن اور سات کا اوپر مسلط کیا اور آہنہ دن اس پہو زیادہ کیا ہتا کہ آپسین ہر شخص نصف اور لی طاقتی اور کچھ زوری ایکے دوسری کی دیکھی اور ہر شخص کو دوسری ہلاک کا

لوط علیہ السلام کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیٹی تھی اپنی اولیٰ طرف رسول کریمؐ کی بیجا اور حضرت لوط علیہ السلام
 بیٹس برس اور نین برس اور اولاد کی طرف ملا لیکن وہ ایمان نہ لایا یا لٹکا چلتے پھرتی مری گئی ہوئی کہ سہل
 جفا کا ہونا جسے نہ کثرت بہت ہوا سو فرعون کی ممانہ یہ تھی کہ پہلی بیٹی کی اولاد سے دشمنی شروع کی یعنی بنی
 اسرائیل ہی اور اس عداوت کا سبب یہ تھا کہ جو وقت حضرت یوسف علیہ السلام صہ کی بادشاہ کے قریب تھے
 جس کا نام تیان تھا مصر کی مملکت کی مختار ہوئی اور بنی اسرائیل اسوہ صہ میں گئی اور وہاں کی حکومت
 اختیار کی تو حضرت یوسف علیہ السلام کی غلبہ و شوکت کی سبب سب صہ والی بنی اسرائیل کی بہت تعظیم
 کرتے تھے یہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قیامت و وفات پائی اور فرعون مصر کا بادشاہ ہوا تو بنی اسرائیل کے
 بزرگ اور عزت جو مصر واکرتے تھے فرعون کو اگر ان معلوم ہوئی چاہا کہ کسی تدبیر سے بنی اسرائیل کو مصر
 نظرو میں ذلیل اور خوار کر دی تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ریاست کا خیال بنی اسرائیل کے دل میں
 نہ رہے اور اس سبب ریاست کی کامو میں دخل کے خواہش نہ کریں آخر ہوتی ہوئی ہمدردی اور نصرت کرنی لگا
 کہ ہلال خوار و چار و بیک طرح اسکی برکات میں ہمیشہ گرفتار رہتی تھی کسی سی حمار اپنے بھوتانا اور کسی سی
 کہنے اور کسی سی باغبانیاں لڑتا اور کسی سی ایٹ تھپوٹا اور کسی سی ایٹ پکوٹا غرض کہ سب ذلیل کام میں
 لیتا تھا اور نہایت ہیر جم ہادی اور نہ پھر کسی تھی اور اپنی تین سب مصر والوں کا معبود و مہر اور جسکا بتی لڑ
 سہی ہر دانا تھا اور بتے اسرائیل یہ بات اسکی نہیں مانتی تھی اسوہ صہ اور انہی نغا ہوتا اور ایدہ پوٹا
 یہاں تک کہ کلاہوں اور جو میوں بنی فرعون کو خبر دی کہ اس بنی اسرائیل قوم میں ایک ایسا کاپیدیا ہوگا
 اسطرح کہ تیری بادشاہت اسکی ماتھے سے جا لگیں یہ سچ ہی اگلا خبرت ہی یہ حکم کیا کہ واسیان بنی اسرائیل
 کے کہ کبھی ہمیشہ پہلے رہیں اور دیکھنا کہ اس عورت کو وغیرہ سی حاملہ دیکھیں اور اسکا نام اور پتہ کو تو ال
 دفتر بن لکھوا دین یہ چہرہ چہی کا وقت ہو تو کو تو ال کی پیا داؤ اسکی دروازہ پر جا کر کھڑی ہوں اور دایا
 جنوا اور اس کے پیہا ہوئی کو باہر لار دین پیا داؤ کو دیکھا دین اگر وہ بیٹا ہو تو پیا دینی بیوقوف اسی مار دین
 اور اگر دہی ہو تو اسکو چور دین غرض کہ یہ سون یہ ظلم اور نکال اور نہ جا سی رہا اور سو اس کے اوطح طرح
 ظلم جو بنی اسرائیل پر کرتا تھا سو تمام عالم میں مشہور ہوا اور باوجود ان ظلموں کی لوگوں پرست پرستی اور شکر
 کر نیکی و شہ زبردستی کرتا تھا اور جو مینا کہ آدھو کو مارنا اور سیکار ایجا دی آخر ہوتی ہوئی اسکو کھانا اور
 روپہ کو چوچا کہ جوین و خضر کچا کہتا تھا اتنا سہ کچھ اچھا کھانے بیٹے میں ہوں مہار ب سب بڑا
 اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی گناہ بیٹھے وہ سب کے بدین اور اگروہ دینی دونوں اوغین شامل تھے
 یہ سب پرستے اور باپ تول بھی کرتے کہ یہ دونوں چیزیں ان سب لوگوں میں بنی اسرائیل راج پائی تھیں
 اور قرانی اور جزئی کرنے خاص و نکال چلین ہنا کہ شام اور مصر کی راہوں پر گزریاں بنا کر چہی سی رہتے
 تھے اور قافلہ لوٹتی تھے اور بہت مال لاتی تھی اور حضرت لوط علیہ السلام کے گناہوں میں سب سی مڑا
 کہ ان ظلم تھا اور اور سوا سی اس کی ہیبت سی ہر انسان اور بدعتین وغیرہ راج بہتیں جیسی کہ بتراہی اور
 میں تھے لڑا لڑا اور بہتر تھا کہ بنی زنا اور مہمان کو اپنے گھر اور تر فی دنیا اور اگر کوئی دوسری اونکی شخصیت

یہاں ان ظلم کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل پر کیا گیا

یہاں ان ظلم کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل پر کیا گیا

یہاں ان ظلم کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل پر کیا گیا

غلام خریدنی کو آوی تو اسکو خرید کر کئے غنیا اور ایک مہینے پہل میں گالیان دینی سے اور خوش کیا اور اچھا بڑا
سی ٹھکانا اور عورتوں کی طرح سستی لگائی اور مہینے ہی لگائی ہاتھ باندھوا دیا جی میں اتہا دیکھو کہ ہوشی
کر سیکے ساسنی تنگی ہو کر ایک دس کے مہینے پر گوزارتا ہا ہر حقیقی فی ان سب کی ہدایت کیونکہ حضرت
موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف اور حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین اور ایک دلاؤ کی
طرف اور حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم وغیرہ کی طرف رسول کی بھیجا اور ارون براہیوسنی اون سب سے پہلے
۵ **عن یزید** **قصص رسول** **ناظم اعظم** **ناظر** **فرمانی** کی اپنی پروردگار کے رسولوں کی پس بکر اخوان
اوس جماعت کو بکرا بڑا ۵ **فخر** **حکم** **نما** اپنے رب کی رسول کا پہر بکری اور کو بکری چم چستی
۶ **موت** **نفس** **قصص** **ناظر** **فرمانی** کی ہر ایک فی انہیں ہی اپنی رسولوں کی جو بکری پروردگار
کے بھیجی ہوئی تھی اور حکم نما اور اپنے براہیوسنی جو بکری بلکہ اپنے اپنے وقت کی رسولوں سے مقابلہ کر سیکھے اور
فرمانی اور ہنگامہ شروع کیا پہر بکری اور کو بکری سب سے بڑے بکری یعنی پیغمبر کی جو بکری انکا سی جس کو فرما
لوگ لائق ہوتے ہیں اوس سے زیادہ گرفتاری اون لوگوں کی وہ پہلے ہوئی تاکہ وہ زیادہ گرفتاری اون
من ہوئی مقابلہ میں واقع ہوئی سو فرعون کو اویسی کہنی کی موافق دیا میں ڈوبوا اسو پہلے ایک روز
حضرت جبریل علیہ السلام فی ایک فرما کی شکل بنا کر اوسکی دربار میں آکر بوجہا کہ اگر کیک کا غلام و سکی غلام
نکار ہو کہ اپنے خاوند کے مقابلہ میں آپ ہی اپنی صاحبی کا دعویٰ کری تو اسی غلام کیو پہلے ہی حکم ہی اور
کیسے سزا دے کو بکری و فرعون کھا کا ایسی غلام کو جو اپنے خاوند کے نعمتوں کا منکر ہی دریا میں ڈوبوا
چاہی اور یہ بھی ہی کہ اکثر فرعون اپنے فخر اور پرہے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مقابلہ میں کیا
کہا تھا کہ میں اکیساکہ صدم کی ملک میں نہرین جاری کی ہیں اور اون نہر و کو اپنے مکانوں کی نیچی سی ہا
انکا لای سڑی شخص کہ نہر و کی جاری کر نیو و بڑا پنا فخر سچہا تھا اور اس بات ہی اوسکو نہایت لذت حاصل
ہوتے تھے دریا میں ڈوب کر ہلاک کرنا بہت مناسب ہو کہ اون چوٹی چوٹی نہر و کی کیا ہوتا ہی تو تو ہنگام
بادشاہ ہی تجکو بڑی دیا کی سیر کرنی چاہی اور جیسا کہ تو ان نہر و کو اپنے مکانوں کی نیچی سی جاری کر کی
نہر و اوعیش کرنا تھا ویسا ہے اب ہم اسی نہر و دیا کو تیری سرور تمام بدن پر جاری کر نیو تاکہ تیری
لذت کی اسباب چاؤ و ظرفنی تجکو کہہ دیوں اور فرعون عذاب کی زیادتی اچھی ہوئی کہ تمام اوسکے
سلطنت اور مہکانات اور انعامات اور اچھے اچھے محل فروش فروش سی آراستہ اور خزانہ ہاتھ ایک پل میں
اوسکی ہتھ سی لگائی اوسکی ہتھو کو جو بہت حقیر و ذلیل اوسکی نظر و بین ہی اور حضرت شعیب علیہ السلام
کی قوم ہر دو وقتے ہی کئی طرح کا عذاب ہوا مدین والو پہر صبحہ میں سخت آواز ہی ہوئی اور یہو بخال
ہی اوسکو ہلاک کیا اور ایک قسم کی عذاب کا دوسری قسم کی عذاب کی ساتھ ملتی ہی عذاب کی زیادتی ہوئی
حضرت شعیب علیہ السلام کی جو مٹائی اور حقیر جان فی کی عوس میں سخت آواز سی جبر کی کئی اور باب
اور تو لین جو کئی کہتے تھے اور دوسری یا چنانہ ہلا دیتی ہی تاکہ مانی اور تو کی چیز ہارنہ از تری اوسکی غم
یہو بخال میں ہوا کہ ہلاک ہوئی اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو پہلی نیچی سی اور بیگنی ہر ہا سنی اور تاکہ

بیشک یا سوہلہ کو اور کلام غلام و سچائی میں حسین منوع کا طلب نام نہائی یعنی جو چیز جو بھی مقرر کی ہی او کو
 اوں کو یا جسی ہو کہ وہ حقتالی فی اسوہ بنین پیدا کیا کہ اندھا پڑی او پہے تین دلیل کری بلکہ او کو حضرت والا
 پیدا کیا ہی کہ یہ عورت پر چڑھی اور او کی بعد و نہ پتہ چلی ہو برسی اسوہ کہ غلام میں نہ کا مڑہ او کو غلام
 اور زنا کی حد بھی ہی بہر صورت یہ پانچوں واقعی حقیقی حادثہ کی مثالین میں کہ کا فرو کو نو کی کفر اور زنا فحش
 سبب سے وہ دن شریک کرنی مسلمانوں کی و مردوں فلکی اور عصری سبب سے طلب کر نہی طرح طرح کی عذاب ہی کو
 نیست اور نابود کر دیا اور اگر باوجود ایسی مثالوں اور نظیر کی بہر ہی کی کو شہادت پائی ہے اور ہی کہ ان واقعوں میں
 مسلمانوں کا جہنم اور کا فرو کجا نیست اور نابود ہو جائیگا ایک سبب ہٹا کر پہلی ایمانداروں کو کا فروشی جدا کر
 تاکہ وہ عذاب کی مقام پر نہ زمین بلکہ دماغی دور ہو جاوین بہر کا فروں پر عذاب کیا اور یہ ایمانداروں کو غلام
 قیے خبر دار کر دینا اور عذاب کی مقام ہی دور کر دینا امتیاز کا سبب ہو لیکن قیامت کو مسلمان اور کا فانی ہے
 مقام پر جمع ہوگی اور دماغی ہیگانہ اور علیہ ہونا کسی طرح ممکن نہوگا اور عذاب کی سبب عام اور سبب کوشاں
 وہاں حادثہ کی معنی سطح ہو سکتی ہیں تو ہم کہیں کہ کہ گواہ او کی ہی سوہ **اِنَّا لَنُطِغُ الْمَاءَ عَذْرَی**
اِنَّا لَنُطِغُ الْمَاءَ حَمَلًا کہ فی تجارینہ لیمعلہا الکے تذکرہ کہ وقتہا اذ نکاح
 قیے ہمیں اس وقت کہ حدی کہ زبان سوا کی ہی تم کو کشتی روان پر اگر میں ہم ہتھہ کو تہا ہی ہی نصیحت اور
 یاد رکھو کہ وہاں یاد رکھنی والا **فہی** معنی جو وقت پانی اور بالا دیا تم کو بہی نامین تاکہ کہیں او کو تہا
 یاد گا کیو اور سنی او کو کان سنی والا **موج** نفساں **اِنَّا لَنُطِغُ الْمَاءَ عَذْرَی** کہ
 کے پانے تہاں اور زمین کی برسات کی کثرت اور چٹون کی اور مٹی اور بہی ہی ہتھہ کہ تمام دسی زمین کو چسپاں
 بلکہ شے اوچی ہڈیوں کی چوٹی کی اوپر چالیں چالیں گزبان چر گیا تہا اور زمین کی دریا میں ہی حال
 روز یکہ پیہم برسات کی کثرت ہی پانی غالب ہا اور یہ حضرت فوج علیہ السلام کی قوم کی حادثہ کا حال ہی اور
 طوفان کی بولتی ہی ہی واقعہ ملا ہوا ہی اور یہ بات ظاہر ہی کہ حضرت فوج علیہ السلام اور سبب ان زمین
 سلامت ہی باوجود اس بات کہ کہ وہ بلا عام ہی او طوفان فی تمام روی زمین کو اور زمین اور تہاں کی بیج
 کو چاہا یا تہا کوئی جگہ بیگ بھی کے باقی نہ ہی ہی ہر جگہ پر طوفان تہا انکو ہی بیگ ہی ہی بجا و نہ تہا اگر حقتالی
 حضرت فوج علیہ السلام اور منو کو نہ بچا تا تو وہ سبب طوفان میں ہلاک ہو جاتا تو ہم لوگوں فی جو حقتالی
 کے لغتوں کی انکار پر کہ نہ ہی سو تہا ہی وجود کا پتہ ہی نہ معلوم ہوتا اسوہ کہ تم لوگ حضرت فوج اور انکی
 اولاد کی نسل ہو پر اگر اس وقت تہا ہی باب داد دہی حقتالی محافت کر تا تو تم کس طرح اس وقت میں پیدا ہو
 لو اس وقت میں حضرت فوج علیہ السلام اور زمین کی بجا و کو یہ ایک تیز کو قلعہ کر دی ہی تہا کہ وہ لوگ اس
 طوفان میں شریک کیے زمین اور اس عذاب ہی بھی ہی زمین بلکہ عذاب کی چپٹ ہی اودن تک نہ چوبھی اور
 اس تعلیم کی مضبوطی حاصل یہ ہے کہ اگر کسی سو کوئی دوسری چیز کے صلاحیت بنین کہہ ہی کسی کہ
 بانی کی اصل سیاری ہی او کی طبیعت ہی بات کو چاہتی ہی کہ زمین پر تہا ہی اور جس چیزین کہ زمین
 اجزا غالب ہیں اس کی کوئی چیز نہا کی یا زمین والین تو پانی او کو سنی تہا لیجا یا گیا اور آپ او کی اوپر رکھا

جہاں سورۃ
 صاحب
 فہم جو اب
 ہونا
 کلب

[illegible]

بیان حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی

ترسمو تعجب کیسکتی ہیں کہ جس نے پہلا صورت پر کیا جائیگا اوسین عوض اعمال ہوگا اگرچہ کچھ دیر سی ہوا اور صورت پر
 سیک کے شکل پہلے ہی وضعی صغیر راہ تو بین آئی کہ صورت کی انسان ہزار سال کی راہ کی ہی اولیس ایک سیکنڈ
 سات صبح واقع ہوئی ہیں اور در دونوں پہونگی در میانین گہر میں غابر ہوئی ہیں مہیسی گہی کی ہوگا اور ہر پہون
 سونہ میں ہر پہون کے چپے کے انداز ہر سوراخ میں ہوا ایک ایک طرح کا کھوکا عالم کی روحوں پہ چنانچہ پہلی خانہ میں
 درشت ہوئی روحیں ہر پہون کے در و در کے گہا میں پیچیدہ ہوئی روحیں اور تیسری خانہ میں صدیق ہوئی روحیں اور چو
 خانہ میں شہید ہوئی روحیں اور چوین خانہ میں عوام یا مذکور ہوئی روحیں اور چہٹی خانہ میں کافر ہوئی روحیں
 خواہ وہ کافر یا جیوشی ہوں یا جیوشی یا شیطانوں ہوں اور ساتویں خانہ میں باقی تمام مخلوقات کی روحیں
 ہر پہون کے اور وہ پہون کی کی خدمت حضرت اسرافیل کیو پہلے معین کے پہلے نغمہ میں اس مضمون کو ادا کرے گی کہ وہ
 اپنا پنا قابل چہون کر میری طرف آؤ اور دوسرے نغمہ میں اس مضمون کا کلام کہیں گے کہ اسی پورانی ہڈیوں اور
 کھنٹی ہوئی ہڈیوں اور سی پرگنہ اور جدا جدا ہوں گوشتوں تم سب جمع ہو جاؤ اور اسی روح تم سب کے اپنے قابل ہوں
 اور آؤ اور مفسرین کی کہانی کہ پہلی نغمہ میں سب کے روحیں اپنا پنا قابل چہون کرے مگر حضرت جبریل اور حضرت میکائیل
 اور حضرت عزرائیل اور حضرت اسرافیل اور حق تعالیٰ کی عرش کی اوٹھا نیوالوں فرشتوں علیہم السلام کی روحیں کہ
 حق تعالیٰ ان سب کے روحیں اپنی قدرت کی ہاتھ سی قبض فرما دیکھا اور ہر سب کے پہلے حضرت اسرافیل نے ہونگی
 تاکہ پہلے خدمت معین پر یعنی نغمہ تائیہ ہو گئی کو بجالابین پس دوسرے بار صورت پر معین کی غرض کہ عالم کی
 خولے کے ابتدا پہلے نغمہ سے شروع ہوگی اور تمام عنصر ہوئی روحیں کنج جائیگی اور اس آواز تداوت کے
 سبب ہوا جیش میں آویگی کہ عزیزی و محبت الکریم و الیمبال ذلک ذلک و احدہ
 اور اوٹھا یا جائیگا زمین اور پہاڑ و نمکوں کو نا جائیگا اوٹھا ایک کوٹھا فتح اور اوٹھا زمین اور پہاڑ
 ہر پہون کے جاؤ ایک چوٹ مود تفسیر و محبت الکریم اور اوٹھا زمین اور اوٹھا زمین اور پہاڑ و نمکوں کو
 زمین کی اجزا جو پہون پہنے قوت سی ملی ہوئی ہیں ان میں سب آجائگی اور سخت ہو خال کی سبب پہاڑ کے
 جڑیں ڈھیلی ہو جائیگی اور زمین کو چہون ڈھیلی اور جو اس شدت سی چلی کی کہ پہاڑ اور ڈھیلی اور پہاڑ
 واقعہ عادی آمدنی اور زمین دانہ کی ہو خال اور متوفات کی دل پٹ کی مانند ہوگا لیکن اتنا فرق کی
 وہ فقیں خاص ایک ایک ملک پر نہیں اور یہ آفت عام ہوگی تمام زمین اور پہاڑ اور زمین سب کو شامل ہو
 فکد گنا پر کہی جائیگی زمین اور پہاڑ سخت تائیہ صدیہ جو جو بائی ہوگی اور پہاڑ زمین کو ٹکڑا کر چور چور
 ہو کر زمین کی برابر ہو جائیگی ذلک ذلک و احدہ گنا برابر یعنی وہ ٹکڑا سب زمین اور پہاڑ و نمکوں شامل ہوگا اور
 کچھ فرق اور جدائی کیسے ہوگی کہ عزیزی و محبت الکریم یعنی وہ پہون کی آمدی ہوئی جائیگی
 زمین اور پہاڑ پہنچے ہو جیوشی نری قدرت الہی سی یا زبیلے اور ہوا تکی پس ہوا بشت بیت اپنے کے اوٹھا
 زمین اور پہاڑ و نمکوں میں کہ اوٹھا یا قوم عا کو سابتہ الماریں اور کی کی بس نکالی جائیگی تمام زمینیں اور پہاڑ ایک
 چوٹ میں بغیر حشا کی گئی جو نمکی کہ روح کو بین و اعدا القہر اوسن متحق ہوگی قیامت کہ فتح
 پہاڑ اوسن ہوٹھا و قہر یعنی وہ حاقہ جو تمام عالم کی خراب اور گرفتار کر دے گی و پہلے وضع کیا گیا ہی اور اثر

یہاں سے شکل کا

یہاں سے شکل کا

بلکہ تعلیم اور تہذیب کی بد پرستی ہماری عقل کی نظر نوکی دیکھنی میں خیر کی کرتی ہے اور ہر نظر دیکھتے نہیں سکتی اور بعضی
مفسرین نے کہا ہے کہ ماتصرون سے ظاہر کہ عالم مرادی اور الاتصرون سے غائب کا عالم اور بعضوں نے
کہا کہ ماتصرون وہ ہے جو زمین کی اوپر ہے اور الاتصرون سے غائب کا عالم اور بعضوں نے کہا کہ ماتصرون
وہ ہے جو زمین کی اوپر ہے اور الاتصرون وہ ہے جو زمین کی نیچے ہے یا ماتصرون سے عالم جہاں مرادی اور الاتصرون
عالم ارواح یا اولیٰ سے انسان اور دوسری سی خبات اور بعضوں نے کہا کہ ماتصرون سے کتبہ ظہیر اور ہی زاد اللہ
تشریفاً اسوہی کہ انوار الہی کی تعلیم اس مقام میں ایسی ظاہر و باہر ہے کہ آنکھ کے بنیائی سے معلوم ہوتی ہے اور
ماتصرون سے ہی بیت المعمور ہے اور اکثر مفسرین قدس اللہ سرہ نے ماتصرون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نبوت کی انوار اور شانہ جو ظاہر اور روشن تہی حمل کیا اور الاتصرون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت
کی انوار جو ہرگز کسی مخلوق کی بنیائی بلکہ دانائی میں ہی نہیں ٹپکتی ہیں حمل کیا ہے غرض کہ ہر قسم
کہاں اس مضمون پر ہے کہ آیت بے شک یہ قرآن مجزون والا جو ہر چیز کی حقیقت کو کھول دیتا ہے اور جن
چیز نوکی دریافت کرنے میں عقل و خیال و ردیم اور سب سے بظاہر میں توکل رسول کریم اللہ علیہ وسلم کے خدا کا کلام ہے
ایلا ہو رسول بزرگ اور امانت دار کا اسوہی کہ دیکھا ہے ہی حضرت جبریل الہی میں اور حضرت جبریل علیہ السلام
رسول مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکہ ہو بخانی میں اور یہ دونوں شخص نہایت بزرگی اور کرم اور
عدالت اور دیانت اور امانت سے موصوف ہیں اور دنیا کی جنسیں غرضوں میں اور چاہی بڑی ٹھوس پانک ہیں
چنانچہ اس رسول کا حال یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تسبیح لہجے آنکھ سے خود دیکھا اور خوب جانتی ہو
اور اس دوسرے رسول کا حال دریافت کر لیکو اس رسول کے گواہی فقط کافی ہے اور ایسی بزرگوں میں لہجے
ناک اور خالق پر اقرار اور جوٹ باندھنا ہرگز نہیں ہو سکتا انکی طرف ایسی بات کی نسبت کرنی چاہی ہے
عزیزی وَلَا يَقُولُ شَيْءٌ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَرَبُّنَا بِهِ بَصِيرَةٌ
اور ہمیں یہ کہا کہ کسی شاعر کا تم ہو اے یقین کرتی ہو کہ **مواد تفسیر** اور ہمیں ہی یہ قرآن کہا ہے
کسی شاعر کا اس واسطے کہ شاعر کی زبان اور بحر لازم ہے اور اس کلام میں ہرگز وزن اور بحر باقی نہیں جا
اور یہی ہی کہ شاعر کا کلام میں اصل محض ہوتا ہے اور تمام مضمون اس کی وہی اور خیالی ہوتی ہیں جس کے
اصل کو یہ ہے نہیں ہوتی اور اس کلام میں حقائق اور معانی کی اصول کو قطعی دلیلوں اور یقینی حجتوں سے
بیان فرمایا ہے اور دوسری یہ ہے کہ شاعر نوکی کلام میں خالی مضمون اس قسم کی نہیں ہوتی
ہیں کوقت کی خصوصیت پر باید اور عدت کی تعین پر یا داعی بھی قصود پر طبع سے وہ امور متعین
ہیں اسے طبع بیان کرین بلکہ کسی اور زیادتی سے خالی نہیں ہوتی بخلاف اس کلام پاک کی کہ میں قسم کہ
مضمون میں سننی جو طبع اس صورت میں تہی مسنا کہ حقیقی فرماتا ہے مَسْبُوحٌ لِّكَ يَا رَبُّ وَمُطَهَّرٌ
ہاں حقیقی فی وقت کو خاص کر کہ اور عدد اور مدت کو معین کر کہ فرمایا اور اس تعین اور تخصیص پر
کیطرح کا شک اور شبہ نہیں ہے اسے طبع اور احوال میں شاعر کا قصد اور عباد اور فروع کا اور جو انکی طبع
تہی اور مؤلفات کا یعنی اسے بیون والی یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور اس بیان میں کیطرح

کئی اور زیادتی نہیں ہی بہن جان جاہلوں کا کہنا جیسی ابوہل جابل کہتا تھا کہ یہ کلام کسی بڑی شاعر کا ہی جو بلاغت کی فن میں نہایت مہارت رکھتا ہے کہ مجھ کو اپنی بلاغت کی زور سی عاجز کر دیا ہے یہ اس کا کہنا محض بیفاؤہ اور سوج ہی ہرگز ساحت کی قابل نہیں ہی قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ بہت تہوار تم یقین کرنی ہو ہوا اہل کہ بڑی ہر امر و ملک و جنگا صدق ظاہر اور کہلا ہوا ہی اؤگو ہی اپنی نادانی اور جہالت اور تعجب یعنی جانب داری اور انکار کرتی ہو نہیں قواس کلام کا شعر نہ تو ظاہر ہی از روی لفظ کی ہی اور از روی معنی کی ہی کسی طرہ علی پر شک نہ نہیں ہی **عَنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ** کہ ان کے کہنا کہ ان کا تہوار تم نہیں ہی کہنا کہ ان کا تہوار ہی نصیحت قبول کرتے ہو **فَلَمَّا** اور کہنا پر یوں والیکہ تم تہوار دہان کرتی ہو **تَقْسِير** اور نہیں ہی پتہ نہ کہنا ہوا کسی کا کہن کا جسکو جات بعضی باتیں غیب کی اور بعضی احوال کچھ دلیف قافیہ سی ایک کلام درست کر کی بتلا دیتی ہیں جیسی جو کہ پتہ اور نام اور نسب اور مدعو ہیں سچا جان لینا اور خواب کی بقیہ بنا دینی اور اس قسم کی اور چیزیں اور سکی دلین ڈال دیتی ہیں عقیقہ بن معیط سی قسم کی باتیں بکار آتا ہو یہ کلام دوسرا نہیں ہے کئی دھونس پہلی وجہ یہ ہی کہ جنو کا کلام معجز نہیں ہوتا یعنی دوسرا دنیا کہہ نہ کی بلکہ جو ایک حسن کی کا کہن کو ایک بات کہلا تا ہی دوسرا جن ہی دسی بات دوسرے کا کہن کو کہلا سکتا ہی اور یہ کلام یعنی قرآن ایسا معجز ہی کہ کسی جن کا کلام اسکی مثل یا نہیں ہو سکتا اور دوسرے وجہ یہ یہ ہی کہ کا کہنوں کی کلام میں قافیہ اور سجع کی دعائیت کی دہلی بہت لفظ بیکار اور بیفاؤہ اتی ہیں اور اس کلام عجاظ لغام میں کوئی لفظ بیفاؤہ اور بیکار نہیں ہی تیسرے وجہ یہ یہ ہی کہ جنو کا خبر دار ہونا کسی آئندہ کی احوال سی اور معین کر دنیا کسی چھوٹا خبر کا آدمی ہی چھپی ہی اؤگو جسم کی لطافت اور باریکی کی سبب اور اؤگو عالم کا نزدیک ہونا فرشتوں کی عالم سی اور مختلف شکوئی بدنی پر تار اور ہونا اور آسمان کی قریب جا کر فرشتوں کی بات سن لین کی سبب ہو سکتا ہی لیکن علمو کی حقیقت کا مطلع ہونا اور دین اور شہادتوں کی اہلی قواعد اور دستور و ملک جان لینا اور فرشتوں کی آسمان کی آگاہی خبر دار ہونا اور اہلی نماز کی بڑی تہی نصوئی آگاہ ہونا ہرگز اؤگو نہیں ہو سکتا بخلاف قرآن شریف کے کہ وہ انہیں مضمونوں سی پر ہی چہرتی وجہ یہ یہ ہی کہ اس کلام میں لیس فی قرآن مجید میں اکثر مقاموں پر شیطا نوئی بڑی اور نوئی راہ اور چلن سی چھنا اور جوئی عبادت کی برائیاں جو بتو نہیں یہیہ کہ آواز کرتی ہیں اور اس فریب سی پہنچتیں معبود تھرا کر اوجہ اتی ہیں اور کا ہونوئی برائیاں جو شیطا نوئی پہنچتی ہندی رہتی ہیں مذکور میں ہوا کہ یہ جنو کا کلام ہوتا تو جن اپنی برائی آپ کا ہیکو بیان کرتے اور اپنے شیطنت ظاہر کر کر لوگو کو اپنے سے علیحدہ اور متفرق کر دیا سوا سنے کہ یہ بات عادت کی خلاف ہے کہ کوئی شخص اپنے بڑی آپ ہے بیان کر ہی قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ بہت کم سمجھتی ہو اپنی معلوم نہ ہو اور بہت کم خبر کرتے ہوا نہیں اس مقام میں مفسر و مکتوب ایک سوال ہی مشہور ہے یہ ہی کہ شاعر کے لفظی میں قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ اور کہات کی لفظی میں قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ فرق کیا تو اس کا جواب عین آیتوں کی تفسیر میں بیان کر دیا گیا اس واسطے کہ شاعریت کی لفظی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی قرآن

عذاب شدید میں اور گرفتاری اور کمزور شدیدی میں اور نہ محتاج صفت اللہ کی ہی پہلی کہ وہ ہمارا مضافہ کی قسم کی ہے
 جیسی خالق الامیاح اور حامل الیل سکا اور مانند الیل کی اور معاج جمع معجز کی ہی سیم کی زبیری یعنی جگہ بچر کی
 اور معنی ذی المعارج کی ہیں خدا بلند و جوا اور مرد و نواسا میں کہ بعضی بعضو تیر اور برکتی ہیں کہ وہ سات آسمان اور
 کرسی اور عرش ہیں **حمز** سال سال ما نکا انکلی والین جانا چاہنی کہ گفت تیر بین سوال و معنویں
 آتا ہی ایک تو بچہ کی معنویں اور دوسرا طلب کرنی اور مانگی کی معنویں آتا ہی اور کسی صلیہ کہیں ب کی حق
 کو لاتی ہیں اس محاذ ہی کہ یہ لفظ دعا کی معنویں شامل ہی اور اس مقام پر یہی معنی مراد ہیں اور اپنی منون
 محاذ پر کہ یہ لفظ دعا کی معنویں شامل ہی اور اس مقام پر یہی معنی مراد ہیں اور اپنی منون
 طرف اشارہ ہی کیلی کہ تنگبار تر عظمت پر دلالت کرتی ہی یا تعارت پر اس مقام پر اگر عظمت مراد ہی
 تو اس شامل کی نہایت جرات اور مبالغہ ثابت ہوتی ہی کہ ایسی ہی عذاب کو جان بوجہ کی طلب کیا اور
 اگر تعارت مراد ہی تو نہایت نادانی اور حق او سکا ثابت ہوتا ہی کہ ایسی ہی کو حقیر سمجھا اور با وجود اس
 لئے ادبی کی جو سوال میں اوستی کی حماقت ہی او سکی ثابت ہوتی سو ہی کہ وہ اس سوال میں تحصیل حاصل
 کی کہ تا ہی یعنی بجا نہ وہ کام کرتا ہے کہ ایسی عذاب کو طلب کرتا ہی جو واقع لکھا وین مقرر واقع ہو نیوالا ہے
 کا فر و مکی ہی کہ کافر کو اس کی نیروالا ہی انہیں میں ہی اور وہ عذاب نہ آئینا آسمان ہی نہیں کہتا ہی
 ہا کہ اس کے طلب کر نہیں او سکا استعین ہو ہی اسوا سلی کہ لکھیں لکھا آجہ کوئی نہیں ہی او س عذاب
 کو منع کر نیوالا اس لئے کہ وہ عذاب مقرر ہے میں اللہ استعین ہو ہی اسوا سلی کہ لکھیں لکھا آجہ کوئی نہیں ہی او س عذاب
 ہے ذی المعارج عروج کی وجہ اور توجہ صاحب کو اس کی نہ ہی او سکی کلمہ ہی تا ہی میں لان جان
 پوشش کر کی ان مرتبہ اور چون ہی ترقی کر کی اسکی حضور ہی مشرف ہوتی ہیں اور وہ وحی مست
 کی دوسرا ترقی میں مختلف و متفاوت ہیں بعضی وحی اور مرتبہ ایسے ہیں کہ ایک پلکان میں او سکی سبک
 ترقی ہو سکتی ہی کیلی سلام کلمہ زبان ہی اہلاد اور کلمہ زبان پر ہی کیلی سبب کہ شخص ایک
 آئین خرابی اور پاکت سی رانی بکرات ابی کی و حین ترقی کرتا ہی اور بعضی او حین ہی ایسی ہیں
 کہ ایک ساعت میں آہنی ترقی حاصل ہوتی ہی جیسی نماز کا ادا کرنا اور بعضی ایسی ہیں کہ ایک دن
 میں آہنی ترقی حاصل ہوتی ہی جیسی روزہ یا ایک مہینہ میں جیسی تمام رمضان کی مہینہ کی روزی
 کہیں ہی ایک سال میں جیسی حج کا ادا کرنا اور انہیں پورا و نہ کو قیاس کر لینا چاہنی اور سبب و شہوت
 اور روح و خواجہ عروج جو کسی کام پر مقرر ہیں او س کام ہی فرغت یا نیکی بعد تفاوت و مختلف ہی چاہئے
 ہے خود کم کی نہایت فرشتی کہ صبح ہی عصر تک بکھانی کرتی ہیں اور عصر کی نماز کی بعد عروج کرتی ہیں
 پورا و فرشتی جو اونکی عوض آتی ہیں وہ صبح کی نماز کی بعد عروج کرتی ہیں اور فرق اور موت پر فرشتے
 متعین فرشتی شب برات کو یعنی شبان کی چند وین شب کو عروج کرتی ہیں اور پورا و سارا و فرشتی مز
 اور سبب و شہوت او سکا نون اور صبحی اور برسات کی رو حین اپنی متعلق کا سونگی مدت مختلف تک
 تہمین کر کی عروج کرتی ہیں اور سبب و کسی ہی کی دین قائم کہیں کی ہی کی قیام کی مطلق طاقت

یعنی یہ آرزو بیاں کر کے چاہی اسلیں کہ انہما بینک عذاب جو اسدین ہی آؤ نہیں کہ عذاب تو
 شکر کی رعایت سے ہی یعنی جبروت ہی ملے وہ کہتی تھیں اور پٹ والی سو یہاں عوص قبل نہیں کرنی
 اسلیں کہ عوص قبول کرنا شور اور فہمیدگی کا کام ہی اور وہ آگ اس دلی اور عوص کا کچھ شور نہیں کہتی
 مگر اوس ہی داناؤں کیسی کام ہوتی ہیں واسیالت میں کہ نہ لگتے نہ کچھ جیتی ہے بدن کی کھال کھول
 سبب اور کھال کی اندر کی چیز کو باطل نہیں جلا دیتی تاکہ نیست و نابود نہ ہو جائے بلکہ کھال کی جلنے
 سے سویش اور جلن و مدم زیادہ ہوا اور ایک اور یہی کام داناؤں کا ساتی ہی کہ نہ ٹھوڑا نہ نہ حسی ہی
 تان غلظت من آذ بکر و کوئی نہ بچے کا وصلی بلاتی ہی ہر اوس شخص کو کہ اعراض کیا اور دگر دان ہوا
 اور مال جمع کیا ہر طرف میں لگا کر کہا کہ **فخر** بلاتی ہی اوسکو جسی بیٹھ دی اور پر گیا اور اکہا
 کیا اور سنیٹ **موت** تقسیم بلاتی ہی لکھا کر اور فصیح زبان ہی کہتی ہی الی آگ کا دروازہ
 مٹائی الی آگ کا دروازہ لکھنے میری طرف آئی کا فر میری طرف آئی متاقت میری طرف آئی مال کی جبر
 کر نیوالی یعنی حرم مال کی جمع کر نیوالی اور زکوۃ مدینی والی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
 یہ قول یعنی دوش کا بلانا مال لفظوں ہی منقول ہی آؤ یہ نام لیکر حاصل دس شخص کو بلا دیکر جن آؤ
 جسی بیٹھ دی تھی سچی راہ سی پیغمبر دینی دشمن اور منافق کر تھیں و کوئی اور نہ ہوتا تھا ایمان سی
 و جمع اور جمع کیا تھا مال کو بی ہر والی سی یعنی نہ حلال کو دیکھا نہ حرام کو نہ شبہ کو نہ مکروہ کو نہ حرج
 پایا جمع کر لیا تھا اور اس مال حاصل کرن اور جمع کرن ہی کی وقت عذاب کا سختی پہنچا تھا تا مدعی
 پر جمع کر نیکے بعد اوس مال کو کسی چیز میں کر کر کہہ چوڑا اور جو حق ہر واجب ہی او کو دوا کیا یعنی
 نہ خدا کا حق اور کیا جیسی زکوۃ نہ بندیکا حق اور کیا جیسی قرض اور نوکر کی نواری اور مزدور کی مزدوری
 اور نواری غلام کی کہا ہی نہ لپٹے خبر کر کے کرنی اور جو درجہ کثافت اور بیماریا ہیں کا حق اور مال کا حق
 اوس مال سی او دیکھا پھر اس مال کی بجائی خراج زمین ہی دوش کی عذاب کا حق ہوا اور جب معلوم ہوا کہ اس
 مال کو دو کام مطلوب ہیں ایک تو برومی کہاں کو بلا دینا نہ دلو کو تاکہ مال باپ جو روٹکی بیانی نہ سکے
 کر فارسی دیکھ کر علین دوسرا کام یہ ہی کہ بھاگنی دالون اور مہونہ موثر نیوالون اور مال کی جبر کر نیوالون
 اور حق نہ دینی والو کو مہونہ دہونڈا وچن چن کر بلا دیکر اولیٰ اپنے طرف کینیجے گے پھر ایسا شخص اپنے
 عوصین دوسرے کو دینی کی سطح آرزو کرتا ہی اور اسکا عوص سطح قبول دگا اسوشی کہ اگر کے عوص
 میں دوسرا قبول ہو تو اس شخص کے بدن کا جلتا مطلوب ہی کسطر ہی ہوا کہ اسکا دل ہی قریبوں اور
 لگا تو لگی عذاب دیکھتی تھی سبب جلیکا لور یہ ہی ہی کہ اگر کے خویش واقربا ہیں اور نہیں نہ ہا کہ روٹنے
 ہیں یعنی بھاگنی دالون اور مہونہ موثر نیوالون اور مال کی جبر کر نیوالون اور دو کے حق مذہبی والو اور
 ہیں تو وہ دوش کی آگ آپ ہی او کو پکڑے اور ہرگز نہ چوڑی سس شخص کا اون لو کو کو اپنے عوصین دینا
 ہر نہیں سکتا اسلیں کہ یہ ایسا ہوا جیسی یک کنبہ اپنے عوصین دوسرے کنبہ کو جو کہی اور اگر
 اسکے خویش واقربا ان کنبہ کا دینی نہ رہ میں نہیں ہیں تو وہ آگ او کو قبول نہ کرگی اسواسلیں کہ اگر کسی غیر

فخر
 باسالم
 باکافرانہ
 اسلطانہ
 ہنکر
 فہم
 مٹا
 سلطانی
 دالان
 مہر واپا
 جیسے کو
 دوش
 حق
 مٹا
 افکار
 مال و مال
 فخر
 دالان
 مٹا
 دوش

ایسی ہی گنہگار و مذکورہ نامی نہ یکتا ہو مگر موسیٰ شخص کو اپنے عوین میں دنیا و دنیا ہوا جیسی کوئی شخص
 کہو مگر کو وہاں جہنمی عوینین جو اتر ہی کہ وہ ہرگز قبول نہ کرے گا حضرت عبدالمعین عباسی سننی کہا کہ یہ
 کا فون اور سنا فتوہ کو دوزخ کی آگ نام نہام بکا بھی اور یہ لوگ پہا نیگی تب ایک گردن بیت لبنی
 کہ میں ہی نکلیے اور دوسرا مال راہ سی جتنی کا فون منافق ٹپنے کے سبکو جن چن کر اوٹھا یا بیٹے
 ج طرح سی جانور اپنے چوخی سی دانہ اوٹھا لیتا ہی اور اگر کسی کے دلیین یہہ شبہ آوی کہ اس صورت
 بیت سی کو کو مذکور دوزخ کی آگ پہو بھی سہی کہ یہہ چارون ضعیف جو دوزخ کی آگ کو مطلوب ہیں
 کہتے کہ کو کو عین پانی جاتی ہیں تو اسکے جاہین ہم کہنے کے کہ بدنی عبادت سی سونہ موڑنا اور پیچنا
 قرآن سی منکر ہونا اگر کہہ سہ اور یک پیدایش والا اسکو دانائی کی خلاف جانتے لیکن انکا جمع کرنا
 اور مستحق مذکور حق دنیا بہت پہوچ اور پہلا ہوا ہے اسواسطے کہ ان القرآن ان ظن کو عا کا عربی
 ان الا نسان خلق کلوا مما آتٰ الله الشجر وعاوا اذ امست الخيل منقحہ
 تحقیق آدمی یہاں کیا ہی بی صبر پہوچا اسکو مصیبت مضطرب کر نیو الا ہی اور جب پہوچا اسکو تہنا
 بخل کر نیو الا **فمن یبک آدمی بنایا ہی جی کا کجا جب لگی اسکو برائی تو کہا برا اور جب لگی اسکو**
بہلائی تو نہیو الا موعہ تفسیر ان الا منکول بیش آدمی موافق اپنی جبلت کی یہاں کیا ہی
 بیصبر اور عین کہہ لا اور طوع عرب کی لغت میں بڑی حریفیں بصیر کہ کہتی ہیں چنانچہ حضرت عبدالمعین
 رضی اللہ عنہما ہی اس لفظ کی معنی لوگوں کو پہوچنے اپنے فرمایا کہ تعالیٰ فی اس لفظ کی آپ تفسیر کی ہی اور
 فرمایا ہی **وَإِذَا مَسَّ الشَّرَّجُ وَجَابَ بَیْجِی** اسکو برائی جیسی غلطی اور بھاری یا کوئی اور مصیبت تو تہنا
 کہہ اور ہی اور بھرا برہو ہی بخلاف اور جانور و وحشی و جہ بہہ ہی کہ آدمی کی سمجھ بیت قوی ہی
 اور اسکی فکر دور و پر پہوچتی ہی اسواسطے ہر مصیبت کی رنج و الم کی وجہ مذکور خوب غور کر دینا کہ تہا ہی اور
 اسکی لوازمات کو اور انجام کی حال کو بیت دوسری دیکھتا ہی بہرہم کی غلبہ کی سبب سے ان سبکو واقع ہوا
 جانتا ہی اور اس بھرا ہی کی حال میں مذکور ہوا تہا ہی اور اس مصیبت کی دفع کو نیکی و اعلیٰ طرح طرح
 جیلے اور تہہ برن ہی اسکی دلیین اتی عین اور کسی سی مطلب برآری نہیں ہوتی ہی اور اس اتعال میں
 یعنی ایک تدبیر کی چوٹی اور دوسری پکڑ عین اسکی تو کو بیت بھرا ہی حاصل ہوتی ہی اور ایک برکو
 تمام مگر کی دوسری تدبیر سامان کی فکر میں جا پڑتا ہی **وَإِذَا مَسَّ الْخِلَیْ مَسُّوْعَا** اور جب پہوچتی ہے
 اسکو بہلائی جیسی دولت و حکومت یا اور طعی بہلائی تو تہنا ہی بخل ہو جاتا ہے اور ہرگز نہیں چاہتا
 کہ دوسرے کو کچھ پہوچے اور جب حق تعالیٰ اسپر ہر طرفی خوشی اور ترقی کی دروازی کھولتا ہی تو اسکو بہرہ
 اور ہر مرتبہ کی ترقی کی محافظت اور نگہبانی مسطور ہوتی ہی ناگزیر کہ نہ پہوچے اور میری ہی نسل اور
 خاندان میں یہہ حکومت اور ثروت باقی رہی بہرہم سبب سے اسکا بخل روز بروز بڑھتا جاتا ہی سو یہ
 ہی اسکی دمانی ہی کہ ہر نعمت کف کی وجہ مذکور خوب غور کر لیتا ہی اور اسکے لوازمات بیدہ کو اور پوشیدہ
 خواص کو مذکور دوسری بوجہ لیتا ہی اور اس نعمت کو تہنا پہوچتی ہی ہاں کہہ کی واسطی طرح طرح کی جلیں تہہ برن

عبدالمعین
 عباسی
 سننی
 کہا
 کہ
 یہ
 لوگ
 پہا
 نیگی
 تب
 ایک
 گردن
 بیت
 لبنی
 کہ
 میں
 ہی
 نکلیے
 اور
 دوسرا
 مال
 راہ
 سی
 جتنی
 کا
 فون
 منافق
 ٹپنے
 کے
 سبکو
 جن
 چن
 کر
 اوٹھا
 یا
 بیٹے
 ج
 طرح
 سی
 جانور
 اپنے
 چوخی
 سی
 دانہ
 اوٹھا
 لیتا
 ہی
 اور
 اگر
 کسی
 کے
 دلیین
 یہہ
 شبہ
 آوی
 کہ
 اس
 صورت
 بیت
 سی
 کو
 کو
 مذکور
 دوزخ
 کی
 آگ
 پہو
 بھی
 سہی
 کہ
 یہہ
 چارون
 ضعیف
 جو
 دوزخ
 کی
 آگ
 کو
 مطلوب
 ہیں
 کہتے
 کہ
 کو
 کو
 عین
 پانی
 جاتی
 ہیں
 تو
 اسکے
 جاہین
 ہم
 کہنے
 کے
 کہ
 بدنی
 عبادت
 سی
 سونہ
 موڑنا
 اور
 پیچنا
 قرآن
 سی
 منکر
 ہونا
 اگر
 کہہ
 سہ
 اور
 یک
 پیدایش
 والا
 اسکو
 دانائی
 کی
 خلاف
 جانتے
 لیکن
 انکا
 جمع
 کرنا
 اور
 مستحق
 مذکور
 حق
 دنیا
 بہت
 پہوچ
 اور
 پہلا
 ہوا
 ہے
 اسواسطے
 کہ
 ان
 القرآن
 ان
 ظن
 کو
 عا
 کا
 عربی
 ان
 الا
 نسان
 خلق
 کلوا
 مما
 آتٰ
 الله
 الشجر
 وعاوا
 اذ
 امست
 الخيل
 منقحہ
 تحقیق
 آدمی
 یہاں
 کیا
 ہی
 بی
 صبر
 پہوچا
 اسکو
 مصیبت
 مضطرب
 کر
 نیو
 الا
 ہی
 اور
 جب
 پہوچا
 اسکو
 تہنا
 بخل
 کر
 نیو
 الا
فمن
یبک
آدمی
بنایا
ہی
جی
کا
کجا
جب
لگی
اسکو
برائی
تو
کہا
برا
اور
جب
لگی
اسکو
بہلائی
تو
نہیو
الا
موعہ
تفسیر
ان
الا
منکول
بیش
آدمی
موافق
اپنی
جبلت
کی
یہاں
کیا
ہی
بیصبر
اور
عین
کہہ
لا
اور
طوع
عرب
کی
لغت
میں
بڑی
حریفیں
بصیر
کہ
کہتی
ہیں
چنانچہ
حضرت
عبدالمعین
رضی
اللہ
عنہما
ہی
اس
لفظ
کی
معنی
لوگوں
کو
پہوچنے
اپنے
فرمایا
کہ
تعالیٰ
فی
اس
لفظ
کی
آپ
تفسیر
کی
ہی
اور
فرمایا
ہی
وَإِذَا
مَسَّ
الشَّرَّجُ
وَجَابَ
بَیْجِی
اسکو
برائی
جیسی
غلطی
اور
بھاری
یا
کوئی
اور
مصیبت
تو
تہنا
کہہ
اور
ہی
اور
بھرا
برہو
ہی
بخلاف
اور
جانور
و
وحشی
و
جہ
بہہ
ہی
کہ
آدمی
کی
سمجھ
بیت
قوی
ہی
اور
اسکی
فکر
دور
و
پر
پہوچتی
ہی
اسواسطے
ہر
مصیبت
کی
رنج
و
الم
کی
وجہ
مذکور
خوب
غور
کر
دینا
کہ
تہا
ہی
اور
اسکی
لوازمات
کو
اور
انجام
کی
حال
کو
بیت
دوسری
دیکھتا
ہی
بہرہم
کی
غلبہ
کی
سبب
سے
ان
سبکو
واقع
ہوا
جانتا
ہی
اور
اس
بھرا
ہی
کی
حال
میں
مذکور
ہوا
تہا
ہی
اور
اس
مصیبت
کی
دفع
کو
نیکی
و
اعلیٰ
طرح
طرح
جیلے
اور
تہہ
برن
ہی
اسکی
دلیین
اتی
عین
اور
کسی
سی
مطلب
برآری
نہیں
ہوتی
ہی
اور
اس
اتعال
میں
یعنی
ایک
تدبیر
کی
چوٹی
اور
دوسری
پکڑ
عین
اسکی
تو
کو
بیت
بھرا
ہی
بھرا
ہی
حاصل
ہوتی
ہی
اور
ایک
برکو
تمام
مگر
کی
دوسری
تدبیر
سامان
کی
فکر
میں
جا
پڑتا
ہی
وَإِذَا
مَسَّ
الْخِلَیْ
مَسُّوْعَا
اور
جب
پہوچتی
ہے
اسکو
بہلائی
جیسی
دولت
و
حکومت
یا
اور
طعی
بہلائی
تو
تہنا
ہی
بخل
ہو
جاتا
ہے
اور
ہرگز
نہیں
چاہتا
کہ
دوسرے
کو
کچھ
پہوچے
اور
جب
حق
تعالیٰ
اسپر
ہر
طرفی
خوشی
اور
ترقی
کی
دروازی
کھولتا
ہی
تو
اسکو
بہرہ
اور
ہر
مرتبہ
کی
ترقی
کی
محافظت
اور
نگہبانی
مسطور
ہوتی
ہی
ناگزیر
کہ
نہ
پہوچے
اور
میری
ہی
نسل
اور
خاندان
میں
یہہ
حکومت
اور
ثروت
باقی
رہی
بہرہم
سبب
سے
اسکا
بخل
روز
بروز
بڑھتا
جاتا
ہی
سو
یہ
ہی
اسکی
دمانی
ہی
کہ
ہر
نعمت
کف
کی
وجہ
مذکور
خوب
غور
کر
لینا
ہی
اور
اسکے
لوازمات
بیدہ
کو
اور
پوشیدہ
خواص
کو
مذکور
دوسری
بوجہ
لینا
ہی
اور
اس
نعمت
کو
تہنا
پہوچتی
ہی
ہاں
کہہ
کی
واسطی
طرح
طرح
کی
جلیں
تہہ
برن

اور ملاؤنگو سے لیا اور اپنی حرص کو جو عادت کی بھلائی تھی ترک کیا تاہم اور کئی اور شیعوں کی خواہش کو بالکل موقوف نہیں تھا اب اذن کو کونگا حال بیان فرمائی میں جنسی جزئی کاموں میں ہر دو قعات ظاہر ہوئی سو وہی جافرش بین پہلا فرقہ وہی جو اپنے شرمگاہ کی شہوت پر اور عورت سی صحبت کر نیکی لذت پر حرص نہیں کرتا بلکہ صبر کرنا ہی اور وہ یہ چیز سے جو اکثر خلق اللہ کی خرابی کا سبب پڑتے ہے دوسرا فرقہ جو خلق اللہ کی حق میں حسی لذت ہی یا بعد حرص نہیں کرتی بلکہ اس کی نشین صبر کرنا ہی تیسرا فرقہ وہی جو خلق اللہ کی حقوق کو جو ظاہر کر نیکی سزاوار ہیں اونکی چپائی بر حرص نہیں کرتا بلکہ اس کے ظاہر کرتی پر صبر کرنا ہی چوتھا فرقہ وہ جو خلق عبادت میں جو اپنے ذمہ پر لازم کر لیں ہیں خصوصاً نماز و قفل جو دن رات تین پانی پر مقرر کر لیں ہیں اونکی ادا کرنے پر صبر کرنا ہے اور کہیں کو دوا و آرام و چین کی لذت میں اپنی وقت کو گذارنی میں حرص نہیں کرتا اور ان فرقوں کو اس ترتیب سی بیان کر نیکی وجہ یہ ہے کہ عجب تین بدلی جو حق تعالیٰ کی وجہ کر نیکی بندی پر لازم ہو ہیں وہی وہی ترتیب سی بزرگی کر تھی ہیں سب سے پہلی پانچ وقت کی نماز میں شکیلی کی کوکس ادا کر نیکی پر صبر کرنا اور اس کے چھوٹنے پر حرص کرنے پر لے وجہ کی نزدیکی اور قرب کا سبب ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَا تَقَرَّبَ إِلَى عَدُوِّكَ إِلَّا شَيْئٌ مِنْهُ أَحَبَّ مِمَّا أَفْكَرْتُكَ عَلَيْهِ اور اور عبادتوں نماز میں زیادہ خصوصیت ہی اس واسطے کہ یہ جامع ہی سب عبادتوں کو اور انتہا درجہ کی حضور کی اور قرب کو جو سرکوشی اور کلام کی حد کو پہنچی بلا واسطہ پہنچا دیتی ہی پہر اونکی بعد فرض نہ کوہ کو ادا کرنا اور اپنی ذمہ کی واجب غنی دینی میں خلق اللہ کے منفعت اور خدا کی بند دینی پر درون منظور کہتا اس لیے کہ یہ ہی ہنایت خوشی اور رضا مندی کا پروردگار کی سبب پڑتے ہے پہر اس کے بعد گہر بہت اور بلی صبر کی اور حرص کو ترک کرنا اور صبر کے وقت میں فوت ہوئی چیز پر ثواب کی امید سی ہنایت بڑا مرتبہ سی اوس ترک سی جو عذاب کی دہشت سی ہو پہر اس کے بعد نامشروع چیز پر حرص کرنا اور جو شمع میں جائز ہے اسی قدر پر کثافت کرنا خصوصاً شرمگاہ کی شہوت کی مخد میں بہت ہی بڑا صبر ہے اور یہ سب پروردگار و دگار کی حق سی متعلق ہیں پہر جو مذکر حق سے علاوہ کہتا ہی سو وہ یا اونکی حقوق ادا کرنا جو اسکی ذمہ پر ہیں جیسی اسپین امانتوں کا ادا کرنا اور عہد و پیمان کو پورا کرنا یا اونکی حقوق ادا کر دینا کہ اسپن اونکی مال کو لاندہ کرنا ہی اگرچہ اپنی ذمہ پر لازم نہیں تاہی اور جہاں سب حق تعالیٰ کی واجبات کو صبر کر نیکی اور جس کے ترک کر نیکی مضبوطی کی تو باقی نری کردہ چیز چہ اپنے ذمہ پر بندگی غور پر واجب لازم کر لی ہی جیسی عبادتین قفل خصوصاً نماز و ان چیزوں کا ذکر آخرین کیا کی چنانچہ فرمائی ہیں وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ اور وہ کہ وہ اپنی ستر دن کی نگہبانی کر نیوالی ہیں مگر ساتھ ہی بیویوں اپنی کوئی کوئی نوزدین بیٹنے کی کرنا کہنا اونکی بونی ہیں تاہم اونکی پس یہہ فریق ملاست کیس کی نہیں ہیں ۝ فَمِنْهُمْ قَوْمٌ لَا يَتَذَكَّرُونَ اور جو اپنی شہوت کی جگہ پرستی ہیں مگر اپنے جو ردون سی یا اپنے ہاتھ کی مال سی سوا و پر نہیں دلاہنا ۝ مَوْفِقِينَ وَالَّذِينَ اور پانچون وہ لوگ جو اپنے شرمگاہوں کو نگاہ کر نیکی والی اور رکنی والی ہیں اس سی کہ سب کے نظر کو

و. علیہ السلام
 اے اللہ! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ
 میری قبر پر چھ آیتیں لکھی جائیں۔

پدری یا بدن کسیه کا و حسین علی او اس رو کنی من اولی صبر کی قوه بی نهایت ہوئی اور او علی کی حمی ہوئی
 مکہ پہنچے جوڑ و پیر لغت من نزع جوڑیکہ کہتی ہیں اور جو گھر کا کار و بار اور تمام بدن مرد و عورت کی دست
 بنین ہو سکتا اسے وہی عورت کو مرد کا چوڑا اور مرد کو عورت کا چوڑا کہتی ہیں جیسی ہونیکا چوڑا اور چوڑی کا چوڑا
 اور چوڑی کی چیزیں شتر میں پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں کو فی خصوصیت ظاہر ہو اور یہ خصوصیت
 بدون شکر ایجاب و قبول کی جبکہ عقد نکاح کہتی ہیں حاصل بنین ہو سکتی اسی وہی عورت کو مرد کا
 چوڑہ بنین کہتی ہیں اور وہی شتر طہیم ہے کہ وہ خصوصیت گھر کی تمام اور دنیا کی کاموں کی تدبیر کیا
 ہونہ فقط شہوت نکاح کی نہ وہی اسوا علی کہ بدن گھر کی کاموں میں شریک ہونیکا نفقہ اور نقصان
 و دونوں کا مشترک ہونا چوڑے ہونیکا معنی ہے ظاہر ہونیکا جیسی خرچ کی اور شدت کی عورت کو اسکو چوڑا
 بنین کہ سکتی ہیں اور شتر یہ ہے کہ نسل لینا اس سے ممکن ہو اور دوسری کا حق او سکی ساتھ متعلق ہونیکا جیسی
 غیر کی نوڈی کا او سکی مالکے اس سے صحبت کر نیکی اجازت دی ہو تو اسکو بھی چوڑا بنین کہہ سکتی ہیں چوڑی
 شرط یہ ہے کہ کوئی اور کشتہ اور علاقہ اس سے قوی زیادہ اور شاہ زیادہ اور دونوں در میان بنین اس سے
 سی شہ کر نہ ہو سی وہی ان اور بی اور بن کو مرد کا چوڑا بنین کہتی ہیں پس جس جگہ سی معلوم ہو کہ اسکا
 عورت بھی مرد کا چوڑا بنین ہو سکتی اس سے وہی عورت کی عورت کی مال کام و مالک بنین ہوتا ہی اگرچہ مستوی
 مدت میں وہ عورت مرد کی اور نہ غائی کا مولاک تدبیر میں کچھ ایسی عورت کو دخل ہوتا ہی اور نہ نفقہ نقصان
 میں شریک ہوتی اور نہ او سکی خوراک اور پوشاک مرد پر واجب ہوتے اور نہ نسل اور نہ کے محافظت
 اور نہ گھانا ہی اس سے ممکن ہوتی ہی سب کی کہ مستوی مدت کوڑھینکے بعد دونوں میں خود خود وجہیت اور بدائی ظاہر
 ہو جاتا ہے ایک مشرق کو جاتا ہی اور دوسرا مغرب کو عورت دوسرے مستوی کو چاہتی ہی اور مرد دوسری مستوی
 خواہش کرتا ہی اور اگر مستوی مدت میں اس مرد سے اس عورت کو حمل رہ گیا اور کوئی بچہ پیدا ہوا تو نہ وہ
 بچہ اپنے باپ کو پہچان سکتا ہی اور نہ باپ اس بچہ کو اور نہ وہ بچہ باپ تک پہنچ سکتا ہی تاکہ فرزند کی
 حق کو اپنے باپ سے سبب طلب کر ہی اور نہ باپ اس بچہ تک پہنچ سکتا ہی تاکہ تعلیم اور تربیت پدری او سکی
 ساتھ بجالا دی اور جب بچہ نسب سے بچوں اور نا معلوم مانو اسکا محرم ہونا ہے باپ کی قرینہ و
 نامعلوم و پوشیدہ مانو تو اپنے من داخل محرم کا ہی ممکن ہے لینے محرم کی ساتھ نکاح کر لینا بطور
 کردہ اسکا اپنے باپ کی بیٹی کی ساتھ نکاح یا مستوی کر لی یا باپ کا بیٹا ہی اس کو ساتھ ساتھ نکاح کر لے
 اور یہی سی دوسرے قوانین میں ہی ہی تدخل متصور ہو سکتا ہی اور یہی نکاح کر نیسی جو اولاد پیدا
 ہوگی اور نکاح میں ہی گفت و شنید رعایت برہم و برہم ہو جائیگی اور میراث کی تقسیم کا دروازہ بالکل بند
 ہو جائیگا اسوا علی کہ اس کے وارث چہا بنین پہل گئی اور او کی بیچان اور او کی ناموں اور سکا نکاح
 دریافت کرنا چاہت و دشوار ہو گا تاکہ ہر شخص کے میراث اس تک پہنچا دی جا سکے واسطے متد کر نیو لوگ
 عقیدہ کی موافق ہی نہ وجہیت کی حکم مستوی عورت کی ساتھ جاری بنین ہی جیسی عدت و طلاق اور
 ایلا اور نکاح اور طہار اور برہم یعنی پوشاک اور کپڑا اور گھوڑا ساتھ رہی میں رہت کو اور برہم

مشترک بنین اور برہم

قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ایک چکر کا حکم جاری نہ تو وہ چیز جسے لغوی ہوجائے گی یعنی اوسکا نام یا فی نزدیکیا جطرک بیان ہے
چونکہ جیت کی ملک حاتی رہے تو خود چنانہی جائز ہوگا اور یہی عورت کو جو رو نہیں لگی اور دوسری بہیم ہی کہ
کہ منکوہ عورت کو حق تعالیٰ نے جاری عدو میں منحصر کیا یہی چنانچہ سورہ نسا کی اول میں مذکور ہے سو اگر متنفذ والی
عورتین منکوہ عورتوں کے داخل ہوتیں تو یہ بھی جاری زیادہ جائز ہوتا ہیں اور حال یہ بھی کہ متنفذ کر نیواؤنکی نزدیک
ہیں اس میں عورتوں کی ساتھ کئی راتیں متنفذ کرنا جائز ہے اگر دو تین سی کیسے پاس چار عورتیں منکوہ
ہوں تو اوہ عورتوں کی ساتھ سوای اون چار کی متنفذ کرنا درست جاننی ہیں اور شیعہ شریفین میں مقرر ہے کہ جب
کسی شخص نے اپنے نکاح کی عورت سے ایک مرتبہ صحبت کی تو وہ حصص ہو گیا پر اسکے بعد اگر اس شخص سے زانیہاں
تو وہ سوسلگ کر نیٹیکے یعنی پتر و سنائی اوسکو مار ڈالینگے اور اگر منکوہ عورت سے صحبت کر نیٹیکے پہلی زانیہاں تو وہ
ماہنگی اور متنفذ کی جائز کہنی وانوئکی نزدیک ہی متنفذ والی عورت سے صحبت کرنی حسان کا سبب نہیں
ہونا یا کسی غرض کسی وجہ سے ۔ متنفذ والی عورت زوجہ بین داخل نہیں ہو سکتی اور جو لوگ متنفذ والی عورت
زوجہ بین داخل کرتی ہیں انکی مثال ایسی ہی عیسوی کوئی شخص آنا ناہول کر جریرہ بکا دی پر اور سین
لوشت کی بوٹی ڈھونڈی ۔ ابناء العرفی علی الحال یعنی ضائع کی اپنی عمر محال چیز کی تلاش نہ
اور ما ملکت آملہ آباد چیر کر اداسکی مالک ہوں ہیں انکی ماہتہ اور اوپر میری لونڈی کی شرکاء کامکان
مخصوص مراد ہی اسواسطے کہ وہ چیز چاہئے کہ خجاست کی جگہ ہونس کے قابل ہو سو غلام ایسی چیز نہیں
رہتی اور لونڈیوں کی پاس دونوں قسم کی چیزیں موجود ہوتی ہیں لیکن انکی ہی خجاست کی جگہ
حرام ہے اسواسطے کہ وہ جگہ رکھتی ہونگی یا وقت کہی نہیں بلکہ اسکی ادبیا موصوہ کی لفظی دی موضع
مخصوص مراد ہو اتواب موصوہ کی لفظ برکونی شکل دار و نہیں ہو سکتا اور اس صورتیں ہی عورت
وہر کی خصوصیت نفع اور نقصان میں شریک ہونا اور اپنے نسب اور نسل کو نگاہ رکھنا اور خانگی کاموں کی
خدمت کرنے یہ سب باتیں بیان ہی ثابت ہیں ان دونوں معنی ہوں اور لونڈی میں فرق اتنا ہی کہ
نے نے کی بدن میں ہی موضع مخصوص کی سوئی اور کوئی چیز دوسری خاندان کی ملک میں نہیں آتی اور
لونڈی سری قدیم ملک اپنی مالک کے ملک میں داخل ہو جاتی ہی اور عرب کے لغت میں ملک بیٹن ذات اور
گردنی مالک ہونیکو کہتی ہیں یہیلی مانگی سوی چیز کو ی نہیں کہتا کہ میری ملک میں ہی پس جو لونڈی کہ
اوسکی مالک کے کیگو عاریت کی طور پر صحبت کر نیکی ہی دی تو وہ لونڈی اوس سے میری عاریت مانگی ہے
ملک میں میں داخل ہوجائینگے اور ایسی عاریت کو اوسی عاریت پر کہ جس سے نفع لینا درست ہی قیاس کرنا
غلط ہے پہلی یہ قیاس اض کی مقابل میں ہی یعنی صحیح دلیل کے مقابل میں ہی اور ابلی قیاس ہرگز قبول
نہیں ہے اور یہ بھی ہی کہ قیاس مع الغارق ہی پہلی کہ اگر اس نفع کی داخلی لونڈی کو کسی سی مالک اور
اوسکی ساتھ صحبت کر نیٹیکے شاید عمل بہ جا کہ تو وہ لونڈی مالک یعنی دیکھ حق میں مشغول ہوجائینگے اور یہ
جا ستر نہیں آتی پہلی عاریت کی زمین میں درخت لگانا یا کنواکند وانا دست نہیں ہی فاشتم ہر ملک
یہ لوگ اگر اپنی عورتوں یا لونڈیوں کی ساتھ صحبت کر نہیں اور لذت حاصل کر تین حرص ولی مصر کرن غیر مجوز

یہ کہ داخل کیا جاویں یا غنیمت کی نعمت نہ نہ تحقیق پیدا کیا جہی انکو و پیر سے کہ عاقبتی میں یعنی ہستی کی ہفت
 کی لایح کر تاجی سر کیا وغینہ کہ داخل کرے نعمت کی باعین کوئی نہیں جہی اونکو بنایا ہی جس چیز سی عاقبتی میں
۱۱۸ موعظہ اطمینان حاصل کیا طبع کرتا ہے ہر شخص انکس بات کہ داخل کیا جاویں نعمتوں والی پشت
 میں باوجود اس کفر و دشمنی اور دشمنی کی اور باوجود اس باطل اعتقاد و گہنہ کی کہ ہم لوگ اصل پیدائش میں
 عزیز و بزرگ پیدا ہوئی ہیں کتنا ہی کفر و برای ہستی ہوئی لیکن ہم ہر وقت ہے کہ لائق ہیں اور محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ہمت اور تابعدار اگر مسلمان و یکجہت ہوں لیکن جو اکثر انہیں زالی اور کم اصل میں سزاوت
 و حقارت ہے کہ لائق ہیں اور اس امر کو دنیا کی مجلسوں کی تعظیم و تکریم پر قیاس کرتے ہیں نگاہ کر گز
 ایسا نہیں ہوتا ہے چاہیے کہ ایسی جہوئی طمع کو چھوڑیں اور ایسی باطل خیال اور فاسد قیاس سی
 و گدزین اس واسطے کہ اصل پیدائش میں نہ کوئی وجہ تعظیم ہے نہ لازم انکسیم اِنَّا خَلَقْنَاهُ رِجَالًا
 مَعْرُوفَہ پید کیا انکو اوچیر سے کہ جبکا یہ حال خوب جانتی کہیں اور وہ چیز مئی کا قطرہ اور لطف ہے
 کہ وہ آدب ہی ناپاک ہے اور ناپاک جگہ سے نکلتی ہے اور ناپاک جگہ میں نہیں جاتی ہے یہ کہ میں اگر بدن
 یا کہ میری برکت جگہ ہے تو اس بدن اور کپڑا کا وہونا وجہ ہوتا ہی ہر اب سوچنا چاہیے کہ آدمی کہاں تو
 وجہ تعظیم و تکریم ہوا ہے آدب سے آدب کے بزرگی اور بڑائی بیان اور نیک عملوں مئی ہی اصل پیدائش سے
 کچھ عطا نہیں لیکن زرات اصل پیدائش سی ہی ہی اور کفر برائیوں سی ہی یہ اگر اریان لایا اور نیک
 اصل کی تو اصلی زرات اسکی دور ہوئی اور تعظیم و تکریم کی لائق ہوا اور اگر کفر اور کئی ہونین گرفتار نہ تو اصلی
 زرات اسکی حسن فرمانی کی زرات سی ملکہ دونی ہوئی تو یہ لوگ ہرگز تعظیم و بزرگی کی قابل نہیں ہیں
 اس واسطے کہ دونی زرات کہتی ہیں بلکہ تعظیم و تکریم کی لائق وہ لوگ ہیں جو تمہاری صحبت میں دین سبکین
 ہر سو میں ہیں اور تمہارے کفر و فساد کی ہستی میں ہیں **۱۱۹ عرہ** اَنۡفُسُہُمۡ بِرِیۡثِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ
 اِنَّا لَفَعَلۡنَا رُ۫و۫فَہٗ عَلَیۡکَ اِنَّ مِکَآلَ خَیۡرِ اَمۡنَآءُہُمۡ وَ کَا تَحۡوِیۡہُمۡ مِّنۡسُ۫و۫بِہُمۡ اَیۡہُمۡ قَسَمَ کَمَا ہُوۡنَ بِرُ۫و۫دِہُمۡ کَا تَشۡرُ۫و۫ہُمۡ
 اور مغربوں کی تحقیق ہم قادر ہیں کہ انکی عوض لادیں ہم بہتر سے اور بہتر سے ہم عاجز **۱۲۰** سویر
 قسم کہا تا ہون مشرور اور مغربوں کی مالک کی ہم سکتی ہیں کہ بدل کر لی آویں اوسنی بہتر اور ہم سی چیز نہ
 جاویں گی **۱۲۱ موعظہ** تعقیب پر قسم نہیں کہا ہی ہیں ہم اس واسطے کہ قسم کہا نیکی جگہ احتیاج نہیں
 ہے حق تعالیٰ کی قدرت کا ملکہ سب پر ظاہر و روشن ہی جس فرقہ کو چاہی بدل کہ دوسرا اوس ہی بہتر اوسکی
 عوضین پیدا کر دی اور اگر کلمہ بدون قسم کہا نیکی یقین نہیں ہوتا تو ہماری قسم نہ ہی ان صفاتوں کی ہی یعنی
 بہتر و کار شرف و اور مغربوں جہوں میں یہ کثرت مشرق اور مغربوں کی لائی سی کہ ہر ستارہ سوچ
 ہوا چاند اور باخون ستارے ان سب کا ہر روز دنیا مشرق ہوتا ہی سوائی اوق مشرق کی جہاں کی پہلے
 ہو چکا ہے پہر پہر ہر ایک ستارہ کا مغرب ہی جدا ہی اور یہ ہر ایک صفت شرف اور حقارت کی تغیر اور
 تبدیل پر کافی ہے یعنی بعض کو اپنے مخلوقات میں کسی وقت میں ایسی عظمت و بزرگی سے سرفراز
 کرتے ہیں کہ انور کے پہلو کے مشرق ہو جاتا ہیں اور ہر اور وقت وہ نہیں مخلوق کو اس عظمت و بزرگی سے

نہ

سالی

بہتر

وہ

نہ

سالی

بہتر

وہ

نہ

سالی

بہتر

وہ

نہ

سالی

بہتر

وہ

نہ

سالی

درص اور صبری کی اولیٰ ہی چیزوں کا بیان

نہ وہ صبر کرنا اور ان اور کم حرص و بخل و ان ہی اس واسطے کہ او کو اوس دن لغت والی بہشت و عین عظیم و بکرم سے
 داخل کر دینے باقی ہے اس مقام پر کہتی سوال کہ جبکہ جواب ضرور کیا و ان میں سی ایک یہ ہے کہ انسان کو جب
 مخلوقات میں سی ہشت و بزرگ ہی جبکو فرشتوں کی مسجد کیا اور تمام دی زمین کا خلیفہ ہی طرح کا
 حریفوں کی صبر کیوں پیدا کیا اور اوسکی اصل خلقت میں ان دونوں ہی صفتوں کو کوئل ملا دیا دوسرے
 حیوانوں کو عشرت پر ہے اسکے نہیں ہے یعنی دسویں حصہ کا دسواں حصہ یعنی سو حصہ میں سی ایک حصہ ہی ہے
 کہتے کہ ان پانچ غنی کی وقت اور مصیبت میں گرفتار ہوئی وقت جو بقیہ لاری ولی تابی یہ کہ تابی اور حیوانوں
 کہنے لے صبری کی تابی نہیں ہوتی ہے اور اس بات میں نہایت ذلت اور رسوائی اسکی ہی اور اس
 حرص میں صبری کی سبب سے جہان کہیں طمع اور لالچ دیکھتا ہی اوسکا تابع اور غلام بن جاتا اور ہر گرم و سرد
 اوس پیچھا کرتا ورنہ صبری کی سبب سے سوال اسکا خمیر نہیں و چیزان سی کیا ہی اور اسکی خلقت
 میں نہ دونوں عیب ملائی ہیں پہلے صبری و حرص پر جو اس سے ہو غصہ کرنا اور اوسکو برا کہنا اسکی
 اس واسطے کہ اسکے کچھ نقص نہیں ہی چلی اور پیدائشی چیز سے وہ ناچار ہے اسکا جواب یہ ہی کہ حرص و
 صبری کی شدت و زیادتی جو انسان میں باقی جاتی ہی یہ حقیقت میں اسکی بہتری کا سبب بننے کے
 معرفت کی وجہ سے ترقی اور حق کی راہ کا چلنا اور خباہت کی دگاہ میں قرب حاصل کرنا کوئی
 وسیلہ اور ذریعہ اس سے بہتر اسکی ہی نہیں ہے اگر یہ جس کی شدت ولی صبری اسکو نہ ہوتی تو یہ بھی
 اور جو ان کی طرح ہوڑے معرفت پر قناعت کرتا اور بڑے بڑی معرفت اور قرب کے درجہ کا طالب نہ
 خواہاں ہوتا اور حال یہ ہی کہ معرفت کی دریا کا کنارہ ہی نہیں ہے اور قرب کی مرتبہ کی کہیں حد اور انتہا ظاہر
 نہیں ہے پہر اگر اسکا شوق و حرص و بدم نہ ہو نہ ہوتا جہاں اور مستحق کی طرح پیاس پیاس کر کی
 نہ پکاری تو یہ راہ نہایت جسکی کہیں حد اور کنہ لیکھتا یہی معلوم نہیں ہی کس طرح کٹ سکی اور یہ
 سبب ہی قرب و معرفت کی بیکار رہ جاوین اور اگر مالک و خالق کی جدائی میں ایک لمحہ صبر کری اور ہی
 و بقیہ لاری نہ کرے تو اوسکی محبت و عاشقی اور پہننے حال سی بجاں ہو جانا کس طرح ثابت ہوتی سیان
 عشق و صبری ہزار فرسنگ است پینے عشق و صبر میں نہایت دوری ہی صبح ہونا محال ہی پہر جب
 ثابت ہوا کہ آدمی کی شرافت و بزرگی اور مخلوقات پر اس سبب سے کہ او کو اپنے خاوند حقیقی کی عشق
 محبت کا استعداد پیدا کیا ہی اور اسکے قرب کا ہونڈ نہوالا بنایا ہی اور معرفت کی دریا کا جوں تباہی
 غوطہ خور کیا ہی سہی کہ یہ دونوں چیزیں یعنی ولی صبری و حرص کا نیا و بزرگ و ہوا پر غصہ کرنا اور اوسکی شدت
 کرنا اوسکے حرص کی زیادتی اور صبری کی سبب سے نہیں ہی بلکہ دوسرے واسطے ہے کہ یہاں ہی نہت و نادانی
 سے مانا پلا و فانی لذتوں پر بقیہ لاری کرنا ہی اور چیزیں چھوڑنے کے لائق میں اونپر پہننے حرص کو صرف کرنا
 غرض کہ یہ جگہ صرف کرنی پر اسکے نہت بیان کی جاتی ہی جیسی کوئی شخص اپنے چاہوں و بھلائی کی بھلائی اور
 زیور پہنا کر آہستہ کر ہی خوشی اور دیکھتی کی لمبی اور دھرتی شہرت و فائزگی سی اپنی خاوند کا حق
 تلف کر کے اوس لباس زیور کو ہنجر دوسرے لباس جادو اور پہننے زیب و عزت اور او کو بھلا دی تو وہ عورت

مستوفی بہا حضرت ادریس علیہ السلام کی بی بی عیسیٰ تیر ذہن تہی کو دس برس کی عمر میں صبی اسامی صحیفی جو
ادریس اور حضرت شیث اور حضرت آدم علیہم السلام پر ادرستی وہ سب یاد رکھی تھی اور بعد حضرت ادریس علیہ السلام
پہلی اونکی خلیفہ ہوئی تھی اور دینی آدم کی کاموئین اور اونکی پہلی مین بہت کوشش اور سعی کیا کرتی تھی اور بہت
کوشش اور جدوجہد اور اونکی باپ حضرت ادریس علیہ السلام جن کا پہلا نام جنوخ تھا اور وہ طری مشہور غیر مذکور
سے ہیں مگر جگہ قرعین ہی اور کذا فرمایا اور باقی اور طبعی اپنے علم کو نوٹن والی علماء انہیں دیکھ کر
نسبت کرتے ہیں اور کہتا اور سینا ہی آدمیوئین پہل انہیں سی نکلا ہی انکی باپ کا نام مبارک تھا جو قابل
کی اولاد کی ساتھ ہمیشہ ملائی اور چاد کیا کرتے تھے اور حضرت آدم کی ریاست یعنی گدی بر سب سے تھے اور کئے
باپ کا نام اہلایل تھا آدمیوئین کو علیہ علیہ وغیرہ مین پہلی انہیں فی بسا یا اور ایل سحر آباد کر کے
آپ مع خوش اوقار و بان رہے اور شہر سوس پہلی انہیں کا بنایا ہوا ہے اور انکی باپ کا نام قلیان تھا
یہ پہلے بڑے نیچت اپنے آباد و جد او کی طور پر تھانکے باپ کا نام اونوش تھا حضرت شیث علیہ السلام
کی اولاد مین سبب افضل تھے اور حضرت آدم علیہ السلام اور اپنے دادا کی برادر دین انکی باپ کا نام
شیث علیہ السلام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی جائین اور خلیفہ تھی اور پھر عظیم القدر تغیرہ دین سی مین
پچاس صحیفی انہیں نازل ہوئی تھی اور یونان کی حکما حکمت الہی کو انہیں سی نقل کرتے ہیں اور یہ عبادت
اور ریاضت مین بہت مشغول تھے تھے یہاں تک آہد واسطے ہوئی اور ان آہوئین کو فی کافر تھا
اور سب مسلمان و نیچت تھی ان حضرت ادریس علیہ السلام کی بعد تھی آدم مین بت پرستی مشہور
ہوئی اور سب اسکاہ ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی بی بی سب اولیا و ائدہ او نیچت تھی اور
ہر ایک نے اپنے عبادت کی وادی ایک ایک مسجد بنا کر او مین آپ ہی عبادت کیا کرتی اور لوگوں کو بھی
مسجد مین حاضر ہوتی اور حق تعالیٰ کی ذکر اور عبادت مین مشغول ہونیکی نصیحت کیا کرتی تھی چنانچہ
بہت لوگ ان حاضر تھے اور اونکی تعلیم کی بموجب نہایت وفق و شوق سی عبادت کیا کرتی اور اونکی
صحت کی برکت ہی عبادت مین نہایت لذت حاصل ہوتی جب حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد انی
اس عالم سے انتقال کیا تب لوگوں کو نہایت رنج و ملال انکی مفارقت سی حاصل ہوا اور انہیں اکثر استا کا
ذکر رہتا تھا کہ جو مر عبادت کا اون بزرگوں کی صحبت مین ہلکو حاصل ہوتا تھا اب وہ بات بانی ہنیر
جانی اہلیس مرد و کہ ان کا دشمن جانی ہی اوسوقت کو عنینت جا کر ایک بدھے بزرگ کی شکل
بنکر مکر کا عمامہ سر پہنا کر اور فریب کا عصا تہ مین لیکر جس مجلس مین یہ لوگ بیٹھی ہی ذکر کر رہی
تھے انکو موجود ہوا اور کہا تھا سی سچ کی دفع ہونیکی ایک تدبیر مین متہین بنکا تھاون کہ وہی لذت و
ہلکو بہر حاصل ہوا کرے اور وہ تدبیر یہی کہ اون بزرگوں کی شکلیں تہری تراشوا اور اون بزرگوں
کے پورے اون تصویر و کو پہنا کر مسجد کی محراب مین اپنے سامنی کذا کر دواور یہ سچہ لو کہ یہ ہلکو تہی تہ
بوجوب کس قول کی لاں اولیا و ائدہ لایوں ان کہ یہ تدبیر کر دی تو پھر ہلکو وے لذت جو اونکی سامنی
عادت مین تھی تہی دہی ملا لگی ان لوگوں کو یہ تدبیر بہت پسند آئی اور تصویر و کو پہنا کر مسجد مین کہلا

ابن عیینہ طرح طہیر لیا کہ عبادت اور نماز سے فرغت ہو چکی بعد جو سجدی باہر چلی اور ان تصویر دن کی پٹا
 بانو کو چوم کر باہر چلی تاکہ اوس شخص کی حاضری عتہ میں دن بزرگوں کی طرح کی نزدیک نابت ہو جاوے تاکہ
 وہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اس بات کی گواہی دیں کہ یہ شخص جہاں سستی جماعت کی ساتھ تہتری
 عبادت میں مشغول رہا اور جسے شفاعت کرن ہوتی ہوتی اس امر فی سیدار وچ پابکار عبادت و ذکر باکل موقوف
 ہو گیا پس اوفن تصویر وکی اہتہ بانو کا چوستا فقط رکلی جو شخص میں آتا تو ان تصویر وکی اہتہ بانو چ
 جلا جا تا پھر تہتری دنوں کی بعد قدسوی کی عرض خاک بوسی اور سجدہ شروع ہوا بلکہ اور سب موقوف
 ہو کر یہی رواج پابکار حضرت نوح علیہ السلام کی باپ کو کو گواہی کے کام سی بیت منع کیا کرتے تھے لیکن ایک
 اونکی بات نہیں سنتی تھی اس ہی کام کو چاہا جا کر کیا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حق تعالیٰ
 نے رسول کر کرد اور ان کو کوئی بھی نہ سمجھا نہ پہچا اور اسے نو سو برس حضرت نوح علیہ السلام فی ان دن کو کو گواہی
 کہ ان دنوں کی عبادت کو چھوڑ حق تعالیٰ کو وحدہ لا شریک جان کر اوکی عبادت میں مشغول ہو ولیکن ان دنوں کو
 ہر کر باکی بات کو گواہی اور اس سرائی تو برس کی سمجھا نہیں فقط اسی آدمی اور نیر لیاں لانی اور اس بت پرست
 کو چھوڑا اور تمام روی زمین کی آدمیوں فی باوجود تہی مدت سمجھا نیکی کہ فی ان کا کہنا نا اور تہی مدت دراز
 موسیٰ علیہ السلام باقی نری جہاں انکی دعوت نہ پہنچی لیکن سب فی انکار کیا اور ہر کر قبول کیا آخر حضرت
 نوح علیہ السلام فی انکی لیاں لانیسی نامید ہو کر او پیر مدعا کی حق تعالیٰ فی انکی بددعا سی او پیر طوفان
 بھیجا اور سب کو ڈوبا اور طوفان کی پہلی حضرت نوح علیہ السلام کو حق تعالیٰ کا حکم سہا ہوا کہ اپنے واسطے اور اپنے
 گھر والوں اور مسلمانوں کی واسطی ایک کشتی بناؤ اور سب جانور جن پرند اور پرندین سی ایک ایک جوڑہ
 لیکر او میں بند کر جو وقت ننو سی بانی انکی اوس وقت کشتی میں سوار ہونا چاہیے حضرت نوح علیہ السلام نے
 اوس حکم کے موافق کشتی طیار کر کہنا نا اور بانی اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑہ اوس کشتی میں لیکر منتظر ہوا
 کہ بیٹہ جو جن بانی تنور سے آتا آپ او اپنی اہل بیت کو کو تین بیٹی اور اونکی بیویاں اور لونڈیاں اور غلام
 اور سی آدمی اور جو مسلمان ہوئی تھی ان سب کو لیکر اوس کشتی میں سوار ہو کر اوس کشتی کی اوپر ایک سر
 رکھا تاکہ آسمان سی بارش کا پانی کشتی میں نہ آوے لیکن حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور ایک بیٹا جبکہ نام
 کھنن تھا آپ پر لیاں نہ لانی تھی یہ دونوں کشتی میں نہ پہنچی کا فروغی ساتھ غرق ہوئی اور حضرت نوح
 علیہ السلام چہرہ جینی کشتی میں سری دسویں رجب کو سوار ہوئی اور دسویں محرم کو عا شوریٰ دن اور تہری
 اور طوفان کا پانی زمین سی آ گیا تھا اور آسمان سی بھی برستا تھا چالیس دن تک بانی کی زیادتی اور طغیانی
 سے چالیس دن کی بعد جو سن موقوف ہوا اور تہ تہ تہ بانی گھنٹا شروع ہوا چہرہ جینی کی بعد زمین نمودار
 ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام اور اونکی ساتھ والی کشتی سی او تہری اور حضرت نوح علیہ السلام کی عمر تین
 ہزار و چھ سو برس کی ایک ہزار چار سو برس کی عمر تھے اور قرآن شریف سی اتنا باقی معطل
 ہوتا ہی کہ ہزار برس سی زیادہ عمر تھے اسلئے کہ سورہ عنکبوت میں حق تعالیٰ فی فرمایا کہ جو نبی ہونیکے
 پہلے طوفان سی ساڑھے نو سو برس دعوت کی اور کم سی کم چالیس برس کی عمر ہوگی جب آپ رسالت کی

علت سے سر فراز ہوئی تھی اور بعد طوفان کی یہی بہت دونوں آپ دنیا میں رہی چنانچہ اسکا ذکر سورہ ہود میں ہے
 اب یہاں جانا چاہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہماری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ بڑی مناسبت ہی
 تھی وجہوں سے جو اور پیغمبروں کو آپ کی ساتھ نہیں ہی اسوہی اس سورۃ کو دعوہ کی قاعدہ کی تعلیم اور سچ و سچ
 برصبر کر کے تعلیق کی و پہلی آیت ازل فرمائی اور سورہ معارج میں جو حکم ہوا تھا کہ کا اصرار صلی اللہ علیہ وسلم
 بعد اس صورت میں حضرت نوح علیہ السلام کی قصہ کو نظیر اور مثال کی طور پر بیان فرمایا ہی یعنی تم کو ایسا کرنا چاہی
 جیسا نوح نے کیا تھا اور مناسبت کی وجہ سے پہلی وجہ یہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا عذاب
 جو وعدہ دیا گیا تھا وہی فرمائی اور خوف دلائل کی قوت سے بہت دوری رکھتا تھا یعنی کہ جبکہ ہزار برس کا چھلہ
 درمیان میں تھا اس طرح عذاب موعود ہماری رسول مقبول کی امت کا یہی بہت دوری رکھتا ہی چنانچہ قیامت
 کی دن ہوگا بخلاف اور پیغمبروں کی قوم کی عذاب کی کہ دنیا ہی میں تھوڑی تھوڑی فاصلہ سے آیا اور ان کی قوم
 ہلاک کیا چنانچہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بدو عا کرنی سے چالیس برس کی بعد عرق ہوا اور اس طرح اور
 کا فر تھوڑی تھوڑی مدت میں دنیا کی عذاب سے ہلاک ہوئی اور یہ بہت مرحومہ دنیا کی عذاب سے محفوظ ہی اس
 امت کی کا فر دنیا عذاب بالکل قیامت کی دن پر حوالہ ہوا ہی اور اس امت کی کا فر دنیا قتل کرنی اور زندہ
 کر کے لوندی غلام بنانے کی کہیں کہیں دنیا میں یہی تہیہ اور تادیب ہوتی ہی اور دوسرے وجہ یہ ہی کہ حضرت
 نوح علیہ السلام کی دعوت کرنیکی مدت ہماری پیغمبر علیہ السلام کی دعوت کی مدت کی برابر ہی اتنا فرق ہی کہ حضرت
 نوح علیہ السلام اتنے مدت تک زندہ رہ کر اپنے ذات سے اس دعوت کو مخلوقات الہی تک پہنچایا اور دعای
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چند دنوں اپنی ذات مبارک سے دعوت فرما کر اپنے نابھوں کو اپنے قائم مقام چھوڑ کر
 عالم بقا کو تشریف فرما ہوئی اور نابھوں کی سب سے پہلے ارسال تک پہلے مر دعوت کا پورا قافلہ راہنہ ارسال کیا
 ہندوستان میں کسی شخص چوٹی وینو کو مدعی ظاہر ہوئی جیسی نامکملی اور داؤد نبی اور عثمان نمودی
 اور ان کا فروغ اپنے اپنے دعوت شروع کی اس وقت سے اس دین پیغمبر کی دعوت کو تھوڑے دیرم برہم ہو گیا اور پھر
 اس کی بعد تمام جہان میں بہت چھوٹی دین کی مدعی پیدا ہوئی اور اپنے اپنے دعوت میں شروع کر لیں اب یہ بہت
 اختلاف بدون ہنور حضرت امام ہدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن جاتا انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے زانی فیض نشان میں تھوڑے
 اور تقریباً اس دعوت تھوڑے کا نئی سر سے مازگی قبول کر لیا تمام عالم میں ایک دین اسلام کا ہو گا اور دیگر دین
 دوسرے مرتبہ الزام حجت کو تجدید کرن کی یعنی حقیقت اس دین میں کی سب قربانت ہو جائیگی تاکہ عذاب
 موعود میں نہ گرفتار ہوئی کا سچی اور قابل اپنے تئیں معلوم کر لیں اور اپنے قسم کی تمام ہونیک ہی مستند ہوئے
 اور تیسری وجہ مناسبت کی یہ ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت عام ہی تمام مخلوقات کو شامل تھے
 اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نبوت عام ہی سب کو شامل ہے اتنا فرق ہی کہ ہماری پیغمبر صلی اللہ
 علیہ وسلم تمام امتوں میں آپ کی بعثت کا طرح آپ کی زمانہ دانی کی طرف ہی سب طرح قیامت تک جو آدمی اور حیوان
 پیدا ہوئی جاوینگے ان سب پر آپ کی بعثت ثابت ہی بخلاف حضرت نوح علیہ السلام کی کہ ان کی بعثت ان
 زمانہ والوں پر جو اس وقت دنیا میں موعود تھی ہی یہ تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعد چوہا ہونگی اور پھر یہ ہے

قیامت کا اور دنیا
 رسالت کی قیامت

اسکا مطلب یہی کہ اس بچہ چوں ثبات کو علیحدہ علیحدہ ہر ایک کو سمجھا کر اپنا فریضہ کر لی اور اپنی مجال میں پہنچنے اور پہنچنے بات ہر ایک کی دلیمن نہ ہوا وہی اور اس سبب سے سبکی سامنی کہل کر کہ نہیں سکتا ہی تاکہ ہم سب مل کر اس کے بوج بات سی خبر دینا جو جاوین اور سبکی سب جمع میں ہوا اور لازم ندیون سو معلوم ہوا کہ یہ شخص فوتی اور دنیا بازی ہرگز خیر خواہ نہیں ہی پر جب بھلاؤ کا مطلب معلوم ہوا کہ میری پوشیدہ سمجھانیسی یہ لوگ بدگمان ہیں اور محسوس کیا گئی ہیں تب نصیحت کرنیکا دوسرا طور مقرر کیا میں **لَقَدْ اَنذَرْتُمْ جَهَنَّمَ جَاحِلًا عَرَبِيًّا** **شَطْرًا لِّيْ اَعْلَنَتْ لَهُمْ وَاَسْرَرَتْ لَهُمْ اِسْرَارًا** ہر تحقیق میں ہی بلایا اور انکو آواز بند سی پر میں انکا کہہا اور انکو رو پوشیدہ ہی کہہا میں اور انکو پوشیدہ کہہا **فَلَمَّا** پر میں اور انکو بلایا جا کر پر میں اور انکو کہوں کہ کہا اور چپ کر کہا چپ کی سی **مَوَاطِنَ تَقْسِيرِ لَقَدْ اَنذَرْتُمْ جَهَنَّمَ** اصرار ہی موضع حال میں یعنی مجاہل یعنی غابر بلایا میں اور انکو محضو مقرر **لَقَدْ اَنذَرْتُمْ لَهُمْ** یعنی بلایا میں اور انکی علانیہ بلانیکو ساتھ پوشیدہ بلانیکو پس حاصل یہ کہ بلایا اور کورات و دان پوشیدگی اور غابر میں اور ایسا ہی کہتا ہے امر بالمعروف و نہی عنکر انیکو کہ پہلی بلایا ہی آسان طریقہ سی پر سختی سے پہلو زیادہ سختی سی پس پہلی شدہ وع کی حضرت نوح کی نصیحت کرنی پوشیدگی میں پر جب نہ قبول کے اور نصیحت تو دوبارہ نصیحت کی بکا کر پر جب اور اسکا ہی شر نہ ہوا تو تیسرا نصیحت کی کہتا جمع کرنیکے و بیان پوشیدگی اور غابر کے کہ **مَوَاطِنَ تَقْسِيرِ لَقَدْ اَنذَرْتُمْ جَهَنَّمَ** پر بلایا میں اور انکو میری عبادت کی طرف بر ملا اور کھٹے ہر ایک و انیکو جمع اور مجھ کو میں اور انکو کہل کہل لازم دینا میں اور اس میں انکو ثابت کیا میں کہ غیر اللہ کی عبادت دنیا میں حجاب کا اور عجبی میں عذاب کا سبب ہونیکے اور حق تعالیٰ کی عبادت و جمال کی انوار حاصل ہونیکا اور او سکی مہربانی کا سبب ہونیکا تاکہ او سکی بدگمانی دفع ہو جائی لیکن دیکھا میں کہ اس کہلی نصیحت میں ایک اور بدگمانی انکی دلیمن پیدا کی یعنی وہ بہت سچی کہہ میں اسکی پوشیدگی جو نمانا تو او سکی عوض میں ہوا سبکی سامنی اور لازم و تناسبی اور ہماری صفت اور نصیحتی جانتا ہی چاہتا ہے میں بہر مثل ہوا کہ **اَلَمْ نَجْعَلْ لَّيْلِ لِّلْمَدَّ وَ نَقَرْنَا لَكُمْ سِرًّا** یعنی نصیحت کر کے سبکے سامنی رنج و توقع میں ڈالنا ہے اور اس میری کہلی نصیحت کرنیکو اپنے خیر خواہیے بخانی آخر لاچار ہو کر نصیحت کرنیکا تیسرا طریقہ اختیار کیا کہ میں نے ہر تحقیق ظاہر کی میںی اپنے دعوت اور ثابت لیا اسکو عقلی و دلیون اور قطعی حجتون سی پوشیدہ ہی کے سینے انکو دعوت اور او سکی کشفی و دلیون اور وجدانی حجتون سی ثابت کیا سو غابر اور پوشیدہ طور سے دونوں طور سے سمجھا یا میںی تاکہ دونوں بدگمانیاں انکی دفع ہو جائیں یعنی غابر بیان کی بدگمانی پوشیدہ اور پوشیدہ بیان کرنیکی بدگمانی ظاہر کی بیان سی دوسرو جی لیکن دیکھا میں کہ تینوں طریق سی دعوت کرنیں کچھ فائدہ ہوا اور ظاہری اور عقلی اور کشفی تینوں قسم کی دلیون کی بیان کرنیکی کچھ حاصل ہوا اور او سکی ظاہری احوال کو دیکھا میں کہ اس کفر اور گناہوں کی شامت سی چالیس برس ہوئی کہ ملاحظہ میں مبتلا میں کہ بیتان اور بار میان اور اراج سہا اور جاہلانگی سب خراب و ہلاک ہوئی میں اور عورتیں انکی باطن ہو گئی ہیں اور اولاد جو نہ ہو گئی اور جو بھی اور نمران انکے سب خراب ہو گئے ہیں سو اہ قہر یہ

سو چاہیں کہ اب یہ لوگ اس بلا میں گرفتار ہیں اور جان سی تباہ ہیں ایسی وقت میں اس دنیوی نعمتوں کا لالچ
 دلا کر انکو راہ بر لایا جا رہی شاید اس دنیوی نفع کو دیکھ کر میرا کہنا قبول کر لیں اور راہ بر آجائیں پھر جیسے طریقہ
 کی پیروی اور غویٰ پیہر کھلیا دیکھی تو اس وقت کہی نیت یہی درست ہو جائیگی اور اپنی مطلب کو یہی پہنچ جائیگی
 اس بات کو اپنے ذہن میں سوچ کر دوسرا ذہنک والا اور دعوت اور سچائی کا طریقہ دوسری طور سے شروع کیا
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُ ذُنُوبِيَ الْكَبِيرَةَ کائنات عظام گراہ **بِسَبِيلِ**
الْمَسْكِينِ عذراؤں کے مینہ کے آؤ میں نے کھڑا ہوا مال و مبین و یحییٰ لکھ جنت و یحییٰ لکھ
 پس کہا میں طلب بخشش کی کرو پروردگار اپنے ہی توفیق وہ ہی بخشی والا تو ابھی تیرے بندہ اور ہی دے
 دیوی تمکو مال اور فرزند و دیوی تمکو باغ اور پیدا کرے تمہاری یہی بہترین **فَصَلِّ** تو تیری کہا گیا ہ
 بنو ادا اپنے رب سے بیشک ہے ہے بخشنے والا جو ہر دے تہاں تیرے دہان اور برتی دی تمکو مال و یحییٰ
 اور بنا دی تمکو باغ اور بنا دی تمکو بہترین **مَوْءِدَةٍ** تمہاری طلب بخشش کرو میں نے کس سے اس کی بخشش
 مانگنی والا اگر کافر ہوتا ہے تو بخشش مانگنی کفر سے مراد ہوتی ہی اور گناہگاروں میں ہوتا ہی تو بخشش مانگنی
 گناہگاروں میں مراد ہوتی ہی وہ ہی بخشی والا یعنی اسکو کہ رجوع کرے اسکی طرف میں لے کر لگائی یعنی بہت
 تر شریک **فَقُلْتُ كُونُوا** زیادہ دیکھا اور بہترین کہ جاری ہو گئی تمہاری باغوں اور گیتوں میں **مَدَدٌ**
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُ ذُنُوبِيَ الْكَبِيرَةَ پھر کہا میں کہ بخشش مانگو اپنے گناہوں کی اپنے پروردگار سے اگر کسی اسکی
 عبادت اور پرہیز گاری جیسی جاہی شہ رطوبت کی عایت سی بہت ہو سکتی سلیبی کہ بہت و بخشش والا
 گناہوں کا ہی اور اگر سب گناہ اور برائیاں تمہاری نہ بخش گیا تو اتنا تو ضرور سوچا کہ یہ جو تم اپنے گناہوں کی
 وبال سی اس بلا میں گرفتار ہو اس دنیا کی بلاؤں سی تو نجات باؤ کی **فِي سَبِيلِ** پھر بھیجا بدل کو تیرے بہترین
 نہ اسکو کہ جیسے نجات کی فطرت کی دونوں آتی ہے اور تمکو جو فی طمع دلا کر حسرت و افسوس میں گرفتار
 کرتے ہے **فَقُلْتُ كُونُوا** پھر اور دیکھا تمہاری مانوئی بہت اس سی یعنی کہینوں اور چراگاہوں اور جانوروں
 اور انکی نسل اور وہ اور کہی کی پیدائش کی زیادتی سی اور مدد گاری کرنا بیٹوں سی یعنی اولاد رطوبت
 جو حیض کی استیلا کی واسطے مستعد ہوں اور اب تمہاری عورتوں کی بدلتی خشک ہو گئی ہیں حتیٰ کی قابل نہیں
 رہیں جیسی برسات کا پانی خطا اور بوسٹ کی غالی سی خشک ہو گیا ہے اور تمہاری ہی یہی خشک ہو گئی ہے
 وہ یہی لفظ ہونے کی قابل نہیں رہی پس جب تمام عالم میں رطوبت پیدا کی تو وہ رطوبت ہی تمہاری
 اور تمہاری عورتوں کی بدلتی پھر روئی اور یہ برون سی سیبوست جو تمہاری مزاج پر چھا گئی
 ہے اس کے ساتھ وہ رطوبت ملکر اعتدال پر پہنچی دیکھی اور یہ اعتدال کا پانی جانا والا دوسری یعنی بہترین
 سبب پانی نہ بیوہ کا اس واسطے کہ اسکی پیدائش کی دہلی رطوبت کی کثرت جاہی اسلئے کہ غور تو نکاح مزاج
 بہت رطوبت ہوتا ہے **وَيَحْيِي لَكُمْ جَنَّاتٌ** عینہ اور دیکھا واسطے تمہاری باغ و کہیت پانی کی کثرت
 اور بخشی اور کو دیکھی جاری ہوئی **وَيَحْيِي لَكُمْ جَنَّاتٌ** اور دیکھا تمہاری بہترین جاری برسات اور نیز
 کے پانی یعنی کی سبب اور بہار زمین پانی جمع ہوتی اور بہتہ آہستہ آہستہ زمین اور خشک نہ ہونے کا

سلا
 فکرمزدا
 کہم اللہ
 انفعال
 کیجئے
 انکے

ہوئی کسی سبب سے یہاں پر جانا چاہی کہ اس آیت کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گناہوں کی شامت سی ہو
کیسے قحط برپا ہے اور مال اور اولاد کی بلامین اور کمیت اور باغوں کی خرابی اور بربادی میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں
اور ہتھکڑا کر اوکی لپی بہت مفید ہے اسو سہلی شریعت میں صلوة الاستغفار مقرر فرمائی ہے اور ہتھکڑا
اوسمین حکم فرمایا ہے چنانچہ نبی رحمۃ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک ہتھکڑا پہن چکا
کو اب دیکر ہتھکڑا کیو اسٹے لگئی اور منبر پر چڑھتے تاکہ دعا کرین اور بانی حق تعالیٰ کی درگاہ سے مانگین لیکن منبر
جا کر وہی ہتھکڑا کے کچھ پیچے کہنا اور منبر سے اتر کر ان کو رکھنا کو چلی جب مکان پر پہنچی تو کوٹن میں غصہ
کر آیا میرا منہ میں کی طلب کی دعا اپنے لئے اپنے کہا کہ میں نے بڑی عمدہ اور قوی سبب مینہ کو طے کیا ہے
اور یہی آیت اپنے پر سے راوی کہتی ہیں کہ ہر بانی اتنا بڑا کہ قحط بالکل دور ہو گیا اور سچ میں صبح صبح میری
رحمۃ مد علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص انکی پاس آیا اور قحط کا شکوہ کیا اور مہنوں میں اوس سے کہا کہ اتنا
کہا کہ ہر دوسرے شخص آیا اوسنی اپنے فقر و فلاس کا گلہ کیا و سکو یہی فرمایا کہ ہتھکڑا کر کہ ہر تیسرا شخص آیا
اور کہا کہ میری مان لو کہ نہیں ہوتا میں آپ دعا کہجی کہ حق تعالیٰ مجھ کو دعا عطا کرے اپنی اوسکو یہی کہا
کہ ہتھکڑا کر کہ ہر چوتھا شخص آیا اور اوسنی اپنی کہتی لڑی حاصل کی شکایت کی کہ اوسمین کچھ پیدا نہیں ہوتا
اپنے اوسکو یہی ہتھکڑا کر نیکہ نصیحت کی کہ تم جیسے لوگوں کو بچھا کہ اپنے چاروں کو ایک ہی کام کی نصیحت
حالی تاکہ ہر ایک کا معاملہ جدا رہتا اپنے فرمایا کہ یعنی کچھ اپنے طرف سے پیشین کہا کہ ہاں حق تعالیٰ فی خود قرآن
شریف میں فرمایا ہے کہ ان چاروں آیتوں کا دفعیہ ہتھکڑا ہی اور سی آیت کو اپنے پڑھا اور حضرت امام اعظم
ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ سی آیت کی دلیل سی کہتی ہیں کہ ہتھکڑا حقیقت میں دعا و ہتھکڑا کرنا ہے
نماز و خطبہ اور اور نمازات اوکی کچھ ضرور نہیں یعنی اگر ہو تو بہتر ہے نہیں تو کچھ جہ نہیں حمل مقصود نہیں دعا
و ہتھکڑا سے یہ حاصل ہوتا ہے **مسئلہ** نماز و ہتھکڑا جماعت سے سبب ہی کہ کل میں
نفل کر اور ان مانند نماز عید کی ساتھ تکبیر تہ اور خطبہ اور قرات چہرہ کی نزدیک احمد اور شافعی اور صاحبین
کے اور امام مالک کے نزدیک مانند نماز فجر کی قرات چہرہ ہی سے ہتھکڑا ہی ہے اور امام ابو حنیفہ کی نہیں
استغفار میں نماز نہیں ہی بلکہ امام اور اور لوگ پرانی پہی کہ ہر کسی چٹکین تکبیر دعا و ہتھکڑا کر کے کرے
اب مذہب حنفی میں فتویٰ صاحبین ہی کی قول پر ہی کہ نماز پڑھیں یہ مداح البتہ میں کہا ہی اور قریب
کے نزدیک یعنی امام شافعی اور مالک اور صاحبین جنہل کی نزدیک اگر کسی نے ایسا ہی لوگ نماز پڑھیں تو
جائز ہے اوسے سبب سنائے میں وہ خطبہ میں بعد نماز کی اور دوسرے خطبہ میں تیغوں امانوں کی نزدیک امام
اور اور لوگ چار دین اپنی پہرین دین دین طرف کو بائیں طرف کریں اور بائیں کو دائیں طرف اور چپے
کی طرف اوپر اور ام کی طرف نیچے کریں اور صاحبین کی نزدیک فقط امام ہی چار دہیری اور سب امام
متفق ہیں کہ اگر پہلے روز مینہ نہری تو دوسری اور تیسری دن ہی تکبیر اور کفار اور فرسے
خلافت کے ساتھ نہ نصیحتیں اور مدارج البتہ میں لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہتھکڑا میں نہ
مبارک بہت اونچی اونٹا ہی ہی کہ عید بنبلوں کی ظاہر ہوتی ہی اور خطبہ میں آنحضرت ہی ہتھکڑا

نماز و ہتھکڑا
جماعت سے سبب ہی کہ کل میں

نماز و ہتھکڑا
جماعت سے سبب ہی کہ کل میں

نماز و ہتھکڑا

عرب میں پہلی پر اسکے آگے ویسا ہی مضمون سی جیسا اوپر مذکور ہوا **مد بحرہ** جانا چاہی کہ یہ باچون ہم حضرت ادریس علیہ السلام کی صاحبزادہ کی نام میں بیت نیک لوگ ہی لیکن جو انور مذہبیت گذر رہا تھا اور ان لوگوں میں جو جو صفیقین لکڑیائی جاتی تھیں ان صفیقین کی اون پوجنی والوں کی نفس پر وہم کی غلبہ سی ان شکوہ نہ ہو کہ اہل اس سبب سی اپنی اوسی وہم کی موافق اپنی اپنی بیوقوفان مختلف شکوہ پر تراشا تھا اور وہم کی غلبہ سی اصل حکم عبادات اور غرائب بیت ہو کر ان میں حبیبہ بعضی جاہل سلام کی مدعی حضرت علی رضی کی تصویر کو شیر کی شکل بناتی ہیں اس واسطے کہ یہ کہہ سکتا ہوں ان کے اوپر اصل شہادت کی تصویر کو سفید باریکی شکل بناتی ہیں فقط اور ان باجج بیوی کی سوا کسی کو لوگوں کی پاس اور بیت ہی جی جانی جانی تھیں لات تھا اور بنو سلیم اور بنو عصفان اور بنو نصر اور بنو سعد اور بنو مکرین عترتی اور قید اور سلطانوں کی سات تھا اور مدینہ والی ہی اوسکی روشن کر نیو جاتے تھے اور کی کی لوگوں کی پاس آتا اور نالہ اور ہیل ہی اس وقت پہاڑ پر جرجا اوس کی سامنی رکھا تھا اور نالہ کو کرن عیانی کی مقابلہ میں اور ہیل کو بیت اندر شریف کی اندر رکھا تھا اور وہیل میں ہیل سب سے بڑا تھا آئندہ کال لیا تھا اور لڑنے کی وقت کا فراوسیکہ بکارتی تھی جانیچہ ویشیان کی ہی کفر کی حالت میں یہی سلام لایکی پہلی آمد کی دن جب ترح جانی تھی تو ایک کی لکھ کے تھے حاصل کلام کا یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ایسی تھی یہ فریاد سیز سے عوام لوگوں کو ہکا یا کرتے تھے اور اس اونہی مکرے عوام کی دینین بیت نامہ کی ہی دیوانو کیسی یہودہ باتین اونہی نزدیک تھیں ہاکہ کوئی اوسکی طرف التفات مکرے اور اوسکی تدارک اور خبر گیری میں غفلت کیجا وہی **عزیزی** وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَكَانَ يَرْجُو ظَالِمِينَ اَلَا صَلَّاهُ اور تحقیق گمراہ کیا یہتو مکرے اور زیادہ ہی خالو مکرے گمراہ ہے **فخ** اور ہیکا دیا یہتو مکرے اور تونہ بڑا مٹیو بی انصاف تو مکرے ہکا واٹھ **م** **تفسیر** یعنی اون بیٹوں کی ہیت سی لوگوں کو گمراہ کیا یا یہتو سون کی سبب بتی ضعیف تو مکرے گمراہ کیا اور ضلالا یعنی ہلاک کی ہی جیسے اور جا فرمایا ولا تزداد ظلمتک التیب را اور یہیہ معنی ہیں کہ نہ زیادہ کر خالو مکرے عذاب اوس گمراہ ہے **مد بحرہ** **وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا** اور تحقیق گمراہ کیا ہی ان لوگوں کی مکرے سی ہیت سی لوگوں کو بیان تک کہ حق تعالیٰ کی عبادت سبکے سبب محروم رہے اور غیر اللہ کی عبادتین یعنی تصویر وکی عبادت میں مشغول ہوئی اور حال یہ ہے کہ اس مکر کی باطل ہوتی پڑی مکر ہی خود دلیل ظاہر ہی آسیتی کہ اگر ان مظاہر کی عبادت حقیقت میں حق تعالیٰ کی عبادت ہوتی تو حق تعالیٰ کی درگاہ میں قبولیت کا سبب بڑی ت اور تار کے پورے اونہی درسیان سی اوٹھ جاتی اور لوگوں کو عبادت نصیب ہوتی لیکن یہاں ہکا عکس پایا گیا یعنی یہ مظاہر کی عبادت زیادہ تر دوسری کا سبب پڑی اور حق تعالیٰ کی عبادت سی غفلت زیادہ ہوتی تھی اور عمر بہر اوسی مظاہر کی قید میں گرفتار رہے اور مجموعہ حقیقی کی عبادت کی انکار کر شیعہ خالم ہوئی آسیتے کہ کیسے حق کو تلف کرنا اور جو چیزیں واطعی ہیں ہی اوسکی غیر میں اوسکو صرف کرنا اسکا نام ظلم ہی سو عبادت خاص الوہیت کی مرتبہ کا حق ہی نہ بتو بنگا سو حضرت نوح علیہ السلام کی عترت

وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَكَانَ يَرْجُو ظَالِمِينَ اَلَا صَلَّاهُ اور تحقیق گمراہ کیا یہتو مکرے اور زیادہ ہی خالو مکرے گمراہ ہے **فخ** اور ہیکا دیا یہتو مکرے اور تونہ بڑا مٹیو بی انصاف تو مکرے ہکا واٹھ **م** **تفسیر** یعنی اون بیٹوں کی ہیت سی لوگوں کو گمراہ کیا یا یہتو سون کی سبب بتی ضعیف تو مکرے گمراہ کیا اور ضلالا یعنی ہلاک کی ہی جیسے اور جا فرمایا ولا تزداد ظلمتک التیب را اور یہیہ معنی ہیں کہ نہ زیادہ کر خالو مکرے عذاب اوس گمراہ ہے **مد بحرہ** **وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا** اور تحقیق گمراہ کیا ہی ان لوگوں کی مکرے سی ہیت سی لوگوں کو بیان تک کہ حق تعالیٰ کی عبادت سبکے سبب محروم رہے اور غیر اللہ کی عبادتین یعنی تصویر وکی عبادت میں مشغول ہوئی اور حال یہ ہے کہ اس مکر کی باطل ہوتی پڑی مکر ہی خود دلیل ظاہر ہی آسیتی کہ اگر ان مظاہر کی عبادت حقیقت میں حق تعالیٰ کی عبادت ہوتی تو حق تعالیٰ کی درگاہ میں قبولیت کا سبب بڑی ت اور تار کے پورے اونہی درسیان سی اوٹھ جاتی اور لوگوں کو عبادت نصیب ہوتی لیکن یہاں ہکا عکس پایا گیا یعنی یہ مظاہر کی عبادت زیادہ تر دوسری کا سبب پڑی اور حق تعالیٰ کی عبادت سی غفلت زیادہ ہوتی تھی اور عمر بہر اوسی مظاہر کی قید میں گرفتار رہے اور مجموعہ حقیقی کی عبادت کی انکار کر شیعہ خالم ہوئی آسیتے کہ کیسے حق کو تلف کرنا اور جو چیزیں واطعی ہیں ہی اوسکی غیر میں اوسکو صرف کرنا اسکا نام ظلم ہی سو عبادت خاص الوہیت کی مرتبہ کا حق ہی نہ بتو بنگا سو حضرت نوح علیہ السلام کی عترت

کہ جب ان کو کھڑکھا غم کیا تو انکو ستر راج کی طور پر ہی معرفت سی ہشتا نکلا اور ہدایت مہدی دلا
 تو دین اور زیادہ نہ بڑھا انکو کمرہ کے کی سواہی بیان مفسر ایک عشرین کرتی مین کہ حضرت نوح علیہ السلام
 اور الغم پیغمبر دینین مین انہی اپنی قوم کی دہلی زیادہ گمراہی کی دعا کرتی مژگانہ عجیب اسلی کہ بنو نوح
 کام تو ہدایت طلب کرتی ہی نہ گمراہی کی بد دعا کرتی جو جواب سکا یہ ہی کہ یہ بد دعا حضرت نوح علیہ السلام
 اور وقت کی تہی کہ جب وہی ایمان سہی بالکل نا امید ہو گئی تہی چنانچہ اور آیت مین حق تعالیٰ فی خود فرمایا
 تہا لایا انہ یؤمنون بکلامک الا کمین قل انکم ستعجبون حضرت نوح علیہ السلام فی چاہا کہ اپنا عوض پس لیجی
 اور بد دعا زیادتی کمرہ کے کے انکے واسطے کہجئے تاکہ انکی عذاب مین نیا دی ہو دی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 یہ جب فرعون اور سکی قوم کی ایمان سی بایس ہوئی تہی سبطور کی بدعا اور وہی لمبی کی تہی چنانچہ
 سورہ یونس کی اخیر مین حکایت کی طور پر وہی طرف سی بیان فرمایا ہی کہ بتنا اھلین علی اھل
 وانشد علی اقلو لھو اور یہ ہے ہے کہ نیا دی کمرہ کے کے بد دعا حضرت نوح علیہ السلام کی سبب
 قوم کی لمبی مصلحت نہیں ہی بلکہ غم اور شرک کی ہی قید لگی ہوئی ہی یعنی غم و شرک پر اسی مین تو
 اونکی حق مین بد دعا ہی اور جب حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کی بیان مین جو انتہاء درجہ کی نصیحت
 اپنے قوم کو کر کہ یہ بد دعا کی تہی اور اونکی قوم کی شکایت کی بیان سی فرغت ہائی جو حکایت کی طور پر
 بیان کی گئی ہی تو اب ارشاد ہوتا ہی کہ اس دعا اور اس شکایت کا اثر ظاہر ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام
 کے قوم اونکی نا فرمانی اور برا بیونین ہمیشہ جیسی جیسی کھیر سی ہدایت انکو ہوتی بیان تاکہ کہ مہمتا
 حَظِیْقَتِہُمْ اِنْ عَنِیْہِمْ اَعْرَظُوْا اَنْ اَدْخِلُوْا اَنْ اَنْتُمْ یَّجِدُوْا فَ اَھْلُہُمْ
 مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْصُرَا اَعْرَہُ سبب گناہون اپنے کی غرق کیا گیا اور انکو پس دھل کیا گیا اور انکو
 اک مین پس بنایا تہی ہی سواہی خدا کی کوئی مدد نہیولا ہ **فَیْنِیْ** کچھ اونکی گناہونسی دہلی گئی پھر
 یہ ہائی گئی اک مین پھر بنائی اپنے واسطے انکے گناہوں مددگار **مَوْءِیْہِ تَفْسِیْرُہِ حَظِیْقَتِہُمْ**
 الخ اپنے گناہون کی سبب اور مین آجگاہہ تعمیل کے واسطے ہے اور ا کا لغز کثرت و زیادتی کی معنوں
 فائدہ دینی کی دہلی ہے بطرح کثیر ما اور اور ہیت جگہ ما کو کثرت کی معنوں ہی زیادہ کرتی ہائی بیان
 ان گناہون کی زیادتی سی اور انکھ مراد ہے کہ اپنے وقت کی پیغمبر کے مقابلہ مین ہزار ہا برس تک
 اپنے کفر پراٹھے ہے اور طح کی ایذا پہنچائی سواں سبب اور کھ کھیرت قوی ہو گیا اور ہے
 سببے اھل حق عرق کی گئی ایسی ہائی مین جو تھان سی ہی گرتا تھا اور زمین سی ہی اٹھتا تھا اور
 انکو وودو دہی سی اور انکیت و نابود کردہ ناری زمین سی فقط منظور تھا جو سی وودو دینی ہر گز
 مہجائی بلکہ سرخ کا عذاب جگہا نا ہی انکو منظور تھا اسو طہی کہ **قَدْ اَدْخِلُوْا اَنْ اَہْلُہُمْ غَرَقَ یُونِیْہِ** بعد
 دھل کی گئی ایک اک مین سواہی و دھن کی اک موعود کی اسو طہی کہ زمین دھل ہونی کو بہت دور
 ہے اور اس آیت مین فعل ماضی کو دوسرے فعل ماضی پر **ف** تعقیب کی ساتھ جو عطف کیا ہی سو یہ
 قرآنی عذابیکہ ثبوت بر صریح دلیل ہے چنانچہ تمنا کہ حمد لہ سی منقول ہے کہ حضرت نوح کی قوم اور قرآنی

سبب گناہونسی دہلی گئی پھر
 یہ ہائی گئی اک مین پھر بنائی اپنے واسطے انکے گناہوں مددگار
 مَوْءِیْہِ تَفْسِیْرُہِ حَظِیْقَتِہُمْ
 الخ اپنے گناہون کی سبب اور مین آجگاہہ تعمیل کے واسطے ہے اور ا کا لغز کثرت و زیادتی کی معنوں
 فائدہ دینی کی دہلی ہے بطرح کثیر ما اور اور ہیت جگہ ما کو کثرت کی معنوں ہی زیادہ کرتی ہائی بیان
 ان گناہون کی زیادتی سی اور انکھ مراد ہے کہ اپنے وقت کی پیغمبر کے مقابلہ مین ہزار ہا برس تک
 اپنے کفر پراٹھے ہے اور طح کی ایذا پہنچائی سواں سبب اور کھ کھیرت قوی ہو گیا اور ہے
 سببے اھل حق عرق کی گئی ایسی ہائی مین جو تھان سی ہی گرتا تھا اور زمین سی ہی اٹھتا تھا اور
 انکو وودو دہی سی اور انکیت و نابود کردہ ناری زمین سی فقط منظور تھا جو سی وودو دینی ہر گز
 مہجائی بلکہ سرخ کا عذاب جگہا نا ہی انکو منظور تھا اسو طہی کہ زمین دھل ہونی کو بہت دور
 ہے اور اس آیت مین فعل ماضی کو دوسرے فعل ماضی پر **ف** تعقیب کی ساتھ جو عطف کیا ہی سو یہ
 قرآنی عذابیکہ ثبوت بر صریح دلیل ہے چنانچہ تمنا کہ حمد لہ سی منقول ہے کہ حضرت نوح کی قوم اور قرآنی

جانی تھی اور زبردہ جلتی جاتی تھی اور یہی ہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی موت کس طرح سی ہو گئی تھی
 وٹوہنی سی یاگ میں مٹی سی یا جانور کی کہنا مٹسی لیکن قبر کی عذاب میں ضرور گرفتار ہوتی ہیں اور جو کچھ دوسرے
 مردی برج قبر میں کاڑا جاتا ہی ہوتا ہی وہی کس پر ہی ہوتا ہی اسی کی جو کچھ عذاب ہی سورج پر ہے
 نہ بلکہ ہر تارک بدن کا باقی رہنا عذاب کے واسطے شہر ہو کہ کچھ دھواں پھر نہ پاتا حضرت نوح ع م کی قوم نے
 اپنے محبوب و دلو کو کہ جو بچہ یعنی ہی اس امید سی کہ وقت بڑھی پر کام آوے گی اور نصیب میں مدد کرے گی
 سو ہی حق تعالیٰ کی مدد کا یعنی نہ وہ دن اونی محبت کی اور نہ سوائے ہی ان کو کو قائم رکھا اور نہ یوسف ان کو
 فریاد کو پہنچا اور نہ یعوق بن حمایت کی اور نہ لہرنی ان کو قوت دی تاکہ دنیا کی عذاب ہی یعنی طوفان
 میں غرق ہو نہی ان کو بچاتی یا برنج کی عذاب کو یعنی آگ میں مٹی کی کو اونی دفع کرتی سو ان کی گمراہی کا
 اثر حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کی موافق ظاہر ہوا اور جب طوفان کی لہری کی زیادتی ہوئی اور آسمان
 پر سنا اور زمین سی ابلنا شروع ہوا اور حضرت نوح ع م اپنے لوگوں کی ساتھ کشتی میں سوار ہوئی اور کافر
 وٹوہنی لگی لیکن بعضی کافر وٹوہنی کہ بہاڑ کی چوٹیوں پر اور اونچی سکا ٹوہنی بہاڑ کر جا بیٹھی ہیں اور
 بعضوٹوہنی حضرت نوح ع م کی زبان سی اس طوفان کا حال سن رہا تھا تو اس خوف سی شیشے کی سکاٹا
 بہاڑوں پر لڑھکیا طے وسطی بنا کر ہی تھی اور کئی جہینہ نکا کہنا مٹسی ہی اوس میں رکھا تھا سو وقت اون
 مٹا نوین جا کر خوف ہو کر بیٹھی تھی حضرت نوح علیہ السلام نے یہ حال دیکھ کر اندیشہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بعض
 کافر اس عذاب سی اس حکمت سی نوح جاوین اور ہر کفر کا فتح چنانچہ باقی ہے یہ وہجہ کہ ہر دکاہ
 ہی میں دست بدعا ہو کر عین کی ضیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی **وَقَالَ نُوحٌ قَدْ بَلَغْتُكَ عَزِيزِي**
وَقَالَ نُوحٌ قَدْ بَلَغْتُكَ کہ کنگ ترے کے اکثرین من الکفرین دیکھا گراہ اور کہا نوح نے ہی اہی دنگ
 میری بہت چھوڑ زمین پر کافر وٹوہنی کسی بسنی والیکو **فَتَنِي** اور کہا نوح نے ہی اہی ب چھوڑ زمین پر
 منکر وٹوہنی ایک گہر بننے والا **مَوْءِدٌ تَقْسِيرٌ** **وَقَالَ نُوحٌ اَلَمْ يَكُنْ لِي رَءِيسًا** اور کہا نوح نے ہی اہی رب میری جو
 توفیق مجھ کو قبولیت سے سرفراز کیا ہے اور میری قوم کی سرداروں اور مکار وٹوہنی جنوں نے عوام
 کو ٹوٹوہنی قریب دیکر خراب کیا تھا طوفان کی عذاب میں گرفتار کیا ہی تو ایک عرض تیری جناب میں اور
 کرتا ہوں کہ کنگ سن لے کہ چھوڑ زمین پر چیاں چہرین نہ میان اور نہ اوٹوہنی کافر وٹوہنی جنس سے
 سردار اور مکاروں یا اون کی مقدمہ اور تابع را میری قوم سی ہوں یا غیر اوٹوہنی کسی کسی کو دیکھا گراہ
 گہر میں مٹنی والا اور چینی والا اور وڈیا رینال کی وزن پر ہے مشتق ہی داری یا دوسری اگر داری
 یہ لفظ لفظ ہے تو اس کے معنی ہیں گہر میں مٹنی والا اور بنی والا اور اگر دوسری لفظ ہی تو اس کے معنی
 ہیں پھر نیوالا اور چینی والا اور یہ لفظ فعال کی وزن پر بنیں ہی والا دوار ہونا چاہی تھا نہ دوار اور
 حضرت نوح ع م اپنے کلام دعا میں دیا کہ لفظ لانی اور متفق نہا اسیلے کہ ابلیس اور اس کے
 دہشت کی بقا قیامت تک آپ کو معلوم ہی اگر ہر کافر جاندار کی ہلاکت ردی زمین سی درگاہ الہی سی
 طاقت تے تو اون کا کلام حق تعالیٰ کی تقدیر بہرہ کی مخالفت واقع ہوتا اور حضرت انبیاء علیہم السلام تقدیر

یہاں سکاٹا کہ کنگ ترے کے اکثرین من الکفرین دیکھا گراہ اور کہا نوح نے ہی اہی ب چھوڑ زمین پر منکر وٹوہنی ایک گہر بننے والا مَوْءِدٌ تَقْسِيرٌ وَقَالَ نُوحٌ اَلَمْ يَكُنْ لِي رَءِيسًا اور کہا نوح نے ہی اہی رب میری جو توفیق مجھ کو قبولیت سے سرفراز کیا ہے اور میری قوم کی سرداروں اور مکار وٹوہنی جنوں نے عوام کو ٹوٹوہنی قریب دیکر خراب کیا تھا طوفان کی عذاب میں گرفتار کیا ہی تو ایک عرض تیری جناب میں اور کرتا ہوں کہ کنگ سن لے کہ چھوڑ زمین پر چیاں چہرین نہ میان اور نہ اوٹوہنی کافر وٹوہنی جنس سے سردار اور مکاروں یا اون کی مقدمہ اور تابع را میری قوم سی ہوں یا غیر اوٹوہنی کسی کسی کو دیکھا گراہ گہر میں مٹنی والا اور چینی والا اور وڈیا رینال کی وزن پر ہے مشتق ہی داری یا دوسری اگر داری یہ لفظ لفظ ہے تو اس کے معنی ہیں گہر میں مٹنی والا اور بنی والا اور اگر دوسری لفظ ہی تو اس کے معنی ہیں پھر نیوالا اور چینی والا اور یہ لفظ فعال کی وزن پر بنیں ہی والا دوار ہونا چاہی تھا نہ دوار اور حضرت نوح ع م اپنے کلام دعا میں دیا کہ لفظ لانی اور متفق نہا اسیلے کہ ابلیس اور اس کے دہشت کی بقا قیامت تک آپ کو معلوم ہی اگر ہر کافر جاندار کی ہلاکت ردی زمین سی درگاہ الہی سی طاقت تے تو اون کا کلام حق تعالیٰ کی تقدیر بہرہ کی مخالفت واقع ہوتا اور حضرت انبیاء علیہم السلام تقدیر

اور ان آدمی مسیح بنبت النور ہیں اور درود مومنان ہی مسلمان است نوح کی بہن اور درود مومنان اور درود
سے تمام مسلمان ہی آدم کی بہن اور قبول بعض امت موحی محمد کی ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان عباس فرما
ہیں جسکے دعا و نوح علیہ السلام کی سچ حق کفار کی مقبول میک ہوئی کہ وہ ہلاک ہوئی پس محال ہے کہ آدم کی
دعا اہل ایمان کی حق میں مقبول نہ ہو یعنی امید ہی کہ مومن کی حق میں ہی قبول ہی ہوئی ہو اور کہنا
فقیر کہ اس طرح دعا ہرگز نہیں ہے کہ روایت کی گئی ہی ہیں بڑا رت ہی مومن کو کہ ہم سب بخشی گئی ہیں
انشاء اللہ تعالیٰ **۵۷** **۵۸** **۵۹** **۶۰** **۶۱** **۶۲** **۶۳** **۶۴** **۶۵** **۶۶** **۶۷** **۶۸** **۶۹** **۷۰** **۷۱** **۷۲** **۷۳** **۷۴** **۷۵** **۷۶** **۷۷** **۷۸** **۷۹** **۸۰** **۸۱** **۸۲** **۸۳** **۸۴** **۸۵** **۸۶** **۸۷** **۸۸** **۸۹** **۹۰** **۹۱** **۹۲** **۹۳** **۹۴** **۹۵** **۹۶** **۹۷** **۹۸** **۹۹** **۱۰۰**
کے خلاف مجس ہو ہوا اور میری حق میں وہ گناہ کا کلمہ کہنا جو جیسے ترک اولیٰ اور اجنباد میں خطا اور
جو کہ اور بخشتی میری مان باپ کو اگرچہ وہ مرگئی تھی لیکن والدین کی مرثیہ بعد ہی لا دے وہ جب ہی کہ آدم کی
مغفرت کی دعا لکھیں اور پڑھنے نقد و رہ آدم کی پس حدیث ہی دیا جی اور حضرت نوح علیہ السلام کی پکا
نام لکھیں منشیخ تھا اور آدم کی مان کا نام تھا اہل النور کی بھی لیکن یہ نہ نوح و ہن میں جو ان کی دعا
ہے بلکہ یہ نہ شخص ہے اور دعا ہر جملہ لکھی کہا ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بار و اجداد میں حضرت دم
علیہ السلام تک کوئی کا فر نہ تھا سب مسلمان مومن ہی اور آدمی والدہ ہی مسلمان ہتین و لیکن محکم انوار
بخشت کر آدمی و سہی جو وہل ہو میری کشتی میں جو یہ اچھا لکھ ہی لیکن مسلمان ہو اسو سہی کہ آدمی
الشفق میں الیس ہی تھا اور بخشش کا ستم نہ تھا اور مسلمان تو کسی بخشش سہی طلب کی کہ ایسا جو کہ
آدمی برا بیون اور گناہوں کی شامت سے کشتی ڈوب جاوے تو یگناہ ہی ہلاک ہو جاوے پس کہ دنیا کی
عام عذاب و عین جو انیش کی دہلی ہوتی ہیں اور عین کا فر و مسلمان کا فرق و امتیاز نہیں ہوتا ہی
اسیو سہی جو ملا کسی قوم برائ ہی تو او میں آدمی بھی اور یوانی ہی ملاک ہو جاتی ہیں بلکہ باورنگی
ہی خرابی ہو جاتی ہی و لا یؤمنون الخ اور بخشش ہی تمام مسلمان مردون اور مسلمان عورتون کو بہت
کلمہ جو ہوتی جا میں تاکہ آدمی اولاد کی گناہ جو کہ سب یا ہوا کر شیعہ ان لوگو عین کا آدمی باب میں تاثیر
مکرت اور کشتی نونہ ڈوبو دین و لا یؤمنون الخ اور زیادہ نگران ظالمون کو جو شرک و کفر کشت
سے ڈوب کر اگ میں جھینکے مار دیا اور در اور عذاب آہستہ کی اگر دم بدم آہستہ عذاب کی زیادتی نہ ہوتی
اور ایک ہی طور پر عذاب رہیگا تو اس عذاب کی انکو عادت ہو جاوے گی اور سجاوے گی اور وہ عذاب انکو
معلوم نہ ہو گا اور یہ ہیں ایک طرح کی مغفرت ہی اگرچہ تہوڑی ہی ہی ہو عذاب ہی کہا ہی کہ حضرت نوح
علیہ السلام دعا میں ٹری خوشخبری ہی تمام ایمان داروں کی دہلی جو قیامت تک ہوتی جاوے گی
سیلیہ کہ کا فر و کلمی حقین جو اپنے بد دعا کی تھی وہ در گاہ الہی میں بالیقین مقبول ہوئی اور اسکی قبولیت
آنا ہی ظاہر ہوئی کہ سب کا فر ہلاک ہوئی تو ایمان داروں کی حق میں مغفرت کی دعا جو کہنے کی ہی
وہ ہی بلاشبہ قبول ہوئی ہوگی اور مسلمان بخشی گئی و محمد صلی اللہ علیہ وسلم علمائے کہا ہی کہ
اور صواع و غفرہ یا نوح بت جو ویزہ کو رہ چکی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی دہلی خاص
ہے بلکہ ہر شخص کہ اس موحیہ میں اوپر ایک دہلی عبادت و محبت میں گرفتار ہے جان بوجہ کی یا نہ

یعنی ہر آدمی
کا ہر

مگر جو حق تعالیٰ بجا دے و لیکن ایسی لوگ بہت کم ہیں اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی اپنی عاقبت کو بے
چوڑ کر دیکھے کہ ہر شخص کا بدن ڈھب ہی ایسی کدوچ کا گھوڑی بی بیہ بات بجلی ہی اور ادنیٰ بدن کی محبت میں ایسا سطر
رہتا ہی کہ اسکی مقابلہ میں سیکو بچ جاتا ہی کیسی حقیقت اسکی سامنی نہیں ہی اور ہمیشہ اسکی پرورش
اور زینت میں لگا رہتا ہی کہانی میں بی بیہ لباس میں زیور میں خضاب میں کنگی میں سرہ میں دوا کی استعمال میں
ورس میں شرف میں حمام کی جانی میں غسل کر نہیں بدلی طہنی میں محاسنات بنوائی میں غرض حتیٰ چیزیں
میں سب میں بدلی مصلح اور بہتری ملحوظ و منظور رہتی ہی اور ہمیشہ دن اور رات بلکہ ہر ساعت ہمیشہ غلام
رہتا ہی اور ہر شخص کا نفس خواہ ہی ایسی کی اسکی زندگانی کا قیام اس ہی مستغرق ہی ہی دہلی جن
چیز دینیں اسکو لذت اور خوشی ہوتی ہی ویسے کہ طرف دو رہتا ہی اور جن چیزوں ہی سرخ اور سزا دھکا پہنچتا
اوسنی دھکا پہنچتا ہی ہی سبب کہ تقویٰ اور عبادتیں اوس ہی مقصور رہتا ہی اور پیغمبر کی فرائض اور
کا حقہ نہیں کر سکتا اور ہر شخص کا بیغوث اسکا باب بیامان ہیں بیامان ہی بیجا خوشی اقربان ہی بیلی کہ ان کو گونہ
امید فریاد ہی کہ ہما ہی اور ادنیٰ بہر دمی پر گودتا ہی اور ادنیٰ خاطر ہی اور دجوشی میں ہوشی دھکا پہنچتا
بیامان تک کہ ادنیٰ خاطر ہی لہذا رسول کی حکم کو اٹل جاتا ہی اور سنی کو ان شکار دیتا ہی اور ہر شخص کا
یعوق اسکا مال ہی جو کدو اور صدقات کی دینی ہی اور سکینوں اور محتاجوں کی خبر گیری ہی اور محتاج
کی عبادت و تقویٰ رکھتا ہی اور ہر شخص اپنے معیبت اور ہلاک دفع کر نہیں اوس ہی امید رکھتا ہی
اور ہر شخص کا تسرور کا شہطان ہی جو حرص اور غصہ کی دونوں بازو دہنی ہی سیکر اس شخص کی کبی اور کبی
کو برابر کر دیتا ہی اور ہر دوسری اور چوٹی اعتقاد کی المین ڈالا کرتا ہی سو جب تک ان پانچ بیوگی
پہنچی ہی نہ پہنچ سکیں تک بیامان اسکا درست نہوگا اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعا میں جو تمام ایمان
داروں کی بی ہی داخل نہوگا اب اس جگہ پر جانا چاہی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ
کہ میرے قوم کی کا فرہ جینگے مگر بدعت ناشکر یعنی انکی نسل ہی ہی کوئی مسلمان ہو یہیو اللہ انہیں ہی کہیں
بہت کا فرایسے ہی ہو ہی بہن کہ ادنیٰ نسل سے نیچت خاص خدا کی بندی پیدا ہوتی ہیں چنانچہ حضرت
ابرہیم علیہ السلام کی باب کہ ادنیٰ لفظ ہی ایسا شخص پیدا ہوا جو سید سلیمان اور ابوالرسلین اور علیہ السلام
سوغا بہرین دعا کا مضمون دفاع کی خلاف معلوم ہوتا ہی اس سبب کہ جو ایمین مفسرین نے ہی چنانچہ
کیا ہے علماء اظہار برین جواب دیتی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو دمی ہی چنی قوم کا حال بخوبی معلوم
ہو چکا تھا کہ ان لوگوں ہی ہرگز مسلمان پیدا نہیو اللہ انہیں ہی اس ہی یہ دعا اور یہ حکم نہیں کی
قوم ہی خاص ہی عام نہیں ہی کہ ہر کا فر کو شال ہوا اور بعضی عالموں نے کہ ہما ہی کہ طوفان کی آئینے
پہلے حق تعالیٰ نے اور پھر سے بھیجے تھے کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْيَوْمَ مِنْ قَوْمِكَ اَكْبَرُ اَمْ اَنْتَ اَكْبَرُ اور اس حصہ کی
لفظی حضرت نوح علیہ السلام نے سمجھ لیا تھا کہ اب میری قوم ہی جو پیدا ہوگا وہ کا فر ہے رہیگا
اسوٹے کہ قوم کی اولاد ہی قوم میں داخل ہیں اس سبب کہ بولعین ہو گیا تھا اور اس مضمون
جو متصنّف نے درج کیا ہی جناب ہی میں عرض کیا لیکن اِنَّكَ اَنْتَ الْيَوْمَ مِنْ قَوْمِكَ اَكْبَرُ اور حضرت

صوفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ٹنگری اور غضب الہی کی غلبہ کی سبب دعاؤں کی وقت جوں
اگرچہ اتنا اور دیکھ کر ایک حالت طاری ہو گئی تھی سو غالب حال کی موافق اپنی حکم فرمایا ایسی کہ جنیت اور تاریک فطن
سوی جو نقطہ کے پیدا ہو گا اور سچی تاریک و جنیت فطن کی تدبیر سے تربیت پاوے گا تو بالیقین وہ یہی جنیت ہر
اور خفاست ہی کا استعداد دیدار کیا جس طرح اولاد کج ہم گرفت میں والے کج ہم کی موافق ہوتا ہی جیسے
جنسی اور دومی اور جسطح شاہ کو درود مرید کو کمال کی قسم میں اپنی اوستا دروید کی موافق ہوتی ہیں ایسی کہ
لَوْ كَادَ كُنَّا الشُّرَكَائِةَ مِثْلًا لَّوَلَاكَ ذِكْرُ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا الْمُسَوِّدُ حضرت نوح علیہ السلام کا عرض کرنا انکی جان
کی لغزش سی تھا کہ کہی ایمان ہی پہرجاتی ہی جسطح حضرت موسیٰ کی باتہ سی قطعی مرگیا کہ وہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی عمل کی لغزش نہی ہی سبب کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اس عرض کی عرصین اونکی بیٹی کی
کفر سے جکا نام کنعان بہتا خبر دار کر دیا جسطح حضرت داود علیہ السلام کو اور یابی عورت کی مقدم میں دختر کو بکر
قصہ سے جو آئین بکر نوین چکرتے آئے تھے خبردار کر دیا تھا اور تحقیق استقام کی بہرہ کی جو کیفیت ان
باب کی باطن پر غالب ہوتی ہی اور جن کیفیت تاثیر اولاد میں بلاشبہ پائی جاتی ہی لیکن جو کیفیت ان باب کی
باطن پر غالب نہیں ہوتی ہی او سکے تاثیر کا اثر اولاد میں پائی جانا کچھ ضرور نہیں ہی کسی وطنی بہتی ہیں لوگوں
سیر کا نتیجہ جو حالت کا باطن پوشیدہ اور غالب ہی او سکے جلوہ او میں ہونا ہی پھر جب یہ فرق معلوم
ہو جا تو اب جان لیا جائی کہ بعضے وقت میں بعضے کا فروغ کی استعداد ہے ہوتی ہیں
اور اونکی باطن بر صغالی کا غلبہ ہوتا ہی اور اس جلیبی استعداد کی موافق اونکی اصل ہی پاکیزہ ہوتی ہی اگر
ظاہر میں اپنی باپ وا دونکی دین برہوتی ہیں اور اپنی قوم کی عادت اور اپنی بزرگوں کی وضع اونسی چونکہ
نہیں جاتی لیکن باطن کو کھا آنت سی بجا ہوا ہوتا ہی اس سبب اس فورایت کی حالت میں اونکی اولاد
ما یا مان ہوتی ہی اور اونکی باطن کی حالات کا جلوہ اونکی اولاد میں پایا جاتا ہی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام
آؤ سے پیدا ہوئی اور حضرت علی رضابو غالب سی حوجہ حضرت نوح علیہ السلام فی اچھی قوم کا حال نظر
بر سر ملک دیگیا اور اتنی مدت دور دراز میں کتنی زمانای اور قرن گذرنی اور ہر زمانہ کی لوگوں کی تجربہ کیا
اور اونکی باطن کی استعداد کو خوب آزمایا لیکن کسی میں صلاحیت کی لیاقت نہیگی تب بالیقین انکو معلوم
ہوگا کہ انھیں کیسا کامبدلتی استعداد سلامت نہیں رکھا اور باطن انکا تاریک ہو گیا ہی بلکہ سستی تمام اونکی
کو چھالیا ہی اور اونکی کھڑے پنے باپ دادون کی پیروی براور قوم کی رسم پر نہیں رہا بلکہ اونکی دل سیاہ
تاب ہو گئی ہیں اب اونسی اور اونکی اولاد سی ہرگز توقع ایمان کی نہیں ہی لاچار ہو کر سپھر کی مدعا اونکو
لیسی کی اور اس شرط وجزا کو درگاه الہی میں یعقین کی طور پر عرض کیا سو حق تعالیٰ کی درگاہ میں آ
راستے کے سبب اونکی دعا قبول ہوئی اور اس قہار مالک الملک کی درگاہ ہی اونکی قوم پر غلب
اندل ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام پر کچھ ہی عتاب ہوا اور اونکی بیٹی کنعان کا کا فر ہونا تقیہ اور غائب
اصل نہیں کیا جانا اور اونکی دعاء میں شرط وجزا کا مضمون ہی او سکے مخالف ہی نہیں ہی اسطرح
کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کلام کا مطلب یہی ہی کہ ان کا فردوسی سوائی کا فر وفاجر کی پیدا ہونگا اس

۱۱
بہارِ بیک
الحسنیہ بیک
اولادِ بیک
علی بیک
مختار بیک
جمالی بیک
ولادۂ
ولادۂ قراغی
سہ بیک

بہر چیز ثابت ہوتی ہے اور دعویٰ اور مطلب ثابت کرنا کچھ نہیں کوئی دلیل اس سے مضبوط و قوی نہیں ہے اور یہاں اس مطلب کو یوں سمجھنا چاہیے کہ قرآن کی منکر و منکر کی ہم کو پہنچی ہیں کہ جس سورۃ میں کلام الہی نہیں آیا ہے اور پہلے عاجز کرنا اور جنوں کی زبان سے نقل کیا گیا ہے وہ سورۃ کلام اللہ ہے یا جنوں کا کلام ہی اگر ہم کہو گی کہ جنوں کا کلام ہی تو ہمارا مطلب ثابت ہوا یعنی جنوں نے اقرار کیا کہ ہم نے عجز کرنا اور کلام کو کلام کہا اور اگر ہم کہو گی کہ یہ کلام اللہ ہے تو یہ ہمارا مطلب ثابت ہوا کہ یہی ہمارا مطلب ہے اور جب کلام ہوا خاص کر ہوا تو جبکہ آدمی جنوں کے احوال منکر ہے وہ یہی ثابت ہوا اور اس بات کا شبہ کہ باقی قرآن ہی جیسا کہ کلام ہوا اور یہ سورۃ آدمی کا کلام ہو سو یہ شبہ پہلی سے باطل ہو چکا ہے ایسی کہ آدمی اس سورۃ کی ہی مقابلہ میں کلام لا نہیں سکتی پس اوہینے دونوں متالوئی یعنی یہ سورۃ جن کا کلام ہی یا خدا کا کلام ہے معین ہونا ضرور ہوا اور دونوں جملہ لوہین ہی جو ثابت ہو تو ہمارا مطلب ثابت ہے اور دوسرے وجہ قرآن کی ثبوت کی جنوں کی طرف سے نہیں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہوئی پہلی بیعت ان کے جاتی تھی اور جو فرشتے دنیا کی کامونی تدبیر پر مقرر ہیں ان کی مجلس و مجلس کسی وہ باتیں جو دنیا میں ہو رہی ہیں جاری اور جاری کی طور پر ہر شے کو لوگوں سے کہتی تھی تاکہ وہ لوگ ان کی غیبت کی منعقد ہوں اور ان کی پرورش کریں اور کاہنوں کو جو اذان جنوں کی خام اور بیکاری میں نذر اور نذر لاکر دیوں اور دروزہ اور ان کا ہنوکھی اور ہنوکھی ان کی نزدیک برستی جائی سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تہ یہ کاظم و رحم برہم ہو گیا اور آسمان پر جانیسی جنوں کو ممانعت ہو گئی اور فرشتے ان کے سامنے کو مقرر ہو گئی تاکہ آسمان پر جنوں کو نہ دیوں اور اگر ان کا ارادہ کریں تو ان کی انکار و منکر میں ان اور اس قسم کی احتیاط اور نگہبانی مطلب تھا کہ جب قرآن نازل ہوا تو زمین والی اگر ان کی کر نیکی تو اوہی سے قرآن شریف کا مقابلہ کیا یعنی اگر ہم کہیں کہ کلام الہی نہیں جانتی ہو تو ہم جیسے ایسا کلام نازل اور جنوں میں دلوہی سے مقابلہ میں کلام نہ آسکیگا تو ان کو کلام اللہ ہونا قرآن کا یقین ہو جائیگا اور اگر جنات آسمان پر جاتے ہنیکے تو ہر شے کا کہ بیت العزت کی فرشتوں کی زبان سے کسی آیت قرآن کو سن کر کسی کا ہن ہنچا دیں اور وہ کاہن ہنچے کر مقابلہ میں وہ آیت پر ہے تو جملہ جنوں کی ذہنوں میں شبہ پڑا دیگا کہ قرآن شریف کی برابر عبارت آدمی ہی بنا سکتا ہے تو قرآن کا کلام الہی ہونا بالیقین ثابت ہو گا اور یہی ہوتا ہے کہ جنات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عام تھی یعنی جیسا کہ آپ آدمیوں کی نبی تھی وہی جنوں کی نبی تھی اور یہی قرآن ہے قرآن کی مقابلہ میں عبارت کا مطلب کرنا منظور تھا تاکہ وہی عاجز ہو کر کلام الہی ہو چکا اور ان اقرار کریں اور اگر آسمان پر ان کا آنا جانا بند ہوتا تو وہی بعضی آیتیں فرشتوں کی زبان سے جاری کی طور پر سن کر مقابلہ میں موجود ہوتی اور عجز اور منکر ثابت ہوتا اور اس سبب کہ تدبیر الہی اس کو مقتضی ہوئی کہ زبان فیض الہی ان نبوت میں جو زمانہ قرآن نازل ہو چکا ہے وہ میں برس نکات امیہ کا زمانہ نکل موقوف کر دیا جاویں چنانچہ جبکہ سب کاہن آپ کے نبی ہو نیلے وقت ہی مصلیٰ دیکھا کہ جو کی پرتی اور کلام شکرہ یا کلمہ کہ آپ نے چاہا کہ اس کو بی خبر نہیں لاتی ہیں اور جنات ہی حیرت میں رہی کہ حق تعالیٰ کو کیا

اور اگر ہم کہیں کہ کلام الہی نہیں جانتی ہو تو ہم جیسے ایسا کلام نازل اور جنوں میں دلوہی سے مقابلہ میں کلام نہ آسکیگا تو ان کو کلام اللہ ہونا قرآن کا یقین ہو جائیگا اور اگر جنات آسمان پر جاتے ہنیکے تو ہر شے کا کہ بیت العزت کی فرشتوں کی زبان سے کسی آیت قرآن کو سن کر کسی کا ہن ہنچا دیں اور وہ کاہن ہنچے کر مقابلہ میں وہ آیت پر ہے تو جملہ جنوں کی ذہنوں میں شبہ پڑا دیگا کہ قرآن شریف کی برابر عبارت آدمی ہی بنا سکتا ہے تو قرآن کا کلام الہی ہونا بالیقین ثابت ہو گا اور یہی ہوتا ہے کہ جنات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عام تھی یعنی جیسا کہ آپ آدمیوں کی نبی تھی وہی جنوں کی نبی تھی اور یہی قرآن ہے قرآن کی مقابلہ میں عبارت کا مطلب کرنا منظور تھا تاکہ وہی عاجز ہو کر کلام الہی ہو چکا اور ان اقرار کریں اور اگر آسمان پر ان کا آنا جانا بند ہوتا تو وہی بعضی آیتیں فرشتوں کی زبان سے جاری کی طور پر سن کر مقابلہ میں موجود ہوتی اور عجز اور منکر ثابت ہوتا اور اس سبب کہ تدبیر الہی اس کو مقتضی ہوئی کہ زبان فیض الہی ان نبوت میں جو زمانہ قرآن نازل ہو چکا ہے وہ میں برس نکات امیہ کا زمانہ نکل موقوف کر دیا جاویں چنانچہ جبکہ سب کاہن آپ کے نبی ہو نیلے وقت ہی مصلیٰ دیکھا کہ جو کی پرتی اور کلام شکرہ یا کلمہ کہ آپ نے چاہا کہ اس کو بی خبر نہیں لاتی ہیں اور جنات ہی حیرت میں رہی کہ حق تعالیٰ کو کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر آپ نے منظور ہے جو ہم لوگ آسمان پر جاتے ہیں پاتے اور جائیگا ارادہ ہو کر تے ہیں تو آپ پرانی ہے جب اس قرآن مجید کو کتابت اور کو یقین ہوا کہ یہ سب مخالفت اور مخالفت اس کلام کے وہ طریقہ کرے گا مقابلاً کوئی نہ کرے اور اس سورۃ کے نازل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہوئے بعد مکہ معظمہ میں دس برس تک طرح طرح کا فرد کو پہنچا ہے اور بعد ازاں کی توحید کی طرف تیار کرتے ہیں ہر چہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بالکل ہماری بات کو نہیں سنتے اور ہماری نصیحت کو قبول نہیں کرتے آخر کو اویس ایسا نکامیوں ہو کر اپنے جا با کر اب انکو چڑھے اور بیگانوں اور غیر کو نصیحت کیلئے شامدہ راہ پر آویں اس ارادہ سے آپ عاف کی طرف تشریف لیکئے اور طائف میں تین سو دروازے ایک عید لیل اور دوسرا مسعود اور تیسرا حبیب لیکن یہ تینوں سردار کے ساتھ بدسلوکی اور برائی سے پیش آئے یہاں تک کہ انکو اپنے شہر سے نکال دیا ہر شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عکاظ کی طرف اسی نیت سے تشریف لیکئے کہ شامدہ راہ میں لوگ ہماری بات نہیں دیتے عکاظ ایک بازار کا نام ہے یہاں تک کہ پورے سال میں ایک بار میونسپل شوال سے دسویں فیقہ تک وہاں مجمع رہتا تھا اطراف و وجوہ کے لوگ خرید و فروخت کے لیے وہاں جمع ہوتے تھے سوا وسط جانبین ایدین راہ میں پہنچنے نخلہ میں مقام کیا تھا اور وہاں صبح کے ساتھ فجر کی نماز میں مشغول ہتے اور قرات پڑھتے پڑھتے آدھ وقت کو چون وسط طرف گئے اور وہاں نبوٹھینا کے فرقی سے تھے جو جنوب کے قبیلہ میں بہت عمدہ قبیلہ ہے اور شہر نصیبین کے تھے اسی تھے اور وسط طرف انکی ایک یہ دھبہ ہوئی تھی کہ جب آسمان پر چاٹیںے جن روگے گئے اور جب ارادہ اور جائیگا کرتی تو ان کے الگ سے اونپر چڑھتے تو جب جنوں نے انہیں مشورہ کیا کہ اسکا سبب کیا ہے جو کہ آسمان پر چڑھنے کے عافیت ہوئی اور ہر کوئی انکی خبر سے روکا ہر شخص ایسی صلاح ہدیائی کہ تمام دنیا میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ہر خبر کو اور دیکھو کہ کوئی نئی چیز زمین پر ظاہر ہوئی ہے جسکے سبب ہم لوگوں نے اسی طرح کی مخالفت ہوئی ہے اس پر سے اگر کچھ معلوم ہو جاوے اور اسکا جسے تدارک ہو سکے تو اس کے لغز کرے گا کچھ علاج کریں سو سچیز کی تلاش میں یہ نوعی اہم تھا کہ کدیف انکے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نان دینے رحمان سے قرآن شریف سنا اور اسکی تاثیر انکے دل پر پڑی اور اس کے سنے تھے بنی ان کو یقین ہوا کہ یہ کلام اللہ کی طرف سے آتا ہے اور ہر کسی کی مبالغہ کیسے ہمار کوئی ہم میں سے اسکو چوری کرے گا نہ کسی دوسرے کو پہنچا دی ہر چہ تمام قلوبہ انکی زبان ہلکے سے منہ سے اپنی قوم کی طرف گئے اور انکو اس خبر سے آگاہ کیا اور اس جماعت میں جو خلق قرآن سنا تھا دوسرے تھے ایک کا نام زید تھا اور دوسرے کا نام عمر تھا ان دونوں تشریح کی کہ انہیں تفہیم سے نہ کر رہے بلکہ اس کے سمجھائیے تو دوسرا جنوئے نصیبین اور منہ کہنے اور تلخے لنگر اور تابعدار ہو کر لیکر قرآن کو سنے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال اور کیے جو جسے شرف ہو گیا ارادہ کیا کہ ہر چہ تین دنوں کے بعد جاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے کہ جسے جاننا چاہتے تھے قرآن شریف کے کو تو جس میں کمال ہے

جوق تک ہم ہوا حاضر ہو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا کہ میں اس وقت شعبا لچون کی فلاح اور میدان میں ہوجون اس واسطے کہ دیکھو اگر ملاقات ہوگی تو شہر کی لوگوں کو دشت لگی کی اور شعبا لچون ایک پہاڑ کی درجیا نام پہاڑ میدان ہی مکہ معظمہ کے قریب پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کی فراغت کر کے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیکر اوسط طرف کو تشریف لے گئے جو کچھ اجماعت دیکھا اور سب کو شتاق پایا عبد اللہ بن مسعود کو دیکھ کر باہر چوڑا دیکھ کر خط اپنے ستار کی اس دکانی کر کے کھینچا اور فرمایا کہ جب تک ہم نادین اس خط کی باہر قدم نہ لگانا کہ سب آدمی جو جنوں سے اذیت پہنچی اور اپنے دامن شریف فرما ہو کر اپنے دیدار سے ادن سب کو شرف کیا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دوسرے کچھ بتاتا ہوں میں نے بعضی گدہ کی شکل کی تھی اور بعضی جسکے شکل اور طور پر اور یہ ایک فرقہ ہی بلعرب سے متصل رہتا ہے اس کے سر اور ننگے پاؤں سے تین اور سفید کپڑے ستر ڈالے گئے ہیں اور رنگ آدمی بدن کا سیاہ ہوتا ہے اور ان کی سارہ ڈالڑی کی بال دوسرے ہوتی ہیں سرخی مائل اور بعض ان کے کچھ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک ہجوم کو اور کچھ محبت بابر تک سے شرف ہوئی صبح تک آپ آدمی تعلیم و تفتیش میں مشغول رہی ہر آدمیوں نے عرض کیا کہ تمہارے طور پر کچھ حکومت و فاضلیں آپ ہی فرمایا کہ میرا اس وقت تک دیتا ہوں جو قیامت تک تمہاری قوم کو کھانا لے لیں اور طباطبائی کا نام آدمی اور وہ یہ ہے کہ یہاں کہیں بدی خالی یا اوٹ یا کچھ نیکی نہ ملے گی یا کاجا میں ہمیشہ کا گور بڑا سو ابا کو اور کچھ اپنے صرف میں لاؤ جن فعال جلسہ تیسری دعا سے تمکو الیہ اذرق الیسی اذت عنایت فرمادیا جو تمہاری اگلی کہانی سننے کے لئے ہوگی اور نصیحتیں کہیں آباہی کہ کوہ کو سبے اپنے آؤ گے عنایت فرمایا ہر جنوں نے عرض کیا کہ باری اللہ ان چیزوں کو آدمی کندہ اور ڈالنے میں اور نجاست سے خراب کر دیتی ہیں آپ ہی فرمایا کہ ہم آؤ گے کو شرف کو دینگی چنانچہ حضرت کی بدی اور خشک گور اور زمینگی سے ہتھیار ناسخ ہوا اور فو دلوین جنات کی اسپین ایک خون ہو گیا تھا اور کچھ فیصلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا آجی جو حق بات تھی سو کہی یہ وہ سب راضی ہوئی اور نصیحتیں بھی رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور آپ مکان کو تشریف فرما ہوئی اور دوسری مرتبہ بہت سی جن پر ابھار چڑھ کر ہوئی اور وہ جزیرہ دن کی باشدہ تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک جن کو خبر کر گئے لیے یہاں پر کو آپ تہنا تشریف لے گئے تھی اور تمام شب آدمی تعلیم و تفتیش میں رہی چنانچہ صبح کو بقوت صحابہ کو آدمی کی اور گھڑیاں اور اچھرنے جو وہ چور گئی تھی اپنے تئیں انہیں اور یہ صحیح مسلم میں مذکور ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ جنوں کا اپنی خدمت میں حاضر ہونا اور دین کی باتوں کا تحقیق کرنا مٹی نہایت ہی عبد اللہ بن مسعود کو فخر و غرور و غرور کی قوم کو جب پہنچی تو ڈھکے تھے اور پہنچ کر کہیں کاجا ہی لوگوں کو تعجب ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ جن ہیں یہی یہ تو آدمی ہی تب عبد اللہ بن مسعود کہتے تھے کہ میں جوق سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں جنوں کو اس شکل و صورت کا دیکھا ہے اس وقت سے جبکہ مجھ کو نظر پڑی میں مجھ کو وہیں پہنچا مکان ہوتا ہے کہ شاید یہ یہی جن ہوں اور یہ حدیث صحیح میں آباہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوہ کے کو جب جنوں پر بڑا ہوتا تو جنوں نے اس کوہ کو نہایت مذہب ہو کر سنا تھا اور جب آپ یہ آیت پڑھتے تھے

فَمَا يَكِيَّ الدَّيْسَ بَلَّكَ لَكَدَ بَلَّكَ ۝ اوکی جو بہن وہ بے کار کہتے تھے کہ کاشی عجمی

९

دین و
عقلمندان
که در دنیا
و آخرت

اور جو چیز فکری پہنچی میں کام آوے اور ہر جہت میں سب اوصاف اہل میں اور یہ حق تعالیٰ کا کلام جو ہماری
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس طرح کا ذکر اور صفات انہی سے پر ہے کہ عظام ہر ایک آدمی کی ہر
 کتابی اور ہر اور عقل کے نزدیک اوسین کسی طور کی پوشیدگی باطنی نہیں جاتی اور کوئی ایسا اس کلام پر
 بلکہ کوئی سلف طویلہ اور سکا و اگر کسی غالی نہیں ہی کسی دھڑے اس کلام کا نام قرآن رکھا ہی سلیخ اور کار
 اور اسی حکم میں ہی لیکن جنوں کی جب یہ کلام سنا اور دیکھا کہ یہ کلام نہ کہ اور وہی تو اسی ساتھ ہی ایک بات
 اور ہی اور جنوں کی بھی اور عجیب یعنی ایک ذکر ہی لیکن نہایت عجیب غریب نہایت کوئی نہایت ہی باریک اور جو
 ذکر ہو تو کسی بہت مضامین عمدہ اور عبارت فصیح رکھتا ہے ہر اور اسی وعظ و نصیحت کی کوئی کوئی دیکھی اور غیر
 کی بھی تو ایسی عجیب و مناسب ہیں اور اگر اسی عمدہ مضامین میں خوب غور و مال کی بھی تو عجیب لغو و برباد
 مضامین کو جو بیان فرمائی کہ ہر کسی مخلوق کا کلام اس سلوب کا یا یا نہیں جاتا اسی کہ یہ کلام نہایت
 نہایت شریف ہے لیکن اور جو ہر ایک تشبیہ اور استعارہ کی عایت پس خرابی کی میں کی ہی کہ انتہا درجہ کی
 فصاحت اور بلاغت کی تہ کو پہنچا ہے اور ان سب علاوہ یہ ہے کہ یہ فہم آئی الی اللہ علاوہ دیکھا ہے
 صواب و ہستی کی اور روح میں شری تاثیر کرتا ہے اور اپنے معنوں کو روح میں منتقل کر دیتا ہے اور ہر
 کو اس طرح روشن کر دیتا ہے کہ اسی تاثیر تمام تو تو کو غنیہ ہوں یا شہوہ سے سب کو گہری ہستی ہی پس یہ کلام
 اور در اور کار کا ہی حکم رکھتا ہے اور معلم اور استاد اور پرور و مرشد کا ہی اور وجود اسکی اس قسم کا یہ کلام نہایت
 ہے کہ فکر و تخیلات سے اعلا و تر کہی یا عقلی قیاسوں سے نظر ہوا وہی اور خیالی یا مقدس و شری مرکب ہو بلکہ نہایت
 عمدہ و عجائبات و غرائب کو شامل ہی قائم ہے پس ایمان لائی ہم اس کلام پر اور جان لیا ہے کہ اس
 قسم کا کلام نہ تو کا کلام حق تعالیٰ کی طرف سے اور اگر اور جو دایسی تاثیر و خوبی اس کلام کی سمجھتی ہی بعد ہی اس کلام
 کو کلام اتنی نہ جانیں ہم بلکہ اس کلام کو حق تعالیٰ کی غیر کی طرف سے جانیں کہ اور ہی اس قسم کا کلام نہ تو نازل
 کر سکتا ہے تو شرک کو جنی ثابت کیا و کن تشریف لے لیتا اور ہر کہ ہم شریک نہ کہ اپنے پروردگار کے
 ساتھ نہ کیوں اور یہ ہی خوف فی ذکر کیا کہ پروردگار مطلق وہ ہی کہ عظمت اور بزرگی انتہا درجہ کی اور
 باری جادی اور کوئی اور کسی برابر ہی نہ کسی **وَ اِنَّهُ لَکَآلِیْلٌ عَزِیْزٌ وَ اِنَّهُ لَکَآلِیْلٌ**
حَسْبُ مَن یَّتَذَنُّ صَاحِبَہٗ وَ کَآلِیْلٌ ۱۰ اور بیان کیا اور جنوں نے
 کہ عفو ہے بزرگی پروردگار ہماری نہیں کہ ہے اونی ہوی اور نہ فرزند **فَتَعٰلٰی** اور یہ کہ وہ
 بہت شان جباری رب کی نہیں کہی اونی جو نہ مینا **مَقٰی تَفْسِیْرٌ وَ اِنَّهُ لَکَآلِیْلٌ**
 اور یہ حال ہی کہ بہت ہی بلند ہی بزرگی جباری پروردگار کے اس کی کوئی اور سکا شریک ہو سکے
 اور یہی وجہ ہی جو **وَ اِنَّهُ لَکَآلِیْلٌ** ہماری پروردگار نے عزت کو اور نہ لایک و سب کی عورت اکثر غافل
 کامین مرد کی شریک ہوتی ہی اور اگر کا باپ کی مال و ملک میں شریک ہوتا ہی اور اس کا باپ ہی اس کی
 کہ کوئی بزرگ اس کا شریک ہو جائے یا سیکو وہ خود ہی رضاس اپنا شریک کر لی سلی کہ دونوں قسم کی
 شرکوں میں نہایت اوسکی عظمت کا نقصان ہی اور یہ ہی ہوا کہ قرآن ہی کی پہلی جہاد فکری و معنوی ہے

فہم آئی الی اللہ
 عزت و شرف
 و بزرگی
 و عظمت
 و شرف
 و بزرگی
 و عظمت

صاف و شریف و بزرگ و عظیم و شرف و بزرگی و عظمت و شرف و بزرگی و عظمت

پہنچ چو لا اٹھان کو یعنی ہمدرد آسمان کی متصل پہنچ کر گویا دوسکو ماہر سی چو لیا اور جب ہم اون راہوں کی
 جدہ پر ہی ہم ہمیشہ آسمان پر جا رہا کرتی تھی مخالفت ہوئی تو پہنچ چا یا کہ کوئی اور راہ دھونڈ کر نکال لی اور اس
 راہ سے آسمان کی اوپر جا کر حقیقت حال کی معلوم کجی کہ ہماری مخالفت کا تشدد و ہمدرد کیوں ہی جیسے پایا
 اوس آسمان کو بہر احوال اور اس آسمان کو خالی نیا یا گھبراہٹوں اور چونکیدار وحشی جہیت سخت اور زور آویں
 اور وہ وحشی ہمیں کہ ہکوسہ گز اوڑھی مقابلہ کی طاقت نہیں ہی اور سوای اسکی ہر ایک راہوین آسمان کی
 ایک اور آفت ہی الگ الگ تھامی دیکھتی دھڑتی ہوئی کہ وہ گنجان اور چونکیدار ہکوا و انسی مار تی مین اور طانی
 چنانچہ سمع نے زہری رہنسی پوچھا تھا کہ قرآن شریف کی اور تنزیلی پہلی ایام جاہلیت مین ہی اسی طور
 پر الگ تھامی معلوم ہوئی تھی اوہنوں فی کہا کہ ہاں ہی لیکن اس کثرت سے ہی تھی جیسی بعثت اور قرآن
 مجید کی نازل ہونکی وقت سے شروع ہوئی مین اور پہلے کسے اور غرض کن ہی تھی اور اب شیعہ طائفوں
 اور جنوں کی مار نیسے ہی اور نہ کانیکے لیے مقرر ہوئی مین اور احتمال اس بات کا کہ یہ آسمان کی زیادتی
 گویا فی خدا کی اور چیز کی یہی ہمیں کلام کی محافطت کیوہی پہلی ہوا اگر بالفرض بعض کلام کی محافطت
 کی دھلی ہو لیکن شائد فرشتوں کی کلام کی محافطت کی دھلی ہو جو اپنی جمع اور مجلسوں میں کئی کئی
 تدبیر کیواسے اسپین کچھ مابین کیا کرتی ہیں نہ اس کلام الہی کی محافطت کی یہی سواس شبہ کی باطل ہو
 یہی اور اصل مطلب کو لینے یہ مخالفت کلام الہی کی یہی ہوئی نہیں ہو سکتا ثابت کر نیکی پہلی جنوں فی
 یہ ہی ہو کر کیا و اماکن الخ **عَزِيزِي** قَدْ كُنَّا لَكُمْ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ
 لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ
 کی کلام کی یہی پس جو کوئی کان لگا دی اب باوی پسنے لیے ستارہ مہیا کیا ہوا ہے
 اور یہ کہ ہم پہنچتی ہی آسمان کی ٹہکا نوین سنی کو بہر جو کوئی اب سنی باوی اپنی دھلی ایک انکار لگا رہا ہے
مَوْفِقِينَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ لَقِطًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ
 مجمع اور مجلسوں کی قریب ہتین اون فرشتوں کی کلام سے کی یہی اور انکی کلام کی محافطت اور مخالفت
 پہنچ لسنی نہیں ہوئی اور کوئی چیز ہم آسمان سے چرا کر لاتی نہیں جیسی اس قدر محافطت ہوئی ہو کہ
 ہر طرف سے ہمارا گزند کر دیا گیا اور ملائکہ کے کلام کی محافطت کی یہی ہمدرد شدت مخالفت کی خلیفہ
 نہیں آتی ہی لیکن کہ ملائکہ کا کلام اب یہی ہم آسمان کی پہنچ سے سن آتی ہیں لیکن آسمان پر ہکوا جانے
 بیٹن ہی ہی کیستہم الذین یخبرہم جو کوئی اس وقت مین کان لگاتا ہی سنی کی یہی یعنی جیسی قرآن شریف
 کا تنزیل شروع ہوا ہی سوا کہ چھ مین گاہیک نہ پہنچ ملائکہ دور ہی ہی کان لگا دی اور سننے کا
 ارادہ کری تو اس وقت پانا ہی اپنی ہی آگ کی انگار کیوہا گات مین لگا ہوا معلوم ہوا کہ قدر تعبد
 اور تشدد ہماری مخالفت کا نہیں مگر اس کلام الہی کی محافطت کی یہی تاکہ ہماری ملائکہ نہ باغویہ جاری ہو
 اور نہ گاہیک نہ پہنچ کر کیسے ہی اور کسا سارضہ اور مقابلہ کسی سنی ہو سکی غرض یہ ہی کہ نہایت عظمت
 اور بزرگی اس کلام کی ثابت ہوئی ہی جو اور کلام مین عظمت و بزرگی ہو نہیں سکتی اور یہ ہی ثابت ہوا کہ کلام

قولہ اور

صوت نہ بنایا

پیشہ از کلام

پیشہ از کلام

دراصل

دراصل

دراصل

دراصل

دراصل

دراصل

دراصل

پاکستان ہی اور شاہی اور اسان ملائکہ کی تہی کی جگہ یہی دکان جہوٹ اور خیر اور بندگی کی جگہ یہی کئی ہائیں
 نہیں کہتی اور جو حکم اس کلام پاک میں ارشاد ہوا ہے وہ بلاشبہ حق ہی اور حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف ہی
 وہ حکم ہوا ہے اور یہ معاملہ جو آدمیوں اور جنوں میں جاری ہوا تھا یعنی جن آسمان پر جا کر زمین کا سونے
 تدبیر فرشتوں کی زبانیں سن آتی تھی اور اسی کی موافق آدمیوں کی مطلب کی موافق بیان کر کے گویا انکی
 حاجت روائی میں مددگار ہوتی تھی اور آدمی بھی انکی پراغما کر کے ہونیوالی چیزوں کا حال دریافت
 کرتے تھے اور اپنے بھائی اور برائی اس سبب سے معلوم کر کے اپنے بہتری کی تدبیر کر لیتی تھی اور انکو
 اوسکو ہی مٹی سے بنائی گئی چیز جانتی تھی اور اس سبب جنوں کی تقسیم اور توفیق جس زیادہ کی تھی اسی
 کو اپنے حاجت روائی کا وسیلہ انہیں خود کو سمجھتے تھے گویا دربار الہی میں جنات آدمی طرف سے دلیل تھی
 اور جاسوس اور جاسوس ہی تھی اور اس معاملہ کی جاری ہونی سبب دونوں فرقہ کو بے بسے فاشی تو
 سواس معاملہ کی دسم بہم جو جانیکی بیان میں حیرت کی طویر جنوں کی یہ یہی ذکر کیا **وَإِنَّا لَنَذِّنُ عَلَىٰ**
عِزْرِي **وَإِنَّا لَنَذِّنُ عَلَىٰ آثَرِيكَ** **إِنِّي فِي الدَّارِ أَهْرَ أَكْرَ كَذِبًا** **وَمِنْ دَارِهِمْ رَشْدًا**
 اور یہ کہ بہنیں جانتی ہیں ہم کہ آیا کچھ بلا وہ کی گئی ہے آدمی حق میں کدین میں میں یاد وہ کی ہے آدمی
 حق میں آدمی پروردگار کی سہلائی ہے **فَنَحْنُ** **هَؤُلَاءِ** **وَمِنْ دَارِهِمْ رَشْدًا** **وَمِنْ دَارِهِمْ رَشْدًا** **وَمِنْ دَارِهِمْ رَشْدًا**
 والوں پر جا جا آدمی حق میں آدمی رب فی راہ بر لانا **مَوْءَدٍ** **لِنَفْسِي** **وَإِنَّا لَنَذِّنُ عَلَىٰ** **وَمِنْ دَارِهِمْ رَشْدًا**
 میں کہ آیا برائی کا ارادہ کیا ہے نہیں پرستے والوں کی ساتھ جو یہ معاملہ یعنی عیب کی مابین دریافت کر کے
 اور دیکھنا موقوف کر دیا اور اسان بر جانیکی زمین بالکل بند کر دی گئیں کہ اپنے نصیحتوں اور فتنوں کا
 کسیکو معلوم نہ ہو بہنیں بلا دین گرفتار زمین اوسکی حاجتیں بند ہو جائیں کسیکی فیاد رسی مکر سکین
 یاد ارادہ کیا ہے ان لوگوں کی ساتھ آدمی پروردگار کی بہتری اور ہدایت کا اپنی یہ جاہی کہ جنوں کو
 وکالت موقوف ہو جائے اسلئے کہ جنوں کی رشوت یعنی کی اپنی عادت دالی ہی بلکہ جذباتی کا غلبہ میں
 شرکت کا دعویٰ کرتی ہیں اور اسکا کئے طرح طحلی برائیاں اپنی صادر ہوتی ہیں سواس کام ہی انکا
 مغفل و موقوف ہونا بہتر ہے اور اس کلام کی سر انجام کی واسطے فرشتے اور اولیاء اعداء و شہداء کی
 پاکیزہ رو میں مقرر کیا جا ہی کہ وہ حق تعالیٰ کی حکم ہی اس وکالت کی کام کو سر انجام کو پہنچا دیں
 اور آدمیوں کی ترقی کی زمین اور سورعیہ سیکہتی کی طریق کو صفا کر دیں اگر آدمی خود اس در کا کہ
 روشناس ہو جائیں اور اپنے عرض آپ کر لیا کریں اور ان دعا باز اور جسد کیل و کلمی خوف ہی خلا می
 پا دیں اور حقیقت میں ہی یہ بات ہی کہ جنات وکالت کی لیاقت نہیں رکھتی بلکہ قابل موقوف کردنی کو
 ہیں جو جن ہی ہر انصاف کی راہ میں اور یہ ذکر کیا **وَإِنَّا لَنَذِّنُ عَلَىٰ آثَرِيكَ** **وَإِنَّا لَنَذِّنُ عَلَىٰ آثَرِيكَ**
وَإِنَّا لَنَذِّنُ عَلَىٰ آثَرِيكَ **وَإِنَّا لَنَذِّنُ عَلَىٰ آثَرِيكَ** **وَإِنَّا لَنَذِّنُ عَلَىٰ آثَرِيكَ**
 ایک جماعت نیک ہیں اور ایک جماعت ہم میں ہی سوا ہی کسی ہیں ہم فرنی مختلف ہے **فَنَحْنُ**
 اور یہ کہ کوئی ہم میں نیک ہی اور کوئی اس کے سوا ہم ہی کسی راہ پر پہنچ ہی ہے **مَوْءَدٍ** **لِنَفْسِي**

اور یہ کہ ہم میں بعضی شکیخت تھے جو اس خدمت کی لیاقت نہ تھے اور اس وکالت و سفارت کا عہدہ
 اولیٰ بنی ہوئی سرانجام ہوتا اور اس خدمت کی لیاقت اور ذمہ برداری کی واسطیٰ تین مشطون لازم
 ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ عالم غیب کی خبروں اور حکموں کو کہہ دیا جتنی وہی ہی بدوین بتا دیتی اور کسی کی
 اور بغیر تفریق تبدیل کی آویس کو پہنچا دینا اور اپنی طرف سے کچھ بھی اور سمین علاناکا اس مقدمہ میں جو
 دخل ہو اور اس سبب سے آویس کوئی نزدیک بعضی حکم اور بعضی چیزیں اور دہا کی بی عہت ہمار
 نہ ہو جائیں اور یہ جانی کہ جس طرح ہماری تدبیر اور خبر و یمن جابجا اور تغیر و تبدل ہوتا ہے اس طرح
 عالم غیب کی تدبیر اور خبر و یمن بھی ہوا کرتا ہے اور اس سبب سے بدعت ہادی اور حیات میں کتنا
 ہو جائیں اور دوسرے شرط یہ ہے کہ اگر اپنے عرض معروض کسی کیسے کارروائی اور حاجت برآری
 ہو جاوے کسی تدبیر کیسے کوئی مصیبت یا بلا دفع ہو جاوے تو تکبر اور عز و زکریٰ ملین اور اپنی تسلی حکم
 کا شربک نہ ہیرا وین اور آویس کو پہنچے بلے اور بزرگی نہ جتاوین اور عبادت کی کام آویس کو پہنچے
 واسطے نہ جائیں اور اس مصعبان کو ہر وقت پیش نظر رکھیں کہ ہم شب ایک خاوند کی بندگی میں
 بعضوں سے بعضوں کی کارروائی ہوتی ہے لیکن جو کچھ ہوتا ہے سب اوسے خاوند کی غایت ہی
 فخر و تکبر سمین کرنا چاہیے اور تہیکے شرط یہ ہے کہ اس وکالت کی عوصین رشوت لینا نہ شروع
 کری اور اپنے واسطے نذرین اور بدلی اور قربانیاں نہ مقرر کریں اور اگر ان اس قسم کی نذرین
 اور بدلی اور قربانیاں نہ ہوئی دینی میں انکار کریں یا کسی بہائشی مال دیون تو اون کی جہی نہ ہرین اور
 اونکو اذیت نہ پہنچاویں اور اونکو نہ ستاویں وان شرط کی جمعیت ہم لوگوں میں بہت کام بائی
 جاتی ہے لیکن بعضے لوگ ہم میں سے اس خدمت کی لیاقت نہ تھے ہین وصیتا دوت ذلک و ہم
 بہت لوگ ایسے ہین کہ بہت پست بہت ہین اس مرتبہ ہی اور اس خدمت کی لیاقت نہ ہرگز نہیں
 کہتے چنانچہ بعضی ایسی ہین کہ آویس کی خوشنودی کی لپی یا اون کی دعا دینی کی لپی غیب کی
 خبر و یمن اپنے طرف سے چوٹ ملائی ہین اور تھوڑا ہی چوٹ نہیں بلکہ ایک بات بھی میں سو
 چوٹ اسنی طرف سے ملاتے ہین چنانچہ یہہ مضمون حدیث شریف میں آیا ہے اور بعضی ایسی ہین
 کہ کام کر دیتی اور حاجت نکالنی کی بعد تکبر اور عز و زکریٰ ملتی ہین اپنے خوش آمد اور تعریف چاہتے
 ہین بلکہ عبادت کی لوازمات اون لوگوں سے اپنے واسطے طلب کرتی ہین اور یوں کہتے ہین
 کہ اپنا نام ایسا رکھو کہ ہماری طرف نسبت پائی جاوے جیسے یوانی دہس اور شیو داس اور اگر
 اور اندر تجس اور اپنے ہر کام میں ہمیں سی مدد ملے کہ وہ سیکے طرف اتنا کیا کہ وہ اوزد کی لوگ
 پیغام جو بدوین ہماری واسطیٰ کے تھو پہنچا ہی اور حکومت مافوقین تو ہم تمہاری وکالت ہین
 کر نیکی پر تم محتاج رسوگی سے تمہاری حاجت روائی نہ ہو سکیگی اور بعضی انہیں سے بہت ہی
 طامع اور لالچی ہین بدوین رشوت لپی کام میں ماتہ نہیں ڈالتی اور ہر کام اور ہر چیز کو چاہیے لپی
 مقرر کرالیتی ہین جیسے ہیرا کبریٰ مرغ و مرغی کو ہر لفظ بکوان بان پھول ناچ کا ناہنی تعریف اور سکا

بہت سی چیزیں جو شرط لیتی ہیں اور اس شرط کی پورا کرنا کچھ قصور کرتی ہیں تو اپنی ذمہ و خیال کی قوت سے جو انہیں بہت کم ہوتی ہیں اور ان کو یاد دیتی ہیں اور طاقی مالی نقصان اور کمزوری ہوتی ہیں اس سبب سے ہر ایک کی مرغوبات و دوستی سے جدا ہوتی ہے اور ہر ایک کی فریادیں دوسری فریادیں کی موافق ہوتی ہیں اور ہر ایک کا مطلب ہی انہیں تقسیم کر دیا ہے چنانچہ جیسا کہ مرض کی دفع کی گئی ایک علیحدہ مقرر کر دیا ہے اور خون کی فساد کی بیماری دفع کرنی اور صلاحیت پر لانیکی ایسی ایک اور مقرر ہوا ہے اور سطح خبر و کمی پہنچانہیں ہی ہر ایک کو اور شہر اور بیابان کو تقسیم کر کے ایک ایک ملک کا حاکم بن دیا ہے سو اس سبب سے گناہ طاعتی قتل دہائی ہم مختلف طریقوں پر اور طریقوں پر اور بکے اتفاق اور علم اور حسد اور ضدائی کا خاتمہ شریعت کی دعویٰ کی سبب سے اس خدمت کی لیاقت ہم لوگوں میں بالکل نہیں رہی یہ حق تعالیٰ کی عین حکمت ہی جو ہم لوگوں کو اس خدمت سے معزول کیا اور یہاں پر چڑچڑاہی سے مخالفت فرمائی اور انہیں بنی آدم میں سے بعض کو مکہ یہ خدمت ملتی اور انکی پہلے سے عرض معروض کر رہی تھیں وہ انکی لہی دعا کر رہی اور حکام انہی پہنچا دین یعنی انہیں علیہم السلام کو اس خدمت سے مقرر کیا کہ وہ انکو دین و دنیا کی قطع کی باتیں پہنچا دین خاصۃً بعد بغیر شوق و تدارک یعنی کی اور بری باتوں سے ڈرا دین اور اچھی چیزوں کی رغبت دلا دین اور اپنے تئیں محض دنیائی کہیں نہ جنوں کی طرح شریک کہیں اور وہ وکیل و وسط ایسی ہوئی کہ جن کو بھی دین اور حکام و قواعد شرع پر طمع کروانا وہ یہی راہ حق بر آوین اور خرابی سے نجات پاوین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ جیسا مذہبوں کا اختلاف آدمیوں میں پایا جاتا ہے ایسا ہی اختلاف جنوں میں پایا جاتا ہے چنانچہ بعضی اور عین قدرہ میں اور بعضی مرجعہ اور بعضی رخصی اور بعضی خارجی اور بعضی ہندو اور بعضی یحوی اور بعضی یہودی اور بعضی نصرانی اور سوائی انکی سو ہر مذہب والی جن اپنے مذہب والی آدمیوں کو موافق اپنے مذہب کی خبر پہنچا یا کرتی ہیں کہیں خواہیں کچھ دکھا دیا یا کہیں ہوشیار کہیں اونکی دلیلیں و دلائل آدمی یہہ جانتی ہیں کہ غیب سے اس مذہب کے تأیید و تصدیق ہوئی پس ایسی اور گمراہ ہوتی جاتی ہیں اور اگر کسی کو یہہ شبہ گذری کہ جن کو کو جو خدمت سے موقوف کیا تو فائدہ اب ہی تو لوگ اونکی طرف رجوع کر سکتی ہیں جواب اسکا یہہ کہ ہم لوگوں کی نادانی ہی جو معزول کو منصوب سمجھ کر اونکی طرف رجوع کر سکتی ہیں اور انکی مکر و فریب میں بہشتی میں غرض اس خدمت کی موقوفی سے یہہ ہی کہ بنی آدم اونکی طرف رجوع نہ کریں اور مدد چاہیں اپنے حاکم سے لوگ انکے پسندین گئے ہیں لیکن جن جنوں فی کلام انکی ناپاکی وہ خوب مضبوط ہو گئی اور سنتے ہے فرمانبردار ہو گئی اور اس فرمانبرداری کی وجہ میں بیا کیا **وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نَّجْعَزَ اللَّهُ أَلْفَ عَشْرَ نِسَاءَ** اور یہہ کہ کہنی جانا ہی کہ ہرگز ہم عاجز نہ کر سکتے خدا کو **وَكُنَّا لَنَجْعَزُكَ هَرَسًا** اور عاجز نہ کر سکتے اس کو ہر گز **فَنَجَّاهُ** اور یہہ کہ ہماری خیال میں آیا کہ ہم عاجز نہ کر سکتے

بنی آدم میں سے بعض کو مکہ یہ خدمت ملتی

تو انکی پہلے سے عرض معروض کر رہی تھیں

وہ انکی لہی دعا کر رہی اور حکام انہی پہنچا دین

یعنی انہیں علیہم السلام کو اس خدمت سے مقرر کیا

کہ وہ انکو دین و دنیا کی قطع کی باتیں پہنچا دین

خاصۃً بعد بغیر شوق و تدارک

یعنی کی اور بری باتوں سے ڈرا دین اور اچھی چیزوں کی

رغبت دلا دین اور اپنے تئیں محض دنیائی کہیں نہ جنوں کی

طرح شریک کہیں اور وہ وکیل و وسط ایسی ہوئی کہ جن کو بھی

دین اور حکام و قواعد شرع پر طمع کروانا وہ یہی راہ حق

بر آوین اور خرابی سے نجات پاوین حضرت حسن بصری رضی اللہ

عنہ کہتی ہیں کہ جیسا مذہبوں کا اختلاف آدمیوں میں پایا جاتا ہے

تعجب ہوا اور دہانسی اوپر نہ کر چکی تھی پھر بعد چند روز کی محضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی گئی اور
 شیطیع ابو نعیم بن تیم دارسی روایت کی ہی کہ تم کہتی تھی کہ جب محضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہو
 اوس وقت میں شام میں تھا پھر کسی کام کی بی سفر کیا میں نے جب رات ہوئی تب عروسی کی
 قدیم دستور کے بموجب غوی غوی اوس جنگل میں بگاڑ کر بنی کھا کہ اِنَّا فِیْ حِجَابٍ عَظِیْمٍ
 هٰذَا الْاَوَّلُ اَدْرَاکَ اوس وقت ایک آواز آئی اور کوئی شخص ظاہر میں معلوم نہ ہوا تھا
 اور اوس آواز کا مضمون یہ کہ عَلَیْہِ سَلَامٌ فَاللّٰہُ کَالْحَیْرِ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا ھا میں کہا کہ کون
 ہے تو اور کیا کہتا ہے تب اوس پر کہا کَلْ خَوْرٌ رَّسُوْلٌ اَلْاُمِّیَّانَ وَصَلَّیْنَا خَلْقًا مَّہْدِیًّا لِّحَیْوَیْہِمْ
 وَالتَّبَعَاتُ ۚ وَذَهَبَ کَیْذُ الْاَلْحٰی وَذَرِیَّتٌ فَاَنْطَلَقَ اِلَیْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلٍ سَرَبَ الْعَلَمِیْنَ ۝ ۸
 تم کہتی تھیں کہ جب صبح ہوئی تو میں دہانسی چلا اور ایک شہر میں پہنچا وہاں ایک رہبر کے پاس
 بیان کیا میں اوسنی کہا کہ جنوں نے تجھی سچ کہا ایک پیغمبر مکہ سے ظاہر ہوا اور دوسرے
 حرم کی طرف ہجرت کی اور اوسکا مرتبہ سب پیغمبروں سے زیادہ ہی تو جلدی اوسکی خدمت میں
 پہنچا اور شیطیع ابو نعیم نے غلیہ نمیری ہی روایت کی ہی کہ غلیہ کہتی ہیں کہ ایک بت کی پس
 بیٹا تھا میں نے ایک اوس بت میں سے آواز آئی کہ کہتا ہی ذَکَبَ السَّمَرَاتُ الْوَسْجُ وَرُمِیَ الْاَلْحٰی
 لِنَبِیِّہِمْ اَللّٰہُ اَحَدٌ وَمُحَاجِرَةٌ اِلَیْ یُزَکُّ بِاُمُوْرٍ اِلَیْہِمْ وَالتَّبَاعَاتُ وَالتَّبَاعَاتُ حَرَفٌ
 اور شیطیع ابو نعیم اور ابن جریر اور طبرانی اور خوالی اور محدث کئی سہا دون اور طریقوں
 عباس بن مرداس کسی روایت کرتی ہیں اور عباس عرب کی شاعر و عین سہی مشہور
 شخص ہیں وہ کہتی ہیں مَا لَا کہ میری سلام میں داخل ہو نیکی وجہ ابتداء میں پہنچے
 کہ اوس شخص کے باپ نے مرقی وقت مجھکو وصیت کی تھی کہ اس بت کی عبادت جسکا نام
 ضار ہے ہرگز نہ چھوڑنا اور جو کام مشکل پیش آوی تو اس کام میں اوسیکے طرف رجوع
 کرنا اوسطی کہ یہ بت مشکل کشائی میں بی نظیر ہے اور اپنی باپ کی وصیت کی موجب
 ہمیشہ اوس بت کی خدمت میں مشغول رہتا تھا میں اور ہر روز باوجود کار و بار راست کی
 اوسکی زیارت کو یکبار جاتا تھا میں ایک دن جنگل کی طرف شکار کی بی گیا تھا جب وہ پہر چو
 تو گرے کے شدت سے ایک درخت کی سایہ کی تلپی بیٹ گیا میں اور نوکر جا کر ہی جو میری ساتھی تھیں
 اوپر اوپر درختوں کی تلپی نہیں گئی یکا یک دیکھا میں کہ ایک شتر مرغ سعید رنگ کا اوپر سے
 شیعہ آیا اور اوپر ایک شخص سفید پوش موزائی شکل سوار میں اور میرے طرف خطاب کر کے
 فرماتے ہیں کہ اسی عباس بن مرداس کچھ تھیکو خبر ہی کہ آسمان کی نگاہانی کیلئے چوکیان
 مقرر ہوئیں اور اسی اور چاند میں پہل گیا اور زمین اور کلام والی گھوڑی جہاد کو
 تیار ہوئی ہیں اور یہ نیک طریقہ جو زمین پر لایا ہی وہ دوشنبہ کی دن مشکل کی راکتوں
 پیدا ہوا ہی اور اوسکی سواری کی ایک دوشنبہ ہی اور کلام قصواری عباس کہتی ہیں کہ یہ

اور شیطیع ابو نعیم بن تیم دارسی روایت کی ہی کہ تم کہتی تھیں کہ جب محضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہو
 اوس وقت میں شام میں تھا پھر کسی کام کی بی سفر کیا میں نے جب رات ہوئی تب عروسی کی
 قدیم دستور کے بموجب غوی غوی اوس جنگل میں بگاڑ کر بنی کھا کہ اِنَّا فِیْ حِجَابٍ عَظِیْمٍ
 هٰذَا الْاَوَّلُ اَدْرَاکَ اوس وقت ایک آواز آئی اور کوئی شخص ظاہر میں معلوم نہ ہوا تھا
 اور اوس آواز کا مضمون یہ کہ عَلَیْہِ سَلَامٌ فَاللّٰہُ کَالْحَیْرِ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا ھا میں کہا کہ کون
 ہے تو اور کیا کہتا ہے تب اوس پر کہا کَلْ خَوْرٌ رَّسُوْلٌ اَلْاُمِّیَّانَ وَصَلَّیْنَا خَلْقًا مَّہْدِیًّا لِّحَیْوَیْہِمْ
 وَالتَّبَعَاتُ ۚ وَذَهَبَ کَیْذُ الْاَلْحٰی وَذَرِیَّتٌ فَاَنْطَلَقَ اِلَیْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلٍ سَرَبَ الْعَلَمِیْنَ ۝ ۸
 تم کہتی تھیں کہ جب صبح ہوئی تو میں دہانسی چلا اور ایک شہر میں پہنچا وہاں ایک رہبر کے پاس
 بیان کیا میں اوسنی کہا کہ جنوں نے تجھی سچ کہا ایک پیغمبر مکہ سے ظاہر ہوا اور دوسرے
 حرم کی طرف ہجرت کی اور اوسکا مرتبہ سب پیغمبروں سے زیادہ ہی تو جلدی اوسکی خدمت میں
 پہنچا اور شیطیع ابو نعیم نے غلیہ نمیری ہی روایت کی ہی کہ غلیہ کہتی ہیں کہ ایک بت کی پس
 بیٹا تھا میں نے ایک اوس بت میں سے آواز آئی کہ کہتا ہی ذَکَبَ السَّمَرَاتُ الْوَسْجُ وَرُمِیَ الْاَلْحٰی
 لِنَبِیِّہِمْ اَللّٰہُ اَحَدٌ وَمُحَاجِرَةٌ اِلَیْ یُزَکُّ بِاُمُوْرٍ اِلَیْہِمْ وَالتَّبَاعَاتُ وَالتَّبَاعَاتُ حَرَفٌ
 اور شیطیع ابو نعیم اور ابن جریر اور طبرانی اور خوالی اور محدث کئی سہا دون اور طریقوں
 عباس بن مرداس کسی روایت کرتی ہیں اور عباس عرب کی شاعر و عین سہی مشہور
 شخص ہیں وہ کہتی ہیں مَا لَا کہ میری سلام میں داخل ہو نیکی وجہ ابتداء میں پہنچے
 کہ اوس شخص کے باپ نے مرقی وقت مجھکو وصیت کی تھی کہ اس بت کی عبادت جسکا نام
 ضار ہے ہرگز نہ چھوڑنا اور جو کام مشکل پیش آوی تو اس کام میں اوسیکے طرف رجوع
 کرنا اوسطی کہ یہ بت مشکل کشائی میں بی نظیر ہے اور اپنی باپ کی وصیت کی موجب
 ہمیشہ اوس بت کی خدمت میں مشغول رہتا تھا میں اور ہر روز باوجود کار و بار راست کی
 اوسکی زیارت کو یکبار جاتا تھا میں ایک دن جنگل کی طرف شکار کی بی گیا تھا جب وہ پہر چو
 تو گرے کے شدت سے ایک درخت کی سایہ کی تلپی بیٹ گیا میں اور نوکر جا کر ہی جو میری ساتھی تھیں
 اوپر اوپر درختوں کی تلپی نہیں گئی یکا یک دیکھا میں کہ ایک شتر مرغ سعید رنگ کا اوپر سے
 شیعہ آیا اور اوپر ایک شخص سفید پوش موزائی شکل سوار میں اور میرے طرف خطاب کر کے
 فرماتے ہیں کہ اسی عباس بن مرداس کچھ تھیکو خبر ہی کہ آسمان کی نگاہانی کیلئے چوکیان
 مقرر ہوئیں اور اسی اور چاند میں پہل گیا اور زمین اور کلام والی گھوڑی جہاد کو
 تیار ہوئی ہیں اور یہ نیک طریقہ جو زمین پر لایا ہی وہ دوشنبہ کی دن مشکل کی راکتوں
 پیدا ہوا ہی اور اوسکی سواری کی ایک دوشنبہ ہی اور کلام قصواری عباس کہتی ہیں کہ یہ

وہم ہی تیرے بیٹے ہو اس پر اوسنی کہا اندرون چھپر ایک عجیب حال گذری کہ مین ایک روز رات
 اپنے گہر مین بیٹھی تھی ایک چیز سیاہ میری اوپر لگی چڑھ بیٹھی اور طرح مرد و عورت سی صحبت کرتی
 اسی طرح اوسنی میری ساتھ کیا اور پھر کچھ معلوم نہ کیا سو مجھ کو یہ خوف ہوا کہ ایسا ہنر جو کچھ حل کیا
 ہوا وہ لوگ چھپر نرنا کی تہت کروہنی اوسنی کہا کہ تیرے بیٹے سی چیز کا وہم ہی نہیں اسکا کون سا
 جمع رکھہ کہ کتنی دنوں کی معلوم ہوا کہ اسکو حل ہی پر موافق معمول کی لڑکا جی لیکن اوس لڑکی کو
 دو نوکان کتنی کی سی تھی اور اسکا رنگ بھی آدمی کا سا نہ تھا سودہ لڑکا ہاری لڑکوں کی سا نہ تھا
 کرتا تھا لڑکا ایک روز نگاہ کر کے حجابی لگا + x + اور کہتی لگا کہ افسوس اور خزاں ہی کہ دامن
 کی سوار تہا ہری ہوشی کو اس پہاڑ کی وسط آں پہنچی اور تم غافل رہی ہو یہی ہو تم سب اسکی
 کہنے کے بموجب صلح ہو کر اس پہاڑ پر گئی دیکھا تو واقعی دشمن کے سوار مین آخر اوسنی اڑائی کر کے ادا
 ہٹا یا اوصاف سی اوس لڑکی کہتی کا ہنار ہو گیا جو وہ کہتا تھا وہی ہوتا تھا کہی واسکی بات جو ہنر
 ہوتی تھی پر جب سی آپ سی ہوی اور وحی الی شرح ہو سی تب ہی واسکی بات جیوٹی ہوئی تھی کئی کثر
 مابین جیوٹی کہا کرتا تھا ہستی اوسنی پوچھا کہ مجھ کو اب کیا ہو جو جو ہنر ہوشی لگا تو اوسنی کہا کہ مجھ کو
 کچھ حال نہیں معلوم جو شخص مجھ کو پہلی سچی خبر پہنچا تا تھا اب جیوٹی خبریں پہنچا تا ہی مین ابی طرح
 سے اوس مین کچھ ملا نہیں ہون اب اسکی تدبیر یہ ہے کہ تم مجھ کو تین دن ایک اندھیری کو ڈھیر
 بند کر دنا کہ جب مین تنہا ہوں لگا تو درجن جو مجھ کو خبریں دیتا ہی وہ میری رگ اور دست مین گھس
 جائیگا پھر تم اوسنی جوینا تو کچھ معلوم ہو گا سوہنی دیا ہی کیا پھر تین دن کی بعد مجھ کو کہو لا تو دیکھا
 ہنی کہ اوس لڑکی کا بدن ایسا ہو گیا ہی جیسی الگ کا انگارہ ہنی دریافت کیا کہ یہ رگت الگ کے
 اوسنی جن کی ہی جو اسکی اندھا یا ہی آخر ہنی اوسنی کہا کہ ای عزیز اب تک تہا ہری خبریں سب ہی
 ہوئی تھیں چند دنوں سی کیون جیوٹی ہوئی لیکن اوسنی کہا کہ اے عصفیر دوس حُرست السماء
 کچھ خبر نہ دیکھا ہے + مین ہی پوچھا کہ کہاں ہووے کہاں کہ مین اور اسکی بعد یہ ہی کہا اب مین
 مین ہوں مجھ کو پہاڑ کی جوتی پر دفن کرتا اور میری موت کی بعد کہ کی طرح شعلہ لگلیں کی جب تم
 یہ حال دیکھنا تو تین پتھر مچھڑا یعنی اوسنی الگ پراور پتھر پر یہ کلمہ پڑھا یا ھلک اللھم یعنی
 اللہ میری نام کی برکت سی مانتا ہوں اوسوقت وہ شعلی بجیوٹیلکی پھر صلح اوسنی کہا تا ہوا
 سمجھنے کیا اوسکی منہ سی کتنی دنوں بعد آپکی نبوت کی خبر پہنچی اور ہم خدمت مبارکت مین حاضر ہو
 پہنچے عجب جزیر کی جوتی حال جنگی گواہی سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کا شوق
 اور سخاوتی کجانی اور انگارہ لگا کر اور قرآن شریف کا نازل ہونا تو اسی کی طور پر شوق ہی حسین
 کی طرح کاشت نہیں ہی لیکن جو اوس مین سلام مشرف ہو کر صحابیت کی درجی کو پہنچی مین
 وہ ہی بہت مین چاچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی ایلا پہنچ مین جو کہ معظمہ کی تسقل درہ جو
 ہوئی تھی اور دوسری ایلا کہ مین جو مدینہ منورہ مین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کی بعد لیتے

اسی کہ وہ دوسری
 ساری جیوٹیلکی
 عجب بات تھی
 تھان اور
 پیا سوہنی
 لکھنے کے
 لکھنے کے

یہی جیوٹیلکی

کہ بعد اوسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئی اور اُنکی کوچلی سستی میں ایک کانولا دیا اُنکی لوگوں میں
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہاں ایک عورت ہے جو ان خوبصورت ایک جوان و سپر عاشق ہو گیا ہے سوا اوسکی
 کہیں کسی اوسکو پہنوش کر دیتا ہے نہ کچھ کہتا ہے اور نہ کچھ بولتی ہے بلکہ ملاکت کی قریب ہی آجی اوس
 عورت کو چنی ساسنی بلایا اور فرمایا کہ اسے جن تو مجھ کو جانتا ہے کہ میں کون شخصیتان میں محمد ہوں
 حق تعالیٰ کا رسول سواس عورت کو چوڑی بیہ بات فرماتی ہے وہ عورت ہوش میں آگئی اور اپنی موندہ کو
 نقاب سے چھاپا یا اور لوگوں سے چھپا کر لے گئے اور بالکل اچھی ہو گئی جا بربڑ کہتی ہیں کہ میں نے اوج رنگو
 دیکھا تھا ایسی خوب صورت تھی جیسی جو ہرین رانگی چاند کا گلزار و عقلی اور سبقتی اور ابو نعیم نے
 حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کہتی تھی کہ ایک روز ہم
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ تہا نہ کی ایک پہاڑ پر پہنچی تھی کہ ایک ایک پیہر مرد ماہتہ میں
 عصابی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساسنی انکر حاضر ہوا اور ایک سلام کیا اپنے اوسکے سلام
 جوابے یا اور فرمایا کہ اسکے آواز میں گھسی ہے پھر اپنے اوسے پوچھا کہ تو کون سی اوسنی عرض کیا کہ او
 شخص کا نام ہامہ ہے ہم کا بیٹا اور سہم لافیس کا بیٹا ہے اور لافیس ابلیس کا بیٹا ہے آپ نے فرمایا کہ
 ابلیس کے اوتیری درمیان میں دو پشتیں ہیں پہلا کہہ تو تیری عمر کتنی ہوگی اوسنی عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 جتنی دنیا کی عمر ہے اوتنے ہے میرے عمر ہے کچھ ہونے سے کہ ہے اسلئے کہ جن دونوں قابل نے
 بائیل کو ما رہا اوس وقت میں بچہ تھا کئی کا لیکن بات سمجھتا تھا اور پہاڑ و نہر و دریا پہنچتا تھا اور لوگوں کا
 غلہ اور کھانا چراتا تھا اور لوگوں کی دلنشین اپنے خوش اور فرما سی بدسلوکی کر نکلو و سوس ڈالا کرتا تھا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسنی فرمایا کہ تیری بڑا بلی کی تو عمل ایسے ہیں اور جوانی اور بچپن کی کام
 ویسی تو بہت برا شخص ہے اوسنی عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھ کو کچھ ملامت نیکیجی ایسی کہ اب میں
 توبہ کر نیکیا آتا ہوں اور میں نے آنحضرت نوح علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور اُنکی مسجد میں اُنکی
 صحبت میں ماہوں میں اور پہلی اُنکی ماہتہ پر توبہ کی ہے اور ایک سال اُنکی مسجد میں رہا ہوں
 اور حضرت ہود اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبتوں میں رہا ہوں اور حضرت
 موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ہے میں نے اُن اور اُنسی تو راہت لیکھی تھی اور اُنکا سلام حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچا یا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہی ملاقات کی تھی اور ہونوں نے فرمایا
 کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرو تو میرا سلام اُنکو پہنچا نا سوا اُن امانت کی بار کو ادا
 کرنے کے لیے اچھے خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور یہی میری آرزو ہے کہ آپ اپنی زبان فیض
 شرجان سے مجھ کو کچھ کلام اللہ تسلیم فرمائی چنانچہ اپنی لمبی سوزن صید سے خود ڈوا قرعہ اور سلاط اور عزم تالو
 لہذا اٹھس کورت اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل تعزب اناس اوسکو تعلیم فرمائیں اور یہی
 اوسی ایشا و فرمایا کہ اسی ماہ جو وقت مجھ کو کسی چیز کی ہتلیج ہوئی غویری پاس آنا اور میرے ملاقات
 پہنچو نا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو وفات پائی اور اُنکی موت

میں نے یہ سب کچھ
 روایت کیا ہے

کی خبر معلوم نہیں ہے کہ وہ زندہ ہی یا مر گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ جو
 بیانات سے پہلی اور دوسری ایک کا نام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے اور تیسری ایک کا نام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے اور تیسری ایک کا نام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے
 اور دوسری ایک کا نام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے اور تیسری ایک کا نام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے اور تیسری ایک کا نام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے
 کی یاد میں ہے اور انکو دفن کیا تھا اور انہیں میں سے ایک کا نام سرقی ہے جبکہ عمر بن عبد العزیز کی ہر
 جنگ میں دفن کیا تھا یہ سرقی اوس جماعت کی تھی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی
 اور انہیں میں سے ایک کا نام خرقا تھا یہ حبشہ تھی یعنی عورت تھی اوسکو عمر بن عبد العزیز نے کہہ معفرین
 دفن کیا تھا اور ان سب کا قصہ یہی ہے اپنی کتاب دلائل النبوة میں صحیح مسند دوسری بیان کیا ہے
 فقط بیان تک حوالہ اور جو نکاح بیان ہوا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے ہی اور
 قرآن کی مکتوبہ کو مانا گیا اور نہایت پیروی اور تابعداری کی سبب اس نے خدمت سے جس سے
 موقوف ہوتی تھی بالکل دست بردار ہوئی اور سب آدم کی ہدایت اور رہنمائی پر کمر باندھی اور مستعد
 ہوئی وقتاً الفیض طوفاً اور بعضی ہم میں سے کچھ راویوں نے انصاف میں جو خدمت سے اپنی ہمت کو
 اور موقوفی پر برہنہ نہیں ہیں اور اس رسول اور اس قرآن کی فرمانبرداری جیسی جاہلی و پستی نگر
 سواس قسم کی جاہل فرقی میں پہلا فرقہ کا جو جنون کا جو ظاہر میں مخالفت اور دشمنی کرتے ہیں اور اپنے
 کفر کو چھپائی نہیں ہیں اور سب آدم کو جہان تک ہو سکتا ہے یہاں تک میں قصور نہیں کرتی ہیں
 اور کہتی ہیں کہ ہم ہرگز اپنے خدمت سے موقوف نہیں ہوئی ہیں عیب کی خبریں جیسی پوچھا
 کر اور اپنے اطمینان کا موثق جیسی دت مانگا کہ وہ تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی کی کارکنی
 چنانچہ کافر و کفری ہوئی مہجور و مکتوبہ تھے یہ تھے ہندو دھرم کی اور عیسوی دھرم کی اور اور بت پرستوں
 کی کہ باوجود اسی پندہ پندہ جانیکی اور الگ الگ دینی ماریجانیکی اور اپنی خدمت کی معزول ہونے کی سبب آدم
 یہاں تک اور خراب کر دینی دست بردار نہیں ہوئی ہیں بلکہ کافر و کفری دت حتی المقدور کریں جاتی ہیں
 تاکہ وہ اپنی نہ پرین بلکہ بزور دینی شرک کرواتی ہیں اور اسلام میں داخل ہونے سے منع کرتی ہیں
 دوسرا فرقہ منافق جو ظاہر میں اپنی تین ایمان دار و دین دار و دین دہل کرتی ہیں اور پوچھتے ہیں کہ
 فہم سہ آدمیوں کی خرابی کی پیچیدگی ہے میں اور اپنے تین کسی بزرگ کی نام سے مشہور کر
 آدمیوں کی نزدیک پیرین یہی ہیں جیسی شیخ سداورین خان اور سرور اور پانی اور سوامی لنگی
 اور پر دین اپنی ولایت اور عیب دانی اور مشکل کشائی کا دعویٰ بلکہ الوہیت اور خدا کی دعویٰ
 کرتے ہیں اور شرک اور بت پرستی کا کوئی دقیقہ چھوڑتے نہیں ہیں جو اپنے معتقد دینی اپنی واسطے
 نکر اور دین تیسرا فرقہ فاسق جو ظاہر میں کہ آدمیوں کو طرح طرح کی ایذا پہنچاتے
 ہیں اور ایسی جن نذر اور نیاں اور شہانیاں اور پانی اور شربت اور سواں اسکے سب کو اپنے لیے
 لیتی ہیں جو ہٹا فرقہ جو ظاہر میں کہ بعض آدمیوں کی طرح بعض آدمیوں کو جو بخلی اور کراہ
 غور اور حد میں اور ہر وقت نجاست سے آلودہ رہتے ہیں خبیث جنونی مناسبت ہم پہنچائی تھی

اس سے پہلے کی تمام بیانات کا

کا جو فرقہ زور و غلبہ

مقرر کردی من اودن مکان نوین زیادہ تر فضیلت ہوگی سوا زمین بطریق اولیٰ سوائی ذکر خدا کی اور کوئی چیز مگر فی الجاہلی سبب کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد میں بیع و شرا اور درستی مسائل دنیوی میں کیونکر فی الجاہلین بکام مسجد میں جلا نا اور دنیا کی گفتگو کرنی نہ چاہی اور مسجد کو گھر بنانا چاہی کہ کہا نا میں سنا ہے من کرنا مگر نہ گفتگو کی وسطیٰ درست ہی اور با سبھہ چونکہ اور دیوانوں کو مسجد میں نہ آتی دینا چاہی اسی کہ کہن نا دانی اور انی عقلی ہی مسجد کو نجاست ہی آلودہ مگر من اور اوکی حرمت اور ادب کی رعایت مگر من اور یہی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سی بونچہا کہ تمام جہان میں بہتر مکان کو بنا ہی اور بہتر مکان کو نا حضرت جبریل علیہ السلام ہی معلوم نہتا اور یہ وقت آسمان سپر کی اور بہتر کی اور جو ایٹمی کہ کسی عالم میں بہتر اور محبوب مکان مسجد میں اور بہتر مکان عالم کی بازار میں اور کی وجہ یہی کہ عالم میں سب چیز فنی ہوتی ذکر الہی اور اوکی بندگی ہی اور مسجد میں داخل ہوتی ہی ذکر اور بندگی یا دانی ہی اور ساری جہان میں بری چیز خاقل ہونا ہی یا دانی ہی اور اوکی بندگی ہی اور جتنی بازار میں سب ہی غفلت کی مکان میں یعنی یا دانی و مان بیت کم ہوتی ہی لیکن احادیث میں دن بہترین اور بدترین مکانوں میں آتی جن میں جانا سباح ہی اس سبب کہ اوکی جوامین یہ بات فرمائی والا بدترین وہ مکان میں جو کفر و شرک اور گناہ کی لہی میں ہی جیسی بت خانی اور شرب خانی اور قمار خانی اور زنا خانی لیکن جو موجب حکم شرع کی ایسی مکانوں کو کہو دوانا اور شاد ویا واجب ہی تو گو یا وہ مکان ہی نہیں ہیں اور اونکو جو عبادت ساقطی بخلاف بازار دنی کی یہ شرع کی حکم کی موجب آباد ہوتی ہیں اور یہی جان لینا چاہی کہ ذکر و بندگی کی لہی ہو ۴۰ اوکی حضور کی وجہ ہی اس واسطے کہ اوکی کا ذکر کرنا ہی اور اوکی معبود و مہر تا ہی جو جو مکانات حق تعالیٰ کی وسطیٰ خاص کر دی کی تیرے اوغین کسی غیر کا ذکر یا عبادت کرنی یا اپنی مطلب حاجت کی واسطے دوسرے کو پکارنا اوکی مثال ایسی ہے کہ جیسی ایک مکان کو کسی بادشاہ والا جا کی وسطیٰ آ رہے کہ کی اوکو بلانا پھر اوکی ساتھ اوسی مکان پر ایک اوکی کسی رعیت کی ہی ضیافت کرنی یہ انتہا اور جب کی بی ادبی اور نادانی ہی اور اوس بادشاہ غصہ کا سبب ۴۱ عزیز ۴۲ اَکْثَرُ مَا قَامَ عِنْدَ اللَّهِ يَذَّكَّرُ عَنْهُ ۚ سَآءَ اُولَٰئِكَ مِآلُ ۚ

۴۳ اور یہ کہ جب کہڑا ہوا بندہ خدا کا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت خدا کی کرے نزدیک ہے کہ کا فراوس بندہ ہی ہوتا ہو کہ جہاں جاوین یعنی مددگار ایک دوسرے کی ہون ایزامین ۴۴ فتح ۴۵ اور یہ کہ جب کہڑا ہوا مدد کا بندہ اوکو پکارتا لوگ ہون لہی میں اور یہ شہدہ ۴۶ تفسیر یٰ ذَکِّرْ عَنِ عِبَادَةِ تَرْتَابِہِ اُسکے اور نہ تھا ہے قرآن اور نہ کہا ہی اللہ رسول اللہ اسلئے کہ عبد اللہ بن مامونین پیارا نام تھا ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک ۴۷ مدد کا ڈاڈا الخ یعنی قریب ہی جن کہ ہون اوس بندہ پر جیسی والی سبب نہایت غلو ق سنی قرآن کی اور جانا چاہیے کہ جملہ ان کو نہ تھا ہوا اور ان اسجد و نہ تھا کام انہ تینوں جملہ دنیا عطف اور بر قل دینی الیٰ ہوا

۴۸
تقدیر داد
تقدیر داد
ان کے ساتھ
یہ عبادت
کہ در اجاز
تجدد عبادت
جبریل علیہ السلام
نہ عبادت
دقت داد
ہمیں با
دعیا با
یا خدا میں
الشرکین
لاہنر
یروا کہ
مشکل
۴۹

یعنی وہی کی گئی مجھ پر یہ کہ سنایک جماعت نے جو نہیں کسی اور پر یہ کہ اگر سقیم ہوں انا اور یہ کہ سجدہ
خاص خدا کی ایسی ہیں اور یہ کہ جب کہڑا ہو بندہ اللہ کا انا اور مرا سجدہ دینی مسجد میں اور تمام رکعتوں
ہے کہ خاص کی گئی اس امت کی ایسی ہی اور اور دو کو نماز سوا ہی مسجد کی جائز نہ تھی رسول علیہ السلام
نے فرمایا جَعَلْتُ لِيْ اَكْرَمَ رَجُلٍ سَيَّكًا وَكَهْفُوْرًا اور یہ بھی علماء نے کہ یہود و نصاریٰ اپنے پیغمبر اور
کائنات کی عیسائی اپنے عبادت خانوں میں عزیز اور مسیح علیہما سلام کو الوہیت میں خدا کی ساتہ
شریک کرتے تھے اور شرک پر تو کوشش کیا کرتے تھے حق تعالیٰ نے منو منو کو یہ آیت اوتار کر عبادت
خاص کر نیک حکم فرمایا اور بقول بعض کی مراد ساجد سی سات اعضا سجود میں کہ دو ہاتھ اور
دو گھٹنی اور دو قدم اور پیشانی میں فرماتا ہے کہ میں سب مخلوق خدا کی میں اور اسکی بغضت میں
پس ایسی اسکی غیر کو عبادت نہ کریں اور مرا عبد اللہ ہی رسول علیہ السلام جو حق حضرت بطن نکلے
میں انہی نماز میں قرآن پڑھتے تھے اور خون فی اسکو سننا اور اذہام بخضر پر کیا اور
ایک قول یہ ہے کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا قَامَ اِنَّمَا مَقُولُ جَنَاتِ کا ہی کہ اپنے قوم کو جا کر خبر طاعت اور اذیت اور
صحابہ کی نماز میں ساتہ حضرت کی پہنچائی ہے **مَجْهُوْلًا لِّمَّا قَاہُ** انا اور یہ کہ جو حق کہڑا ہو
اللہ کا بندہ اور جو وہ بندہ ہی تو اس سبب کے اپنے مطالبے عرض کرنی کی ایسی ہیں خداوند کو
اسکو پکارنا یہی ضرور ہوا ایسا ہو اہلی وہ بندہ کہڑا ہو تا ہی تاکہ بکلام حق پکار ہی مقتضی کو اور
اسکی پکارنے اور اذہام کرنی کی سبب ہی مقتضی اس کے دل پر تجلی فرمائی اور اسکی بدنیز
جو بیتر مکان ہی یعنی دل وہ انوار الہی کے نزول کا محل ہوتا ہی اور حضرت حق جنانہ اس محل
خاص میں اسکا جہان ہوتا ہی **كَذٰلِكَ يَكُوْنُ لِنَاثِ** الخ قریب ہی کہ آدمی اور جن حسن بندہ پر
ہجوم کر کی غصہ کی طرح ہر تہجم جاوین اور شہید ہو جاوین پہر کوئی اس بندہ ہی لڑکا مانگتا ہے
اور کوئی روزی مانگتا ہے اور کوئی اور دنیا کی مطلب مانگتا ہے اور بعضی کشف کوئی طلب
کرتے ہیں یعنی جو دنیا کہ تاکہ اپنی تین سمجھتی ہیں وہ اس بندہ ہی یہ جاہتی ہیں کہ ہمیں ساری
چاہن کا احوال کھل جاوی اور سب بیڑ اور دلوں ہی قیاس کر لیا جائی سو اس ہجوم کی سبب اس خاص
بندہ کے اوقات میں ہی خلل ڈالتی ہیں اور اسکی خاطر پریشان کرتے ہیں اور آپ ہی شرک اور
کفر کی بہو جن ڈوب کی ہلاک ہوتی ہیں اور لوگ یہ سمجھتی ہیں کہ جو کثرت ذکر اور عبادت الہی کی
سبب اس بندہ کمال نور الہی کے نزول کا مکان ٹھہرے اور نور الہی نے اسکی دلوں کو تجلی کیا ہے
تو اب یہ بندہ حق تعالیٰ کی کاغذ کا شریک ہو گیا اور اس بندہ کی ایسی قدر اور منزلت درگا فائز
میں ہی کہ جو اسکی زبانی کفر ہی مقتضی کری جسطح دنیا میں جہاں کو خاطر داری میں ناکہ لازم
ہوتے ہے اس واسطے اہل دنیا تلاش میں رہتی ہیں اور بادشاہ یا امیر و حاکم یا فوجدار جب کہہ میں
آتے ہیں اس شخص کے اپنے عبادت دہائی اور شکل کی لٹی جاتی ہیں یعنی جو یہ کہی کہ تو اس کے خاطر
بادشاہ کو یہی کرنا پڑیگا اور یہ خیال فاسد کی سبب یعنی اس خیالی کہ حق تعالیٰ کی خاص بندہ اس کے

کہ مغلزل حاکم کی توسل اور علاقہ دار کا حال حاکم کی پسیدگی اپنی اعلیٰ خدمت میں قبول ہو جائی ہیں تو
 تہناری یہ چند باتیں جنوں کی فکر کی ضرورت کا فروغی طبع کی درشت کو متفق ہو گیا دی اگلا کر ہمیں لانا کہ
 اگر کا فر شکر یا موس ہو کر تسی پوچھیں کہ پہلا یہ تو بتاؤ کہ یہ قیامت کا وعدہ جو تم کرتی ہو اور
 کہتے ہو کہ تمہارے یہ ملک و معبود و مان تہناری کچھ کام نہ آویں گی بلکہ تسی ہزار ہوں گی اور تمہارے
 عبادت سی منکر ہوں گی سو یہ قیامت کب ہوگی اور ہے یا نزدیک سو تم اس سوال کی جواب میں نہ
قُلْ اِنْ اَدْرٰی اِلٰہِ عَزِیْزٍ قُلْ اِنْ اَدْرٰی حَتّٰی اَقْرَبُ مَتٰ نُوْعُدُوْا وَاَنْتُمْ لَا تَعْمَلُوْنَ
 کہ اگر تسی اس کے کہ نہیں جانتا میں کہ آیا نزدیک ہی جس چیز کا وعدہ دیا گیا ہی علویا مقرر کر ہی ہوگی
 ایسی پروردگار میرا ایک میاں وہ **فَحِجْرٌ** تو کہہ میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہی جس چیز کا تسی وعدہ
 یا کر ہی اس کو میرا رب ایک مدت کی حد **مَوْءِیَّتٍ** تفسیر **قُلْ اَدْرٰی** اخ کہہ کہ میں کچھ نہیں جانتا
 کہ آیا نزدیک ہے جو تم وعدہ دی جاتی ہو یا کر گیا میرا پروردگار اس کی ہی ایک مدت کی حد اور حقیقت میں
 دونوں صورتیں قرب اور بعد کی واقع ہو نیوالی ہیں لیکن بعد موت کی ہر شخص کو اپنی غلط فہمی اور
 خطا معلوم ہو جائیگی اور فیصلہ اور حکم کی وقت عاجزی اور زور تمام مخلوقات کا کھل جائیگا اور
 مخلوقات سی امید بالکل خرابیگی سو وعدہ ہی آخر ہی کی غلوہ کی ابتدا بیت نزدیک ہی اور اس کی
 انتہا بیت دور ہے غرض ہر طرح سی اگر ہر شخص کی اجل کی مدت بھی معلوم ہی ہو تو پھر ہی اس کی
 موافق آخرت کی وعدہ دینی غلوہ کا حکم ساتھ قرب اور بعد کی ایسی حق میں نکر و عین تو یہ کچھ
 تعجب کے بات نہیں یا یہ کہ نوع انسان کی بقا کی مقدار بجا نوا عین یہ ہی کچھ عجب نہیں ہی کیونکہ
 میں غیب ان نہیں ہوں اور غیب والی کا میں دعویٰ ہی کہی نہیں کیا بظہر مجھی پہلی جن
 لوگوں کو تسی اپنا معبود و پیر رکھتا تھا یعنی جنات کو سو دوستی ایسی دعویٰ کیا کرتی ہی تسی ملکہ مرتر
 یوں کہنا ہوں کہ میرا پروردگار **عَالِمُ الْغُیْبِ** **اِنَّ عَالِمَ الْغُیْبِ لَا یُظْہِرُ عَلٰی غُیْبِہٖ اَشْیَآ**
 جاتی والا پوشیدگی کا پس مطلع نہیں کرتا ہی اور ہر علم غیب اپنے کی سیکو **فَحِجْرٌ** جاتی
 بید کا سو نہیں خبر دیتا اپنی بید کی سیکو **مَوْءِیَّتٍ** تفسیر **عَالِمُ الْغُیْبِ** اخ غیب دان
 اور اس کے سوا سے کسی کو یہ علم حاصل نہیں ہی ایسی کہ غیب اس چیز کا نام ہی کہ جو اس
 ظاہر کی دریافت سی غایب ہونہ حاضر تاکہ دیکھنی اور سمجھنی ہی معلوم ہو سکے اور ان اور
 علامت ہی اس چیز کی عقل اور فکر میں نہ آسکی تاکہ بدست اور ہتھ لال سی ہی دریافت
 ہو سکے اور اس قسم کا غیب مختلف ہی ہر شخص کے نسبت سی چنانچہ اندر ہی اور زاد کی نزدیک
 ہر رنگ غیب اور آوازیں اور نعمی اور سامان اس کی نزدیک شہادت یعنی ظاہر میں ہر طرح
 اصل نام کی نزدیک عورت سی صحبت کرنی کا اور غیب کے اور فرشتوں کی نزدیک ہو کر اور اس
 کا بیخ غیب ہی اور بہت اور روزخ شہادت ہی یعنی ظاہر سے کسی واسطے اس قسم غیب کو
 غیب صافی کہتی ہیں یعنی بعضوں کی نسبت سی غیب کے اور بعضوں کی نسبت سی حاضری اور ایک

قد علم الغیب
 جو ہند
 خدو
 اسے
 عالم الغیب

جو آدمی ہوسے اور گنہگار ہو جس کی گنتی کا موقع تقابل یعنی علم غیب خاصہ خدا کا ہی
 ہوئی اور ہر طالع نہیں کہتہاں یہ کہ یہ کہ جسے پیغمبر کو آدمی بعض کی اطلاع دیتا ہے تاکہ سچوہ اور سکا ہو
 اور ملاکہ حفاظت کرے اور انکو اس رسول پرستین کیا ہی تاکہ شیاطین اور جن کو اس رسول کی علم سے
 باز کرے کہ وہ جو سے ہے پادوں اور رسول کو آدمی غلبہ سے محفوظ کرے اور اس جہت سے ہی تاکہ گنہگار
 خدا کو تحقیق پہنچا ہی رسولوں فی پیغام پہنچا ہی اور ممالک میں بقیل متعلق کی لائی ہیں کہ جب کوئی گنہگار
 پہنچا جاتا ابلیس بصورت فرشتہ کی اوکسی پاس تاکہ کہ پیغمبر دیتا پس حق تعالیٰ فرشتہ کو اس رسول
 پاس پہنچا تاکہ اوکسی پاس پہنچا ہی اور وہیں اور شیطا کو اس سے حق کرے اور جب ابلیس کی
 پاس بصورت فرشتہ کی آتا تو ملاکہ اور کوئی فرشتہ کہ یہ شیطا ہی اسکا کہا ناں اور جب کوئی فرشتہ
 دے ماقا تو وہ فرشتہ کہنہاں کہتے کہ یہ پہنچا ہوا تیری رب کا ہی تاکہ جان رسول یہ کہ دے ماقا لایا ہوا
 پیغام خدا کی بے نقیہ کی اور کوئی پہنچا ہی میں **ہا مجھے** یعنی تاکہ جان لی پروردگار یہ کہ مقرر
 پہنچا یا اس رسول بشری اور مکی سے اور چکیداروں کی سب پیغام پہنچے پروردگار کے اور جت عا
 سب کھنیں بلارم ہوئی و آخا تاکہ ایچ اور گنہگار ہی آدمی پروردگار نے جو کچہ آدمی پاس ہی کچہ
 خواہ وہ علم کبھی ہوئی ہوں یا جلد و عادات ہوں یا آدمی کی حکام ہوں اور یہ حق تعالیٰ کا علم محیط ہوا
 کچہ رسولوں اور آدمی کی جو کچہ آدمی احوال کی ساتھ مخصوص نہیں ہی بلکہ عام ہی تمام مخلوقات و
 موجودات کو شامل ہی وہ نہیں موجودات ہوں یا خارجی و **و اخصی** یعنی اوٹار کر لیا ہی ہر چیز کو
 نکالنے کوئی چیز جوئی ہوا ہے سب کا حساب و مان موجود ہی جان تک کہ دریا کی لہریں اور شعلے
 ریت اور درختوں کی جی اور رسات کی کوئی کتنی رصا ہاں موجود ہی جو کچہ علم یا محیط ہے
 وہ رسولوں کی احوال ہی اور آدمی کی جو کچہ آدمی کی احوال ہی کیونکہ واقف ہوگا **ہا عزیزی**
سورة المزمل یہ سورة ہی میں نازل ہوئی اور سورہ نون کی آیتیں ہی میں ہیں
 اور کوع و دود اور کلمی و دود اور حرف تہ و جہ و شہادہ اور اس سورة کی ربط کی وجہ سورہ جن سے یہ ہی
 کہ سورہ جن میں مذکور ہی کہ ایک فرقہ فی جنوں سے قرآن مجید کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
 مبارک سے سنکر وایت پائی اور جو عقیدہ ہی حق تعالیٰ کی ذات و صفات میں ضروری ہیں اور کھنہ
 و قسم پر ہونا یعنی نیکیت و بد بختی اور ان دونوں کی انجام میں فرق ہونا یعنی نیکیت کا انجام پہنچا
 ہونا اور بد بختی کا انجام یہ ہونا سب چیزوں کو قرآن مجید کی عبارت کو مستی ہی دریافت کیا
 بدوں سہاں کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کریں اور کچہ محبت میں حاضر رہیں اور
 انہی سوال کریں اور ان باتوں کو کسی تحقیق و کھان کی کہ بلکہ فراموشی سے ان سب چیزوں کا انکو
 یقین حاصل ہو گیا سو اس سورت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ تم کو لازم ہی کہ را کو غفلت
 کی وقت تہائی میں جب آدمیوں کا ازدحام ہو دے ایسی وقت میں قرآن شریف کی برہنہ پیش کر
 تاکہ را در قرآن کی لغو نکو اور در فراموشی پکا کر پکا کر تاکہ غیب عالم ہی اس کلام ہوتا

یعنی علم غیب خاصہ خدا کا ہی
 ہوا تاکہ حفاظت کرے اور انکو اس رسول پرستین کیا ہی تاکہ شیاطین اور جن کو اس رسول کی علم سے
 باز کرے کہ وہ جو سے ہے پادوں اور رسول کو آدمی غلبہ سے محفوظ کرے اور اس جہت سے ہی تاکہ گنہگار
 خدا کو تحقیق پہنچا ہی رسولوں فی پیغام پہنچا ہی اور ممالک میں بقیل متعلق کی لائی ہیں کہ جب کوئی گنہگار
 پہنچا جاتا ابلیس بصورت فرشتہ کی اوکسی پاس تاکہ کہ پیغمبر دیتا پس حق تعالیٰ فرشتہ کو اس رسول
 پاس پہنچا تاکہ اوکسی پاس پہنچا ہی اور وہیں اور شیطا کو اس سے حق کرے اور جب ابلیس کی
 پاس بصورت فرشتہ کی آتا تو ملاکہ اور کوئی فرشتہ کہ یہ شیطا ہی اسکا کہا ناں اور جب کوئی فرشتہ
 دے ماقا تو وہ فرشتہ کہنہاں کہتے کہ یہ پہنچا ہوا تیری رب کا ہی تاکہ جان رسول یہ کہ دے ماقا لایا ہوا
 پیغام خدا کی بے نقیہ کی اور کوئی پہنچا ہی میں **ہا مجھے** یعنی تاکہ جان لی پروردگار یہ کہ مقرر
 پہنچا یا اس رسول بشری اور مکی سے اور چکیداروں کی سب پیغام پہنچے پروردگار کے اور جت عا
 سب کھنیں بلارم ہوئی و آخا تاکہ ایچ اور گنہگار ہی آدمی پروردگار نے جو کچہ آدمی پاس ہی کچہ
 خواہ وہ علم کبھی ہوئی ہوں یا جلد و عادات ہوں یا آدمی کی حکام ہوں اور یہ حق تعالیٰ کا علم محیط ہوا
 کچہ رسولوں اور آدمی کی جو کچہ آدمی احوال کی ساتھ مخصوص نہیں ہی بلکہ عام ہی تمام مخلوقات و
 موجودات کو شامل ہی وہ نہیں موجودات ہوں یا خارجی و **و اخصی** یعنی اوٹار کر لیا ہی ہر چیز کو
 نکالنے کوئی چیز جوئی ہوا ہے سب کا حساب و مان موجود ہی جان تک کہ دریا کی لہریں اور شعلے
 ریت اور درختوں کی جی اور رسات کی کوئی کتنی رصا ہاں موجود ہی جو کچہ علم یا محیط ہے
 وہ رسولوں کی احوال ہی اور آدمی کی جو کچہ آدمی کی احوال ہی کیونکہ واقف ہوگا **ہا عزیزی**
سورة المزمل یہ سورة ہی میں نازل ہوئی اور سورہ نون کی آیتیں ہی میں ہیں
 اور کوع و دود اور کلمی و دود اور حرف تہ و جہ و شہادہ اور اس سورة کی ربط کی وجہ سورہ جن سے یہ ہی
 کہ سورہ جن میں مذکور ہی کہ ایک فرقہ فی جنوں سے قرآن مجید کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
 مبارک سے سنکر وایت پائی اور جو عقیدہ ہی حق تعالیٰ کی ذات و صفات میں ضروری ہیں اور کھنہ
 و قسم پر ہونا یعنی نیکیت و بد بختی اور ان دونوں کی انجام میں فرق ہونا یعنی نیکیت کا انجام پہنچا
 ہونا اور بد بختی کا انجام یہ ہونا سب چیزوں کو قرآن مجید کی عبارت کو مستی ہی دریافت کیا
 بدوں سہاں کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کریں اور کچہ محبت میں حاضر رہیں اور
 انہی سوال کریں اور ان باتوں کو کسی تحقیق و کھان کی کہ بلکہ فراموشی سے ان سب چیزوں کا انکو
 یقین حاصل ہو گیا سو اس سورت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ تم کو لازم ہی کہ را کو غفلت
 کی وقت تہائی میں جب آدمیوں کا ازدحام ہو دے ایسی وقت میں قرآن شریف کی برہنہ پیش کر
 تاکہ را در قرآن کی لغو نکو اور در فراموشی پکا کر پکا کر تاکہ غیب عالم ہی اس کلام ہوتا

سورة المزمل

پڑھنے کی کا فتح لے جبرمٹ مارنیوالی کٹر اور رات کو مگر کسی رات فک آدمی رات یا اس
 کہ کر تہوڑا سانا یاد دکر داکر جبرمٹ کہول کہول کر پڑھ قرآن کو صاف کا موعہ نقشبند خدیجہ رضی
 متقول ہے کہ ایک چادر چو دان ہاتھ کی تہی آدمی اوسکی میری اوپر ہوتی تہی اور آدمی حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم پر اور اوسی مین لپٹ کر نماز تہجد کی ادا کرتی بعد تعالیٰ فی سائتہ اوسی ہیئت کی ادا کو خطاب
 کیا کہ لے کہڑی مین لپٹی ہوئی راکٹو اوہٹہ کر نماز ادا کر اور بعد تہائی رات کی یا آدمی یاد وہائی تہجد
 نماز اور تلاوت قرآن مین درہ اوپر یہ قیام رات کا ابتدا و سلام مین فرض تھا اور رسول علیہ السلام اور
 صحابہ رض خوف فوت ہونی وجہ کیسی جہ تک نماز مین رہتی تہی بیان تک کہ باؤن دم کرمانی
 تہی جبنا و نمبر پہرہ رشوار حوا تو بعد اکنال کی وجہ ہونی ہی حق تعالیٰ فی تخفیف فرمانی اور وجہ
 قیام کو منع کیا ساتھ اس قول اسنے کی کا قرآن انا لنکسر من القرائین اور ایک قول یہ ہے کہ یہ
 وجہ پہلی فرض ہونی نماز پنجگانہ کیسی تھا نماز پنجگانہ کی فرض کر تہی اسکو منوع کیا اور اب تہجد
 سنت ہے اور مئی ترتیل قرآن کی یہ ہین کہ حرف و واضح اور جدا جدا ہون اور حضرت علی رض
 سی آیہ ہی کہ سنی ترتیل کی ادای حروف اور معرفت و قوت اور حفظ اوسکا ہئی کسی ایسی ہی معلوم
 ہوتا ہے کہ کٹر سنا قرآن کا تجویدی وجہ ہی حدیث کہ بیان کا ابتدا ہی اس نقیض یعنی بحال معلوم
 ہوا ہے **بِحَرَفٍ تَلَايَا الْمُرْتَلِينَ** اسی ریاضت کا کٹر اپنی اوپر لپٹی ہوئی اس کٹر کا حق ادا کر اور کٹر
 سونا جو سب چیزوں کی زیادہ پیارا ہوتا ہی اسکو چوڑا اور عبادت الہی مین مشغول ہو چوڑا الہی
 اوہٹہ اور کٹر ہی ہو کر ہر رات کو نماز پڑا کر کا کٹر لپٹا مگر تہوڑی راتوں مین کہ یہ حکم معاف ہی میری
 پیاری کی یا سفر کی رات مین یا دن رات کو کٹر جتنی دنوں مین سخت و شقت بہت کی ہو جیسی حیا و مین یا
 نطاری مقابلہ مین یا آپس مصلحہ کرانی مین یا کسی مظلوم کو خالم کی ہاتھ سی چوڑائی مین اور
 ہمدرد محنت کی کامو مین کہ دن کو محنت زیادہ ہونیکے سبب راکٹو آدمی کی طاقت نہ بے تویہ
 راکٹو تہجد واجب ہین ہی فصل کے مکھ مین ہی جا ہو پڑ ہو جا ہو پڑ ہو اور ادا ہڈی سی حدیث
 کٹر ہونا یہی معاف ہی اگر کٹر ہی ہو کر نہ بڑے جاوی تو یہ پڑ کر پڑو کچھ مضائقہ ہین ہی چنانچہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخیر عمر شریف مین اکثر تہجد کی نماز بیٹہ کر پڑا کرتی تہی لیکن جا ہی کہ یہ کٹر
 نماز مین کٹر ہونا درسا بارے نام ہو کہ جذب الی حد مین اور حضور ہی اور سنا جات کی ملکہ کہ اصل
 کر تہجد جیسی چاہیے ویسی تاثیر نکر ہی اسی کہ تہوڑی عمل ہی کسی قسم اور کسی جنس ہی ہو درجہ و ملک
 کیفیت حاصل ہین ہونی اور اوس عمل کی تاثیر او مین بخوبی پائی نہیں جاتی بلکہ کٹر ہی راکر دنا پڑ
 نصفہ آدمی راکٹو انداز ہی اگر اعتدال کی دن ہون جین رات و دن برابر ہوتا ہی جیسی خزان
 چند روز اور بہار کی چند روز اور نصف منہ کٹر کا حکم کر آدمی رت ہی تہوڑا تاکہ تہائی راکٹو ہئی لیکن
 اگر جائیگا سو کم ہو لپٹی کہ اوان دن کو مئی رت بہت تہجد ہی ہوتی ہی تہائی اوسکی دن اور رات کی چوڑا
 دور ہی ہوتا نیلے برابر ہوگی اگر فوج عکسہ یا زیادہ کہ و آدمی رات بہر تہوڑا تاکہ دو تہائی راکٹو ہئی

فہرست
 ذیل میں
 جن صاحب
 صاحب کے
 درخشاں
 حضرت
 مبارک
 اور
 حضرت
 تھان
 جس نام پر
 بکھرا
 کمر
 ناز
 رات کو
 دین
 ناز
 کے
 ہاگ
 ہوا
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

اگر مسیحا موسیٰ بنی اسرائیل کے ادا کرنے والی رات بہت چوٹی ہوئی ہو تو تہائی اوکھی دن اور رات کی چوٹی
 دو ایک چوتھائی ہوگی اور یہی احتمال ہو سکتا ہے کہ اس گنتی اور دنیا دہی کی خاطر کی خوشی اور ناخوشی
 کے رعایت منظور ہو یعنی اگر طبیعت خوش ہو اور دل خوب لگی تو آدمی راستی زیادہ یعنی دو تہائی تک
 کہہ سکتا ہے اور اگر نوسط کا حال ہو تو آدمی تارک کھڑی رہے اور اگر طبیعت بی چین ہو تو تہائی رات پر کھٹا
 کر دے اور عبادت کی بنا دل کی خوشی اور رغبت پر ہی چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے تجھ کی مقدار میں
 لِقَاصِلِ الْحَدِّ تَكُونُ شَاكِلًا فَإِذَا فُتِرَ فَلْيَقْعُدْ اور جب مجاہدہ اور خوشن کی مدت کی سیاحتی رغبت
 باقی تو با برائے ہو تا ہی کہ یہ کام اس وقت میں کیا کرو وَرَدَ الْفُرَاتُ تَكُونُ لَكَ اور کھول کر زبرد
 قرائت کے مفکون کو صاف یعنی تجھ کی نماز میں کھڑی ہو کر اور تر تیل نعت میں وضع اور صاف پڑھنی
 کہتے ہیں اور شریع شریف میں بھی چیزوں کی رعایت کر لینا کہتے ہیں قرآن شریف کی پڑھنی میں
 تاکہ خوب تر تیل حاصل ہو وی پہلی حرف کو صحیح لگانا یعنی اپنی طرح سے لگانا تاکہ طاقی جگہ پر تا اور
 ضاد کی جگہ پر بلا زلفی دوشتری رتوں کی جگہ پر ہی طرح سے پڑھنا تاکہ وصل اور قطع کلام میں بی وقوف
 نہ ہونی باوی اور کلام کی صورت تبدیل نہ ہو جاوی تیسری حرکت یعنی شباع کرنا یعنی زیر و زبیر کو
 آپس میں مینا دینا تاکہ ایک دوسرے سے ملتی اور شہید بنی نہ جاوی پڑھنی آواز کو توڑا بلند کرنا تاکہ
 قرآن شریف کی الفاظ دہرائی کا ایک بہت چھین اور دہرائی دہرائی کوئی کیفیت پیدا کرے اور تیسری
 ذوق اور شوق اور حرف اور دہشت سہمی کہ قرآن شریف کی پڑھنی سی سی چیزیں مطلوب ہیں
 پانچویں اپنے آواز کو اچا کرنا اس طور سے کہ اس میں درد مندگی باقی جاوی تاکہ دل پر جلدی
 تاثیر کری اور سطح اصل ہوئی مگر ریاضی خالی ہو وی سہمی کہ جو صفوں خوش آوازی سے
 دل تک پہنچا ہی تو آدمی روم کو لذت حاصل ہوتی ہے اور قوی ہی اور سکون جلد جذب الہی
 میں اور اس سبب کہ روم پر اس کی تاثیر بھی ہوتی ہے اس لیے اطمینان کہا ہی کہ جب کئی فی کی
 کیفیت دیکھو پانچائی منظور ہو تو اس دو عالمی کو خوشیوں میں ملا کر دنیا جا ہی سہمی کہ دل خوش ہو کا
 جذبات ہی یعنی کہینہ والا تو اس خوشیوں کی ساتھ اس دو کو ہی جلدی پہنچ لیکھا اور اس طرح
 جس دو کی کیفیت جاکر یعنی طبعی کو پہنچانا منظور ہو تو اس کو سہمی میں ملا کر دنیا جا ہی
 اس لیے کہ جگہ سہمی کا عاشق ہی تو وہ ہی اور سکون لیکھا چوٹی تہید اور ماکہ جگہ پر برین دان
 محاذ کھنا اس واسطے کہ اشد اور مد کی رعایت کی سبب کلام الہی میں عظمت اور بزرگی نمودار ہو
 اور تاثیر میں ہی مد کرتا ہے ساتویں آیت قرآن شریف میں کوئی خوف کا مضمون سنی تو دل
 ہموں تاثیر جاری اور حقیقتی سی پناہ طلب کری اور اگر کوئی ستموں پڑے اپنے مقصد اور
 مطلب کے لئے تو دمان ہی نہیں اور اس چیز کو حقیقتی کی درگاہ سہمی اپنی واسطے طلب کے
 اور اگر قرآن شریف میں کوئی دعایہ کوئی ذکر پڑھنی کیوہی حکم ہو تو دمان ہی ہوتا نہیں اور کم سے
 کم اس دعایہ ذکر کو کمر تہ تو پڑھنی سہمی کل تریدنی علیک یا سب سات چیزیں ہونیں حکمی تر تیل میں

سورۃ المومل
 تذکرۃ الاولیاء
 مسیحا موسیٰ بنی اسرائیل
 اگر مسیحا موسیٰ بنی اسرائیل کے ادا کرنے والی رات بہت چوٹی ہوئی ہو تو تہائی اوکھی دن اور رات کی چوٹی
 دو ایک چوتھائی ہوگی اور یہی احتمال ہو سکتا ہے کہ اس گنتی اور دنیا دہی کی خاطر کی خوشی اور ناخوشی
 کے رعایت منظور ہو یعنی اگر طبیعت خوش ہو اور دل خوب لگی تو آدمی راستی زیادہ یعنی دو تہائی تک
 کہہ سکتا ہے اور اگر نوسط کا حال ہو تو آدمی تارک کھڑی رہے اور اگر طبیعت بی چین ہو تو تہائی رات پر کھٹا
 کر دے اور عبادت کی بنا دل کی خوشی اور رغبت پر ہی چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے تجھ کی مقدار میں
 لِقَاصِلِ الْحَدِّ تَكُونُ شَاكِلًا فَإِذَا فُتِرَ فَلْيَقْعُدْ اور جب مجاہدہ اور خوشن کی مدت کی سیاحتی رغبت
 باقی تو با برائے ہو تا ہی کہ یہ کام اس وقت میں کیا کرو وَرَدَ الْفُرَاتُ تَكُونُ لَكَ اور کھول کر زبرد
 قرائت کے مفکون کو صاف یعنی تجھ کی نماز میں کھڑی ہو کر اور تر تیل نعت میں وضع اور صاف پڑھنی
 کہتے ہیں اور شریع شریف میں بھی چیزوں کی رعایت کر لینا کہتے ہیں قرآن شریف کی پڑھنی میں
 تاکہ خوب تر تیل حاصل ہو وی پہلی حرف کو صحیح لگانا یعنی اپنی طرح سے لگانا تاکہ طاقی جگہ پر تا اور
 ضاد کی جگہ پر بلا زلفی دوشتری رتوں کی جگہ پر ہی طرح سے پڑھنا تاکہ وصل اور قطع کلام میں بی وقوف
 نہ ہونی باوی اور کلام کی صورت تبدیل نہ ہو جاوی تیسری حرکت یعنی شباع کرنا یعنی زیر و زبیر کو
 آپس میں مینا دینا تاکہ ایک دوسرے سے ملتی اور شہید بنی نہ جاوی پڑھنی آواز کو توڑا بلند کرنا تاکہ
 قرآن شریف کی الفاظ دہرائی کا ایک بہت چھین اور دہرائی دہرائی کوئی کیفیت پیدا کرے اور تیسری
 ذوق اور شوق اور حرف اور دہشت سہمی کہ قرآن شریف کی پڑھنی سی سی چیزیں مطلوب ہیں
 پانچویں اپنے آواز کو اچا کرنا اس طور سے کہ اس میں درد مندگی باقی جاوی تاکہ دل پر جلدی
 تاثیر کری اور سطح اصل ہوئی مگر ریاضی خالی ہو وی سہمی کہ جو صفوں خوش آوازی سے
 دل تک پہنچا ہی تو آدمی روم کو لذت حاصل ہوتی ہے اور قوی ہی اور سکون جلد جذب الہی
 میں اور اس سبب کہ روم پر اس کی تاثیر بھی ہوتی ہے اس لیے اطمینان کہا ہی کہ جب کئی فی کی
 کیفیت دیکھو پانچائی منظور ہو تو اس دو عالمی کو خوشیوں میں ملا کر دنیا جا ہی سہمی کہ دل خوش ہو کا
 جذبات ہی یعنی کہینہ والا تو اس خوشیوں کی ساتھ اس دو کو ہی جلدی پہنچ لیکھا اور اس طرح
 جس دو کی کیفیت جاکر یعنی طبعی کو پہنچانا منظور ہو تو اس کو سہمی میں ملا کر دنیا جا ہی
 اس لیے کہ جگہ سہمی کا عاشق ہی تو وہ ہی اور سکون لیکھا چوٹی تہید اور ماکہ جگہ پر برین دان
 محاذ کھنا اس واسطے کہ اشد اور مد کی رعایت کی سبب کلام الہی میں عظمت اور بزرگی نمودار ہو
 اور تاثیر میں ہی مد کرتا ہے ساتویں آیت قرآن شریف میں کوئی خوف کا مضمون سنی تو دل
 ہموں تاثیر جاری اور حقیقتی سی پناہ طلب کری اور اگر کوئی ستموں پڑے اپنے مقصد اور
 مطلب کے لئے تو دمان ہی نہیں اور اس چیز کو حقیقتی کی درگاہ سہمی اپنی واسطے طلب کے
 اور اگر قرآن شریف میں کوئی دعایہ کوئی ذکر پڑھنی کیوہی حکم ہو تو دمان ہی ہوتا نہیں اور کم سے
 کم اس دعایہ ذکر کو کمر تہ تو پڑھنی سہمی کل تریدنی علیک یا سب سات چیزیں ہونیں حکمی تر تیل میں

سبب مخلوقات کی شان ہی یعنی مخلوقات کا خاصہ ہی کہ جب ایک طرف توجہ ہو تو اوجھت و دوسرے طرف
 متوجہ نہ ہونے پر سکتی اور لایہ نگاہ شائے عن شان حق تعالیٰ کا خاصہ ہی یعنی اوس ذات پاک کا ایک طرف
 متوجہ ہونا دوسرے طرف کی توجہ کو مانع نہیں ہی تو کلام الہی کی تلاوت پہلی اور دوسری کی
 کا سبب ہوتے ہیں کہ اس کلام کی لفظ اوکے معانی پر دلالت کرتی ہیں اور وہ معانی حق تعالیٰ
 علم میں ایک طرف دراز کلام لغتی کا جملت ہند ایک صفت ذاتیہ صفیوں ہی بن گئی ہی اور اس
 مقام میں اسی فائدہ عمدہ کو یاد رکھ کر کی ترتیل کی حکم کی تبدیل یون ارشاد دہوتی ہی **اِنَّ السُّلٰطٰنَ اِنِّیْ**
عَلٰی زَیْرِ اِنَّا سُلٰطٰنٌ عَلٰی نَقِیْبَتِہٖ ہم اور اس کی توجہ فرمان و شوالہ ہی دعوت کا
 طرف سلام کی کہ ہم اکی ڈالینگے توجہ بہاری بات **مَوْءُؤُہٗ** **نَفْسِیْرِ** قول ثقیل سے
 مراد قرآن ہے اس لیے کہ اوس میں اوام و نواہی ہیں کہ جو تکالیف شاذہ اور بہاری ہیں مکلفین پر
 یا بہاری ہیں منافقوں پر **مِلَّةٌ اِنَّا سُلٰطٰنٌ لِّہِیْ** انہی تحقیق قریب ہی کہ ڈالینگے ہم توجہ بہاری
 جوہیت بہاری ہی حاصل مطلب کا یہ ہی کہ بدلے کے پیدر پی قرآن کو تہرنازل کر کے تو کلمو
 جا ہی کہ جب قرآن تیسرا وتر ہے اوس کے تلاوت میں را کھو شوق رسا کر اور اوس عبادت
 خاص کی انوار سے اپنے تین متشرف کر کی اوس فیض غلیم کی قبولیت کا مستعد اپنے میں
 حاصل کرو اور ابتداء میں قرآن شریفہ ازل ہو نیکی وقت بہت گرانی و سختی گذر گئی ہی اور کلام
 طور یہ ہے کہ جب وحی کا نزول شروع ہوتا تھا تو پہلی ایک آواز گہنی کیسی آپ سنتی ہی اوس
 آواز میں بدون ہمتا و محتاج کی حرف اور کلمی ظاہر ہوتی تھی اور وہ آواز تیز و تند ہر طرح سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تاثیر کرتی ہی کہ ابھی اس ظاہری و باطنی بالکل اس عالم سے
 منقطع ہو کر اوس عالم کی طرف متوجہ ہو جاتی ہی اور ایسی حالت آب برظا ہر ہو جاتی ہی جیسی
 روم بدن سی پہنچتی ہی اور ابھی پیشانی مبارک پر پسینا آجاتا تھا اور آپ بیہوش ہو جاتی ہی ایسی
 کہ ارواح و مانع کو صعود کرتے تھے اس سبب کہ حب عصا بدنی سست ہو کر نقل طبع کی طرف خود
 کرتے تھے چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت آئی ہی کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم پر جاثو نمین جسد بیت ٹہنڈک بیوی تہی اور وحی آتی تو آپ کے پیشانی
 مبارک سی پسینہ نکل آتا تھا اور وحی نزل ہوتی کیوقت اگر آپ اونٹ یا گھوڑی یا کسی جانور پر سوار
 ہوتی تو وہ جانور گر پڑتا تھا اور ایک اونٹنی خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصا اور قصوانام
 تھا وہ گرے نہتے لیکن اپنے باؤں کو ڈیرا کر کے زمین ٹیکتی ہی اور گرے نہتے اور اوسکو
 ہر طرح کی عادت ہو گئی ہی اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی آتی کیوقت کسی کی را کھو توجہ
 دینی ہو ہی تو اوس را کھو ٹوٹتی کا خوف ہوتا تھا اور اگر کاجہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور دم
 چڑھنے لگتا تھا اس طرح کہ درسی اوسکی آواز معلوم ہوتے تھے اور کبھی گرنے پہلے کہ بدن لکھو
 کے سب قرار لون اور وجہ کو دیکھو اور کہنا جا ہی تھے گرنے پہلے کہ اون دشمنو کی سامنی ٹہرنا

یعنی زہد
 کو تہرنازل
 پہنچنے
 جہت

پڑھتے پہ قبیلہ کی طرف موبہدہ کی جتنی اور ذکر و فکر میں مشغول ہوئے پہ مغرب کی نماز
پڑھ کر گھر میں تشریف لیا جاتی پہ پہل وعیال کی تسلی اور دلاسی میں اور ہماروں اور مسافروں کی
کہانا کھانی میں خود متوجہ ہوتی اور اگر دنیا کی مالکی قسم سی کچھ گھر میں ہوتا تو اسکو وسیع وقت
مستحق کو عنایت فرماتی کہ دنیا کا مال آپکی دولت سر زمین لاکھ توڑی پہ روسکی بعد آپ کہانا
نوش جان فرماتی اور جاؤر دھکی دانہ چاری کی آپ خبر گیری فرماتی تاکہ ایسا ہو کہ کوئی جانور
بلی زبان ہو کا پیاسا لگیا ہو پہ روسکی بعد آتجا وغیرہ کر کی وضو کرتی اور مسجد میں تشریف
فرما ہوتی اور نماز عشا کی ادا کرتی اور دو کوڑی دینی بچھری رات میں پڑھتی تسلی پہ رسوائی کی
لین تشریف دینا نہ میں لی جاتی اور چار لعین نفق پڑھتی پہ شریع اور کبیر اور خمد بجالاتی پہ
قرآن شریف کی کمی سورتین پڑھتے جیسے سورہ زمر اور سورہ اسراء اور چون سجات یعنی سورہ حدید اور
سورہ حشر اور سورہ صف اور سورہ قمان اور جمعہ اور سورہ علی اور سورہ غلاص اور سورہ فاتحہ اور سورہ
اور سورہ بقرہ اور سورہ ملک وغیرہ یہ سب سورتین پڑھ کر آپ آرام فرماتی پہ جب سطر جکی اور پتہ
سمور اور بندہ ہی ہوتی ہوں تو اس قسم کی مجاہدہ عظیم کی مجاہدیش کہان ہی کہ تھی دیر تک اس
امر میں مشغول رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ دیکھو اگر جب طرح طرحی عبادتوں میں تم مشغول رہو
لیکن اس وقت کو لینے پھیلے پہ کو ہی عبادت ہی حالی مت رکھو اس لئی کہ اس وقت کا مجاہدہ
مجاہدوں کی دور کرنے اور قرب کی حاصل کرنے میں کثیر عظم ہی کوڑی عبادت اور کوئی شغل سب
نہیں پہنچا بلکہ جتنی شغل اور جتنی عبادتیں ہیں سبکو یہ مجاہدہ رونق دی دیتا ہی سو ایسی ہی وقت
کو ہرگز مفت نہو یا جا ہی **عزیز متبہ** جانا جا ہی کہ نماز تہجد عجیب نماز
اگرچہ اکثر فقہاء لئی مستحب کہایں ہو لیکن محققین کی نزدیک سنت موکدہ ہی ایسی کچھ
فضائل کے حدیث ہی لکھی جاتی ہیں تاکہ لوگ رغبت کر لیں ایسی پڑھنی میں فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین گروہ لگاتار ہے شیطان اوپر گدی سرایک مہار کی حیثیت
کہ وہ سوتا ہی پڑھتا ہی ہر گروہ پراس مضمنہ کہ اوپر تیری رات دراز ہے پس سورہ پہر اگر جاوہ
اور یاد کیا اللہ تعالیٰ تو کھل جاتی ہی ایک گروہ پہر اگر وضو کیا دوسری گروہ کہلے ہی پہر اگر نماز
پڑھے تو تیری گروہ کہلے ہی ہے اور صبح کرنا ہی شان دان و خوشدل اور نینر تو صبح کرنا ہی بدول کا
اور فرمایا کہ لانچ کر دینے پر قیام رات کا یعنی نماز تہجد کی کیونکہ طریقہ ایسی ہو گو نکاہی کہ پہل
تسبی ہے اور تہجد مہار یکا ہے طرف پروردگار مہار لکی اور سبب ہونی گن ہونکا ہی اور سبب
باز تہجد گناہوں ہی اور قیام رات کا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تاک کہ دم کسی گئی پہنچا کر
آپکے عرض کیا تو کوئی لی کہ یوں کرتی ہیں آپ ایسا اللہ تعالیٰ فی تو بخشد لی ہیں آپکے گناہوں کو
فرمایا کہ نبوؤن میں بندہ شکر گزار اور حضرت کی ساسنی ایک شخص کا مذکور ہوا کہ تمام رات
سوتا رہتا ہی صبح تک نہیں اٹھتا نماز تہجد کی لئی فرمایا کہ پیشاب کر جا یا ہی شیطان اوکی کا تو نینر

کہ تیری کامی کی کائنات ہی سمی ہوگی اور اوس نام کی ذکر کا طریقہ اسکو تعمیر کرنی اور اگر کسی آدمی کی
 جبرہ متغیر نہ ہوتا جسم میں جنبش نہ ہوتی تو اب اوس ہی کہہ دیتی کہ خمین قرب اور جذب کے راہ کو
 سلوک کی استعداد نہیں ہی تجکو اس راہ کے طریق کو اختیار کرنا چاہیے اور تجارت مایہ نعت یا کسی اور شے پر
 مشغول ہونا چاہی اور اہم پروردگار کا خواہ تہا ہو خواہ تہلیل کے ضمن میں یعنی نفی و اثبات میں خواہ تبیین
 اور عقیدہ اور تکبیر اور لاعل یا اور سنون ذکر و نمکی مضمون میں اور ذکر کا طریق آپ بجا بنائے تو کسی
 جانتی والیسی پوچھ بیوی جبکہ فرمایا اللہ تعالیٰ فی قاسمکوا اھل الذکر ان لکنہ کا لعلہ و ربہ عہ
 چیز اس مقدمہ میں یہی کہ کسی محضہ و کسی دم خافل نہ رہے اور کوئی عمل اور کوئی شغل ہو کہ
 اوس یاد کو جو پورے چنانچہ اور آیت میں فرماتی ہیں کانہیں ہم تحاکف و کانہیں عن ذکر اللہ اور اگر کو
 اس بات کا ہو کہ فلاں عمل فلاں شغل کے سبب یا دہی سی غفلت ہو جائیگی تو لازم ہی کہ اور
 شغل اور عمل کو چھوڑ دے و تبتل الیہ اور کثات و عییدہ ہونا ایک طریق سی یعنی اوس
 ہو اور اپنے پروردگار کی طرف جمع کر تبتل کا شنا و عییدہ ہونا ایک طریق سی یعنی اوس
 عمل اور اوس شغل کے علاقہ کو اپنے طرف اور اپنے اختیار سے کٹ ڈالنا چاہی اس لمی کہ بدین
 قطع کر لے اوس عمل اور اوس شغل کے علاقہ کے آپ سے عییدہ ہو جانا کہ کسی ظلم کا سبب بڑتا ہی اور
 خلاف شرع ہو تا ہی جیسی نوکر کہ بدون نواری جو بڑی اپنی اگر کہی بیٹہ ہی یا مریغی قطع کرنے کا
 کے علاقہ کے جروسی علیہ ہو جاوی اور اسکی صحبت اور اس کے خاطر داری سے اور ان فقہ کے
 خبر گیری سی عییدہ ہو کہ بیٹہ ہی تو یہ بات ظلم صریح ہی اور خلاف شرع کی سی طرح اور جبرہ و
 قیاس کر لینا چاہی اور ہے قید کے طرف اشارہ کرنے کیلئے بتیلا فرمایا اسو طے کہ اوس قسم کی لفظ
 بیان کرنا منظور ہی جسکی قطع کرنیسی کی طرح کا علاقہ حاصل نہو تقاضا کی تاکید منظور نہیں
 بتیلا فرماتی اور اس قطع اور تبتل کے بہت فائدہ ہیں بتیلا فائدہ صین ذکر میں ہی یعنی ماسوی اور
 خطے و ملین نہ آوین تاکہ جو ذکر سے غرض ہی وہ حاصل ہوگا اور حبیب خطے ملین آوین تو ذکر
 نہیں رہتا ہی اور نہ کو کی طرف خالص توجہ کا سبب ہی نہیں بڑتا ہی تاکہ مریغی اور شغل سے
 حاصل ہو دی و شغل فائدہ و ذکر کی شرافت رہی میں ہی اس واسطے کہ کسی چیز کے طرف توجہ نہو
 پہلے چیز کی طرف توجہ کا اثر مٹ جاتا ہے اور اور خطرو کی طرح یہ توجہ ہی بجا نہ ہو جاتے ہے
 فائدہ یہی کہ تمام عبادت و تہن فاع البال ہونا بشرط ہی اور مخلوق کی طرف علاقہ کہنا فراغ پا
 کو مانع ہی ہو تا فائدہ یہی کہ بہت کئی ہوشی مخلص حاصل ہوتے ہی جیسے زمانہ او غیبت اور غیبت
 اور خوشامد اور مہتبات اور بدعات کا دیکھنا اور تری صحبت کا اثر ہونا یا چوان فائدہ یہی کہ یا
 سوی مدد کے محبت کو نفی کرنا ہی جیلہ ذکر الہی محبت الہی کو دلیں زیادہ کرنا ہی پس بتیلا تقیہ کے
 ہے دوائی کے استعمال کرنے سے پہلے خطہ قبل استعمال دوائی کی تقیہ بشرط ہی سی طرح قبل ذکر
 بتیلا ہے بشرط ہی یہاں چاہا جاسی کہ دنیاوی علاقہ و فوسعی علیہ ہونا اور اونکی محبت کی شے کو نہی

لا
 بظہر ہر وہی
 ذرا دلالت
 بظہر ہر وہی
 اگر کو نہیں
 معلوم ہے
 علیہ
 نہیں کہ ہو
 اور کو مریغی
 اور نہ شغل
 استقلال
 کیا ہے

کا ثنا ذکر آئی اور سلوک الی اللہ کے ابتدائین شرط ہی یعنی ضروری ہی بدون اس انقطاع کی کچھ
فائدہ نہیں ہوتا لیکن انتہائین یعنی جب ہستغراق اور خلاط کے جمع کی قوت حاصل ہوئی تب شرط
نہیں بلکہ اس وقت میں خلاط تبدیل سے بہتر ہوتا ہی آئی گا ورنہ کسی سبب سے سکھانا اور سکھانا اور بے دنیا
اور اور بے دنیا اور ہدایت اور نصیحت اور حقوق کی رعایت ہوتی ہی اور دون عبادتوں کی ثواب حاصل کرنے کی
سبب سے جو خلاط یہ وقت میں جیسے مریض کی عیادت کرنی اور خجائی کی ساتھ جانا اور محتاجوں کی سزا کرنی
اور اپنے خوشی اور باکی ساتھ سلوک اور عاجزی کرنی اور صبر کرنا اور خلوت اللہ کی زیادتی کو سہلانا اور سکھانا
خدمت کرنی اور مہمان داری کرنی اور حلال طریق سے مال حاصل کرنا مگر اسکو صدقین اور حبیب
نفقہ نہیں اور مسجد و مکی تعمیر وغینہ اور سافر خانوں کی بنانی میں صرف کری اور بعضی فقہاء نے فاذکر لیسیم
سرباک کو مکبر تحریر کیا و تبدیل اور فہم دین پر عمل کیا ہی سہی کہ دونوں ہاتھ ابتدا و نماز میں اٹھائی آسما
طرف اشارہ ہی کہ میں دونوں جہان سے ہاتھ اٹھانا کہ خدا کی یاد میں مشغول ہوا ہوں اور بعضی صورت
تبدیل کو ذکر کے وقت یعنی ماسوی اللہ پر عمل کیا ہی اور طریقہ اس تبدیل کا یہ ہے کہ تدریک سکائین یہی
اور سر اور ہونہ کو کپڑے لیٹ لی اور اکٹھین بند کری اور زبان کو سواہی ذکر کے متلاوی اور یہ وقت
کری کہ جب معدّی ہو اور ہول ہولگیں ہو کہ کاغذ نہ ہوا اور کم نہ ہوا اختیار کری سہی کہ اگر ان دونوں
چیز کو دل کے روشن کرنے میں ٹرا دھل ہی اس وجہ سے کہ کم کہانا دل کے خون کو کم کرتا ہی اور جاگن دل کے
چربی کو لپکاتا ہی اور کسی شخص مقرر کری کہ ضروریات کی خبر گیری کر ہی جیسی کہانی مچنی کی اور کچھ
اور کہانین پڑھی جیسا حکری کہ حلال چیز ہی ہو اور قرض اور سنت کی ادا کرین اور ذکر دائم میں
مشغول رہے لیکن قبلہ و ہوا و طہارت سے اور حضور دل سے اور ان بان سے ذکر کری یہاں تک کہ زبان حرکت
رہ جاوی اور بے اختیار ساتھ ذکر کے جاری ہو پراسکی بعد لین خیال کر نیسی ذکر کری یہاں تک کہ
ہی در بیان میں نہ رہن فقط معنی میں جم جاوین پراسکی گنتی اور شمار نہیں رہتا ہی بلکہ ذکر ہی
ایک حالت ہو جاتا ہے اور حالتوں سے پہر اسوقت اسکو شدت کی محبت پیدا ہوتی ہی اور نہ کو کو
یعنے سکویا ذکر تا ہی اسکو کسی وقت یہ دل نہیں سکنا موجب قول شاعر کے شعر دن تو اسکی ہے
تصور میں کہ جاتا ہی شمس کو خواب میں ہی دوسری نظر آتا ہی پھر اسکی بدب چیزوں کی طہاری
ہو یا ناشی عیبت حاصل ہوتی ہی یہاں تک کہ اپنے لفظ سے اور لفظ سے صفا سے ہی غائب ہو جاتا ہی
اور اسی مرتبہ کا نام قرب ہی پراسکی بعد تو یہ نوبت پہنچی ہی کہ ذکر سے ہی عیبت ہو جاتی ہی فقط
مذکور اور محبوب کا شہود و حضور باقی رہتا ہی اور یہ مرتبہ فنا کی سرحد ہی پراسکے بعد اسکو ایک انصال
اپنے محبوب کی ساتھ حاصل ہوتا ہی کہ جسکی کیفیت بیان ہو سکی اور نہ قیاس میں آوی اور یہ
رتبہ ولایت کا ہی اس رتبہ والیکو شاہ اور ولی اور واصل کہہ سکتی ہیں اور اسکی ماقبل کے رتبات
غالب اور مرید اور شوقین اور جو باکیتی میں یہاں تک بیان تبدیل کے طریقہ کا ہوجا چکا اور جو باکیتی
ایک شبہ کا محال تھا کہ شاید کسیکے خاطر میں آوی کہ دینیوی علاؤ کو نکو قطع کرنا کہ طبع متصور ہوتا

جو کچھ کہنا چاہتا ہوں

سورۃ النکاح

فان کا ہونے

فقد و لکھتے ہیں

قریش کی عورتوں

عقبت کے

فرستے

وہی عذاب

اور کچھ

اجل نکاح

اس کے بعد

اور اس کے بعد

نکاح اور عقاب کے مابین کچھ تعلقی اور بدلتا ہوا نکاح تیسری شریعت میں ہے کہ باوجود جدائی کی اولیٰ خیر خواہی ہوگی
میں تصور کرنا اور اولیٰ شہنشی کی بات تو یہ ہے کہ نکاح ان علماء کی کہاجی کہ جو جلیل و وسیع کام کی تہہ
یہ متین باتیں پائی جاوین اور اگر ایک ہی نہ پائی جاوی تو وہ جو جلیل نہیں ہی اگرچہ وہ ایمان مانی
جاوین اور یہ بات بہت دشوار ہی اور جیسی کہی حلاق کا حال تھا جو نہیں دیکھا ہوگا اور کوکب و خیر
کہ جی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راہ کی منکر و منی حسن خلق اور خیر خواہی کیا کرتے تھے کسی نے
حاکم نہیں ہی کہ اس طرح کر کے اور یہ ہے وہ تہی اولیٰ ہدایت پانچویں کہ یقین علی ہوا اولیٰ کہ یہ
نفاذیت سے نہیں کہتے ہیں بلکہ اولیٰ اور یہی خیر خواہی ہی موجب حکم الہی کی کہتی ہیں سرسبز
تفاوت بین کران آخر کو لا چاہے اور کچھ فراموش داری اختیار کی اور دل جان کی کچھ حد تک نہایت پرستند
اور اگر شامی اور تہا ہی خیال میں آوی کہ ہم تو یہ کرینگے لیکن یہ جو اور کوکب کا ہی بین قانون
دین کو چیل کر تو اس کا کیا علاج ہی سوچتے تھے اس خیال کے جواب میں فرماتا ہی کہ اس امر میں ہی
فصل نہ ہو چھوڑو کہ وہ کہتے ہیں واللہ بین اولیٰ اللہ و مہلکم قلنا اور جو چھوڑو چھوڑو
صاحب فامیت اور بہت ہی اولیٰ ہوئی ہے کہ **فصل** اور جو چھوڑی چھوڑی اور چھوڑا نیوا کو
جو آرام میں ہیں اور ڈھیل ہی اولیٰ ہوئی ہے کہ **میں تفسیر** یعنی دین کی چھوڑا نیوا کو جو آرام
میں ہر سے ہیں اور عبادت و شب بیداری چھوڑ گئی ہی اولیٰ ہوئے بدعا نکاح کی لئے ہم کو ہر گز
میں سمجھنے لگے اور ہی جیسے ایک لوگ یہاں ذکر اللہ اور ریاضت و مشقت کر دیاں کی عین و آرام کی
ہوئے ہیں لیکن یہی یعنی بیان عین و آرام کر کرستی و نام کی عذاب بلکہ عین و آرام کی عذاب ہوئے
ہی دنیا میں عبادی کو بلکہ کچھ بہت دینی جا ہی کرنا عین و آرام میں رہ کر وہاں کے عذاب کا ہوتا
خوب سا پیدا کرین کہ **حسن نری** ان لکھنا انکا لا و حیح و طعم ما دا عَصَہ و عذاب اللہ عقیق ہے
ہمارے بین قدین ہماری اور ان کہتی اور کہا نامی میں انکا اور عذاب و دینی والا ہے **فصل**
ہماری پاس بیڑیاں میں اور ان کا ڈھیر اور کہا نامی میں انکا اور وہ کہتی مارے **میں تفسیر**
اور ہماری پاس تیار ہیں ہماری زنجیریں جو اولیٰ باؤن میں ڈالینگے عوض میں سکی کر دنیا کی عطا ہوئے
پس ہے تھے اولیٰ ہوئے نہیں تھے اور اس کے عین میں ایسی مشغول ہو گئے تھے کہ راکھ و وہ کر
نامہ میں کہتے ہوئے دل چاہتے تھے اور ان کی دہکتی ہوئی عوض میں اہل مجاہدہ اور اہل
و کہ شوق اور عشق کے سونش کے جی طرح وہ دنیا میں اپنے تئیں اس طیش میں جلا تے تھے اور
ل کو اس آگ کی گرمی سے اٹھانے تھے اور یہ منکر نے اور عین اور اتے تھے وہاں وہ چھوڑا
اور یہ منکر وہاں کی آگ میں جلینگے اور یہی اس ریاضت یہاں قرآن شریف کے پڑھنے میں اور
اللہ کرنا سبب مدد کے گلے برصدا و مہاتے ہیں دنیا میں اور منکر عین و نام کر مزاجی میں رہتے تھے
کہ چھوڑا کہانے کہاتے تھے اور شربت اچھا چھوڑا پیتے تھے اور عین و نام چھوڑا پیتے تھے
منکر و کو کہا ناگو کر قوم لکھا اور عذاب و کہتے تھے والا یعنی یہ عذاب و دوسرے قسم کا ہی عین بہت

کو اصل میں یہ سورۃ اسی آیت پر تمام ہوئی تھی چنانچہ مفسرین نے حضرت عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام
 رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ اس سورۃ کے اول میں جو شب بیداری کی بالکل بے شمار
 اور مجاہدہ اور تہجد کے اور انکی وہ بیان کیا ہی اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیق صحابہ
 سلوک کے لئے میں انتہائی جیکسی کوشش کرتی شروع کی بلکہ اس قسم کی عبادت کو اپنے اور لازم کر لیا
 اور جو شب بیداری میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ بعضوں نے تورات کا سونا چور ڈیا تھا اس خوف کی بنا پر
 کہیں زیادہ ہم جو جاوین اور اس مدت معین میں جو ہم پھر رہے تھے تو یہی بات یا اس کچھ تھوڑے
 کم زیادہ میں غلط واقع ہو جاتی اور زیادہ سونے اور گے پیچھے رہنے کے سبب اس وقت کو پورا کر لیں
 اور ہم فقیر واریت میں چنانچہ ان لوگوں کو بہت محنت و مشقت ہوئی آخر کو انکے ہاں جو جب گئے اور
 تک لوگے زد ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حال تھا چنانچہ یہ حکم اور اسی قسم کی
 محنت و مشقت پورے ایک سال تک ہی بعد کیا اس کے حق تعالیٰ نے یہ لکھ لکھ آیت اس سورۃ پر زیادہ
 کر کرنا دل فرمائی سو اس آیت کے نزول کے سبب مدت کی تعین صاف ہوئی لیکن جہل تہی کی نماز
 اور شب بیداری بغیر تعین مدت کے اور بغیر تعین کثرت کے اور بغیر تعین قراءۃ کی قدرت کے
 باقی ہی بلکہ سنت سوگند ہوئی پھر اس آیت کے اور تشریک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل
 اور صحابہ کو حکم کرنا مختلف جیسکی قوۃ اور سہولت آپ دیکھتے تھے دیا آپ حکم فرماتے تھے
 اور وقت کی کمی زیادتی دل کے لگنے پر موقوف رہی لیکن اگر دل زیادہ لگے تو زیادہ جاگے اور جگہ
 مشغول ہے اور اگر دل کو چین ہو تو تھوڑی برکتھا کرے اور میں کچھ نقصان نہیں ہی ہو حضرت کا
 رہی را اللہ صل وسلم علیہ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے فرمایا تھا کہ تہجد کی نماز میں
 ایک ختم ہر چھتے میں کیا تو تہرات کو ایک سیپاہ کی قدر قراءۃ قرآن شریف کی ہوا رنگی اور
 بعضی روایتوں میں ختم قرآن شریف کا چالیس تہین ہی آیا ہے پھر عبداللہ بن عمر نے اپنی قوۃ اور
 رغبت اس امر میں زیادہ بیان کی تو اپنے ایک ہفتہ انکے لیے مقرر کیا لیکن ہر ہفتہ میں ایک ختم
 کیا کر دیا کہ سہا پہن سے لے کر پناہی سہول کر دیا تھا اور قرآن شریف کے سات حصے ہر ہفتہ کر لیں
 سب کے تہجد کی رات کو تین سو تین اول قرآن کی اور شبہ کی رات کو پانچ سو تین اور ایک شبہ کی رات
 سات سو تین اور دو شبہ کی رات کو نو سو تین اور شبہ کی رات کو گیارہ سو تین اور چار شبہ کی
 رات کو تیرا سو تین اور شبہ کی رات کو سو رات ہی سے آخر قرآن تک اور سہ سو تین رات کا ختم تھے نیز
 کر پہلے دن سورہ فاتحہ سے سورہ مادہ تک پھر بائسی سورہ یونس تک پھر دس سورہ اسرار
 پھر دس سورہ شرا تا تک پھر دس سورہ و اصف تک پھر دس سورہ ق تک پھر دس سورہ تک
 اور حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ جب کے شب کو سوہ مادہ ہی تمام کرنے تھے اور شبہ کے
 شبہ سورہ ہود کے آخر تک اور یک شبہ کے سورہ مدیم کے آخر تک اور دو شبہ کے سورہ کو
 سورہ قصص کے آخر تک اور شبہ کے سورہ صافات کے آخر تک اور چار شبہ کے سورہ ہود کے

تذکرہ

تذکرہ

لِخُصُوصَةٍ فَتَأْتِ عَلَيْكُمْ فَاقْبِضُوا مَا لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ عِلْمٌ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ
مُرْضُونَ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ
يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْبِضُوا مَا لَيْسَ مِنْهُ ۖ وَاقْبِضُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
وَاقْبِضُوا لِلَّهِ قَرْضًا حَسَنًا لَوْ مَا تَقَدَّرَ مِنْكُمْ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ
عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُوفٌ رَحِيمٌ ۝
تعمیق پروردگار تیرا جانتا ہی کہ تو او ہمتا ہی قریب و دو ہمتا ہی رات کے اور آدھی رات کو اور ہمتا ہی
اور بھی او ہمتی ہی ایک جماعت او عین سے کہ ہمراہ تیرے ہیں اور خدا اندازہ کرتا ہی رات و دن کو ہمتا ہی
خدا کہ ہمراہ تیرے ہیں قیام رات کے کہ نیکی یعنی عبادت نہیں کر سکتے پس ساتھ رحمت کے ہمراہ
تیسرے ہیں اگر ہو جو کچھ کہ آسان ہو قرآن سی جانا خدا کے کہ ہو گئے بعضے تم میں سے بیار اور اور کہ سفر کر
ہیں زمین میں طلب روزی کی کرتے ہیں فضل خدا ہے اور اور کہ لڑتے ہیں راہ خدا میں پس سچ ہو
جو کچھ کہ آسان ہو قرآن سے اور قائم رکھو نماز کو اور روز کو اور فرض خدا کو فرض دنیا کی یعنی
مال صرف کرو عباد میں واسطے توقع ثواب آخرت کے دہلہ علم اور جو کچھ کہ لگے پیچھے ہو اپنے لیے
قسم عمل نیک سے اور کو ہمتا ہی باؤ گے نزدیک خدا کے اور بزرگتر باعتبار مزدوری کے اور طلب بخشش کر
کر خدا سے تحقیق خدا بخشنے والا مہربان ہے سترجم کہتا ہے کہ یہ آیت بعد ایک سال کے نازل ہوئی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ہی سوتہ کے ملا دی سببنا نسبت کے اور سبیلے ساتھ سوتہ کے ہوتا
میں نہیں موافق ہے ۵ **فصل ۵** تیرا رب جانتا ہی کہ تو او ہمتا ہی نزدیک و دو ہمتا ہی رات کے
اور آدھی رات کو اور ہمتا ہی رات کو اور کتنی لوگ تیری ساتھ اور خدا جانتا ہی رات کو اور دو گنا و سنے
جانا کہ تم اسکو پورا نہ کر سکو گے پر تم پر سنا فی پہنچی سو پڑ ہو جتنا آسان ہو قرآن جانا کہ لگے ہو گئے
تم میں کتنی بیار اور کتنی پیرتی ملک میں ڈھونڈنے اللہ کا فضل اور کتنی لڑتے اللہ کے راہ میں پس
جتنا آسان ہو او عین سے اور کہری رکھو نماز اور دینی رہو رکات اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح
قرض دینا اور جو لگے بہو گے اپنے واسطے کو فی نیکی اسکو باؤ گے اللہ کے پس تیرا اور تھا عین باؤ
اور سنا فی لگوا اللہ کے بینا اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۵ **موہ تفہیل** واللہ العلیہ السلام
یعنی ہمیں قادری اندازہ کرنے رات و دن پر او نہیں جانتا اندازہ سے اوکے ساعتوں کے مگر اللہ ہی وہ
پیر جب قیام کیا صحابہ نے تو وہو جگہ قیام اوکے میں نازل ہوئی یہ آیت حکم ان کی تھوہ یعنی جانا
اللہ نے کہ ہمیں طاقت رکھنے کے قیام رات کا اور اندازوں سابقہ پر مکرشدہ و مشقت
اور او عین جب ہی قیام علیکم یعنی پس تحقیق کی تیرا اور ساقط کیا تھے فرض قیام رات کا تا خدا
پس پڑ ہو نماز میں اور مرد و جو کہ لیے ہے یا غیر نماز میں اس صورت میں کہ سرتاباب کے لیے ہو
ما لکسکرت جو آسان ہو تیرے قرآن سے روایت کیا ہے ابو سعید رحمہ اللہ نے الی ہر سیرۃ
کہ او ہمتا ہی کہما جسے پڑ ہیں سواتین راتیں نہیں کہہا لیا غافلین سے اور جسے پڑ ہیں سو سواتین

لے لے لے
اور عین
بجہ خود
علیہ السلام
اللہ علیہ السلام
مقتضی بالقرآن
۱۲

سوی اسکے ترسل و تجوید تو ہوتی کہ نہیں پس قرآن قرآن نہیں رہتا ہی اور اگر تمہارے دلوں میں اسے کامل کیا
 والوں میں گزرنے کے البتہ شب بیداری کے واسطے مدت کی تعین تو باعث مشقت تھی لیکن مدت کی تعین
 قرآن شریف کی قرات کی قدر تو ہمارے لیے بہت مناسب تھی اور سمین کوئی مفید یہی نہ تھا
 مدت کی تعین کو بالکل کیوں موقوف کر دیا یعنی مثلاً یون ارشاد ہوتا کہ مثلاً پانچ سیارے یا چار سیارے
 یا ہزار آیتیں یا پانچ سو آیتیں یا چار چار رکوع ہر رکعت میں پڑھا کر تو کس خیال کا جواب دھتا لے
 دیتا ہے کہ انزال الانزال حق تعالیٰ نے حکم کیا **اَنْ سَبِّحُوْهُنَّ مِنْكُمْ مِّنْ حَيْثُ مَنَ تَكُوْنُ جَانِیَا** یہ کہ البتہ
 ہونگے تم میں سے بیمار اور بیماران مختلف ہوں ہیں چنانچہ بعضی جاری لیس ہوتی ہے کہ اور سمین کہ
 آیت پڑھنے کی طاقت نہیں ہوتی ایک سیارہ ایک سو کتب پڑھی جاتی ہے **وَالْحَقُّ یَنْزِلُ فِیْ سَاعَیْهِ**
فِی الْاَنْجَازِ اور کتنے اور ہونگے جو ہر شے زمین میں اور پڑے دور و دراز سفر کرینگے لیکن وہ سفر
 ایسے نہیں ہیں جو منوع و حرام کر دیے جاویں ایسے کہ اون سفر و زمین **یَذْکُرُوْنَ مِنْ حَضَلِ اللّٰہِ**
 طلب کرتے اور ڈھونڈتے ہونگے فضل خدا جل شانہ کا یا ظاہری فضل جیسے رزق کی تلاش اور
 نوکری اور تجارت وغیرہ یا باطنی فضل جیسے طالب علمی اور حج اور عمرہ اور صلحا اور اولیاء کی زیارت
 تاکہ انکی صحبت سے دل کو روشنی حاصل ہوگا اور یہ امر ظاہر ہے کہ سفر میں ماندگی غالب ہوتی ہے
 اور آدمی تھک جاتا ہے ایک کھڑا ہونا اور کبھو پڑھنا ہی دشوار ہوتی ہے پھر سو آیتیں اور ہزار
 آیتیں کس پڑھی جاتی ہیں **وَالْحَقُّ فِیْ یَقَاتِلُوْنَ** کا لفظ آئے اور ہونگے کہ جہاد کرینگے **لَا یُحِیْطُ**
 کی راہ ہیں دین کے دشمنوں سے سوان کو کوئلہ اگر تعداد قرآن پڑھنے کی تکلیف دین تو قائل ہیں
 سے باز رہیں اور یہ تیغ و عذر جو مذکور ہوئے ہیں ہتیار کے قابل ہیں اسلئے کہ بیمار ہونا اپنے
 اختیار میں نہیں ہے حق تعالیٰ کے ارادے سے متعلق ہے اور روزی کی طلب زندگی اور ہونگے
 قیام کے لیے اور علم کے طلب دین کے کامل کرینگے لیے آدے کو ضروریات سے ہیں اور جہاد کرنا یہی
 عقیدہ ان اور علم کے صلاح کے لیے اور بیماری مسلمانوں کے بچاؤ اور بیماری کے لیے ضرور ہے اور
 جو مذکور ہیں سے بھلو کہ یہ عذر و سبب ہونا ضروری ہے اسلئے قرآن شریف کے درمقرر
 کرینگے علیہم تکلیف دینی مناسب ہوئی **فَاَقْرَءُوا لَیْسَ بِہِمْ جُنْدٌ سُوْرٌ** جو جنتا تہر آسان ہو قرآن
 بدون تعین قرات کے جسطح پہلی تخفیف میں قرات کی مدت کی تعین کو موقوف کیا تھا جس نے اور
 اگر اس شب بیداری اور تجدد گزاری کی مدت کی تعین موقوف ہو جائے میں تمکو خوف سہلات کا
 ہو کہ ایسا ہونا ہماری ریاضت و مجاہد میں قصور و قصور واقع ہوا ایسے کہ آدمی کا لفسخ دن و رات
 کہنے علیٰ مدت کے کسی کام میں مقید نہیں ہوتا ہے تو یہ خوف مست کر داور خوف سوچو کہ حق تعالیٰ
 نے جو چیزیں سمین کے لیے فرض کر دی ہیں وہ ہیت ہیں اور نہیں کے اور نہیں جہان تک
 ہو سکے کو شش و سہری **وَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ** اور قائم رکھو نماز کو جو پانچ وقت لگتی ہے کہ معتبر
 تہر فرض ہیں اور نماز کا قیام کرنا بڑا مجاہدہ ایسے کہ قیامت کے سترہ کرینگے ہیں اور نماز

رست او وقت ہوتی ہے کہ او میں کچھ خلل نہ ہو اسکے دل اور زبان اور اعضا کے عمل میں ہر خواہ وہ عمل سنت ہو یا مستحب ہو یا فرض ہو یا نفل کئی کئی اور دیتے رہو نہ کو کو جو سال گذرنیکے بعد ایک اندازہ تمہارے مال میں مقرر کر دیا ہے اور زکوٰۃ کا اور یہی بیت بڑا عبادہ ہے اسلئے کہ مال کی محبت کو دور کرنا نفس بڑا شاق ہے اور اس سے یہی ایک بڑا عبادہ جو نفس پر بیت دشوار ہے وہ یہی تمکو بتلاتی ہیں **وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا مَّحْسُورًا** اور قرض دو حق تعالیٰ کو اچھی طرح کا قرض دینا حاصل کلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محتاج بند تمکو قرض حسدہ دو اور سود و فائدہ اور حسدہ مت لو اور مالگنی کی یہ سختی و تنگدستی مت کرو اور اگر اٹھنے سبب دینہو کے اور کچھ کم دیوں یا وعدے دیر ہو جاوے تو ان سب باتوں کو اٹھانے قبول کرو اور بار بار قرض خدا پر رست و حسان مت رکھو یہی وہ قرض ہے جسکے حقیق انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے معراج کی رات میں بیٹھ کے دروازہ پر کھڑا ہوا دیکھا کہ جو خدا کی راہ میں ایک دم خرچ کرے اسکے لیے ثواب دم کا لکھا جاتا ہے اور جو یک یوم اللہ کے واسطے ایک دم قرض حسدہ دے اسکے لیے ثواب لکھا جان دم کا لکھا جاتا ہے اپنے حضرت جبریل علیہ السلام پر کھڑا کہ اسکا کیا سبب انہوں نے کہا کہ جو شخص خدا کی راہ پر دیتا ہے تو کہیں اسکا دنیا محتاج کو نہ پہنچا اور کہیں غیر محتاج کو اور آدمی قرض نہیں مانگتا ہے مگر محتاج ہے ہوا اسلئے قرض دینے کا ثواب زیادہ ہوا اور دینے سے **وَمَا تَقْضُیْہِمْ اِلَّا رِجَالًا** اور جو آگے بھیجے گئے اپنی ذات کے نفع کے لیے تاکہ عاقبت کا ذخیرہ ہو سکیں ایسے کسے جس کی جو خواہ نفل نماز و نفل روزہ اور خواہ نفل صدقہ ہو اور خواہ شب بیداری ہو اور یا کوئی اور عبادۃ ربانی یا مالی ہو **يُجْزِیْہِ** البتہ پاؤں گلاوے کے اجر کو ہر تھلک کے پس **هُوَ خَیْرٌ** وہ اجر بہتر ہو گا تمہاری ان نیکیوں کے جھکو تھے دنیا میں کیا ہو گا اسلئے کہ اجر قرب الہی کا مزا تمکو چھوٹا دیکھا **وَ اَعْظَمُ اَجْرًا** اور بیت بڑا ہو گا اور وہی ثواب کے آخر میں کمیت میں یہی اور کیفیت میں یہی اور بقا اور عدم فنا میں یہی سو تمہاری لیے نفل عبادت میں ثبری کھنچا جس ہے نفس کے مجاہدہ اور شفقت کے لیے اور اگر ماہ جو دان سب باتوں نے پہرے تمکو گئی ہو گنا خوف و دہشت ہووے تو اسکا علاج یہی تمکو بتلائے دیتے ہیں کہ **وَ اسْتَغْفِرُ اللّٰہَ** اور بخشش طلب اللہ سے **اللّٰہُ غَفُورٌ رَّحِیْمٌ** بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے تمہاری تقصیر و کمزوری بندگیوں کے ضمن میں بخشش کیا اور ان عبادتوں کے نوا کو کامل و پورا کر کے تمکو عنایت کرے گا اور کنا ہونگی یا کیونکو تھوٹے باکل دور کر دیکھا جس اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ تنہا تقیہ و اطمینان کے مقام ہے یعنی جیسے تقیہ بدنکی صحت اور مرض سے بچاؤ کے لیے کہ عظیم ہے کہ جو سمجھتے تقیہ کیا ہے او سکوا یا ضمت و دوزخ کی بدن کی تندستے کے لیے کچھ احتیاج نہیں غلو و خود مدان تندست سہیگا ایسی یہی جو شخص تنہا کی مداومت کرے گا وہ نماز و نفل الا انش سے ہمیشہ پاک و صاف رہے گا **عَزِیْزٌ قَاسِمٌ** یعنی پس نماز تجدید پر جو حقد آسان ہو تمپر غیر مقرر رہتا ہے تہا وغیرہ ہر اگرچہ برابر و وہ دہنہ بکری کے ہو پس یہ ہمارے تین ہونگی اور کہیں دو کعتیں نماز قرار

نواب قرض حسدہ دینے کا ثواب

میں نے اسکا سبب
اور اسکی وجہ
اسکے زیادہ
میں نے اسکا

[illegible][illegible]

کہ اس کی تہاں اور زمین کے اوسے پر کبھی میں اور چہ تجھ لو کے میں اور دن سب پر زمین موتی اور یا موت
 لنگی موتی میں یہ حال دیکھتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غش آگیا اور زمین پر آب گریزی تھوڑی
 دیر میں جو موتی آیا تہ جطر بنا اپنی تین گہرا کپڑا پہنچا یا اور اپنی بنی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 آپ نے فرمایا کہ تمہارا زرد جاپٹیسے سلیم ہوتا ہے کہ یہ کپڑا لڑنا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انکو
 لپی کپڑے اور ماسی اور سیوق حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان سے ترول فرمایا اور آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبھی ہو کر یہ آیتیں میں لایا تھا اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَنْزَلْنَاهُ ذُرًّا وَّ رَكَاةً وَّ اَنَّا جَعَلْنَاهُ نَجْمًا
 پھر بعد اسکے وحی کا نالہ دلے شرع ہوا اور اس سوئی ریل کے وجہ سورہ مزمل سے غابر سے متاثر
 ہی کہ اس سوئی اول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلوک راہ خدا کے لازمی اور فسخ کا مجاہدہ
 اور حقائق کی نزدیک حاصل کو فرمایا ہی اور اس سوئیں خلق اللہ کے جنمائی اور ہدایت کے لازمی کو
 فرمایا ہے اور مرتبہ کمال کا مقدم ہے کمیل کے مرتبے پر ایسے سورہ مزمل کو اس سورت پر صحابہ رضی
 عنہم نے مقدم کا کہا ہے اور کلام کے اور الفاظ مستعمل اور مضمون متفرق دونوں سورتوں کے استہرام
 بیت مناسب کہتی ہیں اوس سوئیکے اول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مزمل کے خطاب
 مخاطب فرمایا ہے اور اس سورت میں مدشر کے خطاب کے درجہ دونوں خطاب مضمون کے سوائے کہ
 قریب ہیں اور اس سورہ میں فرمایا ہے تم دلیل حق دین فرمایا تم قائد المکین اور دین میں ہدایت کا بازو
 جس کے کونٹیکو ہی اور دین میں خلق اللہ کو کامل کر نیکی لے ہے اور اس سورت کا نام سورہ مدثر اس کے
 رکبہا ہے کہ اس سورت کے اول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدشر کے خطاب فرمایا ہے اور مدثر
 عرب کے لغت میں اس شخص کو کہتے ہیں جو ایک کپڑا لڑا جو کپڑا کوٹنے اور اوڑھ لے جیسے دوسرا
 چادر یا کفن لگا دے کپڑا اسٹری اور لڑہ کو دفع کر لے سو یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ وحی الہی
 نزول بقدر عظمت اور بزرگی کہتا ہے کہ جو شخص تمام مخلوقات سے قوی تھا اور کسی چیز سے
 نہیں ڈرتا تھا اور شجاعت اور دلاوری اور کثرت اور کثرت کے تمام جہات میں شہرتی
 غلبہ ہدایت میں سب لوگ اسکی مثال دیتی تھی سو وہ شخص اوس وحی کے نزول سے قدر
 خوف میں آیا کہ اسکا بدن تہہ ترانی لگا اور اسے یہ خوف سنبھال گیا پھر جو لوگ جاتے ہیں
 کہ ہمارے اوپر وحی نازل ہوئی بلکہ یوں کہتی ہیں کہ اگر حق تعالیٰ کو ہمارے ہدایت اور ہدایت
 منظور ہے تو ہمارے ہر ایک کے پس منی کیون بنیں پیچھا سوادن لوگو کو کیا وحی کے عظمت
 معلوم نہیں ہے کیون دیکھ جو دوسے بن اور اپنے بے صبر کو جان بوجہ کہ چپا ڈالتے ہیں اور دیکھ
 اندھے بنے جاتے ہیں چنانچہ اس سورہ کے آخر میں ان لوگوں کی یہودہ کوئی کامیان آویکا بیٹے
 بَلْ یُرِیدُکُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنِّیْٓ اَنْزَلْنٰی حَقًّا مِّنْ سَمٰوٰتٍ ۚ کَلَّا وَاَوْسَعَ اَرٰتِیْ کِیْ طَرَفِیْ ہِیْ لَکُمْ
 شخص حسن منصب کے پوشاک پہتا ہے تو اوس منصب کے لوازمات کو بجالانا اور ہر ضرورت کو جاتا ہے جیسے
 مشینیت کا خرچہ اور قضا اور قضا کی چادر اور صہاب کا خلعت اور سوئی اسکے اور جو شرعی

۱۵
 تہاں سورت مزمل
 سورت مزمل کا خطاب

اوست پاك كے كے جو عذاب كريگا تصديق نہيں ہے ليے اوكے قدرت كى برابر كوئى قدرت نہيں كہتا
اور اوكے علم كے برابر كيا علم محيط نہيں ہے پھر اس سى ہيگا اور چہنا مظهر سركلمات معلوم نہيں
يہ كہ سبط ممكن نہيں ہے تو كہو كيا كہ چيز سى كرنى چاہيے و كہ كہ فكيكہ اور سپر رب كو بركنى
يا كہ اور ان لوگو كو كوسى خوب طرح سمجھا دو كہ كوئى شخص اوكے علم كے محيط ہونہيں اور اوكى قدرت
عام ہونہيں اوكى برابر سى نہيں كرسكتا اور كوئى چيز جو بى بوا بركنى اوكى اذيت سے باہر نہيں
اور كيا سى بى مشكل چيز ہو ليكن اوكى قدرت كے سامنے بے حقيقت محض ہے اور بعضوں كے كہا كہ
كہ اس تكبير سے نماز كى تكبير مراد ہے جو ابتدا و تحميد سے نماز كے آخر تك ہر انتقال ميں اللہ اكبر كہا
كہا جاتا ہے اور بعضوں نے كہا ہے كہ اس وقت اہل اسلام كے عرف ميں تكبير كہنا خوشى كى علامت
تہى سوكو يابون ارشاد ہوتا ہے كہ اب خوش ہو اور خوف مت كرو كہ ايا بركن صلب ہيے كہو
عنایت كيا اور سيمير بى كائنات كہو پنا يا اور اس تفسير كو تايد ديتا ہے و مضمون جو بعضے مفسر
آيا ہے كہ حضرت جبرئيل عليہ السلام سے جب آنحضرت ﷺ كے يہ آيت سنى تو تيسے پككرا اللہ اكبر كہا پھر
كچكے زبان سے سنكہ حضرت خديجہ رضاعى مہربان نے يہ تكبير كہے پھر كچكے تمام كہ و اون نے كچكے
سے تكبير كہى اور سب خوش ہوے اور جانا كہ پيرازہ اور خوف وحى كے نازل ہونيكے سبب كہ تا كوئى
خوف كى بات نہتى پھر اس وقت سے مسلمانو ميں تكبير كہنى خوشى كى علامت تبصر كئے يہ وجہ ہے
كہ عيدين اور حج اور شريعت كے دنو ميں تكبير واجب كر دى گيے كہ ہر نماز فرض كے بعد پككرا
تكبير كہا كر ين اور تكبير كا دن و نو ميں اور بخوفتہ ہر نماز كے اول ميں واجب ہونا اور تسبیح اور
تحميد كا كسى وقت واجب ہونيكہا پيسيد يہ ہے كہ يہ ذكر خاص اہل توحيد و اہل اسلام كا ہے
اسيے كہ حقائق كے ساتھ كسے كمال كے صفت ميں كسيكو برابر بنانا خاص ايمانداروں اور
موجد و بنا و عقاد ہے بخلاف تسبیح اور تحميد كے مضمون كے كہ تمام بے آدم كے كہ وہ اسے مستحق
اور جو شخص حديث كے كت بونكو اور صحابہ كے تواضع كو مطالعہ كريگا تو اسكو سہا اكناف يقين ہوگا
كہ اوكى كوئى مجلس اور كوئى نشست تكبير سے خالے نہيں رہتى ہتى ہر نعمت پر تكبير كرتے تھے اور
ہر خوشى ميں اسے كلمہ كو بلند آواز سے كہتے تھے اور لڑائى اور دشمنوں كى مقابلہ كيو قت سى اسے كہ
اپنے خاندن كے عظمت اور مقابلہ و انوكى حقارت بيان كرتے تھے اور خوف كيو قت سى اسے كہ
بركت سے مدد طلب كرتے تھے جيسے اگل گنى كيو قت اور جن بابوت يا اور ملا و نين پھنس جانے كيو
چنانچہ اذان اور اقامت ميں سى اسى كہ سرفر كيا ہے سواس امر كہے كے مضمون پر عمل كے
رسول مقبول صلى اللہ عليہ وسلم كے فطيل سے ہقدر س است مرحومہ ميں رواج بابا تہا كہ عداور
حساب سے باہر تہا ليكن افسوس كہ چلكير خانميں اور تركون كے ملك اسلام پر غالب ہونے كے سبب
اس امر كا رواج بلکہ تمام اسلام كے رسول كا كہ ہونا شروع ہوا بيان كہ كہ اس زمانہ ميں ان كہ
نشان سى باقى نہيں ہے اللہم ارحم الراحمين ﷺ ارحم الراحمين ﷺ اور حديث شريف ميں آيا سى كہ

سلسلہ
تفسیر
مفسر
محمد
ابن
عبد
الرحمن
بن
عبد
الرحمن
بن
عبد
الرحمن

حضرت امام مہدی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں قطع غنیہ کی قلعہ کو مسلمانوں کی جماعت اسے کلے کر دینے
 فتح کر لیں گے اور اس قلعہ کی بہتر کی دیوار اور ان مسلمانوں کی تکبیر کی آواز کی صدیہ گز پر لگے اور
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت کی فتوح کی حاملین مذکور ہی کہ صحن کے قلعہ کی دیوار حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی تکبیر کے آواز کے صدیہ گز پر ہے جیسے اور صدیہ دس کلے لے
 تاثیر کی تھی کہ جب اوس دیوار کو اوٹھانی تھی تو غیبی تکبیر کی آواز آتی تھی حاصل کلام کا یہ ہے
 کہ اس کلمہ کے مضمون کو ہر وقت خیال کی ساسی رکھنا شرک کے سب وجوہی نجات بخشتی ہے
 اس لیے کہ حق تعالیٰ کے برابر کو نہ چھوڑنے چیز اور اس کی نظر میں نہ ٹھہرنے اور عقول کی بکا کر دینے
 اور خوف ناک چیزوں کی ہمت دل سے دور کرنے میں یہی کلمہ بڑے کام آتا ہے لیکن اس
 کلمہ کا مضمون ہر وقت اس کے سامنے جب ہوتا ہے کہ عبادت خاہری اور باطنی دونوں میں حضور کو
 حاصل ہو ورنہ اس لیے کہ پاک چیز کے عظمت اور ناپاک خیال دونوں میں جمع نہیں ہوتی تو اس کلمہ
 کا فائدہ حاصل کر لینے لیے عبادت خاہری و باطنی ضرور ہوئی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے **فَإِذَا كُنْتَ**
فَظُنُّكَ عِزِّ نَبِيِّهِ اور اپنی کپڑی پاک رکھہ اور کپڑی کو چھوڑ دی **فَإِذَا كُنْتَ**
تَقْسِرُ اور اپنے کپڑے کو خوب پاک کر واسلئے کہ پہلے آدے کے کپڑے ہی پر نظر پڑے
 پہر اس کے بعد پہر اور جب کپڑا پاک ہوا تو بدن جو کپڑے سے چلبے بطریق اولیٰ پاک کا
 یہی وجہ ہے کہ بدن کے عبادت کا بیان ہر ذکر میں کیا اس لیے کہ بدلی پاکے بالضرور سچی جاپا
 یعنی کپڑے کو جو بدنی علاقہ رکھتا ہے جب پاک کا حکم ہوا تو بدلی کو جو مقصود بالذات ہے ضرور
 پاک رکھنا چاہیے اب اس کا پڑ جانا چاہیے کہ عرب کے استعمال میں ثیاب کا لفظ قسم بہرہ
 جانا ہے ایک ثیاب خاہری براور ایک ثیاب باطنی براور عبادت ہی دوسم کی ہے ایک عبادت
 خاہری اور ایک باطنی سو اس کلمہ کے تفسیر میں جائز تھاں ہو سکتے ہیں اور ان چاروں احوال کو
 کہنے مراد یعنی جاتیے اگر مجموعہ کی کی طور سے ہے پہلا احوال یہ ہے کہ اپنے خاہر کو بدن
 کو نجاستوں اور پیدیوں سے پاک رکھو اس لیے کہ ایمان دار آدمی کو نماز فرض افضل میں یاد کر
 اتہی میں ہر وقت مشغول رہنا چاہیے اور ملائکہ اور پاک روح سے مناسبت حاصل کرنے
 اس لیے کہ اسے ہی مغفور اور مقصود ہے اور یہ بات بغیر اپنے خاہر پاک رکھنے کے حاصل نہیں
 ہو سکتے ہے اگرچہ کچھ میں فرق ہے تو اس فرق ہی کہ یہ پاکے نماز میں فرض ہے اور
 نماز کے سوائے فرض نہیں ہی اور جن چیزوں سے کپڑا پاک رکھنا چاہیے وہ چیزیں یہ ہیں
 پنباب اور مٹی اور ہڈی اور وڈی اور مٹی اور خون اور پیپ اگر بستی کے برابر یا زیادہ ان
 چیزوں سے کپڑا پاک ہو تو اس کپڑے نماز میں درست ہے جب تک تین مرتبہ دھوئی اور دوسرا احوال یہ ہے
 کہ اپنے خاہری کپڑے کو باطنی نجاستوں سے پاک رکھو اور باطنی نجاستیں یہ ہیں جیسے غصہ اور جی

اور کسی حرام سبک وہ کپڑا نہ یا ہو اور وہ چیزیں چھٹا ہمتاں حرام ہی وہی ہنودین جیسی
 مرد کو ریشمین کپڑا پہنا یا کپڑا تیار کرنے میں سرفرازا جیسی پہننے کے کپڑے کو بخشی سی بھی لکھنا یہ سب پر
 منو ۴ میں ان سب سے بچنا اور پاک بڑا ضروری ہی اور تفسیر اجمالی یہ ہے کہ کپڑے سے صفیٰ
 خلق تراویہوں پہلے کہ عرب کی لوگ کسی کپڑے سے اور کس شخص کے ذات مراد لیتی ہیں اور کسی بڑا دیکھتے
 نام اور ریشہ اور کس شخص کا چنانچہ بولتی ہیں کہ **الکرم** یعنی کرم کے صفت ہی پاس ہے اور
 یون ہی بولتی ہیں کہ **کواش** غایر اللہ یعنی فلا شخص پاک دامن ہے یہ سب شاعین اپنی صفوں پر
 ولالت کرتین ہیں اور میں مناسبت کے وجہ یہ ہے کہ کپڑا آدمی کے سب بدگوئی لیتا ہے اور وہ
 وہی کپڑا دکھلائے دیتا ہے اور کپڑی ہی کے سبب ایک آدمی کے دوسری آدمی سی امتیاز اور بھان
 حاصل ہوتے ہے تو گویا اسکے ذات اور اسکے خاصیتوں کے حکم میں ہوا تو اس امتاں سے اس آیت کے سننے
 یوں ہو گئے کہ اسکے پیغمبر تم اپنے ذات اور اپنے ارد کو بد صفوں اور بد خلقوں کی آلودگی اور بری ہمتوں سے
 بچائے کہ ہوا اور بڑھتا ہمتاں یہ ہے کہ کپڑے سے مراد وہ دامن ہو جو استنجی کا اور اور اعضا مستورہ کا عمل
 اور نظیر سے مراد پانی سے استنجی کرنا ہو اور پیشاب اور غلافت کو خوب طرح سی دھونا اور تمام بدگوئیوں پاک
 سے پاک صاف رکھنا اور نص طرح سی غابر کی پاک کو باطن کی پاک میں بری تاثیر ہے اور کپڑے کی صفائی
 دیکھی صفائی کے ابتدا ہے خصوصاً اس شخص کے عفت اور بزرگی و دلورین پیشان انا اور اسکے کہنے
 کو واجب بقول کرنا مستورا اور مقصود ہوتا ہے تو اسکے کپڑے اور بدگوئی پاک میں زیادہ تر کو شتر
 کرنے چاہئے تاکہ لوگوں کے نزدیک گند کے سبب حقیر نہ ہو جاوے اور اسکے کہنے کا کوئی اعتبار نہ کرے
 لیکن آج کل کے پراس کپڑے کی پاک بیان کرینی مستور ہے جو ایمان دار کو عبادت اور اعتباد کے لمی ضرور
 ہے نفیس اور گران قیمت کپڑا ہونا اور انہیں ہے ایسے کہ یہ بات ایماذاری کی سنائی ہی کو مستحکم
 کی اعتدالیت افہام کیلئے اور اسکا ٹکراؤ کر ٹکی وسطی سہنت سے پوشاک نفیس پہننے سے بوجہ
 اور جب غابر ہی چہا گئے بیان سی کہ یہی مقدم ہے فرغت بائی تو اب باطنی عبادت کو جو مقصود
 بالذات ہے بیان فرماتے ہیں **واللحجۃ فاجنۃ** اور جنتی پلیدی اور گند کے کی قسم میں سو بدگوئیوں سے
 فاسد تھا اور بری خلق اور چوٹ بات اور سب بری کام اور اور باطنی عبادتیں جو کسی لذت کے ساتھ
 دیکھ متعلق ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور آدمے کے روح کو گندہ کرتے ہیں اور یہ ہی ہو سکتا ہے کہ جز
 سخت پلیدی کہتے ہیں سو ہی آیت میں اون کا مونجہ ترازو و درمی منظوم ہے جو کہی کہی صحت
 میں اور اون کی عادت نہیں ہوتی اور اس آیت میں ہی اون کی کاموشی اور ترازو منظوم ہے لیکن جب
 اون کی عادت ہو جاوے جسکو ہندوین کہتی ہیں کہ کت لگ گئی یا اوکے قریب ہو جاوے غصہ ہر
 آدمی کو ظہارت غابر ہی اور باطنی عالم قس علوی کی مناسبت کر دیتی ہی اور اس عالم کے فیض کو
 حاصل کرنا اون کی کمال مناسبت کے سبب ہوتا ہے اور اس فیض سے مخلوق کو فیض پاک کرنا
 آسان ہو جاتا ہی اور جو روح کی گندی کر نیوالی چیز کہ جو باطن کو بالکل خراب کر دیتی ہی وہ ناک طبع ہے

اسی واسطے خاص کر کے بیان فرمائے ہیں و کائنات میں اس کا عنایت فرمائی کہ وہی پاک و پیر کی طرف سے
 فرمایا اسی ہی پہلی کہ شریک اپنی کبر و تکبر و خاستوں سے بجا سے نہیں تھی حضرت کو حکم ہوا کہ تم اپنی کبر و تکبر
 پاک کر کے کھانا شایستہ مشکون کے ساتھ نہو اور عتیا کرنا ظہار رکھا ہر چیز میں چاہی کہ اس کی کبر
 بنا وین کے پاکے پر ہے اور نہیں و خوں ہو گا جنت میں مگر پاک اور ستہ اور اللہ دوست رکھتا ہے
 پاک کو کھانا و حدیث شریف میں آیا ہے غسل الاضاء و طہارت النقاء و یؤد ثا ان العقی اور یہی
 حدیث شریف میں آیا ہے تطهروا فاما طهروا القرآن کہا راغب فی کلمات و قسم ہے
 طہارت جسم کے اور طہارت جان کی اور کثرت میں نہیں و دونوں طہارتوں کی لئی آتی ہیں اور یہ قول
 اللہ تعالیٰ کا و یا پاک فطہر اس کے معنی بعضوں نے یہ کہی ہیں کہ پاک رکبہ اپنی نفس کو عیبوں سے استہنی
 یا مرفوعہ ہے کہ پاک رکبہ اپنے دلو کو یا اپنے اخلاق کو اچھا کر اور حدیث شریف میں آیا ہے حسن
 خلقک و قوتی الکفار تذلل مداخل الابرار انہی یا مرفوعہ و فی پاک رکبہ سے سنو نا
 عملوں کا ہے اور سی قبیل سے ہے یہ حدیث شریف میں آیا ہے الذین کان فیہم ائى علیہم الخیر و الطیب
 یعنی قیامت کو ادھایا جائیگا آدمی بیج و دونوں کو اپنے کے اور تہا بیج و دوں یعنی اوپر عمل پر
 اور چھاپنے کے اور یہ یہ ہے و لانه لیبعث فی نبای اعیالہ اور حقیقت اور تہا یا جائیگا آدمی
 بیج کبر و ناپنے کے معنی علون ہونے پر کا فی القاموس کا یا معنی یہ ہیں کہ اپنے اہل کو پاک کر
 خطاؤں سے ساتھ و عطا و ادب دینی کے اور عرب کہتے ہیں اہل کو ثوب اور لباس حبیباً کہ
 فرمایا اللہ تعالیٰ نے من یزککم لکم و انکم لکما س گن اور نعمات میں شیخ ابو الحسن مشافعی رحمہ اللہ سے
 نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ
 کہ مجھ کو فرماتی ہیں اے علی طہر ثابک من اللان تحفظ بعد اللہ فی کل نفس یعنی پاکیزہ کر اپنے کبر و
 میل سے تا یہ ہند ہو تو بے بیٹ اور تا بند خدای تعالیٰ کے ہر دم میں عرض کیا میں نے کہ کبھی میری
 کیا ہیں فرمایا کہ تجھ پر تعالیٰ نے پانچ خلعت پہنائی ہیں خلعت محبت اور خلعت معرفت اور خلعت
 اور خلعت ایمان اور خلعت اسلام جو کوئی خدا کو دوست رکھی اوپر آسان ہوئی ہر چیز اور جو کوئی
 خدا کو چھوٹا دیکھے نظر میں غیر معلوم ہو دیکھے ہر چیز اور جو کوئی خدا کو لپکا جائے اوکی ساتھ نہ کرے
 مگر لپکا کسے چڑھ کر اور جو کوئی خدا کا پر ایمان لادے مڈھو لپکا ہر چیز سے اور جو کوئی ساتھ اسلام کے
 آہستہ ہوئی خدا کا گناہ مگر لپکا اور اگر گناہ ہو یہی جاوی تو خدا کر لپکا اور جب عذر کر لپکا قبول ہوگا
 اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیش شیخ ابو الحسن نے فرمایا ہے جگہ سے جانے میں نے معنی اللہ تعالیٰ کے
 اس قول کے و یا پاک فطہر و در تلو شید لطف نیز دانی و خلعت از صفات روحا لے
 وارش از کوثر چشم و شہوت و در تلو شید شہوت شہوت اور لفظ رجز ہتہ پیش ہی کے جڑا
 امام عاصم نے بیج روایت حفص کے اور باقیوں نے ری کے زیر سے پڑھا ہی اور معنی دونوں کی ایک
 ہیں کہ بت کو کہتے ہیں یعنی چوڑی رکھ عبادت بتوں کی اور پس نجا او کے جیسے کہا ابراہیم علیہ السلام

لہ
 دہنا ہاں کا
 اور پاکیزہ
 دیکھن محلی
 باوت ہونی
 بین تو کلمہ
 کے اس کے
 پاکیزہ رکبہ
 بیٹا نہ ہونا
 اسی کے کہ
 میں ہیں
 فرمائی

سے
 بجا ہے
 غنی کو
 کتبہ کا دینی
 بودی
 جو لپکا
 تو کلمہ کی ہتہ
 ہتہ سے
 دلو شید
 جگہ سے
 من جادہ
 لائن
 دفعہ

تاکہ انکی مخالفت اور جدائی کا بیج اور کبک عیش کو منقص کرے باندہ ہر وقت اور اسکے سامنے ہر ہمتی
 اور انکے دیکھتی سے ہمیشہ وہ خوش رہتا اور زرعیت و تجارت کی خبر گیری کے لیے ہی اونکو انہیں
 بیعتی تہا اسلئے کہ غلام بوشیار اور گماشتہ امانت دار موجود تھی بیٹھنی کچھ کام تہا وہ ہر وقت اور
 ہر مجلس میں انکے ساتھ رہتی تھی اور اسکے عیش عشرت کی خیرک بلکہ خود مسبب ہوتے تھے اور مجلس
 نزہت اور مجلس کی اسکے مویش تھے اور اس ولید پلید کے اولاد ہی بیت ہی چانچہ او میں سے سات
 شخص شہزادی نامور شہسور میں ولید بن ولید اور خالد اور عمارہ اور شام اور عاص اور قیس اور عبد اللہ
 اور عین سے چار شخص دولت ایمان سے شرف پہنچے تھے یعنی ولید اور خالد اور عمارہ اور شام اور
 عین شخص کفر کے حالت میں مری اور مسلمان ہوئی تھی اور عین سے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اعتقاد پیدا کیا اور کافر و کفر مارا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کن کے امیر الامرائی کا منصب
 اونکو ملا اور اپنے انکو صوفیہ کا خطاب دیا تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اول کے
 ہی اسی منصب پر بحال ہے اور ملک شام اور عراق انہیں کے ماتہ سے خلیفہ ہوا اور اکثر مرد و
 مہوون کا سر انجام انکی ماتہ سے ہوا اور ولید بن ولید کو انکی باپ اور بیانیوں کی کہ میں نے روکا اور
 قید کیا تہا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوئے بنا وین اور ہجرت کرنے نہا
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی خلاصی کیلئے فجر کے نماز میں قنوت ہی پڑھی ہے اور انکا
 اب یہ دعا انکی تھی **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوکَ اَبْنِ الْوَلَدِیْنَ وَ عِیَالِیْشِ بْنِ اَبْنِ رُبِیعَہٗ وَ سَیِّدَہٗ زَہْرَہٗ**
وَ اَلْسَیِّدَہٗ عَیْنِ بَیْنِ النِّسَیِّیْنَ آخر کو ان کو انکی ماتہ سے چوہہ کے شرف صحبت فیض ہو سبت حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر کیا اور آپ ہی کے قدموں پر اپنے جاکو خدا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنی مجلس خاص میں نبی فیض مبارک میں کفان کے دفن کیا اور انکے عجائبات معلوم ہوتی ایک
 یہ ہے کہ کافر دکنی زبردستی سے جگ بدر میں جاکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت کے مقابل ہر
 گھڑے ہوئے تھے ہجرت کا زون نے شکست کھائی اور سہان لے کا فر و کفر کے قریب
 اور فدیہ لیکر چوڑا و سوقت ولید بن ولید را ضلئے اللہ عن ہی پکڑے گئے تھے ہر یہ پیا دیکر
 چوڑے پیر اسلام اپنا خاہر کیا لوگوں نے کہا کہ فدیہ دینے کے پہلے کیوں نہ اسلام خاہر نہا ہون
 جواب دیا کہ میں نے اندیشہ کیا کہ اگر فدیہ کے ادراک نیلے پہلے سلام خاہر کرتا ہوں تو لوگ ایسا سمجھیں
 کہ فدیہ کے سناؤں کروانیکے لیے سلام خاہر کیا نہ حق تعالیٰ کی رضامندی کے لیے اور جب میں
 فدیہ ادا کیا تو یہ دہم جا بار یا میرے دغدغہ دیے دہشت سلام خاہر کیا میںے حاصل کلام کا ہوتا
 کہ ولید کے اولاد سب ایسی ہی قابل اور کام دے اور جان خوش و خوش شکل تھے کہ تمام دین
 کے قبیلہ میں اونکی مثال درجائی تھی اور جمال کی کثرت اور اولاد کی بیتا سب بد و ن ریاست اور
 حکومت کے رونق انہیں کہتے ہے اسلئے اسکو ریاست اور حکومت اور عزت ہی انتہا دیکھے
 دی یعنی **وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ لَّکُمْ مَثَیِّبٌ** ۵ اور مہار و مضبوط کے معنی اس کے لیے سند ریاست کی

نکالے تھے ولید کو زاد بومی اور بالکل حق کے مقابلہ میں آجادی اور ولید پلید کا بیان یہی ہے کہ ایک روز
 کہ معطر کے مسجد میں یہ بیٹا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف کرتی تھی اس وقت سوہ خد
 المسجد کا آتی پر نازل ہوئی اور انکی عادت شریف ایسی تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہی قرآن
 شریف کے بعد اب اسے دہراتے تھے اسی عادت کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑھنا
 اور جب آپ کو کہا کہ ولید ہی سنا ہے تو آپ نے پھر اس کو سکھوایا سنا یا اور بعضی روایتوں میں ایسا
 آیا ہے کہ سورہ حہ المؤمن کو ابتدا سے اکیہ المصطفیٰ تک آپ نے سنایا اور اسے یہی خوب تامل اور غور
 کر کے سنا اور اپنے قوم میں بنی مخزوم کے لوگوں نے کہا کہ میں آج جو کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانی سنا
 انصافاً تو یہ ہے کہ یہ کلام نہ آدمی ہی ہے نہ جن کا پہلی کہ اس کلام میں ایسا لطف اور مزاج ہے کہ کسی کلام میں
 یہ بات پائی نہیں جاتی اور کلام پر انوار چمکتے ہیں اور کلام کی شائیں میوے کی برہنہ اور کلام کی
 بڑی سنوٹی اور مضبوطی اور یہ کلام سب کلام کو پیچھے رہا ہے اور یہ کلام ہرگز مغلوب ہونی والا نہیں ہے
 یہ حیرت وہ اس مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تو یہ خبر لوگوں کو پہنچ گئی اور کہا کہ آج کو ولید کو یہی
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باتوں کا زلفیہ کر لیا اور ولید نے یہی محمد کے دین کی طرف میلان کیا اس کا
 سنتے ہی ابو جہل اور قریش کے کئے دشمنوں کو اپنے ساتھ لیکر ولید کے گھر میں گیا اور کہا کہ میں نے
 ایک عجیب بات سنی ہے کہ تم یہ محمد کے دین کی طرف چکے ہو اور روٹی اور شویا جو ابو جہل کا بیٹا ہے
 ابو جہل نے دین صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی ساتھیوں کے لئے پکا کر دیا ہے اور وہ سب ہم مل کے کہا میں نے
 کہا جس کے رغبت تمہارے ہے ولید پیدا ہوئی یہ بات سنتے ہی ولید غصہ میں آیا اور کہنے لگا کہ میری
 شہوت اور مالدار کا حال تھکنا خوب معلوم ہے کہ محمد اور اس کا یار ابو جہل تو خدا کا بیٹا میری درویشی کی فکر
 برابری نہیں کر سکتی میں چھوڑ دوں گی کہا نیکی کیا پر وہ ابو جہل نے کہا کہ اگر حقیقت میں یہی بات ہے اور
 باقیوں کے ساتھ ہو تو اشیاء سب میں جو اور میں سب قریش کے قبیلے کے سرداروں کو جمع کرتا ہوں تاکہ محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مقدمہ میں مشورہ کریں پھر اس وقت ولید اٹھ کھڑا ہوا اور ابو جہل کے ساتھ مسجد شریف میں آیا
 اور جتنی کے قبیلہ اور اسکے سردار سب جگہ بیٹھے ابو جہل نے ابوسفیان اور نفیر الحارث اور اشیاء بن خلف
 اور عاص بن زحل اور یہ سب دار ولید پلید کے طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ ہکو ایک سخت مشکل پیش ہے
 اور وہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ایک کلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 یہ کلام خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتا ہے اور اب حج کا موسم آپ پر ہوا ہے ہزاروں لوگ ہر طرف سے
 اس شہر میں آویں گے اور ان کا دعویٰ اور کلام کا حال ہمیں پوچھیں گے ہمیں کچھ بتا دینا تو اس سے
 شاعر کہتے ہیں اور کلام کو شعر کہتے ہیں اور بعض اس شخص کو مجنون کہتے ہیں اور کلام کو ہر بات کہتے ہیں
 اور ان دونوں باتوں میں آسمان اور زمین کا تقاضا ہے اگر طرح کا خلاف لوگ جسے سے کہ تو ہم کو ناپاک
 اور بدلان کہیں گے ایک بات کو مقرر کیا ہے کہ اگر شخص باہر سے آویں اور جسے پوچھ تو ہر شخص کہے ہے
 ایک بات کہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہ کر لوگ زلفیہ ہو جاویں اور اسکے طرف میلان نہ کریں مگر

قریش کے قبیلہ کے سرداروں کا

حق تعالیٰ نے ہم سب میں بزرگیاں عطا سوئے ہم سب کے تمہاری طرف رجوع کیا سو اس امر میں جو ایک بات تم پر
اوسے طرح کہ میں سنا دی کہ دین کے واسطے بات کی کوئی اپنی زبان پر روایت غلاوی وہ ہی ایک بات
کہ عین ولید پلید یہ بات سنکر سرنگون ہوا اور چپ رہا یہ تامل کے بعد کہنے لگا کہ اگر تم کلام کو شعر اور شعر
صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کہو گے تو اوسے وقت ملازم ہو جاؤ گی سہی کہ میں عبد بن الاربعین اور ابن
ابی اہصلت اور لو کہ تم شاعر ہوئی تم سے میں اور میں نے اوس میں خوب غور کیا سو یہ محمد کا کلام شعر گر نہیں اور محمد کو کلام
سلیقہ یہی نہیں ہے اور اگر کلام کو کہاوت کہو گی اور محمد کو کہاوت کہو گی تو یہی الزام کہاؤ گے سو یہ کہ
کہاوت کا کلام کہیے حج ہوتا ہے اور کہیے جوٹ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام میں کہیے یعنی جیوٹ سناؤ
اور اگر کلام کو زبان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہو گے تو یہ غیظ اور ذلیل ہو گے سو اسی کو مجنون
بیشیہ بیہودہ بھارتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کو کسی علامت جنوکی تھی باقی ہے جو اسکو مجنون
اوسے کلام میں تو بالکل حکمت اور نصیحت پوری ہوئی ہی اور اگر کلام کو سحر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
سحر کہو گے تو یہی تمہاری بات بن نہ کرے گی بلکہ اسکو میں بعضی کلمے معل اور بمعنی ہوتے ہیں اور سحر
بیشیہ اپنے سحر سے دنیا کا فنع جاتا ہے اور مال کہاوتا ہے اور یہ کلام منہ سے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
مال کی اور دنیا کے فنع کی کچھ پرواہی نہیں ہے ہر ان سب چیزوں کو بیان کرنے اور باطل کر نیکیے بعد بیت
غور اور تامل کیا اور اسی میں اپنے دیکھا اور نہایت فکر اور سچ سے غصہ میں آیا آخر کو چپ ہو کر اپنے
دشمن کے سردار و فتح جب اوسکا یہ کلام سنا اور اسکا یہ حال دیکھا تو کہنے لگے کہ ہر اب تیرے کیے
ہم کو کون سے کیا کہین اور یہ پلید نہایت خزاں کہہ کرے کہنے لگا کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ تامل کا جادو ہے جو
نوح علیہ السلام کو کسی سحر سند سے چنبا ہے اور بالکل جادو اور جادو کی سوانی ہی اور اس کے جادو کو
بڑی قوی دلیل ہے کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے اور لو کی کہی کو سنتا ہے وہ اپنے مال و
جور و اولاد سے بیزار ہو جاتا ہے اور سبکو چھوڑتا ہے اور یہ سحر کی خاصیت ہے کہ جو روحانہ
اور باطنی اور ان بیٹی میں جدائی اور تفرق ڈال دیتا ہے جتنے ویش کے ستر ستر ہی سب اسکی سستی ہی
پلید سے بہت خوش ہوئی اور اوسکے قتل و دانسی پر فرین کہی اور کہا کہ خوب ہی بات سچ ہی ہے
کہ میں سنا دی کہ دین کے واسطے تم کو سحر کہا کہ شعر اور کلام میں کوئی نہ کہا کہ سوا اس قصہ سے معلوم
کہ اوسنی قرائگی حقیقت کو خوب دریافت کیا لیکن باوجود اس دریافت کرنے کے اوسکی حقیقت کو عمل نہ
تھا اور جو لوگوں کے اسلام کے تہذیب کو دریافت کرتے اؤ کو کفر کہا تا تھا اور باوجود اس غنا کے اپنے منعم کے کلام
اور اس کے رسول کے زبانی نعمت اور بخشش کے تو تم کہتا ہے سو جہ طور کہ وہ کفر میں ترقی کر کے علامت
نہ کو چنبا ہے یعنی کفر نہ کو کہ جو البیس کا منصف ہے اس طرح سائر حقہ ۱۲۵ عینری
سائر حقہ ۱۲۵ صمعی ۱۲۵ تکلیف دو کھا اؤ کو سوا تہ شقت کے فتح اب اسے چڑھا و نکا کرے
چڑھا ۱۲۵ مؤہ تفسیر نزدیک ہے و فتح میں اؤ کو تکلیف صود کی اوپر چڑھنے کے دین کے ہم
صنوع نام ہی و فتح کے پہاڑ کا جود کہی اؤ ہے بنا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ چڑھا ۱۲۵ اؤ کے

[illegible]

چھاس برس کی راہ ہے جو کا فر معاند ہی اور مسکو و مروج کے مہول فرشتہ زبر و حق اور ہر اس کے جبراً وین کے اور
 اوکے سنوٹ کا یہ حال ہے کہ جو بہن کا فرادہ سپر تانہ رکھی گا بس کہتی ہی جل کسیم ہو جا ویگا اور سپر تانہ
 ستیا نہی گا اور سپر جلیگا اور سپر مٹھرا ونکی باؤ نکا حال ہو گا اور سپر تانہ ہی جل جائیگا کہ وہ سپر تانہ نہیں گاتے
 تکلیف اور شفقت سے اور مسکو و مروج سے فرشتے کہیں کچھ بہر حجب اور سپر تانہ کی جونی بہر تپتی کا تو اسکو
 اور سپر سے نہی ڈرنا دیکھے کہ نیچے اگر کچھ سپر اور مسکو مارا کرادہ ہو گا وین کے اور سپر گرا وین کے اور سپر سے
 ابوالا باؤ نک ہیکا اور اس سناؤ کا فر کو خاص اس قسم کے عذاب میں مبتلا کرنا اس سبب ہو گا کہ وہ
 یہی اپنی فکر کے حرکت میں دگر درجہ فکر کی مضامین پر چڑھتا تھا اور سپر قرب حق سے اپنے تین گرا
 تھا اور اپنے قدیم کے چیل کب میں غوطی کہتا تھا اور حق پر قائم نہ تھا سو مٹھرا کا عذاب اور اس کے فحاشی
 سوا حق کی سزا ہے اور اس حال کے تفصیل یہ ہے **اِنَّ فِکْرَ الْاَلِهَ عَزِزِیْ** ۱۰ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر**
فِکْرَ کَیْفَ فِکْرَ الْاَلِهَ ۱۱ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۲ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۳ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۴ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۵
 اور سے سوچ کیا اور لمین اندازہ نہیں آیا سو مارا جاسو کیا نہیں آیا **مو ۱۰** **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۱
 اور سے فکر ناشر و ح کیا و ان مجید کے عالمین کو آیا یہ قرآن حق تعالیٰ کا کلام ہے یا بشر کا و قد
 اور اپنی ذہن میں جن جن حال میں ہو گیا کہ کیا اور اندازہ کیا میں کہنی لگا کہ قرآن شریف الیٰ عمارتوں سے
 خالی نہیں ہی یا تو شعاع کا کلام ہے یا سحر کا یا کاس کا یا جوین کا فتنیٰ لے پھر مارا جاسو اور سنت
 ہو جیو اور سپر کیسا بے ربط اندازہ کیا کہ واقعی چیز کو تھا کہ طویر ہی خاطر میں نہ لایا یعنی بیہوشی اور
 اتھا درجے کی عذاب و دلالت کرتا ہے اور اس حال کے چوڑے کے سبب لعنت اور ہیکل کا حق
سوا ۱۰ **عَزِزِیْ** ۱۱ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۲ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۳ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۴ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۵
 بار و سے لعنت ہو جیو اور ہر اس کے کیونکر اندازہ کیا پھر دیکھا پھر سو نہ ترش کیا اور تیوری چڑھا لی پھر
 پیہر پیہر اور مگر کیا **۱۰** **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۱ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۲ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۳ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۴ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۵
 پیہر ہی اور غور کیا **مو ۱۰** **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۱ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۲ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۳ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۴ **اِنَّ فِکْرَ وَقْدَ اَر** ۱۵
 اچھے کے احتمالات کے بیان شروع کرنے میں جو ختمالات ظاہر الفساد ہیں اور کو ذکر نا فکر اور نظر سے صراحت
 خارج ہے اور یہ جتنے احتمال ہیں ان میں ان کا فساد و ظاہر ہے اسلئے کہ قرآن شریف میں شعرا و ربکا
 علامتوں سے قافیہ کا لازم تو البتہ پایا جاتا ہے اور سوائی اسکے کوئی علامت شکر کے اہین نہیں ہی بلکہ
 اکثر ہمیں جو اہین پایا جاتا ہے سو شعرا کے قافیہ کے دستور کے خلاف ہے چنانچہ یہ بات مامل اور غور کرتے
 معلوم ہوتے ہے پھر جو علامتیں نہیں ہیں انکی طرف خیال نہ کرنا اور ایک علامت جو فی الجملہ باہمی جانتے
 اور ہی کو پھر ٹلایا اور سے تھا کہ ترتیب دنیا کمال غفلت سے یا کمال غدا سے ہے اور سحر کے علامتوں سے
 کہ کلام کہی میں ایک تاثیر تو انتہا درجے کی پائی جاتی ہے اور سوائی اسکے جتنی علامتیں سحر کے ہیں
 اور نہ لگا دی ہیں اہین نہیں پایا جاتا ہے چنانچہ شیطان کو تک نام لینی اور وین میں چاہی اور وین کی التجا کرتے

سوا حق کی
 سزا ہے

سحر کو اوقات سے جدا دیکھو یہی کلام پاک میں نہیں ہے اور اسے ربط لغو نہ کہ یہ کلام پاک ناقص
یہی ہی سوفقطاً نہیں کہ لحاظ سے کلام عجمی و لغام کو سحر کہنا دینے مثل ہوئی کہ جو سفید ہے سو کپڑا ہے اور
جو گول ہے سو پشت ہے بلکہ یہ کلام پاک شیعہ طائیفی برائی اور سحر کے مذمت اور شیطانیت سے
اہتمام کے مبالغہ اور اونگہی پروردی سے اپنے متین بجائے رکھنے میں جڑ ہے سحر کو کہیں مگر کما مازدوئیہ
تھا اونگہی ذکر کر لے جسے جگہ اعلان حراۃ ظاہر ہے پھر دوسری مرتبہ لعنت کا مستحق ہوا اور سوائی اسکے
دوسرے ہفتہ پر ہی کہ تھا کیا بلکہ کہ لفظ کپڑا و کپڑا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حاملین کو ان تھا اونگہی اور
اونین پائی جاتے ہیں جیسے یہ کلام شعر ہے تو چاہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فائدہ اور سحر کے موزون کو
سیکھتے ہو ورنہ اور شعر کہنے کے شوق کی ہوا اور اس فن کی ماہر اونگہی پاس برسوں آمد و رفت کر ہی ہوا
اونگہی شاعر کی کی ہوا اور اگر سحر ہے تو چاہے کسی ساحر و کما صحبت میں رہے ہوں اور جن اور شیطان کے
مستغیہ کے علو نکو ان سے سیکھا ہوا اور اگر کہات ہی تو چاہے کہ بت خانوین اور اور شیطان مجسوم میں
برسوں آمد و رفت کی ہوا اور عام و خاص کما سوالون مجسوم میں اپنے برسوں آمد و رفت کی ہوا اور عام و
خاص کما سوالون جوابتے ہیں ہوں اور کچھ خبریں کہیں یہی ہوتی کہیں جی ہوتے ہی ہوں جسطح کا ہونا
عادت ہے اور اگر درمیان جنوں کا ہے تو چاہے کہ سودا و خلق کا غلبہ اور نادانے اور بے تمیزی اور ضبط
اور قطع کلام آپ میں پائی جاتے ہوں فقہ عیسٰی پہلے تھے موبہ کو بکار اور تیسری جڑ پائی اس سبب
کہ ان اوقات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات مبارک میں کوئی بات نپائی گئی تاکہ اور اس احتمال
مقرر کر کے ترجیع دیوی و کبیر اور چین یہ ہوا کہ ممکنو احتمال متروک اختیار کرنا پڑا یعنی اب یہ کہنا
کہ یہ کلام حق تعالیٰ کا کلام ہے اور فتنہ کے واسطے سے پہنچا ہے اور یہ بات اپنے اور اپنے قوم کے مذہب
ہے فقہ عیسٰی پھر پیغمبر دی اور پھر اس شوق سے جو واقعی اور حقیقی اور اپنی عروجی حرکت سے
نزول کیا اور اونین احتمال و سحر کے ذہن میں جی ہوئی تھی اور پہلی اونکو مایل کر چکا تھا ایک کو اونین
غما کی راہ سے اختیار کر لیا اور حجت قہری کی یعنی اوٹا پھرا و اسٹیکٹ کر اور ٹیکر کیا اسے کہ کوئی جھگڑا
اس شوق کی طرح جو کہنے سے طعن و تشنیع کر لیا اور یہ کہے گا کہ پہنچا ہوا ہے بلکہ شوق کے طرف متاخر ہے والوں
تزییک بہت محبوب بات ہے سو تم کیوں اسکی طرف بہی اسکی کہ میں کسی کی پروا نہیں رکھتا ہوں
عزیری ۵ فقال ان هذا لا یسر یق لثان هذا لا قول البشیر ۵ پس بشارت
یہ قرآن مگر جادوگر ساحر و ن سے نقل کیا گیا ہے بنین یہہ قرآن مگر کلام آدمی کا ۵ فتنے پھر بولوا
بنین مگر یہ جادو ہے جلا تا اور بنین یہہ کہنا مگر آدمی کا سا ۵ مولا تفسیر ۵ فقال ان
یہ بولوا بنین یہہ یہ کلام مگر جادو و طعن کیا گیا اہل سے عجم سے یا اور پہلے ساحر و نسی اور یہہ قید کلمہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دیکھو کہ اسکے ہاتھ کوئی جھوٹا نمالی نہیں کہ ایک حال ساحر و نکی
مخالفت تھا پھر ختمہ بگائی کی وقت ہی حق و حال کے مطلق نفی کر دی اور کہا ان ہاں حق نہیں کیا کلام
مگر کہا ہوا اور علی کا شکے یوں تھا کہ ان ہذا ساحر و کلام اتنی معنی نہیں ہے یہ کلام مگر جادو و باطل تھا کا کلام

ہوئی کی سبب سے آدینوں اور بنوں پر مہربانی نکرین اور انکی دل نرمی نکرین جطیع دنیا کی بادشاہوں کو
جب کسی شہر والوں کو کسی فرقہ کو نہ تمام اور سزا دینی منظور ہوتی ہی تو اس شہر اور اوس فرقہ کے غیر
جس کے حاکم کو اور غیر مسلط کرتے ہیں کہ جنسیت اور نہ نسبت کی طرف میلان کر کے انتقام میں جستہ کیا
اور یہ بھی ہے کہ خوش تو کو اللہ تعالیٰ نے معصوم پیدا کیا ہی گناہ اولیٰ ہو نہیں سکتا ہی سوا دو کو مومن اور
گناہ کا روئی سزا دینی کیلئے مقرر کیا ہے کیلئے کہ اوسنی حکم میں خلاف نہو گا اور اگر جنات و ملائکہ
انسان میں سے جو گنہگار ہیں ان کو دوزخ کوئی تعذیب کیلئے مقرر فرمائی تو ان گنہگاروں کی سزا اور ان کا
نہ پہنچتی اور اگر انکو یہی دوزخ میں معذب رکھتی تو انکی تعذیب کیلئے اور لوگ مقرر ہوتے ہیں یہ مسلط
پر تہا تو تسلط لازم آتا اور اگر دوزخ کوئی تعذیب کی دیکھیں تو مقرر کرتے تو باوجود انکی گناہیں کچھ اور خطا
عفو ہو جائے گا انکی تعذیب نہ آتی کیلئے کہ آدمی اور جن کا جسم انکے نزدیک کو ہیشکی کی طور پر متصل ہو
نہیں سکتا ہے اور سوا ہی اسکے اپنے ہم جنوں اور اپنی قوموں اور دوستوں کا عذاب دیکھ کر جسمانی
عذاب کے زیادہ تر وحافی عذاب میں گرفتار ہوتے بلکہ ان کو کونی ہرگز ہونے کا کہ اپنے خوشی اقربا
بہائی بند و مگو سطر کی سختی اور تکلیف میں گرفتار کرین بلکہ یہ تکلیف مالا لحاق اور پیر لازم آتی ہے
خوش تو مکنے کے یہ چیزیں اور عین باہمی نہیں جاتین اور اگر کسی کی خاطر میں یہ شبہ گنہگار کے دوزخ
اموات کے کار برداری اور سزا تمام جب خوش تو کو سزا دہو اور اس کام پر فرشتہ مقرر ہوئی اور خوش تو
تو معلوم ہو چکی کہ ایک فرشتہ تمام جہان کی ہلاک کر دینے کیلئے کاغذ ہے بہرانیس فرشتہ کو مقرر
کرنے کے کیا حاجت تھی تو اس کا جواب ارشاد ہوتا ہے کہ وَمَا جَعَلْنَا عَدْلًا اور نہیں مقرر ہی نہیں
کھینٹے ان خوش تو کی انیس میں اَلَا هِنْتُمْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا مگر واسطے جانچی اور عذاب کرنے کے کا دوزخ
جو کفر کے حالت میں مری ہیں تاکہ ہر قسم کے عذاب میں گرفتار ہووین اور اگر ایک یا دو یا تین شخصوں کو دوزخ
مقرر کرتے ہیں تو وہ ایک یا دو یا تین قسم کا عذاب کر سکتے ہونیس کا مقرر کرنا اس واسطے ہے کہ انیس قسم کے عذاب
سزا تمام دیوین اور عذاب کی تسعین ہی اونہی انیس میں مختصر میں چنانچہ انحصار کے وجہ اور ہر گز یہ ہے
تو کو باجبتی عذاب کی تسعین میں سب دوزخ کو جسے حقین ثابت ہو چکیں اور فرشتے کی قوت علوی کی کہ تیز
اور کس میت کے اور علوی شدت میں از روئے کیفیت کے اگرچہ دفا کر سکتے ہیں ہزاروں شکل کام کر سکتے
اور ایک فرشتہ جو کام لاکھوں آدمیوں سے ہو سکے کر سکتا ہے لیکن ایک فرشتہ تمام اعمال مختلفہ کی قسموں کو
نہیں سے سکتا ہے بلکہ فرشتہ دو یا تین قسم کا کام ہی سزا تمام نہیں کر سکتا ہے چنانچہ ملک الموت علیہ السلام
ما یکے بیت کے اندر پہچ میں جان نہیں ڈال سکتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام پانی نہیں سار سکتے
اور حضرت میکائیل علیہ السلام وحی نہیں لاسکتے ہیں جطیع سے کان دیکھ نہیں سکتا ہی اور انکے
نہیں سکتی ہے اگرچہ اپنے قسم کے کام کھینٹے ہیں سخت ہون کر سکتے ہیں جیسے کان سے ہو سکتا ہے کہ ہزاروں
آواز میں سچا اور مانگی حاصل ہووی اور انکے سے ہو سکتا ہے کہ ہزاروں رنگ کو دیکھے اور عاجز نہ ہو سکیں
اگر ایک فرشتہ عذاب کے لیے دوزخ میں برقرار ہوتا تو اسی ایک قسم کا عذاب سب دوزخ کو دے دے ہو سکتا تھا

لاہون کرکون کو کافی میں جیسے ملک الیہ اور جیسے آفتاب اور مہتاب دنیا میں روشنی کیلئے اور بعضی وہ ہیں کہ
 دو دو مل کر کام کرتے ہیں جیسے کرام کا تین اور دو گاہنیں اور دو کان اور بعضی وہ ہیں کہ تین تین مل کر
 کام کرتے ہیں جیسے موائے شہ یعنی نباتات اور حیوانات اور بعضی وہ ہیں کہ چار چار مل کر کام
 کرتے ہیں جیسے عناصر دریا اور بعضی پانچ پانچ جیسے حواس خمسہ اور غرض متغیر یعنی آفتاب اور مہتاب جو کہ پانچوں
 ستاروں یعنی نصال شمس اور مریخ اور زہرہ اور عطارد اور شمس اور چاند تین ہیں اور جو غرض کہ قرآن میں
 ہر ذریعہ کے ذکر سے اور پیغمبر کے بیان سے مفہوم ہے وہ اس حکمت کی بنا پر موقوف ہی نہیں ہے، دعا بھی یہ
 اور نہیں ہے وہ دروغ و کرم اور پند و اندیشہ کے لئے نہ اور کمال احوال کے غرض کہ تہ لکھ سے قرآن اور اسکی
 نافرمانی نہ کریں اور اگر کافر ہیں کہ اس مقرر کی حکمت اگرچہ ہم کہہ نہیں سکتے ہیں لیکن اگر
 عدو کا خلاف حکمت ہونا یا غرض ہر پلے کے سیدہ عدوت قلیل ہیں اور وعد قلیل عبرت اور خون کا سبب
 نہیں ہو سکتے ہیں تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ **لَا يَخُفُّ عَنْهُمْ سَخِرَ بِنَا وَلَا غِيَرُ بِنَا** **۵** **عَزِيزِي ۵** **كَذَّابُ الْفُجُورِ**
وَالْأَيْلِ إِذَا دَبَّرُوا الصَّيْغَةَ إِذَا اسْتَفْرَجَ أَتَىٰ الْإِنْسَانَ لِكُلِّ فِتْنَةٍ لُّصِقٌ ۝ **سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ**
اَللّٰهُ يَشْفَعُ عَنَّا ذُو الْعَرْشِ ۝ **لَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَهُوَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۝** **وَلَهُ عِلْمُ الْغُيُوبِ ۝**
 جب پرست وی اور تم صبح کی جب روشن ہو وی البتہ دروغ ایک چیز ان ٹری سے ڈرانوالے ہے بنی آدم کو
 ڈرانوالی ہے وہ دھڑا دے جو کہ چاہے تم میں سے کہے کہ بڑے یا پیچھے رہے **۵** **فَتَحْجُجْ** کہتا ہوں کہ
 چاند کی اور لکے جب پرست ہیرو صبح کہ جب روشن ہو کہ وہ دروغ ایک ٹری چیز وغیرہ اور
 کو تو کو جو کوئی چاہے تم میں سے کہے کہ بڑے یا پیچھے رہے **۵** **مَوْءُودٌ فَتَقْسِرُ** کہ لکے اس عدو کو ہرگز تو
 ست جانور و الفساق قسم کہا تا ہوں میں مہتاب کی جگہ انور تمام مبینے میں انیس سات غیب معلوم ہوتا ہے
 اسے کہ آفتاب سے جمیع کو بچنے وقت میں اسکا نور نہ کر معلوم نہیں ہے اور اس جمیع کے پہلے جہاں
 منیع النور رہتا ہے چنانچہ اور ستاروں میں اور زمین چندان اعیان وغیرہ رہتا ہے اور اس جمیع کی بعد
 یہ ہر اہلیت کے دونوں کچھ اور پر ترین پہنچ رہتا ہے باقی رہی انیس ساتین کہ لکے اور زمین چاند کی
 کی تاثیر کفایت کرتی ہے اور تمام جہاں کو اپنے نور سے پر دیتی ہے چنانچہ ہزاروں سیویں سیکی تاثیر سے
 اور ہزاروں لاکھوں دانے کو زمین منور سے پر ہو گیا ہیں اور ہزاروں زمین والی چیزیں زمین اور جہاں
 جسموں میں اور ان کے خلطوں اور دماغوں اور گوشتوں اور جو زمین کے جوئیوں کی تاثیر سے
 حاصل ہوتے ہیں سو اب یہاں انیس عدد کی تاثیر کو دیکھو کہ کتنی عظمت و بزرگی کہہ نہیں ہی جسے تمام جہاں
 آباد کر دیا اور ایسے بڑے کا خاندان کو سر انجام دے دیا کہ انیس ساتین اور ستاروں میں راقی جب
 ایک یہاں گئی ہے آفتاب کی روشنی ظاہرہ کے سبب اگرچہ آفتاب اور ستاروں کے شے ہوتا ہے لیکن
 اجماع و قسم کہا تا ہوں صبح کی جب وقت روشن ہوتی ہے اور لپٹے نور سے ہوا جہاں کو منور کر دیتے ہے اور
 قوت باظہرہ کو بیکار ہو جانے کے بعد ہر کام میں لگاتے ہے اور یہی آفتاب کوئی تاثیر کے سبب ہے
 اگرچہ اب تک انیس صد اوقات کے شے واقع ہے سو ان عدد میں کا خاندان کے ساتھ چنانچہ انیس ساتین کا

سوالا نمبر ۱۱
 اس مسئلہ فقیر
 عزیز سائیں
 اور بہت پر
 لکھا ہے
 دماغ و کرم
 یون ۱۱
 ع

اور کما بین سر کلام کی صوت قبل کرتے ہیں ہم دلیل کہتے ہیں ہر کہ انکا لایع شکر ہے دوزخ ہی کی مانند
کا خانہ ہے خدا کی کا خانوں سے کہ حقیقت لای عداوت اور انتقام کا طہور اسی کا خانہ زمین ہے سو یہ کافرانہ
ہی اگر انیس فرشتوں سے سر انجام پاوی تو کو عجیب بندہ ہے اسلئے کہ اس کے قدرت کے بہت سے کا خانہ اسے
عدو سے سر انجام پائی ہیں نہایت امیر ہے کہ دوزخ کئی ڈیڑھ راج ڈرائے والی ہے آدمی کو کھوٹے پیٹنے والا
اس کے اوصاف جو سنتے ہیں تو وہ ستا دیکھ خوف کا سبب بڑا ہے بخلاف اور کا خانوں کے جیسے ہاتھ کے ٹوکے
تائید اور رانکا جانا اور صبح کا آنا اور عین سے کوئی چیز ان کے خوف کا سبب نہیں پڑتے ہے سوا اس کا خانہ ان کے
خوف کے سبب اس کے حاملین نامل نہیں کرتے ہیں اور اس کی حقیقت کو دریافت نہیں کرتے ہیں بلکہ
انکار کر بیٹھتے ہیں اور اور کا خانوں میں جو تھوڑے نفع کی امید کرتا تو اس طرف غیبت سے نامل اور غور کرتا ہے
اور اس کے اسباب کو بھی خوب سمجھتی ہیں بلکہ حکمت اور ہمت کی کتابوں میں لکھ چھوڑتے ہیں اس سبب
اون کا خانوں میں جو عجیب انکار نہیں کرتے ہیں اور اون کا خانوں میں اگرچہ کچھ خوف و ڈر ہوتا ہے تو خاصہ
بے فائدہ آدمیوں کو ہوتا ہے جیسے جو کہ چاند کی روشنی اور رات کے جالے اور صبح کے آنے سے خوف کرتے ہیں اور
جور و مکی سوا کسی کوئی خوف نہیں کرتا ہے بخلاف دوزخ کے خوف کے اسلئے کہ وہ عام ہے ہر شخص کے لئے
میں سو جھانگے پڑے ہر میں یا برائی میں آؤنکا کھوٹا چاہے پیچھے ہے یہاں نہیں یا برائی میں آئے
کہ ہے کام میں لگے پڑے سے دوزخ کا خوف لاحق ہوتا ہے اور اپنے کام میں تاخیر کرنے سے بے دوزخ کا
خوف ہوتا ہے اور ہر کا زمین آگے بڑھنے والا اور ہر نے کام میں پیچھے ہٹنے والا ہمت کی اسباب اور
نادر اور ہوتا ہے قاللکاد من کا لعدو مثل مشہور ہے اور اگر شے آدم کا حال یہ ہے کہ اگر ایک برس
کام کو چھوڑے ہیں تو دوسرے کو پکڑتے ہیں اور سہیگر اگر ایک نیک کام میں پیش قدمی کرتے ہیں تو دوسرے
نیک کام سے تاخیر ہوتے ہے ہی سبب دوزخ کا خوف سبکو لاحق ہوتا ہے ہی سبب کہ دوزخ کے دار کو
قنات کے در عام ہوگی اسلئے کہ کل نفس الخ عزیزی کل نفس بما کسبت مرہنتہ کا
۱۸۱ صلیب ایمین فی جنت ینکسوا لون علیہم فان سلکک فی برخص بیب و سچیر کے کہ گروہ میں ہے
مگر اہل سعادت باغ عین ہو گئے سوال ہو چیرج گنہگار دوزخ کی کس چیز نہ دھل گیا مگو ہر دوزخ کے
ہر جی اپنے لئے میں پیدا ہے مگر دہانے والے باغ عین مگر ہو چیتے ہیں کناہ کار و کنا احوال تم کا ہی سے پہلے
دوزخ میں ۱۸۱ مونی نفس کل نفس الخ ہر جان دلی میں اس کے جو کما یا ہے برائی کرنے سے
اور نیکی کے نکرے سے مرہنتہ کہ وہو کی دوزخ میں اور دوزخ کے موکوٹے ہاتھ میں اور جو حاصل
کر نیکی آلات و سباب ہر نفس میں انیس چیزیں ہیں دو مابہ اور دو بانو اور زبان اور دل اور مشاب و
بانو نادر کا تمام اور سب اور یہ اور حس خمسہ یعنی باصرہ سامعہ لاسہ ذلیقہ شامہ اور فکر و عقل اور ہمت
و غلبہ سبب دوزخ میں انیس فرشتے اوپر عذاب کر نیکی اور اید اپنی و نیکی اور کوئی شخص ان چیزوں کے
استعمال میں قصور نہیں بچا ہے ہر شخص نقصان دار ہے یا ان چیزوں کے غیر محل میں صرف کرے یا ان کے
محل میں صرف کرے سے ہی سبب کہ دوزخ کے موکوٹے کے شخص کو خلاصہ ہی تصور نہیں ہے لکھا

تفہم اور باطل ہون کا چرچا اور فاسقوں کے فسق کا بیان کرنا دوسری برائی آپسک کلام میں لکھ کر
 اور عیب چینی کرنے اور کلام کے عیب کو بیان کرنا تیسری برائی منصب کی راہ سے مذہبوں میں اور
 کے قومنیں لڑائی جھگڑا دینے پہنچن بروری کرنی اور شریعت کے حکم سے زیادہ اپنے حق کے لینے میں جھگڑا
 کرنا چوتھی برائی کلام کو وزن اور قافیہ اور ستارہ اور غرض تقریر سے لڑنا اور سیلابی کی جھگڑا اور
 برائی کی تعریف کے لشکر پر سپاہ اور اس مضمون کثرت حاصل کرنی یا چون برائی بخش بدناما جامع یا بیابا
 یا بیابا نے کے مقام کے ذکر سے یا پردہ نشین عورتوں کا نام لیکر چٹائی برائی اسپین سخت کوئی کرنی جیسے عیا
 جابل وغیرہ کی کو کہنا ستون برائی کالی دینی کی کو کہنا اور دینی شہوتیں برائی لغت کا استعمال کرنا
 خصوصاً غیر مستحق پر نوٹن برائی بدنامی ستون کی زیادتی کرنی منہج کے اندازہ سے جو دوسرے رنج و ملال کے عیب
 دسویں برائی تہمت اور بہتان لگانا اور بے گناہ کی طرف برائی کے نسبت کرنی لیکر ہون برائی مسلمان
 کی حرکات اور سکنا پر بدناما اندازہ ستون کے اور مسلمانوں کے عیب بیان کر کے اور کو بدناما ہون برائی وعدہ
 کرنے تیرہویں برائی جوش بولنا یا روپہ سالہ کرنا چوتھویں برائی آویسوں کی جہی ہسید و کو کہنا اور لوگوں کے
 گھر کی جہی باتوں کو بیکے سامنی ظاہر کرنا پندرہویں برائی بدو کا کرنی سو گھوٹوں برائی نیت بد کرنی ستون
 برائی امید کی اور بد گمانی امثال ہون برائی موہنہ پر کیسی تعریف کرنی بیسویں برائی اپنا اور اپنی قوم کا
 اور اپنے بڑے کو نکالنا فخر اور شو سے بیان کرنا سو ان نہیں انھوں نے بھلون نہیں ملاؤ نہیں ڈالا نہیں دھوکہ
 دینے کو ملو کے ہاتھ میں گرفتار ہوئی د گھٹا لے اور تیری ہم چیلنا سے قیاس کے دھوکہ اور قیامت میں
 انھوں نے قیامت سخت، کو کہن میں انھیں چہ وہ میں جو غفر اول کے بعد قوم ہو گئے چنانچہ پندار قوم ہونا
 پندار دوسرے زمین کا جو خیال تیرہ اساروں کا منتشر ہونا چوتھا چاند سورج کا بے نور ہو جانا پانچواں ہونا
 آٹھواں چار دین گدگ جانا اور تیراں واقعہ وہ میں جو غفر ثانی کے بعد ملو گئے چنانچہ پہلا ملو گنا نہ ہونا
 دوسرا گناہ کرنا دھوکہ دینا عشر میں لکھنا تیسرا سو گھوٹ زیادہ ہونا یا نہانک کہ سب موقف دلو کو گھوٹ
 چوتھا دوزخ اور آفتابی گرمی سے لوگوں کے بدلوٹنے پسینے کا دیا یا پانچواں سایہ کا کہن ہونا چھٹا قیامت
 گھر یا نہا ستون تیرا لہی کی بجلی کا ظور انھوں سال خاصا بکا توان ملو گھوٹ وزن کرنا سو ان مال مال
 دینا یا نہی تہمین یا دلوئی میں کیا ہواں روانہ ہونا موقف سے ہشت یا دوزخ کی طرف بار و ان بل صرا
 گناہ تیراں و ان ہونا تہمین یا دوزخ میں وجہ یعنی قیامت کے دھوکا لکھنا کیا تو گویا ان فیون خیر
 انکا کیا جتنے سوہ واقعے انکا کی سرزمین ایک ایک کوخ کا موکل رہا سے پیچھے پڑا اور بکوس ملازمین کو قیامت
 کا شعلہ لکھ میں دن چیز نکالنا انکا کر کے پھر عمر میں توبہ کی ہوتی تہمین یا دوزخ میں پانچواں گناہ نہ ہونا
 ہونا تکیان تم اپنے شامت سے ان برسے کا سو گھوٹ بہ کرتے ہے حتیٰ لے بیان تک کہ آن چھٹی ہونا
 پھر سو گھوٹ بعد پڑا ہونا اور پچھتا کر پھر ہمارے کام نہ آیا ایسے کہ عمل اور توبہ کرنے کا وقت نہ آیا اور حق نہ لے
 ذرا آتے کہ ان کو کوخ نہ اپنے غلامی کی فکر آپ کی ناک میں اور طربے اوکو دوا دعا عات کی امید اتی رہے
 مَا تَسْتَعْتَمُ الْيَوْمَ عَذَابِي مَا تَسْتَعْتَمُ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ كَمَا اللَّهُمَّ عَنِ التَّائِبِينَ مَعْرِضِينَ

نماعت ہی میں عمر بھر گذارنی موجب اس قسم کا وہ آفت و مصیبت میرا ہوا و نگے سامنے ہے اور اعانت اور
 مذکور کی کسے سے توقع تھی اوس دن اذکو نہیں ہے تو اگر کو چاہی کہ اوس دن کی خیر تو مکی تدبیر کو در آفت اور
 اور جو شخص ان کو اوس دن کی سختیوں اور مصیبتوں کا علاج بتلاوے تو اس کا احسان مانیں اور یہ تو جو شخص
 تلاش میں اپنے نقد و سرسری اور کوشش کریں کما لھذا پھر کیا ہوا ہے انکو جو قرآن شریف کی پند
 نصیحت سے اعراض کرنے والے ہیں اور یہ نہ پہنچنے والے اور یہ عرصہ ان کا انتہا دیکھو پہنچا اسلئے کہ اگر
 خیر سے اعراض کرنا کبھی بے فہمی اور نادانی سے ہوتا ہے جیسا کہ کما اعراض علم سے اور کبھی طبیعت کے
 نفرت کرنے سے ہوتا ہے اگر چہ اس کا نفع اور صلحت سمجھتا ہے جیسے کیا کما اعراض کرنا تلخ مفید و داکے
 کہانے سے سوان لوگوں نے اپنے میں قسم کما اعراض سمجھ کر ہے اس نصیحت نہ سننے کے سبب سے
 کما لھذا عزیزی کا اہم حصہ مستفیضہ قرآن من شقوہ گویا وہ لکھتے ہیں
 ساکنے والے کہہ گئے ہیں شیر سے کا فتنہ جیسے وہ لکھتے ہیں دیکے یہاں کے نکلنے سے وہ
 کما اہم ہ تفسیر گویا کہ میرا دانی اور حق اور لفظ طبعی اور خوف و ہی میں قرآن شریف
 پند سے حصہ لے کر ہے یہاں کہ میں بڑی شیر زرقوی رکھل کے دیکھنے سے اور اس کے نفور کی آواز سے
 کہ ہرگز اپنا جھپا پھر نہیں دیکھتے ہیں اور چھوٹی ہی احوال کی تحقیق نہیں کرتے میں یہاں کے چلے جلدتے ہیں
 اور یہ نکلے احوال اور یہاں کے سبب یہ ہے کہ انکا کثیر اور غور و سہا کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ دوسرے
 نازل ہوئی وہی بند کو قبول کریں اور اسے نغمہ لیون بکلی یزید کا اہم عزیزی یعنی جیسے
 لکھتے ہیں شیر سے ذکر بیات میں ایسے ہی یہ قرآن کے سننے سے یہاں کے میں اسلئے کہ کام کی بات سے داکے
 اور اس نصیحت قبول کرنے والے نہیں کہتے میں جبکہ شوی میں مولا اور چم قراتے ہیں اور ان کا باز
 قوم و دنیا ماز کجا انجا ہادی جان کجا باشد جہا راز جز بارز دان نبارشیت سارا نذر کوش نگر
 رازشیت غرض کہ اس بات کہ میں نہایت مذمت کھائے اور بیان اونکی حاقق کا ہے حکایت
 منقول ہے کہ ایک عالم سچی جامع میں وعظ کہہ رہے تھے اور انکے گرد ہیت سے لوگ بیٹھے تھے ایک شخص جو
 یہ خطبہ دیکھ کر غلط سے پکارا کہ میرا گہدا جاتا رہا ہے ان لوگوں کو پوچھو کیسے دیکھا ہو تو بتا دی
 اون واعظ نے کہا کہ میں یہ کہہ جاتا ہوں کہ اس وہ یہ گیا اور تہو شوی دید میں ایک شخص اوپر کھڑا تھا
 چلا پس کہا واعظ نے اوس طرح بچنے والی کو کہ لے کہو یہ گدا تیرا ہے ہذا یہ بات اون اعظنی ہی
 آئیکہ یہ سے فدا کی کہ وہ اسد تھا مکی ذکر سکر اوپر چلا اور اسکی قد بخانی کا روح بکلی یزید لگا
 امیری منہم ان یونی صحتا من شقوہ کا ہلکا چاہتا ہے ہر ایک شخص انکا کہ دیا جاوے تو
 کہلے ہوئے کا فتنہ بلکہ چاہتا ہے ہر مرد و عین کہ اسکو ملے ورق کہی موہ تفسیر
 بکلی یزید الی بلکہ چاہتا ہے ہر واحد انکا یہ کہ دیا جاوے اسد لکھ کی طرف سے صحیفہ کہلے ہوئے
 ہوا شے نکلے فرمانوں کی طرح خداونکے پیٹے ہوئے شقو کی طرح اسلئے کہ پیٹے ہوئے شقے ہوا تو نکلے ہیت
 انکا زبان میں یہ کہہ جاتے ہیں کہ وہ انکا نام ہر جاوے تو اسکی سخت اور بزرگ زیادہ ہوتا ہے اور کما تر بلند ہوتا ہے

فصل
 در بیان
 کما لھذا
 عزیزی
 کا اہم
 حصہ
 مستفیضہ
 قرآن
 من شقوہ
 گویا
 وہ
 لکھتے
 ہیں
 ساکنے
 والے
 کہہ
 گئے
 ہیں
 شیر
 سے
 کا
 فتنہ
 جیسے
 وہ
 لکھتے
 ہیں
 دیکے
 یہاں
 کے
 نکلنے
 سے
 وہ
 کما
 اہم
 ہ
 تفسیر
 گویا
 کہ
 میرا
 دانی
 اور
 حق
 اور
 لفظ
 طبعی
 اور
 خوف
 و
 ہی
 میں
 قرآن
 شریف
 پند
 سے
 حصہ
 لے
 کر
 ہے
 یہاں
 کہ
 میں
 بڑی
 شیر
 زرقوی
 رکھل
 کے
 دیکھنے
 سے
 اور
 اس
 کے
 نفور
 کی
 آواز
 سے
 کہ
 ہرگز
 اپنا
 جھپا
 پھر
 نہیں
 دیکھتے
 ہیں
 اور
 چھوٹی
 ہی
 احوال
 کی
 تحقیق
 نہیں
 کرتے
 میں
 یہاں
 کے
 چلے
 جلدتے
 ہیں
 اور
 یہ
 نکلے
 احوال
 اور
 یہاں
 کے
 سبب
 یہ
 ہے
 کہ
 انکا
 کثیر
 اور
 غور
 و
 سہا
 کو
 گوارا
 نہیں
 کرتا
 ہے
 کہ
 دوسرے
 نازل
 ہوئی
 وہی
 بند
 کو
 قبول
 کریں
 اور
 اسے
 نغمہ
 لیون
 بکلی
 یزید
 کا
 اہم
 عزیزی
 یعنی
 جیسے
 لکھتے
 ہیں
 شیر
 سے
 ذکر
 بیات
 میں
 ایسے
 ہی
 یہ
 قرآن
 کے
 سننے
 سے
 یہاں
 کے
 میں
 اسلئے
 کہ
 کام
 کی
 بات
 سے
 داکے
 اور
 اس
 نصیحت
 قبول
 کرنے
 والے
 نہیں
 کہتے
 میں
 جبکہ
 شوی
 میں
 مولا
 اور
 چم
 قراتے
 ہیں
 اور
 ان
 کا
 باز
 قوم
 و
 دنیا
 ماز
 کجا
 انجا
 ہادی
 جان
 کجا
 باشد
 جہا
 راز
 جز
 بارز
 دان
 نبارشیت
 سارا
 نذر
 کوش
 نگر
 رازشیت
 غرض
 کہ
 اس
 بات
 کہ
 میں
 نہایت
 مذمت
 کھائے
 اور
 بیان
 اونکی
 حاقق
 کا
 ہے
 حکایت
 منقول
 ہے
 کہ
 ایک
 عالم
 سچی
 جامع
 میں
 وعظ
 کہہ
 رہے
 تھے
 اور
 انکے
 گرد
 ہیت
 سے
 لوگ
 بیٹھے
 تھے
 ایک
 شخص
 جو
 یہ
 خطبہ
 دیکھ
 کر
 غلط
 سے
 پکارا
 کہ
 میرا
 گہدا
 جاتا
 رہا
 ہے
 ان
 لوگوں
 کو
 پوچھو
 کیسے
 دیکھا
 ہو
 تو
 بتا
 دی
 اون
 واعظ
 نے
 کہا
 کہ
 میں
 یہ
 کہہ
 جاتا
 ہوں
 کہ
 اس
 وہ
 یہ
 گیا
 اور
 تہو
 شوی
 دید
 میں
 ایک
 شخص
 اوپر
 کھڑا
 تھا
 چلا
 پس
 کہا
 واعظ
 نے
 اوس
 طرح
 بچنے
 والی
 کو
 کہ
 لے
 کہو
 یہ
 گدا
 تیرا
 ہے
 ہذا
 یہ
 بات
 اون
 اعظنی
 ہی
 آئیکہ
 یہ
 سے
 فدا
 کی
 کہ
 وہ
 اسد
 تھا
 مکی
 ذکر
 سکر
 اوپر
 چلا
 اور
 اسکی
 قد
 بخانی
 کا
 روح
 بکلی
 یزید
 لگا
 امیری
 منہم
 ان
 یونی
 صحتا
 من
 شقوہ
 کا
 ہلکا
 چاہتا
 ہے
 ہر
 ایک
 شخص
 انکا
 کہ
 دیا
 جاوے
 تو
 کہلے
 ہوئے
 کا
 فتنہ
 بلکہ
 چاہتا
 ہے
 ہر
 مرد
 و
 عین
 کہ
 اسکو
 ملے
 ورق
 کہی
 موہ
 تفسیر
 بکلی
 یزید
 الی
 بلکہ
 چاہتا
 ہے
 ہر
 واحد
 انکا
 یہ
 کہ
 دیا
 جاوے
 اسد
 لکھ
 کی
 طرف
 سے
 صحیفہ
 کہلے
 ہوئے
 ہوا
 شے
 نکلے
 فرمانوں
 کی
 طرح
 خداونکے
 پیٹے
 ہوئے
 شقو
 کی
 طرح
 اسلئے
 کہ
 پیٹے
 ہوئے
 شقے
 ہوا
 تو
 نکلے
 ہیت
 انکا
 زبان
 میں
 یہ
 کہہ
 جاتے
 ہیں
 کہ
 وہ
 انکا
 نام
 ہر
 جاوے
 تو
 اسکی
 سخت
 اور
 بزرگ
 زیادہ
 ہوتا
 ہے
 اور
 کما
 تر
 بلند
 ہوتا
 ہے

لوگ قیامت قیامت اور انکی قیامت موت پہلے حاضر ہوئی علقہ ایک جنازہ پر چڑھیں دفن ہوا مردہ تو کہا
 علقہ یہ کسے تو قیامت الہی کے بڑے گنہگار تھو کہ میں لکھا ہے **ع** حجت من الدنیا و قیامت
 قیامت کے دن اقل الحالمون جنازی کا ترجیح یعنی نکلا میں دنیا سے روز قیامت ہوئی قیامت میری
 حل کے دن اوٹھنا میں کے اوٹھانے والے جنازہ میرے گویا و مفسرین کو نفس تو اس کے معنوں میں خلاف ہے سو جو
 مفسرین محقق ہیں انہوں نے یون بیان کیا ہے کہ آدمی کا نفس ایک چیز ہے لیکن اسکی تین حالتیں
 ہیں اگر عالم علوی کی طرف مائل ہوا اور عبادت اور فرمانبرداری میں اسکو خوشی حاصل ہوئی اور شریعت
 کی پیروی میں اسکو تسکین دے دیں ہوا تو اس نفس کو مطمئن کہتے ہیں اور اگر عالم غلی کی طرف تو مائل
 اور دنیا کی خواہش و لذتوں میں اور عار و ننگ و ہتھام اور کینہ کشی کی طرف رغبت کی اور شریعت کی
 پیروی سے بھاگا اور اسکو نفس نامہ کہتے ہیں اسلئے کہ وہ گویا اسکا حکم کرتا ہے اور اگر کیسے عالم غلی کی
 میلان کرتا ہے اور شہوت و غضب میں مبتلا ہوتا ہے اور کیسے عالم علوی کی طرف میلان کرتا ہے اور شہوت
 و غضب کو بڑھا دیتا ہے اور اسے بھاگتا ہے اور شہوت مند ہوتا ہے اور اپنے تئیں آپ ملامت کرتا ہے اور اس
 نفس کو تو اسے کہتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر انسان
 کو اسے دو کام دیئے جائیں گے ملامت کرنا کہ اسلئے کہ اگر نیک ہے تو اسے اپنے تئیں ملامت کرنا کہ نیک نہیں زیادہ و کفر
 اور اپنے بھٹنے و قتل و جفا کا کیون کنوایا اور اگر بد ہو گا تو اپنے تئیں اس ملامت کرنا کہ کیون بڑا ہی گویا
 میں نے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حجت والو کو کسی چیز کی حسرت نہ ہوگی مگر ایک چیز کے جو دنیا میں
 کوئی ساعت بے یاد ہوئی کے گذری ہوگی اور حضرت حسن صبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں ہے
 ایما ذرا آدمی کا یہی نشان ہے کہ ہمیشہ اپنے ملامت میں رہے اسلئے کہ کوئی آدمی تقصیر سے خالی نہیں رہتا
 پہرہ تقصیر معرفت الہی اور اسکی لوازم میں ہوا عبادت و تقویٰ میں یا اس کے شرائط و ادب میں ہو
 اور بعضوں نے یون فرق بیان کیا ہے کہ نفس مطمئنہ نفس انبیا اور اولیا کا ملکیج میں جنہوں نے اعتقاد
 کی یاد اور اسکی محبت میں چین و اطمینان پیدا کیا اور دوسو سو اور خط و کئی شکست سے خلاص ہوئے اور جو
 اور نفس مطمئنہ صامح ایما ذرا دن اور نیکو نیک نفس ہے اور نفس امہ کہ نکارون تاب و تقصیر دارون نام
 کا نفس ہے اور نفس نامہ کا فروغ نفس ہے اور اون فاسقوں کا جو فسق پر اڑ رہے ہیں اور جب یہ بات
 ثابت ہوئی کہ اس حسرت اور مذمت پر جو قیامت کے دن ہوگی اور سپر کچھ قسم کہانے کی تائید ہوگی
 اور ہر طرح کا فروغی غفلت کے سبب قیامت کے آنے پر تہہ نفس تو اس کے قسم کہانی ہی مفید نہیں ہے
 تو اب فرماتے ہیں کہ ان دونوں قسموں کو جو حکم کے ثابت کرنے میں عمدہ دلیل نہیں ہو سکتے قیامت کے
 آنے میں کا فروغی شہد کو دور کرتے ہیں اور اسے بوجہ میں کیا **الحسب الخ عذری**
أَحْسَبُ الْإِنْسَانَ أَنْ لَنْ يَجْمَعَ عِظَامُهُ كَلْبًا قَدِيرًا يَنْتَظِرُ أَنْ تَكُونِ بَنَاتُ الْإِيمَانِ
 آدمی کہ جمہ کرے کہ ہم بڑیوں کو آدمی مان کرین گے ہم قادر میں اوپر اس کے برابر کرین ہم سرور نکالین
 آدمی کو **فحتم** کیا خیال کہتا ہے آدمی کہ ہم جمہ کرین گے اس کے بڑیوں کیوں نہیں سکتے ہیں

اور اوس دن سے خلاصی کی راہ پوچھنے لگیا اور یہی ہے کہ پیغمبرؐ دن اور مہینوں کے الزام دینے کی واسطے سول اور عراض کی طور پر قیامت کو وقت سے پوچھا کرتا تھا اور قیامت کے دن انکھ کے چند بلانی اور عقل کی تیرہ چہرے سب کے پناہ کی جگہ کا پتا بتلائیگا کیونکہ پناہ تو خود جو دہرائے گا خود اپنے لگایگا کہ ایں المفسر اور حبان ان کا حال حیرت اور اضطراب سے اس مرتبہ کو پہنچا کہ ان کے طور پر کہنے لگیا کتاب اوں کو کہا جاوے گا کہ **کَلَّا الْحَمْدُ عَزِيزِي** یعنی تیرا اور مضطر ہوئی دہشتہ و ہولناں دن قیامت کیلئے **وَحُصِفَ الْقَتْمُ** یعنی جاتی دیکھی رستوں ایک اور بہن دہری چاند پونے والوں کا کچا مذاکرہ ہو دوتا جیسا کہ وہ گمان کرتے ہیں تو دفع کرتا اپنے سے جفا کرتے جاتی جی تو رشتی اوں کی اور خوف و کوف کے معنی ایک ہی ہیں یعنی جاتا رہا رشتی کا اور ناکارہ سنت کو کہہ ہے ہر حق کے گہر کے سوچ یا چاند کو بغیر ہو کر مستعد ہونے کا رے لیے اور وہ سوچ گہر کے لیے دو کہتین میں بطور نقل کے اور ناز پر نادے اوں کو نام حبیب کا اور قراۃ طویل ہے اور کیا کہ نہ ہے اور خطبہ ہے اور چاند گہن میں لوگوں کا جمع ہونا ضرور نہیں ہے اکیلے کچلے میں اپنے گہر کے دو کہتین مانند تمام نو فسخ اور جمع کیے جاوے گا چاند سوچ بچ جاتے ہنے رشتی کے حبیب کے روایت کیا گیا ہے بنے صلہ اللہ علیہ وسلم سے یا جمع کیے جاوے گا دو نوں بیچ خلوع ہو نیلے منہ سے یا بیچ ڈالنے کے کہتین تاکہ حیرت ہو سکے پونے والوں کو کہتا آدمی منکر قیامت کا اوس دن اپنے اوس دن کو دفع ہو گئے ہوں اور مانند کہنے انامیک کے جو وقت کہ نہیں دیکھتا کوئی چیز علامتوں قدرت پہاگنی کیسے حبیب کے کشتہ وہ شخص کہ امید ہوتا ہے اپنے نیک کیسے کہ کہاں سے نیک کیسے کہ نہیں پاتا علامت ہائے اوس کیسے

روح ۵ مسئلہ نماز کوف و خوف سنت ہی کہ جماعت سے اور جماعت کے گزرتیک اور صیغہ اور مالک کے خوف میں کیلئے اوکریں اور وہ دو کہتین میں کہ ہر گت میں دو قیام اور دو کہ ہوں گزرتیک کیلئے صیغہ کے مانند نماز صیغ کے ہے اور قراۃ او میں چلے ہے گزرتیک کہ کہہ کے کہ بیکار کہ ہے اور نزدیک شافعی اور احمد کے دو خطبہ او میں سجدی ہیں اور نزدیک مالک اور حنفیہ کے خطبہ ہنیرہ اور اگر کوف ایسے وقت میں ہو کہ نماز او میں منع ہی تو یہی نزدیک شافعی کے نماز پڑھیں اور نزدیک حنفیہ اور احمد کے بجائے نماز کے تسبیح پڑھیں اور مالک سے دونوں روایتیں ہیں اور روایات میں مانند اولہ اور یسعیاہ اور تیری کے وہ میں نماز نہیں ہے گزرتیک احمد کے کہ سب میں نماز جماعت سے پڑھیں اور بیچ نیزان امام عبد الوہاب شافعی کے شافعیہ ہے نماز جماعت نقل کی ہے اور بیچ خدہ خدہ ہے

ہاں آید کہ کہے دفع ہر حادثہ کے مانند ہوا سختی اور تاریکی اور مینہ بہت اور خوف اولوں اور علوان وغیرہ کے نماز کیلئے مستحب ہے **۵ بحسب** کلاذک الذی کالی ربک لیسئلک عنہ نہیں ہی کوئی پناہ طرف پروردگار تیرے ہے آج کے دن قرار کی جگہ **۵ فیرے** کوئی نہیں کہیں نہیں ہے

بجا دیتے رب کا اوس دن جاہ پڑا **۵ نفیس** کلاذک الیہ ایسا سوال عجاہت کر اور ایسی پوچھ پانچ لائے سے باز او نہیں کہنا کہ کہیں بجا جس چیز سے تو ہاگتا ہے کسی جگہ ہو جگا پانچ

۱۰ من جنت
۱۱ من جنت
۱۲ من جنت
۱۳ من جنت
۱۴ من جنت
۱۵ من جنت
۱۶ من جنت
۱۷ من جنت
۱۸ من جنت
۱۹ من جنت
۲۰ من جنت
۲۱ من جنت
۲۲ من جنت
۲۳ من جنت
۲۴ من جنت
۲۵ من جنت
۲۶ من جنت
۲۷ من جنت
۲۸ من جنت
۲۹ من جنت
۳۰ من جنت
۳۱ من جنت
۳۲ من جنت
۳۳ من جنت
۳۴ من جنت
۳۵ من جنت
۳۶ من جنت
۳۷ من جنت
۳۸ من جنت
۳۹ من جنت
۴۰ من جنت
۴۱ من جنت
۴۲ من جنت
۴۳ من جنت
۴۴ من جنت
۴۵ من جنت
۴۶ من جنت
۴۷ من جنت
۴۸ من جنت
۴۹ من جنت
۵۰ من جنت
۵۱ من جنت
۵۲ من جنت
۵۳ من جنت
۵۴ من جنت
۵۵ من جنت
۵۶ من جنت
۵۷ من جنت
۵۸ من جنت
۵۹ من جنت
۶۰ من جنت
۶۱ من جنت
۶۲ من جنت
۶۳ من جنت
۶۴ من جنت
۶۵ من جنت
۶۶ من جنت
۶۷ من جنت
۶۸ من جنت
۶۹ من جنت
۷۰ من جنت
۷۱ من جنت
۷۲ من جنت
۷۳ من جنت
۷۴ من جنت
۷۵ من جنت
۷۶ من جنت
۷۷ من جنت
۷۸ من جنت
۷۹ من جنت
۸۰ من جنت
۸۱ من جنت
۸۲ من جنت
۸۳ من جنت
۸۴ من جنت
۸۵ من جنت
۸۶ من جنت
۸۷ من جنت
۸۸ من جنت
۸۹ من جنت
۹۰ من جنت
۹۱ من جنت
۹۲ من جنت
۹۳ من جنت
۹۴ من جنت
۹۵ من جنت
۹۶ من جنت
۹۷ من جنت
۹۸ من جنت
۹۹ من جنت
۱۰۰ من جنت

تیسرے رب کی تعظیم و تہنیت کی طرف اوسدن جائے قرار ہے اور کوئی شخص جس تعظیم کی ترویج کی کہ جو
 سے مخالفت نہیں کر سکتا ہے یا اپنے ہٹے خوشے جا بیگا یا بال کہیں چپے ہوئے نہ دے اور کوئی بھی شیعہ اور
 جب چاہا چار آدمی اور جو کچھ حاضر ہوگا تو حیرت اور دہشت اور پر اور زیادہ کرے گی **عزری**
 یعنی قیامت میں انکار کوئی بیگانی کی جگہ نہ ہوگا نہ نہیں ہوگا اور سب خلق کے خدا کے حاضر آئیں گے
 اور خدا تعالیٰ ہوائی اعمال پر ایک کے پشت یا دو رخ ہوگی نہیں کی جگہ مقرر فرما دیگا **بحر**
 یلینق الہ انسان یو سیدنا فادنا محمد صی جاوگی آدمی کو اوسدن حقیقت حال کی جو کچھ کہ آگے چھا
 تھا اور پیچھے چھوڑا تھا مانند صدقہ جاریہ کے **فہ** جاتے جاتے انسان کو اوسدن جو آگے چھا
 اور چھوڑا **موتہ تفہیر** یسبوا الخ خبر دار کیا جاوے گا آدمی اوسدن ساتھ
 اوپر کے جو آگے بھیجی اسی اعمال کی قسم سے ہوں یا افعال کی قسم سے پھر وہ اعمال و افعال لائق
 تقدیم کے ہیں جیسے وضو کرنا نماز کے پہلے اور نماز پڑھنی روزی کی تلاش سے پہلے اور زکوٰۃ کا ادا کرنا
 مال پر مال گذرنے پہلے اور عمرہ حج کے پہلے اور سنت فرض کے پہلے اور اپنے ان اعمال کو مسترد کرنا
 غیر ضروری پہلے اور درویشوں و عیال پہلے اور قرض کو ادا کرنا وصیت جاری کر نیسے پہلے یا وہ
 اعمال و افعال لائق تقدیم کے ہتھے جیسے وقت آنیسے پہلے نماز پڑھنی اور رمضان کے پہلے نہانے دن
 روزہ کرنا اور عیدین کی کو نماز کے پہلے قربانی کرنے اور عشا کے پہلے وتر کی نماز پڑھنی اور قرض اور
 اپنے اہل و عیال کی ضروری حق ادا کر نیسے پہلے صدقہ دینا اور والدین کی خدمت اور اہل و عیال کی
 خبر گیری کے پہلے عیاد کا یا فضل جو کا یا فضل علم کی طلب کا سفر کرنا اور عادت گذرنے پہلے کھانچ کر دنیا
 و علی ہذا القیاس **و آتش** اور جو پیچھے چھوڑا تھا اپنے اعمال و افعال پر پھر وہ لائق تاخیر کے ہیں
 جیسے حق تعالیٰ کے فرض ادا کر نیسے بعد والدین کی خدمت کرن اور اپنے ضروری حاجتوں کے پورا کر نیسے
 خیرات کرن اور اپنے خویش و اقربا کے احسان کر نیسے بعد غیر و غیر احسان کرنا یا لائق تاخیر کے ہتھے جیسے
 وقت گذر جانے بعد نماز پڑھنے اور سال گذر جانے سے مدت کے بعد زکوٰۃ ادا کرن اور توبہ کا وقت
 پاکر توبہ کرنا و علی ہذا القیاس اور جب آدمی کو اوسکے علموں کی تقدیم و تاخیر پر اعمال ناسے دیکھ اور ان
 زمین اور دن اور رات کے گواہوں کو کھڑا کر کے خبردار کر نیسے تب حیرت میں ہوگا اور سہل و آسان
 کہ جیسا کہ سب سے پہلے تقدیم اور تاخیر کو نہیں چھوڑا ہے اور خبر نیسے کے واسطے اوسکو کہہ کہ ہے اور ادا کر
 باتوں کو پوچھتے ہیں اور اوپر جزا دیتے ہیں تو میرے اہل عمل اور فعل نیکہ بد جو ہیں کیونکر نہ کہیں
 اور ادا ہو کر نہ کہیں پوچھ نہیں گے اور انہیں کو نہ جزا نہ نیکے اس سوچ سے بڑے دہشت اسپر غالب ہو
 اور اپنے دلعین کہیں کہ بہت وقت بے فوہب ہے اور بعض مفسرین یوں کہا ہے کہ مقدم سے
 مراد وہ عمل ہیں جو کر چکا ہے خواہ وہ نیک ہوں یا بد ہوں اور تاخیر سے مراد وہ عمل ہیں جو نہیں کر چکا
 خواہ نیک ہوں خواہ بد اور بعض مفسرین یوں کہا ہے کہ مقدم سے مراد وہ مال ہے جو دیا اور عاقبت کے
 ذخیرہ کے واسطے آگے بھیجا اور تاخیر سے مراد وہ جو داروں کے واسطے پیچھے چھوڑا ہے اور بعض مفسرین یوں

اور جو پڑھنی علی صریحاً یا غیر صریحاً ہے

عزیز کے استاد کو جب حضرت جبریل علیہ السلام کے پر پہنے کے وقت چہرہ تپتے تھے اور کان میں دھڑکنی
 قرار دے کر کہتا ہے اور جب حضرت جبریل علیہ السلام پڑھ چکے تھے تب بعینہ اسی عبارت کو طے تقاضا
 دوہرا کر اور کہتا ہے تپتے ہو اس آیت سے یعنی لا تحزک بدلہ تک سے اسی امر وہی کو تمام امور میں خیرین قدیم
 و تائید کی رعایت پر ترجیح فرمایا ہے اور نہ اس میں منافع عاجلہ کی محبت کی طرف انتقال فرمایا ہے اور حاصل
 مطلب یہ ہے کہ گناہوں میں نہ لگنا ہے اور نہ ایک دوسرے کی محبت حاصل کرنا یہی بہت جلدی ممکن ہے چاہے اس خوف
 کو ایسا بنواس جلدی ہی کوئی اور اور بہتر نفوت ہو جاوی چنانچہ آدمی دنیا کی محبت میں آخرت سے غفلت
 کرتے ہیں اسی سبب تک تمام آدمیوں کی طرف خطاب فرمایا ہے کہ تم سب منافع عاجلہ یعنی دنیا کی محبت میں
 گرفتار ہو و لکن ذوق الاخرۃ اگر چہ چھوٹے ہو آخرت کو اور اس کی فکر کچھ بھی نہیں کرتے ہو ہوش
 کہ تم دوسرے سمجھتے ہو اور دنیا کی منافع کی محبت اور آخرت کے منافع سے غفلت کرنا یہی ہے فساد کا باعث ہے
 چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ **كُنْ لِلدُّنْيَا لَيْسَ كُلُّ حَاطِثٍ** اور تیسری شکل یہ ہے کہ ان دونوں
 چیزوں کی محبت ایک جگہ جمع نہیں ہوتی بلکہ ایک کی محبت دوسری چیز کی بغض سبب بنتی ہے چنانچہ
 حدیث شریف میں آیا ہے **مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَهْوَىٰ آخِرَتَهُ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ تَرَ دُنْيَاهُ قَانًا وَابِقًا** اور
 اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمایا ہے **أَلَا تَصَدِّقَانِ إِنَّ اللَّهَ يُجْزِي أَحَدًا مَا سَخَطَ الْآخَرَ** اسی
 اور اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے **وَلَكِنْ ذُرْ وَلَا الْآخِرَةَ كَوَيْحُ الْعَالِجِ** کہ غفلت لازم فرمایا ہے
 ولا تجوز الاخرۃ نظر فرمایا یوں حکم ہوتا ہے کہ اس عاجلہ کی محبت اوس دوسری محبت کی ترک کا
 سبب ہے اور حال یہ ہے کہ آخرت کی منفعت و مضرت ہزاروں درجہ اس دنیا کی منفعت اور مضرت سے
 بڑھ کر ہے یہاں تک کہ ان دونوں میں تمیز نہیں آسکتی بلکہ **وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي وَجْهٌ**
يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ الی پہنچا ناظر ہے **وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي** یعنی ایک سوہنہ و سدا تازہ ہونگے
 پروردگار اپنے کے دیکھنے والے ہونگے اور کتنے ایک سوہنہ و سدا تو ہی چہرے ہونگے **فَتَحْشُرْ** کتنے
 سوہنہ و سدا تازہ ہیں اپنے سبب کی طرف دیکھتے اور کتنے سوہنہ و سدا اور اس میں **هَوَ هُوَ لِقَاسِرٍ**
وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي تازہ و روشن اور چمکتے ہوئے ہونگے اس سبب سے کہ اوکے نیکی ہونگے
 نور اور نیکی ہونگی اور کتنے چہرے و پنہر نور کی اور اوکے باطن کی نور اوکے ظاہر پر نور ہوگا اور نور
 نور سے سبب ہوگی انہم کی روشنی کی مدد لیا اپنے پروردگار کی نور کی تعلیم کی طرف نظر کرنے والے اور
 پروردگار کے ہونگے اوکے انہم کو سبب کی تعلیم کے دیکھنے سے ہرگز نہ پیدا ہوگی اور تیر خوفناک
 ہوئی ہوگی اور کتنے سوہنہ و سدا و روشنی میں چہرے ہونگے اگرچہ اوس تعلیم کے سلسلہ کے
 ہوئے لیکن اوکے دیکھنے سے سبب کے چہرے دیکھنے سے چین پانا اور لذت آگاہی و درنا سبب ہے کہ چہرے اپنے
 حالت میں اپنے پروردگار کے واسطے ہوئے تعلیم کے ہوئے سوہنہ و سدا اور انہم کی اور اوکے دیکھنے سے
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُتْمَانٌ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُتْمَانٌ
 اور اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے **وَلَكِنْ ذُرْ وَلَا الْآخِرَةَ كَوَيْحُ الْعَالِجِ** کہ غفلت لازم فرمایا ہے
 ولا تجوز الاخرۃ نظر فرمایا یوں حکم ہوتا ہے کہ اس عاجلہ کی محبت اوس دوسری محبت کی ترک کا
 سبب ہے اور حال یہ ہے کہ آخرت کی منفعت و مضرت ہزاروں درجہ اس دنیا کی منفعت اور مضرت سے
 بڑھ کر ہے یہاں تک کہ ان دونوں میں تمیز نہیں آسکتی بلکہ **وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي وَجْهٌ**
يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ الی پہنچا ناظر ہے **وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي** یعنی ایک سوہنہ و سدا تازہ ہونگے
 پروردگار اپنے کے دیکھنے والے ہونگے اور کتنے ایک سوہنہ و سدا تو ہی چہرے ہونگے **فَتَحْشُرْ** کتنے
 سوہنہ و سدا تازہ ہیں اپنے سبب کی طرف دیکھتے اور کتنے سوہنہ و سدا اور اس میں **هَوَ هُوَ لِقَاسِرٍ**
وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي تازہ و روشن اور چمکتے ہوئے ہونگے اس سبب سے کہ اوکے نیکی ہونگے
 نور اور نیکی ہونگی اور کتنے چہرے و پنہر نور کی اور اوکے باطن کی نور اوکے ظاہر پر نور ہوگا اور نور
 نور سے سبب ہوگی انہم کی روشنی کی مدد لیا اپنے پروردگار کی نور کی تعلیم کی طرف نظر کرنے والے اور
 پروردگار کے ہونگے اوکے انہم کو سبب کی تعلیم کے دیکھنے سے ہرگز نہ پیدا ہوگی اور تیر خوفناک
 ہوئی ہوگی اور کتنے سوہنہ و سدا و روشنی میں چہرے ہونگے اگرچہ اوس تعلیم کے سلسلہ کے
 ہوئے لیکن اوکے دیکھنے سے سبب کے چہرے دیکھنے سے چین پانا اور لذت آگاہی و درنا سبب ہے کہ چہرے اپنے
 حالت میں اپنے پروردگار کے واسطے ہوئے تعلیم کے ہوئے سوہنہ و سدا اور انہم کی اور اوکے دیکھنے سے
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُتْمَانٌ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُتْمَانٌ

عزیز کے استاد کو جب حضرت جبریل علیہ السلام کے پر پہنے کے وقت چہرہ تپتے تھے اور کان میں دھڑکنی قرار دے کر کہتا ہے اور جب حضرت جبریل علیہ السلام پڑھ چکے تھے تب بعینہ اسی عبارت کو طے تقاضا دوہرا کر اور کہتا ہے تپتے ہو اس آیت سے یعنی لا تحزک بدلہ تک سے اسی امر وہی کو تمام امور میں خیرین قدیم و تائید کی رعایت پر ترجیح فرمایا ہے اور نہ اس میں منافع عاجلہ کی محبت کی طرف انتقال فرمایا ہے اور حاصل مطلب یہ ہے کہ گناہوں میں نہ لگنا ہے اور نہ ایک دوسرے کی محبت حاصل کرنا یہی بہت جلدی ممکن ہے چاہے اس خوف کو ایسا بنواس جلدی ہی کوئی اور اور بہتر نفوت ہو جاوی چنانچہ آدمی دنیا کی محبت میں آخرت سے غفلت کرتے ہیں اسی سبب تک تمام آدمیوں کی طرف خطاب فرمایا ہے کہ تم سب منافع عاجلہ یعنی دنیا کی محبت میں گرفتار ہو و لکن ذوق الاخرۃ اگر چہ چھوٹے ہو آخرت کو اور اس کی فکر کچھ بھی نہیں کرتے ہو ہوش کہ تم دوسرے سمجھتے ہو اور دنیا کی منافع کی محبت اور آخرت کے منافع سے غفلت کرنا یہی ہے فساد کا باعث ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ كُنْ لِلدُّنْيَا لَيْسَ كُلُّ حَاطِثٍ اور تیسری شکل یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کی محبت ایک جگہ جمع نہیں ہوتی بلکہ ایک کی محبت دوسری چیز کی بغض سبب بنتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَهْوَىٰ آخِرَتَهُ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ تَرَ دُنْيَاهُ قَانًا وَابِقًا اور اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمایا ہے أَلَا تَصَدِّقَانِ إِنَّ اللَّهَ يُجْزِي أَحَدًا مَا سَخَطَ الْآخَرَ اسی اور اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے وَلَكِنْ ذُرْ وَلَا الْآخِرَةَ كَوَيْحُ الْعَالِجِ کہ غفلت لازم فرمایا ہے ولا تجوز الاخرۃ نظر فرمایا یوں حکم ہوتا ہے کہ اس عاجلہ کی محبت اوس دوسری محبت کی ترک کا سبب ہے اور حال یہ ہے کہ آخرت کی منفعت و مضرت ہزاروں درجہ اس دنیا کی منفعت اور مضرت سے بڑھ کر ہے یہاں تک کہ ان دونوں میں تمیز نہیں آسکتی بلکہ وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي وَجْهٌ يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ الی پہنچا ناظر ہے وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي یعنی ایک سوہنہ و سدا تازہ ہونگے پروردگار اپنے کے دیکھنے والے ہونگے اور کتنے ایک سوہنہ و سدا تو ہی چہرے ہونگے فَتَحْشُرْ کتنے سوہنہ و سدا تازہ ہیں اپنے سبب کی طرف دیکھتے اور کتنے سوہنہ و سدا اور اس میں هَوَ هُوَ لِقَاسِرٍ وَجْهٌ لِّخُ عَزِيزِي تازہ و روشن اور چمکتے ہوئے ہونگے اس سبب سے کہ اوکے نیکی ہونگے نور اور نیکی ہونگی اور کتنے چہرے و پنہر نور کی اور اوکے باطن کی نور اوکے ظاہر پر نور ہوگا اور نور نور سے سبب ہوگی انہم کی روشنی کی مدد لیا اپنے پروردگار کی نور کی تعلیم کی طرف نظر کرنے والے اور پروردگار کے ہونگے اوکے انہم کو سبب کی تعلیم کے دیکھنے سے ہرگز نہ پیدا ہوگی اور تیر خوفناک ہوئی ہوگی اور کتنے سوہنہ و سدا و روشنی میں چہرے ہونگے اگرچہ اوس تعلیم کے سلسلہ کے ہوئے لیکن اوکے دیکھنے سے سبب کے چہرے دیکھنے سے چین پانا اور لذت آگاہی و درنا سبب ہے کہ چہرے اپنے حالت میں اپنے پروردگار کے واسطے ہوئے تعلیم کے ہوئے سوہنہ و سدا اور انہم کی اور اوکے دیکھنے سے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُتْمَانٌ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُتْمَانٌ

نفساں یقین کہتے ہوئے کہ کیا کیا ہو گیا اگلے ساتھ معاملہ میٹھی ٹہری تو نریلا اور اس خیال کے
 اگلے عرصے میں نہ ہو گئے تاکہ علی الہی کے نور کے دیکھنے سے یہ رہندا و شرف ہون چنانچہ حدیث صحیح متواترین
 جسکو بہت صحابیوں نے روایت کیا ہے کہ اگر لگو سکر و کن تر لگو لگو کہ ان زون الفکر لیس ذوق لعل
 اور یہی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ تم لوگ حق تعالیٰ کے دیدار سے شرف ہو گے لیکن اگر ہو سکے تو فجر اور
 عصر کی نماز کو بہت جدیت سے اپنے وقت پر ادا کرتے ہو اس حدیث سے معلوم ہو کر ان دونوں نمازوں کو
 نور حق تعالیٰ کے دیدار میں مدد کر لیا اب یہاں یہ جا رہا ہے کہ یہ حدیث صحیح دلیل ہے اس بات پر کہ قیامت میں
 حق تعالیٰ کا دیدار نیک لوگوں کو نصیب ہو گا اور حدیث صحیح متواتر جسکو بہت صحابیوں نے صحیح مسند و احادیث
 میں ہے وہ یہی اس آیت کے مضمون کی تاکید ٹہری ہے تو حق تعالیٰ کی رویت کا عطا دہر مسلمان کو لازم
 فرض ہے اور حق تعالیٰ کے دیدار کے شکر اس آیت کے مضمون میں بہت گہرا ہے بین اور ماہتہ پانچواں
 اور عجیب غریب باتیں لیکن میں کہ اکثر وہ باتیں کتاب اللہ کی تحریف کو پہنچی ہیں اور مفسر مفسر تحریف کا
 واجب اس لیے ان چیزوں کو ذکر اس مقام پر کرنا ضروری ہوا والا اس تفسیر کے طرز کے ہی سے اس کو غلط کیا
 ہو گا نہ مناسب نہ ہلا چکا ہے نو کر کیا جاتا ہے اور اس ذکر کے پہلے ایک مقدمہ ضروری بیان ہوتا
 ہو گا کہ ان کہہ کرنا چاہیے اور اس مقدمہ کا حاصل یہ ہے کہ کلام اللہ کی تفسیر کو اسکو کہتے ہیں کہ تین
 چیزیں ہیں رعایت اوس میں باقی جاوے اول یہ کہ ہر کلمہ کو قرآن شریف کے اس کے حقیقہ معنوں پر حل کرنا
 چاہیے یا مجاز و استعارہ و مشہور و بدو سے یہ کہ اس کلمہ کے سیاق و سباق کو اور کلام اللہ کے مضمون
 اول سے آخر تک لکھنا چاہیے تاکہ کلام بے لائق و بے ربط نہ ہو جائے تیسرے یہ کہ نزول وحی کے گواہ ہو گیا
 فہم اس تفسیر کے مخالف واقع نہ ہوا و وہ گواہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین
 پر اور ان میں جن چیزوں سے ایک فوت ہو جاوے اور دوسرے باقی رہیں تو اسکو تاویل کہتے ہیں سوا کہ پہلی
 فوت ہو جائے لیکن دوسری اور تیسری باقی رہیں یا تیسری فوت ہو جاوے لیکن پہلی اور دوسری باقی رہیں تو ان
 دو زن ہو تو کو تاویل بعد کہتے ہیں اور اگر یہ تینوں فوت ہو جاوے تو اسکا نام تحریف و مسخ
 ہے معاذ اللہ من لک پہر جب یہ مقدمہ معلوم ہو چکا تو اب جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے رویت کے منکر و
 کار و جسکو وہ بہت عطا دہتے ہیں اور اس کو وہ کے معنی اور سبب از و فجر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ناظر کو
 منظر کے معنوں کہتے ہیں چنانچہ کل بنظر و ان الا نا وید اور انظر و ان الا فیکل بنظر واقع ہو گیا
 یعنی ہمیں منظر میں کیا دیکھنی تاویل اور مہلت دو ہو کہو کہ ہم ہی سب کلامین نہما ہی روشنی سے اور
 اسے کہتے ہیں کہ یہ حرف جر کا نہیں ہے بلکہ نعمت کے معنوں میں ہے اور اس سفر دے حمل میں الی تھا
 تو یہ کہتا ہے جب کہ کو بہا کی طرف مضاف کیا تو تینوں باقی رہے الی وہ کیا حرف جر سے شائبہ ہو گیا
 تو اب اونکو نزدیک اس آیت کے معنی یوں ہو سکے کہ اپنے پروردگار کی نعمت کے منظر ہو گئے تو ان کے
 اس آیت کے روایت پر دلالت تھی سو اب اس آیت کے معنوں میں مامل اور غور کرنا چاہیے کہ اول تو سوال

نفساں یقین کہتے ہوئے کہ کیا کیا ہو گیا اگلے ساتھ معاملہ میٹھی ٹہری تو نریلا اور اس خیال کے
 اگلے عرصے میں نہ ہو گئے تاکہ علی الہی کے نور کے دیکھنے سے یہ رہندا و شرف ہون چنانچہ حدیث صحیح متواترین
 جسکو بہت صحابیوں نے روایت کیا ہے کہ اگر لگو سکر و کن تر لگو لگو کہ ان زون الفکر لیس ذوق لعل
 اور یہی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ تم لوگ حق تعالیٰ کے دیدار سے شرف ہو گے لیکن اگر ہو سکے تو فجر اور
 عصر کی نماز کو بہت جدیت سے اپنے وقت پر ادا کرتے ہو اس حدیث سے معلوم ہو کر ان دونوں نمازوں کو
 نور حق تعالیٰ کے دیدار میں مدد کر لیا اب یہاں یہ جا رہا ہے کہ یہ حدیث صحیح دلیل ہے اس بات پر کہ قیامت میں
 حق تعالیٰ کا دیدار نیک لوگوں کو نصیب ہو گا اور حدیث صحیح متواتر جسکو بہت صحابیوں نے صحیح مسند و احادیث
 میں ہے وہ یہی اس آیت کے مضمون کی تاکید ٹہری ہے تو حق تعالیٰ کی رویت کا عطا دہر مسلمان کو لازم
 فرض ہے اور حق تعالیٰ کے دیدار کے شکر اس آیت کے مضمون میں بہت گہرا ہے بین اور ماہتہ پانچواں
 اور عجیب غریب باتیں لیکن میں کہ اکثر وہ باتیں کتاب اللہ کی تحریف کو پہنچی ہیں اور مفسر مفسر تحریف کا
 واجب اس لیے ان چیزوں کو ذکر اس مقام پر کرنا ضروری ہوا والا اس تفسیر کے طرز کے ہی سے اس کو غلط کیا
 ہو گا نہ مناسب نہ ہلا چکا ہے نو کر کیا جاتا ہے اور اس ذکر کے پہلے ایک مقدمہ ضروری بیان ہوتا
 ہو گا کہ ان کہہ کرنا چاہیے اور اس مقدمہ کا حاصل یہ ہے کہ کلام اللہ کی تفسیر کو اسکو کہتے ہیں کہ تین
 چیزیں ہیں رعایت اوس میں باقی جاوے اول یہ کہ ہر کلمہ کو قرآن شریف کے اس کے حقیقہ معنوں پر حل کرنا
 چاہیے یا مجاز و استعارہ و مشہور و بدو سے یہ کہ اس کلمہ کے سیاق و سباق کو اور کلام اللہ کے مضمون
 اول سے آخر تک لکھنا چاہیے تاکہ کلام بے لائق و بے ربط نہ ہو جائے تیسرے یہ کہ نزول وحی کے گواہ ہو گیا
 فہم اس تفسیر کے مخالف واقع نہ ہوا و وہ گواہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین
 پر اور ان میں جن چیزوں سے ایک فوت ہو جاوے اور دوسرے باقی رہیں تو اسکو تاویل کہتے ہیں سوا کہ پہلی
 فوت ہو جائے لیکن دوسری اور تیسری باقی رہیں یا تیسری فوت ہو جاوے لیکن پہلی اور دوسری باقی رہیں تو ان
 دو زن ہو تو کو تاویل بعد کہتے ہیں اور اگر یہ تینوں فوت ہو جاوے تو اسکا نام تحریف و مسخ
 ہے معاذ اللہ من لک پہر جب یہ مقدمہ معلوم ہو چکا تو اب جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے رویت کے منکر و
 کار و جسکو وہ بہت عطا دہتے ہیں اور اس کو وہ کے معنی اور سبب از و فجر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ناظر کو
 منظر کے معنوں کہتے ہیں چنانچہ کل بنظر و ان الا نا وید اور انظر و ان الا فیکل بنظر واقع ہو گیا
 یعنی ہمیں منظر میں کیا دیکھنی تاویل اور مہلت دو ہو کہو کہ ہم ہی سب کلامین نہما ہی روشنی سے اور
 اسے کہتے ہیں کہ یہ حرف جر کا نہیں ہے بلکہ نعمت کے معنوں میں ہے اور اس سفر دے حمل میں الی تھا
 تو یہ کہتا ہے جب کہ کو بہا کی طرف مضاف کیا تو تینوں باقی رہے الی وہ کیا حرف جر سے شائبہ ہو گیا
 تو اب اونکو نزدیک اس آیت کے معنی یوں ہو سکے کہ اپنے پروردگار کی نعمت کے منظر ہو گئے تو ان کے
 اس آیت کے روایت پر دلالت تھی سو اب اس آیت کے معنوں میں مامل اور غور کرنا چاہیے کہ اول تو سوال

بشرع اذ انزلت الکرامیۃ اوسوقت سے ہے کہ جب پہنچتی ہیں آدمی کی جان اوسکے سینہ کو یا ہڈیوں میں جو
 مردن کے متصل ہیں اور اوسوقت کو سکرات اور غریکات وقت کہتے ہیں اور اوسوقت روح حیوانی اپنے
 مسکن اور ٹھکانے سے باہر نکلتی ہے یعنی واپس آکر جو اب تک تمام بدن سے باہر نہیں نکلی ہے جیسے جب
 سافریزے گہرے سے باہر نکلا کر چمکی کو بچاؤ شہر کے دروازے سے باہر نہیں نکلا لیکن مسافر ہو چکا اور روح
 حیوانی وہی متعلق نفس کے ہے اور یہ روح جب تک بدین میں اپنے مقام پر ہے تب تک زندگانی دنیا کی
 حاصل ہے اور جب اپنے ٹھکانے سے جدا ہوئی تو زندگی ہی منقطع ہوئی چنانچہ ایسے وقت میں اپنے چمکے
 سب مایوس ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میت کی روح نے آخرت کا سفر کیا وہ قیل و قال کرتی تھی اور وقت
 کہا جاتا ہے کہ کون ہے چھٹلے پھونکنے والا تاکہ اس روح بے ٹھکانے ہوئی کو اپنے ٹھکانے پر پہنچے اور
 ایسے وقت میں حکیموں کی تدبیر سے اور مزاج کے علاج سے ہاتھ اوٹھا لیتی ہیں تاہم اس گمان سے کہ یہ وقت
 واقعہ غیب کے لائق ہو ہے تو شاید ارواح غیبیہ کا توسل جو فہوں پر ہونے سے حاصل ہوتا ہے اس امر کے برخ
 کر نہیں کام آوی اور بعض مغفروں نے جیسے حضرت عبداللہ بن عباس اور کبھی وغیرہ جیسا کہ بعد میں
 کہتا ہے کہ مرق راقی اون فرشتوں کا کلام ہے جو ملک الموت کے ساتھ روح نکالنے کو آتے ہیں اور وہ سات
 ہوتے ہیں سات اعضا کے عدد کے موافق یا زیادہ ہوتے ہیں اور وہ ایسے ہمراہ آتے ہیں تاکہ ملک الموت
 روح کو قبض کر کے اون کے عوار کے دین پر وہ فرشتے آجین پونچھتے ہیں کہ من راقی یعنی کون میں ذکر
 روح بجا لیکھا جسکے فرشتے یا عذاب کے سوا اس صورت میں راقی شقی رقی سے ہو گا جو اوپر کے فرشتے کے
 منوین ہیں نہ فرقیہ سے جو فہوں کے منوین ہیں و ظن الخ اور کان کرنا ہے وہ قریب الکر بھی ہے
 وقت جدائی کا ہی گہرا بل و خیال و مال و سباب سی اور ظن کے لفظ کو جو گناہ منوینیت اس مقام پر
 ایک لفظ کے واسطے استعمال فرمایا ہے گویا اشارہ یوں ارشاد ہوتا ہے کہ آدمی دنیا کی زندگانی برباد کر کے
 لذتوں کی حاصل کرنے پر ایسا شدت سے حریص ہے کہ اس حرص کے سبب کج اعمال میں ہی موت کے آئینہ
 یقین نہیں کرنا ہے انتہا اور جب یہ ہے کہ گمان غالباً اوسوقت ہوتا ہے والقیقت انشاقی اور کجی
 یقین جانتا ہے قریب الکر کہ یہ وقت جدا ہونے روح کا ہے یعنی یقین کرنا ہے قریب الکر وقت دیکھنے
 ملک الموت کے کہ یہ وقت جدائی کا ہے دنیا پاری سے اور نعمتوں اوسکے کہ نہیں ضایع کیا غفیر
 حج حاصل کرنے کے متاع کو پسینے کے اور حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جب پاتہ سے سختی موت کی توجہ کرے اور
 سلام کرتے ہیں آپس میں کہتا ہے بعض بعض کہ جدا ہوتا ہوں میں جنتی اور جدا ہوتا ہے توجہ فی سبک
 جدا ہے رہیں گے شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ کوس حلت بکوفت دست اجل اے دوستم و دوحہ و دوحہ
 اے کف دوست سعاد و بازو ہمد تو دلچ یکہ کر کنید بر سن فادہ مرگن تمن کام و آخر اے و تسان کہ کنید
 روزگام بند بنادانی من نہ کر دم شہا عذ بلید کہنا کیے بن معاذ رحمۃ اللہ کے کہ جب داخل ہوتا ہی مرد
 قبر میں کہہ رہے ہوتے ہیں اوسکے قبر کے کندے پر چڑھتے ایکس کے طرف اور دوسرا انوکھی طرف اٹھتا ہے
 اور ان طرف اور چڑھتا اوسکے بائیں طرف پر کہتا ہے فرشتہ تیر کی طرف والا ہے اے آدم کے متفرق ہو چکیں

پھر ہوسنی بعد چالیس دن کے مگر خون بسہ کا بعد کے کہتا ہا بنی سفیانہ قول اسد قتالی کے کہ
 خَلَقْنَا النَّفْسَ عَلَاقَةً فَخَلَقْنَا يَفْنَى يَفْنَى پس ازاوہ کیا کہ کیا او کو مضغہ یعنی توہم و گوشت کا پید کیا گیا
 بعد چالیس دن کے قابل واسطے تفریق اعضا کے اور تمیز بعض اویکے بعض سے وجعل النفس من عظاما و اویکا
 توہم و کیمو بدیان کو تمیز نہ یوں بسبب اویکے اعضا بسبب سختی کے فکسی لفظ عام تھا یعنی پھر نہایا توہم و کیمو
 اچھی ہوئی کے پیدائش و تصور وادھکی اور متعدد ہو تو توکنے حاصل کر نیکی لیے اور ہو گئے روح کے لیے
 قویٰ یعنی پس درست و کامل کی پیدائش اوس کے **روح** اَلْکَلْبِ ذَا لَکَ یَقْدِرُ عَلَی اَلْکَلْبِ
 ہا مین ہے یہ خدا تو اما پھر کہ زندہ کری و مرنکو **فینہ** کیا ایسا شخص نہیں سکنا کہ علما و فرکیو
میں **تفسیر** کیا نہیں ہے ایسا خالق زبردست جسکی دنیا کی آبادی کیواسطے آدمی کو
 انتم کا پیدا کیا قادر اس بات پر کہ زندہ کرے مرنکو آخرت و ادس جہان کی آبادی کیواسطے اور اس
 جہان کی زندگان میں یہی ہو گونکو مختلف کرے سیکو کامل کرے اور سیکو ناقص بعضکو مودع کے پھر نیکی لے
 اور بعضکو مودعیت کے چین اور فرسے اسیکی لیے حدیث شریف میں ایسے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 جب اس آیت کو پڑھتے تو بعد اوس کے یہ کلام فرماتے سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى اور ایک روایت میں ہی جسکی
 وَاللَّهُ بَلَّی اللَّهُ شَرَّ مَا بَانَ عَابَسَ کہ جو کوئی پڑھے سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى اَمَامَ مَوْبَرِ اَوْ رُوِی اَبِی جَابِیہ کہ
 کہے سُبْحَانَ رَبِّی اَعْلَى اَعْلَى جو کوئی پڑھے لَا تُحِیمُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ پس جب پہنچے اوس کے اخیر کو پس جابِیہ
 کہے سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى امام ہو یا غیر ہو کے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی پڑھے تم میں سے
 وَاللَّهُ بَلَّی اَلْیَوْمَ پڑھنے اوس کے اخیر کو اَلْکَلْبِ یَا حَکِّمُ اَلْکَلْبِ کہ کہے بَلَّی وَالْاَعْلَى اَعْلَى
 مَن لَّشَہِدَ فَاَوْ جُو کوئی پڑھے لَا تُحِیمُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ پھر پڑھے اَلْکَلْبِ ذَا لَکَ یَقْدِرُ عَلَی اَلْکَلْبِ کہ کہے
 کہ کہے سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى اور جو پڑھے وَاللَّهُ سَکَنَ فَاَوْ پڑھے فَبَایَ حَدِّثْ بَعْدَ یَوْمَئِذٍ کہ کہے
 کہ کہے اَمَّا بِاللَّهِ **روح عزیزنی** **تنبیہ** سبج جو فیسے ان آیتوں کے اور
 مانند انیکے خلاف کیا ہے علماء نے نزدیک امام شافعی کے نماز میں ہی کہی خواہ فرض ہو یا نفل اور خارج
 نماز کے یہ کہہ اور امام مالک کے نزدیک خارج نماز کے کہہ اور نماز نفل میں ہی کہہ اور فرض میں نہ
 اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک خارج نماز کے کہہ اور نماز میں کہی نہ فرض میں نہ نفل میں نہ تاہم ہنوکہ
 یہ الفاظ قرآن کے ہیں اور توہم پشی نے کہا کہ اگر کوئی گمان کری کہ یہ نماز میں تھا بغیر ظاہر اطلاق
 حدیث کے تو کہیں گے ہم کہ یہ نماز نفل میں ہو گا نہ فرض میں جیسا کہ حنفیہ کی حدیث میں آیا ہے
 کہ جب حضرت نماز شب کی پڑھتے تھے تو پہنچتے آیت رحمت پر مگر کہ نہیں تھے اور طلب حمت کی کرتے اور نہ
 پہنچتے آیت عذاب پر مگر کہ نہیں تھے اور نہ آیت عذاب سے اور سنی اور زون فرض میں کہ کیا کر
 پڑھتے ہیں روایت نہیں کی **روح** **سورة الیھز مکتبہ** یہ سورۃ ہی کی ہیں
 اَلِیْسَ اَیْتِیْنِ ہین اور دور کو عا و دو جو اب الیس کھے اور ایک ہزار تباون حروف اور ساکن نام سو گنا
 ہے اور کو سو و ہر پڑھتے مین و سورہ ابراہیم و نازل ہوئی ہے یہ سورہ الزمر کے اور

۴۱ قاضی مبارک نے تفسیر میں
 ۴۲ حاجت قادر سر نہ
 ۴۳ زینبہ کے تفسیر میں
 ۴۴ غزالی کے تفسیر میں
 ۴۵ ذرات میں تفسیر میں
 ۴۶ اس کی تفسیر میں
 ۴۷ قدرت خداوندی میں
 ۴۸ وفادار کے تفسیر میں
 ۴۹ حکم کا تفسیر میں
 ۵۰ ہون کا تفسیر میں
 ۵۱ اللہ کی تفسیر میں
 ۵۲ حق و باطل میں
 ۵۳ خواہ غلام میں
 ۵۴ علاج غلام میں
 ۵۵ توحید کے تفسیر میں
 ۵۶ حکم خداوندی میں
 ۵۷ ملائکہ کے تفسیر میں
 ۵۸ شیخ عبدالغنی کے تفسیر میں
 ۵۹ کہہ علم کے تفسیر میں

اور یہ کام سے منع کرتے ہیں تاکہ اور مخلوقات و مکین کہ یہ شخص اپنے اختیار سے کیا کام کرتا ہے پھر اگر ہمارے حکم کے موافق بجائے تو ثواب و انعام کا مستحق ہوا اور اگر اس کے خلاف کیا تو ذلت و امانت اور عذاب کے لائق ہوا پس اگر ابتدا و آدائش سے یہ شخص مراد نہ ہوں تو حضرت عالم الغیب و مخفیات کے حقیق متجان و آزمائش کچھ مشن نہیں کہتے کہ وہ تو بکا حال خوب جانتا ہے اور جب یہ فائدہ اس مخلوق کی پیدائش سے ہمو منظور تھا تو سببہ و وجہ کے سبب یہی ہو کہ دنیا ضرور مواجہد الخ پھر کو یا جسے ہکو مشن والا دیکھنے والا حاصل ہکا کام کا یہ ہے کہ انسان کو اس قدر شنوائی اور دنیاوی بین کشادگی دی جیسے کہ اس کے مقابلہ میں اور حیوانات کو یا دنیاوی اور شنوائی کہتے ہیں نہیں انداز ہے ہرے ہن اسلئے کہ یہ مخلوق آواز کے ساتھ لہذا الحان کے دقیقہ اور لہ فون کے مشن و غیرہ سمجھتا ہے اور ہر لہ فون کے مختلف ہنوں کو یہی سمجھتا ہے یہی سبب ہے کہ اس کا مرتبہ اس بلند ہو سچا کہ حضرت رب العالمین کے ہکا کام کے خلعت سے مشرف ہوا بخلاف اور حیوانوں کے کہ وہ سو آواز و مضرع کچھ نہیں سمجھتا اور اس سبب جو ہکے ہنوں کے علم سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور لگنے زانیکے لوگوں کے احوال پر جو ہزاروں برس سے پہلے گزے ہن خبردار ہوتا ہے اور عجیب و غریب سببناطیس سے ہوتے ہن لینے ایک چیز پر قیاس کر کے دوسرے چیز کا علم اس سے نکالتا ہے اور جو عمدہ کام سمع و بصر سے حاصل ہوتے ہن اور حواس پنجہن حاصل ہوتے اسلئے رب العلمین قرآن میں اکثر انکا ذکر فرمایا ہے چنانچہ بیان ہی اسلئے بیان فرمایا اور باوجودیکے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسے سید پر کہتا نہیں کی بلکہ اَنَّا هَدَيْنَا السَّبِيلَ الخ عَزْرٰی رُوحٌ اَنَّا هَدٰی فَنَدُّ السَّبِيلَ اَنَّا سَاكِرًا وَاَقْلَعُوْا كَفٰی حَقِیْقَتِیْ ہنے کہا ہن آدمی کو راہ خواہ شکر کر نیوالا یا شکر فہنے و شکر سمجھانی راہ یا حق ماننا یا شکر مولا لِقَسْمِیْ بے شک ہن ہدایت کی لینے بتا دی اور سچا معرفت کی راہ اور اپنے شکر کے اور انکا طریقہ اور اس راہ کے تلاطم کو وسیلے ذمہ نہیں چھوڑا تاکہ اپنے قصور میں بہانے نہ کرے بلکہ اپنے رسول کو پلے دے پہنچائے اور ان کے ماتھوں سے معرے دے کہ لٹا دے اور ہن تنہا میں نازل کین جنگی و دلیلیں و صغ ہن اور اس کتاب کی جو مجمل اور متشابہتین ہن آدمی جو کو پلے دے اور کے بیان کو رسولوں کے پانچ پر حوالہ کیا اور ان کے بعد جو ان کے شاگرد رشید ہن لینے علما و مجتہد ہن ان کے اوکے بیان پر موقوف رکھا جسے تاکہ شنوائی اور دنیاوی اس مخلوقات کی بدولت سچ و کلف اور ہکا ہمارے عبادت و معرفت کے کام میں مصروف ہو کر رہنے جو اس کو سپدا کیا ہے اور ہدایت کی ہے اور سکا شکر ادا کرے لیکن یہ مخلوق باوجود ایسی ہماری لغتوں کے ایک راہ قبل بلکہ دو قسم پر ہو گئے بشا کرا الخ یا شکر ادا کر نیوالی ہی ہماری پیدائش اور ہدایت کی نعمت کا اور اس نعمت کو قبول کر نیوالی اور یا شکر ہی اور ناحق شناسی اور کفران نعمت کر نیوالی ہے اور کہیں راہ پر نہ آئی ہو لی ہے بلکہ اس راہ کو قبول نہیں کرتی ہی اور اس راہ کی مائل کر نیکی واسطے بھی شہید اور شہیدانہ گمراہ متقابلہ میں لاتی ہی اور اپنے شنوائی اور دنیاوی کو ہمارے مخالفت و عناد میں خج کرتے ہے اسلئے اوکے ساتھ متجان اور آزمائش کا معاملہ شروع کرتے ہن ہم اس واسطے کہ اگر اس عناد اور مخالفت پر اوکو

نہیں

سے ہے اور حق تعالیٰ کی نعمت کے شکر گزاروں کو یہی اسی دنیا میں اپنی زندگانی کے دن کاٹنے ہیں اور دنیا میں بدیہوں گرفتاری ان علاقوں کی اور بدوں پہنچنے ان طوقوں کے اور بدوں چکھنے اس نرگزار گذرنا ممکن نہیں ہے پھر ان چیزوں کی تصفیہ میں شکر و نیکے ساتھ ہونیکی کیا وجہ ہے تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ شاکر و کمکار جو ان علاقوں کی گرفتاری کے سبب اب اور ان طوق کے پہننے کے باعث اور ان سوز و گمو چکنا دنیا کی پیدائش کے تقاضے سے درپیش ہے لیکن کمکار و نیر و نکی گرفتاری اور طوق کا پسنا اور سوز حاصل ہونکی ایسے نر شاکر لوگ تین کروہ ہیں ایک بڑا جبکہ لقب صاحب المین ہی اور دوسرے مقررین اعمال جبکہ عباد و عباد الرحمن ہی لقب ہی اور تیسری مقررین احوال جنکو مقررین مطلق ہی کہتے ہیں اور سابقین ہی ان کا لقب ہی سو پہلے ہم ابرار کا حال بیان کرنا چاہیں جو بس خود دکھایا نوالے مقررین اعمال کے ہیں پھر ان کے بعد مقررین اعمال کے حال کی سیان کی قطع انتقال کرینگے ہم تاکہ مقررین احوال کا حال بطریق اولیٰ پر قیاس کر لیا جاویں اِنَّ الْاَشْيَاءَ اَلْحٰقُ ۝ ۱۰ ۝ **عزیزی ۱۰** تذبذب شکر عجب چیز ہے فرمایا اللہ عزوجل نے لکھنی شکر کا کاربند کے عطا سے منقول ہے کہ کہا کیا میں اور عبد بن عمر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس پر کہا میں نے خبر دیجئے مجاہدیت عجیب چیز کی کہ دیکھی ہو اپنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس روئین عائشہ اور کہا کہ کوئی شان حضرت کی عجیب نہتی یعنی سب باتیں اونکی عجیب تہیں ایک رات میرے پاس تشریف لائے اور بستر پر میرے ساتھ لیٹے یہاں تک کہ لگابدن میرا حضرت کے بدن سے پھر فرمایا اے نبیؐ ابوبکرؓ کی چھوڑتی ہی تو مجھکو کہ عبادت کرو ان میں ایسے رب کی کہتا کہ دوست کہنتی سو غین قرب آپکا پھر افغان دیا میں نے آپکو پس اوہی اور گئی پانی کی شاک کی طرف پھر وضو کیا اور اچھی طرح پانی بہایا پھر کھڑے ہوئے نماز کے لیے پس روئے یہاں تک کہ پیرہے آنسو اونکے سینہ پر پھر رکوع کیا اور روئے پھر سجدہ کیا اور پھر پڑھایا سر اسنا اور سڑکوس پس یہی حال ہا یہاں تک کہ رائے بلال اور خبر دی آپکو کہ نماز خیار ہے پس کہا میں کی مایسول اللہ کس چیز نے لایا آپکو حال انکو بخند لیے میں خدا تعالیٰ نے اٹکے پچھلے گناہ آپکے پس فرمایا آپ نے کیا ہوا دعین بندہ شکر گزار اور کو نہ کر دعین یہ سہا المین کو اوتار اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ مضمون اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اٰیٰتٍ لِّمَنْ يَّعْقِلُ اور حقیقت شکر کی اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہے کہ اقرار کرے نعمت کا بوجہ خضوع و خشوع کے اور اللہ تعالیٰ کی صفت جو شکر کو راتی ہی تو اواسکے یہہ سننے ہیں کہ بہت جزا و ثواب دیتا ہی بند و کمو توڑے عمل پڑا و شکر شتم ہوتا ہی و شتم ایک تو شکر زبان سے اور وہ قرار کہ نعمت کا ہی زیادہ عاجزی کے اور دوسرا شکر بدن سے کہ تمام اعضا کو مہر و ف او سکی تعظیم کہے کہ جو اعضا جس کام کے لیے جنہ ہیں اور عین صرف کرے مثلاً آنکھ تلو ت قرآن اور سلا کو تہ دینے اور دیکھنے راہ اور مونہ قدرت الہی وغیرہ کے لیے اور عین صرف کرے علی ہذا القیاس اور اعضا سمجھ لیتا جا ہے اور کہا ابو عثمان رحمہ اللہ نے شکر جانا عجب کام ہے شکر سے لیٹے جانے کہ میں خبر نہ

لا اله الا الله
 محمد رسول الله
 نزلہ دو لکھین کو
 اس کی
 اس کی فضیلت
 ذاکرین کی
 اور بیان قدرت
 ہے لکھتا ہے

من فوق، من لہن اذا انزلت وابتدعوا من فوق، قطع من اعطف

توقع سی و آسمانی اور قید و بند کی قید میں گرفتار نہیں اور کس طرح سے قوت کے حاصل نیک
 قدرت نہیں کہتے ہیں بلکہ اس سے اتنا ہی نہیں ہو سکتا ہے کہ سکین و تیم کس طرح کیسے سامنے
 جا کر ہو دی تاکہ وہ اسکا حال دیکھ کر رحم کرے اور اسکو کچھ دے اور باوجود اسکے کہ اس قسم کے لوگوں کو
 اپنی خواہش و رغبت کے ہوتے ہوئے کہا نا کہ بلا ناہرا احسان و خالص عبادت ہے جس میں ریاکارانہ
 یہی نہیں ہے لیکن خدا کے خاص بندے اس عمل پر سچے عطا و نہیں کرتے ہیں بلکہ ڈاکر تے ہیں
 کہ ایسا ہو اس کہا نا کہ بلا نیکے سبب سکین یا تیم یا قیدی کچھ ہماری تعریف یا تعظیم یا سلام کریں
 اور اس سبب چار افض خوش ہو دی تو یہ وہی طبیعت کی تالیلی اور یہ عمل عجیب و غریب ہے کہ بلا نا کہ
 وقت کہو کہ اور اسے کہہ دیتے ہیں کہ اِنَّمَا نَطْعُكُمْ اَوْ حَاجَةُ اللّٰهِ اِلَيْهِ **عزیزی** اِنَّمَا نَطْعُكُمْ
 لَوْ جَاءَ اللّٰهُ بِمَنْ يَنْفَعُكُمْ جَاءَ وَكَانَ شُكْرُكُمْ تَتَنَبَّهْنَ ہین سوا اسکے نہیں ہے کہ عطا مہیتے ہیں ہم تمکو بلا نا کہ
 ذات خدا کے نہیں طلب کر لے ہین ہم سے نہ دوری اور نہ شکر ڈھنچے ہم تمکو کہلا تے ہیں
 نہ اسکا مومنہ چاہئے کہ نہ تھے ہم چاہیں بدلہ نہ چاہیں شکر گزار ہی **ہ موہ** لَقَدْ سَابِرَ اِنَّمَا نَطْعُكُمْ
 بلکہ شکر سوا اسکے نہیں ہے کہ ہم کہلا تے ہیں تمکو خالص خدا تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی
 حاصل کر نیکے لیے اَلَمْ يَرْزُقْكُمْ مِنْكُمْ حَسْرَةً ہین چاہتے ہیں تھے کچھ بدلہ اس کہا نیکے بعد
 جیسے سلام کرنا یا تعظیم کرنی یا اپنے حق میں ترقی کی کچھ دعا و چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہی کہ جب آپ کچھ صدقہ کیسے اہلیت کو کچھ پہنچتی تھیں تو دع
 انیکے بعد اپنے خادم سے آپ پوچھتی تھیں کہ اس صدقہ لینے کے بعد اون کو کون لے گیا کہا تا
 اگر خدا و مہ کرتی ہی کہ یہ دعا و آپکے حقین کی ہی تو جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی اون گھر والوں کے
 حقین و وسیطہ کی دعا و کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہم ہوا ہے ہی کہ ایسا ہوا و مکی دعا و
 صدقہ کے عوض میں محسوب ہو جا وادیر سے صدقہ کے ثوابین نقصان آجا دی سوا سوا ہے اوی
 دعا و کے عوض میں جینے ہی اوی و ہے دعا و کردی تاکہ دعا و کا بدلہ دعا و ہو جا وادیر سے صدقہ کا
 برقرار ہے و کائنات کو گرا و نہیں چاہتے ہم تھے شکر گزار ہی کہ لوگوں کے سامنے ہماری ثنا
 یا صفت کرتے ہو کہ ہمارے اوپر فرمانے نے ایسا احسان کیا اور ایسا کہا نا کہ بلا ناہرا اسلئے کہ اگر یہ چیزیں
 ان کا موشی چاہیں ہم تو یہ وہی طبیعت کی تالیلی حسین آجا وی اور وہی خوف پر لا حق حال
ہو کہ **عزیزی** اِنَّا نَخَافُ مِنْكَ اَوْ كُنَّا عَدُوًّا لَكَ بَنِي كَثَمٍ ہم ڈرتے ہیں اپنے پروردگار
 دن ترش رہ اور نہایت سخت سے **ہ** **ہ** **ہ** ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے اکیڈن او دس
 کے **ہ موہ** لَقَدْ سَابِرَ اِنَّمَا نَطْعُكُمْ ہم ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے اکیڈن او دس سخت
 لینے وہ ایسا دن ہے کہ اوسمین او دس چاہی ہوئی ہی اور یہ کناہ ہے حق تعالیٰ کی قہر
 تجلی ہے جو اوس دن ہوگی نوا دس تجلی کے ادب کی رعایت سے اوس دن کو عبوس اور قسطن
 کر کے موسوف کیا اور محیط جو شخص عبوس مفسر ہوتا ہے لینے غصہ میں بہر ہوا و ذہنی تیز

عصہ ہو جاتا ہے پھر وہ دن کہ فقیر اور فقیہ کا مواخذہ ہوگا یعنی درہ درہ بات پوچھی جاوے گی اس
سبب سے وہ دن خوفناک و درشت ہوگا اور ہوا سے آواز آئے گی کہ خوف شدید سے بڑی دونوں
چیزوں پر دلیل صحیح ہے یعنی ایک دنیاوی علاقہ کا انقطاع اور دوسرے دل سردی اور بے غماہی کا
غلبہ فقیر کا ہی اور اور فقیہ کا نہیں ہوگا نہ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہما ایک یا دوسرا ہوئے سو
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونکی جگہ پر سے کے لیے تشریف فرما ہوئے اور کچھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
ہی بیت آئے ان میں سے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارے فرائض
بیت سخت بیاہری ہے تمکو چاہئے کہ حق تعالیٰ کی نذر اپنے اوپر مقرر کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
خدا کی واسطے اپنے اوپر نذر مقرر کئے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے ہی تین روزے نہایت
اونکی نوٹھی جبکہ فتنہ نام نہا اون سے ہی تین روزے اپنے اوپر مقرر کیے پھر حق تعالیٰ نے اپنے کرم و فضل
دونوں صاحبزادوں کو بخشا ہی تو تینوں صاحبزادوں نے اپنے نذر کے روزہ گزار ہوئے اس دن حضرت علی
کے گھر میں کوئی کھانا نہ تھا چیر نہی آپ شمعوں پہودی پس جو خیر کا پہننے والا تھا اور عید میں غلہ
بیس کا کرتا تھا شریفی لے گئے اور کچھ اوس سے طلب کیا اون سے سلام کی عداوت کے سبب دینے نہ
تامل کیا پھر بیت نکلا رو نہائیں سے اچکوا باران سے جو قرض دیئے تھے وہ جو گھر میں لا کر دیئے تھے
فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چاہیے جو چکی میں پیسے اور نوٹھی نے گھر کے آدمیوں کے گنتی کے موافق بیخ و بن
پکا کر تیار کین پھر افطار کے وقت وہ باچون روٹیاں لاکے اون سب حضرات کے آگے کو پیش کر دیئے
جا کر لقمہ ٹوٹے موندہ میں ڈالیں اتنے میں ایک فقیر نے دروازے پر آکر سوال کیا اور کہا کہ حضرت
کی سلامتی پھر ہو جو اسے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فقیر مسلمان تمہارے دروازے پر آیا
اور اس کے گھر میں بیخ آدمی بہن کچلے دیکھو کہلاؤ حق تعالیٰ تمکو بت کے خواہ اون سے کہلاؤ بگا اون
باچون حضرت نے وہ باچون روٹیاں اوس فقیر سائل کو حوالہ کر دیں اور آپ سب پانی پے کر
سور ہے پھر صبح کو روزہ رکھا اور سیدھ اس دن ہی چاریر جو مسک پہنچ روٹیاں پکا کین افطار کیو
ایک تیار آیا اسکو وہ روٹیاں دیدن تیسرے دن ایک قیدی آیا اسکو حوالہ کر دیں جو تھے دن جو کچھ
ادھے تو ہو کر کی شدت سے طاقت ہلنے کی نہتی اور منے چوزے کی طرح بدن کا پتتا تھا اور بدن
جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین کے دیکھنے کو تشریف لائے یہ حالت سبکی دیکھ کر اکہوت
بیٹا بے ہوشی پوچھا کہ میری بیٹی فاطمہ کہاں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ اپنے
صلی اللہ علیہ وسلم پر غار میں مشغول ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پس تشریف لیگئے دیکھا کہ پیش
پیٹھ سے لگ گیا ہے اور اکھین اندر کو دس گئی بہن یہ حالت دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے آنسو جاری ہوئے اوس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ سورۃ لیکر آئے اور کہا کہ اے پیغمبر
اس سورۃ کو تمکو اور تمہارے اہل بیت کہ مبارک ہو جو اور یہ تین بڑے حضرت کو سنائیں پھر حضرت
رب العزت نے بعد اسکے غامری فتوح ہی عنایت کی اور پھر کہی ایسی فقر کی شدت میں مبتلا ہوئے

اس سورۃ کے نزول کا سبب

اس سورۃ کے نزول کا سبب

اس سورۃ کے نزول کا سبب

اس سورۃ کے نزول کا سبب

اس سورۃ کے نزول کا سبب

اس سورۃ کے نزول کا سبب

اس سورۃ کے نزول کا سبب

اس سورۃ کے نزول کا سبب

اس سورۃ کے نزول کا سبب

کہتے ہیں کہ ان مؤمنین و مومنات حضرت جبریل نقیر و زیم اور قیدی کی صورت نکال کے صلیب پر لٹکا کر
 لٹاتے تھے اسی سبب کہا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے مکات نیا کو اپنے سہم سے کیا یعنی
 نیزے کی نوک سے اپنے جہاد کر کے اور ملک عقبہ کو تہان سے لینے تین روٹیوں سے خرید کیا اب
 یہاں پر جاننا چاہئے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ فاکرنا وجب ہے اگر وہ مذکر گناہ ہو
 اور اگر کسی گناہ کی مذکر ہی تو اس مذکورہ فاکرنا وجب نہیں ہے بلکہ ممنوع ہے چنانچہ حدیث
 صحیح میں آیا ہے **لَا يَطْلَعُ اللَّهُ فَلَطْعُهُ وَمَنْ ذَكَرَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ فَلَاحُصَهُ** اے
 مذکر کی حقیقت یہ ہے کہ جو چیز واجب نہیں ہے اس کو اپنے اوپر واجب کر لیا اور اگر وہ چیر گناہ ہو
 اور اسے اس کو اپنے اوپر لازم کیا تو حکم الہی کی مخالفت کی اور حق تعالیٰ کی مخالفت کرنی بجا تھی
 اور اگر بالفرض سیکے موہ سے ایسے بات نقل گئی اور گناہ کی مذکر کی تو اس کو وسیع وقت لازم ہے
 کہ اس کو توبہ و استغفار کرے اور اس کو ہرگز ادا کرے اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ مذکورہ چیز
 درست ہے کہ جو عات واجبہ کے قسم سے ہو جبہ اقل نماز و قفل و زہ صدقہ حج و وقف وغیرہ
 جو اس قسم سے ہو لیکن جو چیز عات کی جنس سے نہیں ہے اے اہل نذر و معتقد بنین ہوتی یعنی
 کہنے سے اوپر لازم نہیں ہو جاتی جیسے فلا نہ کہا نہ کہا نا اور نہ وہ بپ میں بیٹھا اور کہہ رہا اور
 موہ سے نہ بولنا اور سایہ کے نیچے نہ آنا اور سوائے انکے اور تین کچھ اور کے و غیرہ لازم نہیں ہوتا
 اور اگر نذر سہم کی ہی جیسے یون کہا کہ اگر میں یہ کام کروں تو مجھے نذر ہے پھر وہ کام کیا تو پھر
 قسم کا کفارہ لازم ہوتا ہے اور یہی حکم اس مذکر کا ہے جو کے عات سے باہر ہے اور یہ بھی
 جان لینا چاہیے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسکین اور یتیم اور قیدی کو کہا نہ کہا نا عبادت
 ہے مسلمان ہوں وہ یا کافر لیکن زکوٰۃ اور نذر اور کفارہ کا فرق دینا درست نہیں اور اگر مسکین
 اور قیدی اور کافر و جبہ اقل ہوں تو یہی ان کو کہا نہ کہا نا عبادت اگر کہتے ہیں کہ جب اقل
 ہوگا قتل کرنا درست نہیں ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آخرت میں
 علیہ وسلم جو کافر و قیدی کر کے لاتے تھے اور مسلمانوں کو جوار کر لے تھے تو فرمادیتے تھے کہ اس کے ساتھ
 حسان کرنا یعنی کہا نے پیش کی تکلیف نہ دینا بلکہ جب حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مسلمان
 اور نذر قیدیوں کو اپنے گھر والوں سے ہتھ اور زیادہ خوش رکھتے تھے اور اپنے سے اچھا کہا نہ کہا لے تھے
 یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حق میں قتل کر دیتا یا بونڈی غلام کر لیتے یا مال
 ایک چوڑ دینے کا یا بے لیے چوڑ دینے کا حکم فرماتے اور یہی حکم ہی جس کے ذمہ برقصاں جب ہوا
 اور قتل کا مستحق ہوا ہوا اس کو پہنچے ہو کا یا سارا کا حاضر نہیں ہے اور جو ان آیتوں میں ذکر کیا گیا
 کہ حق تعالیٰ کے خاص بند و موقوفات کے دن کے شر کے پھیل پڑیں گے ہمیشہ خوف رہتا ہے
 اور ہر دو دیکھنے کے جو امنوش ریاض سے بالکل چکا ہن ہمیشہ ہراسان اور خوفناک رہتے ہیں
 اور پھر وہ ہوا کہ ایسے خوف کا ثمرہ جو آخرت میں دیکھنے کے بیان کیا جاوے گا ہر ہر اسکے بعد ان کے علموں

نذر کے لئے کوئی
 طاعت فرمانبرداری
 تو جہاں سے داری
 اس کو اور جہاں سے
 خدا کی نافرمانی
 گناہ کی تو جہاں سے
 چوڑ سے اس کو اور
 اس کی حق
 تینا جو کہ
 عات و نذر
 یہ ہے کہ نذر
 یا جس کے نذر
 کہنا یا نہ کہنا
 دنیا جو کہ نذر
 جہاں سے نذر
 اس سے نذر
 مؤمن و مومن
 وہاں سے نذر
 کہنا یا نہ کہنا
 دنیا جو کہ نذر
 جہاں سے نذر
 اس سے نذر
 مؤمن و مومن
 وہاں سے نذر

کاڑے نکلین و خلو اسما و سمن فقتہ اور زیور پہنا یا جاویگا اور کوٹنگن بہشت کے چاندی کے
چوہا کی تمام معنیات سے فصل ہے تاکہ اونکی دوستی کی صفائی پر دلالت کرے وہ دوستی جو
حق تعالیٰ نے کہتے تھے اور معیت کی خواہشوں اور وہم اور اور کرد و توشی وہ دوستی صفا ہی
و سفہ تم الخ اور پلاویگا اور کو حق تعالیٰ اپنی ذات پاک اور قدرت کے ہاتھ سے بغیر واسطہ
علمائون اور مشائخ کے شراب جو پاک کر نیوالی ہی اندر و باہر کو اور بغض کا لگا ہو ہی نہیں
باقی کہتی ہی تاکہ کسی طرف سے وہ ظاہر ہونے پاوے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اولیٰ بہشتی کو
ہزار سال کی راہ کی سلطنت دیو گئے اور وہ بہشت اپنے ملک سے اپنے تمام ملک اور خادموں اور عیش
عشرت کے سامان اور سہا کو دیکھ گیا اور اپنے آخر کے ملک کو ایسا دیکھ گیا جیسا اپنے نزدیک کو دیکھتا
یعنی دور و نزدیک یکساں معلوم ہوگا اور کوئی مخلوق بد و ناسکی پر دانگی کے واسطے ملک کی
حد میں قدم نہ کرے گا اور جو بہشتی کی خاطر میں گد ریگا وہ ویسے وقت ہو جائیگا اور یہی حدیث تفسیر
ایا ہے کہ بیشی جب کہانے پینے سے اور یہ وہ غری اور شراب پینے سے فرغت حاصل کرینگے تو
آخر کا جام حضرت رب العالمین کی خصوصی ای انکوعنایت ہوگا وہ دلہن اب ہوسے ہوگا اور کے
پینے سے جتنا کہا یا ہے سب عرق ہو کے نکل جاویگا اور اس عرق کی خوشبو کسی ہوگی
شک کی اور پراونکے بیٹ خالی ہو جاوینگے اور کہانے پینے کی خواہش پیدا ہوگی اور اون سب
نعمتوں نے علاوہ اور سب کے بڑے کہ ایک نعمت اور سی وہ یہ ہے کہ بہشتی کو ان کے پروردگار کے
پناہ پہنچا دینگے کہ ان ہلکے جبرائیل کے عزیزی ان ہلکے کاکہ
جبرائیل کے سقیم شقیق یہ نعمت ہے تمہارے لئے جزا و اعمال کی اور ہے سہی تمہاری قبول
ہے فتنے یہ ہے تمہارا بدلہ اور کمانی تمہاری نیک مکی نفسا یہ ان ہلکے الخ بنی سب
نعمتیں بہن فتنے تمہارے تمہارا مخلوق جزا کے تم سہی ہو چکے تھے اس قسم کی یہ نعمتیں نہیں
کو بے عمل کی حق تعالیٰ نے مکودین ہون اور بخشش محض کی ہو و کات الخ اور ہوئی کو شش
تمہارے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اسکی مخلوق کی عادت ڈالنے میں اور دنیوی علاؤنکے صبر
کرغین اور اس کے راہ کے مقامات اور احوال کے سیر میں منے کی تھی مشکوٰۃ اقدار ان کی لکھی
ہر ایک عمل نیک تمہارے بہن اور ان ثواب عنایت ہوے اور تمہارے عمل بہت مقبول ہو چکے ہیں
خوشی کے سنے سے بہشتی کو خوشی بر خوشی حاصل ہوگی اور ان سب نعمتوں کی لذت دینی چاہے
ترفقا اللہ تعالیٰ ذلک یمدہ و کس یمدہ بیان بہ یہی جان لینا چاہیے کہ بہشت
اپنے کی چیزین جو قرآن میں جا بجا تفرق مذکور ہیں ان سب کے تفصیل یہ کہ ایک نہر کو شرب بہشت
اور وہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیو اٹھے ہے چنانچہ اسکی شرح سہ کو شربین مذکور ہے اور
چار بہرین اور میں متیقن کے واسطے ایک نہر بانی کی اور دوسری نہر شہد کی اور تیسری نہر دودہ
اور چوتھی نہر شراب کی چنانچہ سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ چاروں مذکور ہیں اور دوسرے

سلاہ و دہ
من ذہاب ہی
فرید ہے
سوینا کی
عادتیں
دوسرے
کسی کو
جاوینا
چندین
طرح کے

جناب میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم کسی بہت قربت قریبہ رکھتے ہیں اور سچا اور تہارا گوشت
 دوست سب مانا ہوا ہے سید طرح کی جدائی آپس میں نہیں ہے سو خدا کی واسطے کہ جسے ایک بات کہتے ہیں
 کہ اگر تمکو خواص بہت عورتوں کا اور دنیا کی لغتوں کا شوق ہوا ہو جیسے عمدہ کہا اور پائیزہ لباس اور سونا
 اور سونا چاندی اور کم عمر لڑکے خدمت کی واسطے خشکا ذکر بار بار کیا کرتے ہو اور ان چیزوں کی طرف ہتھار
 دل لے رہتے کی ہوتو بے تکلف ہے کہہ دو کہ ہم یہ سب چیزیں موجود کر دیں چنانچہ عتبہ لے کہا کیا کیا
 بیٹی میری ہی حسن جمال میں کوئی اور کٹائی میں نہیں ہیں وہ لڑکی مع جہیز و سہا
 بے شمار کے میں تمکو دیتا ہوں اور اس سے تمہارا نکاح کیے دیتا ہوں اور وکیل لے کہا کہ تمکو میرے
 مال داری کا حال معلوم ہے کہ کہ سے طائفہ تک تمام باغات و زراعت اور مویشی میرے ہیں اور سونا
 مینے سو تین سو تجارت شروع کی ہے اور غوطہ غور و نکو لڑ کر کہا ہے وہ دیا میں سے عمدہ سونے نکائی
 اور میں شام اور مصر کی طرف اوٹھتا ہوں اور اس میں لے جاتا ہوں حاصل ہوتا ہے سو میں اپنا مال
 مال اور موتی تمکو دیتا ہوں لیکن اس شرط سے کہ بت پرست سے لوگوں کو منع کر دو اور سچے ہوں اور
 بزرگوں کی برائی نہ کرنا کہ کیا کروا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہہ اولیٰ کلام سنے نہایت تعجب ہوا
 کہ ان لوگوں نے آیات قرآنی کے تبلیغ کو کس چیز پر حمل کیا جو مجھے ایسا سوال کرتے ہیں اگر میں تمکو
 کچھ نہ بڑھ دو تو بیچ کر ہوں تو بن نہیں پڑتی ہی ایسے کہ علاقہ قربت کا دریا میں ہی اور تباہ
 سردار اپنی بیٹی کو کہل کے تمکو دیتا ہے اگر قبول نہیں کرتا ہوں تو اپنے قبیلہ کے لوگ مجھ کو طعنہ دیں گے
 اور اگر قبول کرتا ہوں تو شرط فاسدہ مذکور کے ساتھ ملے گی ہوی ہی اور ایک چوٹی بہت کے ساتھ
 لگی ہوی ہی آپ ہی سوچ میں تھے کہ جبریل علیہ السلام یہ آیتیں لیکے نازل ہوئے اِنَّا كُنْ
 نَزَّلْنَا اِنِّكَ عَزِيزِي ۝ اِنَّا كُنْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ فَتَعْلَمُ حَسْبُكَ اَوْتَا رَاجِعَ قُرْآنٍ اَوْتَا شَرِکَ
 ۝ فَتَعْلَمُ ۝ اِنِّكَ عَزِيزِي ۝ اِنَّا كُنْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ فَتَعْلَمُ حَسْبُكَ اَوْتَا رَاجِعَ قُرْآنٍ اَوْتَا شَرِکَ
 اوتار ہے پھر اس قرآن کو آہستہ آہستہ تدبیر سے تاکہ رفتہ رفتہ آہستے سے تمکو ملک ملکوت
 کی حقیقت و خبر داری اور ذات و صفات کی حقیقت اور معاد اور کالمیج مراتب کا احوال اور
 اونکی صفات مجموعہ پر اطلاع حاصل ہو سکے اور سچے کو تم ہی اور نہیں صفتوں سے متصف کر اور
 جو کچھ بہت ہوئی نعمتوں اور لذتوں کا حال قرآن شریف میں بیان کیا ہے ہنسنے سو جان چوہ
 کیا ہے ہر تمکو اسکے پہنچانے میں عار کی کیا وجہ ہی ایسے کہ تم اپنے پروردگار کا کلام بیان کرتے ہو
 اپنے غرض سے کہ نہیں کہتے ہو تاکہ اس میں ان کے نہیں کچھ تمہاری طمع اور جزوین سمجھ جائے
 اور اگر بالفرض یہہ کا فخر بہر بہت کرتے ہیں تو فاصبر الخ **عَنْ لُزِي** ۝ اِنَّا كُنْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ فَتَعْلَمُ حَسْبُكَ اَوْتَا رَاجِعَ قُرْآنٍ اَوْتَا شَرِکَ
 ۝ فَتَعْلَمُ ۝ اِنِّكَ عَزِيزِي ۝ اِنَّا كُنْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ فَتَعْلَمُ حَسْبُكَ اَوْتَا رَاجِعَ قُرْآنٍ اَوْتَا شَرِکَ
 اوتار ہے پھر اس قرآن کو آہستہ آہستہ تدبیر سے تاکہ رفتہ رفتہ آہستے سے تمکو ملک ملکوت
 کی حقیقت و خبر داری اور ذات و صفات کی حقیقت اور معاد اور کالمیج مراتب کا احوال اور
 اونکی صفات مجموعہ پر اطلاع حاصل ہو سکے اور سچے کو تم ہی اور نہیں صفتوں سے متصف کر اور
 جو کچھ بہت ہوئی نعمتوں اور لذتوں کا حال قرآن شریف میں بیان کیا ہے ہنسنے سو جان چوہ
 کیا ہے ہر تمکو اسکے پہنچانے میں عار کی کیا وجہ ہی ایسے کہ تم اپنے پروردگار کا کلام بیان کرتے ہو
 اپنے غرض سے کہ نہیں کہتے ہو تاکہ اس میں ان کے نہیں کچھ تمہاری طمع اور جزوین سمجھ جائے
 اور اگر بالفرض یہہ کا فخر بہر بہت کرتے ہیں تو فاصبر الخ **عَنْ لُزِي** ۝ اِنَّا كُنْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ فَتَعْلَمُ حَسْبُكَ اَوْتَا رَاجِعَ قُرْآنٍ اَوْتَا شَرِکَ
 ۝ فَتَعْلَمُ ۝ اِنِّكَ عَزِيزِي ۝ اِنَّا كُنْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ فَتَعْلَمُ حَسْبُكَ اَوْتَا رَاجِعَ قُرْآنٍ اَوْتَا شَرِکَ

علیہ وسلم نے اذکر مصنف علیہ السلام کا خطاب کیا اور حکمران بن ابی حنیبل کو ابو حنیبل کے عوصین لائے ہم جو یہاں
 غامری اور باطنی میں اپنا ثانی ترکہ تھے اور حضرت علیہ السلام کو عالم مسلمانین و رعایا میں ہوتی تھی
 کو لکھے واسطے انکو کے خوشے بہشت میں موجود ہیں اور ہر طرح سے اور لوگوں کی قریش کے قبیلے سے پیدا ہوا
 کہ دین کے ہر کام کو خوب سر انجام دیا اور اور لوگوں کو تلواس کے زور سے مارا کے اور تقریر اور حجت سے اور
 وعظ و نصیحت سے دین کی راہ پر لائے اور ایک جہان کو نور و ظاہر و باطنی سے منور کیا اور سورہ محمد صلی
 علیہ وسلم کے میں آخر جو مذکور ہے **وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الْكَيْدَ لِيُكْفَرُوا بِلَاكُمُ** **فَلَا يَكُونُوا اُمَّةً لِّكُمُ**
سَوَاسِیًّا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے طریق کے گرد گشت اور ناشکر و نافرمان حق بات غامری والے ہونگے
 اور مخالفت جو جگہ مذکور ہے اس سے حاجت نب او نیکی خلق اور جو امر دوسری اور بات کا پورا ہونا
 اور دین کی تیزی کی مخالفت مراد ہے ایسے کہ یہ جنہیں ہی قبیلہ کے واسطے مخصوص میں ہیں سب کا
 نقصان کہ ہم کرنا چاہتے ہیں **عَزِیْزِ اِنَّ هٰذِهِ تَذٰکِرَةٌ لِّمَنۡ تَشَاءُ لِيُتَذَكَّرَ اِلٰی یَوْمِ یُنۡصَرَفُ**
 پس جو کوئی چاہے اس کے طرف پروردگار اپنے کے راہ **فَنَحۡنُ** یہ ہے تو سمجھو کہ ہی پروردگار کو
 چاہے کہ کہے اپنے رب کا **ہُوَ** **مَوَدَّ** **تَفْسِیۡرُ** **اِنَّ هٰذِهِ** بیشک یہ قرآن کی آیتیں
تَذٰکِرَةٌ پس نصیحت میں جنہیں قرب آپ کے فواید اور اس درگاہ سے دوسری کے نقصان
 کیے گئے ہیں یہ کہہ کہانیکا حصہ اور دیکھا لو کہ نہیں ہے کہ اپنے قبیلہ سے ہر ایک کو نبیایا جاوے
 اس پسند و نصیحت اور ارشاد کی نصیحت میں جنت اور اور غربت کی رعایت کرنی چاہیے **فَمَنۡ شَاۤءَ**
 پروردگار چاہے اپنا ہونا بیکانہ دور ہو یا نزدیک **لِيُتَذَكَّرَ** اپنے پروردگار کی طرف کیا رہا ہونسی
 جس سے اس خباثت کو نبیایا ممکن ہو یعنی خواہ ابراہیم راہ کو اختیار کرے خواہ عبادہ کی جو تفریق
 ہیں **فَنَحۡنُ** **وَمَا تَشَاۤءُوۡنَ اِلَّا اَنۡ یُّنۡشَاَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیۡمًا حَکِیۡمًا** اور نہیں
 جانتے ہو مگر حقیقت کہ چاہے خدا تحقیق خدا ہے و اما حکمت **فَنَحۡنُ** اور تم تہ جاہو کے مگر
 جو چاہے اس پریشانی سے سب جانتا حکمت والا **ہُوَ** **مَوَدَّ** **تَفْسِیۡرُ** **وَمَا تَشَاۤءُوۡنَ**
 اور تم اپنی خودی سے اس راہ پر نہیں چل سکتے **ہُوَ** **اِلَّا اَنۡ یُّنۡشَاَ اللّٰهُ** مگر یہ کہ جب خدا کے
 واسطے کہ تمہارے مشیت اور اس کی مشیت کے تابع ہے لیکن حق تعالیٰ نے ہر شخص واسطے نہیں
 چاہا ہے کہ اس راہ کے سلوک کی خواہش کرے ایسے کہ **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیۡکُمۡ لَکَیۡفًا** ہے حق تعالیٰ
 حکمت والا ہر اگر کہے ہندو و مکتوبی اس راہ کی خواہش جو تفریق سے دیوے تو تہان کی حکمت
 و ہم پر ہم جو چاہے واسطے کہ مجبوری اور بے اختیار میں امتحان و آزمائش نہیں ہی امتحان
 و آزمائش کے واسطے اختیار ضروری ہے اور باوجود اسکے اس کا خدایہ کو بیکار ہی نہیں کہا
 اور مستند لوگوں کو امداد و غیب سے محروم نہیں کہتا ہے بلکہ **یُدۡخِلُ** **مِنۡ خَلۡقِ** **عَزِیْزِ**
یُدۡخِلُ **مِنۡ یُّنۡشَاَ** **فِیۡ رَحْمَۃِ** **وَ الظَّالِمِیۡنَ اَعَدَّ** **لَکُمۡ** **عَذَابًا لَّیۡسَ** **مِثۡلًا** **ہُوَ** **یُدۡخِلُ** **کَیۡفًا**
 سلوک جانتا ہے ہر جہت میں اور خدا کو کے لیے طیار کر رہا ہے عذاب و عذاب **فَنَحۡنُ**

۹
 قرآن مجید
 سورہ بقرہ
 آیت ۱۷۷
 ۱۱

وہل کرے جسکو چاہے بنی ہر مین اور جو کچھ کائنات میں رہی ہی اور کو دیکھ کر رکھا موہ **تفسیر**
يَا دَاخِلُ مِنْ دِفْءٍ فِي رَحْمَتِهِ داخل کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت میں یعنی جسکو اس
 راہ کے سلوک کا مستعد جانتا ہے تو اسکو سواوس راہ کے سلوک کی توفیق عنایت فرماتا ہے اور دمدم غیبیہ
 ایام خوشی کے اسکو سنبھاتا ہے تا کہ اسکی خواہش قوی ہوتی جاوے اور اس سلوک کو تمام کرے
 اور قرب و وصول کی حد کو پہنچی **وَالظَّالِمِينَ** اور ظالمونکو جو حق تعالیٰ کی ہدایت اور ارشاد کی
 نعمت کو تلف کرتے ہیں اور اپنے منہم کا شکر بھی نہیں لاتے ہیں **أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا** کچھ عذاب اور تیار کیا ہے انکی
 لیے عذاب دیکھ دینے والا ناکرد و نوان لوکے کا رخصانے لیے رحمت اور عذاب کے سر انجام پادین اور دونوں
 کا رخصانے بہشت و دوزخ کے معمور ہو دین اور جو چیز آدمی کی پیدائش سے مقصود ہے وہ ظاہر ہووے
عزیزی **سورة المرسلات** یہ سورہ بھی ہے اس میں پچاس
 آیتیں ہیں اور رکوع دو اور کلمے ایک سو آٹھ سے اور حرف آٹھ سو چالیس اور نازل ہوئی ہے
 یہ بعد سورہ ہمزہ کے اور اس سورہ کے ربط کی وجہ سے سورہ دوسرے سے یہ سورہ دوسرے کے ابتدا میں
 کا فرق کو سخت و عید لینے کا فرمایا ہے چنانچہ فرمایا ہے **إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَأَعْلَاقًا**
 اور اسی سورہ کے اخیر میں یہی ظالموں کے واسطے عذاب الیم کا وعدہ کیا ہے سواوس وعدے کے تحقیق
 کا فرق ظالم شک کرتے ہیں سواوس کہ دنیا میں وہ امر ہوئیوا لاہنین ہے اور عالم برزخ کو کوئی دیکھ
 یہ انہیں ہی ناکرد و ناکنی بات تحقیق معلوم ہووے سو حق تعالیٰ اس وعدے کی وقوع کی وقت کو
 قسم کہا کے فرماتا ہے کہ اس کے وقوع کا وقت یوم الفصل لینے قیامت ہے نہ دنیا و برزخ اور اوتفرق
 مضمون یہی ان دونوں سورتوں کے آئین مناسب اور اتار دیتے ہیں چنانچہ اس سورہ کے
 ابتدا میں آدمی کی پیدائش کو اس عبارت سے بیان فرمایا ہے کہ **إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ**
 لایع اور اس سورہ میں اس عبارت سے بیان فرمایا ہے کہ **أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ** آخر
 اور اس سورہ کا نام مرسلات اس لیے رکھا گیا کہ اس میں کئی قسمیں جو ہوا کی فکوری ہوئی ہیں اور میں سے
 مرسلات بہت نافع ہیں **عزیزی** **وَالْمُرْسَلَاتُ غَنَاقَاتُ مُمْسِكَةٍ** یہی ساتھ ہواؤں ہیں جنکی ساتھ
فصل **تفسیر** **مَوْءٍ** **تفسیر** قسم کہا ہواؤں
 اوں ہواؤں کی جو بھی جاتی ہیں خلق اللہ کے نفع کے لیے اور خلق اللہ کے نفع جو ہوا کے چلنے میں
 ہیں وہ ہمدرد ظاہر ہیں کہ ان کے بیان کر نیکی کچھ حاجت نہیں ہے چنانچہ اول ہر جاندار کے دم کو
 آندہ رفت اس کے سبب ہے دوسرے بدن کے اندر ٹھنک پہنچی اور دخت پر مہوہ کا لگانا
 ہر ایک مہرہ کا زمین پر جننا اور برہنا ایک سبب ہے تیسرے بدلی کا ناوا پانی کا برہنا ہی سے
 ہے چوتھے سمندر میں کشتیوں کا چلنا ہر طرف تجارت وغیرہ کے لیے اس کے سبب ہے پانچویں
 چمیزین جو ہوا کے چلنے پر موقوف ہیں وہ ہی ہی سے ظاہر ہوتی ہیں **عزیزی**
فَالْأَصْفَادُ حَقًّا ہر قسم ہواؤں تنہ چلنے والیوں کی بطریق شدت کے **فصل** **تفسیر** ہر قسم

اسکے بعد

اور کی چیز

ربط مضامین

تفرقہ کاری

بیان فرمادے

بینوں کو ملنا

مبارک اور

اور جو کچھ

چیزیں ہوں

وقت میں فرمادے

وغیرہ

تفصیل

بیان فرمادے

میں ہوں

ہر کے

کے مبین

کچھ

سودہ سال میں ہی مذکور ہے کہ و سید کو ایک سال تک صراحتاً خبر جو زمین سائر ملک سے دلی ہوتی
وہ ظاہر ہو و گن چنانچہ سودہ کف میں مذکور ہے کہ کوہ شیبہ صلیب ال و لوی ال الرحمن بالمرادۃ اور
بہاڑ و غیر بہہ حالات طاری ہو نیکی کے سبب زمین کے اجزاء جو سخت ہیں وہ یہی زمین سے جدا ہو کے بنی
اوسم کے بدو نمونین مخلوط ہو جائیں گے پھر انسان کا بدن اون اجزاء کے ملنے کے سببے طول اور عرض اور
قوت اور سختی میں بہت زیادہ ہو جائیگا جیسا بیان ہو نہیں سکتا **عزیری** ۵ وَاِذَا الرُّسُلُ
اُفْتِتَتْ ۵ اور جو وقت پیغمبر جمع کیے جاوین متحقق ہو جو کچھ کہ متحقق ہو **فیتہ** ۵ اور جب رسولوں کا وعدہ
ف یعنی ہر امت کا حساب باری باری سے لینا نہیں ہے **مو** ۵ **التفسیر** اور جب رسولوں کو وقت
مقرر کر دیا جاوے تاکہ آگے پیچھے اس اپنی وقت مقرر کے موافق اپنی اپنی امتوں کے ساتھ شہر کے میدان وغیرہ
میں حاضر ہووین و حساب اور علموں کا توان اور مغللوں کا حق ظالموں سے ہو و ادا نہ اور صلہ سے پار
اور تاناروں کو بھی حاضری اور گواہی سے ظہور پکا ورجن لوگوں کو رسولوں کے پیغام کو قبول کر کے اسکے منفعت
میں کیا تیار وہ جدا ہو جائوین اون لوگوں سے جنہوں نے رسولوں کے کہے کو مانا تھا اور وہ سیر عمل کیا تھا جس کے
جو جملہ نفع پہلے و جس چیز کا مستحق ہی ویسا ہی سنا ملے اسکے ساتھ کیا جاوے گا اور ادا جو حرف شرع کا ہی
اوسکی جزا و محذوف ہی اور محذوف پر قریب ماضی کا دلالت کرتا ہے یعنی جب پہلے سور واقع ہوئے تھے تو وہ
وعدہ یہی واقع ہو گا اور اگر قیامت کے منکر ہو چھین کر لاتی **یومہ اُجَلَّتْ** ۵ **عزیری** ۵
لاَ تِیْ یَوْمَ اُجَلَّتْ ۵ یَوْمَہ الفصل ۵ واسطے کس کس پیغمبر کو موقوف رکھا گیا واسطے دن فیصلہ
کرنیکے **فیتہ** ۵ کس کے واسطے اونکو دیر پہلے اس فیصلے کے دن کی **مو** ۵ **التفسیر** لا تِی
یومہ اُجَلَّتْ کس کے واسطے ان چیزوں کی تاخیر کی ہی سی وقت یہ پیغمبرین کیوں نہیں منع ہو تین
تاخیر کا وعدہ ہی ثابت ہو جائے اور ہمارا شک انکا یہی منع ہو جاوے تو اسکے جواب میں کہنا چاہئے
کہ **یومہ الفصل** واسطے آنے روز فیصل کے ان چیزوں کی تاخیر کی کہیں ہی اوفصل دن اسطرح کا نہیں ہی کہ
اوسکی تاخیر کے بعد کو اتنی سی سمجھ لو چنانچہ سودہ دل میں اسد کے تاخیر کی بعضی وجہیں مذکور
عزیری ۵ وَاَذْذِلْکَ مَا کُومَ الفصل ۵ وَاِذَا یَوْمَ مِیْلَانِیَا لَیْلَہ ۵ اور کس چیز نے
خبر دی تجھ کو کیا ہی روز فیصل کا کیا واسطے دن ہیملانیو اونکو **فیتہ** ۵ اور تو نے کیا ہو جایا فیصل
دن خرابی ہی اوسدن ہیملانیو اونکی **التفسیر** ۵ وَاَذْذِلْکَ مَا کُومَ الفصل ۵ اور کیا جانتے کہ کیا ہی دن
ضلع اس واسطے کہ عقل اسکے دریافت سے عاجز ہی اور اگر عیب کی طرف سے اوسکو مایں کرین تو کیا
بیان ہونگا مگر انہیں غفور عاذون کے ساتھ جو عین واقع ہوئے تو یہ یہ کہہینگے کہ ان عاذون کو کسوٹ
اس روز یہ موقوف رکھا ہی اوس واسطے ہی اولی اور التبت کو اس روز سے خوف دلایا جاوے اور کہا جاوے
کہ **وَاِذَا یَوْمَ مِیْلَانِیَا لَیْلَہ** ۵ خرابی ہی اوسدن ہیملانیو اونکو اب آج بگہ بہہ جانا جاسیے کہ قیامت
کے منکر و کواوٹ قعدہ واقع ہونیکے وقت دس طرح سے سختیاں آگے آونگی پہلی سختی یہ کہ جرجی
امید نہی وہ کیا کہ آن پہنچی اور اسکے آئیے مدہوش اور تیر ہو جاوینگے اور یہی وہ سختی ہی کہ کہنا

سودہ سال میں
ظاہر ہو و گن
بہاڑ و غیر بہہ
دہو کا ہونیکے
بہاڑ و غیر بہہ
اور سبب کے
اجزاء کے مخلوط
باقی ہونیکے
سودہ سال میں
ظاہر ہو و گن
بہاڑ و غیر بہہ
دہو کا ہونیکے
بہاڑ و غیر بہہ
اور سبب کے
اجزاء کے مخلوط
باقی ہونیکے

کی امید ہے اور جو وقت بالغ صورت کا ہو گا اس وقت سب کچھ کا ہو گئے اس سلسلہ پیدائشی کا منقطع ہو جائیگا
 اور وہی کچھ جس پہلے سے رہے دعوت پنج ہو جائیگا نہ لگاؤ کی امید ہی نہ ہو گی اس سب سے قبل تمام اس کے لئے
 جو چیزیں ہیں جو کچھ کفر و کفر کے لئے لکھا ہے فی الاصل احد يقول الله الله ويل يوحى اليك كذا
 والے اوسدن چھٹا نو الکوٹھ **فتم** ۱۰ خرابی ہی اوسدن چھٹا نو الکوٹھ **فتم** ۱۰ نفسی
 برسی خرابی ہی اوسدن چھٹا نو الکوٹھ اپنے عقیدہ کے فساد پر اور اپنے بیہوشی کے لطائف سے خود
 ہونے پر جب کو کر دیا میں جانتے تو ادنیٰ تامل سے دور ہو سکتا تھا سو کیا اور وہاں اپنے ماتو کو نہ
 سے کاٹیں گے لیکن کچھ عقیدہ نو کا اور تیسری سستی کی وجہ اوسدن یہ ہو گی کہ کافر دنیا میں یہ عقاد
 نہیں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ مرد و کو زندہ کر لیا سو حق تعالیٰ اؤ کی اس سبھی پر آگاہ کر تا ہی کہ
 عقیدہ تہارا باطل ہے قیامت کے دن اس عقیدہ کا فساد اور اس شبہ کی سستے ٹھو معلوم ہو ویلے
 کہ اپنے پیدائش کی ابتدا کو خوب جانتے ہو کہ کیسی گندی بدبو جز سے ہوئی ہے اگر مختلف کر
 کہ مختلف کر من کر کہ غیر من جملہ کے فساد کے لئے کہی گئی ہے الیٰ ذلک لعلو وفعل کاف فتم عمل لعلو دن
 کیا نہیں پیدایا ہے ہتے ٹھو بانی حیر سے ہیں کہا ہے اوس بانی کو بیج جگہ بغیر ط کے ایک اندازہ
 پس اندازہ کیا ہے پس اچھا اندازہ کر لیا ہے ہن ہم **فتم** ۱۰ ہن نہیں بنایا ٹھو ایک بقدر بانی سے
 پر کہ کہا اوس کو ایک جی نہیں اؤ میں ایک وعدہ مقرر تک پہنچ کر کے تو کیا خوب سکتا ہے ہن
۱۰ موہ **تفسیر** اگر مختلف کر اؤ کیا نہیں پیدایا ہے ٹھو ایک بانی بقدر سے اور وہ
 نفع ہے کہ پیاب کی راہ سے نکلتا ہے اور دن اور کپڑا اؤ کے سب سے جس ہو جاتا ہی اور وہی
 بدبو مانع کو برنیاں کرتے ہے اور وہ طح کا بقدر ہی کہ جتنی مریض ہضم کے ہن اؤ کو طحی کر کے
 آخر ہضم کا فضلہ ہوا ہی اوصیت لئے اپنے خالق کے اذن سے اوس کو ہر ایک عضو سے کچھ کے خصوصیت
 کے راہ سے نماز کے سوانح سے باہر ڈالا ہے اس واسطے کہ بدن کی غذا کے قابل اوس کو بنایا سواش سے
 ملے پروا ہو کہ پانی نہ اور پنا بک طح اوس کو باہر ڈال دیا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر طبیعت اؤ میں
 کچھ نہ ہی زندگی کی قابلیت پائی تو اوس کو طح ذیل کر کے نہ پینے کے جطر خون اور اؤ کو طح ملین کر کے
 کو اؤ کو ہرگز اس حقارت سے نہیں پہنکتے ہی جملہ اندازہ فی فراہ مکیں پیر کر دیا اوس بقدر پانی کو
 اپنی غایت سے ایک نہیں اؤ کی جگہ محفوظ میں جو مکان ہو سکی قابلیت کہتی ہی یعنی مان کا جسم
 جب کو ہندی میں بچہ دان کہتے ہن اور وہ ایک عضو ہی کہ اوس کا طول بدون حل کے بارہ اؤ گھل
 ہوتا ہے اوی عورت کی اؤ گھل یوشی اور صد کے متصل شانہ کے نیچے اؤ کے اوپر جیغم ہے
 اور اؤ میں دو خانے بنائے ہن تو امین کے تولد کے واسطے اگر اتفاق پڑے اور ہر خانہ اؤ کا
 ایک سو اؤ کہتا ہے ناوہ کی طرف چاہیوں تک کہ بچہ کی غذا کیو اسے خون اور حیض اوی راہ سے
 آتا ہی اور جب بچہ اؤ میں پیدا ہوتا ہے تو طول اور عرض میں اوس بچہ کے جسم کے برابر وہ بھی
 اور اوس عضو کی بیٹہ بیہوش سے مضبوط باندہ دی ہی سوا ہن ہن بیہوش کے سب سے بچہ کو

سلسلہ
 ہن ہن
 قائم ہو گی
 یہاں تک کہ
 باقی
 کوئی جو کہ
 اس کے لئے
 کا ہر چیز
 کوئی ہن

پیٹ سے لکال مائجے اور اسکا مونہہ فوج کے سوراخ کے متصل ہے اور مرد کا نازہ جماع کو فتنہ اوسین
داخل ہوتا ہے سو نطفہ ایسے مکان محفوظ میں کہ پیٹ کے اندر پہنوں کی لمبا بونسی مضبوطیہ مابو ہے
جیسے عین جلی نافت شہر کے محل میں اور کوئی غیر نافذہ میں سب آفتو سنی بھی ہوتی ہوتی ہی کسی
جگہ نہ کہتا جسے اوسکو الی قدر محفوظ کم ایک مدت میں تک کہ اکثر وہ مدت نو مہین کی ہوتی ہی کہیں
اوسین بہت کم ہوتی ہی فقط کہ انکا پیرا نازہ کہتا جسے انہی مدت میں ہر چیز کا یعنی جوشہرہ میں
اور لوازمات اوسکے زندگی کے کمال میں مطلوب و ضرورتہ فیغ الفل و کون پس کیا اچھا اندازہ کہ
ہیں ہم اس واسطے کہ اتنی مدت میں کوئی چیز ضروری رہ نہیں جاتی ہی اور کوئی چیز نازہ و بیکار پیدا
نہیں ہوتی ہی بخلاف اور اندازہ کہ نوا اوسکے کب کسی جہم کی برآور کرے مہن تو اوسین بعضی
ضرور چیزیں رہ جاتی ہیں اور بعضی نازہ اوسین مل جاتی اسکی واسطے جب اوس کلام سے فرغت
ہوتی ہی توقع اور برآورہ میں بڑا تفاوت ظاہر ہوتا ہے اور پرمسج اور خراج کے تغیر اور تبدل کی
محتاج ہوتے ہیں اس احوال کی تفضیل یہ ہے کہ جب بچہ وان عورت کا معتدل ہی سے برہو جا
تو اسکا مونہہ بند ہو جاتا ہی پیرا اوسکے اندر کوئی چیز چاہ نہیں کہتی تاکہ اوس مہنی کو خراب نہ کرے
پیرا اوس مہنی سے جو بچہ وان کے اندر کی جلد سے ملی ہوتی ہی اوسکو ایک چمڑکی صورت اور جیتے
ہیں جسکو عربی میں غشا اور ہند میں مہلی کہتے ہیں تاکہ اوسین جان کی نگیں در یکین اور
اوتکے در نیکے سبب کو خنک پہنچا آسان ہووے اور اوس جہلی کو عوب لوگ شیمہ کہتے ہیں
اور ہند میں لوگ چہر کہتے ہیں اور اوس جہلی کے اندر بٹ سے سننا نہک ایک پردہ دوسرا سطح
کا تین دیا جاتا ہی تاکہ فضلات کو دفع کرے اور پیرا اوسکے اندر ایک پردہ اور طوبات کی محافظت
کے لیے بنایا جاتا ہے اور غلظت نکلتی جو سورہ زمر میں وارد ہوا ہی اوس سے یہی تینوں پردے
مرد میں اور جو اس مہنی کا خلاصہ ہوتا ہے وہ بچہ وان کے اندر کے خانو میں جو اوسکے مونہہ سے ملے ہو
ہوتے ہیں چپک جاتا ہی اور آہستہ آہستہ جہنا شروع ہوتا ہے اور اوس جہنے کے وقت میں اوس
مکان کی حرارت کے سبب جوش ہی ماتا ہی پیرا اوس جوش سے کف نکلتا ہی اور وہ کف اوسکے پیچہ
پہر جاتا ہے وہ دل ہوتا ہے اور یہ کف مہنی کی جہم میں جانیے بعد تیسرے وان ظاہر ہوتا ہے
پیرا چوتھے روز ایک نقطہ سیاہ اوسکے اوپر ظاہر ہوتا ہے وہ مانع ہوتا ہے پیرا چہرے روز ایک نقطہ
پیدا ہوتا ہے داہنے طرف اوس کف کے جسے پیچہ میں قرار پڑا ہے اور یہ جگہ ہوتا ہے سو اس مدت تک
اکثر ایک مہتہ ہوتا ہے اوس نقطہ مہنی کو غوہ اور کف کہتے ہیں پیرا اس مہتہ کے گزر جانیکے لوگوں کے
خط کہینچ جاتے ہیں اور اکثر دسویں روز یہ پرم واقع ہوتا ہے اور نگ مہنی کا اوس وقت میں سرخی پر
آجاتا ہے غرضکہ ہندوین ان خوب سرخ ہو جاتا ہے پیرا اوس وقت اسکو علقہ کہتے ہیں یعنی خون
جما ہوا سیلے کہ اسے ان تینوں جہلیوں کے باقیے سب سرخ ہو جاتا ہے اسکی واسطے بعضے نامہرید ہوں
کہا ہے کہ وہ تینوں پردے خاص عورت کی مہنی سے ہوتے ہیں مرد کی مہنی سے نہیں ہوتے اور جہلیوں

پیٹ کے نازہ و بیکار

اور میں سے نیکو لہذا تعالیٰ کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں کہ بتا ہی بلکہ کس مرتبے اور کمال کو اسے پہنچا ہے
 تو پھر مرد و عورت کی ہوتی ہڈیاں اور کھٹے ہوسے اجزا کو مدت و راز گزرنیکے بعد زندہ کرنا دوسکے نزدیک
 کیا چیز ہے کیلئے کہ لطفہ کا حال ہی مرد و عورت کے بدن اور ہڈیوں کی کم نہیں ہے پھر تو عینے پٹ میں سے
 سے کہ قدر کمال کو پہنچا ہی پس اس طرح مرد و عورت کے بدن ہی کچھ مدت زمین میں رہے اگر اتنا دیر چلے کمال
 کو پہنچیں تو یہ بات کچھ خلاف عقل کے نہیں ہی سوجب یہ بات غلو پرانگی پس ذیل کو مفسرین
 لکھتے ہیں: **عزریٰ** ۱۰ **وَلَوْلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّحْدِ بَلَدًا** ۱۱ **وَأَسْوَ** ۱۲ **رُزْءٍ رُفِعَ كُنْهُ** ۱۳ **وَأَن** ۱۴
فِتْنَةٍ ۱۵ **خَرَابٍ** ۱۶ **سِی** ۱۷ **أَوْدُنَ** ۱۸ **جَبَلًا** ۱۹ **سِی** ۲۰ **مَوْجٍ** ۲۱ **نَقْصِيرٍ** ۲۲ **وَسِی** ۲۳ **لُحْ** ۲۴ **بُرْسِ** ۲۵ **خَرَابٍ** ۲۶
 ہے اودن اس قدرت کے شکر و عبادت کو جو اس قدرت کی نشانیاں دن رات دیکھنے کے کہ ہوش
 لوگ پیدا ہوتے جلتے ہیں پھر ہی معتد بہ اور خبر دار نہیں ہوتے ہیں اور چوتھی وجہ اودن کی سختی کی سنگدلی
 یہ ہے کہ یہ لوگ فعال الہی کو اپنے سباب بالوف کا مفید سمجھتے ہیں اور اس مالک الملک علی الاطلاق
 کو اپنی طرح سباب و آلات کا مفید جانتے ہیں گویا کہ سباب کو تاثیر میں اور سکا شربہ کی گردانتی ہیں اور
 بدن سباب کے اوسکو عاجز سمجھتے ہیں یہی وجہ ہی جو کہتے ہیں کہ لطفہ کا مان کے پٹ میں جانا
 اور کامل ہونے کھانا بچہ دان کی خاصیت سے ہی اسو اسے کہ اگر لطفہ کو زمین پر ڈال دین تو آدمی کو
 پیدائش اوس کے یہی طرح متصور ہووے سو حق تعالیٰ اونکی اس عقیدہ کو بالکل کرتا ہی اور شاہ
 فرماتا ہے کہ قیامت کے دن اس اپنے عقیدہ پر ہی بہت افسوس کریں گے اور اپنے غلط فہمی اودن
 بوجہ میں گے کہ ہم نے دنیا میں کچھ ہی غور اور فکر کی اور یہ نہ سمجھی کہ زمین کا مان کے پٹ میں دان کی
 خاصیت کہتی ہی کہ **لَوْ جَعَلَ اللَّهُ خَبْلَ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ رِجْلًا سَأَلَفْتُمْ الْبِئْسَ الْأَوَّلُ** ۱۰ **لَا يُخَالِفُونَ** ۱۱
 آیا نہیں کیا ہے ہم نے زمین کو جمع کر نیوالی آدمیوں کی تمام زندون اور مردون کو کھ **فِتْنَةٍ** ۱۲
 نہیں نہائی زمین میں سے والی حیثیت کو اور مرد و عورت کو **مَوْجٍ** ۱۳ **نَقْصِيرٍ** ۱۴ **وَسِی** ۱۵ **لُحْ** ۱۶ **بُرْسِ** ۱۷
 کیا ہم نے زمین کو جمع کر نیوالی بہت سے زند و عورت جیسے حشرات کہ بغیر مان کے پچہ دان کے پیدا ہوتے ہیں
 اور بہت سے مرد و عورت جیسے حادث کو جو اپنی خوش و غمی اور خوش رنگی میں اور مرغوب و اچھے پتھر
 کچھ زندہ آدمیوں کی کم نہیں ہیں جیسے یاقوت اور الماس اور زمرہ اور نمک کی کاغین اور ادر کاغی
 چیزیں جو تاثیر میں تمام نباتات سے بہتر ہیں سوجب زمین کی تربیت سے ایسی چیزیں خارج ہوتی ہیں
 پھر اگر مرد و عورت کی ہوتی ہڈیوں کو تربیت کے زندہ نکالے تو کیا عجب ہے اور اگر شکر لوگ یوں کہہ
 کر زمین اگر بہ تربیت زندون اور مرد و عورت کی کرتی ہی جیسے حشرات اور کاغی چیزیں کہ یہ البتہ پیدا
 ہو سکتی ہیں لیکن انسان کا پیدا ہونا دوسکے تربیت سے کہ یہی طرح ممکن نہیں ہی اسلئے کہ انسان
 جسم ایسی چیز فانی مرکب ہے جو اس میں بڑا اختلاف کہتی ہیں چنانچہ بعض چیزیں نہایت سخت
 زمین واقع ہیں جیسے ہڈیاں اور بعض بہت ہی لطیف و باریک جیسے ہوائی روح اور بعض مہین
 زمین یعنی ان دونوں کے درمیان میں بستہ اور جمی ہوئی جیسے ادر عظام اور بعضی بہت ہی جلدی جلد

علامہ نے آفاکی بیوی سے کہا کہ تیرا خاندان تجھ کو چاہتا نہیں اور وہ چاہتا ہے کہ تو کسی کو نہ دے گی
 میں جب وہ سو گیا تو اوسطاً ایک راوی کی گدی کے بال سوڈ کر مجھ کو سے تائین تا پیر سحر کر دوں کہ وہ تجھ کو چاہے
 لے پہر انکو خاوند سے کہا کہ تیری بیوی نے آٹا کیا ہے اور چاہتی ہے کہ تجھ کو مار ڈالے پس انکو تو اپنے متین
 بچے کی سی صورت بنا کر لے آ اور وہاں متین تجھ کو کمال حال معلوم ہو جائیگا پس اسنے ایسا ہی کیا پہر بیوی کو
 اوسطاً ایک رات ہی مال سوڈ نیکے لئے اسنے گھمان کیا کہ یہ قتل کر نیکو آتی ہے پس خاوند نے ادھر کا روٹلو
 مار ڈالا پہر بیوی کے قریب پہنچ کر انکو اس خاوند کو مار ڈالا پہر طرفین کے قیدیوں میں لڑائی و تہم بول
 اور لڑا فساد مچا اور ایک ایسی خصلت برسی سے کہ عزیز و روح البیان
 و فحش التسماء فکانت ابواباۃ اور پھاڑا جاوے گا آسمان پس ہوگا دروازی دروازے کے قریب
 اور کھل جائے گا آسمان تو ہو جاوین و دھارے کے موہ تفصیر و فحش التسماء اور کھولا
 جاوے گا آسمان پہنچے سے تا فرشتے نامہ اعمال لیکے اور تین اور اون علو کی صورتیں کہ آسمان پر چڑھنے
 کے بعد پیدا ہوئی تھیں ظاہر ہوئیں اور بہشت کے بجائے قرار و کسک ساتوین تہان کے اوپر ہے خاک
 ہو چکا کہ آسمان مانند سر پوش کے خانہ کا ڈھانچا ہے فکانت ابواباۃ یعنی پھر جاوے گا آسمان
 دروازے کے اسی راہ سے بہشت میں داخل ہوا ہوگا اور غنیمت بہشت کی بیکمیر گاہ و گشت بہشت
 انجبال فکانت سراۃ اور وان کیے جاوین بہاڑ پس ہون مانند چمکتی ریت کے کہ فتنے
 اور جگہ جاوین بہاڑ تو ہو جاوین ریتا کہ موہ تفصیر اور جلائے جائیگے بہاڑ
 کہ زمین کی مچوٹ کے مانند تپتے پہر ہو جاوین وہ بہاڑ جیسے چمکتے ریت کے دور سے پانی کی طرح نظر
 آتی ہے اور حقیقت میں یہ ہے اس طرح بہاڑ چلنے کے وقت دور سے ایسے معلوم ہونگے کہ
 بہاڑ میں اور حقیقت میں مٹائے مٹائے کے طور پر ریت کی مانند ہونگے جیسے اور جگہ فرمایا ہے و کانت
 انجبال تبتاۃ اور اور جگہ فرمایا فکانت تبتاۃ معتبتاۃ اور جب زمین کی مچوٹ نکلیہ حال ہوگا تو زمین
 بطریق اولیٰ درہم برہم ہوگی اور درخ کا ہکا نا کو اسکے نیچے تہا کھل جاوے گا آسمان کی جگہ بہشت
 بیسے اور زمین کی جگہ درخ اور جدائی نیکون اور بدوین اور تابعدار اور فرمانوین ثابت ہوا اور
 جب آسمان و زمین بیچ میں سے اوپر لگے تو سورج اور سیارے اور زمین کے کافروں و مسلمان اور زمین
 یہاں شریک میں سب فنا ہو جائیگے اور کسی طرح شریک نیکون اور بدوین نہ رہیں گے اسلئے کہ نیکون
 جگہ اور برسی اور بدو کی جگہ درخ عزیز و ان جہنم کانت مرصداۃ لظہار
 ماباۃ لیتبین فیہا احقباۃ حقیقہ درخ ہے انتقام کر نیوالی و طے سرکون کے جگہ پہر جائیں گے
 ہونگے درخ میں بہر نیک و نام بیت مدت کہ فتنے و نیک درخ ہے تاک میں شریروں کا جگہ
 بہتے ہیں اور سین و نون موہ تفصیر ان جہنم الخ نیک درخ ہے تاک میں
 اور نیک دہر کہ کا کو اسکے کنارے پر فرشتے گزراور زنجیر اور طرق اک لیے ہوئے کہے ہونگے
 اور درخ کو مگر لکھا و نیکے لظاۃ عین انخ شریروں کا ہکانا اور مسلمانوں اور نیک کا روٹلو

عزیز و روح البیان
 و فحش التسماء
 فکانت ابواباۃ
 اور پھاڑا جاوے گا
 آسمان پس ہوگا
 دروازی دروازے
 کے قریب
 اور کھل جائے گا
 آسمان تو ہو جاوین
 و دھارے کے
 موہ تفصیر
 و فحش التسماء
 اور کھولا
 جاوے گا
 آسمان پہنچے
 سے تا فرشتے
 نامہ اعمال
 لیکے اور تین
 اور اون علو
 کی صورتیں
 کہ آسمان
 پر چڑھنے
 کے بعد
 پیدا ہوئی
 تھیں ظاہر
 ہوئیں اور
 بہشت کے
 بجائے قرار
 و کسک
 ساتوین
 تہان کے
 اوپر ہے
 خاک
 ہو چکا
 کہ آسمان
 مانند
 سر پوش
 کے خانہ
 کا ڈھانچا
 ہے فکانت
 ابواباۃ
 یعنی
 پھر جاوے
 گا آسمان
 دروازے
 کے اسی
 راہ سے
 بہشت
 میں داخل
 ہوا ہوگا
 اور غنیمت
 بہشت کی
 بیکمیر
 گاہ و
 گشت
 بہشت
 انجبال
 فکانت
 سراۃ
 اور وان
 کیے
 جاوین
 بہاڑ
 پس ہون
 مانند
 چمکتی
 ریت کے
 کہ فتنے
 اور جگہ
 جاوین
 بہاڑ
 تو ہو
 جاوین
 ریتا
 کہ موہ
 تفصیر
 اور جلائے
 جائیگے
 بہاڑ
 کہ زمین
 کی مچوٹ
 کے
 مانند
 تپتے
 پہر ہو
 جاوین
 وہ بہاڑ
 جیسے
 چمکتے
 ریت کے
 دور سے
 پانی کی
 طرح
 نظر
 آتی ہے
 اور
 حقیقت
 میں یہ
 ہے اس
 طرح
 بہاڑ
 چلنے
 کے
 وقت
 دور سے
 ایسے
 معلوم
 ہونگے
 کہ
 بہاڑ
 میں
 اور
 حقیقت
 میں
 مٹائے
 مٹائے
 کے
 طور
 پر
 ریت
 کی
 مانند
 ہونگے
 جیسے
 اور
 جگہ
 فرمایا
 ہے
 و
 کانت
 انجبال
 تبتاۃ
 اور
 اور
 جگہ
 فرمایا
 فکانت
 تبتاۃ
 معتبتاۃ
 اور
 جب
 زمین
 کی
 مچوٹ
 نکلیہ
 حال
 ہوگا
 تو
 زمین
 بطریق
 اولیٰ
 درہم
 برہم
 ہوگی
 اور
 درخ
 کا
 ہکا
 نا
 کو
 اسکے
 نیچے
 تہا
 کھل
 جاوے
 گا
 آسمان
 کی
 جگہ
 بہشت
 بیسے
 اور
 زمین
 کی
 جگہ
 درخ
 اور
 جدائی
 نیکون
 اور
 بدوین
 اور
 تابعدار
 اور
 فرمانوین
 ثابت
 ہوا
 اور
 جب
 آسمان
 و
 زمین
 بیچ
 میں
 سے
 اوپر
 لگے
 تو
 سورج
 اور
 سیارے
 اور
 زمین
 کے
 کافروں
 و
 مسلمان
 اور
 زمین
 یہاں
 شریک
 میں
 سب
 فنا
 ہو
 جائیگے
 اور
 کسی
 طرح
 شریک
 نیکون
 اور
 بدوین
 نہ
 رہیں
 گے
 اسلئے
 کہ
 نیکون
 جگہ
 اور
 برسی
 اور
 بدو
 کی
 جگہ
 درخ
 عزیز
 و
 ان
 جہنم
 کانت
 مرصداۃ
 لظہار
 ماباۃ
 لیتبین
 فیہا
 احقباۃ
 حقیقہ
 درخ
 ہے
 انتقام
 کر
 نیوالی
 و
 طے
 سرکون
 کے
 جگہ
 پہر
 جائیں
 گے
 ہونگے
 درخ
 میں
 بہر
 نیک
 و
 نام
 بیت
 مدت
 کہ
 فتنے
 و
 نیک
 درخ
 ہے
 تاک
 میں
 شریروں
 کا
 جگہ
 بہتے
 ہیں
 اور
 سین
 و
 نون
 موہ
 تفصیر
 ان
 جہنم
 الخ
 نیک
 درخ
 ہے
 تاک
 میں
 اور
 نیک
 دہر
 کہ
 کا
 کو
 اسکے
 کنارے
 پر
 فرشتے
 گزراور
 زنجیر
 اور
 طرق
 اک
 لیے
 ہوئے
 کہے
 ہونگے
 اور
 درخ
 کو
 مگر
 لکھا
 و
 نیکے
 لظاۃ
 عین
 انخ
 شریروں
 کا
 ہکانا
 اور
 مسلمانوں
 اور
 نیک
 کا
 روٹلو

کہ اور کفار عذاب عرصہ اعضا کی عمر کو نہیں ہوگا اور موت و ہوجانے کا ایسے کہ کوئی ریحین ایمان کی سبب ہو کر
 پاک تہین یعنی بدی نہ کہرتی تہین اور تہینہ العافلین میں لکھا ہے کہ جب و فرخی بہت پیسے ہو کر اور اپنی لنگ
 تو ایک سیاہ اول پیدا ہوگا اور اس کا سبب اور ہوجو مانند خجی اور نوٹ کے گرد نوٹ کے پسینے کے اور نوٹ کے سبب
 سبب شہرہ و دینگی اور اوٹخا نہر سیاہ ہوگا کہ نہر بریں ملک سکئی تا شہرہ کو نوٹ و فرخی خجی اور نوٹ کے پسینے میں
 اس آیت کے کہ **زُذَاقُوا ثَمَارَ الْفَوْقِ الْعَذَابِ** اور اس آیت کہ **يَوْمَ تَكُونُ الْأَرْضُ لَهَا عَظِيمَةٌ** اور نوٹ کے پسینے میں
عَذَابُ لکھا ہے **مَعَارَاةٌ حَذَاثٌ وَاعْظَامٌ** اور نوٹ کے پسینے میں **وَكَا سَاحَاةٌ حَذَاثٌ** اور نوٹ کے پسینے میں
 لینے مطلب یا بی ہوگی باغ ہوگی اور درخت الگ الگ کے اور نوٹ کے پسینے میں **عَذَابُ** لکھا ہے **مَعَارَاةٌ حَذَاثٌ** اور نوٹ کے پسینے میں
 پیلے شراب کی ہیرے ہوئے **فَنَجَّاهُ** و نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں
 عورتیں ایک عمر کی سبب اور پیلہ چمکتا **مَوْتَقَسِيرًا** اور نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں
 مراد ملتی ہے اور اوٹخا مرتبہ تا قدر مراد کے مرتبہ جدا اور مراد ہے **حَذَاثٌ** اور نوٹ کے پسینے میں
 میونس ہیرے در در کا دروان باغوں کے دیوار ہے محافظت کیلئے و اعصاب اور نوٹ کے پسینے میں
 ہوئے و دیہ باغ ہشتیوں پر مانند دوسری دیوار کے ہوگا اور نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں
 ہرین کا و کے سایہ میں بیٹھے ہیں اور چہت کا مانند و کو بنا تہین اور ایک طرحی و درخت ہیں کہ
 مقصود اس کے یہ کہ نہایت سلسلے اس کو خاص کر ذکر کیا دلا یہ ہے اور نہین سبب میونس و نوٹ کے پسینے میں
 کہ حدائق کا لفظ اور ان کے شامل ہے ہوگا یا مراد ہوتا ہے کہ اور ان کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں
 میونس کو ہوگی و نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں
 حد کو تہی میونس یہ لہجی کہ سیرا جے یارون اور خوبصورت آشنائی و نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں
 بیوزہ اور بے لطفی پر **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں
 برابر ایسے کہ بکور و درخت ایک ہی وقت میں ہوگا و وقت جب صورت دوسری بار ہوٹا
 جا و گیا کہ صورت کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں **وَالْوَلَدُ** اور نوٹ کے پسینے میں
 پیدا ہونے گیا اور جبکہ فرمایا ہے **إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا** اور نوٹ کے پسینے میں
 اور یہ عورتیں دنیا کی ہوگی کہ میونس کو بھینس کے سبب سے صحبت و محبت اور نوٹ کے پسینے میں
 ہوگی اور اوٹخا ہم عمر مبالغہ الفت و محبت کا زیادہ تر سبب ہوگا اور یہ سبب کہ بڑ ہو کر جو انون کی
 صحبت کے اور اوٹخا بڑ ہو کر صحبت سے نفرت ہوتی ہے اور اکثر تفسیر و تفسیر مذکور ہے کہ بیش میں
 مراد عورتیں تہین تہینیں برکت ہوگی ایسے کہ کمال برتوت کا اور نوٹ کے پسینے میں
 ہوتی ہے والا پیدائش اولی دوسری صورت ہو کر کے وقت ہوگی اور اوٹخا وقت سے بہت میں
 داخل ہونے مدت بہت ہے اور بعضی تفسیر و تفسیر مذکور ہے کہ بیش میں
 عورتیں ستران اہل ان برس کی عمر کی ہوگی اور دوسری تہینیں کہ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو
 صورت اور چہرہ نہایت دنیا کی پس عمر کی عورتوں کو موافق ہو کر ایسے کہ عورتوں میں خوبصورتی

[illegible]

ہوا اے سلام علیہ عذری کہ ہلکے حدیث میں ہے کہ اذنا خدا ربک بالوادی المثل من طوی
 کیا آئی ہی جگہ جو بڑی جگہ راہ کو دیکھیں پروردگار نے جو راہی پاک بنی نام کے ہفتے کے کچھ سے بھی جگہ تو
 کی جگہ راہ کو دیکھ کے جسے پاک میں نہیں جگہ نام طوی ہے وہی ہے نفس سید ہلکے حدیث الم کی پھر
 جگہ جو بڑی کے قصے کی کہ فرعون کو سامنے جو بڑا کیش باؤشا تھا اور ہزار آدمی اس کے دیار میں
 حاضر ہوتے تھے بارہ اپنے ماہتہ کی لکڑی کو زمین پر ڈال دیا زمین پر گر گئے تھے وہ عصا ایک بڑا
 از دا ہو جاتا تھا اور اپنے سوہنے کو کہو لکڑاوار سخت کرنا تھا پر بعد فرعون اسی ہند گئے پلے دیکھ کے ایک
 لکڑی میں کہ کھڑکے زندگان کی لکڑی تھی اور میری تھی کوئی جگہ تزد و دیکھ لکڑی تھی تھی لیکن فرعون
 دیکھنے اسی زندگانی کا لکڑی میں مقدر و زندگانی کا اور قابل قدرت الہی عن و سار کا ہوا تو یہ کہ کافر
 ہی اگر دیکھو زندہ ہوا دیکھنے تو کا بیکو قابل ہو گئے اور اپنے انکاسے کا بیکو باز آگئے بلکہ اور
 سخت عذاب ہو جائیگا ایسے کہ عادت الہی یوں جاری کہ بعد دیکھنے معجزہ کے اگر کا فر ایسا
 نہ لاوین اور انکار سے باز نہ آوین تو او سی وقت عذاب میں گرفتار ہوں اور ایک نام کی ہی
 فرصت نہ پائوں اور اگر وہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفسیر سے ہر مسلمان نے سنا ہو
 تو مجمل ہوڑا سادہ قصہ یہاں بیان ہوتا ہے اذنا خدا لکڑی گئے یعنی ابتدا اور اس قصے
 اور سی وقت سے ہے کہ چکارا دیکھو اسکے بے پاک میں نہیں کہ جگہ نام طوی ہے اور کیفیت
 اور اس قصہ کی جو سورہ طہ اور سورہ قمر میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ م
 شہر مصر سے کہ ابھی پیدا ہیں و سکونت کی جگہ نہ تھی ایک قطعی غلام کے خون کے سبب تک
 ماہتہ سے بے قصہ ہو گئے تھے اور فرعون لپکے قتل کی نگر میں ہوا تھا ہال کر شہر و بیچ
 طرف گئے اور اس شہر میں حضرت شعیب علیہ السلام کا مکان تھا اور انکا قصہ ہی قرآن میں ہے
 کہ جگہ نہ کو رہے وہاں جا کر اترے اور حضرت شعیب کی خدمت میں مشغول ہوئی اور
 حضرت شعیب نے اپنی بیٹی کو آپکے نکاح میں دیا جب آہٹہ یاوس برل میں اختلاف ہے وہاں
 گذرے تب حضرت شعیب نے رخصت چاہی کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے وطن کو جاؤں اور اپنے
 قبیلہ کو ساتھ لیٹے جاؤں اور اپنی ماں کی زیارت کروں اور اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون کی ہی
 ملاقات کروں ایسے کہ فرعون اور اسکے لوگ قبلی کے خون کو بھول گئے ہونگے حضرت
 شعیب نے خوشی سے آپکو رخصت کیا اور آپکی بی بی کو یہی کہے ساتھ کر دیا اور اپنے دو غلاموں کو
 آپکے ساتھ کیا کہ مصر میں پہنچا کہ ہر آدمین حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بی بی کو ساتھ لیکر
 واپس روانہ ہوئے اور آپکے مزاج میں خیریت بہت تھی اپنی بی بی کو قافلہ کے ساتھ لیٹانا
 گوارا کیا کہ شاید سواری پر چڑھتے اور تے یا لگتے بیٹھے کسی نامحرم کی نظر اوپر نہ پڑ جائے
 آپ تہنا اپنے بی بی کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور شام کی سید ہی راہ کو چوڑ کر دیا کی کنا سے کی
 راہ اس لحاظ سے کہ ایسا ہوں کوئی فرعون کی طرف کا حکم بھیجا نہ خون کی علت میں گرفتار

قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

یا کجیہ یا اہی چو دی او پکے ہمراہ ایک چتر تہنورجی سہا ب کی دیر لاکر ایک غلام کو اوپر شمعین کیا اور کجیہ کو پکے
 بی انکی ساتھ بہتین دوسرے غلام کو ادنی نگہبان اور انکی برقرار کیا اور آپ اپنی بی بی کی سوانحی ستار
 ہونے چلتے چلتے ایک دن راہ ہول گئے اور کوہ طور کی طرف جانے لگے تھی ہی راہ و ہونڈی پہنکانہ لگا اور
 دن آخر ہو گیا اور ات موادر ہونوی و ہارت جمعہ کی تھی اہارین و لقیعہ کی اور موسیٰ جا چکا تھا اتفاقاً
 کجیان متفرق ہو گئیں دونوں غلام اوکے ہمہ کر عین مشغول ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
 اپنی بی بی کے پاس ایک جگہ پر پہنچ گئے کہ یکایک ایک نبوی کو راہ کی سختی سے درزہ شروع ہوا
 اور صل کی دت ہی پوری ہو چکی تھی تب ایک بی بی نے ایسے یہ حال ظاہر کیا اور کہا کہ اگر کہیں گے
 ملے تو خوب ہی کہنا ہے کہ کام آوے اور روشنی ہی ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غلاموں سے فرمایا کہ
 دیکھو تو کہیں آگ ہی اس جنگل میں ہاتھ لگے غلاموں نے جان طرف وڑ کر آگ کو تلاش کیا کہیں غلام
 آگ کا اور آدمی کا نہ پایا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ اوٹھو آگ کی تلاش کو ایک ایک پہاڑ پر کہ
 ایک سیدھا ہاتھ کی طرف ہٹا کچھ روشنی معلوم ہوئی آپ نے بی بی اور غلاموں سے فرمایا کہ تم عین تھیر و
 کو تھیرا پہاڑ پر روشنی دیکھو ہے وہاں جا کر آگ لے آنا ہوں اور عودیاں کوئی ہو گا تو راستے کا ہی پتا ہو چکا
 آؤ گھاٹا منزل پر پہنچیں یہ کہہ کے آپ چلے گئے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام توب اس مکان گھر
 پہنچے دیکھا کہ آگ نہیں ہے بجلی قدرت الہی کی ہے کہ دور سے مثل آگ کے معلوم ہوئی تھی
 اور حقیقت میں وہ ایک نور ہے بہت بڑا کہ عوج کے درخت کو گہرا کیا عوج ایک درخت ہے عجاب
 درخت کے شاخہ شام کی طرف پہاڑ و بین بہت ہوتا ہے اور وہ درخت جڑ سے چوٹی تک نروازہ
 ہو رہا ہے اور اوس روشنی میں اسقدر چمکے کہ اوپر آنکھ تھیر نہیں سکتی ہے اور گردا گرد اوکے
 آواز فرشتوں کی تسبیح کی آ رہی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام تہا وجود دیکھنے اس چیز کو کہ کہیں
 پہنوس اوس میدان میں سے جم کر کے ایک پولاسا باندہ کے چاناکا اوس نور تشریف لگے جلالیون
 یہہ ارادہ کر کے چون ہی اوسکی نزدیک پہنچا کہ وہ آگ دیکھ کر طرف پلکی گویا چاہتی تھی کہ اوتکو
 جلا دیوے حضرت موسیٰ علیہ السلام یہہ حالت دیکھ کے ڈر کے پیچھے گئے آگ ہی درخت پر مٹ گئی
 یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا جلالیون کا یہہ وہ آگ دور ہی پہنچے تھے سپر کر گئی تہا
 اتفاق ہوا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس ماجری کو دیکھ کے حیران و متحیر ہوئے کہ اس عجاب
 کا خا نہ اہل کتابا دیکھنے لگے کہ یکایک ایک اور نور بڑا اوس بلند ہوا اور زمین آسمان تک سبکو دیز
 کر دیا اور روشنی اوس نور کی میان تک غالب ہوئی کہ حضرت موسیٰ کی آنکھو عین اندھ ہی الگئی کر دیا
 آنکھ دیکھنے سے رہ گئی اور اپنے ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھ لئے اور آواز فرشتوں کی تسبیح کر نیکی بہت
 بلند ہوئی اور حضرت موسیٰ نے اوس وقت اوس آگ سے ایک آواز سنی کہ یا موسیٰ ارقی انا
 ربک فاحکم تعالیک تاکہ یعنی اے موسیٰ میں ہوں پروردگار کا کہ آگ کی مانند بجلی کی ہی میں
 پس جو تیاں اپنے باز سے اوتاڑا لیے اس مکان کی بجلی الہی اور حاضر ہوئی فرشتوں کے نسب سے

کہ اوس بجلی کے خادم میں حکم کعبہ اور بیت الاحرام کا پیدا کیا ہے بہر کلام کہنا شروع ہوا جو چھ ماہوں میں عجم
 کے تیسے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اور ہونوں نے عرض کیا کہ لاہی میں اپنے ہاتھ میں رکھتا ہوں حکم ہوا کہ
 اسکو زمین پر ڈال دے اور ہونوں ڈال دی ہجر در شیکے زمین پر ایک اڑدیا ہو کے دوڑنے لگا حضرت میوہ
 عوم در کے ہاگوشا دھوا کر در ہنوں اور اسکو ہاتھ سے پکڑ لودہی لاہی ہو جاگی بہر حکم ہوا کہ اپنے ہاتھ
 کو بغل میں رکھ کر نکالو اور ہونوں نے ایسا ہی کیا اور نکالا ہتھ اند آفتاب کے روشن ہو گیا کہ نظر اڑو کہ
 روشنی پر بٹیر نہیں سکتی ہتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ہجر دستے اوس آواز کے
 معلوم کیا کہ یہ آواز حق تعالیٰ کی ہے پس لکھو جو ان طرف سے سننا تھا میں اور اپنے جسم سے
 یہی سننا تھا بیان تک کہ ہر جوڑ و بند میکان ہو گیا تھا حاصل کلام یہ کہ بعد و کہلا اوس کر شد کے
 اور تعلیم کرنی توحید کی حقیقت اور عبادت کی آداب کی اور بیان قیامت کی انیکے اور جو ضرورت
 کے لئے تھے تب تعلیم کر کے افرایا اذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّ اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّ اِنَّ
مواہ جاطر فرعون کے بھتیق وہ حدی گز گیا ہے **فتح** ہا جافون
 اوسے سرا دہا یا ہے **مواہ** **تفسیر** اذْهَبْ اِنہ جافون کی طرف اور اوسکی ملاو
 کی باتیں اور اسکو تعلیم کر میناکہ حدی بڑہ جلا ہی فساد کر نہیں بیان تک کہ دعویٰ خدا فی کا کرتا ہے
 اور جب تو اوسکی پاس پہنچے **فصل** اِنہ عزیز **فتح** **مواہ** **تفسیر** اِنہ عزیز **فتح** **مواہ** **تفسیر**
فصل اِنہ عزیز **فتح** **مواہ** **تفسیر** اِنہ عزیز **فتح** **مواہ** **تفسیر** اِنہ عزیز **فتح** **مواہ** **تفسیر**
 تیری سرکشی وغیرہ میں اور میں تیری برائیاں کہہ دینے پر کفایت کر دوں گا کہ اتنے بات سب کچھ بتوں
 اور حکمت الہی کے واقف ہوں ہو سکتی ہے بلکہ میں تجکو بڑے مرتبہ کو پہنچا دوں گا کہ دل کامل اور
 عارف بلند کر دوں گا **واھدیک الہ عزیز** **فتح** **مواہ** **تفسیر** **واھدیک الہ عزیز** **فتح** **مواہ** **تفسیر**
 دکھاؤں تجکو طرف پروردگار تیرے سینے میں **فتح** **مواہ** **تفسیر** **واھدیک الہ عزیز** **فتح** **مواہ** **تفسیر**
 طرف پہنچا دوں گا **مواہ** **تفسیر** **واھدیک الہ عزیز** **فتح** **مواہ** **تفسیر** **واھدیک الہ عزیز** **فتح** **مواہ** **تفسیر**
 رب کی طرف تاکہ پہچان ذہت اور صفات اور افعال پروردگار کی تجکو یقین کی انکے سے حاصل
 ہو بہر تو دہی اور تیرا غضن مر جاوے اور ایسی پوز فنا تجکو حاصل ہو کہ بہر کہی خوف تجکو پہلے نہ مل
 سرکشی کا نہ ہے بموجب اس قول کے **الْفَاكِرُ لَا يَزِدُّ مِيَان** پہنچد باقی رہا حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کا بیان ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون تک پہنچا اور حکم حق تعالیٰ میں ملنا
 کا پہنچا یا فرعون نے اوسکی جواب میں پہلے یہ کہا کہ تو وہ شخص نہیں ہے کہ چھپتے میںے تجکو در
 کیا اور مدتوں تک ہمارے پاس رہا پر وہ کام کر کے تو بیان سے نکلا کہ تو ہی جانتا ہے میںے قبل
 مار ڈالا اور ہماری نعمتوں کی ناشکری کی اب تجکو بھیہ مرتبہ کہنا نے حاصل ہوا کہ میرا مذی و
 مرشد بن کر آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوسکے جواب میں کہا کہ سچ ہے میں وہی شخص ہوں کہ

سلا مین
 قاتول
 بیگزیر
 اینانی

کام چو مجھے ہوا تھا اور وقت میں نادان و ناسمجھ تھا پہ جب میں سے ڈر کے بہا کا اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت و محنت فرمائی اور رتبہ ہدایت و رہنمائی کا عطا کیا اور رسالت و الہی چرکیے طور پر ہمارے پاس بھیجا ہے فرعونؑ کھاب تو نے دعوے سات کا کیا کا اللہ کا بھیجا ہوا ہے اگر ابن عیسیٰؑ سچا ہے تو کوئی دلیل اس پر آئے عجز نبویؐ کا فائدہ الایہ الذلکویٰ پس لکھا فرعون کو وہ معجزہ بڑا یعنی عصا اور یضیاؤں کا قلم ہا پہ دکھائی او کو وہ بڑی نشانی کا موٹا تفسیر فاکر الیہ الخ پہر دکھائی موسیٰ نے فرعون کو ایک نشان بڑی اگر حضرت موسیٰؑ پہر دو نشان تین ایک عصا کا اور دہم ہوا تا تھا اور دوسرا ایک ہاتھ کہ مانند آفتاب گرختن ہوا تا تھا لیکن ایک ہی مجلس میں ایک ہی مطلب ثابت کر نیکیے لیے تین اسلئے دو نو کو ایک ہی نشانی عطا کیا اور ایک وجہ اور یہی ہے کہ یہ یضیا تابع تھا عصا کے ڈالنے کے یعنی جب پہلے عصا کو زمین ڈال دیتے تھے اور وہ اژدہا بن جاتا تھا بلبل میں ڈالنے سے مثل آفتاب کے پکھنے لگتا تھا گویا اہل نشانی وہی عصا تھا اور عصا میں اور یہی معجزے تھے پانی کھینچنے کے وقت موافق گہرا و کنوئیں کے رسی کہ بڑھ جاتا اور اس کی لڑیں ڈول سے بندہ جاتین اژدہا کی مین دونوں شاخیں او کے شعل کی مانند روشن ہو جاتی تھیں اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو وہ کہہ ا ہوا گھبانی کرتا اور اگر کہوین کے پس چوڑا تے تو او کی محافظت کرتا بھیڑی وغیرہ سے بیان تک کہ بعض وقت کہا ہے کہ عصا میں ہزار معجزے تھے دو تو کلام مجید میں مذکور ہیں یضیا دیا کا اور کہ مارنے سے اور ماری ہونا چھوٹو کھا پتھر سے او کے ضرب سے تو نشانی بڑی عصا ہوا نہ یہ یضیا حاصل کلام کا یہ کہ فرعون باوجود کھینچنے ایسے معجزہ دیکھے کہ حضرت موسیٰ کے دعوے ثابت کر نیکیے لے دو گواہ عادل تھے ایسے کہ درازند گانی نبی کا کہنے ہاتھ سے ایسی جسم یعنی لکڑی کہ ہرگز قابلیت زندگی کی نہیں رکھتا تھا یہ ذلیل صیر ہے سہات پر کہ انکے سبک دل مردہ بطریق اولے زندہ ہو گئے اور نفس کی خباثت و برائی کو دور کر کے پاک و صاف کر دیا انکے نزدیک بہت آسان ہے اور جگہ نور الہی کا رنگی ہاتھ میں دلیل ہے ظاہر اس پر کہ انکے ہاتھ سے ساکنان راہ خدا کو انوار تجلیات الہی تک بخوبی ہو سکیگا پہر ہی ہرگز و نامہ دار نہوا لکھا فککن کالہ کا و عجز نبویؐ کا دل و کھنکھ کا کہ کھنکھ فحشہ فساد و فحشا کا نازک الی الخ

پس جیٹلا یا دوزخ فرمائی کہ پہر اوس مجلس سے پہر تیر کر تا ہوا پس جمع کیا اپنی قوم کو پہر دوزخ میں کہ میں پہر درکار بزرگ تھا راہوں کا قلم ہا پہر جیٹلا یا دوزخ ناما پہر جیٹلا پہر ہیر کر تلاش کرتا پہر سب کو جمع کیا پہر بکارا نو کہا میں ہوں رب تھا را سب او پہر ہوں

تفسیر مکتوب الی پہر الخ را کہ حضرت موسیٰ کی رسالت کا اور ناما حق تعالیٰ کا حکم جو حضرت موسیٰ کی زبان سے نچا تھا اور اس قدر نا فرمانی پر کفایت کی بلکہ شواہد کہ ان جلا سٹو پہر کر تلاش کرتا ہوا حضرت موسیٰ کو م کی رسالت کی جیٹلانے کی تدبیر جب دیکھا کہ حاضر و غائب کی دلوغین

۳۰

اور ان معجزوں کو دیکھنے سے حضرت موسیٰ کا صدق و ایمان کا خستہ نہیں جمع کیا جادو گر فاکو حضرت موسیٰ
مقابلے کے لیے اور اپنے ملک کو لوگوں کو اکٹھا کیا اوس مقابلے کو دیکھنے کے لیے کہ یہ کام حلیہ و تدبیر سے بھی ممکن
ہے اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا بہنین فتناؤں پہ بکارا لوگوں کو مقابلے سے پہلے تاکہ اگر جادو گر مقابلے میں ناچار ہو
تو ہی حضرت موسیٰ کا مطالب حاصل نہوے اس حلیہ کے وہ پروردگار کہ جبلی طرف سے ایچ کی گئی
دعویٰ حضرت موسیٰ کرتے ہیں ربوبیت میں تجھے پیست ہی او کم زور اور تابعداری ادنیٰ کی عملی کے
ہوتی خلاف عقل اور شان رعیت کے بہنیں گفت لکھ پہ کہا فرعون نے کہ میں ہوں تمہارا
رب سب سے اوپر اور اگر بالفرض کوئی رب دوسرا جان میں ہوگا جیسے وہ شخص جسے مصلحت کو بطریق
ایچ کی گئی کے میرے پس بھی ہے تو مرتبہ میں مجھے کم ہوگا تو بے اگر اپنی رسالت ہی ثابت کرے
تو ہی قابل اسکے بہنیں کروا سکے تابعداری کرے اور اپنی ربوبیت باطلہ کو حضرت رب العالمین کی
ربوبیت پر یون ہی فوقیت دیتا تھا کہ حق تعالیٰ کی ربوبیت نظر سے تائب و عقل میں بہنیں ات
اور میری ربوبیت ظاہر ہی کہ تم سب کہتے ہو اور یہ بھی ہی کہ ایچی حق تعالیٰ کا موسیٰ اپنے کوتاہانہ
پسے ایچی کی طوطی طرح طور کہتا بھی بہنیں نمونے کے گلن ماہتہ بین میں اور خزائن اور
شکر ساہتہ ہے تو اوسکی ایچی گر عین نقصان ہوا اور دو کے نقصان کے اوس کے بادشاہ کا نقصان
کہ جبکہ طرف سی آیا ہے سمجھا گیا بس ایسی خطبات یہ فاتحہ دُللہ الخۃ عزیزیۃ فاتحہ
اللہ نکال الآخرة والاولیٰ فان فی ذلک لعبرة لمن یخشیہ پس گرفتار کیا اوس کو خدا تعالیٰ
نے عذاب آخرتہ اور دنیا میں تحقیق اس خبر میں نصیحت ہے اوس کے لیے کہ ڈرے ۛ فتح ۛ
پہر کڑا اوسکو اللہ نے سزا میں پھیلے کی اوس کے کی بنیاک سین سوچ کی جگہ سے جکڑو رہے ۛ مو ۛ
تفسیر فاتحہ الہام پہر کڑا اوسکو اللہ نے عذاب پہلے اور کلے میں یعنی دنیا میں یا میں ہو کر
رسوا کیا اور آخرت کو دو زمین ڈالیکا جطلم اور جگہ فرعون اور اوس کے لشکر محقق فرمایا ہے کہ
و یوم نقوم الساعة الذی ادخلوا فی فرعون انشد العزیز الدنیا کا غلبہ مقدم ہے تو پہر کا مؤخر لیکن آج عذاب
اس لیے پہلے ذکر فرمایا کہ مقصود حملی وہی ہے اور بیان کا عذاب وسیلہ و سکا ہے اور یہ بھی ہے کہ اوس
عذاب دائمی ہے اور ہزاروں حصہ سخت ہی میان کے عذاب سے اس لیے پہلے ذکر کرنا عذاب آخرت کا
اولیٰ ہوا اور دنیا پر چند کردار الحجاز بہنیں ہے لیکن ایسے فرعون اور شریعت کو بیان سزا دینی بات
اور نکی عبرت کی ہے جیسکہ فرما ید ان فی ذلک اخذت لکم سورۃ کی جگہ ہے اوسکو جو حق تعالیٰ
سے ڈرتا ہے کسی دھونے پہلے وجہ یہ ہے کہ گھر ہی کے بیٹرو اوسکی تدبیر پیش میں نہنیں سکتی اور
ایک ایک وقت اوسکا کیا بباد ہو جاتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنی علیسی کی صفت سے
بد ذات کو کچھ ڈھیل دیتا ہے لیکن جمل بہنیں چھوڑتا ایک نہ ایک دن سزا قرار واقعی دیتا ہے
تیسری وجہ یہ ہے کہ معجز و نجا دیکھنا اوس شخص مفید ہوتا ہے کہ کفر کی جڑ اوسکی لین جنم کر
بیاد اور اسکے ریشہ پیلن گئے ہوں والا ہر معجزہ کو کسی کد وحیلہ سے دفع کر دینا اور دلیل رحمت

۱۲
 عبدالمین
 یکم و پنجم
 در سن ۱۰۰
 قیامت بود
 که تمام بود
 که او در سن

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوج کے سامنے ذکر قیامت کا کرنے اور فرماتے کہ اعلان کیا اور
 کس و بدو کے لیے روضہ ہے اور متیقنوں کے لیے جنت نکالنا ہے تو کار پر پہنچنے لگے کہ یہ سب
 قیامت کو ہو گا یہ بتاؤ کہ قیامت کب ہوگی اور اس کے آئینہ کا کونسا وقت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے یہو
 سوال پر تعجب نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا **لَا تَأْتِيكَ إِلَّا بَئِذَا نَدْعُ إِلَهُكُمُ الَّذِي يَوْمُنَا وَنَحْنُ أَشَدُّ**
نَذِيرًا یعنی رو کا نفس کو اس کی خوشی سے اور نہ اعتماد کیا زندگانی دنیا
 ستاع یہ اور اس کی ذرق برق پر اور نہ مغرور ہوا اس کی زینت و تزیین سے جان کر کہ یہ سب فانی ہے
 اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بڑی ڈرائی چیز کہ ڈنٹا ہون میں اپنی امت پر اور
 اور طول امل ہی ایسے ہوا پس رو کہتی ہی حق سے اور ایسے طول امل جس میں ہلاکتی ہے آخرۃ کو
 انتہی اور کہا کسی بزرگ نے کہ ہوا عمارت میرا تہ تو نے جو مذکور میں قرآن مجید میں
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا اور اللہ تعالیٰ نے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے
 نے دو در و درین جس کے لیے **لَا تَأْتِيكَ إِلَّا بَئِذَا نَدْعُ إِلَهُكُمُ الَّذِي يَوْمُنَا وَنَحْنُ أَشَدُّ نَذِيرًا**
 آیت میں اس روق کے مذکور ہے پس ہوا جامع ہے تمام شہوات کو پس جو کہ چھوٹا ہو ہے بلاشبہ چھوٹا نام
 قیود و خرابیوں سے کہا سہل حملہ لے کر نہیں سالم کہتے ہوا اسے سواے انبیاء اور بعض معدودے کو
 اور سالم رہتا ہے ہو ہے وہی کہ لازم کرنا ہے اپنے نفس پر اور کہ **رُوحٌ طَيِّبٌ يَنْزِلُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ**
وَيُخَوِّضُهُمْ فِي مَقَامٍ مَعْلُومٍ میں تجھے قیامت سے کہ کب ہو کا تحقق ہو سکا کہ **فَلَمَّا جَاءَ يَوْمَ يَكُونُ**
لِلنَّفْسِ أَهْلٌ مِّنْ نَّفْسٍ ہو کہ **نَفْسٍ** میں تجھے قیامت کے آئینہ کا
 کب ہو گا برابر کرنا اس قیامت کا اور کونسی وقت ہوگی حال ان کے یہ سوال اور کا محض یہاں ہے
 کیونکہ آئندہ کی باتیں بتانا کچھ تیرا کام نہیں کہ تجھے اس قسم کی باتیں پر غور ہی نہیں تو سمجھنا
 اور مالون و حبیبون اور فال و مکیہنی والون اور کاسو لکنا کام ہے تیرا کام تو کہ اللہ تعالیٰ نے
 کا ہے اور درو دنیا اللہ کے عذابوں سے بغیر یقین وقت کے کہ **فَلَمَّا جَاءَ يَوْمَ يَكُونُ**
لِلنَّفْسِ أَهْلٌ مِّنْ نَّفْسٍ ہو کہ **نَفْسٍ** میں تجھے قیامت کے آئینہ کا
 اس کے مذکور سے تیرے ب کی طرف ہے پہنچ اس کی **مَوْجِدٌ نَفْسٍ** کی باتیں
 ہے اس قیامت کا وقت بیان کر تین کیونکہ دنیا اولیا درو گاہے کا ہے ان کی بات کے وقت کو
 بیان کر دیتے ہیں تو محض اس لیے کہ جب وہ بات اوس وقت ہو جاتی ہے تو لوگوں کو ان کی نبوت و ولایت
 عقدا و آجاتا ہے اور اس نے اللہ کی راہ کی تہ میں اور عبادت پان میں جیسے ظاہری و باطنی
 وقت بطور تہذیب اللہ کے مریض کے تغیرت فرامی آئندہ کو بتا دیتے ہیں اس لیے کہ اس وقت کہ
 غمور میں آئینے بعد از ان کی عبادت پر عقدا و آجاتا ہے اور مخلوق اسے علاج کر دوا میں والا ان کی
 بات بیان کر دینی نہ شہ و نبوت و ولایت کی ہے نہ عبادت کی یہی بعد کا کام ہے اور ان کے اس طرح

لے ہوئی
 ہزار کی آواز
 جینے اور
 مال و مال
 جی کر دینے
 کی گئی اپنی
 لوگوں کے
 جی کر دینے
 نفس کی کہ
 بیان ہیں
 اور
 خواہش
 گئے
 مونس
 چاہی کہ
 اوکے
 ایسا
 چاہی کہ
 سب
 اس کے
 سب
 غنا
 حاس
 شہ
 نبوت

اور ان کے اس طرح

حضرت پر جو آگے مذکور ہوتا ہے منافق آپ کے منصب کے نہیں ہے بلکہ عین غایت و حققت کی راہ ہے جب یہ قاعدہ جان لیا تو اب سمجھا جائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک در مسجد الحرام میں کھڑے تھے اور آپ کے پاس عمدہ اور سردار تشریف کے مانند عتہ اور ربیعہ بیٹے شیبہ اور ابوہل بن شام اور حضرت عباس بن عبدالمطلب اور اورشہو کے بیٹے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکو بین اسلام کی خوبی اور کفرت پرستی کی بالی سمجھاتے تھے اور کمال توجہ سے انکی ساتھ باتوں میں لگاتے کہ اتنے میں ایک اندام یعنی عبداللہ بن شریح بن مالک بن ربیعہ زہری کو انکو ابن ام مکتوم بھی کہتے تھے اسلئے کہ مکتوم اندام ہے کو کہتے ہیں اور انکی ماں کو ام مکتوم کہا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھے اور آپ اسوقت کے تھے انکے ناخوش ہوئے اور جاننا کہ یہ نامینا ہے مجلس کا ٹک نہ لگے جائیگا نہیں ملے محل بموقع کلام اور پائین بات کر بیٹھیکا اور یہ جو میں ان سردار و سب باتیں کر رہا ہوں اور دعوت اسلام کی کتابوں انعام رہ جاوے گی آخر اس میں نامینا ہے کچھ مجلس کے ہیں میں کا خیال کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا اور کہنے لگا کہ مجھ کو کلام اللہ کی فلاحی کوفہ سکھلاؤ اور میری طرف توجہ فرماؤ کہ میں بغیر ہر کے بیسی شقت سے پوچھتا پوچھتا آپ تک آیا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سردار و سب کی خاطر کچھ جواب دیا اور فرمایا کہ ٹھہر وہ نامینا تو میری دیر تو تھی اب اور اسطرح سے کہنے لگا یہاں تک کہ کسی باہر یہ مقدمہ سی طور سے ہو آخر اسکی اسحکمت بجا کے سبب کہ ان سرداروں کی شمشک کہایت تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین جبین ہوئے اور چہرہ مبارک پر ناخوشی کے نظر آئے لگے اور اپنا منہ اس نامینا کی طرف سے ہٹا کر ان سرداروں کی طرف متوجہ ہوئے لیس اس عالمین یہ سوتہ نازل ہوئی اور اس معاملہ پر سخت خشکی اتری اور روایت کیا گیا ہے کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کی زبان سے سنستے تھے وہ ان دونوں نام مبارک پکا خوف سے زرد ہو ہو جاتا تھا یہاں تک کہ جب کلاہ کا نڈر لگا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کی زبان سے سنا تو خوش ہوئے اور خوف دل سے کم ہوا اور نام مبارک کے پڑنے پر آیا اور سمجھے کہ یہ خشکی قطع البصوت کے لیے ہے مہربانی و غایت کی راہ سے کچھ غضب کی راہ سے نہیں ہے بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نامینا کے کہہ کر جو مایوس ہو کر چلا گیا تھا تشریف فرما ہوئے اور غدر کیا اور اسکو ہمراہ لیکر دولت خانہ کو تشریف لائے اور اپنے چار مبارک چہرہ مبارک اوپر اسکو بیٹھا یہ چہرہ کہی وہ نامینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتا تو آپ اسکی نہایت خاطر داری کرتے اور فرماتے مریخیہ کنی غالیہ کنی اور جب آپ اس نامینا کو کہتے تو فرماتے کہ مجھ کو کچھ حاجت و کام ہو تو کہہ اور آپ دوبار اس نامینا کو مدینہ منورہ میں امام اپنے قائم مقام کو کہ سفر کو تشریف فرما ہوئے ہیں اور میں نے ایک عجب حال اور سخا نقل کیا ہے کہ میں نے قادیسہ کرانی میں اس نامینا کو دیکھا کہ زہرہ پہنے ہوئے اور تازی گوڑے پر سوار اور سیاہ نشان اکی ایک ہے اور کافروں پر حملہ کرتے ہیں اور یہی روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اس

صلی اللہ علیہ
تقریباً
نفس کا بڑا
دستور عادی
پیش کر رہا
ہو رہا
۱۱

فصل کے کسی فیض سے چین، چین، چین ہوئے اور کسی دولت مند کی خوش آمد نہیں کی اور اس مقام پر مفسر کو اس غلطی کے بدترین بڑا اشکال ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں کوئی ایسی بات کہ تو اعدا شرعیہ کے خلاف ہو عمل میں نہیں آئی پہلے اور یہ ہر جگہ غلطی کیونکہ فرامی السلیعہ کے شرع کا قاعدہ ہے کہ عام نفع مقدم ہے خاص نفع پر پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کو جو اون سرور اون کو کر کے ہے قرآن سکھانے پر اون نے دنیا کے اسیلے مقدم رکھا کہ اونکے اسلام لائین تو قہر سا کہ اہل کیسے اسلام کی رہی کہ انکے اعلیٰ ذوق ملک پر اور تعلیم کر نہیں قرآن کے سوتونکے اون دنیا کو خاص و سبکو فائدہ پہنچا دوسرے یہ کہ اسلام کی دعوت مقدم ہے قرآن سکھانے کیونکہ وہ اہل ہے اور یہ فرع اور فقہاء کے نزدیک یہ بات ہر جگہ چلی ہے کہ اگر کوئی شخص اگر کچھ کہ مجھ کو اسلام تعلیم کر دے اور دوسرا شخص دسیوت کہی کہ مجھ کو قرآن پڑھایا کچھ ارشاد وضاحت کی خوش کرے تو اون وقت اسلام کی تلقین کو مقدم کرنا چاہیے کہ سبک دیکر نہیں پڑھنا قصاص اور بالوقین دیکر نیکی نسبت اور دنیا و دنیا پر نہیں ہذا کہ حضرت کی ترش روی دیکھ کر اسکو رنج ہوتا اور ان سے ہونے علاوہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہ جناب الہی میں اس فعل کا ناپسند ہونا ہی معلوم نہ تھا اسیلے کہ ممانعت اس وقت تک اس کو قلعے نازل نہیں ہوئی تھی پس ابتدا ہے ہی میں اس قدر غلطی کا کیا عمل تھا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ شیعہ پاکیزہ قیاس اور دلیل پر کہ چرمانہ و نشتن شیر و سیر ہر جگہ کہ وہ دنیا چہرہ مبارک کے تفسیر کو نہ کیا تھا لیکن اور لوگ تو دیکھتے تھے اور غنی کی خاطر دارمی اور فقہاء کی طرف سے بے پروائی دریافت کرتے تھے حق تھا اس نے اپنے محبوب کے حق میں اتنے توہم کو یہی پسند کرنا اور چاہا کہ اٹھا ہر باطن میں یہ چوکیا میری رضامندی و موافقت میں مصروف رہے اور ہرگز کہیں کہ یہ محبوب کی طرف یا کی تہمت کا گمان بھی نہ ہے اور یہ یہی ہے کہ اون دنیا کو فائدہ ہوا امر لیشینی تھا اور اون سرور و نفا فائدہ اوٹھا نہ دعوت اسلام سے پہلے فائدہ اوٹھا نہ شہر والو کا اونکی پیروی سے ایک خیالی بات تھی اور وہی بات کو ترجیح دینی خوب نہیں اور کدہ اس بات کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چیزات گناہ اور خلاف شرع ہونیکا لگاؤ یہی نہیں رکھتی تھی لیکن مجھ کے فقط گناہ سے بچنے پر اتنا نہیں کرتے ہیں بلکہ اونے خلق باخلق الہی چاہتے ہیں جیسے شفیق باپ اگر کوئی بات اپنے فرزند دے دے حل اپنے وضع اور آئین کے دیکھتا ہے گو کہ وہ مشرور اور اچھی ہو غصہ کرتا ہے جیسے بادشاہ اپنے فرزند دے دے لیکن نہیں چاہتے کہ صلی اور دنا تھوکی طرح مسجد و عین متعکف ہوں یا گونہ گری اختیار کریں اور ایسی ہی شائخ و صلی و نہیں چاہتے کہ جاری اولاد سپاہیوں اور نوکری مینوکی مانند تلاش معاش میں مشغول ہوں گو کہ وجہ حلال سے ہو و علی مذالقیاس پس یہ خطا بے عتاب کچھ گناہ و تقصیر نہیں ہے کہ وجہ اسکی یہ گناہی کی صورتیں مشکل ہو جائے مگر تو اس سے ہے جیسے والدین کی تربیت اپنے فرزند و لگو ہوتی ہے نہ جاو کی خطا ہے اور وجہ اسکی نام ہوئی

عین
میں اپنے
پڑا ہوا
سردار لکھ
میں اپنے

مگر فعل غائب کو فاعل سے خالی لائی تاکہ صریح نسبت اس فعل کی اوس محبوب کی طرف ہو کر
ہو یا یوں ارشاد ہوتا رہے کہ تیری جڑ مائی ایک تیری جڑ مائی لینے اور موند موند اور ایک موند موند
اور اگر خدا کا لفظ فرماتے تو اوس فعل کی نسبت صریح اوس محبوب کی طرف بھی جاتی اور یہ کمال
رحمت و شفقت کے خلاف ہے پس عین شکایت و عقاب میں لفظ محبت کے مرتب کی رعایت کی جاتی
جالتے ہیں وہ مضمون کا حکم اذہب کے تعلیم شکل ہے کیونکہ وہ فقط اگر نیک محتاج ہے کہہا تو بڑھ سکتا
نہیں پس عند حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسکو سے ارشاد ہوا کرتے ہیں نایابا کو کم مقدار ہوا اور کسی
تعلیم سے موند بہر ایا حال انکھو سچا انداز میں موجب موند بہر نیک نہیں ہے بلکہ دل کا انداز میں موجب
اوس موند بہر نیک ہے اور وہ امیر فیصل کے اندہ ہے جس کو لائق تھا کہ اوسے موند بہر ملے ہیں
انکو کھانڈے سے کہیں یہ انداز نامہ دیکھا موند **عزیزی** و **مکمل** لکھ دیکھو **آؤ**
یہ کہ فتقہ اللہ لکھ دیکھو اور کس چیز نے خدا کا کیا تجلوی نامہ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ
اوسکو وہ نصیحت سنیں **فیتہ** اور تجلوی کیا خبر ہے نامہ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ
تفسیر و مکمل و لکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ
ایسا صاف ہو جاوے کہ جو انکھو الے موند بہر اور کفیفہ نہیں دیکھتے ہیں نوہ دیکھیں سیکھو و نقد اسے
عالم کا بن جاوے اور وہ ایک نامہ ہزاروں حکموں سے بہتر ہو جاوے جیسا کہ لکھا گیا ہے **فیتہ**
کوری خاص چشم بنائے کہ جیسے زخا آفتاب ہم سہی ہے ناؤ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ
قبول کرے اگر یہ حقیقت قافیہ کے مرتبہ کو نہ پہنچے لیکن قرآن کے معنی اور اور وہی اوسکے اوسکے
والمیں ایسے قائم ہو جاوے کہ وہ دوسو و سہین نہیں آویجا پس نفع دے اوسکو یہ نصیحت کرنا
کہ اوسکے سبب سے مدد و مدد متعین دین کی حاصل کرے اور سر پہنچا نوالی چیزوں سے بچے اور سر پہنچا
مسکوموں سے بہتر ہو جاوے اور عالم باقی بن جاوے سیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ دیکھ
ولی خدا کشف و عرفان کا حاصل ہوا اور حاصل ہوا ایک شت کا مخصوص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اور اور احوال دیکھنے والو کو اوسکے عینی معلوم تھا تو اس مضمون کو کھلے اوسے کہ ولایت شک پر کرنا
ارشاد فرمایا لیکن اوس نایاب کے کمال ثنوت اور کثرت حرص سے فیض حاصل کرنے پر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اور سب اوسکی تلاوت پر قرآن کی اور امل کرینے اوسکے مضمون
استدراغین تھا کہ آخر کچھ ہو رہا اور دونوں مرتبوں سے مطلق محروم نہ رہا اور کثافت والا
کھلے اوسکے مدلول سے متبہ ہو کر اپنے تغیر میں بطور سؤل کے لایا ہے کہ پاک موند بہر زیادہ کو نصیحت
تو تمہے اور جواب لکھا ہے کہ پاک ہونا عبارت ہی یہ چیز کا ہی اور گناہوں کے بچنے سے اور نفع کرنا
نصیحت کا عبارت ہے طاعت و بندگی کے کاہنوں کے اوسکے سبب ثواب حاصل ہونے کی امید ہے
ثواب منفعت دایم ہے **عزیزی** و **مکمل** لکھ دیکھو **آؤ** ایہہ جو ملے پر
تو رہا ہے پس تو اوسکی طرف توجہ کرتا ہے **فیتہ** وہ جو ہر دامن کرنا تو اوسکے فکر میں ہے

۱۰ **موہ نقسیر** جو شخص بے پروائے کرتا ہے تیرے ارشاد سے بلکہ تیری راہ سے اور سچے مال کاہ
 ریجہہ ماہے پس تو اس کے دہانت کے لیے تصدیق کرتا ہے اور شوقین شاگرد و سنی موہنہ موہتا ہے پس
 خیال پر کہے برو کو غالب اور شوقین اس راہ کا کرنا چاہیے اور اس کے حال پر مستی مونا چاہیے اور
 شوقین غالب کو اس کا شوق ہی راہ بریں سے آخر مطلب کو پہنچ رہیگا ۱۱ **عزیزی و مکا**
علیت کا کیونکہ ۱۲ اور زبان نہیں ہے تجرہ پس کہ پاک ہووے ۱۳ **فتحہ** اور تجرہ گناہ
 نہیں کہ وہ نہیں سنو تا ۱۴ **موہ نقسیر** اور تجرہ آلاہنا نہیں سہانت کا کہ وہ بے پروا نک
 ہو کیونکہ تیرا کام تو کام الہی پہنچا دینے کا ہے اور تربیت مستعدان شوقین کی کرنا اور وہ بے پروا نک
 قبول اور ناقبل کر لیکر صورتیں تجکو حاصل ہے ۱۵ **عزیزی** ۱۶ **واما من جاءک لیسعی و هو**
یجھنی ۱۷ **فانت عنه نکلی** اور ایسے جو کوئی آوے پاس تیرے و ڈرنا اور وہ اپنے خدائے ڈرنا ہے
 پس تو اسے غفلت کرتا ہے ۱۸ **فتحہ** اور وہ جو آیا تیرے پس دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے سو تو
 اس کے تداخل کرتا ہے ۱۹ **موہ نقسیر** ۲۰ **واما انہ** اور مقرر جو شخص کرتی ہے پس دوڑتا ہے
 سخت اور ہٹا کر جیسے وہ مینا کہ ہاتھ بکرتیو آلاہی نہیں رکھتا ہوا چاہا ہو کرین کہا ہوا آخرت
 صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچا ہوا اور وہ ڈرتا ہے اول تو خدا تعالیٰ سے تاکر اسکی مرضات
 سے دور نہ جاوے اور نہیات میں مبتلا ہو جاوے اور کسی خوف سے شوق ہو تا ہے اسکو طلب علم کا
 اور تیرے صحبت میں حاضر ہو گیا پیراہین کا فرو کی ایذا سے ڈرتا ہے کہ سبادا حضرت صلی
 علیہ وسلم کے پاس جانیے اس کے مطلع ہو جاوین اور ایذا دین چہر گئے اور ہو کرین کہا تھے ۲۱
فانت ۲۲ **اکوہر تو اس** موہنہ پرا کر اور وکی طرف مشغول ہو جاتا ہے اور اسکی طرف متوجہ نہیں
 ہوتا کہ فائدہ کلی اسی باتیں دیکھتا ہے تو کہنے پر وادان اور ہٹا گئے والو کو تا بعد ار کرے اور راہ
 بر لوی اور شتا قون اور سچے طالب کو تا غیر سے کمال شوق میں مضطرب کہے ۲۳ **عزیزی**
کلا انھانک لکوة من سنا ذکرہ ۲۴ نہ تحقیق یہ آئین قرآن کی نصیحت ہیں پس جو کوئی چاہے
 یاد کرے قرآن کو ۲۵ **فتحہ** ۲۶ یون نہیں یہ تو سمجھتی ہے پیر جو کوئی چاہے یاد کرے اسکو ۲۷
موہ نقسیر ۲۸ **کلا انھ** بعد اسکے ایسا کر کیونکہ بلاشبہ یہ آیت قرآن خدا کے اولو کے ناموں
 اور صفیوں اور افعال اور کام اور اسکے جزاؤں کے یاد کر کے واسطے ہیں تاکہ لوگوں کو معرفت اور
 عبادت اور محبت اور خوف ورجائی کمال سجاد اور اللہ کی راہ پر چلنا اختیار کریں اور بائین چاہو
 اور التی اور زاری مفید نہیں بلکہ اختیار لکا اور رغبت طبعیت کی درکار ہے **فمن** ۲۹ **انہ** پیر جو
 کو خوش صادق رکھتا ہی ہے اس قرآن کو کہ حقیقت میں ذکر اللہ ہے اور ذکر الہی بغیر
 رغبت کے اور صدق ارادت کے مفید نہیں اور یہ کلام الہی عجب نعمت ہے حضرت الہم حضرت
 صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **لعلی اللہ یعبادہ فی کلامہ و لکھم کابصر** ۳۰
 اور اگر کسی دلیمن یہ خطہ کہے کہ عہدہ اور سر دار جو کسی کتاب کا یا شمار کا شوق کہتے ہیں تو اسکو خوش

۱۰ **موہ نقسیر** جو شخص بے پروائے کرتا ہے تیرے ارشاد سے بلکہ تیری راہ سے اور سچے مال کاہ
 ریجہہ ماہے پس تو اس کے دہانت کے لیے تصدیق کرتا ہے اور شوقین شاگرد و سنی موہنہ موہتا ہے پس
 خیال پر کہے برو کو غالب اور شوقین اس راہ کا کرنا چاہیے اور اس کے حال پر مستی مونا چاہیے اور
 شوقین غالب کو اس کا شوق ہی راہ بریں سے آخر مطلب کو پہنچ رہیگا ۱۱ **عزیزی و مکا**
علیت کا کیونکہ ۱۲ اور زبان نہیں ہے تجرہ پس کہ پاک ہووے ۱۳ **فتحہ** اور تجرہ گناہ
 نہیں کہ وہ نہیں سنو تا ۱۴ **موہ نقسیر** اور تجرہ آلاہنا نہیں سہانت کا کہ وہ بے پروا نک
 ہو کیونکہ تیرا کام تو کام الہی پہنچا دینے کا ہے اور تربیت مستعدان شوقین کی کرنا اور وہ بے پروا نک
 قبول اور ناقبل کر لیکر صورتیں تجکو حاصل ہے ۱۵ **عزیزی** ۱۶ **واما من جاءک لیسعی و هو**
یجھنی ۱۷ **فانت عنه نکلی** اور ایسے جو کوئی آوے پاس تیرے و ڈرنا اور وہ اپنے خدائے ڈرنا ہے
 پس تو اسے غفلت کرتا ہے ۱۸ **فتحہ** اور وہ جو آیا تیرے پس دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے سو تو
 اس کے تداخل کرتا ہے ۱۹ **موہ نقسیر** ۲۰ **واما انہ** اور مقرر جو شخص کرتی ہے پس دوڑتا ہے
 سخت اور ہٹا کر جیسے وہ مینا کہ ہاتھ بکرتیو آلاہی نہیں رکھتا ہوا چاہا ہو کرین کہا ہوا آخرت
 صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچا ہوا اور وہ ڈرتا ہے اول تو خدا تعالیٰ سے تاکر اسکی مرضات
 سے دور نہ جاوے اور نہیات میں مبتلا ہو جاوے اور کسی خوف سے شوق ہو تا ہے اسکو طلب علم کا
 اور تیرے صحبت میں حاضر ہو گیا پیراہین کا فرو کی ایذا سے ڈرتا ہے کہ سبادا حضرت صلی
 علیہ وسلم کے پاس جانیے اس کے مطلع ہو جاوین اور ایذا دین چہر گئے اور ہو کرین کہا تھے ۲۱
فانت ۲۲ **اکوہر تو اس** موہنہ پرا کر اور وکی طرف مشغول ہو جاتا ہے اور اسکی طرف متوجہ نہیں
 ہوتا کہ فائدہ کلی اسی باتیں دیکھتا ہے تو کہنے پر وادان اور ہٹا گئے والو کو تا بعد ار کرے اور راہ
 بر لوی اور شتا قون اور سچے طالب کو تا غیر سے کمال شوق میں مضطرب کہے ۲۳ **عزیزی**
کلا انھانک لکوة من سنا ذکرہ ۲۴ نہ تحقیق یہ آئین قرآن کی نصیحت ہیں پس جو کوئی چاہے
 یاد کرے قرآن کو ۲۵ **فتحہ** ۲۶ یون نہیں یہ تو سمجھتی ہے پیر جو کوئی چاہے یاد کرے اسکو ۲۷
موہ نقسیر ۲۸ **کلا انھ** بعد اسکے ایسا کر کیونکہ بلاشبہ یہ آیت قرآن خدا کے اولو کے ناموں
 اور صفیوں اور افعال اور کام اور اسکے جزاؤں کے یاد کر کے واسطے ہیں تاکہ لوگوں کو معرفت اور
 عبادت اور محبت اور خوف ورجائی کمال سجاد اور اللہ کی راہ پر چلنا اختیار کریں اور بائین چاہو
 اور التی اور زاری مفید نہیں بلکہ اختیار لکا اور رغبت طبعیت کی درکار ہے **فمن** ۲۹ **انہ** پیر جو
 کو خوش صادق رکھتا ہی ہے اس قرآن کو کہ حقیقت میں ذکر اللہ ہے اور ذکر الہی بغیر
 رغبت کے اور صدق ارادت کے مفید نہیں اور یہ کلام الہی عجب نعمت ہے حضرت الہم حضرت
 صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **لعلی اللہ یعبادہ فی کلامہ و لکھم کابصر** ۳۰
 اور اگر کسی دلیمن یہ خطہ کہے کہ عہدہ اور سر دار جو کسی کتاب کا یا شمار کا شوق کہتے ہیں تو اسکو خوش

لکھو اگر مری توقیر سے حمد و توہین کہتے ہیں اور مل جیرو پر کہتے اور بری قدر و عزت او کی کرتے ہیں
 اس قرآن شریف کی کوئی ہی ایسی قدر نہیں کرتا تو اس کے جواہر میں یہ کھا جاوے گا اور عزت ان
 چیزوں میں نہیں جتنے ذکر کیں بلکہ جہاں سے یہ قرآن ایسے زمین والوں کے پاس دیکھا جاسے کہ وہ ان
 کا کچھ دوسری عزت ہے فی صحیفہ مکرّمہ الحمد للہ عزّیّ فی صحیفہ مکرّمہ لا مرقوعہ
 مطہرہ یا بیکسی سفرہ کچھ اور بیکسی کچھ آیتیں قرآن کی لکھی ہیں بیچ در تون بزرگ
 بلند قدر پاک کیے گئے ہیں یا تہہ لکھنے والوں بزرگ من نیک کردار کے یعنی فرشتے اور سکول معبود
 نقل کرتے ہیں کہ فتحہ لکھ آداب کے در توہین دینے دہرے سترے یا توہین لکھنے والوں کے
 جو سوار ہیں کہ موصوفہ فی التفسیر فی الہ یعنی آیتیں قرآن کی لکھی گئیں ہیں عزت کے در توہین
 کہ حق تعالیٰ سننے والا وہی عزت بری کی ہے موصوفہ یعنی وہ صحیفہ اونچے دہرے ہیں بیت اللہ
 کہ وہ ایک سجدہ کیا ہے آسان دنیا میں اور قرآن مجید کو اول لوح محفوظ سے نقل کروا کے اس مقام میں
 پہنچایا اور اسے پہلے پہلے اور تہہ مطہرہ پاک کے گئے ہیں تمام آدھ گویوں اور پید یوں سے
 اگر دنیا کے سردار و امیر اس قرآن کی آیتوں کو اپنے ملائی کا غدو پتر لکھو ان تو ہرگز اس خوبی سے
 کو نہ پہنچا اور اگر رطلوں پر اور عند و توحین کہیں تو اس بلند ہی اور اس مرتبے کو نہ پاس کیا اور اگر
 عطر لینگے اور نجاستوں سے پاک کرینگے تو ہی اس پاکیزگی کو نہ پہنچا ہرگز یا تہہ کسی لکھنے کا اور
 نہیں پہنچا بلکہ وہ ورق یا بیکسی سفرہ سوئے گئے ہیں یا توہین لکھنے والوں کے کچھ اور بیکسی
 کہ بری قدر والے اور نیک کار ہیں کہ کہی سو اگر م اور نیک کے اوسنے ظہور میں نہیں آتا اور نیک
 لکھنے والے انہوں اور نجاست فانی میں آلودہ میں اگر یہ ظاہر اپنا آ رہے کریں اس سے کیا حاصل ہو
 قرآن کے حق میں دنیا والوں کی رغبت اور دامنہ و غلبہ عزت اور قدر کی توقع کہی محض سچا ہے
 بلکہ وہ تمدن قدر کی جا میں تو عنایت ہے کیوں کہ آدمی بالطبع کفر ان نعمت پر مجبور ہے کہ عزت
 قتل انسان ما لکھہ من حیث خلقہ من نطفہ خلقہ فقد مرہ فی السبیل کیشہ
 لعنت کی گئی آدمی کو کیا بلا ناشر ہے خدا نے کس چیز سے پیدا کیا او کو لطف کی بوند سے پیدا کیا او کو
 پس اندازہ معین کیا او کو پھر لطف کی آسان کی او کو کہ فتحہ مارا جاسیو آدمی کی ناشار
 کس چیز سے بنایا او کو بوند ہی کی سے پیدا کیا او کو پھر اندازہ کیا او کو پھر آسان کردی او کو
 کہ موصوفہ فی التفسیر فی الہ مارا جاسیو آدمی کی ناشار ہے کہ جسے اس کلام علیہ السلام
 او کو نواز ہے اور طرح طرح کے ارشاد و بدایتیں آسمان فرامی ہیں میں جاننا اور اس کے حقوق
 اور انہیں کرتا اور اہل جاہ پر اپنے مفروضے پر داموتا ہے بلکہ اپنے صلی کی خبر نہیں رکھتا کہ کیا جتا
 حق آ کر ہے الہ کس چیز سے پیدا کیا ہے او کو اور اگر انسان حیل کے سبب اس سوال کا
 جواب نہ دے تو ہم کہہ دیتے ہیں من نطفہ خلقہ لطف کی بوند سے پیدا کیا ہے او کو ایک پیٹیا
 راہ سے نکلا اور دوسرے پیٹیا کی راہ میں گیا اور لہو اور نجاستوں کے ساتھ ملکر ایک گوشت کا گمراہ

کچھ اور بیکسی سفرہ کچھ اور بیکسی کچھ آیتیں قرآن کی لکھی ہیں بیچ در تون بزرگ بلند قدر پاک کیے گئے ہیں یا تہہ لکھنے والوں بزرگ من نیک کردار کے یعنی فرشتے اور سکول معبود نقل کرتے ہیں کہ فتحہ لکھ آداب کے در توہین دینے دہرے سترے یا توہین لکھنے والوں کے جو سوار ہیں کہ موصوفہ فی التفسیر فی الہ یعنی آیتیں قرآن کی لکھی گئیں ہیں عزت کے در توہین کہ حق تعالیٰ سننے والا وہی عزت بری کی ہے موصوفہ یعنی وہ صحیفہ اونچے دہرے ہیں بیت اللہ کہ وہ ایک سجدہ کیا ہے آسان دنیا میں اور قرآن مجید کو اول لوح محفوظ سے نقل کروا کے اس مقام میں پہنچایا اور اسے پہلے پہلے اور تہہ مطہرہ پاک کے گئے ہیں تمام آدھ گویوں اور پید یوں سے اگر دنیا کے سردار و امیر اس قرآن کی آیتوں کو اپنے ملائی کا غدو پتر لکھو ان تو ہرگز اس خوبی سے کو نہ پہنچا اور اگر رطلوں پر اور عند و توحین کہیں تو اس بلند ہی اور اس مرتبے کو نہ پاس کیا اور اگر عطر لینگے اور نجاستوں سے پاک کرینگے تو ہی اس پاکیزگی کو نہ پہنچا ہرگز یا تہہ کسی لکھنے کا اور نہیں پہنچا بلکہ وہ ورق یا بیکسی سفرہ سوئے گئے ہیں یا توہین لکھنے والوں کے کچھ اور بیکسی کہ بری قدر والے اور نیک کار ہیں کہ کہی سو اگر م اور نیک کے اوسنے ظہور میں نہیں آتا اور نیک لکھنے والے انہوں اور نجاست فانی میں آلودہ میں اگر یہ ظاہر اپنا آ رہے کریں اس سے کیا حاصل ہو قرآن کے حق میں دنیا والوں کی رغبت اور دامنہ و غلبہ عزت اور قدر کی توقع کہی محض سچا ہے بلکہ وہ تمدن قدر کی جا میں تو عنایت ہے کیوں کہ آدمی بالطبع کفر ان نعمت پر مجبور ہے کہ عزت قتل انسان ما لکھہ من حیث خلقہ من نطفہ خلقہ فقد مرہ فی السبیل کیشہ لعنت کی گئی آدمی کو کیا بلا ناشر ہے خدا نے کس چیز سے پیدا کیا او کو لطف کی بوند سے پیدا کیا او کو پس اندازہ معین کیا او کو پھر لطف کی آسان کی او کو کہ فتحہ مارا جاسیو آدمی کی ناشار کس چیز سے بنایا او کو بوند ہی کی سے پیدا کیا او کو پھر اندازہ کیا او کو پھر آسان کردی او کو کہ موصوفہ فی التفسیر فی الہ مارا جاسیو آدمی کی ناشار ہے کہ جسے اس کلام علیہ السلام او کو نواز ہے اور طرح طرح کے ارشاد و بدایتیں آسمان فرامی ہیں میں جاننا اور اس کے حقوق اور انہیں کرتا اور اہل جاہ پر اپنے مفروضے پر داموتا ہے بلکہ اپنے صلی کی خبر نہیں رکھتا کہ کیا جتا حق آ کر ہے الہ کس چیز سے پیدا کیا ہے او کو اور اگر انسان حیل کے سبب اس سوال کا جواب نہ دے تو ہم کہہ دیتے ہیں من نطفہ خلقہ لطف کی بوند سے پیدا کیا ہے او کو ایک پیٹیا راہ سے نکلا اور دوسرے پیٹیا کی راہ میں گیا اور لہو اور نجاستوں کے ساتھ ملکر ایک گوشت کا گمراہ

مر سے کہو اوس گرجے میں ڈال دیا پھر ریت اوپر ڈالکر خوب ایک تودہ بنا دیا قابل سے معلوم کیا کہ
 مرد کو ایسی طرح سے دفن کرنا چاہیے جس سے کھنگھڑا کسی طرح سے دفن کر دیا اور قبر بنا دی پھر حضرت آدم علیہ السلام
 دفن ہوئے اور ان کی اولاد کے سامنے انکو تجنیز و تکفین کر کے قبر میں دفن کیا اوس سورت
 یہی طریقہ معمول ہو گیا اور یہ تعلیم انہی پہلے با قابل کی اولاد کو اوس کے ہتھار کے تصور کے سبب کی گئی
 واسطے سے واقع ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو فرشتوں کے واسطے سے تعلیم فرمائی پس یہ ایک
 نہایت بڑی نعمت ہے کہ اپنے بند و مکرور رحمت کی ہے والا مرد کی لاش کو اور جانور کی طرح کو بیٹھا
 پہنکاتا کرتے اور وہ لاش ذلیل و بے ارادہ ہر ماری ماری پہنات اور جب شرعی حکمتی تو لوگ اوسکی بدلی سے
 چمکاتے ہوئے ہر گویا ان کرتے پھر دفن سے اور پھر دفن سے اوس کے عضا کو کلی کو بچہ میں لیے پھرتے اور ان پاک
 جانور و مردار کو خوراک ہو جاتی اور توفیر عزت اوسکی لوگوں کی نظر و بین نہ تھے پس اوسکی عزت
 بقید کے لیے یہ بات غیب سے تعلیم فرمائی اب آئے ہم بات پر کہ بند و مرد کو چمکائے میں اور کہتے ہیں کہ اگ
 ہر چیز کو پاک کرنا اسی امر مرد و جانور کو پاک کرنا اسی ہے سو جن لوگوں کو سزا سنو ہے وہ دفن کرتے ہیں والا
 اگ میں جانا بہتر ہے جواب کیا یہ ہے کہ اگ خاں ہنہ جو چیز اسکو سوچو نہ کہا جاتی ہے اور میں
 امانت دے رہے جو چیز زمین دفن کر دہ باقی رہتی ہے پس مرد کو زمین میں رکھنا بہتر ہے اس سے
 کہ خاں کو زمین اوسکی کی جگہ بیٹھے جانور و ماری ہی عادت ہے کہ جس چیز کو چاہتے ہیں محفوظ
 رکھنا اسلئے ان خزانہ کے تو زمین میں دفن کرتے ہیں اور جب چاہتے ہیں کہ نیت دیا ہو کر کچن کسو
 چیز کو تباہ دیتے ہیں اور آدمی کو اٹھنے کا انتظار اور رواج لے دھل ہو چکا اپنے چوڑے ہے
 جو زمین و پرش ہے پس مرد کو اگ میں جلا دینا اس انتظار کے خلاف ہے اور دوسرے یہ کہ مرد کی کمال
 حیات ہے کہ اگ میں جلا کر اوسکی خاک کو ہوا میں اور زمین جس عمدہ چیز کی توفیر کرتے ہیں اسکو زمین
 کا رکھتے ہیں اور حیرت و ہر چیز کو بنا دیتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں کہ اگ بدبو کو دفع کرتی ہے اور میں
 اوس کے برخلاف سزا دیتی ہیں پس یہ اوس وقت بڑا ہو کہ اوس چیز کا پھر کھانا سنو ہو اور جب اوسکو
 زمین ہی میں چھوڑنا مقصود ہو تو پھر بڑے کھنے سے کیون حیات لازم آوے کیونکہ لوگوں کو تو اوسکا
 کچھ چل معاویہ نہیں ہوتا اور اب وہ بات کے ہی کتنی مروتیں بدن کی کل سڑکے خشک ہو جاتی ہیں
 اور عضا سب اپنے شکل پر تھے میں پس ایسا ہوتا ہے جیسے آدمی اپنی زندگانی میں سوتا تھا دیا ہی ہوتا
 یہی ہوتا ہے برخلاف جلائیے کہ اگ اوس کے عضا کا نام و نشان ہی نہیں چھوڑتی اور یہی ہے کہ
 آدمی کی خلعت خاک سے ہے تو موجب کل خفی ریختہ الی اعضاء کے اوسکو جس ہی صفت کی طرف یہ بچنا دینا
 چاہیے برخلاف اگ کے کہ جن و شیاطین کا مادہ ہے پھر جب آدمی کے بدن کو مدینے بعد زمین جلائی
 ہیں تو اوس کے روح لطیف اگ کے و ہون سے ملا کر شیاطین و جنات کے ساتھ کمال مشابہت پیدا کرتی
 ہے اور اسی سبب اکثر زمین اودن لوگوں کی کہ جلائی جاتی ہیں بعد موت کے شیاطین کا حکم پیدا
 کرتے ہیں اور اسیو لئے چمکتے ہیں اور ایذا دیتی ہیں اوسکو پس دفن کر زمین اوس کی کا جمع کرنا

تصویر ایک بندہ و درویش کا

بن نہایتی
ناشکری
کرتا ہے

اوسکی اصل کی طرف اور جلالے میں اوسکے برحلاف ہے عقل کرتے ہیں کہ اسلام کے زمانے کی ابتدا میں ایک لشکر ہل - لام کا سیستان کے ضلع میں گیا تو ایک عاقل ہند کا بھی اسلام کی چال ڈھال دیکھ کر کو کر اوسوقت میں وہ مذہب نیا تھا وہاں گیا سواہل اسلام کی وضع اور آئین دیکھ کر کہنے لگا کہ تمہارے سب چیزیں اچھی ہیں لیکن مرد کی وہ دفن کرنا اور آگ میں نہ جلانا بہتر نہیں کیونکہ وہ دفن کرنا بد بوئی پیدا کرتا ہے اور جلانا بد بو کو مٹا دیتا ہے اٹھا تھا ایک عالم فقیہ بھی وہاں وارد ہوئے اوس ہندو سے کہا کہ میں تجھے ایک بات پوچھتا ہوں پہلے تو اوسکا جواب دے پھر تیرے عمر اصن کا جواب دو چکا اوس ہندو نے کہا بوجھو بت عالم نے کھٹاکر بھلا اگر کوئی شخص ایک ملک میں وارد ہو کر عمر اٹھتے نکاح کرے اور ایک عورت کو بچانیکے لیے نوکر رکھے اور اوس منکوحہ سے ایک لڑکا پیدا ہو پھر اگر اوس شخص کو سفر کا اتفاق ہو تو اوس لڑکی کو کسے سپرد کرے اوس بچا نہ اڑیکے یا اوس لڑکی کے ہاں اوس ہندو نے کھٹاکر مانتے ہوئے اوس بچا نہ اڑیکے مگر نہ سپرد کرنا چاہیے کیونکہ وہ لڑکا اپنے ماں بچا بیٹا ہے بچا نہ اڑیکے تو ہے ہی نہیں اوس عالم نے کھٹاکر جواب کھاتے اب اپنے عمر اصن کا جواب دے کر جب دنیا کے گھر میں آئی تو ایک بن زمین سے بنا کر اوسکو عنایت ہوا اور نہایت عداوت اور لباس اور رہنے سہنے کی چٹا اور طرح طرح کے خاندے اوسکو زمین سے بچالے اور آگ سے بخت و پیر کے آدمی کے کچھ کام نہیں آئی کمال فائدہ آگ کا بھیہ کے کچھ کچھ چیزیں زمین اڑکی میں اونا بچا دیتی ہے بس آدمی کے ماں زمین پہنچے زمین اوسکے آگ ہے جو وقت روح نے کو بدن کے باپ کو مانند ہے چاما کہ عالم برزخ کو جلاوٹا جا چاہیے کہ کو بدن ہے اوسکی ماں کی حوالہ کیا چاہیے نہ اوس بچا نہ والی کو نہ دے نہ سنا اور قبول کیا اور قائل ہوا حاصل کلام کا بیٹہ ہے کہ دفن کا طریقہ آدمی کے حق میں بری نعمت ہے اور قفہ اسی نعمت پر اوسکے حق میں اتنا نہیں فرمایا بلکہ شجرہ اذ اشکاء الہ عز و جزی روح شجرہ اذ اشکاء انشکاء ۱۰ ہر جو وقت کہ چا یا زندہ کیا اوسکو ۱۰ فتنے ۱۰ ہر جب چاما اوٹھا نکالا اوسکو ۱۰ ہر جو تفسیر ہر جب چا یا زندہ کر کر اوسکو قبر سے باہر نکال دیا کہ بد اپنے کام نکالا آخرت کے عالم میں ابدال ہا تک چلے اور جاتیہ کی زندگانی پاوے ہر جب کہ یہ نعمت اب تک وقوع میں نہیں آئی ہے کہ فتنہ معلوم کنوڑہ میں کسی جاوے لیکن عاقل کو تو ہوسے خیال کر نہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ جو اس حالت میں کسی چیز نے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مخالفت نہیں کی ہے تو اوس حالت میں ہی اٹھنا اور جینا اوسکی مشیت سے مخالفت نہ کر چکا اسیلئے اس نعمت کو مشیت کے وقت پر متعلق فرمایا ہے اور آدمی کی ابتداء کی خلقت دلیل صریح اور برہان و اہم ہے اوسکی دوسری کی خلقت پر اور اس نعمت کا بھی اگر آدمی نادانی اور جہل سے انکار کرے تو اوسکی نادانی اور حماقت سے خالی نہیں ہے اور اگر کسیکو یہ شبہ گذرے کہ ہلکے جو اس عالم میں نسبت اور مخلوق کے جینے اور مرنے میں معز و ممتاز فرمایا ہے تو آخرت میں ہی میرے ساتھ ہر سے

اور اور قہر کے میوے کے باغ میں بنیں ہوتے بلکہ جنگل اور بہار میں ہوتے ہیں کیا آپ اوس
طرح کی گھاس کہ خود بخود اوگتی ہے اور اوسکو کوئی پوتا نہیں منٹا تھا کہ کام چلا لیکو تھا اور
مہارے چار یا پونچھ ایک بعض قسمین اون چیز میں سے جو مذکور ہوئی ہیں خاص ہیں جانور کی
واسطے جیسے گھاس پیوس اور بعضے نمشک ہیں آدمیوں اور جانور میں جیسے اناج کے دانے اور
بعضے اس قسم کی ہیں کہ اچھی اچھی اون میں سے آدمی کہاتے ہیں اور یہی اور چمکے اور گھنڈیاں
اور پتے اوسکے جانور کہاتے ہیں پھر کہانیکے بعد کقدر ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں کہ نجاست
اور گوشت ہو جاتے اور اوسکو گھر وٹنے دور پھینک دیتے ہیں اور اوسکی بدبو کے سبب اوس سے
نفرت کرتے ہیں اب اوس پہلے اکرام کو اور اس پھیلی ذلت کو تیاں کرے اور مغرور ہو کر
بڑا فرق ہے سہیات میں کہ آدمی کی خوراک کو عزت اور بزرگی دیکو جب بٹ ذلیل اور خوار
کر دیتے ہیں کہ غلط ناپاک ہو کر باہر نکلتا ہے اور آدمی خوب اسکو جانتا ہے اور بزرگی آدمی کی بعد
مدت و راز کے ذلت سے بدلی جائیگی اور اس مدت کی حد معین نہیں ہے وہ یہ ہے فاذا اُجاءت
الصَّاحِبَةُ عَظْمَ بَنِي ۝ فاذا اُجاءت الصَّاحِبَةُ يَوْمَ يَقْبِضُ الْمَرْمُومُ اُجْبِيهٖ ۝ وَاصْبِرْ ۝
وَصَاحِبَتُهُ وَكَبِيْرُهُ ۝ پس اوسوقت کہ آوے اور سخت اوس دن کہ بہا کی آدمی اپنے بہا کی
اور اپنے مان اور اپنے باپ کو اپنے بیوی سے اور اپنے فرزند سے ۝ فتنے ۝ پر جب آوے وہاں
جہنم نہاگے مرد اپنے بہت سے اور اپنے مان سے اور اپنے باپ سے اور اپنے ساتھ والوں سے اور
اپنے بیٹوں سے ۝ مو ۝ تفسیر فاذا اُجِبَّ آپ آوے وہاں کہ کہے کرے جہنم
والوں کے کان اور یہ شمار ہے ۝ اور پھر کہنے کی طرف یَوْمَ يَقْبِضُ الْمَرْمُومُ اُجْبِيهٖ جہنم کہ بہا گے
آدمی اپنے بہا کی سے باوجود اس کے کہ اسکو ب غیر وٹنے زیادہ دوست رکھتا ہے اور بچپن سے
اوس کے ساتھ الفت رکھتا تھا اور مدد و تائید اپنی ایک دوسری کرتا تھا وَاُمِّہٖ اور اپنی ماں سے
کہ اوسکو بہا کی سے ہی زیادہ دوست رکھتا ہے اور سب کے ذمہ پر حق ہی اوس کے بہت میں وَاُكْبَرُہٗ
اور اپنے باپ سے کہ اوسکی تعظیم مان سے ہی زیادہ ہے اور حق ہی اوسکا بڑے وَصَاحِبَتُہٗ اور
اپنی جہنم سے کہ آدمی کو مان باپ سے ہی زیادہ عزیز ہوتی ہے کیونکہ اوس کے ساتھ دم و دم ملک
صحبت منظور ہوتی ہے وَكَبِيْرُهُ اور اپنے بیٹوں سے کہ بیٹے آدمی کو عزت سے ہی زیادہ بہا
میں لے لے کہ اوسکو اپنے منہ کے بعد اپنا قائم مقام جانتا ہے اور ذکر کریمین ان قراتوں کے ترقی اور
اعلیٰ کی طرف ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ جو آدمی باوجود ان قراتوں کے انرا سے بہا لگا تو غیر سے بظرف
اولیٰ بہا لگا اور کہتے ہیں کہ اول جو شخص کہ اپنے بہا کی سے بہا لگا وہ قابل ہوگا کہ باہل سے
بہا لگا کہ دنیا کے خون کے عوض میں اوسکو کپڑے بنیں اور اول جو شخص کہ اپنے مان اور باپ سے
بہا لگا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہو گئے کہ سادہ شاعرت کے واسطے احاج و نزاری کرین اور یہ
کا فر دیکھنے حق میں شاعت مقبول نہیں ہے اور اول جو شخص کہ اپنے بیوی سے بہا لگا حضرت

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

[illegible]

غبار آگہی اونکی پرورش کئے لئے مسخر ہوئی تھی اور مجھ ہوا اس قسم کے دو گونگا خاصہ اون لوگوں کا ہے کہ کفر اور کفرانہ دونوں کرتے ہیں اور جو لوگ کہ فقط کفر یا فقط کفرانہ کرتے ہیں ان کے لئے ایک ہی رنگ ہے یہ رنگ کیا جاویگا اور کفرانہ کا رنگ سیاہ سیلا ہوگا اور کفر کا رنگ کالا ہونو اب باقی رہا یہاں پر ایک سوال وہ یہ ہے کہ اول میں اس سورۃ کے جناب دار کا خطاب ایسے پیغمبر علیہ السلام تھا تو کہہ رہے ہیں نازل کر نہیں اس قصہ کے قرآن مجید میں کیا حکمت ہے ظاہر تو عقل سے یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خطاب خطاب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرماتے اور وہ پیغمبر علیہ السلام کو خبردار کر دیتے اور حال یہ ہے کہ یہ قصہ قرآن مجید میں نازل ہوا اور دونوں قرآن ایک زبان پر تلاوت کرنا اولوں اور قاریوں کے واسطے سمجھا اور بار بار یہ قصہ لوگوں کو یاد دیا گیا جواب اس کا یہ ہے کہ اس قصہ اور عقلی میں فائدے بہت سے تھے ادب اور تعلیم اور ارشاد کے اور قاعدے عقلی قرآن کے تو چاہا کہ اس قصہ کو تمام فائدوں کے ساتھ قرآن مجید کا جزو بن کر دین تاکہ لوگ و مبدع اور اسے فیضیاب ہوں اور محروم نہ رہیں اور ان سب فائدوں میں کہ اس قصہ میں ہیں کتنے اور نیک بیان کیے گئے ہیں اور ایسی کو سننے والی عقل کامل پر سونپتے ہیں اول فائدہ یہ ہو کہ کہیں کہیں پیغمبر علیہ السلام پہلی جہتہا کرتے ہیں اور اپنی عقل کے زور سے شہاد کے قواعد سے ایک حکم دریافت کرتے ہیں اور وہ حکم ظاہر ہوتا ہے تو حضور خداوندی سے پیغمبر کو اس خطا پر علما کا گناہ کرتے ہیں چنانچہ اس قصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں سمجھے کہ عام کے نفع کو خاص کے نفع پر مقدم رکھنا چاہیے اور اسلام کی دعوت کو قرآن کی تعلیم پر ترجیح دینا چاہیے اور اس سے بڑے ہوئے لوگوں کو ابھار کر دینا چاہیے اور جو شخص کہ خود بخود طالب توفیق ہے فی الفور اس کا طرف التفات کرنا چاہیے کہ ارادت اور شوق اس کا اس مطلب پہنچا دیا اور اس سمجھ میں خطا واقع ہوئی کہ اس صاحب عام کا نفع نہ ہوم تھا اور خاص کا ظاہر اور عام کے نفع کو خاص کے نفع پر اس وقت مقدم کرتے ہیں کہ دونوں معلوم ہوں یا دونوں معلوم پس مہم کو معلوم پر ترجیح دینا شروع کرے تا حدیکے خلاف ہے اور اسلام کی دعوت کو قرآن کی تعلیم پر اس وقت ترجیح دینا چاہیے جو وقت دعوت اسلام کا قبول ہونا یقینی ہو اور جو یقین قبول ہو نہ کیا ہو تو لازم کرنا حجت کا اکیلا رہنے ہو جاتا ہے حاجت خوشامد کی نہیں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ کہیں ایسی چیزیں ہوں گے ہونا اس کا ایسی معلوم ہو جائے لیکن باعتبار کفرانہ اور کفرانہ کے اور عالی منصب کے سبب کو کرنا معلوم ہو تو ہی عقلی اور شکوہ متوجہ ہو کہ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منع ہونا اس فعل کا معلوم نہ تھا اور یہی عقلی ہوئی تھی کہ جب تعظیم کے لیے رعایت تعظیم کی ضرورت ہو کہ وہ اس تعظیم پر مطلع ہو کیونکہ وہ اندازاً نبی کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کی کیفیت سے کہ ترش ہے یا خندان ہے اور میری طرف متوجہ ہیں یا موہنے ہیں یہ سب کچھ خبر نہ تھا تا کہ رنجہ ہو لیکن ازل کا یا مزار تھا اور خدا کی راہ کا طالب تو تعظیم اس کی ضرورت تھی

پس اسکی تعظیم ترک کرنے پر عزم ہوا ایسے حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیونکر وہ
 اگرچہ سلام نہ کرے بغیر ہوا لیکن سلام کا حق تو تلف ہوا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ کفار کی طرف سے سلام
 اگرچہ باعتبار ایک غرض شرعی نیک کے اجازت ہی لیکن غرض سے خالی نہیں ہے پانچواں فائدہ یہ
 کہ امانت اور مہذبہ پرانا مسلمان سے اگرچہ بے قصد ہو تو یہی قیامت سے خالی نہیں چھٹا فائدہ یہ
 کہ دوستوں کو غفلت اور غیبتہ اور نکی تقصیرات پر کرنے چاہیے کہ دوستی کے باقی رہنے کا نشان ہے یعنی
 اللہ کا کفایت العتبات حصہ کرنا اور وقت موقوف کرتے ہیں کہ دوستی موقوف کرنی منفعہ بخشی ہے اور
 ساتواں فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی کو ایک عہد پر مقرر فرما دیں ہر چند کہ وہ سرکار کا مقرب اور عالی مرتبہ ہو
 ہرگز اس کے حال اور کاموں کو پہنچنے سے غافل ہونا نہ چاہیے کہ یہ پونچھ یا پچھ یا نہا ہی اور حکو
 کی شرط ہے اور کار گزار کو یونہی مطلق الذمان چھوڑنا خدہ و اندازہ سلطنت میں اہواں
 فائدہ یہ ہے کہ کسی کو اگرچہ فاضل میں حقیر نظر آتا ہو حقیر نہ جانا چاہیے کیا معلوم ہے کہ اس کا استدلال
 کے نزدیک کیا مرتبہ سے خاکساروں جہاں زنجہات و منکث توبہ والی کہ دین گروا سے بند
 و دنیا مینا ظاہر میں فقیر حقیر معلوم ہوتا تھا اور اس کے سبب سب مخلوقات کے سردار پر عتاب ہوا
 نواں فائدہ یہ ہے کہ طالب علم کو اگرچہ موافق پیش آویں لیکن طالب علم نہ چوڑے کیونکہ وہ اندھا
 فقیر ہی تھا اور اس کا ماتہ بکر لڑائی والا ہی تھا پھر ہی علم کی طلب کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس آتا تھا اور اگر علم کی طلب میں و رضا تعالیٰ کی راہ ڈھونڈنا نہیں موانع کا ہمارے
 تو ہرگز مطلب کو نہ پہنچا کیونکہ کوئی شخص اپنے حال کے موافق موافق سے خالی نہیں دشواں فائدہ
 یہ کہ استاد و مرشد کو لازم ہے کہ طالب علم اور خدا کی راہ کے طالب پر جہد رہو کے شفقت و عتاب
 کرے اور اس کو اس کے مطلب کو پہنچا دے گیارواں فائدہ یہ ہے کہ معلم اور مرشد کو چاہیے کہ طالب
 علموں اور مدد و عین بسبب شرف مال جاہ و دنیا کے فرق نہ کرے بلکہ شوق و ہمت اور کی کثرت
 و قوت پر امتیاز کرے بارواں فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی ضعیف کو کسی بزرگ سے کچھ سہنے چاہیے تو اس کو
 اس کا تذکرہ کرے کہ یہ بات اس کے مرتبہ کو کچھ مضر نہیں بلکہ اس کے بلند می مرتبہ کی تادیب کا
 سبب ایسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آیاتوں کے نازل ہونے کے ساتھ ہے اس نایاب کچھ
 دھڑکے اور اوں سرداروں کے تجسس میں بیٹھے تھے اپنے کچھ چاہی کی کیا خوب کہا ہے حضرت
 شیخ سعدی کہنے سے تو سن کر دن فرزان کو مست مذکور کہ تو ہمع کد خورے اوہت شیر ذوق
 فائدہ یہ ہے کہ جب رد و تہیکو سنا دیں تو چاہیے کہ اس کے مرتبہ کو یادہ کریں اور تعظیم معمول سے
 اسکی تعظیم و تکریم بڑا دیں تاکہ اس کے زخم کا مرتبہ ایسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا
 سے پہلے لاکر اپنی چادر پر بٹھایا اور فرمایا کہ اے نبی تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو دواں فائدہ یہ
 کہ ان آیات کے باقی رہنے سے قرآن مجید میں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی
 وحی پہنچا نہیں نہایت امانت دہتے والا اس عتاب کو کہ ابھی ذمت مبارک پر نہایت گراں تھا اور

۴

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عس

عم

گر پڑھیں گے اور سنائے کر کے بکھر جاویں گے اور نواز و نواختا مارا مہنگا بس اس سوئین بیان اوس انقلاب
کی انتہا رکا ہے کہ تاخیر فخر ہو گا اور اگلی سوئین بیان ہے۔۔۔۔۔ اوس انقلاب کی ابتدا کا
عزیزی ھا وَاِذَا الرَّجُلُ اَنْسَىٰ ذُرَّتْ ھا اور جب بہار روان کیے جاویں گے ھا فتنے ھا اور جب
بہار چلائے جاویں ھا مو ھا تفسیر ھا اور جب بہار چلائے جاویں گے اور بادلوں کی طرح سے
ہوائیں اڑا لے جائیں گے اور بہار زمین کے انگڑاؤ میں فرش کے مانند تہے جب اور خاکیہ حال ہو گا
تو زمین کی حالت کو بھی سہی پر قیاس کر لیا جائیے کہ کیا کچھ ہو سکی خرابی ہوگی ھا عزیزی ھا
وَاِذَا الْعِشْقُ شَعَلَتْ ھا اور جب خٹیاں لیا بہن معطل چوڑی جاویں ھا فتنے ھا اور جب بیاہ ت
اونٹیاں چوڑی پہن ھا مو ھا تفسیر ھا اور جب گا بہن اونٹیاں جکا حل مثل پیسے کا ہو
چوڑی پہن اور اس کے مالک کوئی طرف کچھ التفات نہ کریں اور ایسی اونٹنیوں کی تخصیص کی وجہ
یہ ہے کہ مستغفر تعلق انسان کے لفظ کا بیان ہے پٹے مالوں سے اور جب مالوئین سے جو نواز
محتاج خبر داری کا ہے تو جانور مرنے کیونکہ نر و جواہر اور اور سہاب و دمہم محتاج محافظت کی نہیں
ہوتی اور زراعت اور دخت اور عمارت اور مکانات بھی محتاج محافظت کے ہوتے ہیں لیکن نہر کو حفظ
وہر ساعت برخلاف جانور و گائے کو حیوہ و دھوپ کا جانوئین اور چاروں سے دھوپ میں باندھنے کے محتاج
ہوتے ہیں اور ہر دم دانے پانی گناہیں کی خبر گیری جاتے ہیں ایسے تجربہ والوں کا ہے غم
نماری بڑبڑ اور اوان سب جانور و زمین عمدہ اور علی کے عکس نزدیک بننے کے قریبالی اور شیشی
اوسمین و طرحی خوشی ہی ایک توجہ کی دوسری دودکی اور محافظت اس کلام بیت فرجام
اول فرق و عرب کا ہے تو رعایت کسی کرانے خیال میں عدا تھا و سے ضروری کیونکہ مستغنا بلا
کا ہے ہے اور بیان بعض اشکال وارد کرتے ہیں حاصل اسکا یہ ہے کہ بعد اس کے کہ اسرافیل م
صور ہو گئیں گے تو سب جانور مر جاویں گے اونٹیاں کہاں ہوگی جو چوڑی پہنیں گی اور صورتوں کو
سے پہلے قیامت کہاں ہے کہ اونٹیاں معطل پہن پہن بیاہ بات کو نشی وقت کی ہی جواب لے گا
یہ ہے کہ جب حضرت اسرافیل پہلے صور ہو گئیں گے تو آدمی اور حاملہ اونٹیاں کہیں مر جائیں گی اور جب
دوسری بار صور ہو گئیں گے تو سب جی اوٹھیں گے تو وہ اونٹیاں مذکورہ ہی اوسیلہ سے زندہ ہوں گی
چنانچہ حدیث صحیح میں ہے یَحْشُرُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ مَا تَوَارَعَتْ ھا اور مالک اس کے اس وقت
اونکی طرف متوجہ ہوں گے اور معطل چوڑی دینگے ھا عزیزی ھا وَاِذَا الْوُجُوْهُ حُشِرَتْ ھا
اور جب وقت وحشی جانور کو جسم کیا جاویگا ھا فتنے ھا اور جب جکل کے جانور و زمین ہول پڑے
ھا مو ھا تفسیر ھا اور جب وقت کہ وحشی جانور کو ہی اور بیاہانی جمع کئے جاویں اور وہ
اس کے ہم کر نیے یہ ہے کہ رہنے کی جگہ کوئی کہ بہار و جنگل تھے خراب ہو جاویں گے اور گل اور
دھواں ہر طرف سے اونکے پیچھے پڑیگا ناپا رادو کے مجمع مکان امن کا سمجھ کر ہیاک آویں گے
جیسے سردی کے ملک میں برف پڑنے کے وقت وحشی جانور طبیعت اہل کو کہ نفرت اور دشت جگا پڑے

[illegible]

جنے کی سختی تا کثرت غیال کی باقالت مال کی ماساقت کے سبب یا جلنے کہ اگر یہ لڑائی جنگی تو خدمت نیکو کیلئے اختلاف واقع ہوا تھا اور حضور میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب جی اہل مدینہ کے اس امر میں بہت گفتگو ہوئی بیان کیا کہ امیر المومنین حضرت علی کریم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ واللہ لا کمون مودودہ تھے مائی علیہ السلام اس کلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر فرمایا اور یہی بات تیسری اور بعض صحابہ کو بھی نہ سہا رکے واسطے حرام جانتے تھے اور اس کو مودودہ صغری کہتے تھے کیونکہ اگر بے قیل و قل نفس کا اس عمل میں نہیں ہے لیکن اس کی رزاقیت پر یہ توکل ہونا اور جارحانہ اس کے فعل کا ساتھ نہ دینا کے ملا وجہ اور اس کے اور قبا حین ہی موجود ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے غزل کے قیاس کے اعتبار سے اور وہ جو حدیث شریف میں غزل کے حق میں آیا ہے کہ فلک انوار اچھی وہ غزل کی حرمت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کراہت اور اولا ہوئے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ فقہی ہر امر کا اس کے علی کا حکم نہیں رکھتا جیسے یہ کہ شرک ختم علم شرک جلی کا نہیں رکھتی اور غزل روایتوں صحیحہ مشہورہ ہی ثابت ہے بلاشبہ اور استعمال کرنا وادانہ پہلے یا بعد جماع کے کہ حل نہ رہتے ہاں اسے مانند غزل کے جائز ہے اور مودودہ سے سوال نہ کرنا سلیسے ہوگا کہ تا مغلطویت اس کی ظاہر ہو کہ وہ کہہ دے کہ مجھ فلا نے نے ملا تو یہ غلم کیا سلیسے سوال یوں نہیں ہونیگا کہ تو کیوں ماری گئی مگر خلاف قاعدہ کے ہو بلکہ اس میں ہوگا کہ یا آئی ذنب فتنکنت کس گناہ پر ماری گئی وہ مودودہ اور لائق اس سوال کے مغلطو سے نہ ظالم کیونکہ عرض اس سوال سے تلقین دعویٰ اور ظاہر ہونا غلم کی وجہ کا نہ ظہور ہوتا ہے اور فقہائے یہی لکھا ہے کہ قاضی کو تلقین مدعی اور شاہد کی قسم کی صورتوں میں درست ہے کیونکہ مغلطو کے حق کو پہنچا دیں اسکے مومنین سکتا اور یہی ہے کہ سوال فائق ہونا اس کی ثقافت کی نشانی ہے کہ اس پر ایسی عقلی ہوگی کہ اس کے خطاب ہی نہیں ہوگا اور حکم فقہ کا یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ سے اس کی اولاد حط سے تلف ہو جاوے جیسے چادر کا محل گراوینا یا انداز سے زیادہ فیون کہلا دینا یا محافطت میں قصور واقع ہونا مثلاً کوئی عورت جھوپ پر بیٹھنے لڑکی کو کہلاتی تھی اور وہ لڑکا اس کے ہاتھ سے چوٹ کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا اور علی فلا قیاس تو اوپر کفلاہ لازم آتا ہے اور قاعدہ سے روایت ہے کہ قیس بن صم تمیمی کا بیٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ایک بڑبخت نماں ہوا ہے کہ کفر کی حالت میں آہٹ لیا بیان میں جتنی کاڑ دین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ عیصین ہر لڑکی کے ایک ایک غلام آزاد کر اسے عرض کیا کہ میں تو یا رسول اللہ ویران والا ہوں غلام تو میرے پاس نہیں رہنا ہوگا ہر لڑکی کے عوض ایک ایک اونٹ اللہ کی راہ میں دے گا عین نری کا واذ الصلح شرف کثرت اور جو بوقت کہ نامہ اعمال کے کہو لے جاوین گا

فنتے گا اور جب کاغذ کہو لے جاوین نفسیر اور جو بوقت کہ صحیفہ اعمال لے لے گا ہے

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

سبحین اور علیین میں رکھے تھے کہو لے لے اور شخص جو کچھ کر اوسکی صحیفوں میں ہے معلوم کرے
اور تھو وہ سے منقول ہے کہ آدمی کے مرتبے بعد اس کے اعمال کے صحیفوں کو لپٹ کے دفتر میں لے
ہیں اور بعض مفسرین نے بشر کو پرانے کے معنوں میں لپٹا لینے اعمال نامہ کو کہہ دینگے اور جس
دفتر میں کر جمع تھے وہاں سے نکال کر باٹ دینگے کیونکہ یائین ماہتہ میں سب کے پیچھے سے اور
کیونکہ وہ سب ماہتہ میں سب کے سامنے تھے اور مردین وہ وعدے منقول ہے کہ قیامت کے دن
صحیفوں کو عرس کے شے سے اڑا دینگے پس جو صحیفہ کرایان دار کے ماہتہ میں آویگا اوس میں یہ لکھا
ہوگا کہ نبی حبیبہ نکالیے اور جو کافر کے ماہتہ میں آویگا اوس میں یہ لکھا ہوگا نبی موسیٰ و عیسیٰ و محمد
میں سے فانی کے قریبوں کا نام ہوئے اعمال کے صحیفے نہونگے یہ کشف میں ہے کہ عزیزی
وَإِذَا الشَّمْسُ كَشَفَتْ ۖ وَأَوْجُوتُ كَرَّاسَانِ کا پوسٹ اور مار جاوے گا لینے سبج ہو جائیگا
مانند اوس کر کے کہ پوسٹ اور مار جاوے گا ۖ فتنہ ۖ اور نبی آسمان کا جہاں آوارہ
ۖ مولا ۖ نفسیر اور جب آسمان کا پوسٹ اور مار جاوے گا جیسے جانور کا کہ بونہج کے
پوسٹ اور مار لیتے ہیں اور تمام اجزاء اور اعضا اور رگ و شے اوس کے ظاہر نہ جاتے ہیں اس
فنا کے مکانات کو کثیا کی صفوں میں مثالیت ظاہر ہو جائیگی اور فتنے صحیفے اوتھانہ والے اور
اور صفوں کے فتنے نازل ہونگے ۖ عزیزی ۖ وَإِذَا الْبِحَارُ سَمَرَاتٌ ۖ وَأَوْجُوتُ كَرَّاسَانِ
دیکھا یا جاوے گا ۖ فتنہ ۖ اور جب دوزخ دہکالے ۖ مولا ۖ نفسیر اور جو پوسٹ کے
دوزخ دہکالے جاوے گا ویک اور نورش اوس کے بیت سخت ہوگی ۖ عزیزی ۖ وَإِذَا الْبِحَارُ سَمَرَاتٌ ۖ
اور جو پوسٹ کے بیت نزدیک کجاوے گی ۖ فتنہ ۖ اور جب بیت لائے ۖ مولا ۖ نفسیر
اور جو پوسٹ کے بیت محشر کے نزدیک لائی جائیگی پس مسلمانوں کو خوشی پر خوشی زیادہ ہوگا
اور کافروں کو حسرت پر حسرت اور جب باران عادیئے تحقق ہونگے کہ یہاں دین سے دنیا میں ملے
صوبہ ہونگے کے ہونگے اور چہ اوین سے بد صوبہ ہونگے کے عکالت نفس ۖ مَا أَحْضَرْتُكَ إِلَّا أَنفُسُكَ
بشخص جو کچھ کہ حاضر کیا ہے ۖ فتنہ ۖ جان لیوے جی جو لیکر آیا ۖ مولا ۖ نفسیر
جان لیگا ہر جی جو لیکر آیا ہے نیکی اور بدی اور بعض اہل تاویل نے کہا ہے کہ ان باران عالم کو
سوت کی پوسٹ کے قیامت کا منہ نہ ہے معلوم کر لینے ایسے اوسکو قیامت صغریٰ کہنے ہیں اور
حدیث شریف میں ہیں وارد ہوا کہ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ فِتْنًا مَتَّحًا مَصْلُوحًا مَکَامًا مَکْرَمًا
کہ جو سب اب کہنے خیر و شر کے حقیقت کے نفس انسانی پر بیان کے گئے اور حقیقت اس سب باب کی
خیر و خیر صاق سے کہ صدق القیامت ہے بینہ حق و باطل کی ذلت پاک متیقن ہوئی تو حاجت توکل
نہی ایسے یوں فرمایا ہے کہ قَدْ أَفْسِمَ ۖ عزیزی ۖ فتنہ ۖ وَأَفْسِمَ ۖ مَا أَحْضَرْتُكَ إِلَّا أَنفُسُكَ
اُجْرًا لِّلْكَثِ ۖ پس قسم کہتا ہوں ستاروں پیچھے بیٹ جانو الوان میر کر نیو الوان سب
ہوئیہ الوان کی مترجم کہتا ہے نعل اور شرمی اور مرغ اور نرہ اور عطار و باغ تار سے تعمیر ہیں

بہی آدمی
اور کافری
نکویہ
۱۲
جو کوئی آدمی
پس عیسیٰ
خاتم نبوی
قیامت
اوسکی

جب سیر کر کے ایک مقام پر پہنچتے ہیں پھر پرتے ہیں اور جس مقام کو کہ طے کیا متوجہ ہوتی ہیں اور جب وقت گامی کا آگے غائب ہوتے ہیں واسطہ علم ۵ فتنہ سوئم کہا تا نہیں جیسے ہٹ جاتا ہے چلتے دیک جائیو انوکھی ۵ مٹو ۵ تفسیر و سلا افسیم پرتیم
 نہیں کہا تا نہیں کیونکہ باوجود میری خبر دینے کے حاجت قسم کی نہیں ہے اور اگر ان سب باتوں کے ساتھ ہی قسم محتاج ہو تو میری قسم بالکثیر الجہا ارا لکشتن کا کمی ستان
 جیسے ہٹ جاتے یہ ہے چلتے دیک جائیو انوکھی ہی اور حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علیہ السلام وجودہ اکثر صحابہ مفسرین سے منقول ہے کہ وہ ستارے پانچ ستیرہ ہیں یعنی زحل اور مشتری اور مریخ اور زہرہ اور عطارد کہ انکو اپنی حرکت میں ایک حیرت نمودار ہوتی ہے اول تو مغرب مشرق کو ترتیب سے برجوں کے حل سے ٹوہن اور ٹوہ سے جوزا میں جاتے ہیں اور بعد کے تہوڑے دنوں حرکت الٹی نمودار نہیں ہوتی اور ایک جا پر کھڑے ہتے ہیں پھر رجعت تہوڑا کرتے ہیں یعنی اولے پرتے ہیں اور مشرق سے مغرب کو آتے ہیں پہلی حالت کو علم حیرت کی اصطلاح میں استقامت کہتے ہیں اور دوسری حالت کو وقوف اور اقامت کہتے ہیں اور تیسری حالت کو رجعت اور رجوع اور یہ تین حالتیں اور کسی ستارے میں نہیں ہیں جیسے مانتا ہے ارا سا وقوف رکھتا ہے لیکن رجعت نہیں رکھتا اور ستارے نہ وقوف رکھتے ہیں نہ رجعت پس حیرت ان ستاروں کی صریح دلیل ہے اسباب پر کہ آسمانی چیزوں کا بدلنا ایک حال سے دوسرے حال پر ممکن ہے تو بس انقلاب جائز ہونے میں آسمان کے تمام اجزاء میں اور زائل ہونے میں ستاروں کے کچھ تعجب خراہ اور ان پانچ ستاروں کا ذکر اس مقام پر لانا ایسا ہے کہ آسمان کے ستارے دو قسم کے ہیں ایک قسم کو ستارہ کہتے ہیں یعنی چلتے والے وہ ستارے ہیں اور دوسری قسم کو ثواب کہتے ہیں یعنی ایک جگہ پر ثابت ہتے والے قسم اول کو لینے ساروں کو لغو اور فحاک کے سبب حرکتیں مختلف لاحق ہوتی ہیں اور ثواب کو حرکت مختلف نہیں ہے بلکہ ان کے آسمان کی حرکت ہی ہٹ سست ہے اور کم و کثرت دہائی دیتی ہی اور ثواب کو رجوع اور استقامت اور وقوف اور تعاقب سرعت سے بگڑا کی طرف اور بطور سے سرعت کی طرف لاحق نہیں ہوتا ہے اور ستاروں کو یہ لاحق ہوتا ہے اور سب ساروں میں سے آفتاب اور مانتا کو بار بار قرآن مجید میں تغیر و انقلاب کے مقام پر ذکر فرمایا ہے اور اکثر دونوں کے تغیرات سیاق میں مشہور ہیں علی الخصوص تغیر چاند کا کہ ہر مہینے میں گھٹا بڑھنا اور سب دیکھتے ہیں اور مروج کہن اور چاند کہن ہی سب پہنچا ہے تو اس مقام پر کہ اجرام آسمانی کے تغیر کا بیان کرنا منطوق ہے ان پانچوں ستاروں کا ذکر کرنا کہ یہ ہیں تغیر و اختلاف رکھتے ہیں ضرور ہوا حاصل کلام کا یہ کہ احوال ان پانچ ستاروں کا کہ ہیں وہ ہیں اجرام آسمانی کے حالات بدلنے پر اور جب اجرام آسمانی قابل تغیر و انقلاب کے ہوتے انقلاب میں اجرام غفل کے کو ان اشکال باقی رہا کہ رات دن انقلاب و تغیر اور کچھ اٹھوٹے دیکھتے ہیں اور

فلک سات

اور جسے سات کہتے ہیں

جن میں چاند ہے

میں اور زمین

پانچ جو ہیں اور

چاند کے سوا

دوسرے سات

پانچ جو ہیں اور

چاند کے سوا

دوسرے سات

پانچ جو ہیں اور

چاند کے سوا

دوسرے سات

پانچ جو ہیں اور

چاند کے سوا

دوسرے سات

پانچ جو ہیں اور

چاند کے سوا

دوسرے سات

پانچ جو ہیں اور

چاند کے سوا

دوسرے سات

مطاع بشم آمین ۵ وہ ایلی سبکا مانا اور عالم میں کہ ملک الہی کے دربار کی کسوٹی ہے اور امانت دار جا نا گیا ہے اور دربار کے ارکان زمین کیسے پوچھے اور دریافت کیے فقط اس کے لئے علم کے تھے میں اور رسالت اور سبکی استعداد فرشتوں میں اور دربار والوں کے اور اس سرکار کے متعلقہ جو ہم گئی ہے کہ اس کے حکم کو بن پوچھے اور تحقیق کیے حکم الہی جانکر فرمانبردار نہیں اس کے دوسرے میں چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات اپنے ساتھ نیکر گئے تو آسمان کے دروازے نے اور ہشت و دوزخ کے گنجائشوں نے اس کے حکم سے دروازے کھول دیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہان چاہتے تھے سیر کرتے تھے چنانچہ معراج کی حدیث میں اسکا مفصل بیان ہے اور ہشت و دوزخ کے حکم الہی ساتون آسمان والوں کو پہنچا نا اور زمین کا کام ہے کہ ایضا حضرت جبریل رب فرشتوں کے اس صفت میں کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا ہے ممتاز و مشہور میں اور تمام فرشتوں فرشتوں کی اور انکا اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لائیں پس جو وقت کہ راوی اس درجہ کا ثقہ ہو کہ تمام ثقہ اس کے پیغام کو قبول کرتے ہیں اور اس سے سند نہیں مانگتے پہر حال کذب و اقرار کا اس کے خبر میں کرنا سوائے لائیوں کے کہ چاہتے ہیں اور دوسرا وسط کہ تمہارا پیغمبر ہے وہ بھی ایک شخص ہے کہ چاہیں برس زیادہ ہو سکے کہ تمہارا ہم صحبت ہے اور کہیں چوٹ برا اس کے کیا خلوت اور کیا جلوت کیا غرض کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہو سکے ہو پہر اس کو خبر اور رایت میں معتبر نہ جانا خلاف عقل کے ہے مگر یہ کہ وہ شخص نقطانی یا سودانی ہو کہ بسبب فاسد ہونے اس درونی کے صورتیں عجیبے اہل اس کے خیال میں گذر تے ہیں اور آواز عجیب و غریب سنتا ہے اور جو اس کے خیال میں آتا ہے ہونیوالا سمجھتا ہے سو یہ بھی غلط محض و کا صحت کو کہنے ۵ سخن مزی ۵ و ما صا حہم کم یحکمون اور زمین ہے یہ یا تمہارا دیوانہ ۵ فتح ۵ اور تمہارا رفیق ہی کچھ نہیں دیوانہ ۵ تفسیر اور نہیں ہے یہ نہیں تمہارا سودانی اور خیالی کہ اس اتہال کو اس کی خبر میں روا کر ہو کیونکہ اتنی صحبت در زمین کمال اس کی عقل اور دانی کا دم بدم اور ساعت بساعت تجربہ کر چکے ہو اور صحبت اس کے خیال اور تذکرہ کی معلوم کر چکے ہو کہ تمام عقلا سے بالاتر ہے اور اگر باوجود ان باتوں کے تمہارے دل میں شبہ گزرے کہ یہ پیغمبر ایک صورت دیکھتا ہے اور اس صورت کی زبان سے کلام الہی سنتا ہے مگر ہو کیونکہ معلوم ہو کہ یہ صورت جبریل ہی کی ہے شاید کہ انکو کسی جن ایسیٹھ نے یہ صورت بنا کر فریب دیا ہو یا آواز کی ہو کہ پیغمبر نے اس کو جبریل کی آواز بھیجو ہم کہتے ہیں کہ یہ شبہ تمہارے اوس وقت میں جاتے ہیں کہ اس پیغمبر نے کہیں جبریل کو اپنی صورت میں نہ دیکھا ہو تا ۵ سخن مزی ۵ و لفت زکاء یا لا یافق المبین ۵ اور تحقیق یا تمہارے دیکھا ہوا اس فرشتہ کو کنارہ ظاہر آسمان پر ۵ فتح ۵ اور اس نے دیکھا ہے اس کو کہلے کنارہ آسمان ۵ مو ۵ تفسیر اور دیکھا ہے اس پیغمبر نے اس ایلی کو اپنی صلی صورت پر کیا کہ آسمان کے اپنے ان فرشتوں میں اور بسبب ہونے آفتاب کے اس طرف اصلاً جمال نہک غیب کا ہنر

راہتا اور جو حقیقت ایک چیز کی ایک بار دیکھ لے اور پہچان لے پہچاننا اور حقیقت کا عہد
 صورت اہمہ لباس میں آسان ہوتا ہے جیسے کوئی لڑکا پانی کو دریا میں چہرہ گر اور پانی کو آئینہ
 یا پالے میں اُس کے سامنے لا دین وہ پہچان لے گا کہ یہ وہی پانی ہے جو دریا میں دیکھتا تھا اس طرح
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو صورت اہلیہ پر موجب کہلے حقیقت
 جبرئیلیہ کا ہوتا تھا کہ بعد اوس کے ہر صورت اور لباس میں اُن کو پہچان لیتے تھے شعر تو خواہی جائے و
 خواہی قبا پوش نہ پہرنگے تر اس میں ہمیشہ نام نہ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں نے جبرئیل کو کبھی دیکھا
 اصلی صورت میں نہیں دیکھا مگر وہ بار ایک بار تو زمانہ میں شرمع وحی کے کہ بیاب ہو کر جا رہا تھا میں کہ
 اپنے کو پہاڑ پر سے گرا دوں اس اور ایسے موضع اجیاد میں کہ ایک مکان ہے کہ معظمہ میں گذرنا
 اس وقت جبرئیل کو دیکھا میں نے کہ ایک سونکی جھلک کی کرسی پر زمین و آسمان کے درمیان میں
 مشرق کی طرف بیٹھے ہیں اور اُس کے جسم نے تمام کنز و کونجہاں کے گہر لیا ہے اور اُس کے چہرے
 پر مہین اور اُن کے پر یا قوت اور موتوں سے بنے ہوئے ہیں پس عجیب ایک نورانی شکل کبھی میں نے
 اور دوسرے بار شب معراج میں بدرۃ البیضاء کے پس میں اسی صورت سے دیکھا میں نے اور فرشتوں
 مجید میں اول میں سورہ النجم کے ان دونوں بار کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ کہ وہاں پر ذکر میں پہلے
 بار کے دیکھنے کو یا لا فوہ الا کھلیٰ مذکور فرمایا ہے اور بیان پر یا لا فوہ الا فوہ المصنوع
 پہر جب تمام وہ چہرین قرآن نازل ہوئے شہادہ کی سب صورت سے زائل ہو گئیں تو کہیں
 اُس کے چہرے میں احتمال کذب کا نہ لگا کہ یہ کہ بعضے کا فریاد و شبہ کے اس کلام کو بلکہ انہوں کو
 باتو کے جانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن کہتے تھے اور حقیقت کاہن کی یہ کہ
 کہ بعضے ان کو بعضے شیطان نے مناسبت حاصل ہو جاتی تھی اور وہ نفوس شیطانی کا جھوٹ
 ملا کہ کہ کہ تدبیریں آئندہ کے کاموں کی اون مجلسوں میں مذکور ہوتی ہیں چوری سے کچھ اون میں سے
 شکر اوس اپنے دوست سے بیان کر دیتے ہیں یہ وہ شخص اس بات کو لوگوں میں کہتا ہے اور کہیں
 کہیں وہ برابر ہی پڑ جاتی ہے اور یہ معاملہ شیطانی انانہ کے ساتھ پہلے پیدا ہونے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مزاج تھا اور کئی آدمی اس بات میں مشہور گذرے ہیں جیسے شیخ اور
 شیعہ کہ عجائب عجائب قصے اُس کے اخبار الغیب میں مشہور و مذکور ہیں چنانچہ اس شبہ کو اکیلی
 آیتوں میں دفع کیا ہے اور تقریر اس شبہ کے دفع ہوئی یہ ہے کہ علم کاہن کا کافی اور کہیں
 والا غیب کے قیام کا نہیں ہوتا بیان تک کہ اگر اوس سے نام او صفتیں اللہ تعالیٰ کی یا احکام شریعت
 کو کہ عالم غیب میں مقرر ہیں یا حقیقت اور لطلان اہل مذاہب اور ملتوں کا احوال بہت دور و نزدیک
 یاد ہو جو ارواح کو بعد موت کے پیش آتا ہے اور ان مذاہب علموں کے پیچہ میں تو گونگے اور لاجواب
 رہ جادین بلکہ تواضع بادشاہوں اور لنگے لوگوں کی ہی نہیں جانتے کیونکہ اُن کے علم کی جڑ تو لاکھ
 کی یا نوین سے کچھ چوری سے سن آتا ہے کہ تدبیریں آگے ہونیوالے کاموں کی کرتے ہیں اور بس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دیکھا میں نے

وہ چہرے میں تمام کونجہاں کے گہر لیا ہے

حقیقت حال کاہن کا

سو علم اوسکا فقط بیان کرنا ہے قریب ہوئی الی باتوں کا کہ ملائکہ کو انہیں اطلاع دی ہے اور اوسکی ہر
 اور جابر کی کرشیا کا حکم فرمایا ہے اور چونکہ حاصل کرنا اس علم کا جو کسی سے چلے ایسے اور کچھ خبر میں
 پورا پورا بیان کرنا اوس افعے کا نہیں ہوتا بلکہ بطور رفرواشا کے لکھ و لکھ کے دلالت میں
 اوس دافعتے کے کرن بطور اجمال کے کچھ اوسکے ہاتھ لگ جاتے ہیں پر اپنے طرف سے یہی کچھ
 کچھ اوس بات میں شافی اور قیاس عقل سے بڑھاتے ہیں تو کہیں وہ بات خارج میں موقوف
 اوسکے قیاس کے ہو جاتے ہیں اور کہیں اور طرف سے ظہور میں آتی ہے جس کا ہن کا علم غیب کا
 یا تو نہیں اناریے زیادہ نہیں ہوتا سو وہ بھی مخصوص جزئیات عالم کے اولیٰین ہے جو قریب
 ہوئی اے ہوتے ہیں اور یہ قرآن کہہ رہے ہیں والا ہے تمام فنون کو علم غیب کے اور بیان بھی وسیع
 کرتا ہے کہ ہدایت میں کافی ہے **وَمَا هُوَ عَلَى الْعَجَبِ يُعَذِّبُكَ**
وَمَا هُوَ بِفَقُولٍ شَيْطَانٍ مُّجْتَلٍ اور نہیں ہے یا رہتا را علم پوشیدہ پر داخل کر نیوالا اور نہیں
 قرآن گفتگو شیطان رائے ہوگی **فَتَقَرَّبْهُ** وہ یہ غیب کی بات پر نہیں خیل اور یہ کہا نہیں
 شیطان مردود کا **وَمَا هُوَ عَلَى الْعَجَبِ** اور نہیں ہے یہ قرآن علم غیب کا
 کر نہیں خیل اور تصور کر نیوالا کچھ کر آدمی کو واسطے معاش و مساو کے علم و عمل چاہیے اور میں
 موجود ہے جس میں میں ایسے کام کے سرشار ہے گمان کہ بات کا لیجانا محض حماقت ہے
 اور یہی ہے کہ جو کچھ کہہ کا ہن کی زبان سے نکلتا ہے وہ کلام شیطان کا ہوتا ہے کہ ملائکہ
 کی مجلس سے جراتا ہے **وَمَا هُوَ إِلَّا** اور نہیں ہنہ یہ قرآن بات شیطان کہہ دے کسی کی
 کیونکہ شیطان بے تعلیمی کرنے سے آدم علیہ السلام کی رائد د گیا تو اوسکو آدم علیہ السلام
 سے کمال عداوت پیدا ہوئی اور جناب الہی سے بھی نفرت اور دشمنی پیدا کی جس اوسکی ہر بات
 ایک تہہ و میوئی دشمنی کی پوشیدہ ہوتی ہے اوسکو ہدایت اور امر و نہی سے اونکی کیا نسبت
 اوسکا کام تو ہیکنا ہے اوسکو تو حیت سے اور ذکر کرنے ناموں اور صفاتوں سے باتیں کے اور ذکر سے
 ہرشت اور دوزخ کے اور ثابت کرنے سے آخرت کے اور بدگوئی سے بتوں کے اور کفار کے اور جنات
 بیان کرنے سے شہوت و غضب کے کاموں کے اور خوبی بیان کر شیعے ریاضت و مشقتوں کے علموں کی
 اور اور تعریف سے انبیاء و صلحا کے اور باسحابی سے فرعونوں اور بدکاروں کی کیا غرض کہ یہ کام
 تو اوس ملعون کے لکھ کے کنکر اور جگر کا کاٹنا ہیں اور اوسکے مکر و فریب کے باز را کو دیم پریم
 کر نیوالے میں خصوصاً دانش شیطان کے مکر و فریب سے اور اوسکی دشمنی کا بیان آدم کی اولاد
 اور جبر اور مذمت اوسکے تابعداروں کی اور سیرانی اون کاموں کی جو اوسکو پسند ہیں کیا امکان کہ
 اوسکی زبان سے نکلیں بلکہ شیطان ایسے باتوں سے کانٹیں اور گلیاں دیکے بہا گتا ہے مصرع
 دیو بکرینہ و زنان قوم کہ قرآن خواند اب ایسے کلام ہدایت و جام کو شیطان کا کلام
 سمجھنا کمال حماقت و ہبوطی ہے چنانچہ کافر و کفر اوسکے اوس گمان خاصہ پر بطور خفگی اور

سلا
 قرآن مجید
 تفسیر علیہ السلام
 کا کتب خانہ

جہڑ پڑین ۛ فتح ۛ جب آسمان چر جاوے اور جب تارے چہڑ پڑین ۛ موہ نفسیر
 اِذَا الشَّمْسُ كَانَتْ عِبْرًا ۛ اور آسمان کے چرنیکی کیفیت اور جگہ ہر بیان فرمائی ہے کہ ایک چہڑ پڑی کے
 مانند عرش کے پیچھے اور ترنگی اور سب آسمان اوکے صدمہ سے ٹکری ٹکریے ہو جانیکے اور وہ بل
 حقیقت میں تجلی ہے قہر الہی کی کہ اس عالم کے خراب کرنیکو اس نکل سے متوجہ ہوگی اِذَا الْكُكُوبُ
 انہ اور جب تارے چہڑ پڑین چنک کر ۛ عزیز ۛ وَاِذَا الْيَعْقُوبُ رُجِحَتْ ۛ وَاِذَا الْغَابُورُ
 بَعُثْرَ ۛ عَلَيَّتْ نَفْسُهَا ۛ مَا قُلْتُ مَوْتٌ ۛ وَاخْرَجْتُ ۛ اور جو قوت کو دریا ٹکڑوں وان کیا جاوے
 نہایت شرت سے اور جب قبرین کہو دی جاوین جان لیکھا ہر نفس اور پیچہ کو کہ گئے بھیجی تھی اور
 اوس پیچہ کو کہ پیچہ چوڑی تھی ۛ فتح ۛ اور جب دریا چہڑ پڑین اور جب قبرین اور مٹیانی جاوین
 جان لیوے جی جو آگے بھیجا اور پیچہ چوڑا ۛ موہ نفسیر ۛ وَاِذَا الْيَعْقُوبُ رُجِحَتْ ۛ
 انہ اور جب دریا بہائے جاوین اور پیچہ لہو اور کاو مٹیانی کا جو اس وقت میں ہے وہ نہ ہے شیخ ابو نعیم
 مازیدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ پہلے سب دریا لیکھا کہ کتنے کیے جاوینگے اور اس جمع ہونیکے سبب
 اوغین ایک جوش اٹھیا اور میں سے نعلہ اٹھ گیا کسب دریا جل کے کچھ پانی اوس میں سے دھواں
 ہو کے قیامت کے میدانکو پرویگا اور کچھ پانی دوزخ کی آگ ہو جائیگا اوس سورۃ میں دیا
 پہلے انقلاب کا ذکر ہے کہ اپنے پیچہ اوسے متغیر ہو کے بہ نکلیں گے اور کب سب ملکر ایک دریا ہو جائیگا
 اور سورہ تہ کو میں اس انقلاب کے پیچہ جلانا اور دھکا نایاب فرمایا ہے اور اس سو میں نبر
 القہور کے مناسبت سے بہانیکو اختیار فرمایا ہے اسلئے کہ جب پانی مکان کی جڑ میں پہنچا ہے تو
 اوکو خراب کر دیتا ہے اور اوس سورہ میں متغیر حجم کی مناسبت سے جلانے اور دھکا نیکو اختیار
 فرمایا ہے اور عرب کی لغت میں بحر خاص نام ہے دریائے شور کا اور صغیر ندیان سیہی ہیں کتنی بحر
 لبنی چوڑی گہری ہوں اور کو نہ کہتے ہیں بحر نہیں کہتے اور دریائے شور کو سمندر کہتے ہیں
 وہ ایک ہی ہے لیکن اوکے ناموں اور کہا ریونکی رعایت سے جمع لائی ہیں جیسا کہ تاریخ
 والوں نے لکھا ہے کہ سمندر کے ایک ٹکڑی کا نام بحرین ہے اور ایک ٹکڑی کا نام بحر ہند اور
 ایک ٹکڑی کا نام بحر فارس اور ایک ٹکڑی کا نام بحر قزقم جو دریائین حبش اور عرب کے جابجی
 اور ایک ٹکڑی کا نام بحر روم ہے ہمیں فرمگے کہ جزیرے واقع ہیں اور ایک ٹکڑی کا نام بحر جزیر
 ہے سہیطہ اور یہی نام ہیں اور دریاؤں کے بہنے کے سبب انسان کے بدنوں کے اوے اور ان کے
 بدنوں کے عذاب اور عقوبت کے سبب زیادہ ہونگے اور آسمانی نفسوں کا تعلق اون بدنوں سے
 صحیح ہو جائیگا وَاِذَا الْقُبُورُ سُورَتْ ۛ اور جب قبرین اور مٹیانی جاوین یعنی قبر والے اور جو کچھ میں
 میں ہے سب میں کے اوپر آجاوے اور بدنوں کے اجزاء اسی میں ملجاوین اور سو قوت ایک
 پانی عرش کے نیچے سے برسیگا اور میں زندگانی کی قوت ہوگی اور مرد کی مٹی کا ٹکڑا
 اوکے بعد حضرت اسرافیل صو ہوئیگی اور ان کی روحیں اپنے بدنوں سے ملجاوینگے اور

فر

یعنی نمونہ
 پانی نہیں
 اور کما
 اور

وہا کے ٹکڑا
 نکالنا

میں بار بیکار اوتنے باوجود سننے کے جواب نہ آیا اب بابر شریف نے اور مانا کہ غلام کہیں گیا ہو گا جیسا
 تو غلام مجھ کیلئے روڈ پر کھڑا ہے اپنے کھاکے تجھ کو کیا ہوا تھا کہ مجھ کو جواب نہ دیا غلام نے عرض کیا کہ
 آپ کے کرم کے غماز پر علاؤ دیکھے یہ یہی مجھے خاطر جمع ہے کہ آپ مجھ کو مانگتے نہیں حضرت علی کو اس کی
 بات پسند آئی اور اس کو وینوقت آزاد کرنا تو معلوم ہوا کہ اس کو سچیز کا ذکر جواب ہی غور کا ہے
 غور کے انکار کی جگہ پر مناسب نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کرم کی صفت کا ذکر اگلیہ پر غور کر
 وجہ کے بیان کر نیکی لے ہی لینے او کے کرم ہونیکے سبب تو مغرور ہو گیا مبادا کہ حضرت عرض
 عنہ سے منقول ہے کہ فرماتے تھے اہل غفران جنت کو اُحَدِّثْنِیْ بِالْاَوَّلٰی مَا اَجْرَتْ عَلَیْکَ اَنْتَ اَوَّلُ
 اور حضرت فضیل بن عیاض نے منقول ہے کہ اوتنے لوگوں نے پوچھا کہ اگر تم کو حق بتا دیتا تو کیا سن
 کہ اگر کے بوجھ کہ صانع کے بزرگ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** تو کیا جواب دو گے اور انہوں نے کہا کہ میں کچھ
عَلٰی غَفْوٰی سَنُوْذِکَ الْمَرْحُومَ اور اسی قسم کا مطلب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
 کہ میں معذور ہوں بالستغفر علیہ وکرمیہ مستند کہ چاہا **اَلْحَسْبُ اَزَلِیْہِ** اور جب مستقام نکاحی
 مجموعہ کلام پر وارد ہوا تو موافق قاعدے کے عربیکے اوس کلام کے سننے تو بیخ و سر زلزل کے چوہے
 اوس غور پر جو کرم کے کرم کے لحاظ سے پیدا ہوتا ہے اور جب غور کا انکار کرم پر کہ غور کے
 طے عہد ہا ہے سہجہ ہے سہجہ ہوا تو غور کی لغی میں بہت مفید پڑا لیتے کہ جب کرم پر غور کرنا
 چاہیے تو تہر پر غور کرنا کس طرح چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی صفت بطور کرم ہے اس پر کس طرح نہیں
 کرم ہی ہے اور تہا ہی ہے اور مستقیم ہی ہے اور باوجود ان سب صفتوں کے حکیم ہی ہے اور جب اس کی
 حکمت تہر اور مقام کی خواہش کرنا کی ہوئی تو اوس وقت کرم کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اس لئے
 کہ کرم اور ہمان بکار دئے حق میں خلاف قاعدے حکمت کے ہے اسی جگہ سے ہے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم نے اس کے خلاف کرم کے وقت فرمایا کہ **عَزَّہُ بِاللّٰہِ جَہْلَہُ** یعنی آدمی کو غور
 کیا ہے اس کی نادانی نہ لے لے کہ وہ ایک صفت پر اپنے پروردگار کی تکیہ کر رہا ہے اور اوس صفتیں
 کہ حکمت اور عدالت میں قبول کیا اب مانا چاہیے کہ اس جگہ پر تین چیزیں میں غور اور تہر
 اور حواس و اجزا قرآن میں غور و تہر کو برا فرمایا ہے جیسے کہ ان آیتوں میں ہے **وَلَا تَجْعَلُوْا**
بِاللّٰہِ الْغُرُوْظَ لکھیں یا کہ انیس **وَلَا اَمَّا فِیْہِ اَہْلُ الْکِنٰثَہِ** **وَلَا اَمَّا فِیْہِ اَہْلُ الْکِنٰثَہِ** اور چاہئے یہ قرآن
 شریف اور حدیث و توفیق پسند ہے جیسا کہ عاجز ناموسوں اور نیکیوں کی توفیق میں نہ کور ہے
 برحون **رَحْمَۃُ اللّٰہِ** اور سوائے اسکے ہی ہی تو ان تینوں چیزوں میں تفرق اور جدائی کر
 کہلی بیان کرنی چاہیے کہ کام اچھا اور برا مل جاورین پس مانا چاہیے کہ اس کی حقیقت ہے
 کہ کسی چیز کے انظار میں آدمی کا دل خوش رہے اور ہر مغرب کے حاصل ہونیکے ایک بے خطر
 ہے والا انتظار ثابت نہ ہووے بہر اگر ایک چیز کے سبب بہت جمع ہووے ہوں اور اس کا انتظار کہیں
 اور اوس انتظار میں خوش رہے جیسا کہ ایک کان نے اچھا بچہ اپنی مین مین بویا اور باقی ہی

میں بار بیکار اوتنے باوجود سننے کے جواب نہ آیا اب بابر شریف نے اور مانا کہ غلام کہیں گیا ہو گا جیسا
 تو غلام مجھ کیلئے روڈ پر کھڑا ہے اپنے کھاکے تجھ کو کیا ہوا تھا کہ مجھ کو جواب نہ دیا غلام نے عرض کیا کہ
 آپ کے کرم کے غماز پر علاؤ دیکھے یہ یہی مجھے خاطر جمع ہے کہ آپ مجھ کو مانگتے نہیں حضرت علی کو اس کی
 بات پسند آئی اور اس کو وینوقت آزاد کرنا تو معلوم ہوا کہ اس کو سچیز کا ذکر جواب ہی غور کا ہے
 غور کے انکار کی جگہ پر مناسب نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کرم کی صفت کا ذکر اگلیہ پر غور کر
 وجہ کے بیان کر نیکی لے ہی لینے او کے کرم ہونیکے سبب تو مغرور ہو گیا مبادا کہ حضرت عرض
 عنہ سے منقول ہے کہ فرماتے تھے اہل غفران جنت کو اُحَدِّثْنِیْ بِالْاَوَّلٰی مَا اَجْرَتْ عَلَیْکَ اَنْتَ اَوَّلُ
 اور حضرت فضیل بن عیاض نے منقول ہے کہ اوتنے لوگوں نے پوچھا کہ اگر تم کو حق بتا دیتا تو کیا سن
 کہ اگر کے بوجھ کہ صانع کے بزرگ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** تو کیا جواب دو گے اور انہوں نے کہا کہ میں کچھ
عَلٰی غَفْوٰی سَنُوْذِکَ الْمَرْحُومَ اور اسی قسم کا مطلب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
 کہ میں معذور ہوں بالستغفر علیہ وکرمیہ مستند کہ چاہا **اَلْحَسْبُ اَزَلِیْہِ** اور جب مستقام نکاحی
 مجموعہ کلام پر وارد ہوا تو موافق قاعدے کے عربیکے اوس کلام کے سننے تو بیخ و سر زلزل کے چوہے
 اوس غور پر جو کرم کے کرم کے لحاظ سے پیدا ہوتا ہے اور جب غور کا انکار کرم پر کہ غور کے
 طے عہد ہا ہے سہجہ ہے سہجہ ہوا تو غور کی لغی میں بہت مفید پڑا لیتے کہ جب کرم پر غور کرنا
 چاہیے تو تہر پر غور کرنا کس طرح چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی صفت بطور کرم ہے اس پر کس طرح نہیں
 کرم ہی ہے اور تہا ہی ہے اور مستقیم ہی ہے اور باوجود ان سب صفتوں کے حکیم ہی ہے اور جب اس کی
 حکمت تہر اور مقام کی خواہش کرنا کی ہوئی تو اوس وقت کرم کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اس لئے
 کہ کرم اور ہمان بکار دئے حق میں خلاف قاعدے حکمت کے ہے اسی جگہ سے ہے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم نے اس کے خلاف کرم کے وقت فرمایا کہ **عَزَّہُ بِاللّٰہِ جَہْلَہُ** یعنی آدمی کو غور
 کیا ہے اس کی نادانی نہ لے لے کہ وہ ایک صفت پر اپنے پروردگار کی تکیہ کر رہا ہے اور اوس صفتیں
 کہ حکمت اور عدالت میں قبول کیا اب مانا چاہیے کہ اس جگہ پر تین چیزیں میں غور اور تہر
 اور حواس و اجزا قرآن میں غور و تہر کو برا فرمایا ہے جیسے کہ ان آیتوں میں ہے **وَلَا تَجْعَلُوْا**
بِاللّٰہِ الْغُرُوْظَ لکھیں یا کہ انیس **وَلَا اَمَّا فِیْہِ اَہْلُ الْکِنٰثَہِ** **وَلَا اَمَّا فِیْہِ اَہْلُ الْکِنٰثَہِ** اور چاہئے یہ قرآن
 شریف اور حدیث و توفیق پسند ہے جیسا کہ عاجز ناموسوں اور نیکیوں کی توفیق میں نہ کور ہے
 برحون **رَحْمَۃُ اللّٰہِ** اور سوائے اسکے ہی ہی تو ان تینوں چیزوں میں تفرق اور جدائی کر
 کہلی بیان کرنی چاہیے کہ کام اچھا اور برا مل جاورین پس مانا چاہیے کہ اس کی حقیقت ہے
 کہ کسی چیز کے انظار میں آدمی کا دل خوش رہے اور ہر مغرب کے حاصل ہونیکے ایک بے خطر
 ہے والا انتظار ثابت نہ ہووے بہر اگر ایک چیز کے سبب بہت جمع ہووے ہوں اور اس کا انتظار کہیں
 اور اوس انتظار میں خوش رہے جیسا کہ ایک کان نے اچھا بچہ اپنی مین مین بویا اور باقی ہی

وقت پر دیا گیا اور غلہ کا منتظر ہے اسکو رجا اور امید کہتے ہیں اور اگر ایک چیز کے بہت سے سبب
جاتے ہیں اور وہ اسکا انتظار کرے تو وہ غرور و حماقت میں گرفتار ہے جیسا کہ ایک کاتب نے
میں بیچ بویا اور وقت پر اپنی بی بی یا پر غلہ کی منتظری کر کے اسکو غرور و حماقت کہتے ہیں اور
اگر سبب کے حاصل ہو نہیں سکے افع ہو پہلو سپر کا انتظار کرے جیسا کہ ایک کاتب نے
اچھی زمین میں بیج بویا لیکن بانی نہیں دیا یا بڑی زمین میں بیج بویا اور بانی دیا پر غلہ کا منتظر
ہے اسکو مٹنا اور زور کہتے ہیں پھر جب یہ مثالیں خوب سمجھ میں آئیں تو ایمان دار کو چاہیے
کہ اپنی نجات اور فلاح کی حتمی فکر کرے اور اس کے سبب کو اپنے میں جمع کرے
یعنی فرمانبرداری مالک کے حکم کی کرے اور نیچے سنہیات سے بہرہ رمت الہی کا امیدوار
ہے اور اس انتظار فری میں خوشی خرمی میں گذران کرے اور جسے اپنی نجات اور فلاح کے
اسباب کو کہو دیا اور اپنی عمر کو نامرضیات الہی میں صرف کیا پھر منتظر غلام و نجات کا عہدہ
احق ہے اور غرور میں گرفتار اور شک کی صورتیں جیسے غار و درہ کیا لیکن اوسکی شرمندگی
خوب بجا نہ لایا تو وہ آرزو مند ہے بیٹے نانا اسکو نجات ہو لیکن یہ دونوں صورتیں اخیر کی
امد قلم کے نزدیک بری اور نامقبول ہیں منقول ہے کہ سلیمان بن عبد الملک حج کے لئے
شام سے آتا تھا مدینہ منورہ میں حضرت ابو حازم تابعی سے ملا اور پوچھا کہ حکومت کیوں
برہم لگتی ہے اور دنوں نے کہا کہ اتنے اپنی دنیا کو آباد کیا ہے اور خزانہ کو اجاڑا ہے سو تم آبادی سے
اجاڑ میں جانا برا سمجھتے ہو سلیمان نے کہا کہ حج کھائے پھر سلیمان نے کہ قیامت کے دن بندگی
ملاقات پروردگار سے قطع ہوگی ابو حازم نے کہا کہ اگر بندہ نیات کو طمع ہوگی کہ جیسے سافر
شہر سے بہت دور نہیں اپنے گھر آتا ہے اور بہت کچھ کما کے اپنے گھر ساتھ لاتا ہے خیال کیجئے کہ
گھر والے کیسے خوش ہونگے اور کیسی خاطر داری اوسکی کر نیکی اور اگر بندہ برا ہی بہت برائیوں
کر کے دنیا سے گیا ہے تو اسکا سامنا دیا ہوگا جیسا کہ غلام ہمارا کا اور خداوند نے پاد سے اوسکے
پیر دیکھو بیچے وہ پاد سے اوسکو کپڑے لٹاؤں بہت کر لیاں اور بانوں پیر لیاں اور گلے میں طوق
ڈالے اوسکے ٹاک کے حضور میں لاؤں اوسکے اوسوقت کی حالت کو خیال کرو کہ غلام کیا
شرمندہ ہوگا اور مالک کے نزدیک کیا لائق لعنت و نفرین کے کا ہوگا سلیمان کو سہاگے سے
رقت غالب ہوئی بہت رویا اور کھا کہ کیا یہی بات ہوئے کہ میں اپنا حال جانوں کہ مجا کو سطر
دن و رات صورت میں سے اوس مالک مطلق کے سامنے بجا و نیکی ابو حازم نے کھا کہ ہاں
کا معلوم کرنا بہت آسان ہے اور قرآن شریف میں خوب کہوں کہ ایمان فرما ہے سلیمان نے
پوچھا کہ کس آیت میں ابو حازم نے کھا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ اَکْثَرَ کُفْرًا لَّيُفْعِلْ وَرَأْسُ
الْفُجْرَةِ اَنْ لَّيُفْعِلْ بِحُجْرَةٍ اب اپنے علم و شنا جائزہ دیکھو کہ ابراہیم نبوی خجاریں سلیمان نے کھا کہ
ہمارے علم و پیر خجاریں تو کہاں ہے رحمت الہی ابو حازم نے کھا کہ اسکا جواب بھی قرآن میں

بغایت اسبیل
گونا گونا گونا
موقوف ہونا
زمانہ ان سے
حکایت سلیمان
بن عبد الملک
ابو حازم

رہنے والی گوی اہل لبس حرمی اور باخون اقلیم کے ہونے والے سنج رنگ اور چمکی اور ساتوین قلم کے
 رہنے والے زرد رنگ ہوتے ہیں اور حضرت نصیری رحمہ اللہ نے لکھا کہ بعضوں کو ایسی صورت پر
 پیدا کیا ہے کہ اپنے بندگی کے لیے جن ایامے جہا کہ حضرت عیسیٰ کے حقین فرمایا ہے **فَصَلِّطِينَ**
لِقَتْلِهِ اور اورانیہ کے حقین فرمایا ہے **اِنَّكَ اَنْ تَحْلُمَا بَيْنَکَ وَهَاتِهَانِ** ہوا اور اللہ
 عبادنا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** میں کہ وہ تھا جہا کے سینے ہو کے بندہ اور یہ کہ وہاں ہوا خاصہ نہ ہو
 مانند میں کہ حضور کی خاص خدمتوں کے لیے مقرر ہوئے ہیں اور بعضوں کو ایسی صورت پر پیدا کیا
 کہ اس کے غیر کثیر مشغول ہیں جیسے بعض مال کی تجارت کے لیے اور بعض کو بہتین میں اور بعض کو
 ویشہ میں مشغول ہیں کہ دنیا کا کام چلے اور اس کلام میں جو گمان سمجھا کہ کرم کی صفحتی
 سے جو اس توہم و سوال میں مذکور ہے شاید کافر کہنے لگیں کہ ہمارا غرور و عہد او کے کرم پر
 تھا ایسے دوسری توجہ و تہیہ پہلے سے ہی زیادہ تحت انشاء فرمائی **اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ**
اَللّٰہُ اَعْلٰی **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی**
 تم جو ہوتے ہو انصاف ہونا **مَوْءِیَّۃٌ نَّفْسِیْہِ** یعنی ایسا نہیں ہے کہ
 او کے کرم پر عہد او کے نہ کرتے ہو ایسے کہ یہ عہد تو آخرت کی جزا کے اقرار کرنے پر او کے
 عہد والے برقوق ہے اور تم آخرت کا اقرار و عہد نہیں کرتے ہو بلکہ **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی**
 بلکہ تم انکار کرتے ہو جزا کا اور حال یہ ہے کہ جزا کا وعدہ یہ اویسے کرم کا مقتضائے تاکہ ابھی جزا
 امید بر طاعت کرو اور دین دنیا کو نہا سے کام لیتے ہیں جاوین اور عذاب کے خوف سے گناہ
 سے بچتے ہو تاکہ دین و نون جہان کے نہا سے بکر جاوین اور جزا کا انحراف سے کس طرح پر لگا
وَلَا تَعْلٰیہِ کُلُّہٗ عَزَّوَجَلَّ **وَلَا تَعْلٰیہِ کُلُّہٗ عَزَّوَجَلَّ** **وَلَا تَعْلٰیہِ کُلُّہٗ عَزَّوَجَلَّ** **وَلَا تَعْلٰیہِ کُلُّہٗ عَزَّوَجَلَّ**
یَعْلٰیہِ کُلُّہٗ عَزَّوَجَلَّ اور بعض تفسیرین میں کہہ جہاں بڑے کہتے
 جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو **فَتَحْتِہٖ** اور تہہ نہا جہاں مقرر ہیں سردار کہنے والے جانتے
 میں ہو کرتے ہو **مَوْءِیَّۃٌ نَّفْسِیْہِ** **وَلَا تَعْلٰیہِ کُلُّہٗ عَزَّوَجَلَّ** **وَلَا تَعْلٰیہِ کُلُّہٗ عَزَّوَجَلَّ**
 کی حالت سے تہہ لگا **فَصَلِّطِينَ** چوکیدار مقرر ہیں تاکہ دنیا اور ہر کام و نہا سے خبردار رہیں
 اور کوئی اچھا کام نہا اسباب نہا سے اور کوئی بُرا کام نہا سے **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی** **اَللّٰہُ اَعْلٰی**
 چوکیدار سے حق نہا سے کی صفت کے موافق سے کرم کا موازنہ کرتے ہیں خواہ ان کے کرموں میں
 جو تم سے کرتے ہیں ایک بہت ہے کہ تم سے چھوٹے ہیں اور اپنے تئیں تم پر ظاہر نہیں کرتے تاکہ کہیں
 شرمندہ ہو کہ عورتوں کی محبت اور عہد و نہا اور اپنی مزیداریاں اور لذتیں چھوڑ دے اور ان کو
 کرموں میں سے یہ ہے کہ باوجود نہا سے کام جانتے کے تم کو نصیحت اور رسوا نہیں کرتے ہیں اور
 کیسے کہ تم نہا سے ہیں ان کو کہتے ہیں اور ان کے کرموں میں سے بہت ہے کہ جب سے کوئی
 نیکی ہو تو اس کو دس گونے کر کے کہتے ہیں کیسے اگر ایک روپیہ صد کے راہ میں تم سے دیا ہو اور

یعنی
 میں نے اپنے
 لیے چاہا ہے

یہاں کرام کا تہہ کے ساتھ ساتھ
 اور نہا سے کر کے تہہ

کر دیکھے کیسے توڑی ہوئی سختیاں اوسدن کی استقامت ہوئی کی طور پر مجھایاں فرماتے ہیں و ماک
 اذ رلت الہ عزیزی ۛ و ماک اذ رلت ماکوہ الدین ۛ و ماک
 اذ رلت ماکوہ الدین ۛ اور کس چیز نے مطلع کیا تجھ کو اے آدمی کہ کیا ہے روز جزا کا پیر کہتا ہوں
 کہ پیر نے مطلع کیا تجھ کو کیا ہے دن جزا کا ۛ فتح ۛ اور تجھ کو خبر ہے کیا ہے دن انصاف
 کا پیر ہی تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے دن انصاف کا ۛ مو ۛ تفسیر و ماک اذ رلت
 الہ اور کیا جانتے کہ کیا ہے دن انصاف کا حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ اپنی عقل سے سختیاں
 اور سختیاں اوسدن کی آدمی دریافت نہیں کر سکتا ہے اسلئے کہ جو وہ کہہ دو کی سختیاں اور قیاس
 و نوعین اور پیر گذری ہیں یا کسی نے ہم سے کس سے میں وہ ب اوسدن کی مصیبتوں اور سختیوں کی
 نسبت سے کچھ حقیقت نہیں کہتیں تاکہ انکو انہر قیاس کرے اور عقل کا کام تو یہی ہے کہ بن
 ویکھی چیز کو دیکھی چیز پر قیاس کر لے اور بنی کو سنی پر شتم ماک اذ رلت الہ پیر بعد مہلت
 کے ہم کہتے ہیں کہ تو نے کیا جانا کہ کیا ہے انصاف کا دن انصاف پر شتم کے لفظ کا حاصل یہ ہے
 کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ انکو سمجھنے ہی آدمی دریافت نہیں کر سکتا ہے بعد توڑی دیکھ کر ٹول
 کر دیکھے اوسکی حقیقت معلوم ہوتی ہے لیکن جو چیز ایسی ہے کہ وہم و خیال کی اوسین گنجائش نہ ہو
 چیز میں ملوں تک فکر و تامل کرنا ہوتے ہیں اوسکے دریافت سے نا امید ہونا دونوں برابر میں
 اسی سبب فرمایا ہے کہ بعد مہلت و فرصت و راز کے ہی اوسکی حقیقت حال کو دریافت کر
 گے مگر توڑی ہوئی شدت اور سختی اوسدن کی جسے بیان کرتے ہیں ہم وہ دن یوم کا مکتب
 الہ عزیزی ۛ یومہ کا مکتب نفس لئیس شیکہ و الامریق مین اللہ ۛ
 وہ دن ہے کہ فائدہ پہنچا سکیگا کوئی شخص کیونکہ کچھ اور حکم اوسدن خدا ہی کو ہی ۛ فتح ۛ
 جسدن بعد از شت کوئی ہی کسی جیکہ کچھ اور حکم اوسدن کا ہے ۛ مو ۛ تفسیر
 یومہ کا مکتب الہ جسدن نہ مانک ہو کوئی جان کسی جان کے لیے کچھ ہر حکم سے شدت
 اوسدن کی جان ہی پاتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی ملازمین کو فخر چاہتا ہے تو پہلے عوام لان
 سے اوس شہر کے اوس بلوکے و فیعی کی تدبیر پوچھتا ہے اور اپنی غلامی و ڈونڈا تہے اور جب ملتا ہے
 کہ عوام سے کچھ کار براری نہیں ہوتی تب غصہ کی طرف جواوس ملا کا و فیعیہ جانتے ہیں الہی
 لیا جاتا ہے جیسے طبعی بلاق کی طرف رجوع کرتے ہیں یار یوں کے کفر کے نیکے لیے اور کامل جراحوں کی
 طرف چوڑے اور موغین اور تیز لفظ کمالوں کی طرف آگہوں کی مصیبتوں میں اور عادل کا کوئی طرف
 غلام و زبردستی کے مقدمہ میں اور ہر کام کے تجربہ کاروں کی طرف اور کاموین اور جب دیکھتا ہے کہ
 انین سے کوئی میرے حال پر متوجہ نہیں ہوتا ہے تب لاچار ہجے اوسنے یار دوستوں سے سفارش
 کرتا ہے اور مدد چاہتا ہے اور پہنچے کا براری کرتا ہے لیکن اوسدن جتنے نامے شتہ اپنا
 اشنا کے ہیں سب نیست و نابود ہو جائینگے اور سوئے نفسی نفسی کے کیونکہ دوسرے کے طاق نیست

وہرمان ہنوگی بیان کہ مان پ کو اپنی اولاد پر رحم نہ ہوگا اور نہ مان باب کا اولاد کو کچھ غم ہوگا
 سب سے پہلے اپنے حامیوں میں ہنگامہ ہوگئے اور وہاں کے مقدمات میں کیکوڑنے ہوئے کچھ دخل ہوگا
 خاص نیسے عوام کی طرح حیران و پریشان ہو گئے اور بڑے بڑے سردار عالم کے ماتہ کش و پز
 ہو گئے اوس دن بدون حکم اوس ملک ہلاکت کوئی کیسی شفا نہیں کہہ سکیگا اور عاجزی اور جاہلی
 اور صبر و تقویٰ و دونوں خیال مذکور ہوئے اوس دن وہی ارجمند زمین جبر پر حکم کرے اور سب کو
 ہے اور جبر و قہر و غضب ہو اوسکی خرابی اور رسوائی اور اس آیت میں تین عموم واقع ہوئی ہیں پہلا عمومی
 ملک کی زمین اور دوسرا مملوک کی زمین اور تیسرا مملوک کی چیز میں اور ان تینوں عموم سے پہلے وہ
 مایوسی حاصل ہوئی اپنی نصیبت کے دفع کر تین کسے سرے کی طرف اتھا کر تینوں اوس دن کے
 مسالہ میں چنانچہ یہ بات ظاہر ہے **وَ اَلَمْ یَکُنْ عَلَیْکُمْ اَللّٰہُ** اور حکم اوس دن کے لیے ہے
 اور دنیا میں بطرح بادشاہ کا حکم رعیت پر اور مان باب کا حکم اولاد پر اور آقا کا حکم نوکر پر اور خدا کا
 حکم جبر و پروریان کا حکم کوئی غلام پر جاری ہوتا ہے اوس دن یہ سب حکم موقوف ہو جائیں گے
 اور سوائے اوس ملک علی الاطلاق کہے کہ اس کے لیے قدرت دم از نیکی ہوگی جبکہ اوس ملک نے
 پند کیا ہے اوسکی نجات ہے اور جبکہ سب سے پند کیا اور اسکی ہلاکت و خرابی ہی ہوگی
 بعضی جیسے پسند اور بعضی وجہ سے ناپند کیا و گئے واسطے پیغمبران یا اولیاء یا عالماء یا حفاظان شہان
 یا فزشت ہو کہ حکم ہوگا کہ غلامانے شخص کی شفاعت کرنا کہ تمہاری ہی عزت و مرتبہ پڑے اور
 اس طرح کی شفاعت جو حاکم کے حکم پر موقوف ہے اوس میں کیکوڑنے نہیں ہوتا اور چھٹا کہ نابہادی
 نچا ہے اور اسی مضمون سے معلوم ہوگا کہ اس آیت میں شفاعت کی نفی نہیں ہے جو معتزلیہ نے چھوڑا
 بلکہ شفاعت کا ہونا حاکم کے حکم پر موقوف رکھا ہے اور یہی جملہ سنت و جماعت کا صحیح مذہب
 و عقائد **وَ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْغُیۡبِ** **سورۃ مطففین**
 اس سورۃ میں اختلاف ہے کہ کئی ہے یا دین اکثر متنبہ تفسیر وغیرہ مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لگئے اور اوس وقت میں وہاں کے لوگ مابہاد و تولدین و نابازی بہت
 کرتے تھے تو یہ سورۃ نازل ہوئی اور اول سورہ جو مدینہ میں اترتی وہ ہی سورۃ ہے جس آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مدینہ کے لوگوں کو یہ سورۃ تعلیم فرمائی اور وہ لوگ ہدایت سے قرآن اور رسول کے گونے
 اور وہ نابازی چھوڑ دی چنانچہ اوس روز سے آج کے دن تک کوئی پورا اپنے توٹنے والے مدینہ
 منورہ کے نوکے براہ زمین و جو لوگ کہ اس سورہ کو مکی کہتے ہیں تو ادھکا قول یہ کہ یہ سورہ
 کہ مصلحہ میں اترتی تھی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف فرما ہوئے اور وہاں کے
 لوگوں کو اس باب میں مبتلا دیکھا تو یہ سورۃ اس کے سنانے پڑی پس اس سبب کے لوگوں نے جاکر یہ
 سورہ میں وقت نازل ہوئی اور اس کے ربط کی وجہ سے سورہ انفاس کے یہ ہے کہ اوس سورہ میں نیک کا ذکر
 بہ کار و گئے نامہ اعمال کی ابتدا کا مذکور ہے کہ دنیا میں کچھ جاتیں اور پس سورہ میں ان اعمال کے

کہ سورہ میں ہیں

فرمایا قوم حرام

مزید داس

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

وہی مصلحت

رو کی جان ہے حاصل کلام کا یہ کہ مقدمہ اب تول کا نہایت نازک ہے حضرت شعیب علیہ السلام
 قوم پر جو عذاب نازل ہوا تھا سو اسی گناہ کی شامت سے تھا اور علماء کو اس کے کبیرہ مومنین
 اختلاف ہے بعض تو اسے ازراہ مباہلہ کے کہا ہے کہ قصد اس فعل شعیب کا یہی کبیرہ ہے اور بعض
 فرق کیا ہے قلیل و کثیر میں کہتے ہیں کہ اگر نقصان اب تول جو کسی کی نصاب کی حد کو پہنچے
 اس ملک کے تین سب کے راجع کے قریب ہوتے ہیں تو کبیرہ ہو جاتا ہے اور اگر اس سے کم ہو
 تو صغیر ہے اور اکثر ظاہر میں ہر مقام پر کبیرہ کر کہتے ہیں کہ تہوڑا سا حق کدیا و بارگاہا ہتھیر
 و بال نہین رکھتا اور بالا جماع صغیر ہے لطیف کو کیوں کبیرہ میں گناہ ہے اور اوپر سخت و عید و نما
 جواب اس کا یہ ہے کہ غصب ایک گناہ ہے شریعت کی تہیاری ہوئی چیز کا اور یہ لطیف ایک
 غم ہے عدل کی صورت میں تفصیل اس کی یہ ہے کہ تول اور اب کی چیز کو ملو نہ ملنے عدل
 قائم کر نیکی لیے مقرر فرمایا ہے اور مخلوقات کے معاملہ کا مدار انہیں دو نوع چیزوں پر رکھا ہے
 پس ان دو نوع کو و علیہ ظلم کا قرار دینا ایسا ہے جیسے عبادت کو سبیلہ گناہ کا تہیاری ایسا ہے بڑا گناہ
 منقول ہے کہ اپنے زمانے کے ادا ہونے و عطا و نصیحت میں فرمایا کہ ملو کچھ معلوم ہے کہ بعض فقہ
 حق میں کیا عید آیا ہے تم جو کو کئے مال سے تول کہا ہے تو تمہارا کیا حال ہو گیا ہے مراد اس
 بڑا گناہی یہ ہے کہ باوجود ظلم کا یہی لطیف کے مانند شریعت کے حکم کے برخلاف اور اولیٰ ہے
 کیونکہ قدرت سلطنت کی اس کو واسطے دی ہے کہ قائم ہونا عدل کا اور درہونا ظلم کا ہو پر جو اس
 قدرت کو عدل کے ٹھکانے اور ظلم کے قائم کرینے کے قلوب موصوع کا اور خلاف مقتضی کا
 لازم آتا ہے غرض کہ ہر صورت ہر لمحے کنا ہو زمین سوائے خلق اللہ کی حق تلفی کے تلبیس اور
 اور مکر اور رشتہ سماعت الہی میں کرنا ہے اور ظلم کو عدل کی صورت میں نمودار کرنا ایسا ہے
 جیسے قرآن کو درمیان میں دیکر و خاکرے بس ایسی ایسی ہر ایمان جمع ہونے سبب
 کبیرہ ہوا ہے اور سطح سجدی کو شامت کی جگہ بنا کر حرام ہے نہ غیر مسجد کو اور دین کے
 کام دنیا کی غرض کے لیے اور اپنے کو صلحا کی صورت سے نمودار کر کے والدیسی کی دینی نہایت
 بری ہے کھلے بند و دنیا طلب کرنے اور ظاہر حق و فوج سے اور جو لطیف اپنے گناہاں
 اور تول میں کبھی بے پردائی کی راہ سے ہی ہوتا ہے چنانچہ بعضا شخص وارستہ مزاج ہوتا
 لیکن دین میں جب ان حسیا طہین کرنا اور یہ لطیف پنا حق لینے میں مضائقہ نہیں ہے
 لیکن دوسرے کے حق میں کرنا حرام و ممنوع بلکہ اس قدر شدت و عذاب اس کے واسطے نہیں ہے
 کہ اس کے کرنا بے پردے کا لغو کہا جاوے اس قسم کی لطیف کے تراز کے واسطے مطعون
 ایک دوسری علامت و صفت سے موصوف فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ کم کرنا یا حق
 مزاج کی بے پردائی اور وارستگی کی راہ سے نہیں ہے بلکہ کمال طامی اور ہوشیار مہی جان چکر
 بہ کام کر رہا ہیں اور محال حرم کہتی ہیں کیونکہ ان کی صفت یہ ہے کہ ان کی ہر ایک حرکت و عمل ان کی

بن کا کام
 دین کا کام
 واسطہ ان کا
 ہر ایک ظاہر
 کے حق و فوج
 کی طرف سے

[illegible]

ایم کافظ کے
مبالغہ کا ہے
آدم کا سہا
کی گواہی ہے
دیکھ لیں

اور زہار انہی کے کہ جڑوں تغیر سے کیا کی گئی اور مضبوط کی گئی ہیں وہ بھی اوس کے ذہن میں تینہ اور عسرت
 پیدا نہیں کرتیں کیونکہ اِذَا شَتَّى عَلَيْكَ اَلَيْتُكَ اَلَمْ تَعْلَمْ عَنِ يَوْمِ لَوْ اِذَا شَتَّى عَلَيْكَ
 اَلَيْتُكَ فَكُلَّ اَسْجَا طَيْرًا اَوْ رَافِقًا جب پُرسی جادین اور پُرسی تین ہمارے کہے کہ نانیان میں اکلوی
 ۱۰ فتح ۱۰ جب سنا ہے اوسکو ہماری آیتیں تعلیم میں پہلوی ۱۰ **موہ نقسیر**
 جب پُرسی جاتی ہیں اور ہر طارعتی یقین کہ ہونے پر چرا کے دن کے اور باز خست پر علی المد کے حق کی
 اوس روش کے دلالت کرتی ہیں تو ازراہ غماض کے کہتا ہے کہ یہ کہ نانیان میں اکلوی کہ لوگوں کے خوف کا
 اور ڈرا کیونکہ کاموں سے بنائی گئی ہیں کہ غلام و غصب سے ملک خراب ہو جائے اور فتنہ و فساد پھوٹ کرے
 سوائے کہ اصل نہیں کہ اوپر کو پھر یقین کیا جائے ۱۰ **عزیزی** ۱۰ کلا بکل ران علی فلو یوم
 ماکا نو اکیسبون ۱۰ نہ نہ رنگ اگایا ہے اوسنے و نوپرو چنے کرتے تھے ۱۰ **فتح** ۱۰ کوئی نہیں
 پر رنگ پڑ گیا اوسنے و نوپرو وہ جو کچھ کہتا ہے ۱۰ **موہ نقسیر** ۱۰ کلا یون بیجا
 چاہے اور یون نہ کہا چاہے کیونکہ واقع ہونا جزا کا اور ہر دنیا خلق اللہ حق پُرسی پُرسی دلائل علیہ
 اور گوامون نقلیہ صا قد متواترہ سے ثابت ہے پھر اگر وہ گواہ شفی منکر و نکی خاطر کی نگرین اور کے
 ولشیں نہوں تو اوان گوامون اور دلیوں کے قصور نہیں بکل ران علی فلو یوم
 بلکہ رنگ چہا گیا ہے اوسنے و نوپرو بیان کہ کہل کامونہ سب یاہ ہو گیا ہے ماکا نو اکیسبون
 وہ جو کہ کیا تھا و نیامین اور کیفیت اوس رنگ کے پیدا ہو نیکی نوپرو وہ جو رویت سے عبداللہ
 مسو رنے امد علی اور او صحابیوں سے روایت کی گئی ہے یہ ہے کہ جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے
 تو ایک سیاہ داغ اوسکے دل پر پیدا ہوتا ہے اگر اوسنے توبہ کی تو اُمید اوسکے دل کا صاف روشن ہو جاتا
 والا وہ خال سیاہ اوسین رہ جاتا ہے پھر جب دوسرا گناہ کیا تو ایک اور نقطہ پیدا ہوا سیطرے
 ہر گناہ سبب پیدا ہونے سیاہی کا ہوتا ہے بیان کہ کہ تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اندھیری چہا
 جاتی ہی اور دل مانند اُمید کے ہے جتنا صاف ہوگا اوتنی ہی صورت اوسین نمودار کیگی اور جب تک
 آلودہ ہو گیا تو کوئی صورت اوسین نہیں معلوم ہوتی پس پیدا ہونارین یعنی رنگ کا دل پر سجناستجہ کہ
 استعداد کے باطل ہو نیکا سبب ہوتا ہے دلیوں کف سے اور ذکر دلیوں کا اور غمیر و نکی صحبت کا اور اوپر
 تاثیر نہیں کرتا اور حق کو باطل و باطل کو حق جانتا ہے اور برکوا چہا اور چہا کو برکوا سمجھنے اور احوال
 سیاہ پیدا ہونیکے معنی کہ حدیث شریف میں وارد ہیں یہ ہیں کہ ہر فعل بلا یک بہت علمانی الطیف
 قلعے پیدا کرتا ہے یہ یہ کہ اس گوشت کے تو ہر شیر چو کلی کی صورت ہے رنگ آتا ہے کیونکہ یہ
 گوشت کا تو ہر قلب حقیقی نہیں ہے کہ نیک و بد کا منکوا و سین تاثیر میں قلب حقیقی عبارت اس
 الطیف ہے کہ جسم محمی سے تعلق رکھتا ہے جیسے بنائی اور شوائی ایک اور چیز ہے کہ کہہ امد
 سے تعلق رکھتے ہیں اور جانا چاہے کہ حفضل اور قاری معتبر لام پر بل کے سکہ کرتے ہیں اور لام کو
 حرف میں موافق قاعدے پر ملوں کے صاف او غام نہیں کرتے اور غا ہر ہے کہ یہ طریقہ ادا کر نیکا

۲۰
 نہ نہ رنگ اگایا ہے
 اوسنے و نوپرو چنے کرتے تھے
 ۱۰ فتح ۱۰ کوئی نہیں
 ۱۰ **عزیزی** ۱۰ کلا بکل ران علی فلو یوم
 ماکا نو اکیسبون ۱۰ نہ نہ رنگ اگایا ہے اوسنے و نوپرو چنے کرتے تھے ۱۰ **فتح** ۱۰ کوئی نہیں
 ۱۰ **موہ نقسیر** ۱۰ کلا یون بیجا
 چاہے اور یون نہ کہا چاہے کیونکہ واقع ہونا جزا کا اور ہر دنیا خلق اللہ حق پُرسی پُرسی دلائل علیہ
 اور گوامون نقلیہ صا قد متواترہ سے ثابت ہے پھر اگر وہ گواہ شفی منکر و نکی خاطر کی نگرین اور کے
 ولشیں نہوں تو اوان گوامون اور دلیوں کے قصور نہیں بکل ران علی فلو یوم
 بلکہ رنگ چہا گیا ہے اوسنے و نوپرو بیان کہ کہل کامونہ سب یاہ ہو گیا ہے ماکا نو اکیسبون
 وہ جو کہ کیا تھا و نیامین اور کیفیت اوس رنگ کے پیدا ہو نیکی نوپرو وہ جو رویت سے عبداللہ
 مسو رنے امد علی اور او صحابیوں سے روایت کی گئی ہے یہ ہے کہ جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے
 تو ایک سیاہ داغ اوسکے دل پر پیدا ہوتا ہے اگر اوسنے توبہ کی تو اُمید اوسکے دل کا صاف روشن ہو جاتا
 والا وہ خال سیاہ اوسین رہ جاتا ہے پھر جب دوسرا گناہ کیا تو ایک اور نقطہ پیدا ہوا سیطرے
 ہر گناہ سبب پیدا ہونے سیاہی کا ہوتا ہے بیان کہ کہ تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اندھیری چہا
 جاتی ہی اور دل مانند اُمید کے ہے جتنا صاف ہوگا اوتنی ہی صورت اوسین نمودار کیگی اور جب تک
 آلودہ ہو گیا تو کوئی صورت اوسین نہیں معلوم ہوتی پس پیدا ہونارین یعنی رنگ کا دل پر سجناستجہ کہ
 استعداد کے باطل ہو نیکا سبب ہوتا ہے دلیوں کف سے اور ذکر دلیوں کا اور غمیر و نکی صحبت کا اور اوپر
 تاثیر نہیں کرتا اور حق کو باطل و باطل کو حق جانتا ہے اور برکوا چہا اور چہا کو برکوا سمجھنے اور احوال
 سیاہ پیدا ہونیکے معنی کہ حدیث شریف میں وارد ہیں یہ ہیں کہ ہر فعل بلا یک بہت علمانی الطیف
 قلعے پیدا کرتا ہے یہ یہ کہ اس گوشت کے تو ہر شیر چو کلی کی صورت ہے رنگ آتا ہے کیونکہ یہ
 گوشت کا تو ہر قلب حقیقی نہیں ہے کہ نیک و بد کا منکوا و سین تاثیر میں قلب حقیقی عبارت اس
 الطیف ہے کہ جسم محمی سے تعلق رکھتا ہے جیسے بنائی اور شوائی ایک اور چیز ہے کہ کہہ امد
 سے تعلق رکھتے ہیں اور جانا چاہے کہ حفضل اور قاری معتبر لام پر بل کے سکہ کرتے ہیں اور لام کو
 حرف میں موافق قاعدے پر ملوں کے صاف او غام نہیں کرتے اور غا ہر ہے کہ یہ طریقہ ادا کر نیکا

منقول جناب سے حضرت جلیلہ علیہ وسلم کے ہوگا اور نزولِ وحی کے موافق ہوا ہوگا اور اس آیت میں نہایت بڑا منظر ہے اس شخص کا کہ کناہ پرگناہ کیے جاتا ہے اور اسکا علاج جلد تو یہ اور سختی سے نہیں کرتا تو اس کے مثال ایسی ہے جیسے ایک مریض تھوڑی سی بیماری کو خیال میں نہیں لیتا اور کہانے پینے میں یہی بلے عدالتی کرتا ہے اور دوا داری کی تدبیر نہیں کرتا یہاں تک کہ فساد مزاج کا حکم ہو جاوے اور قابلِ علاج کے نہ رہے اور یہ مرض باطنی ہے کہ وہے اظہار روحانی کے کہ مراد دنیا اور دنیا دار ہیں اسکو اور کوئی نہیں جانتا اور علاج نہیں کر سکتا اور بڑی قیامت یہ ہے کہ یہ مرض حبس کر کے مزاج کا فساد کا موجب اور مانعِ نظر اور کف کا ہوتا ہے سیطرہ سے انبیاء اور اولیاء دور کرتا ہے اور ایک حجاب کیف اظہار روحانی کے دریافت میں پیدا کرتا ہے ہر جگہ طیب کو نہ پہچانے اور دجال کو مسیح جانا تو معراجِ محالی ہو گیا اور نوبت یاس کی پہنچی اعاذنا اللہ من ذلک اور کہیں رنگ آلودہ دلون دیکھیں کہ ہکو بیت بیت سے ذکر و سنتے اور گناہوں کے ترک سے تعذیب اور صیقل کرنا دل کا ہیکو چاہتے کیونکہ قیامت کے دن تجلی الہی کی چمک سے خود بخود نیل و درمیاں ہو جائیں اور صفائی کا مل حاصل ہوگی جیسا کہ اس روز کے معتقد و کائنات میں ہے تو جواب میں یوں کہنا چاہیے

كَلَّا لَتَهْمُ الزَّمَٰهٗ عَزِيزِي ۝ كَلَّا لَتَهْمُ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ ۝

نہ بلا تشہیم یہاں پروردگار کے دیدار سے پروریں ہو گئے ۝ فتح ۝ کوئی نہیں وہ اپنے رب سے روکے جاوینگے ۝ مو ۝ نفسیر ۝ کلا یون کمان کرنا نہ چاہیے کہ اوکے دلوں کے رنگ لے فقط دنیا میں تاثیر کر کے سمجھتے ہیں اور معرفت سے آیات اللہ کی اور عقائد سے جزا کے دن کے رد کھائے بلکہ تاثیر اس تک کی قیامت کے دن اور زیادہ قوت پکڑیں کیونکہ لَتَهْمُ الزَّمَٰهٗ عَزِيزِي ۝ اور اپنے پروردگار سے معجز ہو گئے اور چمک سے نور تجلی کے فائدہ مند نہ ہو گئے اور دیدار اسکا نہ پاوینگے کیونکہ قاعدہ عقاب ہے کہ نور کو بغیر نور کے نہیں دیکھ سکتے اور حیرت سے کہہ نہ سکی دنیا میں کمال رنگ آلودگی سے دیکھتے اور تلو سے آیات الہی کے اندھے تھے سیطرہ بنیائی اور مکی آخرت میں بسبب غلمات ذاتیہ اور عرضیہ کے دیدار سے اندھ تھے اور ظاہر ہوئی سے افسانہ پال کی تجلیوں کے اندھے ہو گئے

مشعر ۱ ہر کہ مراد نہ بنیدار قدرت و دست غالب است کہ فروشنِ نبی دیدار پر اور جو محبوب ہونا دیدار سے پروردگار کے جزا کے دن کا فرون اور سکرانِ بدائی کے تمام پرند کو فرمایا تو دلیل صریح ہوئی کہ سب سے پہلے کہ مسلمان اوس دن دیدار الہی سے محروم نہ ہونگے اور اوس لذت سے خوش ہو گئے اور اگر مسلمان کو گویا یہ دولت نصیب نہ ہو تو کافر و عین اور عین سب سے کمین کہہ فرق ہوا و ذکر کرنا اس صفت کا کافر و سکتے حق میں نہایت نامناسب اور عین بلاغت کے خلاف ہو مگر اہلک کلام الہی کو کوئی سطرہ کا سمجھے اور حضرت موسیٰ علی نبیا علیہ السلام کو کہ سوالِ حیات کا کیا تھا اس کے جواب میں کئی دستِ کریم ارشاد ہوا تو منظور یہ تھا کہ دنیا میں اللہ کے دیدار کی طاقت ان آلاتِ جسمیہ کے خلاف میں نہ لاسکے گا نہ یہ کہ آخرت میں یہی نہ ہو چکا کیونکہ کلامِ آئندہ یعنی

سلاطین کا
بیک نکر بیک
عین بندہ سلاطین
فریق ملک و پادشاه
خون دراز ملک
مہین ملک
گیب ۱۱۵

دیدار الہی کی دلیل و حقیقت

اِنْ اسْتَقَرَّ مَرْكَبُكَ فَتَسْوِفُ تَكْرَارًا مِیْنِ مَوْتُوفِ مَوَارِیْتِ كَا اَوْ پَرِیْتَقَرَّ اَكْ دِلَتِ
 كَر تَابِهْ، اَوْ سَوْرَهْ فَرَقَا عِیْنِ بَهِشْتِ كے حَقِّ مِیْنِ دَاوَسْ كے حَسْبَتْ مَسْتَقَرَّ اَوْ مَسْكَ مَا
 وَعَدَ حَصْبُولِ الشَّحْرِ اَوْ جَعْلُ الْكَشْرِ طَعْنِیْنِ جِبْ شَرْطِ اِلٰی كَسِی تَوْشَرْ وَطَرْ دُرِ اِنَا جَانِگَا مِیْنِ
 اَخْرَتِ مِیْنِ اِجَاہِ اسْتَقَرَّ اِلَا جَانِگَا تَوْرِ دِیْتِ ہِی اَللّٰہ كِی حُضُورِ مَوِی اَوْ حُضُورِ مَوِی تَوْرِ اِلٰہِی سَیْ اَبَتْ
 ہے كے تَامَامِ مَوْمُونُو كُو ہِیْمِ دَوْلَتِ نَصِیْبِ مَوِی لٰكِنِ مَوَافِقِ اِلٰہِی اِلٰہِی عَمَالِ كے اِسْ نَمَتِ مِیْنِ تَبِیْ
 ہونگے عَامِ مَوْمُونُو كُو جَمِیْعَ كے اَنْ اَخْرَتِ مِیْنِ اَوْ سَكَ نَامِ یَوْمِ الْمَرْیَدِ مَوِی كَا اِسْ دَوْلَتِ سِرْ فَرَا زِ مَیْنِ
 اَوْ رُخْصِ كُو ہِرْ وَرُزْ وَ بَا رِجْہِ اَوْ عَصْرِ كُو اَوْ رُخْصِ كُو كے جَبْتِ عَدَنِ كے رَہْنے والے مِیْنِ تَبِیْ قَرَبِ اَوْ مِیْنِ تَا
 پَاكِ كَا اَوْ نَجْشَا فِ تَحْلِیَا تِ كَا حَا صِلِ ہُو كَا اَوْ رُجْہِ كے بَا یَا كے قِیَا مَتِ كے دِنِ دِلِ كے نَزْكَ كِی اَشْرِ
 دِیَا رِ كِی دَوْلَتِ سَے كے سَبْ اَزْ تَوَسُّعِ بَرِی اِلٰہِی دِلَتِ ہے مَحْمُودِ رِ كَمِیْنِ تَوِگْمَا نِ سَبَا تِ كَا ہُو اَكْ نَزْكَ
 اَكُو دَہْ دِلَوْنِ دِلے كے شُغْوَالِ دِلَتِ جِہَا نِی اَوْ رِ كَر فَا رِ حُصْ دِہو ہے نَفَا نِی كے ہِیْنِ اِسْ مَحْمُودِ مِیْنِ
 اَوْ رِ لَیْغِیْنِ كُو خِیَالِ مِیْنِ نَہْ اَدِیْنِ كے اَوْ رِ طَرْ كے عَذَابِ كُو اَسَا نِ جَانِیْنِ كے تَوَا سَطِ بَا یَا فَرَا سَے
 ہِیْنِ كَر اِنْ مَرُو دَہْ دِلے حَقِّ مِیْنِ فَعْلَ سَبَقْدَرِ حِوَا نِ بَرِ اَلتَّغَا ہُو كِی لٰكِنِ شَحْرَ اَلتَّحْمِلِ
عَزِیْزِی ۛ شَحْرَ اَلتَّحْمِلِ لَمَّا اَلْحِیْطِ ۛ ہِرْ تَقِیْقِ تَبِیْ دِلِ ہونگے دَوْرِ خَمِیْنِ ۛ فَعْلَ ۛ
 ہِرْ مَحْمُودِ دَہْ مِیْنِ ۛ دَوْرِ خَمِیْنِ ۛ **مَوِی** ۛ تَفْسِیْرِ ۛ ہِرْ لَدِ سَبَا تِ كے تَحْقِیْقِ تَبِیْ
 لَوِ كِی مِیْنِ ۛ دِلِ كِی اَكْ مِیْنِ اَوْ جِلْمَا اَوْ نَخَا اِنْ كَمِیْنِ سَبَبِ مَحْمُودِ مَوْیْنِ دِیَا رِ كِی دِلَتِ سَے دَوْنِ
 تَا ثِیْرِ كِی كَا یُو كے اَكْ دِیَا رِ كِی دِلَتِ ۛ اَتے تُو دَوْرِ خَمِیْنِ كَلْفِیْنِ كُو دَہْ دِلَتِ مَافِ اَنْ اِی اَوْ رِ دَہْ كَلْفِیْنِ
 اَسَا نِ مَعْلُومِ ہُو تَمِیْنِ سَوْشُورِ اَوْ تَبِیْ رَا دِیْقِ عَذَابِ كِی ہے ہِیْمِ اَوْ سَطِ فَعْلَا اَوْ سَطِ دِلِ ہونگے ہِرْ دَوْرِ خَمِیْنِ كے ہِی
 اَوْ كے حَقِّ مِیْنِ اَلتَّغَا ہُو كِی لٰكِنِ شَحْرَ اَلتَّحْمِلِ ۛ **عَزِیْزِی** ۛ شَحْرَ اَلتَّحْمِلِ لَمَّا اَلْحِیْطِ ۛ ہِرْ تَقِیْقِ تَبِیْ دِلِ ہونگے دَوْرِ خَمِیْنِ ۛ فَعْلَ ۛ
 ۛ شَحْرَ اَلتَّحْمِلِ ۛ لَمَّا اَلْحِیْطِ ۛ ہِرْ تَقِیْقِ تَبِیْ دِلِ ہونگے دَوْرِ خَمِیْنِ ۛ فَعْلَ ۛ
 ہِرْ كہیگیا ہِی دِہی ہے جِسْ كُو تَبِیْ ہُو تَبِیْ جَانِے تَبِیْ ۛ **مَوِی** ۛ تَفْسِیْرِ ۛ ہِرْ كہا جَا وِیگیا ہِی
 دِہی مِیْنِ ہے جِسْ كُو تَبِیْ اَنْكَارِ كے تَبِیْ اَوْ رِ ہُو تَبِیْ جَانِے تَبِیْ ۛ اَكْ عَذَابِ عَقْلِ اَوْ حَسِی دَوْنِ مِیْنِ جَمِیْعِ ہُو تَبِیْ
 اَوْ رِ حُطْرَ حَسِی اَوْ نَخَا ہِیْنِ دَوْرِ خَمِیْنِ اَكَمِیْنِ جِلْمَا ہے اَوْ كِی جَا نِ ہِی اَوْ سِ جِہْرِ كِی اَوْ رِ خِجَا لَتِ سَے
 كَلْبَا ہُو جَا وِے اَوْ رِ حِیْبِ فِجَارِ كِی بَدَا لِ كے بَا یَا سَے فَا رِ حُصْ ہونگے تَوِگْمَا نِ سَبَا تِ كَا تَبِیْ كَا شَا ہِی
 مَوَاقِعِ ہُو نِیْ كُو جَزَا كے اَوْ رِ مَسْكَ نَا تِ كُو قِیَا مَتِ كے دِنِ كے ہِی اَكِیْ فَرِیْدِ كَارِ دِیْ كَا تَفَا یَتِ كَارِیْ كَا اَوْ تَبِیْ
 بَدِ كَارِ دِیْ اَوْ رِ نِیْ كِی كَارِ ہِیْنِ اِیْ قَدَرِ ہُو جَا وِیگیا كے اَعْمَالِ بَدِ كَارِ دِیْ اَوْ سَلَا نِ اَوْ كُو دِیْ كَا رِ حَقِّ مَوْظُوفِ
 اَللّٰہ كے اَوَسْ اَوَسْ ہِرْ وَا دِیْنِ كے اَوْ رِ نِیْ كِی كَارِ دِیْ ہونگے كچھ بَا تِ جِبْتِ دَرِ مِیَا نِ مِیْنِ نَہْ اَوِیْ گِی اَوْ رِ دَہْ جَا وِیگیا
 حَقِّ مَوْظُوفِ اَللّٰہِ اَوْ رِ خَالِقِ كے اَدَا كِیے تَبِیْ طُہُورِ مِیْنِ نَہْ اَوِیْنِ كے كہو كے حَقْدَا رِ كَا حَقِّ ہِیْجَا دِیْنِ مِیْنِ
 كچھ حَسَا نِ ہِیْنِ ہُو اَكْ اَوْ كے بَدِ لَے مَوْظُوفِ جَزَا كے ہون بَسِ اَوْ كِی جَزَا ہِی بَسِ ہے كِتَابِ
 دِیْنِ شَرِ اَوْ رِ ہِیْجَا وِے عَقَابِ سَے سَلَامَتِ رَہِیْنِ سَوَا سِ گِیْمَا نِ فَا سَدِ كُو بِلُورِ جَوَابِ وِے سَوَالِ مَعْدُورِ

اے
 دے اویسیت
 کچھ جیل
 مین مرقوم
 غلیظہ
 منبت دار

پہنیت نہیں اور بعضی اوقات جو شراب میں کچھ ملا یا ہی اہل مجلس کو منظور ہوتا ہے تو بعض فرماتے ہیں کہ شراب خالص کو جب یا پیئگے کسی اور چیز سے ملا کر پین تو ہی ہو سکیگا و
 مَزَّاجٌ لَمْ يَزَلْ هَذَا وَمَزَّاجٌ مِنْ تَسْلِيَةٍ عَيْنًا لِكُشْرَبِ الْبَقَرِ يَوْمَ ۵
 اور ملونی و سکی آب ستیم سے ہوگی مراد کہتا ہوں چشمہ کہ پیئگے اوس مقرب خدا کے ۵ فتحہ
 اور اوسکی ملونی اوپر سے پرانی ایک چشمہ جس سے پیتے ہیں تریک لے ۵ موہ نقسیر
 اور ملونی و سکی ستیم ہوگی اور تینیم لغت میں اوسچیز کو کہتے ہیں کہ شربت پر خوشبو و ذائقہ
 کے واسطے جیسے گلاب یا مید رشک اور کچھ لکے مانند ملاوین اور مراد ستیم سے یہاں ایک
 چشمہ ہے بہشت میں کہ سب مشبوہ کی شراب سے بہتر اور لذیذ ہے اور مقر میں اور سابقین کو
 اس چشمہ سے خالص ملا و پیئگے اور ہر اور بھی بالعمین کو بطور گلاب و رشک کے ملا کر پیئگے
 اور کہتے ہیں کہ وہ چشمہ عوش کے پیچھے سے اوبق ہے اور مقر میں کے مکانوں کے صحون میں بہتا
 چاچا اوسکے حالمین ارشاد فرماتے ہیں عَيْنًا لِكُشْرَبِ الْبَقَرِ یعنی مراد ہماری ستیم سے وہ چشمہ
 کہ پیتے ہیں اوس مقرب لوگ حاصل کیا ہے کہ مقرب لوگ اوس چشمہ کی شراب کو خالص پیئگے
 ہیں اور ہر اور کو اوس شراب سے بطور گلاب کے پیتے ہیں ایسے کہ مقرب مشغول طرف لاسوی
 اس کے نہیں ہوئے ہیں اور حق کی محبت کو غیر کی محبت میں ملایا نہیں بر خلاف ہر ایک
 کہ محبت و سکی مغنون اور صفو کے سبب ہی اور ہر ایک کے تنہ کے مذکور میں جو انکی ہر ایک
 نوش کا ہی ذکر فرمایا تو اوس کے کہتے کو ہی ارشاد فرماتے ہیں اور تفصیل اوس نکتہ کے
 کو حق تبارک و تعالیٰ کو اوس روز بدل لینا کفار سے مہنی ٹھٹھول کا کلو کے بند و نشہ دنیا میں
 کرتے تھے منظور ہو گا اور وہ خاص بند سے خدا کے سبب کمال تکلیف و وقار کے اس کا
 بدلہ لینے میں توقف کرینگے ناخارا و نکو ایسی شراب کے جام ملا کر سرشار کر دیگے کہ اوس
 نوح سے بہتہ اوس تکلیف اور وقار میں کچھ فرق ہو جاوے گا اور انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ
 اسے لینے جیسا کہ فرماتے ہیں إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ هَذَا عَزِيزِي هَذَا إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ هَذَا
 كَأَنَّ امْرَأَتَيْنِ أَمَّا كَوَافِي كَوْنَهُ حَقِيقَةً كَمَا رَسَمًا نَوْنَهُ مَنَسْتَهُ
 ۵ فتحہ ۵ وہ جو کچھ نگاہ میں وہ ہے ایمان والوں نے ہنستے ۵ موہ نقسیر
 إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ هَذَا مَقْرَبُ لَوْ كُنْهَ كَرْتَهُ دُنْيَا مِينَ جَلِيَّةِ الْكَلَامَاتِ أَلْهَى كَاوْ خَلْقِ
 حقوق اور باقی قول میں ہنستے ٹھٹھول کرتے تھے اون لوگوں نے جو ایمان لائے تھے اور
 کہتے تھے کہ اس گردہ کو کیا خیال فاسد دامن گیر ہو گیا کہ انجون و بچتے لذتوں کو خیالی
 لذتوں کی توقع پر جو روٹے ہیں اور فقط اتنی ہنسی پر ہی کتنا نہیں کرتے تھے بلکہ قالوا
 مَرَوْا اللَّهَ وَادَّامُوا بِهِمْ يَنْفَعُونَ ۵ اور جب گذرتے تھے مسلمانوں پر اسین چمکتی کرتے
 ۵ فتحہ ۵ اور جب ہوئے ان و اس آسین سین کرتے ۵ موہ نقسیر اور

کہا ہے اگر اہانت و تحقیر کا حق ادا کرے اور حجت بات متفرق سے ہی گذر گئی تو منہ بہ منہ ساتھ حاکمات اور
جہالت اور گمراہی کے نسبت کرنا سہل ہے اس ترتیب کی ان آیتوں میں رعایت رکھیں اور کافروں کو
اس غلط بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کو نشانہ دہو تاہم یہ کہ یہ علم ہی اس کا راجحان بخا و بکا بلکہ خبر کے
روز تھیں علم کا یہی انتقام منگے **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ** **عَنْ** **مَنْ** **كُنَّ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**
أَمْثَلُ مِنْ أَلْفِ تَقَاتِلٍ كُنَّ پس آج کے دن مسلمان ساتھ کافروں کے نہیں گئے **فَلَمْ**
سوانح ایمان والے منکر و منہ بہ منہ **فَلَمْ** **تَفْسِدِ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**
سوانح کے دن کہ جزا کا روز ہے جو لوگ ایمان لائے تھے اور کمالات حقیقی کو ساتھ تو تھیں یا نہیں
لذت فسانہ پر ترجیح دیکھتیاں کیا تھیں **الْكَافِرُ** کا روز ہے کہ کمالات کے منکر تھے اور کمالات
حاصل کرنا دیکھو دنیا کی فانی لذتوں میں غرق تھے **يَوْمَ** **يُصْعَقُونَ** **فَلَمْ** **تَفْسِدِ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**
کیا کوئی اندیشہ اور حق ہے کہ کس فانی خیر میں چیز کو کس نفیس باقی رہنے والی چیز پر ترجیح
دی تھی اب وہ زمین کس طرح سے عذاب میں اور طوق و زنجیر و عین جاڑے گئے ہیں اور
حدیث شریف میں آیا ہے کہ کافروں کو دو زمین ایک دروازہ بہشت کی طرف کہو لہ گئے اور
اور دوزخ کے دربان کہیں گے کہ جلد او بہشت میں وہ کرتے پڑتے طوق و زنجیر و عین جاڑے ہو گئے
اوس دروازہ کی طرف جاؤ گئے جب قریب پہنچیں گے تو اوس دروازہ کو بند کر دیں گے اور دوسرے
دروازہ کہو لہ گئے اور کہیں گے اوس دروازے جاؤ تو اوس دروازے کی طرف جانیکا اور وہ
کریں گے اور اک کے پہاڑ و غیر کرتے پڑتے گذرینگے جب دیکھیں گے کہ تو اوس کو بھی بند کر دینگے
نئے ذوالقیاس اور کو دو زمین ان جیلوں سے سرگردان و پریشان کر دینگے اور مسلمان جب بہشت
میں سے یہ حالت اوکھی پھیلے پھیلے لیکن اوجہ دیکھتے ہیں حال دیکھتے کہ کہ ہنس کے سبب
اوکو بکلیں دو قارائع اوکھا اور حد سے ہنس اور مسکرائیں گے اور کافروں کی طرح
کہ دنیا میں چشم و ابرو سے بہن کرتے تھے اور غائبانہ پیدیاں کہتے تھے اور منہ دہ گمراہ ہو کر
تھے یہ بات سن کر ہر گمراہ زمین نہ آوے بلکہ اوجہ دیا حال دیکھنے کے کہ وہ کس کس کس
پڑنے اور لوٹ جانیکا ہے چنانچہ اکثر لوگ اس قسم کے تاشکی واسطے دڑ جاتے ہیں وہ لوگ
اپنے مکانوں سے حبش کرینگے بلکہ **لَا يَكُنْ** **لَكَ** **أَلْفُ** **تَقَاتِلٍ** **كُنَّ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**
نظر کرتے ہیں ہر طرف **فَلَمْ** **تَفْسِدِ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ** دیکھتے ہیں **فَلَمْ** **تَفْسِدِ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**
اپنے سایہ دار تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں اور بہین کمال تکلیف و دھار پوجتے ہیں ہل ٹوٹیں
الْحَمْدُ لِلَّهِ **عَزَّ** **وَجَلَّ** **عَنْ** **هَلْ** **تَفْسِدِ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ** **كُنَّ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ** **كُنَّ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**
سوانح اوکے کرتے تھے **فَلَمْ** **تَفْسِدِ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ** **كُنَّ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ** **كُنَّ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**
فَلَمْ **تَفْسِدِ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ** **كُنَّ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ** **كُنَّ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**
کرتے تھے بیٹھے ٹھیک زنی اور بیٹھے اور لطیفہ گوئی اور گمراہ کہنا **عَزَّ** **وَجَلَّ** **عَنْ** **هَلْ** **تَفْسِدِ** **فَالْيَوْمَ لِلْعَرَبِ**

[illegible]

اپنے فرمایا کہ حساب یہ وہ ہے کہ نالہ اعمال ہو سکے و کما و نیکے اور اواز انگلی کہ لمے میرے بندے
مسلمان جو تو نے بندگی کی سو میں قبول کی اور جو تو نے غفلت کی وہ میں نے بخش دی اور کبھی آج کے
واسطے کھانا جاو گیا کہ جو باقی کر نیکی تہیں سو تو نے کیوں نکلیں اور جو نکلی تہیں سو کیوں نکلیں
فَاَكْتُمْنَ نَوْقَشَ فِي الْحِسَابِ عَذَابٌ بَيْنَ يَمِينٍ پھر جس شخص کے واسطے تکرار اور پوچھنا پوچھنا ہوئی تو
شخص افسوس پڑا ایسے کہ اوس وقت کوئی عذر گناہ کا نہیں رکھتا ہے اور گناہ سے غافل نہیں ہے
اور یہ یہی حدیث صحیحہ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز فرماتے تھے کہ جس
شخص کے حساب لیا جاو گیا اوس کو عذاب بھی ہو گا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ
تو فرماتا ہے فَسَوْفَ يُحْاسِبُكَ رَبُّكَ اور اس آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض آدمی
حساب کے بعد نجات پا لینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حساب نہیں ہے
محض علم و کما ہے کہ تو نے یہ کچھ کیا اوس نے عفو کیا اور فلاں نے فلاں کام نہیں کیے
اور میں نے درگزر کر لیا کہ میں مراد یہ ہے کہ جس شخص کے واسطے پوری پوری پوچھ ہو گی
تو وہ ہلاک ہو گا وَيُنْفِذُ إِلَى آهْلِ عَصْرٍ وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُكَرَّمُونَ وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُكَرَّمُونَ
عذاب کا رہ گیا اور نہ نجات چمکی اور فیصلے کی راحت ہو گی بلکہ نجات کی خوشی اہل عیال کے
لے لی خوشی کے ساتھ ملکر ایک عجیب حالت اوس کو نصیب ہو گی کہ کوئی کیفیت اوس کی برابر نہ
ہو سکتی اور مراد اہل سے اوس کی عورتیں ہیں اور دنیا کی عورتیں جو اوس کے نکاح میں
ہیں اور بیعت میں لینگے اور اوس کے واسطے اور شہداء کے شہر میں اوس کے حساب و کتاب کی
معاوضہ کے واسطے منتظر رہے ہونگے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ بندہ میں وہم
جمع نہیں کرتا جو کوئی کہ دنیا میں کما عمر کر گیا تو اس روز خوش ہو گا **عزیزی**
وَأَكْتُمْنَ نَوْقَشَ فِي الْحِسَابِ عَذَابٌ بَيْنَ يَمِينٍ اوس کو عذاب ہو گا کہ **عزیزی**
اور اس پر جو کوئی دیکھتا ہے اعمال اوس کا اوسکی پیٹھ کے پیچے سے پس یاد کر گیا ہلاکت کو اور
داخل ہو گا ورنہ زمین **فتی** اور جو کمالا اوس کا کمالا پیٹھ کے پیچے سے سودہ بچا بچا
موت موت اور پیٹھ کے آگ میں **موت** تفسیر **وَأَكْتُمْنَ نَوْقَشَ فِي الْحِسَابِ عَذَابٌ بَيْنَ يَمِينٍ**
کہ دیا جاوے اعمال اوس کا دیکھتا ہے اور یہ علامت ہلاکت اور عذاب کی ہے کیونکہ
اولیٰ ماہتہ بہت ضعیف ہے یہ سہ ماہتہ سے اور اس شخص نے ضعیف جانب کو اپنی کہ
خواہش نفس ہی تو ہی جانب پر اپنی کر لے لگا کی فراموش داری ہے مقدم رکھتا ہے
تو ہی کو ضعیف اور ضعیف کو تو ہی کیا تھا اور معاملہ کی صورت کو اول کر دیا یہ واسطے
کو اوس کے اوسے ماہتہ میں دینگے لیکن سامنے نہ دینگے بلکہ اوسے ماہتہ کو اوس کے پیچے
باتوہ دینگے اور اعمال اوس کے اوسے ماہتہ میں دینگے کہ ذکر کا **ظہر** پیچے سے اوس کو
پیٹھ کے **فَسَوْفَ يُحْاسِبُكَ رَبُّكَ** پھر اوس کے پکار گیا موت کو یعنی آواز کر گیا کہ کی طرح

استقامت نہ بین و حق نہ بین

لے اور حق

سوف کا کورٹ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

تاریخ و تاریخ

موت آجاوے اور محکوم ملک کر ڈالے کہ ان اپنے بڑے کاموں کی خزانے خلاصی پاؤں اور وہ
 جو سورہ جاثرو اور سورہ توہین مذکور ہے کہ بعض کلموں کا نام لے سیکے، مابہتہ میں اور بعض کلموں کو لے لیتے
 مابہتہ و نیکے سوہبات کے مخالف نہیں کہ پیٹھ کے پیچھے سے دینگے جبکہ یہاں مذکور ہے
 کہ کیا اعلیٰ مانے کا دنیا اولے مابہتہ میں اسیدھ کے ہوگا کہ پیٹھ کے پیچھے سے دینگے اور جو اس
 شخص حال کے اپنے و فرخی ہوئی کی علامت اپنے اعمال نامہ سے جو اس کے پیٹھ کی طرف سے
 دیا جائیگا و راستہ کر گیا اور اوایلہ محیا و گیا اور دعار موت و ہلاکت کی شروع کر گیا بیان فرمایا
 اب انشاء ہوتا ہے کہ اس قدر جوع فریغ اور اضطراب و بھیرا رہی اور مینا ہی پر ہی کہتا ہوں گا
 بلکہ وہ چیز جس سے وہ ڈر ہے واقع ہوگی و یصلیٰ سعیداً اور یصلیٰ سعیداً کہیں، لیکن کیونکہ
 اِنَّهُ لَمْ يَخْلُصْ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ اِنَّهُ كَانَ رَافِقًا لِّلْكَافِرِ اِنَّ مَسْرُوْعًا لَّيَقِيْكَ وَه
 تبا و دنیا میں اپنے گھر والوں میں خوش کا فتح ہوا وہ رہا تھا اپنے گھر میں خوش وقت
معاہ تفہیم تحقیق وہ تبا اپنے گھر والوں میں دنیا میں خوش اور غم
 کہ دنیا کا غم کر کہتا تھا آخرت کا اور گھر و گناہ سے ہی نہیں ڈرتا تھا اور بعد فقائے کی رضا نہ
 کی جانب کی صلہ رعایت نہیں کرتا تھا اور یہاں سے معلوم ہوا کہ دنیا کی خوشی کے چھوٹے بخت کا
 غم و گناہ سے چنانچہ اور جائے فرمایا ہے فَلْيَخْشَ الْوَلَدِ الْكَافِرِ اور جو شخص کہ اس دنیا میں
 کہہ اور غم آخرت کا کہنا ہو گا تو اس کے دل کا حال یہ ہے کہ بیشہ کی خوشی اور سکون حاصل
 ہوگی اور یہاں پر سمجھ لیا جائیگا کہ خوشی دنیا کی وہی ٹری ہے کہ غفلت اور غافلت
 اور آسودگی سے پیدا ہوا جو خوشی کہ سبب راضی ہوئی کے علم الہی پر یا واسطے حاصل ہوا
 مراتب عالیہ و مینہ کے ہوں محمود اور سرسزناغ ہے چنانچہ سورہ یونس میں فرمایا ہے قُلْ
 بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا خَلْعًا اور یہاں مذکور اسی خوشی اور
 نعمتو بخا ہے کہ نہایت غفلت سے دنیا میں حاصل نہیں چنانچہ صاف فرماتے ہیں کہ
 اِنَّهُمْ لَخَالِفُونَ عِزِّيْ اِنَّهُمْ لَخَالِفُونَ عِزِّيْ اِنَّهُمْ لَخَالِفُونَ عِزِّيْ اِنَّهُمْ لَخَالِفُونَ عِزِّيْ
 دیکھئے کہ ان سے بصریداً تحقیق اس نے کمان کیا تھا کہ رجوع نہیں کر سکا
 خدا اپنے کے مان رجوع کرنا تحقیق سے تحقیق پروردگار اس کا تبا ساتھ حوالہ اس کے مینا
فتح اس نے خیال کیا تھا کہ پروردگار کا تبا ساتھ حوالہ اس کے مینا
مفسر تفسیر اوستہ اطلق الہیہ یہ تمام خوشی اس کا وہ
 نیلے ہی کہ وہ کمان کرتا تھا کہ ہرگز بہرہ نہ جاو گیا عالم مدواح کی طرف اور اپنے جمال کا سہا
 مذکور کیا اس واسطے کہ جوتہ دنیا کی خوشی میں آخرت کا غم یاد نہ آتا ہے یا اپنے روح کا جانا باطل
 ارواح میں اور اپنے علم کو فنا نہ پاتا قیامت میں یاد آتا ہے اور پھر یقین ہوتا ہے تو وہ کچھ
 بالکل فریت ماوردو جاتا ہے سبب لکھا گیا ہے اور منزل جانان چہ بہن ویشن چہ بہن

فرا
 ہرگز بہرہ نہ
 جاو گیا عالم
 مدواح کی
 طرف اور اپنے
 جمال کا سہا
 مذکور کیا اس
 واسطے کہ جوتہ
 دنیا کی خوشی
 میں آخرت کا غم
 یاد نہ آتا ہے
 یا اپنے روح کا
 جانا باطل
 ارواح میں اور
 اپنے علم کو فنا
 نہ پاتا قیامت
 میں یاد آتا ہے
 اور پھر یقین
 ہوتا ہے تو وہ
 کچھ بالکل
 فریت ماوردو
 جاتا ہے سبب
 لکھا گیا ہے
 اور منزل جانان
 چہ بہن ویشن
 چہ بہن

رکھتے ہیں جیسے خلقِ ذکر اللہ کے اور جامعینِ تراویح کی اور مجلسِ قصرِ شرابِ بخاری وغیرہ کی
 سببات میں ہولت میں اور اونکے واسطے جمع ہوتے ہیں وَالْفکرُ اَلْمَرْفَعُ کہتا ہوں چاند کی
 جب نور اوسکا اور ہوتا ہے اور شام سے صبح تک روشنی رہتی ہے اور برائی کے حجاب کو اٹھا
 دیتا ہے لکن اَلْمَرْفَعُ کہتے ہیں کہ چڑھتا ہے کہ بند پر کھنڈ یعنی پہلے بعد جائیے اس دنیا سے
 ایک حال میں ہوگی کہ اوسکو رجوع الی اللہ سمجھو گے بعد اسکے اس حالت سے گزر کے ایک نئی
 حالت کو پہنچو گے تو جانو گے کہ حالتِ رجوع کی یہی ہے اور اگلے حالتِ سہالت کی تہید ہی وہی
 ہے الفیاض بیانِ پاک کہ بہشت میں یادِ فرحین جا بھیرو گے اور سفرِ مہارِ اتہام ہو جاوے گا بعد
 سے آکر روگے اور جو گز زمانِ حالتوں سے قطع منازل کے شباب تہا لیسے رکوب کا لفظ کہ عمر
 میں سوار ہوئیے ہی مستقام پر سہتمال فرمایا اور جو یہ حرکت لینے دنیا سے آخرت کو جانا حرکت
 صعودی ہے یعنی اس خاکدانِ بہشت سے عالمِ بالا کی رفعت کا وہ جاتے ہیں اوسکی حالتوں
 منزلوں کو طَبَقَاتُ طَبَقِ ارشاد فرمایا ہے کیونکہ طبقاتِ طبع تہہ چہرہ کہتے ہیں
 چنانچہ سات طبقاتِ آسمان کے مشہور ہیں اور عمارت کے طبقے بھی عرف میں راجح ہیں اور ان
 اتقا کوئی دلیلین جو ہرات و دن اور ہر صنیعی پس ہر خاص و عام دیکھتے ہیں یا ان دلائل
 کا فروغے اور اونکے یقین کا ریشہ واقع ہو گیا وہ ان حالتوں کے تعجب فرما کر انشاء فرماتے ہیں
 فَمَا لَهُمْ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ عَزَابٌ بَیِّنٌ فَمَا لَمْ تَكُنْ لَكُمْ اَوْ تَكُونُ لَكُمْ اَوْ تَكُونُ لَكُمْ اَوْ تَكُونُ لَكُمْ
 کہ ایمان نہیں لاتے کہ عذاب پہر کیا ہوا ہے اُنکو یقین نہیں لاتے کہ عذاب
 نفسیں پس کیا ہو گیا ہے ان کا فرد کو کہ باوجود اس بیانِ دہم اور روشن شاہدوں
 ایمان نہیں لاتے اور یقین نہیں کرتے کہ ہکو بعد موت کے بھی کس طیفِ جانا ہے اور سفرِ مہارِ
 اور اوس سفر کا غم نہیں کہاتے اور توشہ اوسکے لیے نہیں اور اٹھاتے اور نقصان و فتنے سے
 اوس عالم کے کہ منتہا اس سفر کا ہے کچھ خبر نہیں ہوتی اور بعض مفسرین کہتے ہیں طَبَقِ
 عَن تَبَقِ کہ اور معنیٰ حل کیا ہے کہ ہتھام کے ساتھ جہانِ مناسبت نہیں کہتے اگرچہ
 امر وہی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا حال یہی ادا
 مکر نہیں حق اللہ اور حق خلق اللہ کے اور پہلا نہیں پیغمبرِ دن اور کتاب اور قیامت کے اور
 اور گناہوں کے کہ نہیں بعد اگلی استونکے مطابق ہے جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے
 برابر ہوتی ہے کہ جو پہر کا بھی دونوں تلافی نہیں ہوتا بلکہ تہ زیادہ کر دے کہ اگلی تہ
 وہ تہ نہیں جیسے پچھا احرار کا لینے ایسے شخص کا کہ وہ کسی کا غلام کو نہ دے نہ اوسکو نہ
 مکر سے بچنا اور اوسکی قیمت کھانی اور اوہ نہیں مکت ہے سفرِ بازمی یعنی مساقہ عورت کا
 عورت کے ساتھ لینے چھپے بازمی اور اوہ نہیں مکت ہے تہ قتل کرنا لینے پیغمبر کی اولاد کا
 جہر ایمان لائے اور باوجود ایمان داری کے دعویٰ کے ایسی بات کسی امت میں نہیں ہوتی جہاں

دن کا پہلا
 بیان ہے
 جو گز زمان
 سفر

ح

کہ کافروں نے اپنے پیغمبر کو قتل کیا ہے اور اِذا دی ہے لیکن کفر کی حالت میں یہاں کیسے نہیں کیا کہ جو
 ایمان کا کریں اور یہ کام کریں جو خدا کا ہر سنے وہی میں جو پہلے مذکور ہے اور مقصود کافروں کا ہے کہ
 کہ آخرت کے سفر کی نشانیوں کو جان بوجھ کے دس سفر کا انکار کرتے ہیں اور جو معاملے کہ وہ ان پر ہوتا
 ہیں اور پیر ایمان نہیں لائے تو ان کی عقل خود بخود ان حالت کو دریافت نہیں کر سکتے تھے تو ان کو لازم
 تھا کہ قرآن کے بیان سے فائدہ اٹھاتے یعنی قرآن سنکر اور پیر عمل کرتے اور ان کو سکھ کر جانتے
 لیکن ان کو ہدایاں لائیں آخرت پر انکار ہے کہ قرآن میں نبی ان مضمون کو سنکر فرمانبردار
 نہیں کرتے **عَنْ زَبْرِی** ۱۰ وَاِذَا قُضِيَ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ مِنَ
 الْكَافِرِ ۝ ۱۱ **عَنْ زَبْرِی** ۱۲ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْكَافِرِ ۝ ۱۳
 کا ترجمہ ہے کہ **فَتَحْ** ۱۴ اور جب پڑھے ان میں قرآن سجدہ نہیں کرتے اور یہ سنکر جھٹلاتے
 ہیں **مَوْ** ۱۵ **تفسیر** وَاِذَا قُضِيَ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ اور جب پڑھا جاتا ہے اور پیر قرآن
 تو اس کی عبارت کو کہ سر اس عبادت ہے مستحرم جانتے ہیں لیکن عاجزی اور تدبیر نہیں کرتے اور جوتو
 کہ مسلمان اپنا عجز ظاہر کر نیو سجدہ کرتے ہیں تو یہ لوگ سجدہ نہیں کرتے حال انکہ سجدہ نماز احد
 قائلے کو جسے سجدہ کا قرآن فصیح و بلیغ تو امار کہ کوئی ایک سورۃ اس کے برابر بنا نہیں سکتا ہے
 کسی آئین و مذہب میں منع نہیں اور فقط افرامانی اور سجدہ کرنے پر ان کا تقاضا نہیں کرتے لیکن ان
 انہ بلکہ جو لوگ کہ کافر ہیں جیسا کہ قرآن کو اور ہر جگہ کہ زبان سی نہیں کہتے لیکن
 حق تعالیٰ اور ان کے اس انکار کو چاہیں کہتے ہیں مانتا ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** ۱۶
عَنْ زَبْرِی ۱۷ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ** ۱۸ **فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ اَلِيمٍ** ۱۹ اور خدا خوب جانتا
 اور سچ کہ ان کو کہ اپنے دلیمن بخا کہتے ہیں پس خبر کر ان کو عذاب دردینے والی کی **فَتَحْ** ۲۰
 اور احد خوب جانتا ہے جو اندر بہر کہتے ہیں سو خوشوقتی سننا اور ان کو دکھ والی ہر کی **فَوْ** ۲۱
تفسیر ۲۲ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** ۲۳ اور یہ احد خوب جانتا ہے جو دل کے برتن میں کہتے ہیں
 یعنی جو کچھ کہ باطن میں سوائے مذہب و انکار کے مخالفت احد کے امر و نہی اور نافرمانی واری
 اور کے حکموں کی اور خوش دنیا کی زندگانی پر اور اس گمان پر کہ آخرت کا سفر کم اور دشمن نہیں
 اور محبت گناہوں کی اور شہوتوں کی اور کبر و جیلے کرنے پیغمبر و اسے دل اور نگے لبالب اور
 مالا مال ہیں سو احد تک سے پوشیدہ نہیں اور لفظ میں یوعون کے اشارہ ہبات کی طرف
 ہے کہ وہ کو تہ اندیش فوادان ان چیزوں کو کمال حد تک سے اپنے اندر کے باطن میں نکال رہے
 ہیں لیکن جستجاء کے وقت جب اس باطن سے یہ موفیات نکلیں گے تب یہ جانینگے کہ ہم
 کیا چو کے کہ اندھیری راتیں کالے ناگ کو پہو لوں گا گھر سمجھ کر گلیں پہنا چاہیے کیسے کہا
 شعر بوقت صبح شود ہیچ روز معلومت کہ کلبا بخت عشق در شب دیجو نہ لیکن یہ مابل ج
 لان برائیوں کو نیکی جانتے ہیں اور آئندہ کے نفع کے واسطے زرد جو اہر کے مانند کمال احتیاط

یہ بعد سورہ اذا الشمس کے اور ربط اسکا سورہ الشقاق سے یہ ہے کہ ابتدا میں اس کے ذکر کا حکم
پیشہ کا ہے قیامت کے دن اور اس سورہ میں ذکر ہے آسمان کے حصہ کر نیکار دینا میں بارہ جگہ ہے
کہ ہر ایک جگہ ا حکم کرتا ہے اور اخیر میں اس سورہ کے کَلِ الذِّیْنَ کَفَرُوا اَلْیَوْمَ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لِمَا کُفَرُوْا عَنْ ذِیْ نَفْعِ ہِے اور اس سورہ کے اخیر میں کَلِ الذِّیْنَ کَفَرُوا اِنِّیْ
نُکَلِّیْہُمْ وَکُلَّ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ہے اور یہ دونوں مضمون آپس میں غائر اتحاد کہتے ہیں اور
درمیان میں اس سورہ کے حال ہشت تین اور دو فرخو نیکار مذکور ہے جیسے کہ درمیان میں اس
سورہ کے مذکور ہے پس ان دونوں سوروں کو آپس میں کمال شائستہ حاصل ہوئی اور اس سورہ
کے نزل ہونیکا سبب یہ تھا کہ کئے کے کافر مسلمانوں کو سبب اسلام لانیکے طرح طرے کے
ربح و اذیت پہنچاتے تھے اور مسلمان یہ قصہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے
تھے آپ ارشاد فرماتے تھے کہ ایک وقت ایسا آویگا کہ مکر حق تعالیٰ ان لوگوں سے بدلے کی لیے عاقبت
بنو کا اور جو کچھ کہ یہ تمہارے ساتھ کرتے ہیں ایسا ہی تمہارے ساتھ کرے گا فرخو نیکار جو یہ ہوا
شا تو طعن و مہمل شروع کی کہ یہ دلیل مفلس کیا حقیقت کہتے ہیں کہ جسے بدلہ لیں گے
اگر ہماری عزت اور انکی ذلت حق تعالیٰ کے نزدیک ثابت ہوتی تو ہم کو کیوں اور غیر غالب کرنا
پس معلوم ہوا کہ ہر وقت و ہر آن انعام الہی جاری ہی نصیب اور ذلت و خواری اور انکے نصیب
کا فروغی سہا بت کے جواب میں یہ سورہ نازل ہوئی اور ابتدا میں اس سورہ کے تعلیم جان
کی کھائی ہے کہ جو اہل ان بروج کہتا ہے اور ہر بروج سبب عالم اور عالم والوں کے انقلاب کا اور ہر
چیز میں ہر ایک بروج کی تاثیر سے عزیز ہوتی ہیں اور وہی دوسرے بروج کی تاثیر سے ذلیل
بقیہ ہوجاتی ہیں چنانچہ ہوشا کہین شمال اور ہوشا کہین جنوبی کے دونوں میں اور ہندوستانی
اور لطیف شربت اور برف جباروین میں اس انقلاب کو اپنے ولین خوب سمجھیں اور
اپنی عزت پر مغرور ہوں اور ذلت پر مسلمانوں کے طعن و استہزاء نہ کریں کہ ہر سال اختلاف موسم
کے وقت اس انقلاب کو دیکھتے ہیں اور یہاں سے معلوم ہوا کہ اس سورہ کا نام سورہ البرج
سیلے رکھا ہے کہ مسطور اس سورہ میں بیان نیکی اور بدی پے درپے آئے کا ہے اور مسطور
اور خوشست کے بدلنے کا نام معلوم ہوا جو اسے کہ جو شخص مسلمان کو ایذا پہنچاتا ہے اور نہایت قوت
و غلبہ کہتا ہے ہو سکتا ہے کہ انتقام میں گرفتار و خراب ہو ھ عزیزی ھ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھ
وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الْکُرْۓیْۓ سَمَآنٌ بَرۓۓ وَ اَلِیۓ لَیۓ اَبۓۓ بَرۓۓ بَرۓۓ
قسم ہے آسمان کی جس میں بروج ہیں ھ موا ھ تفسیر قسم تھا تا ہوا میں آہاں
برجوں والیکی کہ ہر بروج نیکی اور بدی اور سعادت اور خوشست میں جدا حکم کرتا ہے اور ہر
مکونے اختلاف کے تعاقب اور دور کرتا ہے اور چند روز مکمل اسکا عالم میں جاری ہوتا ہے

پہر جاتا رہتا ہے وہی حکم پہر آتا ہے سو کسی شخص کے لئے یوں اُٹھا دیکرنا چاہیے کہ یہ حالت حاصل ہو
 لیے ہے دوسرے کو ہرگز غلبہ نہ ہوگی کیونکہ یوں ہو سکتا ہے کہ یہ حالت موجودہ جاتی رہے
 اور وہ حالت معدومہ پہر آوے اور حقیقت بروج کی یہ ہے کہ آفتاب کی گردش کے سبب آسمان پر
 ایک دائرہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کو دائرۃ البروج کہتے ہیں اور آسمان اس کو ایک سال کی مدت
 میں تمام طے کرتا ہے اور جب اوس دائرہ کو باران حصوں پر برابر تقسیم کریں تو باران حصے ہو گئے
 تو ہر حصے کو بوج کہتے ہیں اور جب مکرر باران بچ پیدا ہوتے ہیں اور ہر بوج کا موافق اوس صورت کی کہ
 جمع ہوئیے تاروں کے اوس بوج میں پیدا ہوئی ہے نام رکھا ہے جیسے قمر اور ثور اور جوز اور
 سرطان اور ثور اور ثبلہ اور میزان اور عقرب اور قوس اور جدی اور دلو اور حوت حاصل
 کلام کا فی ہر خواص اور احکام سے ان ہر بوج کے کہ نسبت عوام کے ذہنوں کے ظاہر اور روشن ہے
 سو اختلاف فصلاں بچا ہے کہ اوس کے ضمن میں عزت اور ذلت تمام عالم میں تقاب و تبادل کر پڑے
 اور ہر سال یہ انقلاب ظاہر ہوتا ہے پہر دوسرے برس اوس طبع سے عزت مفقود اور ذلت معدوم
 پہر عود کرتے ہے تو یہ دلیل صریح ہے حالات کی تبدیل پر اور انقلاب عزت کا ذلت سے اور ذلت
 عزت سے اور جو اس قسم کے انقلاب کو کہ ہمیشہ نظر میں عام و خاص کے مشہور و مخفیوں سے ثابت
 فرمایا اب ایک قسم اور واسطے بیان کرنے ایک بڑے انقلاب کے کہ واقع ہوئیوا ہے اور عام و خاص
 کی نظر سے پوشیدہ ہے اور عقل کسی عاقل کی خود بخود بغیر نور نبوت کی ہو کہ اس کو مسلمہ نہیں
 کر سکتی ہے یا فرماتے ہیں **وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ** **عَزِيزِي** **هَٰذَا الْكِتَابُ الْمُبِينُ**
وَسَيَكُونُ وَكَشَفُوهٗ اور قسم اوس دن کی کہ وعدہ کیا جاتا ہے یعنی روز قیامت اور قسم و سبکی
 کہ ہفتہ میں حاضر ہوتا ہے یعنی روز جمعہ اور قسم اوس دن کی کہ حاجی اوس زمین حاضر ہوتے ہیں
 یعنی روز عرفہ تحقیق قیامت ثابت ہے **هَٰذَا قَدْ فَتَحَ** اور اوس دن کی جبکہ وعدہ ہے اور حاضر
 ہوئیوا ایک اور جس پاس حاضر ہوں **هَٰذَا مَوْصُو** **تَفْسِيرُ** **وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ**
 اور قسم کہنا تاہون میں اوس دن کی کہ وعدہ کیا گیا ہے بڑا دینے کے لئے اور تاہون ایک بڑا
 تغیر و تبدیل ظاہر ہو گا کہ آسمان اور زمین کے سج اور زمین سب اوس روز اٹ پڑے ہو جائیگا
 اور ایک عالم دوسرا اوس روز پیدا ہو گا اور اس عالم کے عزت داروں اوس روز کمال ذلت ہو کر
 اور اس عالم کے ذلیلوں کو اس عالم میں کمال عزت حاصل ہوگی تو جو وہ روز جزا کے واسطے
 مقرر ہے تو پہچانیں جزا کے تین چیزیں ضرور میں اول متحجز کا کہنا اور دوسرے سالم کا کہنا
 کہ شخص کو اس کے موافق بدلہ دیوے تیسرے اس کام کا کہنا یعنی اور یہی ہے کہ اس کے موافق
 جزا دی جاوے اس واسطے ہاں کر نیکیوں ان تینوں چیزوں کے کہ اس روز جمع ہوگی دو قسمیں
 بیان فرمائیں **وَسَيَكُونُ** اور قسم کہنا تاہون ہر حاضر ہوئیوا ایک میں ہے آدمیوں کی اور
 جنوں کی اور فرشتوں کی کہ اوس روز ایک جگہ پہر حاضر ہو گئے اور ایک جماعت عظیم کہ ہرگز اس کے

سلسلہ اسکا
 آگے اور پیچھے
 بہت سا احوال
 اور خاصیت وغیر
 ذلک کا بیان ہونا
 صاحب علم اور
 حکیم کی طرف سے
 بیان کیا گیا ہے
 اور اس کے بیان
 مفہوم سے بیان
 عوام کے لئے
 مفید ہے
 اور اس کے بیان
 مفہوم سے بیان
 عوام کے لئے
 مفید ہے
 اور اس کے بیان
 مفہوم سے بیان
 عوام کے لئے
 مفید ہے

خامنین بہنیں ساتی ترتیب پاویکی اور سبب اس اجتماع کے مقدمہ چرا کا درست ہوگا کہ معی ثوری علیہ
 السلام کو ادا اس جگہ میں موجود ہیں و کشتہ سوچ اور متم لکھا کہ ناموں اوس چیز کی کہ اوس کے
 پاس حاضر ہوگی اور وہ چیز ہی کئی صورتیں رکھتی ہے اول عمل نیک اور بد کے بعد اور دہشتے کے جس
 اور زندہ ہونیکے مندر وار ہونگے اور ہر شخص کے ہمراہ ہونگے دوسرے فرشتے کہ رنگا رنگ عورتوں
 نعمت و عذاب دیے کے لیے آئے کے ظاہر ہو گئے اور فرشتے ساون آساکنے اور دہشتوں کے
 عوش کے اور کھنے والے اعمال کے سبب عیجاب آدمی کو نظر آویگے تیسرے نامہ اعمال کے ہر شخص
 دیکھنے کے معاملہ کرے چوتھے اعمال کو بخا ورن کہ وقت حاضر ہونے میزان کے کہل جاوے گا پچھن
 تجلی آہی کہ حاکم اوس روز کا ہے بلے پردہ نمایان ہو جاوے گی چھٹے بہشت و دوزخ کہ اوس جہاں
 پوشیدہ ہیں ساتھ لباس و آرایش کے اور ہول و شد تو نئے جلوہ کرینگے اور سبب ظاہر ہونے
 ان چہ چیزوں کے ایک انقلاب عجیب آدمی کی جان و بدن بلکہ تمام عالم میں نمودار ہوگا اور تقنین
 شاہد و مشہود کے بہت اختلاف ہے اور وہ جو اس جگہ مذکور ہوا وہ صحابہ کرام کے معتبر ہونے کے
 جیسے عبد اللہ بن عباس اور حضرت امام حسن اور عیسا کی اور عیاد اور ابن مسیب رضی اللہ عنہم لیکن معاملہ
 میں بنوی سے اور اوصاف کی معتبر کتابوں سے ابھر رہی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 مروی ہے کہ مراد شاہ سے جمعہ کا دن ہے کہ ہر مہر و ہر مسجد میں کہ اوسین جمعہ پڑھا جاتا ہے کہ تیز
 اوس روز کی حاضر ہوتی ہیں اور مراد مشہود سے عرفہ کا دن ہے کہ حاجی دور و دور کے ملکوں سے
 حج کے انوار حاصل کر نیکی اوس روز ایک خاص مکان میں جمع ہوتے ہیں بس کو ماوہ دن اوس مکان میں
 سکونت رکھتا ہے کہ لوگ اس کے مشاق ہو کر اوس کے پاس آتے ہیں اور حدیث شریفین آیا ہے
 کہ خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم جمعہ فیہ طلع ادم و نوح اول انجہ و نوح اول انجہ و نوح اول انجہ
 و نوح اول انجہ و نوح اول انجہ و نوح اول انجہ و نوح اول انجہ و نوح اول انجہ و نوح اول انجہ
 ساعت کو ساتھ دعا اور ایتھا کے جناب الہی میں مطلب حاصل ہونیکے لیے جی طرحے گذارے
 تو مطلب اسکا حاصل ہو جاوے اور یہی واروہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَائِرِ الْمَلَائِكَةِ
 یعنی بہت پیچو پیچہ در در خجہ کے کہ وہ دن متبرک ہے اور یہی حدیث شریف میں واروہے
 کہ حق تعالیٰ فرشتوں کو عرفہ کے روز فرماتا ہے کہ دیکھو میرے بندو کو کہ کیسے غبار آوہ اللہ تعالیٰ
 کہاں کہاں سے میرے گھر کا چکر نکولے ہیں گو اہر ہو کہ مینے انکو بخش دیا اور اوس روز شہان
 عام مغفرت الہی کو دیکھ کر وادلا جاتا ہے او خاک سر پہ ڈالتا ہے اور اوس دن کار و زہ و وسال
 اگلے اور پچھلے گن ہو چکا گذرہ ہوتا ہے اور یہی حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہشتے کے نو مین
 بہتر دن جمعہ کا ہے اور سال کے نو مین بہتر دن عرفہ کا ہے یعنی نو مین و الحجہ کی مار گرد و نو مین
 ہوں تو نو مین سے نو مین آدمی اور ان دونوں میں ہی ایک طرح کا انقلاب ہے کیونکہ جمعہ کا دن جاری
 شریعت میں ہشتے کی ابتدا ہے اور عرفہ کا دن سال کی عبادت کو ختم انتہا ہے بلکہ کرنے عبادت کو ختم

اور یہی حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہشتے کے نو مین بہتر دن جمعہ کا ہے اور سال کے نو مین بہتر دن عرفہ کا ہے یعنی نو مین و الحجہ کی مار گرد و نو مین ہوں تو نو مین سے نو مین آدمی اور ان دونوں میں ہی ایک طرح کا انقلاب ہے کیونکہ جمعہ کا دن جاری شریعت میں ہشتے کی ابتدا ہے اور عرفہ کا دن سال کی عبادت کو ختم انتہا ہے بلکہ کرنے عبادت کو ختم

اقلیہ کے ملکہ کمال قوت سے اثبات مطلب کا کرین اور یہ یہی ہے کہ ان مسموم نے انقلاب عالم کا
 اور انتقام ظالم سے دنیا میں دائرہ نخست کے لئے کہ وقت اور وعدہ دے گئے زمین بد قاتم
 ہونے تا بدون کے اور انہماک شہود کے مطلقاً ثابت ہوتا ہے اور اس قصے سے بالخصوص
 مسلمان بدوئی لہر والدہ لگا کی طرف سے معلوم ہوتی ہے گویا یوں فرماتے ہیں کہ انتقام مسلمانوں کا
 ظالموں سے کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں بعد لانے کو اہونکے اور ثابت ہونے حق کے ضرور
 ہوئیو الا ہے جیسے قبل اسکے واقع ہو چکا ہے کہ قَتَلَ الْحَمْدُ قَتَلَ الْحَمْدُ قَتَلَ الْحَمْدُ قَتَلَ الْحَمْدُ قَتَلَ الْحَمْدُ
 ذَاكَ الْوَقْدُ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قَعُوا وَهَمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ
 ہٹانے کے لیے خندق والے خندقین قسم الگ بہت ایندھن والی جو قوت کہ وہ اوپر کنارہ اون
 خندقوں کے بیٹھے تھے اور وہ ساتھ اوپر کے کہ کرتے تھے ساتھ مسلمانوں کے حاضر تھے کہ فتنے
 ہمارے جاوید کہا بیان کہ وہ دنیا والے الگ بہری ایندھن سے جب وہ اوپر بیٹھے اور جو کچھ
 مسلمانوں سے سامنے دیکھتے وہ مولا نقسیر قَتَلَ الْحَمْدُ قَتَلَ الْحَمْدُ قَتَلَ الْحَمْدُ قَتَلَ الْحَمْدُ قَتَلَ الْحَمْدُ
 خندق والے کہ طول میں چاہیں گز اور عرض میں باران باران گز کہ وہ دسی تھیں تاکہ مسلمانوں کو
 اون خندق توہین والین اور عذاب کرین اور وہ خندقین ایسی گرم اور تپتی تھیں کہ انکار
 ذَاكَ الْوَقْدُ تمام وہ خندق ایک الگ ہی شعلہ والی یا بہت سی کڑیوں والی
 کہ اوہیں ملکہ نہایت گرم کیا تھا اور حدیث شریف میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 قتل میں اس سورہ کے اس آیت کو پہنچتے تھے فرماتے تھے اَتَعُوذُ بِأَللّٰهِ مِنْ جَهَنَّمَ
 اَلْبَلَاغُ اَلْمِ اور یہ قتل عام کہ خندق والوں کو واقع ہوا بدلا ہوا جلد کہ بے نیکی لگنے الگ کے اور وہ
 چوڑا ہونے والے مسلمانوں کے اوہیں نے الفور ہٹا کر ہوسے اور فرصت گہر تک ہر جانیں نکل
 لیے کہ یہ انتقام اس وقت واقع ہوا کہ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قَعُوا جو قوت کہ وہ خندق والے
 اوس الگ پر بیٹھے تھے جیسے اسکے کہ کر سوسے اوہیں اور گہر کو جاوین جل گئے اور ہوٹسی کی
 فرصت ہی نہ پائی اور اس قسم کا بدلہ جلد لینا عوام کی نظر زمین موجب عبرت کا ہوتا ہے اور
 فی الواقع اس جماعت نے ظلم میں کمال مرتبے کی نیادنی کی تھی کہ ایسی جلد سزا کو پہنچا لیں
 کہ اور ظالم جو کسی پر ظلم کرتے ہیں تو اپنے سامنے مار دیا نہیں کرتے بلکہ پیادہ و نکو قید خانہ
 والوں کو حکم کرتے ہیں کہ گناہ کار کو سزا پہنچا دیں تاکہ عذاب مروت کے نہ ہو و کھڑے علی انہ
 اور وہ ظالم خندق والے جو کچھ کر ایمان والوں سے کرتے تھے خود اپنے سامنے کرتے تھے اور
 یہ قصہ صحابہ خندق کا کہ دین و ایمان کے سبب لوگوں کو دس الگ بہری خندق میں ڈالا
 اور آپ ہی جلد اسی وقت گرفتار مقام ہو کر دوزخ کے کدہ ہوئے چار بستہ و عین کے قریب جاکر
 ملک کے بہتین واقع ہوا ہے سو معلوم یوں ہوتا ہے کہ اس آیت سے یہ چاروں قصے مراد ہوں
 اور منظور اہل کہ کوڑا نہاںے تاکہ ان قصوں سے کہ اوپر یہی ظاہر ہیں عبرت پکڑیں اور مسلمانوں

عق
 بروج
 ۴۰۰
 ۱۰

نصیب کے ملکر کھل قوت سے اثبات مطلب کا کرین اور یہی ہے کہ ان قسموں نے انقلاب عالم کا
اور انتقام ظالم سے دنیا میں دائرہ خوش کٹانے کے وقت اور وعدہ دے گئے زمین بد قیام
ہونے شاد دین کے اور الجہاں شہود کے مطلقاً ثابت ہوتا ہے اور اس قصے سے بالخصوص
مسلمان بندو کی لہر و اندکھل طرف سے معلوم ہوتی ہے گویا یوں فرماتے ہیں کہ انتقام مسلمانوں کا
ظالموں سے کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں بعد لانے کو اپونکے اور ثابت ہونے حق کے ضرور
ہو نیوالا ہے جیسے قبل اسکے واقع ہو چکا ہے کہ قَتِلَ الْهَمْلُ قَتِلَ الْهَمْلُ قَتِلَ الْهَمْلُ قَتِلَ الْهَمْلُ قَتِلَ الْهَمْلُ
ذَاتِ الْوَقُودِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا فَعُوذُ وَ هُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ يَا مُؤْمِنِينَ شَهَوْدَهُ
ہلاک کئے گئے خندق والے خدقین قسم الگ بہت ایندھن والی جو قوت کہ وہ اوپر کنارہ اون
خدقوں سے بیٹھے تھے اور وہ ساتھ اوپر نکلے کہ کرتے تھے ساتھ مسلمانوں کے حاضر تھے ہاں فتنے
ہمارے جانیو کہا بیان کہو و نیوالے الگ بہری ایندھن سے جب ہاں سپر بیٹھے اور جو کچھ
مسلمانوں سے سلسلے دیکھتے تھے ہوا کہ تفسیر قَتِلَ الْهَمْلُ قَتِلَ الْهَمْلُ قَتِلَ الْهَمْلُ قَتِلَ الْهَمْلُ قَتِلَ الْهَمْلُ
خدق والے کہ طول میں چالیں گز اور عرض میں باران باران گز کہو دسی تھیں تاکہ مسلمانوں کو
اون خدقوں میں ڈالیں اور عذاب کرین اور وہ خدقین ایسی گرم اور تپتی تھیں کہ اگر انکار
ذاتِ الْوَقُودِ تمام وہ خدق ایک الگ ہی شعلہ والی یا بہت سی کڑیوں والی
کہ اوہیں ہلا کر نہایت گرم کیا تھا اور حدیث شریف میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ملاوت میں اس سورہ کے اس آیت کو پہنچتے تھے فرماتے تھے اَعْلَوْ ذِی الْاَلْوَانِ مِنْ جَهَنَّمَ
الْبَلَاکُ اَللّٰہُ اور یہ قتل عام کہ خدق والوں کو واقع ہوا بلا تھا جلد کہ بس بنیے لگتے الگ کے اور
چمکاتے تھے ڈالنے مسلمانوں کے اوہیں نے الفور ہلاک ہوئے اور فرصت گھر تک پہنچانے کی
نہیں کہ یہ انتقام اس وقت واقع ہوا کہ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا فَعُوذُ جو قوت کہ وہ خدق والے
اون الگ پر بیٹھے تھے جیسے اسکے کہ سیونے اوہیں درگاہ کو جاوین جل گئے اور تھوڑی سی
فرصت ہی نبائی اور اس قسم کا بدلہ جلد لینا عوام کی نظر و بین موجب عبرت کا ہوتا ہے اور
فی الواقع اس جماعت نے ظلم میں کمال مرتبے کی زیادتی کی تھی کہ ایسی جلد سزا کو پہنچنے لگی
کہ اور ظالم جو کسی پر ظلم کرتے ہیں تو اپنے سامنے مارو مار نہیں کرتے بلکہ پاد و نکو یا قیہ غاہ
والوں کو حکم کرتے ہیں کہ گناہ کار کو سزا پہنچا دین تاکہ خلاف مروت کے نہو و ہُمْ عَلٰی اَنْزِ
اور وہ ظالم خدق والے جو کچھ کہ ایمان والوں نے کرتے تھے خود اپنے سامنے کرتے تھے اور
یہ قصہ صحاب خدق کا کہ دین و ایمان کے سبب لوگوں کو دس الگ بہری خدق میں ڈالا
اور آپ ہی جلد و سیونے گرفتار ہوا کہ دوزخ کے کندہ ہوئے چارابو عین کے قریب جہاں
ملاکے بہتین واقع ہوا ہے سو معلوم یوں ہوتا ہے کہ اس آیت سے یہ چارون قصے مراد ہوں
اور منظور اہل کہ کوڈرانا ہے تاکہ ان قصوں سے کہ انیسویں طہرین عبرت پکڑیں اور مسلمانوں

ملاحظہ فرمائیے
ملاحظہ فرمائیے
ملاحظہ فرمائیے
ملاحظہ فرمائیے

کی ایذا دینے میں زیادتی نہ کریں پہلا قصہ جو شام کے ملک میں واقع ہوا کیفیت اس کی حدیث
 صحیح میں کہ مسلم اور صحاح میں مصہب دومی رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہے سو یہ ہے
 کہ اس ملک میں ایک بادشاہ تھا بڑا علیل القدر اور اسکے ان ایک جادوگر تھا کہ جادو کے فن میں کمال
 بہت رکھتا تھا اور اس بادشاہ کی طبیعت گویا ایک سبک قائم تھی جو دشمن کے افراد کو اسکے ملک
 کے تادم جادو کرنا کہ اسکو جادو سے ہلاک کر دیتا تھا کچھ رٹے کی جی حاجت نہ ہوتی اور جب کہیں
 ارکان اس بادشاہ کے اسکی نالائقی حرکتوں سے رنجیدہ ہوتے تو وہ جادو کے زور سے اسکو
 بے رحم کر دیتا تھا اور اس طرح سے ہر امر میں سحر اسکا کام کرتا تھا یہاں تک کہ وہ جادوگر بڑا
 ہوا اور اپنی زندگی سے نا امید ہوا تب اسے بادشاہ سے کہنا میں بڑا ہوا اور قریب ہے کہ جادو
 چاہتا ہوں کہ آپ کوئی لڑکا خوب عاقل ہو شیار اپنے غلامہ بیچ سے پھر دیکھ کر تمکا دے اسکو
 سو حکام علم سکھاؤں تاکہ بعد میرے وہ لڑکا کار و بار نہا ہی سلطنت کا دست کرتا ہے بادشاہ نے
 ایک غلام ہو شیار اپنے غلامہ بچوں سے تجویز کر کے اسکو حکم کیا کہ صبح سے شام تک ساحر کے پاس
 رہا کر اور جادو کا فن سکھائے اس لڑکے نے روز آنا جانا دیکھ کر کہ شرم کیا اور جادو سیکھنے
 لگا اتفاقاً ایک روز جتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگ ایک دروازے لفظے میں بیٹھا
 کہ اس گھر میں کون ہے کہ لوگ اسکو پاس جاتے ہیں کیسے کھانے پینے ایک راہب اپنے
 عابد کہ دنیا کو ترک کر کے خدا کی طرف مشغول ہے یہ سنکر وہ لڑکا اس راہب کے رکھا عین
 اور اس کے سامنے بیٹھا اور اسکی باتیں سنیں بس سنتے ہی راہب کا کلام اس کے دل میں
 اثر کر گیا یہاں تک نوبت پہنچی کہ جب بادشاہ کے مکان سے ساحر کے گھر کو جانا تو جتنے مرن
 راہب کے پاس بیٹھا تھا اور جو گہری راہب کے پاس زیادہ بیٹھ جاتا تو جادو کر اسکو نہایت قوی کر
 کہ دیر کیوں کی وہ لڑکا کہتا کہ مجھ کو گھر میں دیر لگی آخر ساحر نے یہ ماجر بادشاہ سے عرض کیا
 بادشاہ نے نہایت تعجب کی کہ یہ لڑکا بہت سویرے ساحر کے پاس جایا کرے لوگوں کو عرض کی
 کہ یہ لڑکا کیا ہے تو صبح دم جاتا ہے اگر دیر کرتا ہے تو راہ میں کرتا ہے پس بادشاہ اور ساحر نے
 یہ خبر سنکر اسکو دیکھ کر غبردار ہو گئے اور پھر ایسی دیکھنا لیکن یہ خیال کیا کہ بہتے میں اسکو کے ساتھ
 کبیل میں لگ جاتا ہے اسلئے دیر ہو جاتی ہے یہاں تک کہ ایک روز یہ لڑکا راہب کے گھر سے
 بادشاہ کے مکان کی طرف آتا تھا لگھان کیا دیکھتا ہے کہ بہتے میں ایک بڑا لڑکا بیٹھا ہے اور
 رستہ بند ہو رہا ہے اوپر کے لوگ اور اوپر کے لوگ اوپر ٹھٹھک ہے بہن لڑکے نے اپنے
 دل میں کھا کراچ ہتھان کرتا ہوں کہ ساحر کی صحبت بہتر ہے باراہب کی میں یہ کہہ کر ایک
 پتھر اٹھایا اور کہا ہے بار خدا یا اگر دین و مذہب راہب کا بہتر ہے سحر و ساحر کی تو اس لڑکا
 مار ڈال تاکہ لوگ غلام ہو جاویں اور اس پتھر کو اتر دیکھی طرف پہنکا اس پتھر کے پتھے جو
 وہ اتر ڈال ہلاک ہو گیا لوگ اس معاملے کو دیکھ کر ہکا بکا ہوئے کہ یہ لڑکا جادو کر کے کمال کو پہنچا

رفتہ رفتہ یہ خبر اسب کو پہنچی تو اس نے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے تجھ کو خدا تعالیٰ نے بزرگ
 اور تیرا رتبہ اعلیٰ تھا کہ اس کے نزدیک بڑا گناہ کا اس کو میں خوب جانتا ہوں لیکن تو ایک بلا میں مبتلا ہو گیا
 خبردار تجھ کو نہ بتانا چاہیے اس کے قول و اقرار کیا کہ میں ہرگز تیرا نام نہ لوں گا اور تجھ کو نہ بتاؤں گا تو
 خاطر حیرت کہ یہ ہرگز اس کو حق نہ ملے نے برکت سے اسب کی صحبت کے اجنبی مقدس کی قیادت کو
 برکت کے اوس سے سیکھی یہی اور دین عیسوی کے اتباع کے برکت سے کہ اوس نماز میں عقیقت
 اور ہی دین میں مختصر تھی ولایت عظمیٰ کے مرتبہ کو پہنچا یا بیان تک کہ کوئی اور ادا دے گا اور اس کے
 باہر تک برکت سے اچھے ہو جاتے اور بہت سے مرعین کہ عیب اوس کے علاج سے عاجز ہو جاتے
 تھے اوس کو ایک ہی عام سے تندرست ہو جاتے اتفاقاً بادشاہ کے ایک مصاحب کی آنکھیں جاتی ہی
 تھیں اور اوس کی وجہ سے بادشاہ کی مصاحبت چھوٹ گئی یہی جب اوس کو ایک شہرت اور اس کے کاموں
 پہنچی تو اوس کے پاس آیا اور کچھ ہم دید اور تدرانا اوس کے لیے لایا اور کھا کہ مجھ پر ہی توجہ فرما اور شفا
 بخش اوس کو اس کے لئے کھا کہ میں کیا چیز ہوں کہ شفا دون شفا امدت شفا کے باہر میں ہے اگر
 تو امدت تعالیٰ پر ایمان لا دے اور بت پرستی چھوڑے اور بادشاہ کو اپنا پروردگار بنائے تو میں
 جناب الہی میں عاؤں گا کہ اس کو شفا نصیب ہو وہ اذنا اوسی مجلس میں شرف بامان ہوا اور
 دعا سے اوس کو ایک فی الفور اچھا ہو گیا اور وہ اسی معمول کے بادشاہ کی مجلس میں حاضر ہوا بادشاہ
 بہت متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ اظہار اور حال ہماری سرکار کے تیری آنکھوں کے مناجارے سے عاجز
 ہو گئے تھے اب تو کس طرح سے اچھا ہوا اوس نے کھا پروردگار نے میرے جو اسلحہ غیر کے تجھ کو بنا کیا
 بادشاہ نے کھا کہ میرے جو پروردگار تیرا کون ہے مصاحب نے کھا کہ پروردگار میرا اور تیرا امدت
 کائنات پاک ہے جسے مجھ کو و ساری خلق کو پیدا کیا ہے بادشاہ غصہ ہوا اور اس کو مار دیا اور شروع
 کی کہ تو نے یہ عقیدہ کس سے سیکھا جب اس کو ثبایت ہونے لگے تو کہہ کر اوس کو ایک کام
 بنا دیا بادشاہ نے اوس کو ایک کو اپنے سامنے بلا کر کھا کہ تجھ کو میری پرورش سے اور میرا سحر
 برکت سے یہ فیض حاصل ہوا ہے کہ اذہ کے کو اٹھایا اگر تاسے اور ہر مرض کو شفا دیتا ہے
 کیا کفران نعمت ہے کہ میری پرورش کو کنارہ کر دیا اور پروردگار اپنا دوسرے کو ہیرا اور لکھنے
 کہا کہ شفا میرے ہاتھ ہے نہ آپ کے نہ سحر کے محض امدت شفا کی قدرت پر موقوف ہے بادشاہ
 نے کھا کہ اس کو ایک خوب عذاب کر دے اور کھا کہ یہ اور کاجو سحر سے ثابت رہتا تھا معلوم
 ہوا کہ دوسری جگہ جاتا تھا اور وہاں سے یہ عقیدہ سیکھا ہے سحر ہی اس بات کے مستحق
 کرتا ہے تا بادشاہ کے حضور میں پہنچا اور کھا کہ یہ ایک ت سے میرے پاس نہیں آتا معلوم نہیں
 کہ یہ کھان جاتا ہے اور سرکاری لوگوں کو بھی عرض کیا کہ یہ اور کاجو ہائے تو صبح سے عا
 نہیں معلوم کہ کہاں رہتا ہے بادشاہ نے کھا کہ اس کو طے طے سے عذاب دیکر بونچو کہ یہ عقیدہ
 کہاں سے سیکھا ہے وہ اس کا نہایت عذاب بھی قرار ہو گیا اور نام اوس اسب کا بنا دیا بادشاہ نے

اس عین سے بنا دوجا بنائے اوسکو ا و ن خذ قونین دالہ و اور بادشاہ و تمام اراکین ملت
خندق پر جمیں ہوئے اور کرسیاں بچھائے ہوئے اوس عذاب کا تماشہ کرتے تھے یہاں تک کہ ایک
عورت کو پکڑ کر لائے اوسکی بغل میں ایک دودھ پیتا بچہ تھا چاہا کہ اوس عورہ کو یہی آگ میں ڈالیں
وہ عورت آگ میں لپک رہی تھی اسی وقت ایک اور بچہ ایک کے پیچھے کو اسی بادشاہ نے لٹکا کہ اس عورت کو مہلت ہے
وہ بچہ جو اوسکی گود میں تھا آواز بلند سے کہ ہر خاص و عام نے سن لیا کہنے لگا کہ اسے ان نادران
کیا کرتے ہیں مگر کہ تو پہلے دین پر ہے بسم اللہ کر کے انہیں بیٹہ جا کہ بیہ آگ تبھر گلا نہ ہو جاؤ
وہ آگ وہ عورت بہہ سنتے ہی بے ڈرک بچہ سمیت آگ میں جا پڑی اور وہ آگ ایک بار لگی اسی
پڑکی کہ بادشاہ اراو کے مصاحبوں کو کہ کر سیونہر بیٹھے تھے تماشا دیکھنے کو اتنی فرصت نہ ہو
کہ یہاں جاوین سبکو جلا کر خاک کر دیا اور خندق پر اسی قسم سے آگ پڑی اور اکثر شہر والوں کو
کہ بادشاہ کی بیعت میں ہوتا اور مسلمانوں کی ایذا اور جلا نین شعل تھے سبکو جلا کر خاک کر دیا اور
سبع ہنس نین لٹکا کر حق قتائے اون مسلمانوں کی جان کو کہ اوس آگ میں ڈال دیا جاتے تھے پہلے
انکے کال کی گرنی اوتنے بہت تک پہنچاؤ کی جان قبض کر لیتا تھا اور بہت میں داخل کرتا تھا
دوسرا قصہ وہ ہے جو بخران کی سرزمین میں ہوا اور وہ شہر میں کسے ملک میں واقع ہو کیفیت
اوسکے یہ ہے کہ ایک شخص مسلمانوں میں سے کہ اوس وقت میں مسلمان انجیل کے تابع تھے ایک
شخص کے پکان پڑا کر نوکر ہوا اور ات دن اوسکے دروازہ پر بیٹھا رہتا تھا تاکہ جس کام کا حکم ہو
بجائے اوس شخص مسلمان کو انجیل مقدس یاد دہی ہمیشہ اوسکو پڑھا کرتا تھا اوس شخص کی بیوی کو
جبکہ یہ شخص نوکر تھا ایسا نظر آیا کہ انجیل پڑھنے کے وقت ایک نور عظیم اوسکے سینے سے نکلتا ہے اور
عالم میں پھیل جاتا ہے اسی کی طرف اپنے باپ کے سامنے اس عجائبات کا ذکر کیا تو اوسکے باپ نے
بھی اوسکے انجیل پڑھنے کے وقت نور انہر سے دیکھا کہ فی الواقع ایک نور عظیم پیدا ہوتا ہے اوس
نوکر سے پوچھا کہ یہ کیا کلام ہے اور کیا اسکی تائید ہے کہ تجھے سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں وہ
مسلمان داسکے بادشاہ کا ذرے خوف سے اور ریونے ڈرے چھپتا تھا لیکن وہ گہر والا اوسکا
بہنچا چھوڑتا تھا اور تنہا کرتا تھا ان تک کہ لاچار ہو کر احوال دین اسلام کا اور انجیل مقدس کا
اوسے بیان کیا یہ وہ شخص اوسکی بیوی فی الفور مسلمان ہو گئی اور انجیل کو پڑھ کر اوسکی تائید
میں مشغول ہوتے تھے رفتہ رفتہ یہ بات اوس شہر میں مشہور ہوئی تو ستائشی اور مردو
عورتوں نے شرف اسلام سے مشرف ہوئے یہاں تک کہ یوسف ذی نواس جبرئیل کا بیٹا
کہ بادشاہ اوس شہر کا تھا اور بت پرستی میں مستغرق تھا یہ بات سنا کہ اون سب مسلمانوں کو
کہ نوئے آدمی تھے اپنے سامنے بلایا اور ایک خندق کھدوائی اور غوب آگ سے دھکا دی اور
حکم دیا کہ تم لوگ اگر عیسے علیہ السلام کے دین سے نہ ہر دو گے تو تمکو آگ میں پہونک دو گنا جماعت
میں یہی ایک عورت تھی بچہ والی کہ دودھ پیتا بچہ اوسکی گود میں تھا اوس بچہ نے آواز بلند سے

لکھا کہ مان بمحمد اس گھمن کہ کو بدلہ اس آگ کا پشت ہے سدا رہے کو پہر بدایات کے کہ
 سلمان ہلاک ہو چکے بادشاہ اور اسکے مصاحب خندق کے پس کر سیو پیڑ بیٹے تھے کہ کھا
 اور ان کے شعلے ایسے بڑے کہ اوں بکو جلا کے خاک کر دیا اور یہ قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کے آسمان پر اڑنا جانیے بعد واقع ہوا تھا اور روز سے نجران کے لوگوں میں دین اضرانی کو
 حق جان کر قبول کیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اکت اسی دین پر تھے اور سزا
 اونکے کہ عاقب اور سید وغیرہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو مدینہ منورہ میں کہ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حاملین بحث اور تکرار کی تھی اور آیت مباہلہ کی او نہیں کے
 جواب میں نازل ہوئی تھی تیسرا قصہ فارس کی زمین میں واقع ہوا تھا کیفیت اسکی حضرت
 ابراہیمؑ کو مین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بھی کتاب آسمانی کہتے
 تھے اور ایک پیغمبر کے دین کے تابع تھے اور اونکے دین میں شراب ہتھار کہ بیہوش کر دیا
 بدن کے قلع کے لیے حلال تھی ایک روز جو سیونکے بادشاہ نے شراب بیت پی اور اس کی
 کی حالت میں اپنی بہن سے صحبت کی جب بیہوش میں آیا تو نہایت پشیمان و مادم ہوا اور اپنی
 بہن سے تدبیر اس عا کی کہ اسکو لگ گئی پونجی بہن نے لکھا کہ تدبیر سکی یہ ہے کہ تو دعو
 بہن کے حلال ہونیکا کہ اور کہہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اولاد میں بہن یہاں کا کناخ
 حلال تھا میں ہی اوسنی ضعیف قائم ہوں بادشاہ نے لوگوں کو جمع کر کے اس مذہب اور اس
 سلسلہ کو بیان کیا لوگوں نے ہرگز قبول نہ کیا یہ اسکی بہن نے لکھا کہ انکو کوڑوں سے مارا وٹنے
 اسی طور سے کیا لیکن لوگوں قبول کیا یہ اسکی بہن نے لکھا کہ اوہنی گردنیں مارا وٹنے لگا
 کیا لیکن لوگوں نے اسپر بھی قبول نہ کیا یہ اسنے لکھا کہ خنقین کہہ دو اور عین آئینہ ہر
 بہرہ اسکے آگ ڈلو اسے جب آگ خوب دھک جاوے تو حکم کر کہ جو کوئی اس سلسلے سے انکار کرے
 اسکو اس آگ میں پھینک دو قدرت الہی سے عین جلا نیکی حالت میں خود ہی جل گیا اور
 روز سے مجھ کی مذہب میں تہش پرستی اور بہن کا حلال جاننا رائج ہوا چوتھا قصہ لقیہ اور بہن
 منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شہر سلمانو بنھا تھا اسمین قحط پڑا اس شہر کے لوگ غول
 غول حبش کی طرف میاگ کے گئے حبش کے لوگوں نے کہ کا فرتہ اپنے بادشاہ سے عرض کی کہ
 اگر یہ سلمان قحط کے مارے ہوئے اس شہر میں آویسکے تو ہمہ غلہ کی منگی ہو جاوے گی اور یہاں
 ہی قحط ہو جائیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر کے دروازے پر ایک خندق کو دوی جاوے اور اسکو
 اس سے بہرین کو بادشاہ خود ہی دامن تخت بچا کر بٹھایا اور ایک بڑا بت مانی کے برابر دامن
 اکبر کیا اور شہر میں منادی بہرہ دوی کہ غریب الوطنوں اور باہر کے لئے ہوں میں سے جو کوئی اس
 بت کو سجدہ کرے اسکو اس آگ میں جو تک دو اتفاقاً ایک سکین عورت کو کہ بچا و سکی گو دین
 تھا بکر لائے اور اس سے کہنے لگے کہ اس بت کو سجدہ کر اسنے لکھا ماما زہد بادشاہ نے لکھا

یہاں
 لکھا

جو سون کے پس پی کتابی

یہاں لکھا

مجموعہ ہے تو شکر اور سکا دل اور زبان اور عصا سے واجب ہوا اور اٹھا راہبان کا فرض ولازم ہوا
 اور جو اوکے واسطے یا دشہرستین آسمان وزمین کی موبہق تواد کے مخالفون سے دونا جائز
 ہوا اور نہیہ متون صفتین مذکورہ جیسے موجب اٹھا کر لے نایان کی ہین اسطرح سے عہت
 ہین بدلہ لینے کی کیونکہ بدلہ لینا دشمنوں سے موجب عت کا ہے نہین تو ذلت پہنچی ہے
 اور مقتنا سے مجموعیت کا بھی بدلہ لینا دشمنوں سے ہے کیونکہ مخالفون سے بدلہ نہیں دیا
 یہی تعریف نہین کرتے ہین مگر عفو کی صورت ہین سوعفو کرنا کفار پر جائز نہین اور بادشاہت
 یہی موجب انتقام کی ہے دشمنوں سے والا دشمن دلیر مہربان اور بادشاہت کے کا رخا
 میں خلل واقع ہو جاوے اور اگر باوجود ان صفتوں کے کوئی انتقام لینا چوڑے تو ضرور
 ملایا کے حال سے بخیر ہے کہ دشمنوں کی دشمنی کو اور دوستوں کی دوستی کو نہین جانتا یا دشمنوں
 ایذا رسانی سے کہ اسکی دوستی کے سبب اس کے دوستوں کو پہنچاتے ہین بخیر ہے یا مجموع کسی
 او سب باب پر اور خدا تعالیٰ اس بخیر ہی سے پاک ہے کیونکہ **وَاللّٰهُ عَلٰمُ الْغُیۡۤوۡبِ** اور اللہ ہر چیز
 خبردار ہے اور جب کا فر ایمان داروں سے ایمان کی حیت سے عداوت کرنے لگے اور انتقام
 اللہ کے عاقل ہوئے تو گو با عت اور بادشاہت اور خیر داری اور خوبی اوس جانب کی کو نکلا
 کیا تو کمیتین امت تک کی ان بدعتوں کے جمع ہونیکے سببے نبیل انتقام کو تقاضا فرما ہین
 چنانچہ خندق والوں کے قصہ میں نمودار ہوا اور جو دلیل ایک فرد خاص میں صیچہ ہوئی تو قیام
 علی کا اس پر درست آیا چنانچہ فرماتے ہین **اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰلَہٗہٗ عَزَّوَجَلَّ**
اِنَّ الَّذِیۡنَ قَسَّوْا الْمُؤْمِنِیۡنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ شَرَّ کَیۡفَ یَتَوَبَّوۡا فَلَہُمۡ عَذَابٌ جَہَنَّمُ
وَاَکْثَرُہُمۡ عَذَابُ الْاٰلِہِیۡنَ حقیقت جنوں نے عذاب کیا مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو
 پہر توبہ نہ کی ہیں اونسے لیے ہے عذاب دوزخ کا اور اونسے لیے ہے عذاب جہنم کا
 جو دین سے بجلانے لگے ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو پہر توبہ نہ کی تو اونسے عذاب ہے دوزخ کا
 اور اونسے عذاب ہے اگر لگی **مَوٰیہٗ** نفسیہ **اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰلَہٗہٗ** حقیقت
 جو لوگ کہ ایذا دیتے تھے ایمان داروں کو ایمان کی عداوت کے سببے اور ایمان داروں کو
 پہر باوجود مہلت کے اس ظلم سے توبہ نہ کی اور اسی نفل میں مر گئے اور اگر توبہ کر لیتے تو جہنم
 کہ حق العباد کی حیت سے اونسے پر سش ہوئی لیکن بہ شدت ہنوتی اوپر کیونکہ عداوت
 ایلائی اور حق اللہ کے تلف کرنے کے الزام سے چوٹ جلتے اور اسی آیت سے دلیل کی جاتی ہے
 کہ جو کوئی مسلمان کو قصد مارے اور پہر توبہ کرے تو توبہ اوسکی مقبول ہے لیکن اگر کفر سے
 بخت ہے کیونکہ مسلمان کا قتل عدا اگر کفر کی حالت میں ہو ہے تو لا جاعہ توبہ اوسکی مقبول
 یعنی بعد اسلام کے کہ کیا ایمان اختلاف نہین اور اس آیت میں مراد کا فر ہین کہ ایمان کر لیں
 مسلمانوں کو مارے تھے اور ایذا دیتے تھے **فَلَہُمۡ عَذَابٌ** ہیں اونسے لیے عذاب ہے دوزخ کا

میں سے پہلے لکھا گیا تھا فی کون محفوظہ ایک تخت میں کہ شیاطین اور جن اور
ان کا کج فعل سے باہر ہے اور محفوظ ہے اوسین کوئی تصرف نہیں کر سکتا کہ زیادہ اور کم اور تحریف
اور احاق کر دے بس اس قسم کی محفوظ چیز میں احتمال جھوٹ اور طوط کا کارنامہ متعجباً عقل کے خلاف
ہے اور لغوی معالم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ لایا ہے کہ لوح محفوظ مفید مونی کی
طولی اوسکا جیسے زمین سے آسمان اور عرض اوسکا جیسے مشرق سے مغرب اور کنارہ دوسرے
اوسکے یا قوت جڑے ہیں اور دونوں دفینان اوسکی یا قوت نسخ کی اور نور کے قلم سے کلام
قدیم اوسین لکھا ہے سراسر اوس تختی کا عرش سے معلق ہے اور نیچے کی طرف اوسکی ایک مغز
فرشتے کی گود میں رکھی ہے اور وہ عرش عظیم کی سیدہ کی طرف کھڑا ہے اور سر پر یوم کے یہ
عبارت لکھی ہے اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِكُ لَهُ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ الْعُرْشُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَدَّقَ بِرُسُلِهِ وَاتَّبَعَ رُسُلَهُ اَدْخَلْنَاهُ الْجَنَّۃَ ثُمَّ اَنْزَلْنَاهُ مِنْهَا
عَزَّ وَجَلَّ سُوْرَةُ الطَّارِقِ سورہ طارق میں ہے اَمِیْنُ اَمِیْنُ اَمِیْنُ اَمِیْنُ اور اس کے طے اور نور
اننا لکھیں حرف و انزال ہوئی ہے یہ بعد سورہ لَا اَنْفِیْضُ لَہِذَا الْبَلَدِ کے اور ربط اس کا سورہ برق
بسیب مناسبت کلام کے ہے کہ ابتداء میں دونوں کے قلم آسمانوں اور ستاروں اور جبرون کی قیاس
اور انتہا میں ہیں دونوں کے بیان محافظت الہی کا غیب کی چیز دیکھو جیسے لوح محفوظ اور آسمان
اور آدمی کی جان سو یہ چیزیں ظاہر ہیں کچھ حاجت بیان کی نہیں اور اس سورہ کا نام سورہ
طارق ایسے رکھا ہے کہ طارق عرب کی لغت میں اس مہمان کو کہتے ہیں جو رات کے وقت
آوے اور جو حادثہ کرات کو منور ہو اور سکو ہیں طارق کہتے ہیں ایسے واسطے حدیث میں
وارد ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ طَوَّارِقِ اللَّیْلِ پناہ دیتا ہوں اللہ کی اوس شر سے کرات کو یا کلمہ
اُپڑے کیونکہ دفع کرنا ایسی قوت کا مشکل پڑتا ہے اور بیش شریف میں مسافر کو منع فرمایا کہ رات
کے یعنی بجائیک رات کے قہر میں نہ چلا آوے جب تک کہ اوس کے گہر والے بن سونے کے
دست نہ دلیں کہ اوس کو بڑے حالمین دیکھ کے نفرت ہو جائے اور اس سورہ میں مراد طارق سے
آسمان کے تارے ہیں اور بتارے اس صفت میں برابر میں ایسے کہ رات کو نظر آتے ہیں
اور دن کو غائب ہو جاتے ہیں اور کیسے مراد طارق سے نزل کیسے شریا کہی ہے لیکن اکثر علماء
ایسے ہیں کہ مراد میں ہے اور ہر ستارہ زمین و نخل ہے کیونکہ ہر ستارہ تین و چھتین کہتا ہے
اول تو یہ کہ ہر ستارہ تین شعاع سے تاریکی کو دفع کرتا ہے دوسرے یہ کہ پناہ راہ کا شریک
طرف ہوا مغرب کی طرف ہر مسافر کو تری خشکی کا اس سے معلوم ہوتا ہے تیسرے یہ کہ سببت
آسمان کی محافظت کا شیاطین کی شر سے اور اوس کے دو سبب ہیں اول تو یہ کہ شیاطین
و فانی مادہ سے پیدا ہوئے ہیں اور اندھیرے کو بالطبع دوست رکھتے ہیں اور روشن سے
بھاگتے ہیں چنانچہ تجربہ اسکا کیا ہوا ہے کہ اکثر علیہ نما اندھیرے کے مکالمین ہوتا ہے اور جہان

لوح محفوظ کا بیان

سورة طارق

کہ غذا اے صالح کے کہانیکے بعد جب بہتر ساعتیں گزرتی ہیں تو سنی پیدا ہوتی ہے تو آدمی کو اپنی ہر روز کی غذا میں فکر کرنی چاہیے جیسے چانول کہ کہاٹنے آئے ہیں کس قطعہ زمین میں کس کھیت میں کس کانو میں سے پرودہ کانو کس پرگنہ میں اور وہ پرگنہ کس سرکار میں اور وہ سرکار کس میں ہے اور وہ صوبہ کونسی مملکت میں متعلق ہے جہاں ان چانول کو بونا ہوتا اور بخار و کھوکھلے اور بے پاسبان کا مستعد کیا کہ اس ملک سے اونٹوں یا بیلوں سپر لا کر اس بازار میں لائیں اور چھپہ بچا کیے ہاتھ بیچیں اور جگہ اونٹین سے کہا نا انصیب ہو اور اسی قیاس پر حال تمام ضروریات کو اپنی زندگی جابین اور سچے کر میسرے مان باپ کو بھی سپر سے غذا میں طرح طرح کی دودھ کے ملکوتی جمع کر کہلا میں تہین تو لطفہ میرا دے کے بدین پیدا ہوا تھا اور جگہ اوس لطفہ سے بنایا تھا جو شخص کہ ہر روز کی غذا میں اس قدر اجزائے متفرقہ کو جمع کرتا ہے کہ اگر ان سب کو ایک چکر اکھٹا کرین تو آدمی کے بدن کے انداز لیے ہزار دن درجے زیادہ ہو پر اس سے کیا بعید ہے کہ چالیس برس کے عرصہ میں کہ دونوں نفعوں کے درمیان میں ہے تمام اجزاء کو بدن کے کہ بلاشبہ اس مقدار سے کمتر ہیں متفرق ملک ان دن دور دراز سے جمع کر کے صورت گوشت اور لوست کی پہناوے پر بعد اوس کے غذا کو لطفہ کر کے کہانے کہان کو پہنچاتے ہیں اور راہ میں اس لطفہ کے کون کون سی ڈھان بڑی بڑی سخت کو آدمی کے بدین پہنچاؤ گئے مانند حامل ہیں پر باوجود دہسبات کے اوس لطفہ کو کس طرح سے دماغ سے کھینچ کر پیاب کر مقام کو پہنچاتے ہیں پر اوس راہ سے جمع کے اندر کس طرح پہنچا ہے چنانچہ فرماتے ہیں خلیق میں مائید کا کفن پیدا کیا گیا ہے آدمی اچھلے پانی سے اور وہ پانی مرد و عورت کا لطفہ ہے کہ ہم میں ملکر میان ہو جاتا ہے پس اوس غذا کو بعد سے ہوتا ہے جنسیت اور جن کے صورت پانی کی بخشندہ دلیل صریح ہے کہ بدلتا صورت تو کونسی ایک صورت کو دوسری صورت پر کر دینا قدرت الہی کے روبرو بیت آسان کام ہے یحییٰ رجب میں بیکین الصلّیب والہ کو آئیب نکلتا ہے وہ اچھلتا پانی درمیان سے پیٹھ کے اور سینے کی ڈھونگ کے کیونکہ مادہ منی کا اول دماغ سے اترتا ہے اور ان رگوں میں کہ دونوں کانوں کے پیچھے ہیں وہاں سے گذر کر نچا میں آتا ہے اور تمام نچا کا درمیان میں پیٹھ اور سینے کے ہے پرودہ مادہ مرد کی پیٹھ کے شکم کی راہ سے گذر کر دونوں آتا ہے وہاں سے خیمہ وغینہ وہاں سے ذکر کے نیچے کی رگ میں ہو کر رحم میں گرتا ہے اور عورت کے سینے کی طرف سے سپر سے خیمہ وغینہ رحم کے عمق میں ہیں اگر جماع کی حرکت کے سبب رحم میں گرتا ہے اور رحم میں وہ دونوں مل جاتے ہیں اور یہاں سے معلوم ہوا کہ منظور اس آیت سے پانی کے گذر نیکا بیان ہے کہ کس کس طرح سے اس قسم کی سخت راہ سے کہ دونوں طرف ایسی بڑی بڑی ڈھان ہیں اوس کو روانہ کرتے ہیں اور اوس کے خیمہ اٹھتا کو پہنچا دیتے ہیں نہ یہ کہ مادہ منی کا پیٹھ میں یا سینے کی ڈھونگ میں پیدا ہوتا ہے وہاں کے قاعدہ کے مخالف ہو کیونکہ اوس کے نزدیک منی تمام عہد کے لیے پانی ہے ایسے اولاد میں شامیت

دو لفظوں کا
درمیان میں
چالیس برس کا
عرصہ ہو گا

ع

مجاہد کے حکم و نازل ہوئے ہیں

۱۰

ہاں ہون اس لیے ارشاد ہوا **فَقِيلَ لَكَ فَرَحَانٌ كَرِيمٌ** ﴿۱۰﴾ **عَزَّ وَجَلَّ** ﴿۱۱﴾
فَقِيلَ لَكَ فَرَحَانٌ كَرِيمٌ ﴿۱۰﴾ پس مہلت دے کا فرنگوں کو اور جوڑ دے اونکو جوڑا سا
فَقِيلَ لَكَ فَرَحَانٌ كَرِيمٌ ﴿۱۰﴾ سو ڈھیل دے سناؤنگو ڈھیل دے اونکو صبر کر لے **مَوْءِدٌ لِّقَسْبٍ قَسِيمٍ** ﴿۱۱﴾
 الہم پس مہلت دے کا فرنگوں کو اور جلدی اونکی بدو عارین نکھر کہ اونکے شیعہ کو ٹھیکے سے نبیل
 وحی کا اور شہو کا جواب پے دے چھپتا ہے اور حقائق شریعت اور دین کے اور احوال خیرہ
 کے کما حقہ تحقیق اور وہم ہوئے جانے ہیں اور بعد اوس کے غمور دین کا خوب متحقق ہو جاوے
 اور الزام اور حجت اور دفع شبہ کا اپنی نہایت کو پہنچے تو اس وقت تک وہ جہاد و قتال پر مامور کر لینے
 اور ترے ہاتھ سے ہاں کرینگے **أَمْهَلْهُمْ** ﴿۱۲﴾ ذوق لگاؤ فرصت دے و فائدہ ہوئے نون
 کردہ دن اتنے ہی بعثت سے قریب چودہ برس تک تھے اور اس عرصہ میں جو شبہ کہ اونکا غیظ
 کن رہا تھا کرتے تھے اور جواب اسکا پالتے تھے بعد اوس کے کوئی شبہ اونکے دل میں نہ رہا تھا اور
 شہادت اونکی خاطر ہر گھنٹی اور قابل سیاست اور تنبیہ کے ہوئے اور اپنی موت کی مہلت جیسے
 میں نکلتے یہ ہے کہ یہ مقدار اوس کے سن بلوغ کی ہے کہ جس میں کوئی چھپتا ہے تو عقل و دان
 کامل ہو جائے دین اور قابل سیاست اور جزا کے ہوتا ہے پس اتنے ہی بعثت میں کے اور عہد
 کے کا فر حکم لگا دیا کہ کہتے تھے کہ نہایت بہت تعلیم اور سمجھنا شریعت کے حکم نکلا اور کامل کرنا اور
 دلائل میں اور جاننا پہلائی پرانی دین کے فائدہ نکلا اور نکلو منظور کرنا اور دیکھنا معجزوں اور
 آیات نبیات کا اس مقدمہ میں کفایت کرتا تھا جبکہ اس مدت تک ہی کھینچے اور عین سے مستحق
 تو باوجود پرورش کامل کے محتاج تاویب و تفسیر کے ہوئے تو اس حکم جہاد و قتال کا نازل
 ہوا **عَزَّ وَجَلَّ** ﴿۱۳﴾ **سُورَةُ الْأَعْلَى** ﴿۱۴﴾
 اس میں انیس آیتیں اور میرے کلمہ اور ایک ہزار دوسو حرف ہیں اور نازل ہوئی یہ بعد سورہ الذلزلہ کے
 اور وہ ایک ہی ربط کی سورہ طارق سے یہ ہے کہ اوس سورہ میں فرمایا ہے کہ بعض انسانی کیوں
 گمراہ ہیں مقرر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس زمین یہ مذکور ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فقرہ
 اللہ تعالیٰ خود حاضر و بخیران ہے اس بات سے کہ علوم غیبی کی وحی کو فراموش کرین اور اوس
 سورہ میں انسان کی کیفیت کی ابتدا کا بیان ہے کہ لفظ اوسکا کھائے آتا ہے اور کھانکھ جاتا ہے
 اور اس سورہ میں اسکی خلقت کی انتہا کا بیان ہے کہ بعد کمال تربیت کے کیا صورت کی رہی
 ہے اور اوس سورہ میں قرآن مجید کے اوصاف مذکور ہیں کہ اپنی ذات سے وہ کلام عجائز
 نظام کیا کچھ رتبہ کہتا ہے اور اس سورہ میں ہی اوصاف قرآن مجید کے بیان میں نسبت ہوئی
 کہ عمل کرنا اور واجب نجات کا ہے اور نہ پہرانا اس سے ہلاکت کا ہے پس اور اس سورہ کا نام
 سورہ علی اس لیے رکھا ہے کہ اولیٰ میں اسکے یہ نام اسارا ہیں میں سے مذکور ہے اور اس سورہ
 نازل ہوئے کا سبب اسطور سے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر برہمنی ٹھہری

نازل ہونے شروع ہوئیں اور مجید ذیلے حساب غیب کی طرف سے جبریل علیہ السلام کیواسطے
 سے علوم نازل ہونے شروع ہوئے تو خاطر مبارک میں یہ وہ غنڈہ آتا تھا کہ میں تو اسی شخص ہوں
 یاور کہنا ان الفاظ و معنوں کا بغیر کہنے کے مجھے کیا ہو سکتا مبادا کہ بیت سی چرین ہمیں سے
 ہوں جانوں اور رسالت کے مقدمہ میں نقصان واقع ہو جاوے پس خدا تعالیٰ نے ان کی خاطر
 مبارک کی تسلی کے لیے یہ سورۃ نازل فرمائی اور اس سورہ میں خوشخبری دی کہ جناب خدا تعالیٰ تیری
 خود اوستا دی کر گیا تجا و ہونے کا ظہر ہرگز نہ لانا چاہیے اور اسی لیے حدیث شریف میں آیا کہ
 کہ حضرت علیہ السلام اس سورہ کو بہت دوست رکھتے تھے اور وتر کی پہلی رکعت میں اس
 جمعہ و عیدین کی پہلی رکعت میں اس سورہ کو اکثر پڑھتے تھے اور سلف کے لوگ بھی اکثر تہجد کی نماز میں
 اس سورہ کو پڑھتے تھے اور کسی رکعت کے امیدوار نہ تھے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ جب آیۃ فسبح باسم ربک العظیم نازل ہوئی تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ
 فرمایا کہ اس سورہ کو اپنے رکوع میں مقرر کرو یعنی رکوع میں سبحان للی العظیم پڑھا کر اور جب
 آیۃ سبّح اسم ربک اعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس سورہ کو اپنے سجدہ میں مقرر کر دینا
 سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا کر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہے
 کہ بعض سبّح اسم ربک الاعلیٰ پڑھے تو پتا چلتا کہ اسکی ساتھ ہی شہادت
 ربی الاعلیٰ کہتے تاکہ فراموشی اور لاپرواہی کی آوا ہو جائے **عزیزی**
بسم اللہ الرحمن الرحیم سبّح اسم ربک الاعلیٰ ساتھ
 پاکی سے یاد کر پوروں کار بزرگوار اپنے کے **فہ** پاکی بول اپنے رب کے نام کی جو سب اور
موسو نفس پر پاک مجھ نام کو اپنے رب کو سب اونچے سے اونچا ہے جانا چاہیے
 اور اکثر زمین کے نزدیک پاک جاننا نام کا نایہ ہے پاک جاننے ذات سے کیونکہ عرب کا قاعدہ ہے
 کہ تعظیم و ادب کے تمام پر ذات کو نام کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں چنانچہ عرف میں مشہور ہے کہ ناسا ہوں
 اور امیر و مکن حضور میں عرض کرتے ہیں کہ حضور کے نام سے یہ کام ہوا اور فلان قلعہ فتح ہوا پس اگر
 سبّح اسم ربک اعلیٰ فرماتے تو یہ رعایت تعظیم و ادب کی حاصل نہ ہوتی دوسرے یہ کہ ذات
 کو حق قرار دے کے اسے کوئی نہیں جانتا پس پاک جاننا اسکی ذات کا یہی ہے کہ ناقص اور
 نطو ابی کے نام کو اسکی ذات پاک کی طرف نسبت نہ کرے اور حق کی ذات کو پاک جاننے
 کے معنی جسد رکھ کر شریعت میں وارد ہونے میں کہ احوال کے طور سے سمجھ لیجیے کہ حق تعالیٰ کی
 ذات جاری عقل و جسم اور ادراک سے برتر ہے اور کوئی نالائق صفت اور عیب اس کے جاہ
 جلال کے سراپہ و نئے گردنہیں پہن سکتی اور تفصیل سے یہی سمجھ لیا چاہیے کہ وہ ذات پاک
 نہ جو ہرے جسم نہ عرض اور کل اور بعض کو اس میں گنجائش نہیں ہے اور صورت اور جہت اور
 اور نہایت اور مجلس اور مکان کی قیدیں ہرگز اس کو لاحق نہیں ہوتی میں اور نہ کوئی چیز اس پر

پہلے آئے
 چنانچہ اسے
 شریک عالم
 لایق و نام
 نہ لایا کہ
 متدبک
 جس میں

حقیقت میں ثابت یوں ہے تو جھگڑا کر زمین قرآن اور دوسرے علموں کے مبالغہ اور کوشش ضرور
 نہیں ہے بلکہ جھگڑا چاہیے کہ دوسرے لوگوں کو ہلے ہوئے علم پاؤں دے اور کامل ہو جانے سے کامل کئے
 طرف رجوع کرے کہ جتنے جھگڑا محض است کے تکیس کے محنت اور زنجیو ہلے سہا ہے اور تیری
 تکیس ہمارے دے پر ہے چنانچہ فرماتے ہیں فَكَرَّانَ تَفْعَلُ الْاَلْفُ مِثْرًا مِثْرًا
 لوگوں کو اگر فائدہ کرے نصیحت کرنا ہر ایک کے موافق ترجمہ قرآن کا فائدہ کہ یہ شرط سوا ایک کے ہر
 کہ آئے بعد مکرر کرے نصیحت کے اور حاصل ہونے نامیدی بعض لوگوں نے تو کہ یہ مشقت کتنی
 نفس مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل قول اللہ تعالیٰ کے و امانت علیہم بحبار اللہ

بیضاوی ۱۰ پر پایہ لا اگر نفع کرے یا دلانا اور نصیحت کرنا تاکہ تیرا کمال مستدی ہو جاوے
 اور ہزاروں آدمی تیرے رنگ میں رنگ جاوین یہاں پر ایک سوال ہے جواب طلب کہ اکثر مفسر
 ایسے رنج و تعب میں ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب تذکرہ و پند دینا ہے خواہ
 کوئی قبول کرے یا نہ کرے پس اس شرط کو کس واسطے پڑایا ہے یہاں تک کہ بعض مفسرین لکھا
 کہ مراد الہی یہ ہے کہ اِنَّ تَفْعَلُ الْاَلْفُ مِثْرًا مِثْرًا ۱۱ ہوا ان لم تقع بس ایک قریہ بعد حذف
 لکھا ہے چنانچہ ابشاری اور سراجیل الفیہم للمعین بیان ہے اور دوسرے جواب یہی اس
 قیاس سے ذکر کیے ہیں اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ تذکرہ اور موعظت اور پند دینا یہ سب مشروط
 قبولیت کے عن کے ساتھ اور منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور وعظ ہر شخص کے لئے
 نہیں بلکہ مکمل الہی ہو چکا اور ڈرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب تاکہ الزام محبت کا ہوا اور عذر جہل و نادانیکہ
 بوجہ تباہ نسبت ہر شخص کے ضرور ہے لیکن اسکو تذکرہ اور موعظت نہیں کہتے ہیں سورہ غاشیہ
 میں قول صریح یہ ہے کہ الامن تولے و کفر است ثناء ہے فذکر سے تو اسے صراحت یہ ہے
 شرط ہو چکی جاتی ہے اور یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ یہ شرط امر کی تاکید کے لیے ہے تذکرہ کے
 واسطے یعنی اگر کسی کو تذکرہ نفع کرے تو جھگڑا تذکرہ کرنا چاہیے اور یقین ہے کہ تذکرہ اللہ عالم میں
 کسی نفع کرے گی جو ہر کسی کو نفع نہ کرے پس گویا معلق ہونا ایک شے کا الہی چیز ہوا کہ
 کہ جبکہ واقع ہو نا ضروری ہے کہ یہ امر موجب تاکید کا ہے اور جو بیان فرمایا کہ جھگڑا غلو اللہ کے
 نفع کے واسطے تذکرہ کرنا چاہیے اب بیان اس شخص کا جسکو پیغمبر کے تذکرہ سے فائدہ ہو گا وہ ہے
 میں مسکین کس کس کی بخشی اللہ نصیحت پر چکا جو شخص کہ ڈرنا ہے غرضی مو
 قرآن ہے کہ نصیحت یا دینا اور نفع مند ہو گا ساتھ اس نصیحت کے وہ شخص کہ ڈرنا ہے اللہ تعالیٰ
 پس تحقیق وہ شخص فاکر چکا اور سوچے کا تاج و نصیحت کے پس جانیکا حقیقت اس نصیحت کے
 اور یہ شخص شامل ہے عارف و مبتدیان و شر و دو کو **بیضاوی** ۱۲ اب سمجھا دیکھا جسکو
 اللہ کا ڈر ہے ہر جہاد کہ جھگڑا علی العہوم نصیحت کرنا فرض ہے لیکن ہر شخص کو اسے فائدہ ہو گا
 بلکہ فائدہ اسکا ہوتا کہ شرط کے ساتھ شرط ہے تہو واسطے کہا گیا ہے سبب اصل مستعد اور

وہ شخص جو بڑا بوجھت ہے اور حقیقت میں وہ شخص ہے کہ کچھ خدا کا خوف نہیں کرتا ہے اور عداوت اور
 عداوت کے راہ سے کفر کرتا ہے پس حقیقت کلام کی سطح سے ہے کہ متحد ہوا لا یختمنی لیکن یہاں
 آکا جی کے واسطے کہ جو شخص خدا کا نہیں کہتا ہے نہایت بوجھت ہے اس واسطے شفیق ہو من لا یختمنی
 کی جگہ پر لانے میں **ع** بنی فی **ع** تفسیر اب بیان پر معلوم کرنا چاہیے
 کہ آدمی کے تفاوت یہ ہے کہ عمل اور عقاد اور سکاد درست ہو اور جبکہ عمل نادرست ہے اور عقاد
 درست ہے وہ شفیق ہے لیکن جو شخص کہ عقاد ہی فاسد کہتا ہے وہ اس سے ہی زیادہ بد بوجھت ہے
 پس اگر کوئی تصور اسکے عقاد میں جیل بسبب کے سبب یا ناف میں ہے اور تعلیق کرنے سے کسی سبب
 باطل کے ہے تو اسکو ممکن ہے کہ نیک نصیحت اور مشق کے سمجھتا ہے راہ پر آجائے اور جو شخص کہ عقاد
 اسکا سبب عداوت کے اور درست ہے کہ دیدہ و نہاد انکار حق کا کیے جاتا ہے اور ایک بڑا حجاب کشف
 اس کے ہمتاؤ کے آئینے پر پائیا ہوا ہے کہ ہرگز لنگیر لگے اور اٹھا دے مرشد کے مہلک اسکی ممکن
 نہیں رہی ہے اور بد بوجھت کے نہایت کو پہنچا ہے **وَمَا تَعْبَىٰ الْأَيَّامَ وَاللَّيْلَ وَالنَّهَارَ**
 اوتی کے شان میں ہے اور اس آیت میں مراد شفیق سے وہ ہی ہے اور انجام اس کے کام کا
 یہ ہے کہ **الَّذِي يَهْدِي إِلَىٰ السَّالٰتِ كَلْبِي** یعنی یہ شخص وہ ہے جو درجہ میں ہو کہ
 بڑی آگ میں کہ اسکا ضعف سورۃ واللیل میں ہے جس باب سے یہ کہ فرمایا ہے کہ **فَاَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ**
نَارًا تَلَظَّىٰ اور وہ ایک آگ ہے نیچے کے طبقے میں دوزخ کے کہ ساتوں درجہ ہے اور فرعون
 واسطے درس است کے منافق اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مانسے کے منکر اسی طبقے میں ہو گئے
 اور دوسرے طبقے کے آگ سے سوزش میں نہایت تیز ہے اور جہنم کی حدیث میں وارد ہے کہ
نَارُ كَلْبٍ هَلْ هِيَ جَزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جَزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ كَلْبٌ كَلْبٌ كَلْبٌ لکھن منظر جہنم
 یعنی یہ دنیا کی آگ شتر وان حصہ ہے دوزخ کی آگ سے گرمی میں پس دوزخ کی آگ کی شعلہ
 دنیا کی آگ سے بہت بڑی اور بزرگ ہے اس واسطے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ناکر
 جہنم کی آگ ہے اور ناصغر نے دنیا کی آگ ہے لیکن جو آگ کہ اس کے دیکھنے میں ہے بہ نسبت دوسرے
 دوزخ کی آگ کے جہنم کی آگ کا حکم رکھتی ہے دنیا کی آگ کے نسبت سے پس آتش کبر سے
 حقیقت میں وہی آگ ہے اور سبب اس آگ کی گرمی کی زیادتی کا بہ نسبت دوسرے آگ کو
 اس شمال سے سمجھ لیا جائے کہ دنیا کی آگ سرد ملکوتین میں سردی کے موسم میں برف
 پڑنے کی حالت میں سردی کے کام میں مشغول ہوتے وقت جیسے طامحی اور طامحی علیٰ غصہ
 بڑھاپے میں اور مزاج ہی سرد ہو جیسے بڑا بلغمی مزاج اس قدر سوزش نہیں رکھتا ہے کہ اسکا تحمل نہ
 نہیں ہو سکتا پھر وہی آگ گرم ملک میں عین دو پہر کے وقت گرمی کے موسم میں گرمی کے کام میں
 مشغول ہوتے وقت جیسے باورچی گرمی اور ان پڑی علیٰ الخصوص جلال مغراوی مزاج کو کہ
 روزہ داری ہوا و تپ ہی چربی ہو تو قیاس کیا جائے کہ کتنا تفاوت اس آگ کی گرمی کا دوسری

اخلاق سے جیسے عمل یعنی بیاہنی اور صدقہ یعنی کینہ اور دغا بازی اور حسد اور تکبر وغیرہ ذکاوت سرگرمی بدن کی پاکلی اور کٹر و تکی خواستوں سے جیسے پیپ اور لہو اور بول و دیر لڑا اور سنی اور منی اور سوکے اسکے تیسری پاکلی بدن کی حدت اور جنات سے وضو اور غسل کے ساتھ چوتھے پاکلی بدن کی پیدا ہونے والی چیزوں سے جیسے ناف کے نیچے بال اور نیل کے اوپر ناخن اور بد بخا میل اور سوسا اسکے اور اگر کسی کی ڈاڑھی یا سر کے بال لہنے ہوں تو ہر ہفتے میں جمعہ کو دن آن بالوں کو دھو کر دھونا اور کنگھی کرنا اور عطر یا بنا سنت مٹو کہ وہ ہے پانچویں مال کی پاکلی کرنا زکوٰۃ اور صدقات کی دینے سے اور دو کا مال لہانے سے بچانا دوسرے اور طہر کے حرام مالوں سے جیسے جو اور زکوٰۃ اور جرت اور بنگھیاں لگالے کی اجرت مکروہ تہرہ ہی ہے البتہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدوری سینگے کہنیچے کی دی ہے اگر حرام ہوتی تو حضرت کا بیکو دینے کا مظاہر الحق تھا یا جو جس چیزوں کی تجارت سے حاصل ہو جیسے کپے چمڑے مڑار کے اور دوسرے کام تجارت کے ساتھ ہر پڑے **۵ عربی** ۵ و ک کو اسم کریمہ **۶ فصل** ۶ سے ساتھ دل اور زبان کے پر تمام کی پانچویں نماز وقت پر ایسے کہ ذکر ساتھ دل کے کرنا مزدور معرفت الہی کی ہے اور مردانہ سے عبارت تو صبح سے ہے روایت کیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ بھانڈے کے عقیق واسطے میرے ساتھ نمازی کے تین شرطین ہیں ایک اونین کی یہ ہے کہ آرتی ہے رحمت آسمان سے اوپر سر نمازی کے جنگ کہ وہ نماز پڑھتا ہے اور دوسرے یہ کہ چہاٹے ہیں اسکو ملائکہ برہان میں اور تیسرے یہ کہ مناجات کرتا ہے اپنے رب سے جو وقت کہ کہتا ہے یا رب کہنا ہوں میں لکھتا ہے پھر فرمایا حضرت نے اگر جانے نمازی کی کسکی مناجات کرتا ہوں میں کہی دوسرے حاجب التفات مکر سے ۵

روح البیان ۵ حضرت مولانا یعقوب چرخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اشارہ ہے سلوک کی منزلوں کی طرف اول و سنی تو چہ ہے اور بعد اسکے ترک اور تصنیف نفس کا ہے یعنی پاک اور صاف کرنا اور کرنے سے بری صفو کے اور حاصل کرنے نیک صفو کے اور بعد اسکے جمعہ کے ذکر لسانی اور قلبی اور روحی اور سر سے ہے اور بعد اسکے پونچھتا ہے مشاہدات کے مقام کو پس **فصل** ۶ **کے من** کی ۶ اشارہ ہے اول مرتبہ کی طرف اور ذکر اسمہ کریمہ اشارہ ہے ذکر قلبی کے ہمدنیہ یکبیر کی طرف اور **فصل** ۶ سے اشارہ ہے مشاہدہ یکا مرتبہ حاصل ہونے کی طرف کہ **الصلوٰۃ معراج المؤمنین** کی ہی سننے ہیں اور حضرت امیر المؤمنین علی کریم اللہ وجہہ منہ فرمایا ہے کہ جو کوئی صدقہ فطر کا ادا کرے اور عید گاہ کے راستے میں ہی تکبیر کہتا جاوے اور عید گاہ میں پونچھے کہ لفظ کہے اور عید کی نماز پڑھے تو میں امیدوار ہوں کہ اس آیت کی بشارت میں داخل ہوگا تیسرے لفظ اس سورہ میں زکوٰۃ سے ناخوڑے اور صدقہ فطر کا وجب ہو یا فرض حکم نہ کوہ کا کہتا

پس لفظ انارہ صدقہ فطر کے لینے کے طریق ہوا اور ذکر اہم رہا انارہ ہے عید کی تکبیر تکبیر
اور فصلی انارہ ہے عید کی نماز کی طاعت میں مقصود حضرت امیر المؤمنین کا اس تفسیر سے یہ
کہ ہر جگہ قرآن میں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے بعد آیا ہے اور بیان پر جو نماز پر بلکہ ذکر پر ہی مقدم
کیا ہے تو ضرور کوئی خاص صورت مراد ہے کہ اوچین میں تینوں کام ترتیب سے واقع ہوں
اور وہ صورت شروع میں سوائے اس صورت کی نہیں ہے اور فقہانے ان تینوں سے
شرطیں اور ارکان نماز کے ملا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ تتر کے کچھ انارہ ہے طہارت کی
خواہ وضو اور غسل ہو خواہ تعیم اور ذکر اہم رہا انارہ ہے تکبیر تحریم کی طرف اور فصلی
انارہ ہے نماز ادا کرنے کی طاعت اور حضرت امام عظیم نے موافق ہنس تفسیر کے دو مسئلہ پیش
اسلمو لئے اس آیت سے نکالے ہیں اوچین سے ایک تو یہ ہے کہ تحریم باندھنے کے وقت
بالخصوص بعد اکر کا لفظ کہنا لازم نہیں ہے چوتھ کہ خدا کا ذکر ہونے کے لحاظ سے
جیسے الرحمن عظیم لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ مگر جو ذکر ملا ہو غرض اور جسے ہوشروغ نماز کا
اوسے جائز نہیں ہے جیسے اللہ غفرلے کہ ذکر خالص نہیں ہے اور عین سے بھی کہ تکبیر تحریم
انکے نزدیک نماز کی شرط ہے رکن نہیں ہے یعنی نماز میں داخل نہیں ہے کیونکہ فصلی کو
ذکر اہم رہا کے بعد حرف عطف کے ساتھ لائے ہیں کہ موقوف اور موقوف علیہ کی مناسبت
ولات کرنا ہے اور اسی ذہب سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اکثر نماز کی شرطیں جیسے
طہارت اور سرعوت اور رد قبلہ ہونا اگر تکبیر تحریم کے وقت کیوں حاصل ہوا اور ان فصل بعد
اوس کے حاصل ہو جاوے تو نماز اوسکی درست ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ کہتے ہیں
کہ تکبیر تحریم ہی نماز میں داخل ہے اس واسطے کہ تکبیر ذکر و قیام کی حالت میں قیام ہو تو
ہے اور قیام نماز کا رکن ہے اور جو ارکان کو بطور فرضیت کے مقرر ہوئے ہیں وہ ہی نماز
ارکان سے ہیں پس شرطیں نماز کی اوسکے ذہب پر تکبیر تحریم کی حالت میں ضرور
پا ہے بلکہ عزیزی لکھ اور جو ان آیتوں میں فرمایا کہ حاصل ہونا مکمل کا اور
خاصی عذاب سے موقوف تعلیم اور ذکر اور نماز پر ہے کہ خدا کے خوف کا پہل ہے تو تمام
ہبات کا تہا کا کہ فریط رشید کے ذکر کرین کہ کلو باوجود کمال عقل و ہنس کے کواسطے خوبی
ان عاملوں اور عاملوں کی معلوم نہیں ہوتی اور سب ہونا اس سبب کا حاصل کر نیکو علاج
کواسطے ہماری نظروں سے یہ تہیدہ اور مخفی رکھا ہے جواب میں اوسکے فرماتے ہیں
کہ سب لوگ یہ تہیدہ تہا کے ان چیزوں کے کمال نہیں جانتے بلکہ نور و نور
الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر و کفی ہا بلکہ تہیدہ کرتے ہوئے دنیا کی زندگانی کو
آخرت پر اور دنیا ایک سبزہ زار سے برکھ نہیں ہے اور انجام اسکا سو کھی گہاں لی طرح
سیا ہ ہوتا ہے اور حاتی بوجہی لذتوں میں دنیا کی اور حاصل کرتے ہیں نام و جاہ کے

کمال کو سمجھ جاتے ہو حال نگہ دنیا کی زندگی پر گزراں قابل نہیں کہ آخرت کی زندگی پر ترجیح
دیکھا وہی کیونکہ آخرت سب کے سب اور زمین نیک ہے بد سے کو اور زمین گناہیں نہیں بخلاف
دنیا کے زندگی کے کہ ہر چیز لغت اور جاہ و شہرت سے گذاری جاوے لیکن اور زمین برنج و فلک
اور غم اسکو لازم ہے اور کوئی نعمت دنیا کی نظر نہیں آتی مگر ایک دیکھ اور نصف اور کھانا پیچھے
لگا ہے اور اگر بالفرض دنیا ہی نیک ہو اور کس طرح سے شر اور بدی اور زمین گناہیں نہ کرے اگرچہ
یہ فرض محال ہے پھر ہی دنیا اس قابل نہیں ہے کہ آخرت پر ترجیح دیا جائے کیونکہ آخر دنیا
فانی ہے اور آخرت باقی چنانچہ فرماتے ہیں و البقیۃ خیر من الدنیا اور آخرت بہت باقی ہے دنیا سے کیونکہ
دنیا بظاہر چند دراز و طویل ہو لیکن فنا و کسے پیچھے لگے ہے اور آخرت کے بقا کو فنا کا کچھ
نہیں کیسا واسطے کہا گیا ہے حاصل دنیا مگر تائب بنو چونکہ زندہ بہت نیریز و بچہ
غرض دنیا سے یہ کہ ہو آخرت کا وسیلہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و الاخر قویٰ یعنی دنیا کیستی بہ آخرت
چنانچہ عقلمندانے کہا ہے کہ دنیا کو جس نے کہہ کر اس طرح سے سمجھ جاتا تک ہو سکا اور زمین پر خال
حافظا عمر عزیز بہت عنایت دلش ہو گئے کہ تو فی بہر از میدانش ہو گئے۔ نہون نے کہا کہ
کہ اسلام عجائز نظام میں باوجود کمالی اختصار کے دو دلیلیں قوی باطل کرنے پر دنیا کے
ترجیح کے آخرت پر مذکور ہیں یعنی ایک تو خیر مہوا اور دوسرے باقی رہنا ہو سکا کہ ماقول گزراں
آؤٹے کو واسطے کے بدلے میں لیکھا اس طرح سے فانی کیا باقی کے بدلے بہت یا نہر نکالیں ترجیح
دنیا کی آخرت پر باہر کوئی تقاضا عقل کی ہی خلاف ہے کہ ماہوشا ہوں اور امیرون اور
علماء اور حکماء سے بہت کم عقل کہتے ہیں اور چھوٹوں کو کہ ترجیح دنیا کی آخرت پر نہا ہے اور لوگو
دنیا سے نہ لکھا جا سکتا ہے مقتضائے نفوس یعنی آدم کی خلاف دیکھا کہ اوٹکی بہت میں بہت
دنیا کی اور مہو بہ پرانا آخرت سے ولایت ہے یعنی امانت ہے اور ہرگز آخرت کے ترجیح کو وہم و
اوٹکا با زمین کر لایا جا واسطہ ثابت کرنے اس مطلب کے اگلے کتاب کوئی مذہب سے کہ عالم کے فروغ
تزوید عالمی مخصوص عجب کے ہاں کے زمینوں ان پاس مسلمہ مذہب نہیں لاکر فرماتے ہیں ان ھذا
لصحیٰ الضحیف الاولیٰ و الضحیف ابراھیم و المؤمنی و عینی تحقیق یہ مضمون
کہ قد اختلف من تزکی سے یہاں تک کہ مذکور ہوا البتہ اگلی کتاب میں ہی مذکور ہے
اور کسی وقت میں یہ مضمون منوخر اور بدل نہیں کیا صحیفہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے کہ ان پر تمام ازل ہونی ہی پس یہ وہی اون قاعدہ کلیوں سے دین اور شریعت کے ہے
کہ کسی پیغمبر کے زمانہ میں نہیں ہوئی اور انکار لوٹا گویا عام بغیر یہ کا انکار ہی کہ سو فطرتیوں کا
اور کثافت میں مذکور ہے اور بعض حدیث کی کتاب میں یہی سند ضعیف سے دیکھنے میں آیا ہے کہ
کہ ابو زخرافی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ ھذا کیا کی طرف سے کہتی کتاب
ازل موسیٰ میں ایسے فرمایا کہ ایک سو چار کتاب میں حضرت آدم پر دس صحیفے اور حضرت شعیب پر

پچاس صحیفہ اور اسی پر تیس اربع حضرت ابراہیم پر پندرہ صحیفے اور تورات اور انجیل اور زبور
 اور فرقان اور طبعی کشف کے حاشیہ میں ایک سو چودہ لایا ہے اور ان سب میں سے مس
 صحیفے سو بے تورت کے موسیٰ علیہ السلام پر زیادہ کہتے ہیں و اللہ اعلم بالصواب لیکن یہودیوں
 زبانی سننے میں نہیں آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سو تورت کی دس صحیفے دو کے ہر
 نازل ہوئے ہیں اور حضرت ابراہیم کے صحیفے تو موجود ہیں اور عین طرح طرح کے وعظ اور نصیحتیں
 ہیں چار و عین سے ایک یہ ہے کہ یَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ حَافِظًا لِلْكِتَابَةِ عَارِفًا
 بِرُكَاثِهِ مُقْبِلًا عَلَى شَرَاهِ بَعِي عَاقِلٌ كَمَا يَحِبُّ أَنْ يَكُونَ حَافِظًا لِلْكِتَابَةِ عَارِفًا
 اور اپنے کام پر بالکل مصروف ہو جاوے عَزِيزِي اور عقل کیا کیا ہے صحیفوں
 سے فرمایا اللہ تعالیٰ اے بیٹے آدم کے چہا عمل کرو تو بے نفس اپنے کے چلے اور ترے بھوکے
 تھکے اور نہ فرب میں والے تھکے جو تحقیق سفر نیچے اوکے ہے اور نہ غفلت میں والے تھکے
 زندگان دنیا کی اور رازی امید کی توبہ سے پس تحقیق تو نادم ہوگا اور پناہ خیر کرنے توبہ کی توبہ
 نہ نفع دیگی تھکے بنامست اے بیٹے آدم کے جو بوقت کہ نہ نکالیکا تو حق یہ مال میرے لیے کہ
 مال یا میں تھکے دور و کا تو نے اس مال سے حق فطر کا تو سطر کرونگا اور میرے خاتم
 لیلی کا جیسے اس مال کو اور نہ ثواب دونگا اور یہ تفسیر تیس کے مذکور ہے کہ ولات کریا
 یہ کلام اور قول حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے کہ تحقیق قراۃ قرآن کی زبان فارسی میں
 بیچ نماز کے اونکے نزدیک صحیح اور درست ہے وہو قرآن یا کی لسان قری لَئِنْ جَعَلَ هَذَا
 الْمَنْ كَوْرًا مِّنْ كَوْرٍ أَفِي مَمْلَكَاتِ الصُّحُفِ وَلِذَلِكَ قَالَ إِنَّهُ لَكُنْ رَؤُوسًا لِّقَوْمٍ وَعَلَى شَرِّ
 لَئِنْ لَمْ يَكُنْ لِيَهْدِكُمْ هَذَا لَنُظْهِرَنَّ عَيْنِي وَلَلْعَذْرَافُ كَانَ قُرْآنًا لَّانَّ الْعِبْرَةَ بِالْمَعَانِي وَالْأَفْظَادُ وَفِي الْهَذَا
 یعنی وہ قرآن ہے کہ ساتھ کسی زبان کے پڑھا جاوے ایسے کہ تحقیق گردانا اللہ نے اس مذکور
 ذکر کیا گیا اور صحیفوں میں اور سید اسٹے فرمایا اللہ نے اور تحقیق وہ قرآن بہت مذکور ہے
 بیچ کتابوں پہلی پیغمبر رکھے اور نہیں شک کہ تحقیق یہ قرآن نہ تھا بیچ اور صحیفوں کے
 ساتھ اس نظم اور ساتھ اس لغت کے اور تھا قرآن ایسے کہ تحقیق عبرۃ ساتھ معانی کے
 اور الفاظ طرف اور قول الب قرآن کے ہیں اور روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے اور کہتے تھے کہ وہ کرتے ساتھ تین کہ تھو کہ
 پہلی رکعت میں سَبِّحْ اسْمُکَ کو اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ کو
 اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ کو اور قُلْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَلَاءِ
 کو اور اسی پر عمل ہے امام شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہما کا اور نزدیک امام عظیم اور احمد
 رحمۃ اللہ علیہما کے تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ کا پڑھنا سب سے روح البیان
 فرمایا علیہ السلام کہ جو کوئی پڑھے سورہ بلی کو وہ تیسرے اللہ تعالیٰ کو دس نیکیاں

کئی ہر حرف کی کربا زلی کیا او کو بعد قتل لے اور براسیم اور موسیٰ علیہم السلام کا بعضی
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ سورۃ کی ہے اس میں چیلین آیتیں اور پتر
 کلے اور ایک سو ایک نوین حرف میں اور حدیث شریف میں مکرر آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم اکثر نمازوں میں مخصوص جمعہ کی نماز میں اور عشا کی اس سورہ کو سیکھ اسم رکعت الا علی الخ
 سورت کے ساتھ دو لون رنگتوں میں جمع فرماتے تھے پس بطاس سورہ کا سیکھ اسم رکعت
 ساتھ اشارہ نبوی سے ثابت ہوا اس واسطے صحابہ کرام نے قرآن جمع کرنے کے وقت سرور کو
 پیچھے سیکھ اسم رکعت سورت کے کھلے اور تامل کرنے سے بہت سی وجہیں ربط کی غائز
 نظر آتی ہیں چنانچہ اون میں سے ایک یہ ہے کہ اس سورہ میں فَذَكِّرْ اَلَا اِنَّكَ
 مُذَكِّرٌ ہے اور اس سورہ میں فَذَكِّرْ لَنْ تُنْفَعَتْ الذَّلِیْنَ ہے
 اور اس سورہ میں نَضِلْ اِنْسَارًا حَاصِیَةً اور اس سورہ میں یُضِلُّ اللّٰہُ اَنۡکُلُہُمۡ
 واقع ہے اور ختم اس سورہ کا اس مضمون پر ہے کہ دنیا کی زندگی گمانی کو سخت یاد کرنا میرا ہے
 اور آخرت ہر صورت سے بہتر ہے اور اس سورہ میں تعفیل اون لوگوں کے حال کی ہے
 کہ دنیا کی لذت میں مشغول ہیں اور آخرت کو پہلا دیا ہے اور اون لوگوں کا حال ہے کہ دنیا میں
 آخرت کی زندگی کے واسطے شقتیں کہتے ہیں اور تعفیل آخرت کی خوبی کی یہی ہے کہ طرح طرح
 نعمتیں وہاں موجود ہیں اور سب باتے تغیر فانی ہیں پس گویا سب امتیں یہ سورۃ تامل
 اس سورت کی ہے کہ گوند و بستان میں کلام کے مشابہت کم ہوا اور اس سورہ کو سورہ غاشیہ
 اس واسطے کہتے ہیں کہ غاشیہ نام قیامت کا ہے اور اہل زمین اس سورہ کے ہول قیامت کو
 ڈرانا ہے اور ڈرانا قیامت کے حالات سے برا مقصود قرار کیا ہے عَزِیْزِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہَلْ اَنْتَ حَدِیْتُ الْعٰشِیَۃَ
 کیا یہ پہنچی تجھ کو قیامت کی خبر کہ لوگوں سے کیا کر گئی عَزِیْزِ ہا اور غاشیہ
 عرب کے لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو چپالے نے ہن اس واسطے زین پوش کو غاشیہ کہتے ہیں
 اور قیامت کا ذکر کئی چیزوں کو چپا و بگا اور ہوش کو کہ بسبب شدت ہول کے پوشیدہ
 ہو جا و بگا دوسرے بنکو سہل فتنے یعنی اوپر اور نیچے آگے پیچھے دائیں اور بائیں سے
 اس روز عذاب ہوا و بگا خلیہ نہ دوسری جائے پر فرمایا ہے کُوۡہُ یَغِشُّہُمُ الْغَظَبُ
 مِنْ قُوۡدِہُمْ وَ مِنْ تَحْتِہِۭمُ الْۡحٰیۡطُ وَ مِنْ فَوْقِہُمُ السَّآۡیُ وَ ہُمْ فِیۡہِۭمۡ وَ ہُمْ فِیۡہِۭمۡ
 مسلمانوں کے ہی کا سو کو چپا وین گے اول کو جھٹ کے ٹھہرے اور دوسرے کو غم سے اور
 غرض پوشے کے کہ جھک کر کچھ قیامت کے بھر پہنچی ہے یہ ہے کہ کتنے والا کمال تو ہے
 کان دہر کے ملقت ہو جاوے اور آئندہ کی بات کو حضور دل سے سنے چنانچہ بعد اس نماز
 اور جہلا نے کے معارف اس درخشا لوگوں نے بیان فرماتے ہیں وَجُوۡہُ یُکْوِیۡمِہِۭنَ حَاشِیَۃً

لیکن کتنے منہ اوپر روز ذلیل اور غوار ہو گئے ھا۔ عذریٰ ھا پس وجوہ سے
 اور حاشیت کا ہر کسی خبر تقدیر کلام کے محتاج و معجزوہ ساتھ اضافت کے ہر گاہ کہ تھا
 غشوعہ و جہ کے حذف کیا گیا مضاف کو اور قائم کیا گیا مضاف الیہ کو مقام مضاف کے
 ھا روح البیان ھا ہر چند کہ ذلت اور غوری صفت چہرے والوں کی ہے لیکن
 جو انما ذلت اور غوری کے اکثر چہرہ پر ظاہر ہوتے ہیں تو گویا ذلت اور غوری صفت
 چہرہ والی ہے اور عرب کا قاعدہ ہے کہ ذات سے شخص کے پہلو اور گردن اور کمر سے تعبیر کرتے
 ہیں کیونکہ پہلو عنقا ہر شخص کی ذات کے بقا کا سبب ہے گویا قائم مقام ذات کے ہیں
 اور وہی چہرے اون لوگوں کے چہرے ہو گئے اور دنیا میں کہیں خوف اور جہاننا اور فروتنی
 اور ذلت اور غوری دین کو مقدموں میں اپنے اوپر بلند کر سکتے تھے اور سب اور شجاعت
 دین سے سترت ہوئے نہ تھے اور صورت آرائی اور تن پروری میں مشغول اور ہر
 امید اسے لایزال علم کھانا اور ٹہنڈے شربت و نجانیا اور سب خیال عطیات کا کرنا اور تنہا
 ہوتا دنیا سے سوا اوسان بدلے میں ہر کمال اور تن پروری کے اوس ذلت اور غوری میں
 گرفتار کر کے اور خوف فروتنی دنیا میں دین کے مقدموں میں اور اوس کے عبادت میں
 ھا و نحو نصیب ہوتے تو بڑے بڑے درجہ نواب کے ہاتھ لیکن تکلیف کے کاموں سے اپنے
 تن پروری کی سبب دل چرات تھے خاں خاں اوس کے بدلے میں اوس روز عقین ہمال
 شاد کے اوکو دینکے اور برج جیاب اور بے نواب اوکو لیکھا خاں خاں فانیے میں عاصیہ
 ثا صیہ ھا نعلی نارا احامیہ ھا نعلی میں علی انب ھا لیکن کہم تعدا
 الکلام حسیم ھا کالیسین و کالیسین من جوع ھا
 محنت کرنیوالے مصیبت دیکھنے والے اک میں اندر اوٹیکے ملتی اک میں پائے باوٹیکے
 پانی ایک کہہ لیتے چشمے سے نہیں ہے اوٹیکے واسطے وہاں کوئی کہاں اگر ضلع کے قسم سے
 نہ ہوتا کہ ہے بدن کو اور نہ کام آوے ہو کہ میں ھا عن بزی ھا عاصیہ ھا صیہ
 و درون خبرن میں وجوہ کی نعلی نارا احامیہ ھا بہ خبر تیری ہے وجوہ کی ھا
 روح البیان ھا عاصیہ ھا بین وہ چہرے اوس روز کام کر کے کون ب میں
 ایک یہ ہے کہ کمال ذلت اور محنت سے پڑنا ہو گا الگ کے ہاں و نیز جو درخ میں ہیں اور ان میں
 میں سے کہ طوق اور زنجیرن اک کی گردن اور پانویں کہیں میں گے اور تفصیل
 اعمال شاد کی جو اوس روز واقع ہو گئے دوسری سور تو نہیں مذکور ہے جسے سادھقا
 معودا و خلوہ فلوہ و کلمہ صلوہ ترقی سلوہ ذکر عا سبعون ذکر عا فلوہ و کلمہ
 بد عوانہ لاری نارجہ کلمہ دعا و یطوون بینا و بین جہان اور حدیث شریفین و کلام
 کلمہ کو چاندی سونے کے تخون سے اک میں گرم کر کے دینکے پانی اور میلاد و شربت

اور جو لوگ کہ چار پاسے رکھتے تھے اور حق تعالیٰ کا حق اون جانور دن میں سے ادا نہیں کر سکتے تھے تو
 اونکو قیامت کے میدانِ جنت لٹا کر جانور و ملک کو حکم دیا جا سیکا کہ انکو روندو اور تصویر بنائو اونکو تکلیف
 دینے کے اپنے بنائے ہوئے تصویر و زمین جان و مال کو اور اون لوگوں کو کہ چہرے خوب بیان کرتے ہیں
 حکم ہوگا کہ دو چہرے کر دے لگا دو اور جو لوگ کہ حق بات سے خاموش ہوئے الگ کی لگائیں اونکے
 منہ میں ڈالیں اور علی بن ابی القیس **عزیزی** لکھا ہے کہ وہ چہرے اون
 اون عمالوں کے سبب دیکھ آئندہ ان کے اور ادا اون چہروں سے چہرے ریاقت کرنا
 سنو اور جو داور نصارے اور دوسرے باطل تینوں کے ہیں کہ دنیا میں شاق عمل خدا کو پورا
 کرتے ہیں اور محض بیخ اٹھا کر دنیا میں اس لیے کہ رضیتین اونکی اپنے وقت کے پیغمبر دیکھنے انکے سبب
 پیغام اور کائنات میں اور کتبہ مفسر نے کہا ہے کہ عمل دنیا میں اور پیر آخرت میں مراد
 اور وہ چہرے چہرے عیاشوں اور دولت مندوں اور مال اور جاہ کے عالموں کے ہیں کہ عالمی دنیا
 ان مطلوبہ دنیا میں بڑی بڑی محققین اور شقیں کرتے تھے آخرت میں پہلے اون تکلیفوں کا
 رنج پہنچا اور شقیں پیغام حاصل ہو گئے بلکہ فقط اوس رنج پہنچا کہ یہ کتنا ہوگی کھل اور
 یہی اوس کے ساتھ زیادہ کیا جا چکا کہ اس آیت میں اوسکا بیان ہے **تصلیٰ نارا احاطہ**
بہمین کے کہ جتنی آگ میں جیسے سہاگ کے کہ خدا سے غافل ہو کر مواد رکانون میں اور
 حشاشونہ میں رہا کرتے تھے **عزیزی** لکھا ہے کہ اس آیت میں اس آگ کی گرمی کا حدیث
 شریفین میں وار د ہے کہ ایک ہزار برس تک ہر گھنٹہ کی گرمی تو سفید ہو گئی پہر ہزار برس
 ہوگی گرمی تو سرخ ہو گئی پہر ہزار برس ہوگی گرمی تو سیاہ ہو گئی اب اوس سیاہی پر ہے
 اور جب گرمی و دوزخ کی ہوا کے اون کے اندرون میں نہایت تشنگی پیدا کرے گی اسے اختیار کیا
 پیاں پچا رہیں گے کہ شاید پانی پینے سے یہ پیاں رفع ہو جاوے تو اوس وقت شقیں میں
 آئینہ ہلا جاوے گا پانی ایک کہوٹے جیسے کہ جسے پیتے ہی اونکے منہ کتاب ہو جائیگا
 اور تین اونکے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑینگے پہر فوراً دست ہو جاوے گا اور اس طرح عذاب میں
 گرفتار ہوں گے اور یہ مہمانی اونکی عوس میں ہو گا اب اور کھوڑا ڈالکر برف میں مہندہ کر کے
 پیتے تھے اور جب دوزخ کے لوہوں کی گرمی اور اس پانی کی ٹیپٹ میں اونکی جمع ہو کر ہوگی
 آگ ہو گا وینگے تو ایک ہزار برس ہوگا عذاب اور پیر مسلط ہو گا اور حدیث شریفین میں
 کہ یہ ہوگا عذاب اکیلا دوزخوں کو دوزخ میں سارے عذابوں کے برابر ہو گا اور جیسے
 داویلا کے بعد دوزخ کے پیاو و ملک حکم ہو گا کہ لوگوں کو کہلا دلیکن **لیس لھم طعام**
 نہیں ہے اونکے واسطے دہان کوئی کھانا ناگزیریم کے قسم سے اور ضرریم نام ہے ایک گھاس کا
 کہ اکثر پانی کے کنرے پر ہوتے ہے اور میتیک کہ سبز سہی ہے تو اوسکو شرق کہتے ہیں اور دوزخ
 چار یکے کام میں آتی ہے اور جب خشک ہو جاتی ہے تو اوسکو ضرریم کہتے ہیں اور ہر حال میں

اور کوئی جانور اسکو نہیں کہتا اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ وہاں کے ضریح کو بیان کرے
 ضریح پر تپاں نہ کیا جائے اسلئے کہ وہ ایک چیز ہے اگل کے اور چھینے میں جیسے کاٹنا اور
 اور کڑواہی میں لپوے سے زیادہ اور بومین مردار سے بدتر اور گرمی میں آگ سے زیادہ کڑوا
 اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جیسے کہ دنیا میں جو ہر خاک اور آب کا طبیعت توبہ بیان کج حیوانات
 اور نباتات کے غالب ہے اسطرح سے دوزخ میں جو ہر ناری طبیعت توبہ و مانگے حیوانات اور نباتات کے
 غالب ہے پس حیوانات اور نباتات و مانگے ظاہر صورتیں حیوانات اور نباتات سے دنیا کے مشابہت
 رکھتے ہیں اسواسلئے کہ اس نام سے وہ بھی بکارے جاتے ہیں و الا معنی میں مادہ اور کھانا
 جو ہر اگل کا ہے اور ہر چیز میں و مانگلی سوزش اور ناریت موجود ہے اور جو معقود کہنا کہانے کا
 خالی ان تین چیزوں سے نہیں ہوتا ہے یا تولدت یا موات یا تدفین کرنا ہو کہ کا سو کر
 کرنے سے ضریح کے اور اوکے و صفو کے جو حدیث شریف میں وارد ہیں سولدت تو کو سون نزدیک
 نہیں چھو سکتی اب باقی رہیں دوسرے کہ بعضے وقت دفنہ کھانے سے بھی کچھ معقود
 ہوتے ہیں اوکے ہی لفظ فرما لے لاکیسٹین و لاکیسٹین فہن جو جو ۱۰۰ موات کے ہونکو
 اور نہ کام آوے ہو کہہ میں ۱۰۰ عسلیتی لہ روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق امتدادت اسطرح
 اوپر آسکتے ہو کہہ ساتھ اسطور کے کہلے قرار ہونگے طرف کہانے ضریح کے پس جو وقت کہانے
 اسکو غالب ہوگی اور یہ پائیں پس مضطرب ہونگے طرف پسینہ جیم کے پس بلا و گیا جیم منہ
 اوکے کو اور خال و الیگا ہتر یون اوکے کو اور تنکیر جیم کی واسطے تخیل کر کے ہے ۱۰۰ رحم البیان
 باقی ہے بیان دوسوال جواب طلب اول یہ کہ دوزخیات کا اگل میں ممکن نہیں اسلئے کہ دوزخ
 کرنے کے موسم کی اکثر دختون کو جلا دینے ہے تو اگل کی گرمی کا کیا حال ہوگا خصوصاً دوزخ کو
 اگل جواب اسکا یہ ہے کہ دوزخ انسان کے بدن کا اور دوزخ سانپ اور بچہ و دل کا جو اس
 اگل میں ملے ہے تو دوزخ میں نباتات کے کیا تعجب ہے اور علاوہ یہ کہ بعضے نباتات عین تیرہ
 ہوتاب کی گرمی کے بڑھتی ہیں اور سبز اور سرسبزی رہتی ہیں جیسے گوکھڑا جو آسا اور علیٰ ذالقیار
 بہت سے دخت گرمیوں میں بڑھتے ہیں پھر کیا بعید ہے کہ وہاں کے اگل میں بھی اسطرح کو
 تاثیر و ولعت ہو کہ بعضے نباتات کو بڑا وے اور سرسبز کرے علیٰ خصوص جب کہ جو ہر تیشی
 اصل طبیعت پر ادن نباتات کے غالب ہو پھر ازاد تامل کے گرمی سے اگل کی مدد پادین جیسے
 سمندر کیم و انیک اگل کے دوسرے یہ کہ اس آیت میں دوزخ کو کھانا فقط ضریح نہیں کہتا
 کہ سو اوکے وہاں دوسرا کہانا نہ ملے گا حالانکہ دوسری آیت میں دوسرا کھانا بھی دوزخ کو ملے گا
 نہ کو فرمایا ہے یمن سے زقوم ہی ہے کہ ان شکرت الکو قوم طعمہم اکا تیرہ او سبت
 ایک عتقین ہے و کا طعمہم اکا من عتقین جواب اسکا یہ ہے کہ
 دوزخ کے بہت طبقے ہیں بعضے طبقے میں فقط یہی کھانا ہوگا اگلے سوا اور کچھ نہ ملے گا پس جو

یہ مفسر کا شیعہ ہے مراد اس سے طبقے والے ہیں تو پس کچھ اشکال باقی رہا اور بعض مفسر
 کہا ہے کہ مراد میں صریح سے خصوصیت صریح نہیں بلکہ جو کچھ کہ صریح کی تصریح
 ہے بلکہ لفظی اور تفسیری بدو اور سوتا کرنے اور ہول کو دفع کرنے میں وہ سب صریح میں داخل ہے
 یہاں تک کہ بعض مفسر نے صریح کو مفعل جو مفعول کے معنی میں ہے جیسے علیہ اور
 بدیع مقرر کیا ہے اور سننے اور کہنے میں کہ جو طعام کہ سبب صراحت اور خواہ
 اور طبیعت کے بر مگر کا وہ وہ صریح ہے اور اس صورت میں ہی اشکال فوہو ما
 عزیزی ۛ روى انہ نقالی یسلط علیہم الجوع یجبت یضطرہم
 الى اکل الصریح فاذا اكلوه یسلط علیہم العطش فیضطرہم الى شرب الخمر
 قبلئہم و یجوعہم ویظمعہم و تکلیف الجوع للشراب انی لا یغنی عن جوع کا
 یعنی روایت کیا گیا ہے کہ تفتیق اللہ تک مسطر کر گیا انہ ہول اسطر کہ بتیاری ہو گئے وہ طرف
 کہا ہے صریح کے پس جب کہا دین گے اسکو مسطر کر گیا اور پھر میں اس کو پس بتیاری ہو گئے
 وہ طرف پیچے جیم کے پس بلا الیگا وہ منہ اس کے کو اور کاٹ ڈالیا انہ فریان اس کی کو
 اور نہ لانا جو ک کو واسطے ہمارے کہ ہے لے غنا حاصل ہوگی کسی طرح کی ہوگی سے
 ۛ روح البیان جب کہ احوال بیان کرنے سے دوزخ کو کہنے کہا ہے اور پیچے
 کہ اور رہنے کے جانے کے فائز ہوئے تو اب جنت کو کہنے پینے رہنے کہا ہے اور باب
 سامان بیان فرمایا و وجہ یومئذ ناعمة ۛ تسعیہا راضیہ ۛ فی جنة عالیہ ۛ
 لا تسمع فیہا لخبیۃ ۛ کہتے موندہ اس دن نعمتوں میں ہیں گے اپنی سے راضی ہیں بیع بہشت
 میں کہ نہیں سنتے بیچ اس کے بیوہ و اما الذین کانوا یجلسون علیہا فلیس
 اہلہا فلیس
 تحلو من اللغو ولذات قال علیہ السلام من جلس مجلسا فکثر فیہ
 لغطۃ ۛ وہو الکلام الزی ۛ الفنی ۛ والعقۃ ۛ والاصوات الخدیفة لا یفہم
 معنایہا فقال قبل ان یقوم سبحانک اللہم و بحمدک اشدھن ان لا الہ الا انت استغفرک
 و اتوب الیک الا غفر لہ ما کان فی مجلسہ ذلک روح البیان
 اور یہ صفت بہشتیوں کو مقابلے میں تضرعی انرا کامیہ ۛ کے دس ہے اور
 مقابلہ میں کہوتے چنے کے انکو فیہا عین جاکریہ ۛ یعنی اس انہیں چیمہ ہے کہ پانی
 اسکا بہتا ہے اور رن سے ہند ۛ اور شہد سے پہا ہے اور مقابلہ میں دوزخ کو کہتے ولت
 اور خاری کے انکو فیہا کس لقر فوجہ ۛ اناس انہیں تخت ہیں اونچے کہ کمال عزت سے
 اس پر بیٹھیں اور مقابلہ میں دوزخ میں کے محنت اور رنج اور جیس کہانے پینے کے انکو
 واکو اب مودہ صحتہ ۛ اور کو بے ترتیب سے چنے ہو گئے انہیں تختوں پر ہیں جب کہ انرا
 کہانے اور پینے کی جیسے شراب اور دودہ اور شہد کی کچھ ہوگی تو بن مانگے انہا کی گئے کہانے

اور یہاں کی حاجت ہوگی کہ بخون سے آدھرتن اور محنت کریں اور اس کے فرض کیونکہ اس میں
 و تَمَارًا قَامًا مَقُودَةً اور مند اور تو نکلیں برابر بطور صف کے بچے ہو گئے تاکہ جس مند اور
 تو شک پر جاہلین نے ٹین اور تکیے لگا دیں اور انکو مکانوں میں و ذکر بقی مکتب توفیقہ
 اور قائلین ہون گے کہ ہرے پڑے تاکہ جس مکان میں پیچہ و ادین کا عسرا یزی کا جریہ
 و دخیون اور پیشتیون کا تفصیل سے اس سورعین مذکور ہوا تو کہ فر بطور طعن کہتے تھے
 کہ اس پیچہ کے کلام میں تناقض پایا جاتا ہے کیونکہ و دخیون کے ہننے کی جگہ اور کھانا
 اور مینا اس طرح سے بیان کرتا ہے اور یہ ہی کہتا ہے کہ اس عذاب شدید سے
 و دخیون مر گئے ہی بنیں اور ابدال اذ تک زندہ رہیں گے حالانکہ آدمی اور جانور و کواست
 عذاب میں ایک کھونڈ کی بسر لیجا نا محال ہے اور پیشتیون کے توفیق میں کہتا ہے
 کہ اونچے اونچے تختو سپر بیٹھے ہوں اور شقت اور ربخ کسی طرح کا کریں گے حالانکہ بار بار
 آرتنا پرانا اونچے اونچے تختوں سے یہ ہی توفیق ہے اور یہ ہی کہتا ہے کہ وہاں
 کوڑے باہی اور شراب کے پھرے دھرے ہو گئے اور مند اور قائلین ہی بچے ہو گئے
 حالانکہ جو بیٹھنے کے تحت ہوتے ہیں عین اس قدر گنجائش کھان ہوتی ہے اور دوسرے
 کیے اگر وہ کوڑے ڈل جاویں تو تمام فرض بھیٹ دے اور قابل بیٹھنے کے شریعہ صحتاً
 انکے اس طعن کے جواب میں یہ آیت یہی اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ منوہ پیشتیون
 اور و دخیون کا عالم میں موجود ہے اور صورت ہی ہیشت اور و دخیون کی نمودار ہے پھر
 کو پہلے ہیشتیون اور و دخیون کے احوال کا اور ہیشت اور و دخیون کی صفتوں کا اٹھا کر لے
 جو اور ان چیزوں میں جو تھیں اس لئے موجود ہیں کیونکہ کامل ہیشتیون اور و دخیون
 چیزیں ہیں اول تو جانور و عین سے اونٹ ہے دوسرا انسان و علویہ سے آسمان ہے تیسرا
 معادن میں سے پہاڑ ہیں چوتھا انسان و غایہ سے زمین ہے پس اول ذکر شتر کا فرمایا
 افلا یبظرو ان الی الا بل کیف خلقت کیا نہیں کہتے اونٹوں کی طرف کہ کسی پیدا کئے
 گئے ہیں اور پیدائش میں انکے منوئے جنتیون اور و دخیون کے دونوں موجود ہیں ذات
 اور معاش میں اپنے مشابہت و دخیون نے کہتا ہے اور فوائد و منفعتوں میں مشابہت
 ہیشتیون نے لیکن جو مشابہت و دخیون نے اپنی ذات اور معاش میں جو کہتا ہے پس
 جہت سے اکثر اسکے رہنے کی جگہ گرم اور رختیاں ہوتی ہے اور لوہے چلنے سے
 آفتاب کی گرمی سے گویا کہ اگ ہو جاتا ہے اور دتوں تک یہ جانور یا سارہا ہے اور اگر
 پانی میسر ہو تھامے تو بالکل گرم کہ وہ پ کی شدت سے گاڑا بن جاتا ہے اور خدا اک
 اسکی محنت خار دار اور کر و ادبیا کو کھرد اور جو اس اور ضلع وغیرہ اور باوجود ان سب باتوں کے
 حیات اور قوت اور طاقت بارگشتی اور اعمال شائقہ کے اور آرتنا چہرہ نہا پہاڑ و سخا وغیرہ جو کہ

اور مولانا روم فرماتے ہیں **س** بخوان افلا نیطر تا قدرت ما بینی **ب** بکرہ ہشتہ بکرہ تا صنع فلا
 بینی **ب** و لہما غیری تافع و باربری راضی **ب** این وصف اگر جوئی و اہل صفائی بینی **ب** و
 اِلٰی اللہ سَمَاءَ کَیْفَ رَفَعَتْ **و** اور کیا نظر نہیں کرتے آسمان کی طرف کہ کس قسم کا
 بلند کیا گیا ہے تاکہ بلند کیو بہشت کو اور وہاں تختوں کی کچھ عجیب بنانہ اور آسمان وجود اس بلند
 بسبب حرکت دوری کے ہر چیز کی اجزا کا دور میں رات اور دن کے پست ہی ہو جاتا ہے ہر
 کس کی طرف سے قدموں کی طرف آجاتا ہے اور نیچا ہونا بہشت کے اونچے تختوں کا بہشتیوں کے
 قدموں کے نیچے اس بلندی اور پستی سے سمجھ لیا جائیے اور یہی سمجھا جائیے کہ آسمان میں
 تارے کو زون کی طرح رکھے ہیں اور اس حرکت دوری سے جہاں کے وہ تارے اپنے مرکز سے
 جنبش نہیں کرتے اور اونہا ہے نہیں ہو جاتے جیسے کہ کوڑے بہشت کے پینے کے گرد دوسرے
 چیزوں سے ہرے دہرے ہیں اسی طرح سے کوڑے آسمان کے دھگڑا رنگ شمع کو جیج شکار ہر
 شمع مر واید کی سی ہے اور میز کی شمع اس طرح اور شہری میں صرف سفیدی اور زلزلہ کد لاپ
 اور نیل کوئی اور کھف خضیب میں شمع عباسی اور گرمی اور سردی میں شمع این ستاروں کی
 مختلف اور گوناگون ہیں پس جو سردی کہ چاند کے نو میں ہے ظاہر ہے ہر طرح سے حرارت آفتاب
 اور ششمنی صلی کی اور طوبت زبرد کی اور اسی قیاس پر آفتابوں کو سمجھا جائیے اور یہی ہے کہ
 چشمہ آفتاب اور آفتاب کا آسمان میں نمودار ہے بہشت کی جاری نور و نکار ایسا ہے شہاب کلہوان
 نیز توندوارے کی مانند جوش مارنے ہے اور دوسری سے دودہ سرد تر نہاتا ہے دھسکتی میر
رو ۵ و اِی اِیْجِیْ اِیْ کَیْفَ رَفَعَتْ **و** اور کیا یہاں کوئی طرف نہیں دیکھتے ہیں کہ کس سے
 کھڑے کیے گئے ہیں ہرگز انہی کو اور یہ بول رہے تھے اور ہو چا ہوں کہ آسمان کے گئے ہیں
 میں نہ اونہا ہے ہولتے ہیں اس طرح سے آسمان کو چھینا جائیے بلکہ اگر فکر کرے تو یہاں بلند
 اور جوش ہوا ہوں بہشت کی مانند ہیں کہ بولہ میں اور موذی جانور زمین کے اور خراب جہاز
 و امان نہیں پہنچتے ہیں اور یہ وہ گہ کوئی دنیا والوں کی خصوصاً اہل اسی مکارے ہرگز وہاں سے
 نہیں جاتے اور چھپے پھیلے ہوں کے وہاں جاری میں اور اونچے اونچے تہ صاف مانتے ہوئے
 جا بجا دہرے ہیں و اِیْ اِیْ کَیْفَ رَفَعَتْ **و** اور کیا نہیں دیکھتے زمین کو کہ کس سی پہاڑی
 کسی ہے کسی جاتے پر بار صفا منڈ کی طرح سے نیچی ہے اور کسی جاتے پر تختے رخا رنگ بولہ
 کے تمام مقام کبھے تالینوں کے چٹک ہے بن بلاتے ہیں زمین ہے کہ بہشت لٹا اور امر کے
 عالم بہشت کا کہ جنتی ہے کہ کمال عزت اور مکت سے بانوں اور سر کا ہوں میں مکلف دشمنو ہر
 بیٹے ہیں اور کھانے پینے کی نعمتوں کے برتن طرح بطح کے سامنے دہرے ہتے ہیں اور چپے زرو
 جو اہر کے معدنوں سے اور خزانوں سے جاری اور تخت بلند سترے پہ پہلی جڑاؤ یہ ہے اور
 سواری کو موجود اور اگر کسی میں کو بہشت تھا ہوں اور مغفلوں کے خیال کریں خصوصاً بہشت

اون لوگوں کے کہ گرم ملک میں عین گرمی کے موسم میں بے سامانی کے ساتھ پیادہ چلے تو فتح
 مسافت کے سفر کی سرگردانی میں گرفتار رہیں حکم دوزخ کا کہتی ہے کہ تمام سہا سہا بدیہ و محنت کو
 موجود اور آرام اور رحمت بالکل مفقود پس یہ چاروں چیزیں عاقلوں کو ہمیشہ اور دلوں کو احوال و رفیت
 کو نیکو کافی ہیں اور ان چاروں چیزوں کو نیکوئی کے واسطے اس سبب اختیار کیا کہ اس کلام عجا
 ز نظام کی مخالفت سے جس ملک کے جنگلوں کے پہنے والے عرب تھے کہ جانور و زمین اکثر اونٹ کو پالتے
 تھے اور اسکا دودھ ہی پی تے تھے اور گوشت بھی کھاتے تھے اور اسکی بانوں کو کپڑے پہنتے
 تھے اور فرش فروش اور خیمہ بھی پٹاتے تھے اور سفر میں دسی پر سوار ہوتے تھے سیلوں کے بیچ
 والوں نے کھائے کہ تمام کاروبار عیسا کو قوف اوٹ پر ہے اوہل ایراکھا خچر پر اوہل ایراکھا
 کہوٹے پر اوہل بند کا بیل پر اور اگر جنگلوں کو رہنے والے جانور بیت پالتے ہیں تو پانی اور
 چار کی طرف اور کو محتاج بیت ہوتی ہے اسی سبب ہمیشہ نظر افکمی تھا مکی طرف ہوتی ہے
 کہ کدھر کی ہوا چلتی ہے اور کونسی ہوا ہے مینہ برستا ہے اور اکثر پناہ کی جا ہے اور اگر نگاہ
 افکمی بڑی بڑی چھاڑ ہیں جب کوئی غنیمت آتا یا زمین میں پانی اور گھاس کا قحط ہوتا تو سال
 پہاڑوں پر چلے جاتے تھے اور وہاں فرغت سے گذران کرتے تھے پھر احتیاج اس قسم کے
 لوگوں کو ملا تمام سنی آدم کو بادشاہ سے فقیر کے طرف زمین کی ہوتی ہے چونکہ محل اشر
 اور چارہ کا اور مکان زراعت اور سیوہ کا اور نظام سکونت اور عمارت کا اور زراعت اور چارہ کی
 من و نہا ہے پس یہ چاروں چیزیں حیثیت دہان کر کہتے ہیں کہ خیالیں رتبہ ہیں اور مقصود
 مثال کے منظر بنانا خیال یہ صورتوں اور محسوسات کا ہے کہ ان صورتوں سے کہج معنوی مقولہ کا
 اور جو چیزیں خیال میں آئے مثال دینا ایسی چیز کی نہایت مفید ہے اور کمال بلاغت کا
 ایسی مثال کے بیان کرنا یہ ہے اور محققوں نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اپنی نعمتوں کو یاد دلانے
 کے نظام پر ذکر و تلمیذ و مدح و تمجید اور کمال و عفت و تواضع اور فخر و کبریا کا یہ ہے
 اور ہر تین بجا ہے اور دنیا کی تین مدہ نظر ہو جاوین والا جو غرض کہ اس تمثیل سے ہے
 بقایا ہونا چاہو اور لوگ بسبب کر کے خواہشوں اور یہجہ کی چیزوں کے اسی خیال میں
 جا پڑیں اور مقصود کو نہ پہنچیں اسی طرح سے عجیب غریب چیزیں کہ بنی آدم کی صنعت
 کے سبب ظاہر ہوئے ہیں وہ بھی قابل استدلال کے نہ تین کہ ادا ان تمام عجائبات
 کو ارادہ اور اختیار سے بنی آدم کی تصور کرنی حکمت اور قدرت پرانوی عملی اور کمال کرین اور حکمت
 پہنچنے سے محروم رہن ناما چارہ چیز کہ ہر شخص کو حاصل ہے اور ہرگز موجب طمع اور حرص و مہین
 ہو سکتی اور حسن و جمال طبعی کہتی ہے اس کلام پاک میں ایسی چیزیں تمثیل کے واسطے بجا چلیا
 کی ہے ایسا واسطے کہ ہیں فرمایا کہ کھانا تو عین بادشاہوں کے اور سامان تو عین امرا کی فکر کر دیا
 خوبصورت مرد کو یا حسین عورت کو مگو غور سے دیکھو اور یہاں سے یعنی ان چیزوں کی دیکھنے سے صاف ملے

جنت کی دریافت کرو اور بعض علمانی سطحی بحث کے لفظ کو کر زمین کے حقیق دار و جہاں ہند لال
 اس بات کا گمان ہے کہ زمین کی شکل کرومی نہیں لیکن یہ ہند لال نہایت ضعیف ہے چونکہ
 زمین حقیقت میں شکل کرومی رکھتی ہے لاکھ بڑے پن کے معلوم نہیں ہوتی اور
 بسبب یافتہ ہونے بلندی اور پستی اور سطحی اجزاء امتداد صفحہ سطح معلوم ہوتی اور کلام و علم و خیال
 والوں نے ہے کہ کروریت اس قدر بڑے جسم کی دریافت نہیں کر سکتے تھے عزیز می
 در میان آورده که مخاطب عرب اند اکثر ایشان اہل بریہ باشند و مال ایشان شتر بہت و مرغ و
 بے مگر نہ جز آسمان و زمین و کوہ ہمی بیند لاجرم بعد از ذکر شتر آسمان و کوہ و زمین یا دیگر
 قمر نہت الیہ بالسماء و الجبال یا الارض لان الایہ تزلزل یطرقون الارض کل
 و هم کأنوا استلکلا بسببہا و الارشیاء عن علیہم فلیذا جمیع اللہ بیکھا
 روح البیان ہے اور جبکہ کافر و کفر طعن و بہتیا کے جواب کے قصیر بہت اور دوزخ کے اور
 احوال میں بہت تین اور دوزخ کے کرتے ہوئے تو کو یا تمام ساتھ ہو کہ انحضرت صلی علیہ
 علیہ وسلم کمال غنا و وسعتی ان کا فزون کی دیکھ کر ایسا نہ کہ پند و نصیحت کرنا موقوف کرے
 اور اس تمام وعظ و نصیحت کو بنیادہ سمجھیں اس واسطے تاکہ اس کی منظر موعی اور پستی
 ایک خاطر مبارک کی ضرورت پڑی تو ارشاد فرمایا فذکر ان شئاً انت منکرہ لست علیہم بمضبط
 پس نصیحت کر نہیں ہے تو مگر نصیحت کرنا والا نہیں ہے تو انہیں تاملین اور دار و ند کہ ہرگز قلم
 قلمی اس سے بڑا نہ ہونی دے اور دلوین ان کی حق بات کو زور سے والے کیونکہ ہمہ کام
 مقصد القبول و رد لوگ مالک کا ہے بشر کا مقدر نہیں ہے عزیز می
 فذکر ان شئاً انت منکرہ لست علیہم بمضبط علی ما ینبئ عنہ ان نکار الشیاطین
 من عند النظر ای فافضیہ علی الشیطان ولا تکر علیہم ولا یھتدک انہم کا بیظرون
 ولا یبزرکون انما انت مذکورہ تغیل لا امریک امریہ ای منکم و انما الہدایۃ و التوفیق
 الی اللہ تعالیٰ لست علیہم بمضبط ای لست بمسبط علیہم بخبر ہر علی ما یرید
 کلمہ لہ تعالیٰ و ما انت علیہم بخبر اور انہیں پڑا ہے بمضبط علیہم کو ساتھ صا کے برابر
 قلم کے واسطے نسبت ط کے بعد صا کے اور پڑا گیا ہے ساتھ سین کے اور ص لکھ اور ساتھ
 تمام کی اور معنی مضبوط و مضبوط کے سلسلہ ہونا اور ایک شے کے ہے روح البیان
 لست علیہم بمضبط بمسبط ففعلہم و تکر علیہم ای ایمان
 سنہجایہ انقتال المعاد الا سن توفی و کف عنہم اور اس شخص کو کہ
 موہنہ پیرا تیری نصیحت سے اور کفر اختیار کیا اور انکار تیری رسالت کا کیا اب معاملہ اوس کا
 خدا سے ہے فیجوز اللہ العذاب الی کبروہ پس عذاب کر گیا اور کلمہ شکار عذاب کہ
 بہت بڑا ہے دوسرے کلمہ کار و ک عذاب سے جنوں نے کفر نہیں کیا یہ عزیز می

[illegible]

پرسوہ ملی ہے ہمیں مسکن آئین اور لیلیٰ بنائیں گے اور پانچ سو ستائیس حرف ہیں اور سکی رابطی ہو
 ہلکے کائنات سے یہ ہے کہ اس سورہ میں قیامت اور ہیبت اور خوف اور تہیاب و عذاب کا
 ذکر ہے اور آدمیوں کی دو قسم جانیکا پیشی اور ذلتی اور ظاہر و باطنی اور سیلابی کی نشان دہی کا ذکر ہے
 اور اس سورہ میں ہی اسی مضمون کا بیان ہے اور اس سورہ میں تسبیح کا ارضیہ و سماوی و انسانی
 حتمین فرمایا ہے اور اس سورہ میں کارضیہ و مکر ضیہ اور اس سورہ میں قیامت و عذاب
 اللہ تعالیٰ اب الکا ککو کا فرق و تمیزین ارشاد ہوا ہے اور اس سورہ میں قیوم کے کلام
 یحییٰ ب غدا ایاک احکام ارشاد ہوا اور یہ دونوں مضمون پچیس قریب میں اور نازل ہوئے
 اس سورہ کا دفع کر نیلہ ایک شبہہ کی ہوا ہے جو اکثر ملحدان اور زندیقوں کے خیال میں گذشتہ
 اور اس شبہہ پر مقابلہ بنیادوں اور اعطاف سے کرتے ہیں اور حاصل یہ ہے کہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ
 کو بند و ملوک نہ گناہ کی پرواہ ہے نہ نیکی کی اور یہ ہوا بنیاد اور غلط کہتے ہیں کہ دنیا کی پیدائش
 کے بعد اس سر نو ایک اور عالم پیدا ہو گا کہ حشر اور نشر اور مال اور جاب اور بلا دنیا اور اس میں ہو گا تو
 اس بات کی کچھ اصل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی آدم کی سب سے پہلے کا مونس ہے اور اسے جبر و اسے اور ہر شخص
 اور کسی کام کی سزا اور جزا دینے پر ہے اور یہ غلط فہمی ہے جو اس کا مونس ہے اور اسے ناخوش
 کو اسے نیکو و نیکو فہم ہونے اور اس میں بنیں کرنا اور ہر کار و ملک کو اس کے ہوتے عذاب میں کرنا اور
 کرتا ہے تاخیر کرنا اور دینے میں اور انتظار کرنا قیامت کی کچھ بنیاد اور اسے ہے کہ اب اس کو کسی کو
 کا ہونا پلاء نہیں ہوا اس سے ہے کہ اس وقت بلا لیلین کی طاقت نہیں کہ اس اور یہ دو فرق
 بائین اور کسی ذات یا ک لی طرف متصو نہیں ہو سکتی ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ ایک اور ہوا کو
 منظور نہیں کرو جو کچھ کہتا ہے سواسی دنیا میں کہ اس سے کہے پر وہ ہے کہ ہوتے کی کو
 دولت و محنت دیکر سرز او نکر کم کر دیا ہے اور کی کو کہ در محنت مشقت میں ڈال دے بیل کرنا
 سو جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ باوجود اپنے کمال علم اور قدرت کے حکیم مطلق ہی ہے
 اور حکمت اور حکمت اور حکمت کی سزا اور جزا پر بنانے کے واسطے قیامت کا انتظار کیا جاوے
 اور تقبیل اس جہاں کی یہ ہے کہ آدمی کو تین حال ہیں اول تو دنیا کا حال کہ اس میں طمع و طغی
 حاجتو میں گرفتار ہے اور قسم قسم کے علاقے قرابت اور دوستی اور بیابگی کے مخلوق سے کہتا ہے
 اور محنت طاعت اور بندگی کا یہی ہے اور مشغول ہے آخر کے توش حاصل کر لین اور اپنی پوج
 کے بڑا معین قائم و شے دوسرا حال برزخ کا ہے کہ مرنیکے بعد وہاں رہتا ہے اور ان مخلوق
 فاسخ ہوتا ہے لیکن جو کچھ کہتا ہے دنیا کی زندگی کا گھر میرا اپنی طرف سے یا اس کے کہنے سے اس کے
 دنیا میں کرتے ہیں اس کا ثواب اس کو ملتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے تو گویا کہ
 وہ خود دار العمل یعنی دنیا میں سے اور یہ ہی ہے کہ یہ زمین خیم ہونا حقدار دنیا میں اس سے
 طرح طرح کو معاملہ نیکی اور بدی کے کئے تھے ممکن نہیں اس واسطے کہ ہر شخص کی موت اپنے وقت پر

مقرر ہے پر الفیض مال کرنا معاملہ بخا لمغیر حاضر ہوئے مقدار و ملکی عدالت کے خلاف ہے تو اس حال
 آخر تک کہ ہرگز نہ کیڑے کا مصل اور شغل مان نہ ہو گا اور بنی نوع اور ملکی تابعدار اور شہنشاہ مان نہ ہو
 ہو گئے اور جو کچھ کہ دہشتہ ہو گیا نہ تھا، و سر و بیچ اوسکی واسطے اوسکے کہنے سے کیا تھا کہ کو بیچ
 چکا اور جسم ہو گیا اب آئندہ کو کبھی اور چیز کہنے کی امید سبب نفع ہونے نوع انسانی کے نہ رہی ہیں
 حکمت ہرگز ایسا کہو تھا، ہم کرتے ہیں کہ اوسکو دنیا کی حاملین نہرا دیجا واسطے کہ وہ یہی
 کام میں مشغول ہے اور اوسکی عمر کی مدت کہ اوسکی پونجی کے قافوہ تمام ہے ہنوز باقی اوسکے آہ
 میں نہیں آتی ہے اور اپنے کہنے سے وہ فی عمر کے جمع خرچ کو برابر نہیں کیا ہے اگر اوسکو اس حالت میں
 جزا و سزا میں گرفتار کریں تو وہ جواب میں البتہ کہہ سکا کہ ابھی مجھکو خدمت دینا چاہیے کہ میں اپنی
 عمر پوری کران لوں جو تقصیر میں کہ مجھ سے ابتدا سے جو نہیں نا سچ ہو گی میں ہو گئی میں اوسکا دلا
 آخر عمر میں اوکروں اور تجارت و کما ہی رہی ہوں مول ہے جساکسی کماشتہ کو تجارت کے واسطے کہیں نہ ہو
 میں تو اوسکو مدت و سیتہ میں کہ چند مدت اپنی رہے گی موافق لین دین کرے اور اگر ایک
 - حاملہ مدت کچھ کہو نہ ہو اور رفتہ ان کیا تو یہی نہیں ہو لینے کی شاید دوسرے سو دین کیا لیکھا ہے
 عالم پر عین میں جزا دینا حکمت کے خلاف ہے اس واسطے کہ ابھی نیکیاں اور نیچے ہر آدمی کے
 عملوں کے اوسکے بنی ہوئے باقی نہیں کے سبب کہ اوسکو پہلے آتی ہیں پس گو یا کہ ابھی جمع خرچ
 اوسکا برابر نہیں ہوا اور مطلق سے لے دہشتہ نے والے ہی ابھی جمع خرچ میں ہونے میں کہ معلوم
 ہو چکا کہ اسکا حق کہیں نہ ہوا اس پر کہ کا حق ہے اور اوسکا حق انا حق صاف کہتا ہے اور
 اوسکا ہلکا نہ ہے پس یہ اور فاجیہ دلا لے لے کے واسطے قائم ہونا آخر کا مقرر ہوا اور
 اوسوقت کے لئے ملک حق تھا لے بندوں کے خیر و شر کے اعلا کو کہو چتا ہے سو یہ ہر گرفتار
 نہیں ہے اور اٹک گیا کو صاف دیکھ ہی ہے میں اور اس میں ہون کو اس سورہ میں کہی نہیں
 ساتھ تائید سے ارشاد کیا ہے اور اس سوچنا نام سورۃ الفجر اس واسطے کہ کھائے کہ اول قسم فجر کی
 کھائی ہے اور فجر حال شہادت کہ نہیں ہے قیامت کے دن سے کہ تمام رات لوگ اوسکے نیچا
 انتظار کرتے ہیں اور صبح فجر موعتی ہے تو گو یا ایسا ہوتا ہے کہ مرنیکے بعد پہر جی اوٹھتا اور
 بازار اور ستر اور دربار لوگوں سے پہنچتے ہیں اور جن کاموں کے انتظار زمین تمام شب گذری تو
 وہ کام سر انجام کو پہنچے اور جو ان قسموں میں بیان ہے انتظار کر نیچا کاموں کے واسطے کہ
 یہ ہر انسان کی عادت ہے اور فجر سبب کی نابت کرنیکی اول دلیل ہے تو اس سورہ کو اس
 نام سے سوچ کر کیا عذری ہا لیس **بسم الله الرحمن الرحيم**
 و الفجر قسم کہتا ہوں میں فجر کے وقت کی کہ اکثر لوگ اپنے کام کاج کرنے کے واسطے اوسکا
 انتظار کرتے ہیں اور باوجود کام کی ضرورت کہ فجر کے آنے کو واسطے تاخیر کرتے ہیں پر نہ جانور اپنے
 ہونے میں رزق کی تلاش کو واسطے ہر کے پیاسے اوسکا انتظار کرتے ہیں اور چرنے والے

جانور ہی جڑے جانے کو اور اسکے منتظر بہتے ہیں اور وباری لوگ اپنے عرض و معروض کے واسطے اور
 ٹھکے والے اپنے جیگر سے قصے فیصلہ کرنے کو اہل حرفہ اور بازاری لوگ اپنے کاروبار کے واسطے اور کھیتی کر
 والے جو تہتے بولنے کو اور سافر پلنے کے لیے اور مسافر منتظر بہتے ہیں اور بچہ کام کر دہنی اور اوچا کے متعلق
 ہیں وہ سب فجر کے پہلے ہی موقوف ہیں اور بعضے فجر کو اور ہی زیادہ مصو صیتیں ہیں کہ بعض
 مخلوق اپنی اوقات اور سبکی منتظر ہیں کہ کتنے ہی جیسے عرق کے اور نگر کے روز کے فجر جلد
 کے واسطے کہ تمام سال اس دن کے روز میں گذرتے ہیں اور ہندوؤں اور ہون کی راہ سے جلد
 اس دن کے واسطے اس تبرک مکان میں اپنے تسبیح پڑھتے ہیں اور صبح کی نماز ہی اوقیت
 میں ہے اور جو فرشتے کہ بند و کئے محاذات کے واسطے مقرر ہیں اور صبح شام اپنے اپنے
 اوقات جاتے ہیں اور وقت وے دونوں چوکیاں آئے اور جانے کی جمع ہوتی ہیں اور اس وقت
 نماز کا انتظار کرتے ہیں اور یہ واسطے حدیث شریفین آیا ہے کہ من صلی صلاۃ الفجر فہو فی
 ذمۃ اللہ یعنی جس شخص نے پڑھیں نماز فجر کی تو اس دن اللہ کے ذمے میں داخل ہوا
 اور سورۃ اسراء میں واقع ہوا ہے ان فی حق الفجر کان کتابہ فی اللہ فی حق الفجر کان فی حق اللہ
 اور حدیث شریف میں اس کی تفسیر فرمائی ہے کہ رات اور دن کے فرشتے اس وقت حاضر
 ہوتے ہیں اور اپنے حضور کے سب سے زیادہ تبرکات اور انوار کے ہوتے ہیں حاصل تمام کا یہ ہے
 کہ جو کچھ انتظار مخلوق کو اپنے کاروبار میں فیر گزرتا ہے وہاں اسے خواہ بہت کہ وہ منہ تمام
 رات اس امید پر دکھ دے کہ اس دن میں اس کو کھیلے پس بارگاہ مال بیان کریں گے
 اور دواپو چہین کے اور فقیر مسکین تمام ان کو کہے پڑے کہ اس دن میں اس کو قیام کرے
 کو امیرون اور دنیا داروں کے دروازوں پر جا کر کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے بچے بالوں کے تار
 اوقات بے نی کرین کے اس طرح سارے نبی آدم ایسی حاجتوں کو وسیع کے آئینے پر نہ تو
 کہتے ہیں پس دیکر ان کا ہونے یا وجود ضرور نہ اور قدرت کے ایک وقت کے انتظار کو یہ واسطے
 حکمت الہی نے اور وقت کو اور کئی واسطے مقرر کیا ہے انسان کی نامناسبے تو اس کی قیام
 جزا کے مقام میں تاخیر کو قیامت کے آئے کے انتظار پر مجبور کیا جائے گا حکم سبزی ۵

مد و غیرہ ۵ وَالْفَجْرِ اقسامہ اللہ عز و جل بالفجر روی ابو صالم عن
 ابن عباس قال هو الفجر الصبح کل یوم وھو قول حکمرۃ و قال عطیہ عنہ
 صلوۃ الصبح و قال قتادہ ھو فجر اول یوم من المحرم یتفجر عنہ السنۃ و قال الضحاک
 فجر یعنی الحجۃ لانہ فرق بہ الیالی العشرۃ فمعالمہ الفجر قال و لکنہ لا سلاطان لالعرۃ
 الذی خلق اللہ فتما فی کل مہم جاء القرآن علی عاداتہم و اقسامہ والفجر فجران مستطیل کذا لہ الجحان
 و ھو الکاذب لا یتعلق بحکم و مستطیل و ھو الصادق الذی یتعلق بالصوم و الصلوۃ اقسامہ
 اللہ بالفجر الذی ھو اول وقت ظہر الضوۃ الشمس فی جانب المشرق کما اقسامہ بالصبح حیث

حيث قال والصيام اذا اتقنصلها يحصل به من انقضاء الليل بظهور الضوء وانتشار الناس بها الى الجوامع
 على طهور الوضوء في طلال الزايق وذلك مشاكلا لسنن الموق في عبادة عظيمين ناهل وقال الشافعي هو لكل صوم
 عرفه لان يومه شريف يتوق فيه الحجاب الى جوارح عباد الله الصالحين في صلبهم روزگار کے مختلفہ و دعا و نذرانہ صاف ہوا
 و صلاہ و الخیر انہو عظیم البضایا و یقیم فیہ لطلوع المشرق و الخلق و الریح و یروی ان یوم الخیر یوم الصلوات و یقول
 مراد و زاول محرم ست کمال از نو ہفت شنبو ہما و ہفتہ کہ حجہ سکینا منت و در میان آن روزہ کہ اشارت بانفجاری
 آب از صالح حضرت رسول مد صلے مد علیہ سلم در روز طائف و غیر آن کفہ اند انفجار ناقہ تصالح علیہ
 السلام از صحرایا انفجار آب از حرم موسی علیہ السلام علیہ السلام یا انفجار از سماط
 یاروان شدن انکست است از دیدہ ماصیان **ب** بر آن روز و سر خمیدہ ویدہ جوے بود و الیہ فی طریقی
 خود بنویسے **روح البیان** ۱ و لیکال عشت ۲ و او شکر کما ہون من وان
 و س اتون کی کہ میت بزرگ و تبرک من کہ لوگ تمام سال او کے ایکے انتظار میں گذارتے ہیں اور
 کار و بار کو ان کے آئے پر موقوف کہتے ہیں اور وہ دس راتیں تین قسم پر ہیں آہل تو دس راتیں و تین و تین
 کے ہفتے کی اول کی کہ سب حاجی لوگ طرف و جنوب آفاق دس راتوں میں کہ عظیمہ کے شہر میں فر
 ہیں یا او کے گرد نواح میں حج و طواف کے بجالاتے کو جمع ہوتی ہیں اور ابتدا جمع ہونے کی شب
 اول سے ہوتے ہیں اور انتہا کے دسویں رات کو ہوتی ہے اور حدیث شریفین آیا ہے کہ دونوں
 کوئی نہ اس مرتبے کا نہیں ہے کہ اس میں عمل صالح بہتر اور فضل ہو دوسری النجی کے دن تو
 کہ ہر روزہ اذان دس روز کے روز و عین سے ایک برس کے روز و ان کے برابر ہے نو اب میں اور عبادت ہر
 کی اذان تو ان میں سے شب قدر کی عبادت سے دس گنی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 و سلم ما من ایام **العمل الصالح فیہن احب الی اللہ من ہلہ**
الا کیام العشر قال یا رسول اللہ **ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل**
اللہ الا رجل حرم بنفسہ و ماله فکرم برحم من ذلک لیستحق را و البغی کہے
 فرمانبردار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کوئی دن کہ عمل نیک میں بہت پیارا ہو طرف کدہ اس دس
 دنوں سے کہ ہوا بقرعید کا ہے کہا صحابہ یا رسول اللہ روزہ چار و پنج راہ خدا کے غزوان ایام میں واقع ہوا
 بہت پیارہ ہے طرف خدا کے فرمایا اور نہ جہاد چہ راہ خدا کے یعنی وہ ہی اندون کے اعمال کو پیار
 نہیں مگر جہاد اس شخص کا کہ نکلا ساتھ ذات اپنے کے اور مال اپنے کے ہاں کام آوین تو البتہ فضل
 نقل کی بہر بخاری نے **ف** بین اگر ایسا جہاد ہو کہ بیان و مال اپنے ہاں کام آوین تو البتہ فضل
 محبوب تر ہے ان دنوں کے اعمال سے اسلئے کہ نو اب ملتا ہے بقدر شفقت کے اور شاید کہ راہ ہجرت
 کہ نیک عمل کرنے اندون میں بہت محبوب ہیں سوا اعمال رمضان کے اور دنوں کے اعمال سے
 یا یہ کہ رمضان شریف کے اعمال محبوب ترین باعتبار فرض روز و ان اور ملیہ القدر ہونے کے اس میں اور
 اعمال اس ہی کے محبوب تر میں باعتبار مہونے عرف کے اور فعال حج کے ہمیں ۱۶ ۱۷ و مولانا قال

اور صبر اور رنج کہ العداۃ الیٰہی راہ میں گنجائش ہے اسکا ثواب کوئی اور حاجت میں برابری میں نال نہیں ہے
 اور ضلّ اور عیب توک اپنی عبادت کی راہ سے قایم کرنا و رسوات غلام کی مانند سینہ زنی اور کتاب خوانی
 اور تعمیر سازی اور نوبت نوافذ کیواسطے تمام سال اس دہی کا انتظار کرتے ہیں اور بعضے مغفرت میں
 وہ دن دیکھتے تو تمام سال بے تفریق لیا ہے کہتے ہیں کہ بیش از مین طاق رمضان مبارک کی آخر دو
 کی کراؤ نہیں مسئلہ ایستہ القدر کی برکات کا ہے اور ایک رات عبد الفطر کی اور ایک عروہ کی اور ایک عید
 کی اور ایک معاہدہ رات یعنی ستائیسویں جب کی اور ایک شب برات کی مراد وہ دن و اولیٰ علم چھ
عزیزی اور وضع ہو کہ ہر قسم کو اس سو عین معارف بالام لائی ہیں اور کئی کئی جگہ
 شکر فرمایا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ان دنوں راتوں کی تعظیم کا سبب پوشیدہ تھا اسواسطے کہ لائی تاکہ
 یہ تیکر دن دن راتوں کی تعظیم پر دلالت کرے بخلاف دوسری قسم کے کہ ان کی عظمت کی وجہ
 ظاہر و باہر ہے وہ یہ ہیں کہ الیٰہی عیش کا احتمال چار طور پر ہے چنانچہ مذکور ہوا واسطے فائدہ اہتمام
 اور شکر ہو کہ ان کو نہ فرمایا ہے کہ سب جہانوں کی گنجائش ہو سکے **طاعزیزی** کا الشفیع والو شکر
 اور قسم ہے جفت اور طاق کی کمال اور محیط ہے تمام عددوں کو اسواسطے کہ کوئی عدد ان دو قسموں
 باہر نہیں ہو سکتا اور تمام عدد و اوقات یکجا جمع موجودات کو شامل ہے اور انکو جیسے وقت کا انتظار کرنا
 اپنے کار و بار کے واسطے جلی ہے سیطرہ سے جفت اور طاق عدد و کتابیں اپنے معاملات اور لین دین میں
 پہلی ہے بیکہ عالم کو وضع صل میں دہینے کا انتظار گنجائش ہے کہ طاق ہے اور بچے کے دودھ پونہ
 میں وہ برکت انتظار کرنا چاہئے کہ جفت ہے اور مکتب میں پڑھانیکو لڑکے انتظار کیا برکتا اور نماز کے
 کھانیکے واسطے سات برکتا اور روزہ کی تعظیم کیواسطے دس برکتا اور بونہ اور سراج کیواسطے پندرہ
 برکتا انتظار چاہئے کہ اس واسطے کہ مہینے کی تاریخ میں کار و بار کیواسطے جفت اور طاق کا انتظار
 کرتے ہیں اور ہر سال کے پورا کرنا کو انتظار بارہ برجوں کا اور قمری سال کے واسطے انتظار بارہ مہینوں
 کرتے ہیں اور غنیمت پورا کرنا کو انتظار سات روز کا اور تمام کریمین کے انتظار تین یاواتیں روز کا
 اور دوا کا اور چار کا نماز وغینہ ابتداء تکیر سے سلام میری کت انتظار دوا چار رکعت کا ہوتا ہے
 اور نہ کا نماز میں انتظار تین رکعت کا کرتے ہیں اور سیطرہ سے تمام امور شرعی اور عرف میں
 انتظار جفت اور طاق کا معمول مروج ہے اور بعضے مغفرت کھا ہے کہ مراد جفت سے خلق ہے
 اسواسطے کہ ہر چیز کو مخلوق کی دوسری چیز کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور شریک کر دیتے ہیں جیسے کہ
 اور زمین دان اور رات اندیمہ اور اوجال اور تر اور مادہ اور مراد طاق سے حضرت حق کی ذات پاک
 ہے کہ کوئی چیز اسکی برابر نہیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ مراد شفع سے خلق کی صفات ہے کہ ان
 اور خدا سے غنی ہوئی ہے جیسے علم اور جلی اور قدرت اور عجز اور حیات اور موت اور عزت اور
 ذلت اور قوت اور ضعف اور ترے مراد صفات شکی ہے کہ جو ہے معبود اور قدرت ہی ہے
 اور علم ہے بغیر جبل کے اور چاہے بغیر موت کے اور عزت ہے بغیر ذلت کے اور قوت ہے بغیر ضعف کے

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ شفع سے مراد دو گناہ نماز اور دوسرے مراد سب گناہ نماز ہے اور یہ
تفسیر عمر ابن بن حصین کی ہے بروایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد
جنت سے جنت کے درجے اور اہل دروازے ہیں اور طاق ہے مراد دوزخ کے ساتون طبقے اور اوکو
دروازی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ جنت بارہ بیچ ہیں اور طاق سات سات ہے یعنی ساتارہ
کو ان کے پہلے سے اون برجین بطرحی و صغین اور قسم کی تفسیرین عالم میں منور ہوئے
ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد جنت سے وہ جائز ہے کہ پہلے میں روزین نکلتا ہے اور طاق
مراد وہ جائز ہے کہ آنتیں روزین منور ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد جنت و بچے ہیں
ہر رکعت میں اور مراد طاق سے ایک رکوع ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد جنت سے وہ بارہ طبقے
کو ہے علیہ السلام کی لاپٹی کے مارنے سے ایک پتہ میں جاری ہوئی ہے اور مراد طاق سے وہ
دو نون مجرے ہیں کہ فرعون کے مقابلہ میں ظاہر کئے تھے اور قرآن مجید میں ہی اشارہ ہے
وَلَقَدْ آتَيْنَا كُوفًى نَسَمَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ اور ابوسید عذری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کی ہے اور مراد جنت سے عید قربان کا روز ہے کہ دسین ذی الحجہ کی ہے اور طاق سے
مراد وہ کاروز ہے کہ نون ذی الحجہ کی ہے اور یہ تفسیر لہاں عشر سے بہت مناسبت رکھتی ہے
وَاللَّيْلِ إِذَا يَكْسَرُ اَوْتَمَّ كَمَا تَا بُوْنَيْنِ رات کی جوفت کو اسکی الذہیری سرایت کرتا ہے
جہان میں کہ وہ وقت ہی اون لوگوں کے انتظار کا ہے کہ جنکا کار و بار پردہ بوشی سے علاوہ کیا
خواہ نیک ہو خواہ بد ہے سے عبادت شب بیدار و ذکی اور عقد سخا و چور و ذکی چوری کرنا وغیرہ
ذلک پس ان پانچ قسموں سے ثابت ہوا کہ انتظار وقت اور مت کا باوجود ہونے اسباب اور اوقات
کرتی ہیں اور یہ انداز سے حکمت کے انسانی حیل کی موقوف ہے کہ ہر نیک اور بد کام وقت
کی رعایت کرتے ہیں اور صاحب عقل کو تھوڑی سی فکر کرنے سے ان چیز و نہیں معلوم ہو جاتا
کہ جزا کی تاخیر کرینین قیامت کے روز کیا کیا حکمتیں اور فائدہ ہیں اور سیواسطے ارشاد ہوتا ہے
هَلْ فِيْ ذٰلِكَ فِتْنَةٌ لِّذِيْ حِجْرٍ کیا ہے ان چیز و نہیں جو بیان ہو میں کوئی
قسم کہ کفایت کرے عقل والے کو گویا ہر قسم ان پانچ قسموں سے عقل والے کو ثابت کرنے میں
اس بات کے کافی ہے کہ حق تھا قیامت کے وقت کا منتظر ہے ہر نیک اور بد کی جزا اور سزا
دے نے کو اور اگر کم نہ ہو کہ کچھ تعجب آتا ہو تو شاید یہ بات پرا تا ہو کہ اس و ذلک کے پہلے سب جم
ہو گئے اور ایک ن میں ہر شخص کو جزا اور سزا دینا ایک مشکل امر ہے کیونکہ اگر ساری حسرت کی
مخلوق کو گڑھی ہو اور مقابلہ پرا جاوی تو اس وقت سزا دینا آنکو ہرگز ممکن نہوے کیسواسطے ہرگز
انبوہ کثیر کی تہیہ دینے سے حکمت کی رو سے کنارہ کیا ہے اور حلیوں اور تدبیروں سے اول انکی
جمیعت کو کہہ دیا ہے جب اونکا زور کم ہو گیا ہے تب حب و خواہ جو سقوط ہوا ہے سو کیا ہے
پس اگر کا فائدہ مجازات کا ہی ہر ایک گناہ گار پر جدا جدا جاری کیا جاتا تو اس اندیشے کا رکھنا

ہو تا سو حق تعالیٰ نے در میان میں ان قسموں کے کہ مذکور تھے ہیں اور اس مضمون کے کہ سیر
 فصیح کھائی ہیں کہ ان رنگ کیا لڑھکا ہے بطور جملہ مترصد کے تین قصے اپنے مجازات کے جو
 دنیا میں واقع ہوئے ہیں کہ اولین بڑے بڑے غلو تو کم جو نہایت قوت اور شوکت رکھتے تھے
 اور اس بات سے ہلاکت کی نیت اور نابود کر دیا پس اسکی قدرت کے آگے بڑی غلو تو نر و اور
 کو سزا دینا کچھ مشکل سمجھنا چاہیے اور حق تعالیٰ کی قدرت کو ذوالاقتدار اور بنا ہون کی قدرت
 قیاس نہ چاہیے کہ نہ کہ یہاں سے کچھ نسبت نہیں رکھتے ہیں اور اس مقام پر تین قصوں کے
 اختیار کرنے کے وجہ یہ ہے کہ اگر ایک کام خلاف قیاس سے کیا و وقوع میں آوے تو لوگ اسکو
 اتفاقات سے سمجھتے ہیں اور جو کرشمہ کر واقع ہوئی تو معلوم کر جاتے ہیں کہ یہ کام اس شخص کے
 رو بہ و نہایت کسان اور سبک ہے **عزیزی** ۱۱ آیا دین سو گند کہ یاد کروم سو گند سے
 پسندیدہ مر خداوند عقلی تا اعتبار کند و دانند کہ سو گند است محقق و موکد و **الحجج العقل لانی**
یجج صا کحبہ ای یبغہ من النہانت فیما لا یبغی و قال بعض الحكماء العقل
للقلب یزلة الروح للجسد فکل قلبا عقل له فهو حیث بمنزلة قلب البہائم روح البیان
اکثر ستر الخ اے کیا نہ بچتا تو نے یعنی کیا نہیں جانتا جو کیا سو کہ کیا تیرے پروردگار نے
 عادی کی قوم سے جو ارم کی اولاد میں آتی وہ تو ارم ہیسا حضرت سام بن نوح علیہ السلام
 کی سوارم کی اولاد سے عادیہا جو عادی کی اولاد کے بڑے دراز قد تھے اور بیت زور اور ارم نے اپنے
 نام شہر کیا یا تھا اس شہر کا یہ نام ارم ہے اور عادی کی اولاد میں دو بہائی تھے ایک کا نام شداد
 اور دوسرے کا نام شدید شداد بڑا ہی باؤشا ہوا اور اسکی عمر نوے برس کی تھی اور اس وقت کہ
 حضرت ہود بنی تھے اور اس سے نصیحت کرتے تھے تو خدا تعالیٰ کو ایک جانکوار اس کی بندگی کر
 شداد نے کہا اگر میں تیرے کہا مانوں تو خدا مجھے کیا دیگا حضرت ہود نے کہا کہ تجھے ہیشت و دیگا
 جو ایسا ہوگا اور ہیشت کی تعریف کی اوستے کہا کہ یہ کیا بڑی چیز ہے ایسا تو میں ہی نہا کرتے
 ہوں یہ حکم کیا کر عیار کر دود عیار کیا تین سو برس میں ۱۱ **ترجمہ قرآن** ۱۱
المر تر کیف فعل ربک یحاجد الہمزۃ لانکار و هو فی قوۃ النفی و نفی النفی اثبات
ای قد علت یا علم اللہ تعالیٰ و بالتواتر ایضا کر کہ عطیہ بیان لعدالین ان بانہم عاد اور اسقدر
مضائق ای سبط ارم و اھل ازم ذات الیم و صفة لازم والام الجسد الشامل للقلیل و اکثر
الری و کثیر و شذائف الیاد و صفة آخری لازم و الضمیر لھا علی نہا اسم القبیلہ ای و کثیر
منہم فی عظم الاجرام و القوۃ فی الافاق و النواحی حیث کان طول الرجل منہم اربعۃ
ذراع و کان یأتی الصخرۃ العظیمۃ فیمسکھا ویلقیہا علی الحی فیھلکھم و لکانوا یقولون من اشد
مذاق و نظیر ہم فی الطیور الرخی و الطیر فی جزائر الصین یکون جنحہا و احوال شرف
الرف باع یمل حجرا فی رجلا کالمیت العظیم و یلقیہ علی السفینۃ فی البحر و روح البیان

پاس موجود ہے جھکویا پر دھاکے کہ کسی کی خدمت گزار ہی کو ان انہوں نے کھا کہ میرے ملک اور دولت بیکار
 کافی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کے ثواب میں ہمیشہ عنایت کرے گا کہ تمام دنیا سے بہتر ہے اسے
 پرچہ کہ حسین کیا خوبی ہے واسطہ فتح جو کچھ کہ تعریف اور خوبی اس کی لکھے انبیاء و ناس سے منقول ہے
 اس کے سامنے بیان کی اس نے کھا جھکویا ناس بہشت کی یہی حاجت نہیں ہے کہ کوئی کہ میں دنیا میں ایسے
 بنا سکتا ہوں پس اپنے مقبرہ سردار و بیوی سے سوا دوسروں کو مقرر کیا اور ہر ایک کے ساتھ ہزار ہزار
 آدمی متعین کئے کہ جیسا چاہے کہ وہ کہیں ان کے حکم کے موافق عمارت کے کام میں مشغول رہیں اور
 ہر ایک سردار کو اپنا اپنا کام سونپ دیا اور تمام رنجہ مسکو عین تک پہنچا کہ جاذب ہی سونے کی معدنوں پر
 جہاں کہیں کہ ہوں کہنگا جسٹین بنوا کر بیچو اور کرے ہوئے خزانے نکالو اور متصل کوہ قند
 ایک شہر منج مسکون یعنی چوکھوٹا دس کوس کا لہذا دوس کوس کا چوڑا کہ کترہ دورہ اسکا چلیر
 کوس کا ہونا کرنے کو حکم دیا اور اسکی نیواس قدر کہو دی کہ پانی کے قریب جانیچے اسکو نکالے گا پانی
 سے بہرہ دیا جب نیو بہر لکھے اور ہر زمین کے پچھے تیرا سپر سونے روپے کی سیخون کے دیوارین بنایا
 شروع کیا بلند سی آن دیواروں کی اس نے اپنے گرنے سے پانچ سو گز کی مقرر کی جن قوت کہ آفتاب نکلتا
 تھا تو اس کی چمک سے دیواروں کی روشنی پرنگا ہر تیرتی تھی ہر چار دیواری کے اندر ہر محل
 تیار کئی اور محل ہزار ستون اور ہر ستون عمارت میں چرا ہوا اور میان میں شہر کے ایک بنائے
 اور ہر مکان میں حوضین اور چھپے تیار کئے اور اس نہر سے ہر مکان کا ایک ایک نہر دوڑائی تھی
 کہ ہر مکان میں ہمیشہ نواسے اٹھا کر لے تھے اور چار دین چوہا کرتی تھیں اور حوضین اور چھپے سدا
 بہالت تھے تھے اور صحن آن نہر و کچا قوت اور مرد و اور مردان وغیرہ سے بہر لے تھے اور
 کنارہ و نہر آن نہروں کے دخت بنائے تھے کہ جرین انکی سونے کی اور شامین اور پتے زمرہ کے
 اور پھل پہل ان کے موافق اور قوت کے اور دوسرے جواہرات کے دخت بنائے تھے کہ جرین انکی
 سونے کی اور شامین اور پتے زمرہ کے اور پھل پہل ان کے موافق اور قوت کے اور دوسرے جواہرات کے
 بنا کر لکھائے تھے اور دوکانوں اور دیواروں کو شکاف و عطران اور عسبر سے چھل کر کے شکر کار
 کروا کے نکلا اور مذہب کیا تھا اور خوبصورت خوش آواز جانور قوت اور جواہر کے بنوا کر دختوں پر
 بٹھائے تھے اور اگر در شہر کے ہزار مینارے سونے روپے کے جڑا بنائی تھے کہ چوکی پر سے
 والے لوگ اپنے اپنے بارہی سے انہیں بیٹھے چوکی دیا کرین جب اس انداز کا شہر بن کر تیار ہوا
 تو حکم دیا کہ سارے شہر میں تالین زمین زر دوزی کی بچھا دیں اور بہتر سونے روپے کے
 مکانوں میں ترتیب سے چن دین اور کسی نہر میں سیٹھا پانی اور کسی میں شراب اور کسی میں
 اور کسی میں شہد اور شربت مبارک کر دیا اور بار بار دوکانوں کو بھی کھجواب اور زعفران کے پردوں کا
 آراستہ کیا اور ہر پیشے اور ہنر والے کو حکم دیا کہ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں اور حکم دیا کہ انواع
 انواع قسم کے میوے اور طم طرح کے عمدہ کھانے ہمیشہ سب شہر والوں کو بھیجا کرین بارہ برس کے عرصہ میں

یہ شہر اس سجاوٹ کے ساتھ تیار ہوا بعد اوس کے حکم دیا کہ تمام امرا اور کان کمال تجل اور زینت لے
 نہا تہ اس شہر میں جا کر رہیں اور خود ہی اپنی فوج اور لشکر کو جگہ لیکر کمال غرور اور کبر سے کوچ
 کیا اور بستے میں بطور چیل اور ٹھہول کے دن واعظوں اور نصیحت کرنیوالوں کو کہنے لگا کہ تم اسے
 بیعت کے واسطے چمکو کہتے تھے کسی دوسرے کے واسطے ہر جگہ کیا اور ذلیل بنو کہ اب تم نے بڑی
 قدرت اور شروت دیکھی اور بے پرواہی اور بے نیازی کو میری معلوم کیا کہتے ہیں جب تو میری
 اس شہر کے پہنچا تو اس شہر کے لوگ غول کے غول استقبال کے واسطے شہر کے دروازے سے باہر
 آکر زجر ہوا وہیہ شمار کرنے لگے اور تھکے اور تھکاتھکے اندر گزرائی ہر طرح سے جب دروازے پر پہنچا
 پہنچا اور ایک قدم اور سکا دروازے کے باہر اور ایک قدم اندر تھا کہ آسمان کی طرف سے ایک ایسی
 کرکٹ اور آواز سخت ہوئی کہ تمام مخلوق ہلاک ہو گئی اور بادشاہ وہی وہن دروازے میں
 گر پڑا اور مر گیا اور اس شہر کے دیکھنے حسرت کر کہ سخت اور شقت سے اسکو تیار کیا تھا دلہلی میں
 لیگیا اب سنا چاہیے کہ وہ شہر کیا بلوغت میں تھکا ہوا ہے کہ اس بادشاہ اور لشکر کے ہلاک ہونے کے بعد
 اندر تھکے اس شہر کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا گیا کہ جسے کہیں رات کو ان کے گرد فوج
 کے لوگوں کو اسکی جہاک اور روشنی اس جگہ پر معلوم ہوتی ہے کہتے ہیں کہ یہ روشنی ابھی
 شہر کی دیواروں کی ہے اور عبداللہ بن قلیہ کہ جاسے حضرت علیؑ مدینہ منورہ کے پہنچا ہوا ہے
 تھے اتفاقاً اس الفوج میں وارد ہوئے کہ ناکاہ ایک دن آئے اونٹوں میں سے چبھ کر ہلاک
 گیا وہ اسکی تلاش میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس شہر کے قریب پہنچے تو ان مناروں اور دیواروں
 دیکھ کر بیہوش ہو گئے اور اپنے ولین کہنے لگے کہ شہر تو مہقات اوس بیعت کی سی صورت ہے جہاں
 حضرت علیؑ مدینہ منورہ میں سے وعد فرمایا ہے شاید کہ یہ معاملہ میں خواب میں دیکھتا ہوں جب
 اس شہر کے دروازے پر پہنچے اور اندر کو تو دیکھا کہ تمام مکانات اور عین در وخت دکان کے
 سب معینہ جنت کے سے ہیں لیکن شہر میں کوئی آدمی نہیں تو ڈسے سے جواب اور بات کہ
 مکانات کے صحن میں سنگ میزوں کی جاسے یہ کہہ سے پڑے تھے اپنی چاور میں لے لینے اور
 تنہائی کے خوف سے جلد نکل گیا اور شوق کو گئے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملا
 مکی تو یہ سارا احوال بیان کیا تو حضرت معاویہ نے اوت کو بونچا کہ شہر تھے خواب میں دیکھا ہے
 یا بیداری میں انہوں نے لکھا بیداری میں اور نشانیاں اس شہر کی خوب ولین یاد کی
 ہیں کہ عدن کے پہاڑ سے خلائی جانب کو اسقدر فاصلہ رکھتا ہے اور دوسری طرف قلعہ
 درخت کی نشانی ہے اور ایک طرف کو فلاں کتا ہے اور یہ جواہر اور بات و دانستے لایا ہوا
 میرے پاس موجود ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کے سننے سے نہایت متعجب ہوئے اور
 اسوقت کے عالموں کے پس آدمی بھیجا کہ دنیا میں کوئی شہر ایسا ہی ہے کہ سونے رپے
 سے بنا ہوا دایا ایسا ہو اسوقت کے حکماء کہہ گئے کہ ان قرآن مجید میں اسکا ذکر آیا ہے اور

ذات العباد مگر اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی نجات کے لیے بوندہ کر دیا ہے اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک شخص جو دیکھا اور وہ شخص
 کو تباہ قدس سرہ نگاہ اور برادر گروں پر اس کے دو غلاموں کے اور اپنے اونٹ کو ڈھونڈا ڈھونڈتا
 اور شہر میں باہر پہنچے گا اور وہاں کے عجائبات دیکھ کر حضرت مسیح نبی نیاں اور
 دیگرین تو برابر نکلیں فرمایا والدہ یہ سب سے شخص ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ اس شہر کی
 اسے زیادہ کوئی کیا تو یہ کہ کجا کہ خود رب العزت باوجود احاطہ علم کے تمام معلومات پر اس کے متبر
 ارشاد فرماتا ہے اَللّٰہِ لَمْ یَخْلُقْ لَکُمْ مِثْلَکُمْ فِی الْاَلْبَاسِ کُلِّ مَکْرٍ کَیْفَ یُؤْمِنُ
 کیا گیا ویاہرے زیب کے شہر وین ۛ عزیزی ۛ وَتَسْمُوْا اِلَیْہِ
 جاکو الصخر یا لگو اچ اور کیا کیا تیرے پروردگار نے خود کے فرستے کے برسے
 بڑے شہر وین کو ترانے سے ہندوادی القرامین وادی القرے سے جحش تک ایک ہزار سات
 بدیان اپنے تصرف میں کہتے تھے اور ہر ہستی میں بڑے بڑے محل اور انبار اور دروازے
 اور طاق شہر وین کے تھے اور تعمیرین گل اور یا حین کے زمین بنائے تھیں اور وہ
 ایک شہر کا نام ہے کہ عرض اور طول میں کو شہر کے برابر ہے اور نخلستان اور چھپے اور سین
 بہت ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر کی فتح کے بعد یہ جمیع مقامات کے ساتھ فاضل
 تصرف ہوئے ۛ عزیزی ۛ وَفَرِحَ کَوْفٌ ذِی الْاَلْوَسْطِ اِیْہِ اور کیا کیا و فو
 تیخون والے سے جو گوگو کو چھینا کر کے مارتا تھا ۛ ترجمہ ۛ دوی عن ابن عباس
 رضی اللہ عنہما ان فرعون انما سمی ذالان لان امرأۃ خازنہ خریل کانت ماشطۃ ھجیل بنت
 فرعون وکان خریل مؤمنًا بکفر ایاہ من مائۃ سنۃ وکذا امرأۃ فینہا ذی اربۃ وستمشۃ راس
 بنت فرعون اذ سقطۃ المشطۃ من یدہا فقالت تعس من کفر باللہ تعالیٰ فقالت ابنت فرعون ھل لک
 الہ غیر ابی فقالت الھی الھہ والذہ السموات والارض احد الاشیاء لولہ فقامت و دخلت علی اہلک وھی
 تبکی فقال ما بیک قالت انما شغلہ امرأۃ خازنۃ تلطم علیہا اللہ بالاسفۃ والارض و احد
 الاشیاء لہ فارسل الیہا ففساھاعن ذلک فقالت صدقت فقال لھا و یحیا کفرک ما لک قالت لک فعل
 فمدھا کین اربعۃ و نادى رسل علیہا الحیان والعقارب وقال لھا کفری باللہ وکلاعن بذلک ھذا
 العذاب شہرین فقالت لوعن بدنی سبعین شہر اما کفرت بہ وکانت لھا بدنت فی اوبابہا الکبری
 فذبحھا علی فیہا وقال لھا کفری بالھک والذبحۃ الصغری علی فیک الیضا وکانت رضیعا ففعل
 لود بحت من فی الارض علی فی ما کفرت باللہ تعالیٰ فأتی بابنہا فلما انشجعت علی صدرھا و ارادوا
 ذبحھا جعزت المرأة فاطلق لسان ابنتھا فتکلمت وھی من اربعۃ الذین تکلموا اطفا و قالت یا اُمّ
 تجرعن فان اللہ تعالیٰ قد بنی لک بیتا فی الجنۃ اصبری فانک تقضین الی رحمۃ اللہ تتکلمن امثله
 فذبحت فلم تلبث ان ماتت فاسکنھا اللہ تعالیٰ الی جوار رحمۃ اللہ فان فرعون قد تزوج امرأۃ ملجمل

نفسہا بنی اسرائیل یقال لها اسیبۃ بدت مزاحم فرأت ما صدمت فرعون بالماشطة فقال
 فی نفسہا کیف یسعی ان اصبر علی ما یفعل فرعون وابن مسلم و هو کا فر فینہا ہی تؤمر
 نفسہا اذ خجل علیہا فرعون فجلس فی بیا منہا فقال یا فرعون انت شر الخلق واجتہم عمدت
 الی الماشطة فقتلتہا قال فلعلک بات الجنون الذی کان یحاکمک ما جہنم وانما الجنون
 من یکفر باللہ الذی لہ ملک السموات والارض وما بینہما و حدہ لا یغربک لہ و هو علی کل شی
 قدیر فمدہا بین اربعۃ اوتاد یعدن بها ففتخہ اللہ لہا یا الی الجنۃ لیرتھن علیہا منہم یا فرعون
 فعند ذلک قالت اب ابن لی عندک بدت فی الجنۃ ونجی من فرعون وعملہ ففقبض
 اللہ روحہا واسکنہا الجنۃ العالیۃ روح و ثمر فی عادی اشارۃ الی الغبیۃ
 البشریۃ و فی شمول الی القنوعۃ الشہویۃ و فی فرعون الی العنقرۃ الغصبیۃ
 فلا بد للسائل من تزکیتہا و ازالۃ آثارہا روح البیان الذین طغوا فی البکاد
 جہنم نے سر نہا یا تہا شہ و مین فکے گئے و اویہا الفسکاد میرے کرتے تھے ان لشہ و مین
 قصہ علیکم ربکم پہرے یا میرے رب سے سقا طعند اب دیک کو ٹرانٹ
 اور مجموع لفظ صبا و سوط سے معلوم ہوا کہ عذاب کے واسطے دو ہستارے فرمائے مین او منہ
 کہ صبت کا لفظ اسکی تشبیح ہے دوسرا تا زیادہ کہ سوط کا لفظ اُسکے تصریح ہے اور ایک عبارت مین
 دو ہستارے جمع فرمائے ایں کلام سد کا ہے بشر کے کلام مین یا مین جاتا چاہیے اس تیز
 بھی فاذا فکھا اللہ لیباس الجحیم و الخوف مذکور ہے اور بالتحفیف ان تینوں قصوں
 لائے مین نہ یہ ہے کہ لوگوں کے خیال و ذہن مین جو بدلایا جمع کثیر سے شکل معلوم ہوا
 یا تو اس حیت سے ہوتا ہے کہ وہ جماعت کثیر پرمی زور اور اتوری سہیل ہوتی مین کہ
 کوئی اُسکے مقابلہ کے طاقت نہیں کہتا تو اس کے واسطے قصہ شداد و اعدا کا بیان فرمایا اور یا
 کہ ہے کوئی کے منہ طلی کے سبب سے ہوتا ہے اس شہ کے فہ کے لیے شود کا قصہ رشتا ہوا
 یا فوج اور لشکر کے باعث سے ہوتا ہے سو اس کے لئے فرعون کا احوال مذکور فرمایا عسری
 اب اس مضمون کو جب کے واسطے یا فوج مین اور مین قصہ تہید ہوئے تھے ارشاد فرمائے مین
 ان رگت کما لیرصا و تحقیق آہو کہ تر اب البتہ مگہات مین ہے عسری
 فاما الانسان اذ اما ابتلہ ربہ فاکفر مہ و نعمہ فیکول ربی اکفر مین
 و اما اذ اما ابتلہ فیکفر علیہ ربہ فیکول ربی اکھا کھن اب آدمی جب
 آزمایا ہے اسکا پروردگار پس عزت دیتا ہے اُسکو اور نعمت مین رکھتا ہے اُسکو پھر کہتا ہے یہ
 رب مجھ کو عزت دی اور مقرر آئے جب آزمایا ہے اُسکو پروردگار اسکا تو تنگ کرتا ہے پس
 اُسکا پھر کہتا ہے میرے پروردگار نے مجھ کو ذلیل کیا ترجمہ فہ فہ بے سمجھ
 آیات کے کہ میرے رب آزمائش ہے میرے صبر کی اور عزت اور ذلت کا مقدمہ تو پوشیدہ

بہین معلوم کہ کیا ہے کیونکہ کہتے ہوئے ہے کہ فقہ آخرت کی عزت کا سبب ہو جاتا ہے اور یہ
 ہوا ہے کہ مال و دولت آخرت کی ذلت اور وبال کے سبب ہوتے ہیں سو دنیا کے پہلے حال یہ
 مغرور ہونا اور ان دونوں صورتوں میں یعنی نعمت اور بلا میں غیب کے معاملے کو کہ امتحان
 اور آزمائش ہے نہ سوچنا بیسے غفلت ہے ان ربک لبا لمصا وکے مضمون سے بل التقدير
 قد یؤدی الی کرامة الدارین فی حق الفقیر الصابر **س** اے اگر مرد
 تحقیق نگرہی و دریشی آخرت یا گنی بر تو نگرہی و عن ابن ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال
 لقد رأیت سبعین من اصحاب الصفة ما منهم رجل علیہ رداء اما اذ راوا کساء
 قد ربطوه فی اعناقهم فمنہما ما یبذل نصف المساکین ومنہما ما یبذل نصف الکذبان
 یجمعہ بیداء کراہۃ ان تری غورۃ فتأصل فہل نکلون ہذا اھانۃ لخواص عباد اللہ
 فالتمس ان فی مقولہ الشکر و فی مقولہ الصبر قال علیہ السلام الامیر الضیفان یصف صبراً نصف شکراً **و** رحم
 یونان پر چند سال جواب طلب پر ضرور میں اول یہ کہ لفظ کا تفسیر کیا ہے آپسے اور
 عرب کے لغت میں اکا کا یہ جمل کی تفصیل کے واسطے ہوتا ہے جو کلام سابق میں گذرا ہو سو
 اس کلام میں وہ جمل کہاں ہے اور تفسیر تفصیل کی کس چیز سے ملتا کہ بتی ہے جواب کا
 یہ ہے کہ وہ جمل کلام مضمون ان ربک لبا لمصا وکا ہے اس واسطے کہ میں نہیں کہ معلوم ہوا کہ اگر اس
 و اس کے پہلے ہے اور بعد کے احوال سے ناظر نہیں اور یہ بات کہ جو چند لکھ کر ہے ہی ہوتے
 اور ہوشیار رہن ناظر نہیں لیکن آدمی غفلت میں گرفتار ہے اور اس کے غفلت کا بیان
 دونوں صورت میں عزت یا ذلت دولت ہو یا فقر تفصیل اس مضمون کی ہو موی اور اس تفصیل کو
 اس اجمال پر ف کے لفظ سے تفسیر فرمایا ہے دوسرے کہ دولت کی آزمائش کی جائے پر فاکرہ
 ارشاد ہو اور بندہ کیے ناظر ہیں ناظر میں فعل فرمایا و فقر کی آزمائش کی جائے ناظر نہ فرمایا
 اور بندہ کی زبان کا ناظر فرمایا اس میں کیا کہتے ہے جواب کا یہ ہے کہ حقیقت میں رزق کی تنگی
 امانت کا سبب نہیں ہے پس فقر کو امانت کہنا ناظر بندہ کا کام ہے کہہ و فاق واقع کے نہیں
 پہلے کہ اکثر ہوتا ہے کہ فقر ظاہر ہے دنیا اور آخرت کی علامہ کا سبب ہو جاتا ہے بلکہ موجب عزت
 اور عار کا بھی ہو جاتا ہے چنانچہ میت سے دیا یا اللہ احوال سے ظاہر ہے اور دولت و مال حقیقت
 عزت ظاہری کا سبب ہوتا ہے اکثر حالات میں لکھ کہ آخرت کی عزت کا سبب ہو یہ صورت و آخر
 رزق کی دنیا میں بہر ہے دنیا اور آخرت کے خیر اے معاً سو اس کہنے کے واسطے ناظر کے لفظ کو
 اس جائے پر لایا متیر ہے یہ کہ اصل کلام میں یون معلوم ہوتا ہے کہ قائماً الانسان یقول
 رقی کومن اذ اما ابتلہ فاکرم و اما ہو فبقول رقی اھان اذ اما ابتلہ فکلیہ رقی کس لفظ فبقول
 کا سبب کی خبر ہے دونوں جائے پر واکلا اذ اما ابتلہ لکھ طرف سے قبول کا اور کلام مجید
 اول اکان انسان پر فعل کیا اور دوسری ابر اما اذ اما ابتلہ پر کہ طرف قبول کا ہے لا و لیس میں

کیا کرتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ حقیقت میں اطراف پر داخل ہے اس واسطے کہ اہل لفظ لانے سے ان کی
 تفصیل منظر نہیں بلکہ اسکی آزمائش کی تفصیل دولت اور فقر سے منظور ہے اور پہلے قرینے میں کہ
 لفظ متصل مانگے وارد ہے ضمیر و مکے مرجع کی تعیین کے واسطے ہے جو کہ سابق میں مذکور نہیں
 ہوئی سو باعتبار اصل معنی کے کلام کو یوں سمجھا جائے کہ ان رکب لیا لصاد والاشان غافل
 عن ذلك في كلنا الحالين فاما اذا ابتلنا ربه فاكرمه و نعمة فيقول ربني اهان
 ربني اكرم مني و امساك اذا ما ابتلنا فقد رزقنا فيقول ربني اهان
 بلکہ اگر خوب غور کیجئے تو یہاں دو تفصیل منظر ہیں اول یہ کہ انا الانسان فهو غافل عن
 كون ربه ليا لمز صا در في كلنا الحالين اور دوسرے یہ کہ انا في حالة
 الابتلاء بالنعمة و المال فلا يتبع النعمة بالشك و اما في حالة الابتلاء بالفقر الضيق فلا
 يقاها بالصبر لا بد كان له من الحوائج التي على معارف و جود تفصیل اول کی مقصود بالذات نہی تو ان کے لفظ
 اس تفصیل کی واسطے ترہو میں اس تفصیل کے زیادہ کیا تا کہ اشارہ ہو اس تفصیل پر اور دوسری تفصیل
 اشباع کے طور پر لانے میں اس واسطے کہ یہی تفصیل بالذات مقصود تھے و الحمد للہ عمر شریف
 چوتھے یہ کہ انکار اور مذمت انسان کی جو اگر کمزور اور اہل بن کے لفظ سے ہو جی جاتی ہے کہ کمزور
 کی طرف متوجہ ہے حالیکہ انسان بچار دس کہنے میں سچا ہے چنانچہ اکرام کے مقام پر اس کے
 مطالب خود ہی ارشاد فرمایا ہے پر اگر بندے نے اس کے موافق کھانا تو بکالے نکال نہیں ہے اور
 اہانت کی جائے یہ ہر چند کہ خود نہیں فرمایا ہے لیکن مطابق واقع کے یہ کہ نہ فقر و مساکین
 کی تنگی اکثر اوقات میں سبب دولت اور حصرات کا خا ہر بنوں کے نظر و بین معلوم ہوتی ہے چنانچہ
 کہا ہے عذوة اللذنيك بالمال و عذوة الاخوة بالاعتماد جواب اسکا یہ ہے کہ انکار
 اور مذمت کہنے پر اگر کمزور اور اہل بن کے واسطے ہے کہ موافق واقع کے نہیں ہے بلکہ اس میں
 ہے کہ بندہ اکرام اور اہانت و مینو میں گرفتار رہے اور اس آزمائش سے کہ پر مین اکرام اور اہانت
 کے معنی و مستور ہے غافل ہو جاتا ہے اور حقیقت کو اکرام اور اہانت کی کہ قیامت کے روز ظاہر
 ہوگی ہمیں بنانا اور اس کو اکرام اور اہانت و مینو کی کی طرح کا اکرام اور اہانت تصور نہیں کرتا پس نہ
 مانند عقل نیچے کے ہے کہ ہر سکا الودہ کو مانند شکر کے جاتا ہے اور بد مذہب و اہل کو سراسر کے حقیر
 آفے ہے نہر جاتا ہے سو یہ انکار اور بھڑکیان اسکی بے وقوفی پر مین کہ حقیقت کو جو کہ ظاہر پر
 پہچانے ہا ہے عذری ھا پانچویں یہ بات ہے کہ ابتلا کے معنی صرف کے موافق فقر میں
 تو ظاہر ہیں لیکن دولت اور اکرام میں ابتلا کے کیا معنی ہو گئے جواب اسکا یہ ہے کہ لذت میں
 ابتلا کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں سو جیسے کہ فقر میں آزمائش منظور ہے یعنی صبر کر گنا
 یا نہیں کی طرح دو تین بھی وہی آزمائش منظور ہے کہ شکر کر گنا یا نہیں ۵ اب وہ نوٹین
 شیار نشستن پہلست چکر بدولت برسی مست مگر دی مودی پش ابتلا سے اس جاسے پر مینو

الخ لم یوت فی الباش معطرات بنی اویس بنی اسے جان بھی آسیدہ خوشی اور کامیابی سے
 نکل آکر تیار پروکار جتے خوش ہے یہ بات سنکر سداغلی جان کمال خوشی سے نکل آتی ہے اور
 اور ایک عالم و سکی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے اور فرشتے اسکو پیش معطر کپڑے عین عین
 اور دروازے آسمان کی پہلجاتے ہیں اور وہ ان کے دربان مہربانیت ہوئے ہستیال کرتے ہیں
 اور اس کے واسطے بخشش طلب کرتے ہیں اور اسکو عرش معلے کے نیچے لیجاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو
 سجدہ کرے اور حضرت یساکمیل کو حکم ہوتا ہے کہ اس جاکو مسلمان اور شکو کار و کج اور اعلیٰ مقام پر
 داخل کرو اور اسکی قبر کو فراخ کر دو کہ آرام اور رحمت اسکو پہنچی رہے اور اسکو کہہ دو کہ آرام سے
 سو رہے ہو وہاں کی لذت اسکو کوئی بد خواب نہیں کرتا اور کار فرمائی ساتھ اس کے برکتیں ملے
 واقع ہوا نہ تھ عز و بزی راضیہ بالغلاب مرضیہ عنک وقال الحسن اذا دل الله
 قبضها طمانت الى الله ورضيت عن الله رضى الله عنها قال عبد الله بن عمر واذا
 توفي العبد المؤمن ارسل الله عز وجل ملكين وارسل اليه بشفعة
 من الجنة فيقال لها اخرجي ايتها النفس المطمئنة اخرجي الى روح وريحان
 ورب عنك راض فتخرج كما طيب ريح مسك وجدة في انفة والملك
 على ارجاء السماء يقولون قد جاء من الارض روح طيبة ونسمة
 طيبة فلا يسر بباب الا فتحة له ولا يملك الا صلي عليه حتى توفي
 به الرحمن فيسجد ثم يقال لميكائيل اذهب بهذا جعلها من انفس
 المؤمنين ثم يوسم عليه قبره سبعون ذراعاً عرضاً وسبعون ذراعاً
 طولاً وينبئ له فيه ریحان ان كان معه شيء من القرآن كفاه نوره وان لم يكن جعل
 له نور مثل الشمس في قبره ويكون مثله مثل العروس نيام فلا يوقظه الا احب
 اهله اليه واذا توفي الكافر ارسل الله اليه ملكين وارسل اليه قطعة من ثياب
 اتقن واخشن من كل خشن فيقال ايتها النفس الخبيثة اخرجي الى جهنم وعذاب
 البر و رب عليك غضبان وقال سعيد بن خیر مات ابن عباس بالطائف فشهدت
 جنازته فجاء طائر نزل على خلقته فدخل نعشه ثم نزع ارجامنه فلما دفن تليت هذه
 الآية على شفير القبر لم يد من قراها يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية
 مرضية فاذا دخل في عبادي واذا دخل جنتي معاه عن النبي صلى الله عليه وسلم من قراءة سورة
 الفجر في الليالي العشر غفر له ومن قراها في سائر الايام كانت له نوراً يوم القيمة له بيضاء
 قيل نزلت في حمزة بن عبد المطلب وقيل في خبيد الذي صلبه هل مكة وقيل هي عامة المؤمنين
 اذا عبرة لعن من اللفظ لا يخص من له مذهب من له والله سبحانه تامل بالصورة التي
 سورة البقرة سورة مكي ہے آمین بانی آیتین اویا تسی کلے و تیسوا کثیر سورہ و ہر

اور اس سورہ کا سورۃ بلد اس واسطے نام رکھا ہے کہ اس کے شرع میں مکہ معظمہ کے شہر کی قسم کھانی ہے
اور بلد عرب کی لغت میں شہر کو کہتے ہیں اور دیکھنا اس شہر کے حال کا اور وقت کہ قسم کہا گیا وقت
تباہ دلیل میری ہے سہاوت پر کہ آدمی کو دنیا اور آخرت میں اوٹھانے سے مشقت اور بھگ کے چارہ ہیں
چونکہ جب ایسا شہر بزرگ مجمع ایسی مشقتوں کا ہووے تو دوسرے شہر بطریق اولیٰ ٹپے ٹپے ہوں
اور مشقتوں سے خالی ہوں گے اور انسان جو مدنی الطبع ہے یعنی اس کی طبیعت میں شہر کی محبت
بسی ہوتی ہے بغیر شہر کے رہ نہیں سکتا اور کوئی شہر مقام رحمت کا نہیں مصر عہد ہیج
گنجے بے دروہی دام نیت پر اور شہر کے کی عظمت بہت وجہوں سے ثابت ہے اور عین سے بہتر
کہ خرم الکلی مکان ہے اور مقام امن کا اور جو خلق کا کہ ہر سالین ہزار آیا آدمی دور دور کے ملکوں
اور شہروں سے ارادہ دیا نکال کر لے ہیں اور وہ عہد انسک کی جگہ کے کج او عہد ہے اور آل
ہے سب دنیا کی بناؤں سے اور قید ہے عالم کا اور مقام حضرت خلیل علیہ السلام کا ہیں ان سے
اور ان سے بڑی یہ تباہی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تولد کی جانی ہے اور انشا
اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی گاہ ہے اور اس سورہ کی ایک وجہ سورہ وغیرہ سے یہ
کہ اس سورہ میں تائید عزت اور حرمت کرنے پر تسمیہ کی اور کھانا کھانا فوج سلیمان اور مذمت
مال کی محبت کی مذکور ہے اور اس سورہ میں بھی مضمون مذکور ہیں اور اس سورہ میں ملک
کرنا بڑی بڑی زبردست سرکشو کا گناہوں کی مشابہت کے سبب مذکور ہے جیسے عادی و شود
اور فرعون اور اس سورہ میں ہی ایسے کافر پر جہر کی ہے کہ اپنے قوت پر اتر آتا تھا اور کیونکہ
نہ لانا تھا اور سب اس سورہ کی نازل ہوئی گاہ ہے کہ قریش میں ایک کافر وہ بن شہید
نام بڑا پہلوان قوی سبکل زور اور تباہ اور ابوالاسد اسکی کنیت مقدر کی تھی اور قوت اسکی
اس مرتبہ کو چنپی تھی کہ چمڑا کاٹنے چکائی کا اپنے ہاتھوں سے دہلیا تھا اور لوگوں کو کہتا تھا
کہ اس چمڑا کو میرے ہاتھوں کے نیچے سے گرنے کو تمام آدمی جکڑ کر لے تھے یہاں تک کہ
وہ چمڑا پر نہ پڑے ہو جاتا تھا لیکن اس کے ہاتھوں کی نیچے سے جنبش نہیں کرتا تھا جب حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی تو وہ کافر یا نہ لایا اور ظلمت
کے کہ تو مجھکو ایک قید خانہ سے ڈراتا ہے جسکے کل انہیں پیادے ہیں اور تو میں ایک ٹیل
یا تہ سے پسٹ کرتا ہوں ایسا کوں کہ میرا سنا کرے اور ایک بچہ پر مجھکو بدلاتا ہے کہ تینے شادیوں میں
اور خاطر دار یونین ڈبیر و مال خچ کئے ہیں اگر ان مالوں کو گن لے تو وہ تیرا بیخ سامان اور سباب
اور درخون اور ہزون سمیت اسکی روبرو حقیقت ہے پس اس کے ان باتوں سے جو عین اللہ تعالیٰ
نے یہ سورت بھیجی اور مضمون اس پر رکھا یہ ہے کہ آدمی کو اپنی قوت اور مال کی کثرت اور
پرائی پر نام اور جاہ کے مغرور ہونا چاہیے اور ابتداء کہ اپنے پیدائش کی موت کی نجات تک
نظر میں رکھنا چاہیے کہ کیا کیا سختیاں درپیش ہیں کہ طاقت اسکی اوٹھائیگی فی اللہ تعالیٰ

کے ممکن نہیں ہے اور مال کو اموال سے محروم نہ کرنا چاہیے کہ آخرت کی نعمتوں میں کام آوے نام
 و سادہ و سادہ فاما یحکم جیسے برائیکامیانی اور فتنہ برآب ہے **لَسْنَا بِاللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
اَلَا اَنْتُمْ بِهٰذَا الْبَلِّ کٰدِبُوْنَ وَاَنْتُمْ جَعَلْتُمْ هٰذَا الْبَلَّ کٰدِبًا ثُمَّ کَمَا تَمَیْمُوْنَ مِنْ اَسْهَرِیْ
 تو اُنہیں کہہ رہے ہیں کہ میں اور لہجہ میں نفی کی بات میں ہے اور یہاں پر قسم کی تاکید کے مقام پر
 اس لفظ کو لائے ہیں اور وجہ تاکید کے سمجھانے کے اس لفظ سے یہ ہے کہ قسم اکثر سہاوت پر کہاتے
 ہیں کہ اس بات سے کوئی منکر ہو پس اول آئے کلمے سے منکر کے انکار کو نفی کرتے ہیں بعد اسکے قسم
 اپنے مطلب کو ثابت کرتے ہیں پس گویا مطلب طہور سے ثابت ہوتا ہے یا طہر کرنے سے اقیقین کے
 اور ثابت کرنے سے عین مرعائے اور اگر قطع قسم ہے کو ذکر کرنے تو اثبات ایک ہی طور سے ہوتا ہوگا
 اقیقین کے کلمے کو لائے تاکہ تاکید کے زیادتی ہو اور جسے خدا کہتے ہیں کہ قسم کے نفی مراد ہے یعنی اس
 مطلب پر قسم کی جانتا نہیں ہے کہ وہ طہر ہے اور بعضوں کی کہتے ہیں کہ یہ کلمہ قسم ہے کہ بزرگی پر ولایت
 کرتا ہے کہ اس چیز کا رتہ اس سے برتر ہے کہ ایسے چوتھے سی بات پر ایسی قسم کھائی جائے اور
 دو نون صورتوں میں اشارہ سے ثابت ہونی پر مطلب کے دعو کرنے سے انکے ٹھونکے پس اس سے
 یہی تاکید ثابت ہوتی وَاَنْتُمْ جَعَلْتُمْ هٰذَا الْبَلَّ کٰدِبًا حال ہے مقدم ہے اور انت خطاب ہے
 واسطے نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ کلمے علمائے کہ یہ قرآن مجید کے چار ہزار نام حضرت علی علیہ السلام
 علیہ وسلم کے نام ہیں جو بعضے بعض اور بعضے بعض دوسری معنی بحال میں اسکولوں و مدارس
 کے بحال انت یا محمد بحال فی مسکنہ نارال بھاقیدر افسانہ غالی جاکندہ جملوں
 علیہ السلام فیہا اظہار المزیں فیہا اظہار المزیں فیہا اظہار المزیں فیہا اظہار المزیں فیہا اظہار المزیں
 فیہما زاد شرفاً بحال النبوی اعلیٰ الشرف فیہا کمال الشرف فیہا کمال الشرف فیہا کمال الشرف فیہا کمال الشرف
 ذائقہ یحصل له بشرفه شرف زائل فحل فی حیاتی النبی علیہ السلام ملکۃ والمدینۃ وغیرہا یعنی ان
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ قد سمی علیہ اسلام المدینۃ طابۃ لانہا طابت بہ و سکا ندر فیدہ تعریض لاهل مکہ
 بانہم لہم ہام یرون ان یخرجوا امنہا من بد مذہب شرفہا و یؤذوہ **ہ** سے کبرائین تو دم تو صدق یہ سے
 مژدہ راقدم پاک تو صدقہا و یخرجوا امنہا من بد مذہب شرفہا و یؤذوہ **ہ** سے کبرائین تو دم تو صدق یہ سے
 ملکۃ الوجود الانسان والی رسول القلب المستکن فی الجانب الاکبر منہ کا
 عزیز و مریح البیان **ہ** و واکلد و ماکلد **ہ** و قسم ہے باپ کی اور بیٹے کی یعنی آدم صغی کی اور
 ایسی اولاد کی قسم ہے **ہ** عزیزی **ہ** ف **ہ** قولہ لغالی **ہ** و واکلد و ماکلد **ہ**
 اور قسم ہے جنے والی کی اور جنی گئی کی کہ دونوں کمال شقت اور رنج میں گرفتار ہیں کیونکہ جنے
 والیکو اول تو بوجہ اوہنا مصل کا اور بد مذہب رہنا طبیعت کا اور جنے کا اور اوہنا ناجایہ اور بعد اسکے
 بچے کے پالنے میں سختیاں اور رنج کہینیاں جایہ اور جسکو جنی ہے اسکی مصیبتیں یہ ہیں کہ اول
 اسکو اندر یہ بین بچہ ان کے کمال عجز افزا تو اتنی سے گذران کرنا چاہیے اور بعد اسکی اس سخت

اور اس سورہ کا سورۃ بلد اس واسطے نام رکھا ہے کہ اس کے شرع و عہد میں مکہ معظمہ کے شہر کی قسم کھائی ہے اور بلد عرب کی لغت میں شہر کو کہتے ہیں اور دیکھنا اس شہر کے حال کا اور وقت کہ قسم کہا گیا قوت تہا دلیل مرید ہے سہا سہا پیر کہ آدمی کو دنیا اور آخرت میں اوٹھانے سے مشقت اور بچ کے جارہے ہیں چونکہ حبیب ایسا شہر بزرگ جمع ایسی شقتوں کا ہووے تو دوسرے شہر بطریق اولیٰ بڑے بڑے شہر اور شقتوں سے خالی ہوں گے اور انسان جو مدنی الطبع ہے یعنی اسکی طبیعت میں شہر کی محبت پس ہوئی ہے بغیر شہر کے رہ نہیں سکتا اور کوئی شہر مقام رحمت کا نہیں مصرعہ صحیح گنجے بلے دوہی دام نیست پد اور شہر کے کی عظمت بہت وہوئے ثابت ہے اور عین سے یہ قوت کہ حرم الہی مکان ہے اور مقام امن کا اور جو خلعت کا کہ ہر سال میں ہزار ہا آدمی دور دور کے ملکوں اور شہروں سے ارادہ و مانگا کرتے ہیں اور وہ عمدہ نسک کی جگہ ہے حج اور عمرہ ہے اور اہل ہے سب دنیا کی بناوٹ سے اور قبلہ ہے عالم کا اور مقام حضرت خلیل علیہ السلام کا بہن ہان ہے اور ان سب کے بڑے ہی یہ تباہی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تولد کی جگہ ہے اور انجیل اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی جگہ ہے اور اس سورۃ کی رابطی و وسورہ وغیرہ سے یہاں کہ اس سورۃ میں تاکید عزت اور حرمت کرنے پر تہم کی اور کھانا کھانا فریقہ سلیم کے اور نہ مت مال کی محبت کی مذکور ہے اور اس سورۃ میں بھی مضمون مذکور ہیں اور اس سورۃ میں ہلاک کرنا بڑی بڑی زبردست سرکشوں کا نازل ہوئی مشاہد کے سب سے مذکور ہے جیسے عاد اور ثمود اور فرعون اور اس سورۃ میں ہی ایسے کا قریب چڑھ کی ہے کہ اپنے قوت پر اتر آتا تھا اور کیوچو خلیج نہ لانا تھا اور سب سس سورہ کی نازل ہوئی کہ یہ ہے کہ قریش میں ایک کا فکدہ بن اسید نام بڑا پہلوان قوی سہیل زور آور تھا اور ابوالاسد اسکی کثرت مقرر کی تھی اور قوت اسکی اس مرتبہ کو پہنچی تھی کہ چڑھ اکاٹے چھک چلی کا اپنے پانوں سے دبا لیتا تھا اور لوگوں کو سنا تھا کہ اس چڑھ کو میرے پانوں کے نیچے سے کھینچ لو تمام آدمی ہلکے ہو کر رہ جاتے ہیں ان ملک و و چڑھ پڑے پڑے ہو جاتا تھا لیکن اس کے پانوں کی نیچے سے جنبش نہیں کرتا تھا جبے نظر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سلام کی طرف دعوت کی تو وہ کا فر پان نہ لایا اور کھلم کھلا کہنے لگا تو چھکوا ایک قید خانہ سے ڈراتا ہے جسکے کل انہیں پیادے ہیں اونکو تو میں ایک ٹیل پاتہ سے پس کرنا ہوں ایسا کوں ہے کہ میرا سنا کرے اور ابک باغ پر چھکوا ہوتا ہے کہ میں نے شادیو نہیں اور خاطر دار یونین ڈیر وں مال خج کئے ہیں اگر اوں مالو کو گئیے تو وہ تیرا لیس سامان اور سباب اور درخون اور ہر دن میت اسکی روبرو حقیقت ہے پس اس کے ان باتوں سے جو امین اللہ تعالیٰ نے یہ سورت بھیجی اور مضمون اس رکھا یہ ہے کہ آدمی کو اپنی قوت اور چہ اور مالکی کثرت اور بڑائی پر نام اور جاہ کے مغرور ہونا سچا ہے اور ابتداء کہ اپنے پیدائش کی موت کی نہایت تک نظر میں رکھنا چاہیے کہ کیا کیا سختیاں درپیش ہیں کہ طاقت انکی اوٹھانکی لینے اللہ تعالیٰ کی

کے ممکن نہیں ہے اور مال کو اس وقت نعمت جانا چاہیے کہ آخرت کی سختیوں میں کام آوے نام
 وصاد دنیا فانیچکا جیسے سہرا نکایا پی اور نقش بر آب ہے **هَذَا الْمَلِكُ** قسم کہا تا بہوں میں اس شہر کی اور
 تو اتر ہوا ہے اس شہر میں اور لا اصل میں نفی کی سختیوں میں ہے اور یہاں یہ قسم کی تاکید کے مقام پر
 اس لفظ کو لائے ہیں اور وجہ تاکید کے سمجھانے کے اس لفظ سے یہ ہے کہ قسم اکثر سہاوت پر کہاتے
 ہیں کہ بات سے کوئی منکر ہو پس اول آگے کلمہ سے منکر کے لکار کو نفی کرتے ہیں بعد اسکے قسم
 اپنے مطلب کو ثابت کرتے ہیں اس گویا اسطرح سے ثابت ہوتا ہے باطل کرنے سے نفی کے
 اور ثابت کرنے سے عین مدعا کے اور اگر فقط قسم ہے کو ذکر کرتے تو اثبات ایک ہی طور سے ہوتا ہو
 نفی کے کلمہ کو لائے تاکہ تاکید کے زیادتی پر اور بعضے مدعا کہتے ہیں کہ قسم کے نفی مراد ہے یعنی اس
 مطلب پر قسم کی تا نہیں ہے کہ غلط ہے اور بعضوں کی کھلم ہے کہ یہ کلمہ قسم کے بزرگی پر دلالت
 کرتا ہے کہ اس چیز کا رہا ہے کہ قسم کے کلمے جو اسے سہاوت پر اسکی قسم کہا پی جاوے اور
 دو نون صورتوں میں اشارہ سے ثابت ہونی پر مطلب کے دعو کرنے سے کہے ہو کہ پس اس سے
 یہی تاکید ثابت ہو پی **وَكَانَتْ حِلٌّ بِهَذَا الْمَلِكِ** حال ہے قسم ہے اور انت خطاب کے
 واسطے نے صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلم سے علمائے کہ بچہ قرآن مجید کے جاریہ نام حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مذکور میں بعضے تصریح اور بعضے تصریح و اخل معنی بحال من اسلکوں و دیگر اسلکوں
 کے و بعض انک یا محمد بحال فی مسکنہ نازل بہا قید افسانہ بخالی جملہ محمولہ
 علیہ السلام فیہا اظہار المرید فیضہا فاسما استہا بعد ان کانت شریفة
 بنظمہ کا ادرش فرما محمول البی العظیم الشریف فیہا فالاشرفیہ بحصلہ بشر و بشر الملکین و ما فیہ شرف
 ذاتی یحصلہ بشر وہ شرف ذاتی فضل فی النبی علیہ السلام ملکۃ والمدینۃ و غیرہا یعنی ان
 بیحفاظ علی حرمتہ و قد سمی علیہ السلام المدینۃ طابۃ لانہا طابت بدوسکانہ و فیہ تغریض لاهل ملکۃ
 بانہم لجرہا ہم یرون ان یخرجوا منہا من بہر مدین شرفہا و یؤذوہ **سے** کہہ انہیں تو دم تو صد شرف سے
 مڑہ و مقدم پاک تو صد صفاتہ یخرج نور طلعت توافیہ و فروعہ یثیرت فاکلہا و یوق و فوہ و فیہ اشارۃ الی بلد
 ملکۃ الوجود الانسکان و الی رسول القلب المسترکک فی الحان اب الایسر منہ **سے**
عزیز و مزہب البیان **سے** و واکلہ و ماکلہ **سے** و قسم ہے باپ کی اور بیٹے کی یعنی آدم صفی کی اور
 اسکی اولاد کی قسم ہے **سے** **عزیز و مزہب** **سے** و واکلہ و ماکلہ **سے**
 اور قسم ہے خجے والی کی اور جی گئی کی کہ دونوں کمال شقت اور رنج میں گرفتار ہیں کیونکہ جنے
 و ایکو اول تو بوجہ اوہنا حاصل کا اور بد مزہ رہنا طبیعت کا اور جنے کا اور اوہنا ناچاہیے اور بعد اسکی
 بچے کے پالنے میں سختیاں اور رنج کہینا چاہیے اور جسکو جنی ہے اسکی مصیبتیں یہ ہیں کہ اول
 اسکو اندہر بین جمیدان کے کمال عجز افتاد تو ان کے گزان کرنا چاہیے اور بعد اسکی اس سخت

سہے فانی میں یعنی دنیا میں طرح طرح کے دردوں اور رجحان جسمانی اور روحانی میں مبتلا ہونا چاہیے
اس واسطے کہ چٹکیں روئیں میدا ہونیکے ساتھ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اس جہان میں کونکے
رود ہونے کا نے کھا اور کیا اچھا کھا ہے کسی شاعر نے لعل تو ذن الدنیا من صرا و فحایا کون
بکاء الطفل ساعته لولا الالاف ما یکبیه منها و انھا لا و سم ماکان فیه ارعد
یعنی اس سبب کہ خبر دیتی ہے دنیا تغیر حال اپنے سے ہوتا زمانہ کا ایک وقت پیدا ہونے کے اور
اگر اس نہ ہوتا تو نہ رہتا لڑکا جس کے وقت اور البتہ وہ فراغت میں آیا ہے اس چیز سے کہ تھا آہن
اور کھاندا گی میں اور بعضے تو مرنے لکھا ہے کہ مراد والد سے حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ کشتی
پیش نکالے گئے اور وہیں بیابانی کہانی پیٹی نمونہ کو آونے چہن لیا اور مراد ولد سے انکی ذات
یعنی اولاد ہیں کہ تمام عمر میں اپنے منوالے اس دار الحیات کے کچھ نہیں دیکھا اور جفا پنی وطن
اصل کے کمال حسرت اور انصاف سے اوران دونوں جن سے قسم ثابت ہونی کہ آدم کی اصل اتنی بڑی
شقت اور رنج ہے اوتلی آبی ہی مورد مشقت اور رنج ہے اب اس دلیل پر مدلول اور تفرع
کر کے فرماتے ہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْدِيرٍ مقرر پیدا کیا غنہ انسان کو مشقت اور رنج میں
کیونکہ اصل آدم کی عالم خاک میں مکی کی زمین ہے اور اصل سکھ الم تب میں لفظ آدم علیہ السلام
ہے اور دونوں مشقت اور رنج میں گرفتار ہیں کبک کو بیان پر ہے کے زیر سے چلنا چاہیے
کہ مشقت کی معنویتیں ہے اور کبک بے کے زیر سے کہ جا کر کی معنویتیں ہے وہ ہیں اس سے
مشقت ہے کیونکہ آدم کی بیان میں باورچی گیری اویسکا ذمہ ہے خدا کو پستہ انداز نہیں اور
اوسکی پکانین اور اوسے تقسیم کر تین بڑی بڑی مشقتیں اوہا تابہ اور دوسرے عصار
لعمربے دودہ پر قابض اور تصرف ہوتے ہیں ۛ عتر یزی ۛ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْدِيرٍ
للقسم وفي کبد حال من الانسان بمعنى مکابد والمعنى لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْدِيرٍ
ومشقة وشديد الدنيا من قطع سرقه وغیره کصداء و جمع الضراس و مد العين وهم
الدين ولخوذ لك او شامل ہے شدید اکالیف کہ ہیں مانند شکر کے اوپر نونیکے اور صبر کے اوپر
سعییت کے اور او کرنے عبادت کے مثل صوم اور صلوة اور زکاة اور حج اور جہاد وغیرہ کے
پہر بعد کے ساتھ قیاس کرنے شدت موت اور سوال سنار کیا اور حکمت تبری پر آونے اور غنہ
اور پر ملا کہ معاش کے بیان تک کہ تینے طرف منبع استقرار یعنی ایچ جنت کہ او یا تیج مار کے بیان کہ
فَمَا لَكَ لَكِنْ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۛ روح البیان ۛ اَلْأَحْسَنُ انْ لَّن
يَقْفِرَ عَنكُمُ أَجَلَهُ ۛ اے کیا سمجھتا ہے کہ نہ قدرت پا دیکھا اوپر کون جو اپنے زور پر ایسا مغرور
ترجمہ ۛ ف ۛ کہتے ہیں یہ بات ابو الاسد و کلدہ کے حقیق ہے جو وہ ایسا زور
آور تھا جو اونٹ کی کہاں پر پاؤں کر کہاں اور کئی مرد زور آور اس کہاں کو پہنچتے بیان تک کہ کہاں
مکرمے ہوتے پر او کے پاؤں سے نہ نکلتی سو وہ کلدہ حضرت سلمہ سعدیہ وسلم سے شبی کہتا

اور اپنے نور قوت پر کیو خاطر میں نہ لانا تھا کہ عزیزیٰ کہ قولہ تعالیٰ ۛ اَنْ كُنْ مِنْ يٰحٰدِیْہٖ ۛ
 علیہ اَحَدٌ ۛ اَنْ خَفِیْفَةٌ مِنَ الثَّقِیْلِ سَادَةٌ مَعَ اسْمِہَا مَسْدٌ مَفْعُولٌ الْحَسْبَانِ
 ۛ رُوحُ الْبَیْہَانِ ۛ یَقُولُ اَھْلَکْتُ مَا اَلْبَدَا ۛ کہتا ہے کہ خراب کیسے بہت مال ۛ
 ترجمہ ۛ ف ۛ یہ روح البیہان تھا جو لوگوں مال دیتا تھا چہا کہ واسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 طرح طرح سے ستادین ۛ ترجمہ ۛ مَّا اَزَلَّکُمْ اِی کَثْرَتِیْ مَتَلِدٍ اَمِنْ تَلْدِیْ الشَّیْ اِذَا
 اجتماع یرید کثرتہ ما انفقہ سعة و مفاخرة و کان اهل الجاہلیۃ یمونون
 مثل ذلک مکارم و فی لفظ الاھلک اشارۃ الی انہ ضائم و الحقیقۃ اذ لا ینتفع
 بہ صد احبہ فی الاخرۃ کما قال عائشۃ رضی اللہ عنہا فی حق عبد اللہ بن جدعان کا
 فی الجاہلیۃ یصل الرحم و یطعم المسکین فھذا لیسنا فاعیہ یرسل اللہ فقال علیہ السلام لا ینفعہ لانہ لم
 یقل یومار ۛ اغفر لے خطیئۃ اللہ ۛ ارحم البیان و حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَسْبُ اَنْ لَمْ یَرۡہٗ اَحَدٌ ۛ
 کیا سمجھتا ہے وہ کہ بنین دیکھتا او سکوا مال دینے کے وقت یعنی خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ یہ مال کس
 لوگوں کو دیا تو نے اور یہ احسان خدا تعالیٰ کا بنین سمجھتا کہ اَللّٰھُ یَجْعَلُ لَہٗ عَیْنَہٖ ۛ وَ لَیْسَ اَنْ
 وَ شَفَعْتُ بِنِّ ۛ وَ ہٰکِیۡنَہٗ اَللّٰھُ یَسِّرُ لَہٗ ۛ کیا نہ بنائی جسنے او کے واسطے دو اکھیں جو
 دیکھتا ہے نیک بر عالم کا اور زبان اور مونہ نہایت تو کئے واسطے اور راہ دکھائی سمجھتا اسے بہاؤ
 اور برائی اور پہلائی کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر پیغمبر بناتا ہے اور دکھاتا ہے راہ
 نیکی یہی کی یا خدیجہ کما در دوستان ماکہ بن جو حق تعالیٰ نے او دہراہ دکھائی یعنی اللہ
 تعالیٰ قادر ہے ایسی چیز بنانے آدمی کے واسطے وہا کہ پیغمبر ہے او کے مال خرچ کرنے سے
 بلکہ آدمی کا فریبن سمجھتا اور غافل ہے زبان کہ از ہر شکر و سپاس ۛ غیبت مگر دامن حق
 مگر رکاہ قرآن و پذیرد گوش ۛ بہ بیتان و باطل شنیدن گوش ۛ و خوشیم ازینے صنع بارگاہ
 نکوست ۛ زعیب برادر فرد گیر دوست ۛ و ہٰکِیۡنَہٗ اَللّٰھُ یَسِّرُ لَہٗ ۛ معطوف علیہ الماضی ۛ رُوحُ الْبَیْہَانِ
 اور دقیقہ شناس عالموں نے کھلے کہ حق تعالیٰ نے او میگو دو اکھیں اور ایک زبان دینی ہے
 تا اشارہ ہو سہیات کی طرف کہ بونا اسکا دیکھنے سے کم چاہیے کیونکہ دیکھنا اسکا شامل ہے
 خیر و شر کو اور بونا سوائے بہائی کے چہا بنین سید واسطے ایک زبان پر دو گویاں مقرر فرما
 ہیں کہ دونوں ہونہ بین تاکہ معلوم کرے کہ زبان کو اپنے لکام رکھنا چاہیے یا نہ حق تعالیٰ
 دوسری جانتا ہے بلایف من قول اللہ یرقیب عتید بنین و ہٰکِیۡنَہٗ اَللّٰھُ یَسِّرُ لَہٗ ۛ بات کہ کہہ کہ
 نزدیک مقرر بن نگہبان عیار اسکا کم کیواسطے او حدیث میں ہے کہ جو شخص کہ خدا اور آخرت کے
 دن برایمان کہتا ہے پس چاہیے کہ نیک چیز کہے یا خاموشی اختیار کرے اور تر فریق بین
 عقبن عامر سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ نجات کس
 چیز میں ہے فرمایا کہ اپنے زبان کو بند کر او اپنے گہر میں بیٹھ کر رو اور اپنے گناہوں پر فدا

سلف کے لوگ کہتے ہیں کہ آدمی کی زبان ایک مہلک شے ہے کہ سواخ اور سکا دہن ہے اور کیا خوب کہا
 اَحْفَظْ لِسَانَكَ اَيْهَكَ اَلْاَنَسَانُ لَكَيْلًا عَثَلْتَ اَلْاَنَسَانُ عَثَلْتَ اَيْنِ نَكَهَ رَكْبَهُ زَانٌ كُو
 اپنی لے آدمی نہ کاٹ کہاں تے چمکو وہ تو ایک اثر دہا ہے اور نام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ
 جب آدمی چاہے کہ بات کرے تو اول چاہیے کہ فکر کرے اور اپنے دل سے مشورت لے پہر اگر جانے کیسے
 بات کرنے میں سراسر مصلحت ہے اور زمین کسی طرح کہ دین دنیا کی کوئی مضرت نہیں تو البتہ بالکرم
 اور مگر مضرت کا یہی شک ہو تو مگر اگر اسکو بات کرنا روا نہیں ہے پہر بات کا کہاں نہکانا جیسا کہ
 ہوا و مضرت غنی بالغتبی ہوا و یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی صبح کو اٹھتا ہے تو
 تمام اعضا اور جوارح اس کے زبان کے آگے عاجزی اور زاری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہے ظلم
 انصاف کر کہ ہم سب تیری ہی پیدائی اور برائی کے ساتھ متعلق ہیں اگر تو سیدھی راہ پر رہے گی
 تو ہم بھی نجات پائیں گے اور زمین تو تیرے کیسے پر ہم ہی گرفتار ہوں گے اور اس آیت میں
 تَخْصِيصُ اَنْ تَبْنُوْنَ لِعَمَلُوْنَ كَيْفَ بَيَانُ كُنْ كَمَا كُنْ و زَبَانٌ اور مونہہ میں اور ایک جہ و دوسری
 بھی ہے وہ یہ ہے کہ جب آدمی اپنے اگے پیٹ سے پیلیہ تولیے تو بچو کا ہوتا ہے اور پہلے چیز اپنی
 قوت کی واسطے دنیا سے حاصل کرتا ہے وہ دودھ ہے کہ پستان سے پیتا ہے اور دودھ و دین فیہ
 یہ تین عضو ضرور ہیں تاکہ دودھ پلانیو الیک و دیکھو اوپ بیان کو ہونٹوں سے چوتے اور دودھ کو
 زبان کی مدد سے مزہ چکھ کر حلق سے اوتارے پس حلق شخص کر پہلے کھائی پر اپنی قادیہ کو کہ تھا
 اسکی زندگی کی اوپر موقوف ہے تو دوسرے مکمل بات پر اپنی خودی سے کس قسم سے اسکو تیار
 روا ہو گا اور اگر مقابلہ میں وہی کا فر کے کہ ہر چہ خدا تینا لے سب چیزوں کا ظاہر اور باطن سے
 دیکھتا ہے اور جانتا ہے لیکن میں نے جس جاے پر کمال خرچ کیا ہے اور جس نیت سے کیا ہے
 معذرت کیا کہ چمکو وہی عمل اور وہی نیت بہتر خوب معلوم ہوتی ہے دوسرے عمل اور
 دوسرے نیت کو میں جانتا ہی نہیں اس عمل اور اس نیت سے مال خرچ کردن اس کے جواب میں
 فرماتے ہیں وَ هَكَذَا يَتَذَكَّرُ اَلْاِنْسَانُ اَوْ تَادِبُ اَلْاِنْسَانُ اَوْ دَلَّ اَلْاِنْسَانُ اَوْ دَلَّ اَلْاِنْسَانُ
 خیر و شر کی پس عوی میں بیٹھی اور ملی سمجھی ہے جو ملے کیونکہ اول اسکو تے عقل ہی پہر
 انبیاء اور عالموں اور داعیوں کے واسطے سے اس کے کاخین علالتین نیک واہ کی اور مردار کی
 چو نچا وین اور دونوں راہوں کو جدا جدا کی نظر دینے دیکھا ویا او سے بری راہ کو تیار کیا اور
 سیدے رستہ کو چھوڑ دیا اور گمراہی سے لگا کر نیک جگہ پر خرچ کیا چنانچہ فرماتے ہیں فَلَا فَتْنَةَ
 الْعَصْبَةِ پَس اِن کا فر سے ہونکا کہ نہکتا سخت کہا ہی پر اور سختی اور شوری ہی ایک عمل و علامت
 ہے نیک واہ کی کیونکہ بری راہ نفس کی موافقت اور اسکی خواہش کے سبب سے آسان اور
 نیک معلوم ہوتی ہے اور خرچ کرنا مال کا خواہش اور لذت تو میں آسان ہو جاتا ہے مال خرچ کرنا
 زبان مشکل ہوتا ہے کہ کچھ لذت اور توقہ منفعت کلی اس میں ہوا و محض ابتغاء بطر ضا للہ واقع ہو

یعنی واسطے ملک کے لئے ضامنوں کی ہونیا چاہئے فرماتے ہیں **وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْعُقْبَةُ**
 اور کیا بوجہ تیرے آدمی کہ یہ ہے وہ سخت گہائی کی عین نری کہ **وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْعُقْبَةُ**
 ائی ائی شیعہ اصلات یا اچھل ما افتخار العقبة فاشرفکم أو اطعموا فی یوم ذی مسغین یا اذموا فی یوم ذی مسغین
 چھوڑنا ہے گردن یا کہلانہ ہے ہو کہتہ کہ و نونین متما جرن کا تیرم نزدیک نے دار و نو یا غیر یہیں
 متما جرن جو زمین پر پڑا ہے و الرقبۃ اسم العضو المخصوص ثم یجربہا عن الجملة و جعل فی
 التعارف اسمها لیما لیت فالفت لیس نفسیر النفس العقبة بل لا قضا مہا
 بنفدیر المضاف و ذلک لان العقبة عین والفت فعل فلا یكون نفسیرا
 للآخر و قال بعضهم تقدم العتق علی الصدقة بدل علی انه افضل منها کما هو
 من مہب الی حنیفۃ رحمہ اللہ و فی الحدیث من فلت رقبۃ فلت اللہ لیکل
 عضو منها عضو من الذاریتہا مفعول اطعموا والمسغینۃ والمفریۃ والمتریۃ مفعولات

من شیعہ اذا جاء و قرب فی النسب ذرب اذا انفقر روح البیان و بیضاوی **لَا تَرْكَانَ**
مِنْ الدِّينِ اَمَنُوا وَ تَوَكَّلُوا بِالْغَيْبِ وَ تَوَكَّلُوا بِالْمَحْجُودِ یہ جو دے وہ شخص جو بڑا آزاد کرے یا
 متما جرن کو کہلاو سے بیان لائے و انوکھ اور سین مسلمانوں کو نصیحت کرنیوالا ہو نصیحت میں صبر
 کرنے کے اور نصیحت کرنیوالا ہو مسلمانوں کو رحم کرنے کی پر جب ایسا ہو کہ سب کام کرے تو ہر
اَوْ لَيْسَ اِلَّا اَصْحَابُ الْمَشِئْمَةِ وہی لوگ ہیں واپس ہاتھ والے یعنی اوہنیں کو تھاں
 اوہ کے ہاتھ ہاتھ میں لین کے قیامت کو اور تم کا لفظ ہر چند کہ ان اسماءوں سے ترخی اور اخیر
 ایمان کے حالات کرتا ہے حالانکہ ایمان تمام طاعتوں اور عبادتوں کے قبول ہونے کے شرط ہے اور
 شرط مقدم ہے شرط و طریق لیکن مراد اخیر اور ترخی بیان میں ہے نہ واقع ہونے میں چنانچہ کہتے ہیں
 نماز و وصیت میں قبول ہوتی ہے کہ ابتدا ترکیب سے سلام تک اسکے ارکان ترتیب سے ادا کرے
 پر وضو نہیں کیا ہو حالانکہ وضو نماز کی شرط ہے پہلے نماز سے کیا چاہیے لیکن بیان میں مرتبہ شرط کا
 پیچھے ہے شرط کے مرتبے سے سوائے اخیر کے ادا ہی کے واسطے شیعہ کے لفظ کو استعمال فرمایا اور
 اگر اس سے ایمان کو نہ کہو فرماتے تو یوں گمان ہوتا کہ ایمان حقیقۃً مالی کے ارکان میں داخل ہے
 اور واقع میں اس طور سے نہیں ہے اور بعضے علمائے کھاسے کہ اخیر وقوع میں مراد ہے کیونکہ
 کا ذکر کے عمل تو وقت میں رہتے ہیں اور اگر آخر میں ایمان لائے تو وہ سب اگلے اعمال برکت سے
 ایمان لاحق کے مقبول ہو جائیں اور ان پر ثواب پاتے ہیں چنانچہ حکم میں خرام جو بیتا حضرت
 خدیجہ رضی اللہ عنہ کا رہا تو حضرت علی علیہ السلام سے بعد ہلام کے سوال کیا یا رسول اللہ میں نے
 کفر کے حالت میں بیٹ نیک کام کئے ہیں فرمایا کہ تیرے ہلام نے سب کاموں کو نیک کر دیا اور
 مقبول ہو گئے پس معنی اس تقریر پر اس طور سے ہیں کہ اول جس شخص نے خیر و جود مذکور میں
 کیا اور بعد اسکے تو فیق ایمان کی ہی پائی تو سخت اوکھٹن گھاٹی سے گزر گیا اور خب قاعد عرب کے

اس آیت میں ایک مشکل ہے وہ یہ ہے کہ عرب کے کلام میں لغوی ماضی کی لاکے ساتھ نہیں آتی ہے مگر دعائیں چنانچہ دعائیں کا بارک اللہ فی سہیل یا مگر اس کے ساتھ چنانچہ فلا صدق و کلا صلی میں ہے اور اس آیت میں یعنی فلا فتح کم میں لغوی فعل ماضی کی لاکے ساتھ ہے دونوں نوع سے خارج ہے جواب یہ ہے کہ جو عقیقہ کسی چیز کو لاکے ساتھ بیان فرمایا تو اعتبار مسنون کے ماضی مکرر پیدا ہو گیا اور کلام میں زیادہ اعتبار معنی کا کرتے ہیں نہ لفظ کا اور اس کے ساتھ ہی قرآن خود حجت کافی ہے گواہ لاسے کی حاجت نہیں ہے و لکن یؤی بالحق اور یسین وصیت کرنے ہیں صبر کی کہ مجموعہ نیک خلقوں کا ہے اور کتاب اللہ میں تیر اور کئی آیتوں میں اس پر تاکید واقع ہے اور حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بھی اس کا حکم فرمایا ہے قاصبر کما صبروا لوالدین من الرسل اور اسی حکم سے صبر کی بزرگی کو معلوم کرنا چاہیے کہ قرآن میں اس کا ذکر نماز پر ہی مقدم رکھا ہے چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین امنوا استنبوا صبر و صلوة اور اپنی رفاقت کو ہی صبر والو کے ساتھ مخصوص کیا ہے کہ ان لد مع الصابرین اور کسی جانے یزین ہوا مع الصابرین اور مع الصابرین اور مع المتصدقین نہیں فرمایا اور یہی ہے کہ صبر عمل کے واسطے ایک لہجہ مقرر فرمایا ہے اور صبر کیونے بے حنا اجر کا وعدہ دیا ہے قال تعالیٰ انما یوقی الصابرین جہنم بغیر حساب اور دین کی پیشوائی کو ساتھ صبر کے متعلق رکھا ہے وجعلنا منہم ائمة یہدوان باونا لما صبروا اور بنی اسرائیل کو صبر کی برکت سے عزت دین و دنیا کی بخشی کی قوت کلمہ رکبانے ملے بنی اسرائیل با صبر وافر مایا عزیزی کلمہ اب حقیقت صبر کی معلوم کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو جائے کہ صبر کے صیت کرنا گویا سبجہ کی کمالوں کی وصیت کرنا ہے اور حقیقت صبر کی یہ ہے کہ آدمی اپنے دین پر طبع اور نفس کی کشاکشی کے وقت ثابت رہے اور بے پروا اور یہ استقلال ثابت کہی تو جہم سے ہوتا ہے اور وہ دو قسم ہے ایک تو عبادت شافقت نکال اور سستے نماز اور دل نہ چرانا اور تکلیف اور ایداکے آجاتے سے ہر اسانہو اور وضع دینی کو اپنے پیچھڑنا اور کہی ساتھ نفس کے ہوتا ہے پیل گرد و نون شہوتوں سے کہ شہوت بطن کی اور شہوت فرج کے ہے نفس اسکا نہ ٹھکا اور خلاف دین کے کوئی حرکت اور خواہش اس سے ہونی تو اچھو صفت کہتے ہیں اور مقابل اس کے نجات و نحو رہے اور اگر یہ نہیں کرنے میں مکر و بات اور طبیعت اور نفس کی ناخوشیوں پر تحمل اور استقلال کرے تو اسکو صبر متعلق کہتے ہیں اور خدا کی جزا اور بے باکی ہے اور مالدار می اور دولت مند کی حالت میں اپنے نفس کو حکم شرع کے ضبط میں اور تکبر اور خود پسندی کو دخل نہ دے اور بڑائی اور فخر نکری تو اسکو جوصلے کر وسعت کہتے ہیں اور اسکی ضد تنگی جوصلے کی ہے اور لڑائی میں بہانہ سے اور کسی سے اپنے کو بچاؤ تو اسکو شجاعت کہتے ہیں اور خدا کے نہیں ہے یعنی نامردی اور غصہ شجاعت وقت استقلال کرے تو اسکو علم کہتے ہیں اور خدا اسکی عیش ہے اور اگر سر انجام میں جہنم

بے پروا

نہایت ہی توفیق و کمال کی سیلہ و صلا کی کہتے ہیں اور ضد اس کی تکمیل ہے اور اگر مازداری اور
چربانی میں بیدار کئے بیجا ہونا جادوی تو اسکو کہتے ہیں اور ضد اس کی اہلہا ہے اور اگر نگاہ بہت
حق جیسے امانت اور قرض میں اعتیاد کری تو اسکو امانت کہتے ہیں اور ضد اس کی خیانت ہے اور اگر
لذت و تفریح دنیا کے رغبت کرے اور ضروریات پر اکتفا کرے تو اسکو زہاد و قناعت کہتے ہیں اور ضد اس کی سرفراہی
حاصل کلام کا یہ ہے کہ اکثر تعلق ایمان کے صبر میں داخل ہیں اس واسطے صحیح حدیث میں وارد ہے
کہ الصبر ایمان اور صبر حرام سے فرض ہے اور مکروہ سے واجب اور دین میں صبر سے بہتر کوئی
چیز نہیں ہے اس واسطے کہ بنا عبادت کے صبر پر ہے کیونکہ داخل ہونا عبادت میں لغزش کی مرضی کے
مخالف ہے اور تمام کرنا عبادت کا زیادہ تر لغزشی مخالف پڑتا ہے اگر صبر نہ ہو تو کوئی عبادت سر نہ انجام
ہو یعنی تمام کیونچے اس پر بھی ہے کہ دنیا بلا اور محنت کا گہر ہے اور جزو اور فخر روکنے والی ماعین ہے
اگر صبر نہ ہو تو دنیا کی محنتیں ہمیشہ آویسکو جزو اور فخر میں گرفتار رکھیں اور کہیں اسکو فخر غلبت عبادت کی واسطے
میسر نہ اور یہاں سے وجہ تقدیم صبر کی غائر پر واضح ہوگی اور صبر کے دسبے مختلف اور گوناگون ہیں
اوشع ہر رنگ سے مطلوب ہے پس جو صبر کہ مقابلہ میں لذتوں اور دنیا کے یہودہ کا نمونہ چاہے
وہ صبر کے ذیل اور القات احباب کو مانگے اور رعایت حق تعالیٰ کی منلوں گئے جو صبر کے ماعین
چاہے سوا سمین اول نیت کو بجا آنا ہے یا سے اور دوسری چیزوں سے کہ اخلاص کے منافی ہو
یہ اس عبادت کے اور کرنے کے محافطت فساد اور ابطال سے پھر محافظت اس کے ثواب کی ہے
منابع ہونے سے اور محافظت عبادت کی تسلسل سے اور وقوف اور شرطوں کی رعایت معدوم
ہونے سے اور صبر کہ گناہوں کے مقابلہ میں چاہے سو یہ ہے کہ ریاضت سے لغزش کو ان گناہوں کا
طرف رغبت کرنے سے روکے اور دعو کا قصد کرے اور دعو کہتے ہیں گناہ کے سبب اور ویلون سے
پر تہیز کرنے کو اور جو صبر کہ مصیبت میں ہوتا ہے وہ دو قسم ہے اس واسطے کہ مصیبت دو قسم کی
اول مصیبت کہ انتقام اور بدلہ لینا اسکا بندہ کی قدرت میں ہے تو اس قسم کی مصیبت پر
صبر یہ ہے کہ تحمل کرے اور اسکا بدلہ لانے نہ زبان سے ۔ ماہتہ اور اس مقدمہ میں سلف کے صاحب
کو کون نے ظالم پر بدعا کرنے سے ہی ہترہن کیا ہے اور اسکو موجب صبر کے نقصان کا جانا ہے
چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک چور کو کہنے اسباب چرا لیا
بدعا کرتے بہتین آخرت سے اللہ و حکم نے سزا فرمائی کہ کیا تو چاہتی ہے کہ اس چور کا عذاب
کہ ہو جائے اور جو یہ اور وبال اسکا خفیف ہو جائے اور تیرا اجر بھی کٹ جائے تو اسکو جو بدعا لگا کہ
وبال اسکا سخت اور جزیرا زیادہ ہو ڈوسے وہ مصیبت کہ تدارک اسکا بندہ کے ماہتہ میں
اور صبر اس قسم کی مصیبت پر وہ ہے کہ فریاد کرے اور شکایت عملاً تو لا و فعلاً نہ کرے اور یہ بھی
معلوم ہے کہ بالوں کے دھونین اکثر اوقات میں متوہ قلب سختی دل کے ساتھ صبر کے مشتبہ
موجباتی ہے کہ خلق اللہ کے مصیبت اور سختی میں بے تاب نہ ہوا اور خلق کرنا صبر کے خلاف ہے اور اس

خیال فاسد سے اقربا کے اور دوسرے مخلوق الہیہ کے مدد کرنے سے محروم رہتے ہیں سو حق تعالیٰ نے
 دفعہ کرنا کیواسی ہم کے مرحمت کی وصیت کو صبر کی وصیت کے ساتھ قریب کیا ہے تاکہ اشارہ ہو
 اس بات کی طرف کہ استقلال و ثبات رہنا اس جگہ پر محمود ہے کہ لاحق ہونا ضرر کا کسی بند کو خدا کے
 بند کو مکلف نہ ہو والا بموجب اس بیت کے ہے اگر تم کہنا بنیاد چاہت ہو مگر غامض و غیب
 گناہ سے ہم محمود ہیں ہے اور سیوا سے عرب کے بزرگ اپنی مثالوں میں کہہ گئے ہیں کہ صبر
 فی مصیبت تک خیر من جزعک و جزعک فی مصیبتہ یجک خیر من صبرک یعنی صبر کرنا تیرا اپنی مصیبت
 بہتر ہے جزع اور فرہ سے اور صبر کرنا اپنے بہائی کی مصیبت میں بہتر ہے صبر سے غم غمیزی
 ثم کان من الذین آمنوا وعطفت علیہن فی وکوا صواباً و عطف علیہن انما ذکر روح البیان

و غیرہ ۱۱ والذین کفرُوا یا بلذناھم ۱۲ صواب المسئۃ ۱۳
 علیہم ناکر صحت ۱۴ اور وہ لوگ جنہوں نے نماز ہمارے ایتوں کو وہ لوگ یا دین ہاتھ دے کر
 یعنی کافروں کو بائیں ہاتھ میں اوکھٹا کر انعام دیوں گے اور پرانی آگ دہلی ہوئی یعنی یہی
 دوزخ میں ڈال دیں گے وارزہ مند ہو گا جو وہاں کا دیوان باہر نکلے گا نہ مارے ہو جائے گی اندر

ترجمہ ۱۵ پس کفر کے ذکر سے سب عباد تو ان مالی کے مقابلہ میں معلوم ہو کر وہ سب
 خیرات جو کفر کے ساتھ ملے ہیں محض رایگان اور برباد ہیں فخر اور بڑائی کی جگہ نہیں ہے اور
 کافر جیسے کشمکش اور بد بخت میں سب سے متناقض کے دن حضرت آدم علیہ السلام کے پیغمبر
 پیدا ہوئے ہیں اور قیامت کے دن اعمال نامہ بائیں ہاتھوں میں پائیکے اور بائیں طرف کو عرض
 عظیم کے کہ دوزخ کی راہ چلین گئے پھر اگر شہد کو بائیں کی منگوئیں کہتے تو یہی درست ہے اور جو بقدر
 بیان فرمایا کہ کفر کو کسی عمل پر خیر نہیں ہے اب بیان فرمایا علیکم ۱۶ ناکر صحت ۱۷ اذہر
 سلسلہ ہو گئی ایک ال کہ سر پوش کی گئی ہے اور دروازے اسکے بند کر دیئے ہیں تاکہ اسکے کرسی سے
 گرم ہو جائے باہر نہ نکلے اور باہر کی کرسی سے نہ ٹکے ہو اندر خواہے لغو یا بد میں اہل النار

عزیزی ۱۸ علیہم خیر مقدم بقولہ ناکر صحت ۱۹ اسے مارا ہوا ہوا غلغلہ غلغلہ غلغلہ
 فلا یخرج منها نوح و لا یصل فیہا روح اید الابد فاصل التکریب موصدۃ الابواب فلما تکرک الاضافۃ
 عاد القونین الیہا علی ابنی صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورۃ الاقصم ہذا البلد علیہ اللہ تعالیٰ الامان

من غضبہ يوم القیامہ ۲۰ روح البیان و بیض کوئی واسلہ علم بالصواب
 سورۃ الشمس سورۃ ملی ہے امین پندرہ آیتیں اور چوٹوں کے اور دو سو چالیس
 حرف ہیں اور اس سورہ کا ربط سورہ الاحقہ کے ساتھ اس حدیث سے ہے کہ اقل سورہ میں
 یہی ہدایت خیر و شر کی راہ کی مذکور ہے جیسے و ھدیتہ ۲۱ التبحرین سبطہ اسع ۲۲
 نحو و تقویٰ کی الہام کا یعنی ملین ڈالے نیک بیان ہے اور اس سورہ میں صحابہ و صحابہ
 شامہ کا بیان ہے اور اس سورہ میں نفس کی پاک کر نیو الوسخا اور ذلیل کر نیو الوسخا بیان ہے اور

یہ دونوں مضمون ایک دوسرے کے قریب ہیں اور اس سورہ کا سورہ الشمس اس جہت نام لکھا
 سورہ سے عمدہ چیز جو اللہ کی راہ کی چلنے والی کو درکار ہی سو آفتاب نبوت کا نور ہے کہ اس نور کی
 سبب اس کی نگاہ ایسی روشن ہو جائے کہ نجات کی راہ اور ملائکت کی راہ میں تیسر کر لیتا ہے اور وہ
 اور دشمن کو پہچان لیتا ہے اور موافق اور مخالف میں فرق کرتا ہے اور نبوت کی آفتاب کو انور حبیب
 عالم میں کہاں مناسب اور مشابہت آفتاب ظاہر کی ساتھ ہے کہ عجب لغت میں سکون کتنی
 اور توفیق پس اہلہام کی یہ ہے کہ نفس انسانی دنیا میں کہ مزرعہ آخرت کا ہے مانند ایک کسان کے
 ہے کہ اس کی معرفت الہی کا بیج دیکر اور حباب اوس تخم کے بونیک کی قومی اور خصا میں غایت
 زمانہ کے اس مزرعہ میں پہچا ہے اور مزرعہ کو چہ چیزیت ضرور ہیں کہ بغیر اُن چیزوں کے عمل
 کا ممکن نہیں ہے اُن اُن سب میں سے آفتاب ہے کہ اس کی شعل سے زمین صلاحیت کہتی کہ
 قبول کرتی ہے اور زمین کی اندر گرمی پیدا ہوتی ہے اور اوس گرمی کی سبب تو نامیہ زور کرتی ہے
 اگر خوب نور کیجئے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب کہتی کے حقین ایسا ہے جیسے حرارت عزیز می
 حیوانوں کے حق میں کیونکہ جب بیج زمین میں ڈالتے ہیں تو خاک اور مٹی اور پانی میں ان ملکات
 حیات بناتے پیدا کرتے ہیں لیکن ان بیج کو اور غوث کر دینے کر نیکو ایک حرارت و کا ہے ہر اکرار
 حرارت کو ان کے عنصر سے لیوین تو تخم حلایا دے چار حکمت الہی نے چاہا کہ آفتاب کی حرارت کو
 اوپر مسلط فرما دین تاکہ شفقت الگ کی حاصل ہو اور نقصان اوہٹ جاوے اور یہ ہی ہے کہ
 بدلنا فضلو نفا اور انار بیہ اور خلیف کا آفتاب کی حرکت کے سبب ہے اور ان فضلو نفا اور
 بدلنا موسوم کا کہتی کے واسطے ضروریات سے ہے حاصل کلام یہ ہے کہ فائدہ آفتاب کی کہتو
 کے ابتدا سے انتہا تک علم فلاح والوں پر پوشیدہ نہیں ہیں دوسرا چاند کہ دانا پڑنیکے اوپر
 لگتے وقت اور اسکے اُپر لگنے کے وقت زمین کے پانی کی رطوبت کفایت نہیں کرتی پس ایک
 رطوبت اوپر کے ہی چاہیے تاکہ میوہ اور دانہ پر مغز اور پرا پیدا ہو میوہ اور دانہ لگنے کے وقت چاند
 کی تاثیر ضرور ہے چنانچہ یہ بات ہی فلاح کے علم والوں پر ظاہر ہے تیسرا دن کہ وقت تلاش اور جست
 کا اور مل جلانی کا اور پانی پیچنے کا اور دوسری مشکل کا مونک ہے چوتھے رات کہ اگر رات نہ
 آوے تو آدمی اور بیل آرام نہ پاوین اور جو انسان کو دنیا کے کہت میں کسان بنا کر پہچا ہے تو
 اسکو ہی یہ چہ چیزیں لازم ہیں ایک تو آفتاب کہ اس کی کام آویس او سکے زبانی کہنے کے دل کا
 آفتاب ہے کہ اسکے شعاعیں دور اور نتر دیک سے پہنچتی ہیں اور چاند کہ اسکے کام آوے وہ نور
 ولایت ہے اپنے صاحب طریقے کا اور جبط حصے کہ ماہتاب ظاہری خلیفہ آفتاب ظاہر کیا ہے
 اسبط حصے نور ولایت کا قائم مقام نور نبوت کے ہے بلکہ حقیقت میں وہی نور ہے کہ اسنے دور
 کیفیت پیدا کی ہے اور اگر فرق در میان دونوں فرقوں کے کیونکہ ستارہ عجب ہو تو نیلے کہ نور نبوت کا
 دلا ہوا اور سیاست سے ہے اسکو اسکے انبیا اپنی امت پر ایسا حکم کہتے ہیں جیسے ابنا

اپنی رعیت پر اور احاطت ان کی اُن سب لوگوں پر کل طرف پہنچی گئی ہیں واجبہ فرض ہے ہمارے
مخالفت کرنا اور اُن سے سبب جانی دنیا اور آخر نکات ہے اور معجزوں قاہرہ کا دکھنا اور چاہے زانیان
یا سانی اور غیر لازم اور وجہ اور ولایت کا نور ظاہر ہے جمال اور تالیف قلوب اور کشش قلوب
اسی واسطے یہ چیزیں وہاں یعنی نبوت میں ضروری ہیں اور کیا اچھا کہا ہے کسی عورت سے
باوہ مسئلہ گون کر داور غور شدہ در کائنات ماہ چون شمشیر شود اور ایک فرق یہ ہیں کہ ایک
نور ان میں اصل ہے اور دوسرا عکس اس کا جیسے نور آفتاب کا کہ اس کی ذات کو لازم ہے اور
چاند کا نور کہ اس کے عکس کی کے سبب سے اور آفتاب کی روشنی تبدیل
کرنے سے ہے اسی واسطے مقابلہ اور نزدیکی اور تریج کے اعتبار مختلفہ اور مثلاً اور جیسے
اسی طرح سے جو تھکا نور اصل ہے اور ولایت کا نور عکس اس کا اور اس کی واسطے بجائی دینے کا
کا وقت ہے کہ ساکب طریقت کو اور آخرت کے گہنہ کر نیوالیکو وہی زمانہ حصول مطلق کو نور
اور نور ولایت کو اسی ریاضت کی قوت میں سعی اور کوشش اور رنج اور محنت سے اپنے کام میں
لگتا ہے یعنی اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور بجائے رات کے زمانہ پیدائش اور راحت
ہے اور نفس کے احتیاج میں مشغول ہو بیگا اور اہل اور عیال اور تمام مخلوق کے حق اور اگر بیگانہ
ہے کہ اس کی حقیقت رات کی مانند ہے اور اگر یہ رات اس کی واسطے ہوتی تو ہنگامی نور نبوت
اور ولایت کی اس کے دل پر قرار پکڑے دنیا کے کاموں سے اس کو بیکار کر دیتی اور انسانیت کے
مرتبہ سے نکلا کر کہاں پہنچ جاتا لیکن ﴿اللہ الرحمن الرحیم﴾
﴿التکوین﴾ حکم ہما تم ہے شجر کی اور اس کی محبوب کی ۵ شجر جہاں ۵ تم کہاں ہو
آفتاب کی کہ اپنے زمانے کے پیغمبر کے دل کے مانند ہے ۵ عزیزی ۵ والفقیر
۵ اذ انکسہا ۵ اور تم چاند کی جب پیچھے لگا چلا آوے سوچ کی جیسے اول کی تاریخ میں
۵ شجر جہاں ۵ اور تم کہاں ہو نہیں چاند کی کوثر طریقہ والے اور استاد تعلیم کرنے والے
کی مانند ہے اور پیغمبر کے غلیفہ کو تمام مقام ہے بعد پیغمبر کے یعنی مرے یادور ہونے پہلے کے اور
اس شرط کو یعنی پیروی کو اس واسطے لائے ہیں کہ مرشد کے حرمت مشروط ہے نور نبوت کی پیروی
پر اور کمال پر وہی سبب سے کہ غدا فت کا منصب نصیب ہوا اور امتیاز کا پروردگار آفتاب
کئی وجہوں سے ہے اول ہتھادی میں اور دوسرے اس کی پیروی غروب میں کرنا اور یہ
اول حبیب میں ہوتی ہے تیسرے علوم میں اس کے پیروی کرنا اور یہ پیچھے حبیب میں ہوتی ہے
چوتھ جہت یعنی جسم کی ہرگز میں بموجب ظاہر جتنے کہ کوئی تارا آفتاب سے حبیب برابر ہی ہوتا ہے
کر سکتا سو امتیاز کے گریہ العباد اور اجرام کی دلیلوں کے موافق اور ہرگز اور ہر بار دوسرے
اور اس واسطے سے بدنام ہر حبیب کے شکوہ نکلا اور دنیا کی مصلحتیں ہر مصلحت و فو کی حرکتوں پر مشغول
ہیں ۵ عزیزی ۵ والفقیر اذ انکسہا ۵ اور تم ہے دن کی جب

روشن کر دیا وہی جہان کو اور اندھیرے کو دور کرے ﴿ترجمہ﴾ اور اس جگہ اکثر تفسیر واسطے
 شبہ لاتے ہیں کہ روشن کرنا دن کو آفتاب کا کام ہے نہ یہ کہ دن آفتاب کو روشن کرتا ہے ایسی الٹی
 عبارت بیان کن اسطے لائے ہیں میان تک کہ بعض مفسرین نے اس شبہ کو قومی جائز
 ضمیر کو آفتاب کی طرف سے پیر کر زمین اور دنیا کی طرف عالم کہا ہے اگر اضماع قبل الذکر لازم نہ آوے
 ایک قرینہ جو مرجع پر دلالت کرے ذکر کر کے اس الزام سے اپنا بچاؤ کیا ہے اور حق بات یہ ہے کہ کس
 ضمیر و مکی جملائی لازم آتی ہے اور ضمیر و مکی تفریق خوب نہیں اس واسطے کہ ضمیر اور تلمیہا میں ملاشبہ
 ضمیر آفتاب کی طرف راجع ہے اور باوجود ذکر مرجع کے مرجع کو مقدم نہیں لانا اچھا نہیں لیکن اس بزرگ کی
 وجہ کو ظاہر میں اکثر معلوم ہوتی ہے سن لیا جائے کہ عادت و ہم کی یہ ہے کہ جو کسی چیز کو ایک
 مقرر وقت میں کسی بار دیکھتا ہے تو اس وقت لئے کو سب اس چیز کا جانتا ہے اور عقیدے قاعدے
 موافق یہی ہے کہ دو دائرہ کھیل موثر کے وجود کے بچا پنچہ بحث میں بران آئی کے متصر
 اور جودن کا وقت دو نو وجہوں عقلی اور وحشی سے آفتاب کو روشن کرتا ہے یعنی جبے ہوئے
 تبھی آفتاب روشن ہوتا ہے نہ نسبت اسکی طرف کی گئی اور اس مجاز کو کہ اس جاسے پر استعمال
 کیا ہے سو مثل کم کی حقیقت کے لحاظ سے کہ وقت راضحت کا ہے اور موجب روشن ہونے نور
 نبوت کا تو استعمال سے حقیقت کی بہتر ہو اور یہی تہمال ہے کہ معنی اذاجہا کے یہ ہوں کہ اس
 روزا بر و بار صاعل ہو اس صورت میں روشنی کی نسبت دن کی طرف بے تکلف درست ہو جاتی ہے
 ﴿عزیزی و روح البیان و غیرہ﴾ والکلیل اذا غشمتھا و غیرہ
 رات کی جب جہان کی روشنی ڈھانک لے ﴿ترجمہ﴾ ف اور حدیث صحیح میں وارد ہے
 کہ حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک روز مجلس مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اوٹھ کر اپنے گھر کو تشریف لیا جاتے تھے کہ ناگاہ ایک شخص صحابہ کرام سے کہ اوٹھا نام خطبہ تیار ہے ملین
 لے اور پکار کر بولے کہ خطبہ مسافق ہو گیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا حال
 کہنے کے کہ جو وقت حضور پیر نور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوتا ہوں تو مجھ کو غیظ عالم
 ایسا شگفتہ ہو جاتا ہے کہ گویا ان اکھبوں سے دیکھتا ہوں اور جب اس مجلس مقدس سے اٹھ کر
 گھر آتا ہوں اور جو رو بچوں کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہوں تو وہ کیفیت باقی نہیں رہتی حضرت ابو بکر
 صدیق نے فرمایا کہ سب کا یہی حال ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جا کر عرض کر
 دو تو ان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے پھر خطبہ لے کر حضور سے پکار کر کہنا کہ
 خطبہ مسافق ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ماجر ہے انہوں نے سارا احوال اپنا
 عرض کیا فرمایا کہ اگر تمکو ہمیشہ یہی حالت رہے کہ میری حضور میں یا ذکر اللہ کی مجلس میں ہوں
 تو ہرگز تم لوگ اپنے عورتوں نے خط نہ اٹھاؤ اور لغزے مارتے ہوے اور فریاد کرتے ہوے جھنگلون
 چلی جاؤ اور فرشتے سے مصافحہ کریں لیکن حالت کسی ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ ایک اعلیٰ امتیاز ہے کہ

[illegible]

دوبا

خدا ہوا جسے داعی اور ارادے سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سرشت کو اپنے دست قدرت میں رکھا ہے اور کسی دوسرے کو بغیر ارادے اور مشیروں اور مصاحبوں کو نہیں سونپا ہاں یہ چیزیں مدد کار اور سبب نیک اور بد داعیہ کے فیضان کے عالم غیب سے ہوتے ہیں اور اسی سبب سے محل عقاب اور ملامت ہوتی ہیں اور حدیث میں وارد ہے کہ ان قلوب بنے آدم بنے جنتین من جہا لہما علیہما یقربہما کیف یشاء یعنی بنی آدم کے دل دو انگلیوں میں ہیں اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے ہر اتارے ان دو کو جو طرف چاہتا ہے اور اگر اس جاے پر کسی کے دل میں شبہ گزرے کہ جب دلیمن انسان کے دلنا بدی اور نیکی کا وسیعہ کا اور جانب سے ہوتے تو پس جبر لازم آیا اور بے اختیار ہی ثابت ہوئی اور خدا جزا دینے کا اور نصیحت کر نیکی اور خوف اور عبرت دلا نیکیا سب برباد ہو گیا اور پہنچنا پیغمبر کا اور مالک کا کتاب بخوانا اور قائم کرنا قیامت اور خسرو و نشر اور سوال اور جواب اور حساب اور کتاب کا سب بقاء ہوا اور بیکار ہو گیا جواب اسکا یہ ہے کہ جبر اوس صورت میں لازم آتا ہے کہ ارادہ اور اختیار درمیان میں ہونہ جب یہ بات ثابت ہوئی کہ جو کچھ کہہ کرانی ہیں سو اس شخص کا ارادہ اور اختیار سے کہتے ہیں پہر جبر کو لازم آویگا اور ہر شخص اپنے نیک اور بد کا منو کو اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے اور کچھ اختیار ہی اور جمادات کی میں جیسے پانی کا بہنا اور پتھر کا پڑنا انسان میں فرق ظاہر ہے پس حق اوسکو کہتے ہیں نہ کہ جو جزا دینے کی واسطے اور سوائے اسکے جو ایسا اور ہے اوسکے واسطے وجود اختیار کا کافی ہے یہ کہ اختیار ہی اپنے ماتہ میں اور جو بندے کی ذات نے قہم اور جو دوسری جگہ سے پیدا کیا تو اختیار اسکا ہو گا اپنے ذات سے ہو گا کہ مرتبہ صفت کا موصوف سے آتی ہے اور جو کہ سننے کے حقیقت یہ ہے کہ اوسکو جو حق تھا ملنے تین تو تین غنایت کی ہیں ایک قوت عقلی ہے جسکے سبب سے نیک اور بد کو دریافت کرتا ہے اور دوسری قوت شہوی یعنی خواہش کی ہے جسکے سبب سے چیزوں کی طرف خواہش کرتا ہے اور اپنے لذت کو حاصل کرتا ہے اور تیسری قوت غصہ کی کہ اوسکے سبب سے اپنے مخالف کو دفع اور دور کرتا ہے سو آدمی کے جب یہ دونوں قوتیں یعنی شہوی اور غصہ کی اسکے عقلی قوت کی تابعدار ہو جائیں اور بے اوسکی صلاح کے کوئی کام نہ کریں جس چیز کو حکم کرے وہ ہی کام کریں اور جس سے منع کرے اوسے دور رہیں اور جسے کہے کہ اونیو تو اطرہ بیہوش اور جسکو منع کرے اوسکو روک دین اور وہ شخص اپنی قوت عقلیہ کو شریعت کے نور سے روشن کرے اور انبیا کے طریقے پر چلا دے اور نیک نیک اور بد کو بد پہچان کرے اور ان قوتوں کو کام میں لا دی تو مرتبہ قوتوں کا حاصل ہوتا ہے اور اگر خدا خواہستہ قوت عقلیہ اسکے نور سے مشور ہوئی اور نیک کو بد اور بد کو نیک جانایا باوجود مشور ہوئی کے شریعت کے نور سے حکم تو یہ عقلیہ کا ان دونوں قوتوں پر جاری ہوا اور یہ دونوں قوتیں اوسکی کہنے پر چلیں بلکہ اس قوت عقلیہ کو ہی اپنا تابعدار کر لیا اور حریف خواہش کی اور جسے جاننا کہ یہ اسوقت مرتبہ نور کا حاصل ہوتا ہے پس حقیقت فجور کی غالب ہو جانا قوت شہوی اور غصہ

اپنے سے یعنی اپنی شہوت اور غضب کی خواہشوں کو شرع اور عقل کی حکمتوں پر غالب اور عالم کیا اور یہ غلبہ انکار اور تکذیب کا سبب ہو گیا ان کے حقیقین اور نفوس کے لفظ میں ایک اشکال ہے کہ اس واسطے کہ یہ غلبا نے مشتق ہے تو موافق قاعدہ کے چاہیے تھا کہ غلبا ہوتا یہ کو واسطے کہ اس واسطے کہ کیا سو مرتب علمائے اس اشکال کے جواب میں یوں لکھا ہے کہ غلبی کہی اسم ہوتا ہے اور کہی صفت تو واسطے فرق کے درمیان اسم اور صفت کے اسم میں یا کو واسطے بدل کرتے ہیں اور صفت میں اپنی اصل پر رہنے دیتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ امر اے صديا وخریا یعنی ایک صفت پیاسی اور رسوا قولہ تعالیٰ لکھا ہو ہے مناف دار و لایق یہ مضمون قولہ تعالیٰ وَتَشْكُرُ حَاكِبٌ مِنْ دَسْتِهِمَا ۝ رُوحُ الْبَيَانِ ۝ اِذْ اُنْبِغَتْ اَسْتَقْلَاهَا جَوَتْ کہ اوٹھا اسکے مارنے کو بڑا بد بخت اوس قوم کا یعنی قذرا بن سالف الاشقا من الاشقياء فان الغل اہتفیل اذ انصیف یعلم بلوا حیزو المتعدد والمذکر والمؤنث ویدل علی الاول قولہ تعالیٰ فی سورہ فاطر فاودا صاحبہ من متعالی فخر فائیدل علی ان الباشرو احدہم مین وفضل نفا و ہم علی من علمہم مباشرتہم العصر ثم اشترک الفصل فی الرضی بہ ۝ رُوحُ الْبَيَانِ ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا فَتَنَ اللّٰهُ وَتَسْتَفِيْلُهَا یعنی پھر کہا قوم شود کہو بھیجے ہوئے خدا کے نے یعنی صالح علیہ السلام نے کہ اوٹنی کو خدا کی مت ستاؤ اور اسکے پانی پینے کے دن باری کو وعدہ خلافی نہ کرو فلکذا یو کہ پھر چیلایا اوس قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو فَعَقَرُوْهُا ۝ پھر کائی اوشنی کی کو بخین ہر چند کہ کو بخین کاٹنے والا وہی قذرا بن سالف تھا اور اسکے آہوں یار جو اسکے مدد کا بہت لیکن جو بہ شہر والوں کی مرضی کے موافق یہ کام تھا اور سب اسکے خون جو بھئی تھی گویا سب عین شریک تھے ایسی گروہ میں سے ایک شخص کا کام ہو سکتے ہو اوصلاح ہو جاتا ہے تو شب کو وہ کی طرف نسبت کرتے ہیں بوجہ مضمون اس شعر کے ۝ جو از تو سے کی پیدا نشی کردم نہ کہ را منزلت مانتہ مدرا ۝ عَرَبِيٌّ فِي الْحَدِيثِ ۝ قال علیہ السلام لعلی یا علی اندری من شوق الاولین قال المدد و رسولہم قال عاقر الناقة قال تدرک من شقی الآخرین قال المدد و رسولہم قال قالک ۝ رُوحُ نَفْسِیْنِ اور شود نام ہے ایک شخص کا حضرت نوم علیہم السلام کے اولاد سے یعنی نوم بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہم السلام کو چوتھی پشت میں حضرت نوم علیہم السلام سے ملتا ہے سواس شخص کی اولاد بعد ملاک ہوئے قوم عاک کے عرب کے ملک بنین ہیں گئی تھی اور اون ملکوں کی ناک ہو گئی تھی اور جبل وطن اوکلا شام اور حجاز کے درمیان میں تھا اور لوگوں کی شہر وغینہ بھی جو شہر شام کے قریب تھا نام اوسکا چیچ تھا اور جو شہر حجاز سے ملا ہوا تھا نام اوسکا وادی القری تھا اولاد دونوں کے درمیان میں یک ہزار سات ہشتاد و نو ملک صرف میں تھیں اور ہر پستی میں سنگین عارثین بنا تھی اور کہتی کرتے تھے اور کو بن اور الماب کہوتے تھے لیکن اوس میں میں پانی کم تھا اور پتھر کے سبب کھنواں

بالای سواری سے کہو داجا ماتھا اور اکثر مال و نکاحات کے بنانے میں و باجنوں کے لگاتے میں اور پھر
تراش کے مکان بنانے میں خج ہو تا تھا یہاں تک کہ ٹہری بڑے سنگ تراش کار کیگہ ہاٹوں پر
عمارتیں منقش تراش تے تھے آخر کو ہوتے ہوتے پتھروں کی صورتیں عجیب غریب تراش کے اذکو
پو جانشروع کیا اور پھر ہم دین را بھ ہوئی یہاں تک کہ بستی پرستی اور دین بالکل پہل گئی اور پھر
سے بالکل غافل ہو گئے تب بعد ازل شانے حضرت صالح بن عبد علیہم السلام کو کہ صورت اور شکل
میں سے پتھر اور حسب اور نسب میں سب کے علاوہ مرتبہ رسالت کا غایت فرما کے وحی نازل فرما کر
کہا میں تو کو بھیجا کہ بتوں کی عبادت سے باز کہو اور عبادت رب لارباب کی طرف اذکیں غت دلاؤ
حضرت صالح علیہم السلام نے بموجب حکم الہی کی تبلیغ حکام اپنی قوم کو کرنا شروع کیا اور قوم نے انکار پھر
بھرا کر کیا اور حضرت صالح علیہم السلام سے معجزہ طلب کیا اپنے فرمایا کہ اگر میں بموجب مہاری خواہش
معجزہ عمو دکھلاؤں اور پھر پتھریں میرا کھا نہانا اور احیان نہ لانے تو تم سب عذاب الہی میں گرفتار
اوں لوگوں نے ہنات کھالیں نہ کیا اور کھا کہ ہم فلاں مارے شہر کے باہر جا بن اور بتوں
کو پوشاک اور زیور سے آراستہ کر کے باہر نکل تے ہیں اور حاجتیں تمام سال کے اوں بتوں سے اوسدن
مانگتے ہیں اور وہی حکم دی تے ہیں تو ہی اوسدن ہمارا ساتھ چل اور اپنے مذہب اپنا مطلب کے
دیکھیں تو تیرا خدا کیا دیتا ہے حضرت صالح علیہ السلام نے اسکو قبول کیا اور اوسدن جب کا ہو
ہوا تھا سب کے ساتھ باہر نکلا اور تھوڑے سے لوگ جو اونپر ایمان لاتے دی ہیں اکنے ساتھ ہو
اور جب میدان گاہ کو پہنچے دیکھا کہ بتوں کو نہایت عزت سے آراستہ کر کے اپنے سامنے تختہ پر بٹایا
اور نہایت ادب سے سب قوم اوں کے سامنے کہتی ہوئی اپنی اپنی حاجتیں مانگتے ہیں حضرت
صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے بتوں سے کوئی چیز انوکھی مانگو تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ یہاں
بت کیسی قدرت کہتے ہیں اوں لوگوں نے کھا اچھا پھر بتوں سے ایک چیز انوکھی مانگنا شروع
کیا اور مال اور فریاد اور عاجزی اور چالہوسی صدے زیادہ کی لیکن اوائے محنت بیفائدہ کے
کچھ بھی حاصل نہوا آخر کو عاجز ہو کر بیٹھ رہے تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے
کہو میں اپنی اپنے اوس مالک الملک اور قادر علی الاطلاق کے سامنے ماہر پہلا کر مانگوں اور کو
قدرت کو بھی دیکھو کہ کیا اپنے بندے خاص کی فریاد کی کو پہنچتا ہے اور جو مانگو سو دیتا
جندہ میں عمر کو اوں کے سرداروں میں پڑا سردار تھا دوسروں سے کہا کہ اں سے ایسی چیز طلب کیلا
چاہیے کہ عقل کے نزدیک محال ہو اور اں کا نام نہ لیا کہ اور سب بتوں کی بھی عزت و آبرو مانی تھا
والا ہم ذلیل ہو جاؤنگے اور بتے کھا کہ تو ہمارا سردار ہے اور عقل و روانی میں یہی سب سے زیادہ
ہو شیار ہے تو کوئی چیز تو تیر کر کہ یہ عاجز ہو جاؤں اور لانا سکین تب جندہ نے حضرت صالح
علیہ السلام سے کھا کہ اس پہاڑ کی پشت سے کہ عید گاہ کے سامنے ہے اور پتھروں کی عرف میں
کا بت کہتے تھے کیا اونہی ہمارے واسطے نکلے کہ اوسکی پیشانی سیاہ ہو اور سارا بدن اوسکا

سید اور بال اوسکے بڑے ہون اور نرم و روانے دس مہینے کا عمل بھی ہوا اور ڈیل اوسکا بہت چھوٹا ہو کہ کچھ کھانسی کی بنا پر معلوم ہوئے اور اس پہر سے نکلنے کے بعد ہمارے سامنے بچہ چھوڑا اور وہ بچہ بھی اوسکی مانند ہو نکل اور رنگ اور ڈیل میں حضرت صاحب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں اسی طرح کی اونٹنی اس پہر سے نکالوں تو تم ایمان لاؤ گے اور حق تعالیٰ دین و حکم کے فرمانبردار بنے اقرار کیا کہ اگر نہ امر ظہور میں آویگا تو ہم سب ایمان لاؤ گے حضرت صاحب علیہ السلام نے اس بات کو عہد اور پیمان اون سے مضبوط کیا پہلے لوگوں کو جو اون پر ایمان لائے تھے ساتھ لیکر اوس پہر کے نزدیک تشریف لیکئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور خباب الہی میں دعا کی اور ان مسلمانوں کو کھانا کھاتے ہوئے میرے پیچھے کھڑے ہو کر امین کہو اور اس قوم ٹھوڑے سے سزا سے نفع و نفع کے گرد گرد کی گئی کہ میرے کھڑے ہوئی اور تماشا دیکھنے لگے کہ کیا ہوتا ہے کہ کیا یک قدرت سے اور قیادت و توانا کی اس پھاؤ کو کہ پست سے آواز جانور کی چلانے کی آنے لگی جسطرح جانور جنے کے وقت آواز کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پستہ پٹھا اور ایک اونٹنی جیسی اونٹ کے طلب کی تھی وہی سی بے نظمی اور کج خلقی میں چلنے لگی اب بعد ایک ساعت کے اوسکے ہی دروازہ شروع ہوا اور وہ بھی ایک بچہ جنی پلٹے برابر قد و قامت اور سموت و شکل میں اس جیسے کو دیکھ کر لوگ ایک آواز کر اٹھے اور سب سہابت کے قائل ہوئے کہ حضرت صالح کا معبود بڑی قدرت رکھتا ہے اس پر ایمان لا یا جائیے اور چند بن عمر و جہ ہزار آدمیوں کے ایمان لایا اور حضرت صالح علیہ السلام کے قدموں پر گر پڑا اور پہلے تفسیر دین نامہ و شرمندہ ہوا اور اسکے بخشش طلب کیا اور دوسرے وار اپنے نفس کی شامت سے اسی انکسار قائم رہے اور اپنے تابعداروں کو بھی یہ کانا اور بھر کانا شروع کیا کہ ایسے جاوید پر فریفتہ مت ہوا اور اپنے دین و مذہب کو مت چھوڑو کہ یہ وقت آزمائش و امتحان کا ہے دے دو بخت اپنے طریقوں بھر جانے سے کہہ کر کھلے کہنے لگے اور حضرت صالح علیہ السلام کو جاوید قرار دیکر پھر گئے تب حضرت صاحب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمہارے خلاف عہد کے کیا اور مجھ پر ایمان نہ لائے اب تمہارے بچاؤ صحت عذاب الہی ہے کہ اس اونٹنے اور اسکے بچے کو نہایت تعظیم سے اپنے ملک میں رکھو اور کسی طرح سے اسکو رنجش مت دو اور بڑی طرح سے ست چھیڑو کہ تمہاری امان اور بچاؤ کے سبب ہے اور جب تک یہ اونٹنی اور اسکا بچہ تم میں رہے گا عذاب الہی تم پر نہ آویگا اور کسی طرح سے تمہارے برائی پہنچانی تو عذاب الہی میں گرفتار ہو گے آج اس جگہ پر جانایا ہے کہ اس معجزہ کی خاص بات اس قوم کے واسطے یہ ہے کہ انکی بہتر تر شے اور تصویر بنانی میں بڑا دخل تھا اور اس کام میں بڑی بڑی باکیاں اور کاریگر مایان کرتے تھے تو اس معجزہ کے خاص کرنے میں اس گروہ کو کھٹے اشارہ سہابت کی طرف ہے کہ ہر چند کہ تم لوگ پہر کی تصویریں عجیب اور غریب بناتے ہو لیکن جان بہنیں ڈال سکتے اور ہم پہر سے ایک جاندار جانور کہ اس ملک کے جانور دھنسنے بڑا ہو نکل سکتے ہیں کا فران ازب و بچان چہ تو قہ و دارندہ ہاں آں بت پرستید کہ جانے دار و بے اور اس

اشارہ بات کی طرف ہے ہو اگر حق تعالیٰ کی ہدایت پہنچ کر دلوں کو نرم کر سکتی ہے اور اسے روح
وصف ظاہر کر سکتی ہے اب آئے ہم باقی رہے قصص کے بیان پر کہ اوٹنی قد اور قامت اور
ذیل اور ٹول میں بہت بڑی تھی چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہ بڑے جلیل القدر
صحابی عین سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نمود کے شہر میں جبکہ حجر نام ہے کیا تھا اس
اور مہنسی کے بیٹے کی جگہ کہ مشہور ہے اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں اپنے ہاتھ سے میٹھے
تاپی تھی تو تیار کرو اور اسکا ہوتا تھا اور اس اونہنی کی خاصیت یہ تھی کہ سب جانور اہلی
اور جنگلی اسکے دیکھنے سے خوف کھا کر ہٹا گئی تھے اور جس جنگل میں وہ چرتی تھی کوئی
دوسرا جانور قدم نہیں رکھ سکتا تھا اور جس کتوے اور تالاب اور ندی پر وہ پانی پیتی کو جانور
تھی تو سب پانی اور سکا پی لیتی تھی اور جس چراگاہ میں وہ چرتی تھی اوسین گھاس کا نام
ہنیں رہتا تھا اور شام کی وقت جو شہر میں آتی تھی سب شہر والے اپنے اپنے برتن لا کر اسکے دوڑ
بہرے تھے اور تمام شہر والوں کو اسکا دودھ کھایت ہوتا تھا جب ایک مدت اسی طرح سے گزری
تو مواسی اور جانور والے اسکے پلنے اور پھلنے سے عاجز ہوئے اور حضرت صالح علیہ السلام
فریاد کی اپنے مصائب کے طور پر ایسا مقرر کر دیا کہ ایک روز تم سب اپنے جانور چرایا کرو اور ندی
اور مہنسی کو ہم گھر میں اپنے بند کہیں گے اور دوسرے روز ہم اس اونہنی کو چھوڑ دینگے تم
اپنے جانور دلوں کو بند رکھو اس قول کے اقرار پر ایک مدت تک گزران کرتے رہے لیکن اکثر
شہر والوں پر جو جانور دہنی پر ویش کا ذوق شوق رکھتے تھے یہ تقسیم ہی کران گزری
اور اپنے دلوں میں کہتے تھے کہ کس جیلہ اور تدبیر سے اس اونہنی کو بیان سے دور کیا جائے
ہمارے جانور اپنی طرح سے دانہ اور پانی کہا یا پیا کرین لیکن عہد ٹوٹ گیا اور قول اور اقرار
کے خلاف ہونے سے خوف کھاتے تھے اس درمیان میں ایک نوجوان اوس قوم کا کہ نہایت
شورہ پشت اور دہنی تھا اور اسکا نام تہار بن سالت تھا کو تہار بن پارشان نام باپ کو ازار
دینے والا زبان دراز ہاتھ پٹ پیدا ہوا اور ایک عورت فاحشہ پر عاشق ہوا اور نام اس
عورت کا غیر وہ تھا جو عورتی اور خوش اسلوبی اور لطیفہ گوئی اور نزاکت طبع میں دمان شہور تھی
اور اس فاحشہ کے گھر میں آہہ شخص نے جو اسکے ہم مشرب اور ہم وضع تھی اور ان میں سے
ایک شخص کا نام مصدوع بن داہر تھا کہ اسکے چچا کا بیٹا تھا جا کر آتا تھا اور اسے حفظ فغانہ چل
کر کے دو دو ہانکے دے دیا ہے کھایا کرتا تھا اور اسکے باپ اور ہمیشہ شرب خوار ہی کر کے اسکے گھر
کی کوڑیوں اور بانڈیوں کو منہ کالا کرتے تھے ایک روز اس جوان نے یعنی قذایہ کو اپنے
اوس فاحشہ سے کہا کہ کب تک یہ ہشتانی چوری چہی کی رہیگی کہل کے مجھے نجات کیوں
نہیں کر لیتی ہے کہ عمر بھر خوشی اور مہنسی سے گزران کریں اوس وجہ نے کھا کہ اگر سب باتکا
تجھ کو خیال ہے تو ایک فرمایش میری ہے اگر اسکو تو بجا لاوے تو میں مدد مل اور سب بات

اور نوذیونے تیری تابعدار ہو کر رہن اور وہ کام یہ ہے کہ اس اونٹنی کو کہ جسے جنگلو اور تمام شہر کو ایک
بلال اور سب مین ڈال کر کہا ہے اور تمام جانورانی بن کر ان کو ہو کہ اور پیاس کے عذاب میں گرفتار
کر رکھا ہے کسی طرح مار ڈال اور اسکی کوٹھن کاٹ کہ ہم اس بلا سے نجات پاویں اور تجھ کے جانور
ہیت تھے اس باعث سے اور وہی نسبت زیادہ اس اونٹنی سے دشمنی تھی غرض کہ قذرا ناجاکر
اس اونٹنی خسیں کام کے لئے ایسے بڑے گناہ کے کرنے کا قرار کیا اور اس اونٹنی پر کئی
تدبیریں پڑا اور اپنے یاروں اور شاگردوں کو بھی اس کام میں اپنا فریق کیا اور ایک روز ایک تنگ
گلی میں جو اس اونٹنی کے آمد و رفت کی جگہ تھا وہاں سبکی راہ روک کر کہات میں بیٹھا اور اپنے
یاروں کو بھی اس کو پھینکنا کہتے تھے بیٹھا بیٹھا جو وقت وہ اونٹنی چڑھا گیا وہ پھری اور اس کو پھینک
پہنچی تو پہلے صدمہ ہونے لگا اور اسکی پیشانی پر بار بار اور دوسرے ساتون تھن تلوارین کینچ کے غل
جھانٹے ہوئے اونٹنی تک پہنچے لیکن وہ اونٹنی باوجود دشمنی ہونے کے کسی کو اپنے پاس نہیں
لئے دیتی تھی اور حیرت فہم کرتی تھی سیکو بیکار تھی آخر کو قذرا ناجاکر لئے اوٹھے بیچنے
پونچکر ایک تو اور اسکی کو پھینک کر ماری کو پھینکے کٹ تھے ہی وہ اونٹنی زمین پر گر گئی اور گرتے ہوئے
سب اوٹھے یاروں سے پیچھے اور تانہ و تشدد کے پرزے پرزے کر ڈالے اس بالکو شکر شہر پر
سب شش پہلے اور اوٹھے گوشت کو تقیر کر کے سب شہر والے اپنے اپنے گھر کو لئے گئے اور سکا بچہ جو
پیچھے سے آیا اور اپنی مٹکا یہ حال دیکھا تو وہاں شے بھاگ کر اسی چار کے پشت سے جا کر بڑا
موجا ہو گیا خیر حضرت صالح علیہ السلام کو پہنچی تو افسوس کرتے ہوئے باہر نکلے اور شہر کے لوگوں
فرمایا کہ شے اچھی بات کہی بلکہ خدا کے عذاب کو قصہ کر کے اپنے واسطے منگوایا اور ابھی ایک
بچاؤ کی صورت ہے کہ میرے ساتھ آؤ اور اس کے بچے کو اپنے شہر میں لاؤ تاکہ اسکے سبکے
حق تھالے کے عذاب سے بچ جاؤ قذرا ناجاکر دوسرے کافروں نے اس بات کو پسندنا اور بالکل
کچھ حقیقت جاننا نہ تو حضرت صالح علیہ السلام سب مسلمانوں کے ساتھ اس بچے کے لئے کوہ
جبل کی طرح گئے جو میں بچے نے حضرت صالح علیہ السلام کو دیکھا تین آواز کی اور پتہ ہار کا پتہ
اور وہ بچہ اسکے اندر گھس گیا تب حضرت صالح علیہ السلام اس حال کو دیکھ کر افسوس کرتے ہوئے
پہلے اور شہر والوں سے کھاتے اپنی حرا بی اپنے ہاتھ لے کر اور اس بچے کی تین مرتبہ
آواز کر مکی تعمیر یہ ہے کہ تمکو تین دن کی جہالت ہے عذاب الہی سے پہلے دن مہنت تھاکر
زرد ہو جائیگے اور دوسرے دن سب بچ ہو جائیں گے اور تیسرے دن سیاہ و دیر ہاجر اتھوڑا
دن ہے بدہ کو ہوا تھا جموڑا مکی جیم کو شہر والے جو سٹے اوٹھے تو دیکھا کہ بکے مہنت زرد ہو گئے
تب سب کو یقین ہوا کہ کچھ حضرت صالح علیہ السلام نے کھا تھا سب بچاؤ واقع ہونے والا ہے لیکن
اس وقت انکی قوت غصہ نے جو ش کیا اور قوت عقلیہ بالکل معزول ہو گئے تھے اسی لئے اپنی ہول
یاد دے قہر ہو کر یہ بات ہارائی کہ قبل نے تیسرے دن کے حضرت صالح علیہ السلام کا کام تمام کیے

یہ ارادہ دلین ٹھانکر اوس رات کو میرے نو آدمی حضرت صالح علیہ السلام سے بلوائی کر لئے کو چلے اور صبح
حضرت صالح علیہ السلام اپنی مسجد میں تھے ایک درخت اس مسجد میں تھا بلند آواز سے بولا کہ قدار اپنے
یار کو بھی ساتھ لے کر مار نکلیا آتا ہے سو آپ اپنے گھر میں تشریف لیا جائیے اور دروازہ بند کر لیجئے حضرت
صالح علیہ السلام نے اوس کے کہنے کے بموجب عمل کیا اور گھر کا دروازہ بند کر کے جائیے جب قدار
تاکر اپنے یار کو ملنے ساتھ مسجد میں آیا اور حضرت صالح علیہ السلام کو وہاں نہ پایا تو ارادہ کیا کہ آپ کے
مکان کا دروازہ توڑ کر گھر کے آپ سے بلے آؤں کرین وہ اسی صبح میں تھو کہ یکایک فرشتے بموجب
حکم الہی کے انکی حمایت اور مدد کو پہنچے اور اپنے ہر دلوں پر بد بختوں کے منہ پر مارا بجز اس مارنے
کے وہ سب نہ بے ہو گئے اور حیران پریشان کرتے پڑے تھے تہ تماشا وہاں سے بھاگنے میں کیا کار
دیوار میں لک کر پڑ گیا اور کوئی مین کر کر دیا بیان نہ کر سب کو سب گئے اور خیر الدنیا والا آخر
ہوئے دوسرے دن شہر والے جو اپنے تو سب کے منہ سر پا لئے اور قدار وغیرہ کے داروں کو
جو انکی تلاش کی تو حضرت صالح علیہ السلام کے گھر کے قریب ان سب کو دھوا یا یا پیراؤں حال گھر کے
رہیوں اور سرداروں کو جو فرستے غائب کیا تو سردار اور سب شہر والے حضرت صالح علیہ السلام کے گھر
چڑھ گئے اور گھر کو گریہ لیا اور کھا کرتے اوس ایٹنی کے عوض میں ہمارے نو آدمی مار ڈالے مین
اؤں اور بیویوں کو عوض میں نکال دیا اور ہمارے سب گھر والوں کو مار ڈالین گے حضرت صالح علیہ السلام
نے فرمایا کہ ہاں تو کو کچ گھر میں مار کر کو بہن گئی تھے یہ خود ہمارے گھر پر رات کو چڑھا
تھے بعد ازاں غیب کی مدد سے انکو سراوی وہاں سے اسی جواب و سوال میں تھے کہ جب ابن عمر
اس شہر کا بڑا رئیس تھا کہ معاذی نوح کے سلام سے مشرف ہوا تھا اور بڑا معتقد اور دوست
حضرت صالح علیہ السلام کا تھا اس حال کے خبر لیا کہ معاذی نوح حضرت صالح علیہ السلام
کو کو بیچا اور ان رہیوں اور شہر والوں کے مقابلہ کیا آخر کچ آدمی درمیان میں آئے کہ سب پار
دلچ ہوا اسی کہ حضرت صالح علیہ السلام اس شہر سے باہر جاوین حضرت صالح علیہ السلام اس مالکو
غنیمت جانا اور جنہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسرے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیکر شہر سے باہر چلے گئے تھے
ان کے پیچہ کا دن تھا صبح کو شہر کے لوگ جو اٹھے بکے منہ کالے پائے اوس دن پر نہایت تھوڑے
میں رہے کہ کیا ہو گیا ہے آخر یہ بات سوجی کہ سنگین مکان خالی کیجئے اور خدا کا عذاب جب
آویسا تو ان مکانوں میں چپ رہنے کے کیونکہ عذاب یا آسمان سے آویگا جیسے پانی یا تہرہ پسنا یا
زمین سے جو کا جیسے نزلہ اور ان چیزوں سے ان مکان میں بچاؤ ہے سو اسلئے کہ یہ مکان
پیارے کو ترش کے بنانے میں ایسی چیزوں سے ان مکانوں میں کچھ بد بخت نہیں ہے یہ نہ کچھ
کو حق تبارک کے غضب کے کوئی چیز بچا نہیں سکتے حاصل کلام کا جیش بیک کی صبح کو حضرت جبریل
علیہ السلام بموجب حکم الہی کے درمیان میں آسمان اور زمین کی ایک بڑی صورت بدشت
تاک سی ظاہر ہوئی اور کیا ایسی سخت آواز کے کہ اوس کے سبکے پہاڑ منبش میں اگئے اور تھوڑے

کیطو سے چلنی شروع ہوئی سب شہر والے دہشت کھالے آئین سکین مکا نوین کے پیر حضرت
جبریل علیہ السلام نے ایک آواز پہلے سے ہی زیادہ سخت کی کہ اوکے عجب شہر والے آؤد
اپنے اپنے زانو پر گر چکے اور سب جہنم چل ہوئے ایک ہی آوین سے باقی نہ رہا حضرت صاحب
علیہ السلام نے جو یہ ماجرا سنا تو مسلمانوں نے فرمایا یہ شہر غضب الہی کے نازل ہو گیا جگہ ہونی
یہاں پر رہنا ہرگز مناسب نہیں ہے اسکو چھوڑو اور کہ معظیہ کے حرم کا احرام باندھو اور وہیں چلکر
رہو چنانچہ وہ سب حضرت صاحب علیہ السلام کے فرمائیکے بموجب عمل میں لائے اور نجات دارین
کی حاصل کی اللہم از قنا انباء نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے سفر میں شہر حجر کے دروازے پر پہنچے صحابہ نے اسکو
فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس شہر میں نہ بیٹھو اور نہ پانی پئے مگر یہ کہ وہ تمام اور ڈرامو
اس واسطے کہ وہیں اون کا غروان کی سی شہر میں عذاب الہی میں گرفتار نہ ہوں اور جس کا
عذاب الہی نازل ہوا ہے وہاں سے دور رہنا خوب ہے اور یہ بنی حدیث شریف میں آیا ہے
کہ شوہر کی قوم کے کافر و مشرک کوئی آدمی نہیں بچا کر لے گا جسکا نام ابو ذریا تھا کہ کیا تم
واسطے کہ معظیہ میں آیا تھا جب تک حرم شریف کے اندر نہ آتا تب تک عذاب الہی سے محفوظ رہا جو
حرم سے باہر نکلا اور طائف کی طرف چلا آئے میں ہی عذاب میں جبین اور کسی قوم ہلاک ہو گئی
ہی یہ ہی ہلاک ہوا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف ہم پر جائیلے وقت جو اسکی
قبر پر پہنچے اور عات ومان کے لوگوں کی یہی کہ جب اول قبر کے نزدیک پہنچے تو اسکو
ننگا کر لے تھے تب اپنے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ قبر کسکی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ
اور رسول اسکا خوب جانتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب قصہ اسکا مفصل اپنی زبان
فیض تر جانیے ارشاد فرمایا کہ اس نبی بات کی صداقت کی نشانی یہ ہے کہ اس شخص کی چوڑی
سونیکل کے ساتھ ہے دفن ہوئے ہی صحابہ نے جو یہ کلام سنا دوڑے اور اسکی قبر کو تلواریں
کہو والا وہ چوڑی سونیکل نکال لائے اور اسکی قبر کو بدستور بند کر دیا یہ ہی قصہ مشہور کا
بطریق اختصار کے اور بعضی سورتوں میں زیادہ ہی تفصیل سے مذکور ہے **ہا عن بنی ہ**
تنبیہ یہاں پر معلوم کرنا چاہیے کہ ایسے شہر و شے جہاں غلبہ کفر و فسق کا ہوتا
ہجرت کرنی لازم ہے اسلئے کہ یہی صحبت کی جیسی تاثیر ہوتی ہے کہ سب بخل و طمع کے ساتھ
برائی و فسق نکل جاتی ہے اور جہاں یہاں حال ہوتا ہے تو خوف زوال یا کھانکے عیاذ باللہ نہ
اسلئے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری من کل مسلح مقیمین انھم الشریکین قالوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تراسی ناراجارواہ ابواؤد و بعضی میں ہزار ہوں ہزاروں مسلمان سے کہ یہ
مشرکوں میں صحابہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ کیوں فرمایا اسلئے کہ قصداً کے ایمان یہ ہے کہ شرک اور
مسلمان اس میں ایک دوسرے کے الگ نہ کیوں یعنی کافر سے ایسی جدا کر دو کہ دوری چاہیے کہ

اونکی آگ نہ نظر پڑے چہ جاوین رہنا کہ ساتھ رہنے سے سستی اسلام میں آجاتی ہے بسبب کچھ
 سمون اون کی کے ہیں بہانوں ہم کو گو کہ اپنی حال پر رونا چاہیے کہ جسے رسول اللہ میرا راز
 اس کفرستان کے پہننے سے لیکن جو کہ ہر ساعت بہنیں رکھتے امید ہے کہ وہ معذورین
 اور جب رسول اللہ ہی برابر چلو کوئی نہکا اسے ہمارا جسکو اللہ تعالیٰ مدد دے وہ ارادہ کرے
 کہ بے کہ بیان بڑی ہی آگ لاک ہی ہے کہ حق کہیں تو کھلے گہوٹے جاتے ہیں اور خاموش
 رہیں تو نقصان ایمان ہے ۵ الہی سختی میں کل حنیق ہے بجائے مصطفیٰ مولیٰ العجیب ہے بہت
 فی مدینہ قرار پایا وہ فوج البقیع ہے یا مدینہ نجات دے محکو ہر تنگی سے بھرت مصطفیٰ کہ
 کہ جو صاحب میں سکے اور بخش میرے بیٹے مدینہ میں تھیں اوسا تھا ایمان کے اور میں ہونے کے
 جنت البقیع میں کہ قبرستان مدینہ کا ہے مولانا محمد تقی الدین نقاش جرم کہ استاد و مرشد اس حرکت
 تھے اکثر دعاؤں کی یہی رہتی تھی ہمدجل شائے ان کو منزل مقصد و کو پہنچا دیا اب اللہ تعالیٰ ہے
 بیست و پاکی ہی ہر سیکڑی کرے کہ بیان کے مکر و مات سے نجات دے کہ زمین شریفین میں
 پہنچا دے اور میں اسے اللہ رحیم مولیٰ فی بلد حبیبک میں رب الطہین فکد مہکم
 علیہم کہ ہم بلایم فسلوہا کہ پر سخت عذاب پہنچا دیا پھر اوسنے پروردگار نے بیان کے
 کہ ان میں کے یہ کیا کرو الا جو بڑا غریب و لہذا جو بڑا ہلاک کر کے برابر کر دیا کہ
 چکا و عقیبہ کہ اور بہنیں و تانا و تامل آخر کام بدکاروں گناہکاروں کے سے
 یعنی ایسا کوئی بہن جو اوسکی فرامی کر کے اوسکے عذاب پہنچے اپنی قوت اور زور سے ۵
فتح الرحمن ۵ اب بیان پر بیان لیا چاہیے کہ حدیث صحیحہ میں جو مندا امام ضعیف
 معتبر کتابین اپنی باقی ہے وارو ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بار حضرت علی رضی اللہ
 عنہ سے ارشاد فرمایا کہ کچھ تکو معلوم ہے یہ کہ سب سے زیادہ بد بخت ان میں کا کون
 شخص ہے اور اس امت میں زیادہ بد بخت کون ہے حضرت علی نے عرض کی کہ مجھ کو معلوم نہیں
 حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ بڑا بد بخت اگلی امت کا ایک خرنک شو کہ تو کسی قوم سے تہا بخت
 قلہ بین صاف کہ حق تعالیٰ کی اوستی کی کوٹھین کا میں اور اس امت کا بڑا بد بخت وہ شخص ہے جو
 تیرے سر پر تلوار مارے گا تیری دائرہ میں اوس خون سے نکلیں ہوگی اور اسی تلوار سے تو شہید ہوگا
 اب بیان پر ضرور ہوا کہ انکی امتوں سے قلہ کہ زیادہ بد بخت ہونے کی وجہ اور اس امت میں
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قافل کی زیادہ بد بخت ہونی کی وجہ بیان کی جاوے اور اسکا بیان
 معروف ہے کہ کئی مقدسوں کی تہید پر تنگ مقدمہ یہ ہے کہ قریح کی شہوت شب شہوتوں سے
 خیر اور بدتر ہے اس واسطے کہ اسطاعت میں عقل سے بہت دور ہوتا ہے اور جانور کی جی کہ تیر
 آدمی سے ظاہر ہوتے ہیں اور اوس شہوت کی جائے بہر، نجاست اور ناپاکیوں سے بہر ہو
 ہے اور عورت کی جگہ کہ لہذا اس شہوت کو لازم ہے کہ کا تمام نے آدم کے نزدیک پہنچا دیا ہے

اسی واسطے عادت پیدا ہوئی آدمی کی ہے کہ اس شہوت کے نکالنے کی بہت پردہ کرنا ہے اور سب سے چھپاتا ہے اور اسکا نام محض اور مجلس میں کہوں کہ نہیں لیتا سواے اشارہ اور کناہی کی اور جو کائن دنیا میں سچا دے سواں شہوت سے کچھ تشنہ زیادتی کر کے نقلی ہو کر دوسرا مقلد یہ ہے کہ شہوت سے بچتا ہو اس قسم کو کہوں کہ ہوا خواہ دوسری قسم کی جیسے کھانی کی ہوا یا پانی کی پینے کی پینے کی ہوا اسکا تباہ سنوار لینی کی ہوا یا سیر یا بیخ اور بہار کی گائے بجا۔ لے کی سولے کی ہوا یا خوش بوون کر سونگہ لے کی اور سوائے اوکے میں بہت سب کچھ اور جس عفت اور غیرت سے میں اس واسطے عرف میں دینی کو نہ جوں شہوت تو کچھ مغلوب میں بدتر جانتے ہیں ان کو کون سے جوحت اور غیرت کی شہوت سے مغلوب ہوتے ہیں جیسے بادشاہ روم یا لشکر میں گونہ را جانتی میں بادشاہ مسافک خوشتر سے اور اسکا بید یہ ہے کہ غصہ قوت سے غلبہ اور قہر اور سیاست کی اور شہوت قوت یا غصہ قوت سے ملتی ہے اور چالیسوی اور خوشامد کی اور سب کو گونہ نزدیک فاعلیہ قوت بہتر ہے اس واسطے کہ زبردست ہے منتقلہ قوت سے یہ تیسرا مقلد یہ ہے کہ جب شہوت اور غضب کے سبب سے جب حق تلف ہونے لگیں تو سب کو گونہ کے نزدیک وہ شخص مینوب اور مطلق ہو جاتا ہے اور جب قدر وہ حق بزرگ ہو گا اس وقت میں اور تشنہ زیادہ لاحق ہو گا تو اول بخت وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے حق پر شہوت اور غضب کو مقدم کرے اور اپنے نفس کے حق کو تلف کرے اور حق بخت وہ شخص ہے کہ اپنی لذت شہوتی اور غضب کی سبب سے دوسرے کا حق تلف کرے اور اس سے پہلی زیادہ بد بخت وہ شخص ہے کہ ان دونوں کے سبب سے بہت حق کو تلف کرے پہر حق پہلی اپنی مختلف میں جیسے دنیا کا حق کہ اسکا تلف ہونا سہل اور آسان ہے آخر کے حق تلف ہونے سے کہ اسکا دفعہ بہت مشکل ہوتا ہے چوتھا مقدم یہ ہے کہ آدمی پر تین تر بڑے اور عمدہ ثابت بن پیرا حق تعالیٰ کا حق ہے کہ اسکا پید کرنے والا اور نعمت دینے والا اور سب کا دست کرنے والا وہی ہے اور کی وقت اور کسی دم آدمی اس کے احسان سے ناہم نہیں ہو سکتا اور ہر کام میں آدمی اس کی داور نہائی کا محتاج ہے اس واسطے کہ کوئی حق اور کسی اس حق کے برابر نہیں ہو سکتا اور دوسرا حق اپنی قوم اور برادری کا ہے کہ اپنی زندگی اور موت کا محتاج ہے اور سب سے دکا اولے امید دار تیسرا حق اپنے نفس کا اور اس حق کی حقیقت خود ظاہر ہے کچھ حاجت بیان کی میں ہے پس سب بد بختوں نے بد بخت وہ شخص ہے کہ ان تینوں حق کو ایک خیس شہوت کے عیوض میں تلف کرے سو یہ وصف اگلی امتوں میں ستر تارین ساف میں تھا کہ اذما اور تیس کام کے واسطے ان تینوں حق کو تلف کر ڈالا اول اپنے نفس کے حق کو تلف کیا کہ اگر اور دوزخ کا کذہ ہوا اور اپنی زندگی کو برباد کیا دوسرے اپنی قوم کے حق کو تلف کیا کہ اگر وہ کے سبب سے حق تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوئے کیسا نشان بھی باقی نہ رہا تیسرے حق تعالیٰ کا حق تلف کیا یعنی اس اوتنی کو جھک کر لے لے اپنی طرف منسوب کیا تھا اولیٰ و ثانی

کی ہدایت کی صورت تھی اور صفت اور غایت الہی کے نزول کا سبب اور بیباکی کی بزرگی پیدا کی تھی اور اس کی کوئی چیز
 کا شین اور ہلاک کیا اور اس امت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل یعنی ابن عمر و یاسا ہی بدعت
 توفیق میں اہل عام کی اور شریح اس مقام کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اور مٹی جلیج حضرت صالح علیہ السلام
 کی کمال کی صورت تھی اور ان کی نبوت پر گواہ صادق تھی اور قول نبوت کی ہدایت کے واسطے جو
 مختلفہ کی غایت کہ توجہ ہوئی تھی اور حضرت صالح علیہ السلام کو مرتبہ رالت کا مرحمت کر کے
 اس قوم کی طرف منسوب کیا تھا اور وہی ہدایت اس کے سوال کے بموجب ناقہ کی شکل ہو کے اور مین
 ہنری تھی اور قرار کیا تھا یہاں تک کہ اس ناقہ کی تعلیم اور اس کے حق کو ادا کرنا گویا حضرت
 علیہ السلام کی شریعت کا قبول کرنا تھا اور عذاب الہی کے فہم کرنے کے واسطے اس کے دین قبل
 کرنے کے قائم مقام تھے گویا حضرت صالح علیہ السلام کی ولایت کا نور اس راہ سے جلوہ گار اور
 ظاہر ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے مرتبہ کی بزرگی اور ان کی دعا کی قبولیت اس چہرہ کی
 ظاہر ہوتی تھی اس لیے جو حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا ختم کلمت والا خلافت
 حقہ کا تھا اور جناب نبوت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ولایت کی کمال کی صورت تھی اور حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ہدایت کا نور اس راہ سے جلوہ کرتا تھا اور اس جناب کے قرب معنوی کی روشنی میں
 راہ سے ظاہر تھی اور مغیرہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور نیابت اس وقت میں اس ذلت کا ہوتا تھا
 میں منحصر تھے اسی پر حدیث شریفین جلیج بیت اللہ کے حق میں وارد ہے کہ النظر الی الکلمۃ
 عبادۃ یعنی دیکھنا بیت اللہ کا عبادت ہے اور قرآن شریف کے حق میں وارد ہے کہ النظر الی المصحف
 عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن کی حرفون کی طرف عبادت ہے یہاں حضرت رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنے فرمان
 النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے سو اس وقت میں
 وجود شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مثل جو شریف حضرت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس واسطے
 کہ اس وقت میں تشنگان بہت تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی حبیب خاص سے میرا ہوا ہے
 تھے اور ہر حاجت ظاہری اور باطنی کو اس وقت میں بہت جمع ہونے تمام نعمات و کمال شہرہ
 کی وہ ذات مبارک کفایت کرتی تھی ایسے وقت میں ان جو دبا و جو دکو بدعت میں باوجود
 شبہ کیا تو گویا ہدایت کی شمع کو گھل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ملت کیا اور تمام امت کے حق کو
 بھی ملت کیا یعنی ایسی ذات کو کہ اس وقت میں اپنا ثانی اور قائم مقام فضیلت اور بزرگی میں نہ کہتے
 تھے ہلاک کر کے تمام امت کو جہاڑ دے کسی کی مانند نہ شریعت اور نوح کے سردار کی طرح پریشان
 کر دیا اور اپنے نفس کے حق کو بھی ملت کیا اور کدہ و دوزخ کا جو اور اپنی زندگی کا کافی کو برہا دیا اور
 برائی اس بدعت کو اسی شہوت کے سبب سے حاصل ہوئی چنانچہ روایات صحیحہ میں وارد ہے کہ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبدالرحمن بن ملجم اسی تھا خارجی مذہب کو نے میں آیا اور ان گھانہ کی نظر
 ایک عزت تو یہ صورت پر چمکا نام قطام تھا پڑی اور ان جانیں اسیر فریفتہ ہو اور وہ عورت بھی یہی تھی

بالکل رکھتے تھے اور باپ اور بیانی اس کا مردان کی اڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک سے
 جبرم واصل ہوئے تھے جبکہ بن کعب کو جسکی ملاقات کا خیال ملین پڑا اور خط کتابت اس مقدمہ میں منکر
 شروع کی اور آدمیوں کو درمیان میں ڈالنا تبلیس عورت نے جواب میں یہ کہہ رکھا کہ ایک میرا کاظم اگر وہ
 پہنچے گا تو تو اسے کر نکھا اور اگر سے تو البتہ میں تجھ کو قبول کروں اور میں اپنے تین تیرے نکاح میں
 دوں اور وہ کام یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو شہید کر اس ملعون لے کہ منسوب شہوت کا تھا بانی
 اوس ملعونہ کی قبول کیا اور اس کا کام کی تدبیر میں پیر ایک لوازم زار درم کو خرید کی اور اسکو نہر کے پانی میں
 بھجایا اور اپنے یاروں سے اس کام کی تدبیر بھیجی اوسکی یاروں نے کھانکھا کہ یہ کام کچھ مشکل نہیں ہے
 بہت آسان ہے اس واسطے کہ وہ کوئی گھجبان اپنے ساتھ نہیں رکھتے ہیں کراٹ کو انہیں میر
 مسجد کو جاتے ہیں کسی دن مسجد میں اندھیرے میں چھپ رہا اور اپنے کا کھانا خاتم کو بھجایا
 رمضان المبارک کی صبح عناق کے وقت کہ بنو نزار کی مائی ابی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہرین
 مسجد شریف میں لانے اور یہ ملعون ایک بستون کی آڑ میں مستند اس کام پر کھڑا تھا اور
 ایک عادت شریف ایسی تھی کہ مسجد میں سوئے ہوئے آدمی کو کھینچ کر آواز سے بیدار کر کے
 پتے تاکہ وہ سب اہل کے طہارت کریں اسی آواز سے جو نہیں اپنے مسجد شریف میں
 قدم مبارک رکھا وہیں اوس ملعون نے پیچھے سے غفلت میں ایک تلواری کا حربہ آب کے مبارک
 مارا اور ہلکا آدمی ہر طرف سے دوڑے اور اسکو بکڑے قید کیا ہر جہہ کہ زخم کاری نہ تھا لیکن
 زہر کی تاثیر سے آپکا کام تمام ہوا اور اس خاکدان غلامی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا
 اکیسویں رات کو رمضان کی جسد مبارک کو آپ کی نجف النجیرہ میں کہ ایک جگہ کا نام ہے کوفے
 نزدیک مسجد جامع سے ایک فرنگ پر حجرۃ النعمان کی راہ میں دامن مدفون کیا اور انکی قبر کو پانچ
 نہ کیا بلکہ بالکل ہی نشان رکھا تا خارجی کہ اس زمانہ میں کوفے کی فوج میں بہت پیشتر تھے کچھ دیر
 آپ کے جسد مبارک کے ساتھ نہ کریں اور یہ قصہ سال چالیس ہجری میں واقع ہوا اور انکی شہادت
 نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نہ بیاد صحابہ نے بسکندریات
 انوس کیا چنانچہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خبر شہادت حضرت علی
 رضی اللہ عنہ کی سنی تو فرمایا کہ اب عرب جو چاہیں سو کریں اب ایسا کوئی نہ رہا کہ اور کو کسی بد کام
 منع کریں اب چاہا پیسے کہ صحابہ میں بد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علماء اور واعظین
 سو جو دیتے اور آدمیوں کو بد کاموں سے بے محابا یعنی بے دہشت منع کرتے تھے اور کسی کا
 یہی بادشاہوں یا دوسرے سرداروں کا ساط اور خاطر داری بابت کہہ دینے میں ہنسین کرتے
 تھے لیکن انکے امروہی مانند سجھائی علماء کے اور نہائی اولیا کی ہستی نہ پیغمبر کی
 حکم کی مانند کہ وہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی کہ یہاں سے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا نے پھل رٹا فرمایا اسی جگہ سے قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شمشیر ہوئے کی وجہ ظاہر ہو گئی کہ

کہ اس وقت میں تمام کمالات اوس ولایت کی ہیں کہ جو قائم مقام ہوتے ہیں اوس ذات مبارک میں
 منحصر تھی دوسرا کوئی اس وقت میں دلیانہ تھا بخلاف خلفا سابقین کے کہ ان کے زمانہ میں
 دوسری ہی جولیاقت اس امر کی رکھتے تھے موجود تھی کہ انکی معدوم ہونے کے بعد اس امر کو
 سہل کیا اور ان کے قتل ہونے سے اپنے میں خلل نہ پایا بخلاف قتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
 کہ خاتم خلفا ہستے تو آپ کا قتل ہو یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بالکل بجا دینا تھا اور ہدایت کی سنت کو
 کھل کر دینا تھا اس واسطے آپ کے قتل میں ایسی خرابی میں ہوئی کہ ہر تدارک اوسکا ہنسکا اور
 اگر کسی کو یہ شبہ خاطر میں گذرے کہ اس شخص کی حرکت سے خود کی قوم سب ہلاک ہوئی
 اور اس امت کی بد بخت ترین کی حرکت سے باقی ماندہ کو کچل دیا یہی نہ پہنچا ہسکا کیا سب سے
 اسکا جواب یہ ہے کہ ان دونوں فرق دو وجہ سے ہے اور اول وجہ یہ ہے کہ اوشنی کے مارے
 جانے سے تمام خود کی قوم راضی اور خوش ہوئی تھی اور اس امت میں اکثر لوگ حضرت علی رضی اللہ
 عنہ کے قتل ہونے سے رہنی شہتہ بلکہ اس حرکت کرنے والے پر لعنت اور نفرین کرتے رہے دوسرے
 وجہ یہ ہے کہ اوشنی کے مارے جانے کے بعد اوسکا بچہ بھی غایب ہو گیا تھا اور بالکل ہوسکا نام
 نشان نہ رہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد انکی اولاد انجا باقی رہی اور انکی
 تمام اور نشان قائم رہا اور اس ولایت کا جگہ آپ حامل تھے سلا بعد سلا ایک حامل انکی ولایت
 پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا ہر جہ کہ ہمیں اجتماعی مش گئی تھی لیکن وہ نور
 مستغرق اور منشر ہو کے موافق ہستاد کے ہر ایک فرقے میں اہل خیر سے قائم رہا ان سب کو
 یہاں سے عذاب سے بچ رہی اور ایک سلاخ عجیبہ کی شہادت کی یہ ہے کہ اوشنی
 بیت المقدس میں کوئی تہرا لیا نہ تھا بلکہ نیچے سے خون جوش نہ مارتا تھا واللہ اعلم **سورۃ اللیل**
 یہ سورت کی ہے اس میں کہیں آیتیں اور اکثر کھلے اور بند کھلے اور اس میں حرف بین اور اس سورہ کا
 وائس کی سورت سے یہ ہے کہ دونوں کو قسم سے شروع کیا اور اس میں یلے دونوں سورتیں
 مناسبت تمام رکھتی ہیں اور اس سورت میں انسان کے نفس کا اختلاف مذکور ہے کہ بعض
 دلیمن بدکاری ڈال جاتی ہے اور بعضوں کے دلیمن پر سیر گامی اور اون کو گونا گونا حال
 مذکور ہے جو اپنے نفس کی پاک میں مشغول ہیں اور دوسرے اون کو گونا گونا حال ہی جو اپنے
 نفس کی ذلت اور غلامی کو پیچھے رکھتے ہیں شہوت اور غضب کی العبادی کے سبب اور اس
 سورے میں ہی بنی آدم کے علم کا اختلاف بیان ہے نیکی بختی اور بد بختی میں اور بعض کو چاہی
 چلنے پر توفیق دی اور بعض کو برس راہ بد بختی میں ڈال کے شرمندہ کر رکھا ہے اور یہ بھی
 کہ دونوں سورتوں میں بد بختوں کا حال بیان ہے چنانچہ اس سورت میں خود کی قوم کی بڑی
 بد بخت کا حال بیان ہے جسکا نام قذرا تھا اور اس سورت میں اس بڑے بد بخت کا حال بیان ہے
 جو اس امت کی شروع میں بیان ہسکا نام امیہ تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے شخص کی بڑا

میں میں بڑا تھا اور بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گامی اور صحبت سے بڑا رتبہ حاصل کیا تھا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ شے بیت کہم پہنچائے تھی اور اس سے رکھا نام ڈال لیا اس سبب سے کہا ہے کہ عرب کی زبان میں ایل رات کو کہتے ہیں اور اس سے بڑا تو میون کے علم کے خلاف کا بیان منظور ہے نیکی اور بدین اور بڑا عمدہ وقت اس اختلاف کا رات ہے کہ عابد لوگ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں اور چور چوری میں اور عیاش لوگ حرام کاری اور شراب خور عین اور آزاری دیکھ اور مصیبت میں اور اجنبی مجبویوں کے جدائی میں طرب و ترب کے رات کا سنتے ہیں اور بعضے تنق وصال سے اور حین ہم آغوش سے اپنی آرزو و امن کو مراد کی پہلو لسنے پر کرتے ہیں مہصر شب تنوگ گذشت و شب سہوگ گذشت سمیت فرق ست میان آنکداریش دبیرت با آنکہ دو چشم انتظارش بردر نہ ہر چہ کہ دغین بھی اس قسم کے اختلاف اور تنگ بزرگی معاملے ہوئے رتبے میں لیکن جو وقت طہور اور روشنی کا ہے تو ہر شخص تکلف اور بناوٹ کرتا ہے چور عابدین کے لگتا ہے اور فاسق صالح کی لباس میں اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے بخلاف رات کے کہ تاریکی کی سبب سے چھاپ کا پرہ اٹھ جاتا ہے اور شرم اور حیا بالکل جاتی رہتی ہے اور ہر شخص اپنے نفس کی خواہش کے موافق ہے تکلف اور بے پردہ ہو کے اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے اور ظاہر کا تکلف اور بناوٹ بالکل جاتا رہتا ہے اور سب نزول اس کو لگتا یہ ہے کہ کوئی معطل میں دو شخص ریون سے بڑے مال دار ہے ایک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرا امیہ بن خلف اور ان دونوں کا سامان مال کے صرف کرنے میں مختلف ہوا ایل بیت کہتا تھا اور بارہ غلاموں کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تھا چنانچہ ایک غلام کو کہیں کا داروغہ کیا تھا اور ایک کو میوؤں کے باغ کا اور ایک غلام کو قیمتی کپڑوں کے تجارت کے واسطے میں اور شام کی طرف بھیجتا تھا اور ایک کو جانور ذبح کر دیتا کہ دودھ دہیے اور نسل کہ خبر داری کر کے اور کسی حاصل کو جمع کیا کرے اور اس طرح ہر غلام کو ایک کام سپرد کیا تھا اور اس قریب سے مال بہت جمع کیا تھا اور باوجود اس ثروت اور مال واسطے ایک کوڑی فیروز کو نہیں دیتا تھا اور اگر کوئی غلام کسی محتاج کو کچھ ادھی دھڑی کہی دیتا تو اس پر سخت ہوتا بلکہ اس کام سے متوجہ نہ رہتا تھا اور اگر کوئی شخص اس کو بخت کو بدو نصیحت کے کچھ سمجھاتا تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ تعالیٰ کی راہ پر محتاجوں کی کیون کو کس واسطے نہیں دیتا ہے اور آخرت کا ذخیرہ کچھ نہیں کرتا ہے تو وہ بخت اد کے جواب میں کہتا تھا کہ اول تو آخرت ہی لکھاں ہے اور اگر بالفرض ہوتی ہی تو اس قدر مال اور سہا ب اور اولاد میں جمع کیا ہے کہ جھکو کچھ محتاج بہشت کی نعمتوں نہیں ہے اور ان چیزوں سے جلی طبع اور لالچ غمہ صلی اللہ وسلم فقہ اور محتاجوں کو دیتا ہے اور اس سبب سے ان لوگوں کو اپنا گردید کرتا ہے جھکو کچھ پرواہ نہیں ہے اور اسی کے غلاموں میں ایک شخص بلال رضی اللہ عنہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر خادم تھا اور بزرگی میں انعام سے اس حد پہنچا تھا کہ آنحضرت

علیہ وسلم نے انکو عالم موالہ میں ایسے آگے لے کے چلنا دیکھا اور اپنے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ بہشت بلال کی مشاق ہے سو حضرت بلال جو بوقت میں کہ ملکوں اس بد بخت سے تھے تو پوشیدہ اسلام لائے تھے اخیر کو رفتہ رفتہ انکے اسلام لانی خبر اسکو پہنچی تو اول انکو معزول کیا اور خزانے اور تاجانہ کی دار ونگلی جو ان سے تعلق رکھتی تھی دوسرے غلام کو سپرد کی پھر انکو اپنے سامنے بلوا کے پوچھا کہ تو اسکو پوچھا ہے حضرت بلال نے کھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا کو اس ملعون نے کھا کہ اس دین کو چھوڑ دے ہمیں تو میں تجھکو جو بیچارہ میں نے لکھا اور مارے مارے مار ہی ڈالو تھا حضرت بلال نے کھا کہ میں تو اس میں سے پہر نہیں سکتا تیرا جو جی چاہے سو کر میں تیرا غلام ہوں اس شخص ازیلی نے اپنے غلام سے ایسا حکم کیا کہ دن چڑھے ان کے بدل میں کھانے چوبیلا کر واوڑیے قباب خوب گرم ہوتے ہو بہا کر جت لٹا کر کے پتلیکا و پتھر گرم پتھر رکھ دیا کہ ہل نہ سکیں اور گرداؤں کے گل جلا دیا کہ رات بوجب شام ہوتے ہاتھ پرانہ کر اندھیری سکا تین قید رکھو اور باہمی باری سے رات بھر کو لے مارا اور صبح تک یہ روتو قوت نہ کر و سیر سے کتنے دنوں تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس حدیث کے مکر فرما رہے اور پکار پکار کر اصداد کہا کئے یعنی میرا میرا ایک ہے ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رات کے وقت اسطرح سے گزرے اور اس ملعون کے گھر سے آواز نالہ و زاری کر لیکے کاغین پڑی پوچھا کہ میں گھر میں کیا ہوتا ہے اور یہ آواز کیسی ہے لوگوں نے کھا کہ بلال رضی اللہ عنہ ایک غلام ہے اسکو مارتا ہے یہ آواز اس غلام کے رونے کی ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ بات سننے نہایت رنج ہوا اور صبح اوسکے گھر میں آپ تشریف لے گئے اور اس مردود کو نصیحت کرنا شروع کیا کہ خدا سے ڈر اور اس غلام پر اتنا ظلم ناحق مت کر اس واسطے کہ اوسے مچا کر قبول کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اور رضامندی کو اختیار کیا ہے تجھکو چاہیے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اوسکے ساتھ حسان کر کہ آخر تک تیرے کام آوے اور تجھکو اس سختی سے بچاویگا اوس ملعون نے کھا کہ آخرت ہے کہاں اور یہ دین کہاں سے معلوم ہوا کہ سچا ہے اور اگر باغضین آخرت ہوئی ہی تو تجھکو دنیا میں کس چیز کی گنتی ہے کہ آخر کی نعمتوں پر جو فقط وہم اور خیال ہے ولیفیت ہوں میرے پاس دنیا میں بھی بہشت موجود ہے چنانچہ تم بھی جانتے ہو کہ کوئی چیز ایسی نہیں جو میرے کارخانے میں موجود نہیں ہے اور رضون ان بیوتن کا ذکر کرتا ہے میت صبح تو نیام سے گزرتی ہے شب لا رام سے گزرتی ہے عاقبت کی خبر کسے معلوم نہ بیان تو آرام سے گزرتی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر اوسکو سمجھایا اور نصیحت کی کہ میرا کھانا اور اس بچا سے سکین بڑھم کرنے سے باز آؤ میں نے کھا کہ اگر تبتار دل اس پر ترس کہتا ہے تو ہم بھی اللہ راہو اور آخر کتنا عطا وہی رکھتے ہو ستم ہی ثواب کماؤ اور اس غلام کو مجھے خرید کر لو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

جو اس بات کی آرزو کرتے تھے فرمایا کہ اس کی بہتر ہے اسکے عوض میں جو تم طلب کرو میں دوں گا اور ہمسکو خرید کر دوں گا اوس کا فضلے عاجز کرنے کو کھا کر تم اسکو نہ خرید سکو گے اور اگر لوہین تہنیں منگوانے اور تہنیں اسکے خرید سکا کر اسوق ہے تو اپنا غلام لٹھاس دی کہ وہ اپنی غلاموں میں بڑی لیاقت اور قابلیت تجارت کی رکھتا تھا اور دو ہزار دینار کے قریب پونجی جمع کی تھی مجھ کو دے دے اس غلام کو یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو مجھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والدین کی رضامندی کی جان تک دینی میں عذر نہ کہتے تھے یہ بات کو دل اور جان سے قبول کیا بلکہ جالیس قیہ اور اوپر زیادہ کر کے اسکا فرو کوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو قید خانہ سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لے کر چلے وہ کافر ایکو دیکھتا تھا اور دہشتا تھا اور اپنے مساجد کو کہتا تھا کہ اس شخص کو جو درہم عقل اور دانائی کے اس معاملہ میں کم قدر دیکھو کا کہنا ہے اور اپنا نقصان کیا ہے کہ ایسے غلام قابل ہو جو دو ہزار دینار کی پونجی نبی کہتا تھا ایسے نکتے غلام کے عوض میں جو کسی کام کا نہیں ہے اور ایک کوڑی ہی پونجی نہیں رکھتا ہے دیا ہے اور میں ایسے غلام کو یعنی بلال کی تہا کو ایک لائق کے عوض میں دلیق و سہم کا چہنٹا ہوتا ہے نہ خرید کروں بلکہ مفت بہن لوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو یہ بات سنی تو فرمایا کہ اس غلام کا مرتبہ یعنی بلال رضی اللہ عنہ کا اس قدر میرے عزیز و یک ہے کہ اگر تمام میں کی یادداشت کے عوض میں تو بیچتا تو جو میں بے لئے نہ چھوڑتا پھر بلال رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیا اور سبیل جو گذر رہا تھا عرض کیا کہ اس طرح سے بیٹے انکو خرید کیا ہے اور آپ گواہ رہیے کہ اللہ کی ضمانت ہی کے واسطے انکو میں لے آؤا کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس روز سے فارغ البال ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں رہنے لگے اور نیکو بختی دونوں جہانوں حاصل کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابداً المسلمام کے کہ مسلمانوں کی نہایت ضعیف اور عاجزی کا وقت تھا اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے رضامندی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف اور حاجتوں میں اور کافروں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو چھوڑا یعنی میں اور سوا اوسکے دوسرے اچھے کاموں میں صرف کر کے ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خرید کرنے میں جو کچھ خرچ کیا سوا ہی معلوم ہو چکا ہے اس طرح سے اس شخص غلام اور نو بڈی قریش کے دین اسلام کو دل سے قبول کیا تھا اور اوس کے مالک اس شخص کو انکو ایذا دے تے تھے خرید کر کے اللہ کی رضامندی کے واسطے آؤا کر دیا تھا چنانچہ ان میں سے ایک عامر بن نبیرہ مین کہ نبی جدعان کے غلام تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکو رکھنے مالکوں نے ایک ظل بہم دیکھے عوض میں خرید کر کے آؤا کر دیا تھا اور وہ سچے مخلص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ راہی میں مشرف تھے اور برہمنوں کے دن شہید ہوئے اور

وہ بڑے اولیا امدین سے تھے اور انہیں سے ایک نصیرہ مین کہ کہاں کی نہایت کو بہتر بہترین اور بڑا
ایمان کا مالک کو نصیب ہوا تھا انکو بھی اونکو مالکوں نے لیکر آزاد کر دیا تھا لیکن قصداً نہ کر دیا تھے
بعد ازاد ہونے کے اپنی آنکھوں کی بنیائی جاتی رہے انکے مالکوں نے یہ بات سنکر انکو موعود
طرس، کھاکہ دیکھا لات غری کے مارنے تجھ کو کیا اندھا کر دیا اونہوں نے جواب دیا کہ یہ بات
تمہاری جھوٹی ہے لات اور غری کو ہرگز یہ قدرت نہیں ہے کہ کسی کا کچھ اجا پیر کر سکین سو اسے
امد تھکا کے وہ مالک ہے جو جانتے سو کر سکتا ہے یہ بات انکو امد تھکا کے خواب میں بند ہوئی
اور اس وقت اونکی آنکھیں اچھی ہو گئیں اور جیسے بنیائی تھی ویسی ہے ہو گئی اور اونہیں
جھدیہ اور اونکی بیٹی ہے کہ یہ دونوں ایک عورت عبدالدار کی لونڈیاں بہنیں اور وہ عورت
انکو نہایت ایدہ پہنچاتی تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اونکی حال سے خبر پاکے اس
عورت کی گھر تشریف لے گئے اور سکو نصیحت کی کہ انکو ایدہ امت دے اور جو کچھ انکی قیمت
ہو مجھ سے لے اس عورت نے قیمت بہت مانگی اپنے بلا کر اور اونکی قیمت موافق اسکی
خواہش کی سکو ادا کی اور اون دونوں نے کہ اس عورت کی آنا پیسنے میں مشغول تھیں کھا
کہ خوشخبری ہو جو تکو کہ میں تم دونوں کو مول لیکر امد تھکا کی رضامندی کے واسطے آزاد
کر دیا اب اوٹھو اور آئی کو چھوڑو اور میرے ساتھ آؤ اون دونوں نے عرض کی کہ ہاں ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنک بہت برسوں سے جتنے اوکے گھر میں پرورش پائی ہے اور اسکا مال کھایا
اب ملے سکا کام ادھورا چھوڑنا مناسب نہیں ہے اس لئے کو پیسے لے اسکو دیکر تلے ہیز
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سہا تکو نکر اوں پر آفرین کہی اور انکو امد نہیں کے
بوجہ اجازت دی اور انہیں مین سے ایک عورت وہ ہے کہ بنی موہل کی ملکوت تھی اور بنی
ایک فرقہ ہے بنی عدیسی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک آیا تھے مشرف ہوئے تھے اس
لونڈی کو اسلام لانے کے سبب سخت تعزیر اور تادیب کیا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو خرید کر کے آزاد کر دیا اور سہیطہ سے ام عبیدہ ہاشمی خرید کر
آزاد کیا تھا اور سو اسے اسکو جو مذکور ہوئے اور بدو نکو آزاد کیا ہے اور بعد اس تمام خرچ کے
چالیس ہزار درم کہ سرمایہ اونکے پاس باقی رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور بوجہ
لکچھے فرمانے کے دوسرے مسلمانوں پر تیرہ برس کے عرصہ میں صرف کیا اور چھ ہزار درم باقی
ہے کچھ جوت کے سفر میں اور کچھ مسجد نبوی کے زمین کے خرید کرنے میں اور کچھ دوسرے نیک
کام میں خرچ کئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا اسی زمانہ فیض تر جھانسنے اس
کھوکھرا شاہ فرمایا ہے کہ ما لقی مال احل قط ما لقی مال اکی تکو رضی عنہ کی کہ مال سے
مجھ کو کس قدر فائدہ نہیں پہنچا جس قدر ابو بکر سے کہ مال سے مجھ کو
فائدہ ہوا سو اسے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال اور خطاب اور عبد اللہ

مال ایک کھائے اور لباس میں اور صلہ رحم میں یعنی خویش اور اقربا کے دینے میں اور مہمانوں کے ضیافت میں اور محتاجوں کی خیر گیری میں صرف ہوا تھا اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال اسلام کی شوکت اور بدست کی زیادتی میں اور مسلمانوں کی خلاصی میں کا خر کئے بچے سے اور صنعت مسلمانوں کی مدد اور دستگیری میں صرف ہوا تھا اور دونوں مصروفین میں نہان اور زمین کا تفاوت ہے حاصل کلام جو وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب مال تمام ہوا اور اللہ کی راہ میں خرچ ہو چکا اور بالکل محتاج ہو گئے ایک روز ایک کلمے کو کرکئی کی طرح اسکو کھائے اور گوشت کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس میں حاضر ہوئے تھے اسوقت حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابو بکر تو بڑے مالدار اور زکوٰۃ گزشتہ بیکار ہوا کہ فیروز کے سے کپڑے پہنے ہوئے پہلین میں خباب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ انہوں نے شب اپنا مال بچھیرا اور میرے واسطے خراج کو ڈالا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا حضرت جبریل علیہ السلام نے لکھا کہ حق تقاضا لے ابو بکر کو سلام فرمایا ہے اور پوچھا ہے کہ اس فقیری میں یہی مجھے راضی ہے یا تجھ پر بخیر و ملین رکھتا ہے ابو بکر صدیق صلی اللہ عنہ کو سلام کے سننے سے ایک عجیب حالت پیدا ہوئی اور صحابہ حال کی مانند بخیر و ملین کھامین کیونکر پہنے پروردگار سے کدورت رکھو نکھا اور اس کلمے کو بار بار اپنی زبان پر لائے تھے انا عن درکنا راض انا عن درکنا راض یعنی میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں سو حق تقاضا لے اس سور میں ان دونوں معاملوں کو ذکر فرمایا ہے یعنی حضرت ابو بکر کا اور امین خلف کا اب سب اچائی اور برائی کو اور آدمیوں کو بہت کوشش غیرہ کو قیاس کر لیا جاسے عزیزی کا لَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْبَلَدِ اِذَا بَعَثْنٰی ۝ قسم کھاتا مبعوثین راستے جب چہا لیوے جا تا کہ اذہر یسے وَالْقَلْبِ اِذَا اُتِیَ ۝ اور قسم کھاتا ہوں میں دیکھی جب روشن ہو جاوے آفتاب کے نکلنے سے وَمَا خَلَقَ الذَّکُوْرَ الْاُنْثٰی ۝ اور قسم اؤسکی جنم پیدا کیا نہ اور مادہ کو یعنی آدم اور عورت کو یا عامی مخلوق تا مکی جوڑے اور وہ مضمون جبر مہ تیون متعین کہانی میں یہ ہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ تحقیق کوشش تمہاری علوان اور مخلوق کے بہت مختلف اور رنگ رنگ ہے جیسے ایلان اور صلح اور فسخ سخاوت اور بخل سپیدیم دوسرے عمل میں اور آدمیوں کے نیک اور بد کاموں کا مختلف ہونا اسقدر کثرت سے ہے کہ اوسکا شمار کوئی نہیں کر سکتا مگر اصل اونکی تین قسم سے باہر نہیں ہے چنکے نری خیر کہ کچھ ہی ملاؤ شر کا نہیں رکھتی اور دوسرے شر سے شر میں بوہی مہلائی کنی ہوتی ہے خیر اور شر ملی ہوئے چنانچہ تیون متعین مذکورہ میں انہیں تین قسم کی طبقہ اشارہ فرمایا ہے کہ علوان میں خیر محض وہ ہیں جو ظاہر اور باطن میں ایک ہوں اور اُن کے واسطے تین شرطیں ہیں

ہیں اول یہ کہ صورت اولیٰ شرع کے موافق ہو دوسرے یہ کہ نیت خالص ہو تیسرے یہ کہ عقداً صحیح اور یقین کامل سے کیا ہو اور شرعاً وہ میں کہ تینوں شرطیں مذکورہ اوہمین یا مل نہ جاوین یعنی صورت اسکی خلاف شرع کہ ہو اور نیت ہی بُری ہو اور باعقداً ہی سے کیا گیا ہو اور جہین خیر اور شرعی ہوئی ہے اسکی ہی کئی قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ صورت اول کی موافق شرع کے ہو مگر نیت فاسد جیسے نماز کسی کے دھماکے کے واسطے پڑنا دوسری قسم یہ ہے کہ صورت اسکی شرع کے خلاف ہو مگر نیت نیک ہوئے جیسے روزا پینا مرثیہ خوانی کر بلا کہ تنہید و ن کیواسطے یا باج نخواستہ کہ ذوق شوق حق تعالیٰ کا زیادہ ہو دوسرے تیسرے یہ کہ صورت اور نیت دونوں درست ہوں لیکن عقداً کی درستی سے نہ کیا ہو جیسا کہ فرود نخواستہ یہ خیرات کرنا انتہی ۵ **عزیزی ۵** وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝ ۱۰۱ واسطے حال کے ہے واسطے ہونے اسکے کے بعد فتح کے آؤ گفت الاسرار میں ہمے کہ اللہ تعالیٰ شب رات تیری و شرعے داد کہ انرا در قرآن مجید محل قسم کو در گردانید و این شرف از ان یافت کہ چون شب آید و دوستان خدا در مناجات شوند ہمہ شب تشریف صنامے نوشند و فطرت رضامے پوشند و عنایت محبوب مینوشند و چون سحر باشند کہ فرمان سدا در مائے این قہر بروز با کشتنید و دستہا سر و اوقات عرش مجید بر اندازند و مقربان حضرت ابرحق خاموش شوند آنگہ جبار کائنات و علو و کبر مائی خود خطاب کند کہ الا قد خلا کل حبیب بحبیہ فابن احبائی یعنی ہر دوستے با دوست خود در خلوت و شادی آمدند و دوستان میں کہا اند السیل لاج و لہصا نیام و العابدون انذی اہل الجلال قیام ۵ قال العاشقانی ۵ تم ملین غلت لہن و استر نور الروح اذا تجلی ملہن من لہما عنہا و جود قلب الذی عن عرش الرحمن ۵ **روح ۵** وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝ ۱۰۲ اما عبارت عن صفت الدائم کما فی ونا بنام و قیل ان ہا آدم و حوا علیہما السلام علی ان اللام للبعد قال سعدی ۵ یا ایہا الناس انما خلقکم من ذکر و انثی و وعد بعض النافین الیل ذکر و الہمارشہ و فی انشاء الی الذکر الذی ہو الروح و الانثی اللتی بیہ لہن قد ولد القلب من ذوا جہما ۵ **روح ۵** فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاسْتَفْحٰی ۝ وَاصْلٰقًا بِالْحَسَنِ ۝ فَسَنُکَثِّرْہٗ ۝ وَلِلْکَثِیْرِ ۝ پھر جس شخص خیرات کی اور ڈراخا کے عذاب سے اور سچ جانا نیک بات کو یعنی کلمہ طیب یا قرآن کو پھر اسکو ہم سچ میں دے دیں آسان کی راہ اس سورۃ کی کئی آیتیں حضرت ابو بکر صدیق کی ناسخ میں اور کئی آیتیں امیر غطف کے بیٹی یا ابو جہل کے حق میں ہیں **فابیدہ ۵** حضرت بلال غلام تھے امیر بن خلف کے اور ایمان کامل لے گئے اس نام امیر کا فر حضرت بلال کو نہایت دکنہایت تھا اور کہتا کہ دین اسلام سے پھر اور بتو کلو پو جا کر یہ نہ مانستے تھے ایک دن امیر نے حضرت بلال کو گرو میں لے دھوپ میں لٹا کر ایک پتھر بہا رہی اونکی چہاتی پر رکھا اور کہتا تھا کہ بتو کھذا اکلمہ وہ کہتے تھے کہ خدا ایک ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہے کہ نہ کہ او یہ حال دیکھ کر کھٹا

دل میں آجوا اور کہا کہ ہے امیر حیف بھیر لیے خدا کے دوست پر عذاب مت کرو سنے لگا کر
 درو آسے تو مجھے بلال کو مول لے لے حضرت صدیق نے کھا کہ سنے کو دیتا ہے اور سنے کھا
 نطاس رو سے کے بدلے سولنطاس دے حضرت صدیق کا نلام بہت خوبصورت اور دل
 دینار کا مالک تھا پر کا فر تھا ہرگز ایمان نہ لانا تھا حضرت صدیق اسے کہتے تھے کہ اگر تو ایمان لاوے
 تو مجھے مال سمیت انا دو کروں وہ نہ ماننا تھا اس سبب صدیق اکبر اس پر سبزا رہتے جب وہ بپا
 امیر سے سنی تو دلیں بہت عنینت جانا اور غوش ہو کر نطاس کو اس کے مال سمیت امیر کو دیا
 اور حضرت بلال کو اس سے لیکر آخرت کی صواب کی امید پر اس وقت انا کو کیا خدا قالی نے
 یہ تین اونکی شائین برہمین ۱۱ **ففتح الرحمن وجبرہ واکثر**
من الجحش واستغنى وحرس کسی نے بغل کیلے اپنے مال دینے میں اور بے پرواہی کی آخرت
 نعمتوں سے اور اس مال کو سبب بنا نا بے پرواہی کا **وکن ذاب یا تحسنہ** ۱۵ اور
 جہٹ لایا پیغمبر کی شریعت کو اور آخرت کی نیک خیرت کو تو بس اوس نے ایسا کام کیا کہ نرا
 برا ہے اسو اسے کہ بغل سب دینوں اور مذہبوں میں برہم ہے اور معیوب اور بے پرواہی آخرت
 کے ثواب سے بلکہ گھنڈ پر خیر کی قیمت کو بالکل درہم برہم کر دیتی ہے اور پیغمبر کی شریعت
 جہٹ لانے کے سبب اسکا اعتقاد فاسد ہو گیا تو کبھی وجہ سے اوسکی عمل میں بہتری پائی نہ گئی
 اسو طیکہ ظاہر عمل اسکا بغل سے اور باطن عمل اسکا بے پرواہی بل کے گھنڈ پر آخرت کے
 ثواب کے اعتقاد اسکا شریعت کو چھوٹا جاتا ہے اور یہ سب بائین بد میں تو بڑا مٹی اس کے نرمی ہو گئی
 چنانچہ فرماتے ہیں **فسککیتیرمہ للعسمرای** ۱۰ پرشتابی آسان کریں گے ہم اور پرستی
 اور دشواری کی راہ کو تاکہ باطل ہو نہیں اور بدعتوں میں محبت اور شقتیں کھینچی اور رنج اور ہمدردی
 اور نماز کی دو رکعتیں پڑھنے میں شبستی کرے اور دل چو اوے چنانچہ دوسرے جگہ یہ ہے **ففتح الرحمن**
وکن ذاب یا تحسنہ ۱۵ اور دوسری جگہ یہ فرمایا ہے **وکن ذاب یا تحسنہ**
 کبیرۃ الاعلیٰ انما شیعین اور جب موت ایسے لوگوں کو پہنچتی ہے تو نہایت سختی اور رنج سے
 اس جہان سے جاتا ہے گویا باغ سے کھل کے قید خانہ میں پڑا اور منکر لیکر کے سوال میں اور شر
 اور شرتیں اور حساب اور میزان میں طرح طرح کی سختیاں اور عذاب دیکھتا ہے اور بعد ان کے
 دوزخ میں پڑنا کھنڈہ عذاب ہے احو ذالمد منہا اور جس مال کو جو چڑھ کر رکھا تھا اس امید سے
 سختی کے وقت کام اور بھیجا اور اس کے سبب مصیبت آئی ہوئی مل جاوگی سو ایسے وقت میں
 اس سے جدا ہو گیا اور داروں کی باتہ میں پڑا ۱۱ **عزیزی** ۱۱ **فسککیتیرمہ**
للعسمرای یعنی ہیں جہاں کر دانیہم ورا بے صفیہ کہ مودعی دشواری و سخت بود یعنی کردار
 کہ اور اب دوزخ بروقیہ اشارۃ الی آن میں بغل فی لفۃ بالطاعۃ والعبادۃ الروحیۃ و لہو القلیۃ و تغیر
 عن الاقبال عینا و کذب باکسنہ الہی اعطینا باایہ من سلامۃ الاعضاء و اجوارح و اجباد و المال

فَسَيُجِزُّهُ لِلْعَشْرِ عَشْرِي وَسَيُبْعِدُهَا وَالطَّرِيقُ مَسْجُودٌ لِمَا حَبَابُ رَحِمِ الْبَيَانِ هُ عَنْ بَنِي
 مَوْحِي الْبَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِنْ لِقَاسِ مَنُوسَةِ الْأَقْدَابِ سَكَا بِنَا مِنْ نَجْمَةِ وَالنَّارِ فَتَقَالِ بِلَا أَوْ تَقَالِ
 عَلَى كِتَابِنَا وَنَعْمُ الْعَمَلُ قَالِ لَا أَوْلَاكَ لَكِنْ عَمَلُكَ فَخُلْ مِثْلَ مَا خَلَقْتَ لَهُ مَا أَمِنْ الْأَعْدَاءِ وَغَيْرِهِمْ لَعَلَّ الْإِنْفَاقَ
 وَامَا اِزِلْ الْعَادَةَ قِيَمَتِ لَعَلَّ اِزِلْ الْعَادَةَ ثُمَّ تَلَا قُرْآنِي عَنْ عَطَا قَالِ كَانَ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ
 نَخْلَةٌ وَكَانَ لِعَبَارِيقَةٍ مِنْ لِبْهَانِي وَارْجَاهُ وَكَانَ صَبِيحًا نِيْمًا وَلَوْ أَنَّ سَنَةً فَكُنَا ذَلِكَ إِلَى الْبَنِي فَقَالِ
 الْبَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَارِيقَةٍ فِي الْجَمْعَةِ فَإِنْ فَخِرْتَ فَلَيْتَهُ أَبُو الْأَعْلَاجِ فَقَالِ بَلْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا عَجَبٌ
 لَيْتَنِ حَايِلًا فَقَالِ بَلْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا عَجَبٌ لَيْتَنِ حَايِلًا فَقَالِ بَلْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا عَجَبٌ لَيْتَنِ حَايِلًا
 قَالِ نَعَمْ قَالِ هِيَ كَانَتْ بَيْنَهُمَا عَجَبٌ لَيْتَنِ حَايِلًا فَقَالِ بَلْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا عَجَبٌ لَيْتَنِ حَايِلًا
 إِذَا لَعْنَتُهُ هَكَذَا تَوَرَّكَ سَعْيُكُمْ كَسَيْتُمْ أَبُو الْأَعْلَاجِ وَالْأَنْصَارِ صَبَا لَعْنَتُهُ فَكُنَا
 أَسْطَحَى وَالتَّقَى ۝ أَبُو الْأَعْلَاجِ وَصَدَّقَ بِالْحَقِّ سَيُجِزُّهُ لِلْعَشْرِ عَشْرِي ۝ لَيْتَنِ
 وَبَنِي وَكَافَرْتُمْ بِالْحَقِّ لَيْتَنِ الْإِنْفَاقِ وَكَذَلِكَ بِالْحَقِّ لَيْتَنِ الْإِنْفَاقِ لَيْتَنِ الْإِنْفَاقِ
 وَابْنُ عَنَّةَ مَا لَكَ إِذَا دُعِيَ أَنْ عَلَيْكَ الْهَدْيُ أَوْ رَجَا وَكَانَ دُونَ دُرٍّ كَيْفَا عَذَابِ وَسْ
 مَالٍ وَكَانَ بَيْنَهُمَا عَجَبٌ كَوْرَيْنِ هَارِادُمْ هَمَّ سَوْجَا دِينًا رَاهِجًا حَقٍّ أَوْ رَاطِلًا دُونَ دُرٍّ عَجَبًا وَكَانَ
 لَنَا الْأَجْرَةَ وَكَانَ دُونَ ۝ أَوْ هَارِادُمْ هَمَّ بَيْنِ عَمَّاكَ بَيْنِ آخِرَتِ كِيٍّ أَوْ دُونَا
 جَكَوْجَا بَيْنِ عَجَبَيْنِ فَإِنْ دُرٌّ لَكَ نَارَاتِ لَطْفَةٍ ۝ بِهَرَمٍ دُونَ بَيْنِ عَمَّاكَ بَيْنِ آخِرَتِ كِيٍّ أَوْ دُونَا
 بَصَلَهُمَا الْأَلَا شَقَى الَّذِي كَذَبَ وَتَوَلَّى هَذَا أَنْزَارًا وَكَانَ كِيٍّ أَوْ دُونَا
 جَانَا بِهَرَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْرَيْنِ هَارِادُمْ هَمَّ بَيْنِ عَمَّاكَ بَيْنِ آخِرَتِ كِيٍّ أَوْ دُونَا
 قَسَمُ كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 مِيرْكَوْجَا رَهْمًا هَمَّ أَوْ رَجَا هَمَّ مَالٍ حِيدَا كِيٍّ أَوْ دُونَا هَمَّ مَالٍ حِيدَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 أَنْزَارًا لَسَنَةً كِيٍّ أَوْ دُونَا هَمَّ أَوْ رَجَا هَمَّ مَالٍ حِيدَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 بِهَرَمٍ لَسَنَةً لَسَنَةً هَمَّ أَوْ رَجَا هَمَّ مَالٍ حِيدَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 سَسَمِي كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 أَوْ كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 كَامِ أَيْكَ أَنْ نِيْمَتِ أَوْ نَارُ دُونَ ۝ هَمَّ أَوْ رَجَا هَمَّ مَالٍ حِيدَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 حَقِيقَتِ مِينَ بِهَرَمٍ عَمَّا دُونَ هَمَّ أَوْ رَجَا هَمَّ مَالٍ حِيدَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 أَيْكَ اسْ قَسَمُ كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 مِينَ أَوْ حَشْرًا أَوْ لَسَنَةً كَامِ أَوْ رَجَا هَمَّ مَالٍ حِيدَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 أَوْ رَافِيَا أَوْ رَافِيَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا
 أَصْرًا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا كِيٍّ أَوْ دُونَا

اوتھنے جدا ہوئے والی بہن ہے جیسے کافر اور شرک کی شفاعت اوتھنے حق میں کام نہ آئیگی
اور قبول نہ ہوگی سو جو پہلی قسم میں مبتلا ہیں وہی شقی ہیں اور جو دوسری قسم کے گرفتار ہیں
وہے شقی ہیں اس واسطے اشقی کی تفسیر میں یہاں اشارہ ہوا اَلْاِثْمِی کَلْبًا وَاَسْوٰی ۵
یعنی سب بد بخون بکڑا بد بخت وہ ہے جسے دیکھو جھٹایا اور اسے قتالی کے حکم سے منہ کو
موڑا اور یہ تفسیر مطابق نہیں ہوئی مگر کفار پر اس واسطے کہ مسلمان کفار ہی بڑا اگنہ کرے اہلین
دین کی تصدیق میں اوسکی کچھ فرق نہیں آتا یعنی دین اسلام کو ہرگز ہرگز جو انہیں ماننا
اور اللہ تعالیٰ کے حکم قبول کرنے سے کہنی منہ نہیں موڑتا یعنی یہ نہیں کہتا کہ یہ حکم جو ہے
بلکہ یہی کہتا ہے کہ یہ حکم برحق ہیں بخلافش کی شامت سے مجھے کچھ بد نہیں سکتا مگر ہری
اب بیان پر راقی رہا ایک سوال اور وہ سوال یہ ہے کہ جب اشقی سے مراد کافر و نافرمان ہیں
جانیگا انحصار کافر ہی کے واسطے ہونا اسکے کیا معنی ہوں گے اس واسطے کہ گنہگار یا نافرمان
اگ میں جانا و اسکے گناہ کی قدر ثابت ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بیان
وہ اگ مراد ہے جسکی ایک دوسو برس کی راہ سے کہیں لے گی اور یہ اگ خاص ہے کافروں کے
واسطے اور مومن گنہگار اگرچہ بعد رگنا ہوں گے اگ میں رہیں گے لیکن وہ اگ اور ہے یہ اگ نہیں ہے
جو کافروں کے واسطے خاص ہے تو اس صورت میں حصہ درست ہو گیا اور بعض مفسران نے
اس شبہ کے جواب میں ایسا لکھا ہے جو کہ مسلمان گنہگار کا دوزخ میں جانا جہنم نامی یعنی کہہ کی
اور ادب دینے کی طور ہو گا تو گویا اگ میں جانا ہوا اگ میں جانا وہ ہے جسکے بعد کبھی نکلنا نہ ہو
ایسا جانا خاص ہے کافروں کے واسطے تو حصہ سے اس طرح کا داخل ہونا مراد ہے نہ مطلق دوزخ
چنانچہ بولتے ہیں کہ کوئی نہ لڑا مگر زید اور غنیمت نہ پائے مگر عمر نے یعنی لڑنا جیسا چاہے دیا
کوئی نہ لڑا مگر زید اور غنیمت کا مال بہت کسے پنا یا مگر عمر نے اور جو اگلے آیت میں بھی لکھا ہے
اَلَا تَنْفٰی کے لفظ وارد ہے حصہ کا حرف مذکور نہیں ہے تو دامن یہ شبہ ہی نہیں وارد ہوتا ہے
اور وہ جو بعضوں نے لکھا ہے کہ جب ناکر لفظ کے لفظ سے خاص اگ مراد ہوئی جو کافروں کے
ہے تو اس اگ سے دوسرے میں سب بیان و اشتریک میں خاص اتفاقی کی تعریف ہو جی نہ گئی ہوگی
جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اوس اگ سے دور رہا یہی بہت طرحوں سے ہوتا ہے سو کہتے ہو کہ
اتفاقی کے واسطے اور دوسرے ہونے کو وہ دوری حاصل نہیں ہے اور یہ تھال ہے کہ بعض
کی ضمیر اگ مطلق کی طرف پھرتی ہو اگ مقید مذکور کی قرینہ سے یعنی جب اوس اگ کا جو کافر
واسطے خاص ہے تو کہوا تو ظاہر اگ ہی اوس میں پائی گئی تو اوس مطلق کی طرف ضمیر ہر سکتی ہے
عزیز حق لہ لہ ان عکس کا کہہ دای استناف مقرر لما قبلہ ان عینا بموجب مفسرنا انہو
علی حکم انہو انہو حیث خلقنا خلق لہ انہو انہو لم طریق الہدی الودی انہو طریق لہ لہ انہو
وہ قتلنا ذاک بالافراد علیہ حیث بنیاسک کلا الطریقین ترعینا و ترعینا ان الہدایہ علی اللہ

حاشیہ: اگ میں سب بیان و اشتریک میں خاص اتفاقی کی تعریف ہو جی نہ گئی ہوگی

روح البیان ۵۰۲ وکسی بحث کا لائق الہی یوقہ الذلک فی وجہ دور و دور جاوے گا
 اوس آیت وہ دشنے والا جسے یا مال اپنا خدا تک کی راہ میں اور چاہا اوس مال دینے سے پاکیزہ
 اور تہائی ۵ عزیزی ۵ کا کہتے تھے کہ بلال کا حق تھا صدیق اکبر پر سوا سطلے اوسے
 سہ طرح ایک راہ اور کما سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جو میں صدیق نے صرف آخرت کے ثواب کی
 امید نہ اوسے لیکر آباد کیا و مَا لَاحِقًا مِنْ تَعْمَةِ الْخَيْرِ اور تہا نزدیک صدیق کے کچھ چاہا
 بلال کا جو اوسکا بدلہ لے کر اَلَا بُتَغَاءَ وَجْهَ رَبِّہِ اَلَا عَلٰی مگر واسطے خوشی خدا تک کے جو پروردگار
 ہے بڑا بے نہایت بزرگ و کَسُوفَ یُضَوِّیۡہِ اور البتہ راضی ہوگا خدا تعالیٰ صدیق سے اور دیکھو
 صدیق کو جو وعدہ کیا ہے آخرت کے ثواب کا ۵ معا عزیزی ۵ ۵ ف ۵ اہل
 سنت اور جماعت نے حضرت ابو بکر ص کی فضیلت اور بزرگی سب امت پر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ
 وسلم کے کسب مابون میں سب مسلمانوں سے کفائی ہے اور یہی آیت کہی دلیل ہے
 تقریر اس دلیل کی اس طرح یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حق تعالیٰ نے حق
 فرمایا ہے اور دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ ان اگر کم عندہ تفتکم یعنی بونیک بڑا بزرگ
 تم میں سے اللہ تک کے نزدیک وہ ہے جو بڑا متقی ہے تو ان دونوں آیتوں میں تو متقی و جو
 ایسا ثابت ہو اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آدمیوں میں بڑے بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 اور یہی سبب ہیں فضیلت کے اور تفصیلی لوگ کہتے ہیں کہ بیان پر اقلی سے متقی مراد ہے یہ
 کہ جو سب زیادہ ہو تقویٰ میں وہ مراد ہوا سوا سطلے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشبہ کمتر تھے تو ان معنوں سے ان پر اقلی ہونا ثابت ہوا بلکہ لفظ
 جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر البتہ صادق ہوتی ہے اور جب التفقہ کے معنوں میں
 ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا فضل ہونا سب امت پر ثابت ہوا اول سنت ان کے جواب میں
 کہتے ہیں کہ اقلے کو اقلے کے معنوں میں کہنا عربی لغت کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام
 کو کوئی شبہ عربی ہے اسی معنوں پر ڈھلانا جو عربی محاورہ کے خلاف ہو درست نہیں ہے
 اور جو ضرورت ان معنوں کی بیان کرنے میں مراد لینے میں بیان کرتے ہیں وہ مردود ہے
 کیونکہ کلام دوسرے آدمیوں میں نہ پیغمبروں میں اس واسطے کہ شریعت کے قواعد سے
 معلوم ہو چکا ہے کہ سب پیغمبر بزرگ اور مرتبہ میں اللہ تک کے نزدیک سب سے بڑے ہیں چنانچہ
 کہ دوسرے آدمیوں پر اور دوسرے آدمیوں کو پیغمبروں پر کسی امر میں قیاس نہ کیا جائے اس واسطے
 کہ ایسے لفظوں کے بولی نے سے بزرگی و بڑائی کے مقام پر عرف شرعی میں ہت ہے
 مراد ہوتی ہے پیغمبر ہرگز اس میں مراد نہیں ہوتی اور عرف کے تخصیص کے تخصیص تقویٰ
 ہوتی ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ گیسوں کی روٹی دوسری روٹی سے چھی ہوتی ہے
 تو اسکا اس سے پہلے لوجھا جاوے گا کہ اجماع کی روٹی سے ہی بہتر ہوتی ہے باوجود سہاٹ کے

کہ بادام کی یہی روٹی ہوتی تھی لیکن وہ اس کلام میں خارج ہے اس واسطے کہ اس کلام کے بولنے سے وہ روٹی مراد ہے جو غلی سے ہونہ وہ روٹی جو میوے سے بنی ہو اور بعض اہل سنت اور جماعت کے بزرگوں سے سنا گیا ہے کہ فرماتے تھے کہ لقمے یہاں اپنے اصل معنی تفصیل پر ہے یعنی وہ شخص کہ تقویٰ میں زیادہ ہو اپنے سوا کُل پر خواہ غنیمت ہو، خواہ امت لیکن یہ خاص اُن لوگوں کی نسبت سے ہے جو زندہ ہیں تو حضرت ابو بکرؓ آخر عمر میں بعد رحلت آنحضرتؐ علیہ السلام کے کہ ان کی خلافت کا زمانہ تھا اس کلمے کی مصداق ہو سکتے ہیں یعنی اعلیٰ علیہ السلام وقت میں ان پر صادق آتا ہے اور حضرت عیسیٰ علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو زمین بنین ہیں بلکہ آسمان پر ہیں تو دنیا والوں کے نزدیک مرد کی حکم رکھتے ہیں اور اعلیٰ کو یہ لازم نہیں ہے کہ ہر وقت اور ہر شخص کی نسبت سے زندہ ہو یا مردہ تقویٰ میں زیادہ ہو اگر ایسا ہو تو کسی کو معنی کہنا بھی درست ہو اس واسطے کہ لڑک بن میں تقویٰ ہو نہیں سکتا ہے اور ہر منصب ہر مرتبہ کو جو شرع میں محمود ہیں ان سب میں آخر عمر کا اعتبار ہے جیسے صاحب ہو یا غوث ہو یا قاطب ہو یا ولی ہو یا نبی ہو یا اس واسطے جو شخص کہ اپنے عمر میں ان مرتبہ کو پہنچتے ہیں ان کو یہی انہی القابوں سے ذکر کرتے ہیں اگرچہ لڑک بن میں اور جوانی میں ان کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا تو معلوم ہوا کہ لقمے اسی کو کہتے ہیں جو اپنے آخر عمر میں کہ وہ ہے علویں کے اعتبار سے وقت سے اپنے زمانے کے لوگوں سے جو زندہ ہیں فضل ہو اور تقویٰ میں زیادہ پس اس تقریر سے اپنا مطلب ثابت ہوا بغیر تکلف اور تاویل کے اور دوزخ کی آگ سے دور رہنے میں اعلیٰ فرمایا ہے تو اب وہ عمل اور نیک اعمال کے اوترنے کے وقت دکاہ آگاہی میں مقبول ہوئی ہے یاد فرماتے ہیں النبی یؤتی مالہ الی آخرہ اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کا سداک اور حسان مجھے ایسا نہیں کہ جبکا بدلہ دنیا میں میں نے اس کے ساتھ نہ کیا ہو سوائے ابو بکرؓ کے کہ اس کے احسان اور سداک کا عیوض میں نے نہیں کیا اس کا عیوض اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عنایت فرمادے گا اور جامعہ عبد الرزاق میں صحیح طریق سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا مال مسلمانین سے میرے کام آیا نہیں آیا بھیا ابو بکرؓ کا مال میری ضرورت پر کام آیا وہی کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مال کو ہر طرح سے صرف کرتے تھے جیسے کوئی اپنا مال خرچ کرتا ہے اور ابن ماجہ کی سنن میں مذکور ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مال سے جو کچھ اس قدر نفع نہیں ہوا جتنا ابو بکرؓ کے مال سے ہو کچھ نفع ہوا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دنان پر حاضر تھے گویہ درازی کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں یہی آپکا ہوں اور میرا مال آپکا ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز پہلے اپنے وفات سے خلیفہ پڑھا اور اس میں تعریف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت ارشاد فرمائی اور میں سے پہلے

فرمایا کسی کا احسان مال و سلوک اور حق اخذت یمن اور جان کا بھروسہ ہرگز نہیں ہے جو
ابوبکر کا ہے اپنی بیٹی میرے نکاح میں نہی اور مجھے ہرنہ لیا اور بلال کو اپنی خالص مال کے
مول لیکر لڑو کیا اور کہے سے مدینہ کو ہجرت کی سفر میں سب سہا ب زاد و راحہ کا درست کر کے چھوڑ
دیا اور اپنی جان و مال سے ۷۰ شہ میری عمر داری کر تارا سو اب سب کی دلازی و مشرق کی فتنہ
بندر۔ و سوائے ابوبکر کے دروازے کے ہر جگہ سے نواب کا اندازہ اور مرتبہ کمال حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کا بوجہ چاہیے کہ کقدر ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء سہر بھی اگر کسی کو
آپ کو مرتبہ میں شک شبہ باقی رہے تو یہ سمجھ لے کہ ایمان کی آفتاب کا پیر تو بلکہ پیر جہا و اپنی
اوس کے دل پر ہنسی سے ورنہ بید پر فرشتہ چشم چشم آفتاب را چہ گناہ ۵۰ اور حضرت ابوبکر صدیق
کے کمال مرتبہ اس سے زیادہ کیا ہو گا علام الغیوب خود او کس کی دل خلاص پیر کو اتنی دیتا ہے
اور اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے اَلَا بُنْتِخَاءُ وَجْهَهُ کَرِّهَ الْاَحْمَلِیَّہِ اور بڑی کمال کے مرتبہ
پیر حضرت ابوبکر صدیق کی بیہ بات دلائل کرتی ہے کہ حقیقی نے جسطرح سے اپنے پیغمبر کی
دل جوئی اور خاطر داری کیواسطے انہی کی سورت میں وعدہ فرمایا ہے کہ ولسوف یطیعک
ربک فترضے سہی طرح سے اس سورت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے وعدہ
رضامندی کا فرمایا ہے کہ ولسوف یرضی عنک سہی طرح سے وہ دو جہاں کہتی
ہے ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق کی طرف پہری دوسری یہ کہ حقیقی کی طرف پہری
لیکن دونوں صورتیں اپنا مطلب حاصل ہے و نعم ما قبل سخت اگر دیکھ دہنشن اور تکلف
مگر کچھ نہ طرب و بکند زہی شرف یعنی اگر اپنے نصیب کے مدد سے معشوق کا دامن ہاتھ میں
آوے پھر اگر میں اوس کو کھنڈن تو نہ ہی نصیب میرے اور اگر وہ کہتے تو نہ ہے بزرگی اپنی
رشد لان صدیق اعظم کہ نہ اقلیم تعد لغیش مسلم نہ ہشت روز دین را و دشنامی شد و اہل نصیب
آشنائی ولسوف یرضی عنک جو اب قسم مضمر اسی و ابہد کوف یرضی ذالک الاتقی الموصوف بما ذکر
عن ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم من قراء سورۃ واللیل اعطاه اللہ تعالیٰ حتی یرضی اللہ عنہ عنہ من اعظم
الیسری و روح البیان و بیضاوی و عزیزی ۵ سورۃ الضحیٰ
دہضی سورۃ ملی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں اور چالیس کلمے اور ایک سو یا نوے حرف ہیں
اور سکو دہضی اس واسطے کہتے ہیں کہ اس سورت میں اول قسم ضخی کی کہانی سے اور ضخی
کے معنی دن چڑھے کا وقت اور آفتاب بلند ہونیکا وقت ہے اور اوسوقت کا پیر و زرات
اندھیرے کے بعد وحی بار بار انکی دلیل ہے اور اس سورت نازل ہونے سے ہی مقصود
کہ وحی اکثر اوقات آیا کرے پس اس کے نازل ہونیکا سبب یہ کہتے ہیں کہ جب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں ہلام کی دعوت شروع کی اور لوگوں کو میدان کی راہ پر بلانے
لگے تب کمر دالون نے مدینے کے یہودیوں کے پاس آدمی بھیجے کہ ہم میں ایک شخص ایسا ہے جس کا

۵۰۴

جو نبوت اور پیغمبر کیا دعویٰ کرتا ہے، اس کے صحابی آزمائے کے واسطے کچھ نشان بتاؤ کہ تم اہل کتاب ہو اور پیغمبروں کی نشانیں سے خوف واقف ہو، تاکہ اس نشانی سے ہم اسی امتحان کریں، یہودیوں نے کھاکہ تم اس سچے ترین چیز میں پوچھو کہ رذوالقرن کا احوال اور صحاب کعب کا قصہ اور حقیقتِ روم کی کمی کے کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر دن تین چیزوں کا سوال کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں ان تین چیزوں کی خبر تم کو کل دے گا اور اس وقت انشا اللہ تم کو کہنا ابلی زبان مبارک پر نہ کیا تو کسی دن تک وحی کا آنا بند رہا، بعضے کہتے ہیں دن تین تک اور بعضے پندرہ دن تک اور بعضوں نے اسے ہی نیکوہ کھا ہے یعنی چالیس دن تک، یہی نہ آئی، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براغرم ہوا دشمن اس کی خوشی سے طعن اور بدگوئی کرنے لگے، یہاں تک کہ ابوالہب مجلس کہتا تھا کہ اِنَّكَ لَمُحْجَاٌ وَاَنَّكَ لَمَكْرُوهٌ وَاَنَّكَ لَمَكْلُوفٌ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خدائی چھوڑ دیا اور ناخوش ہوا اور ابولہب نے دو جوڑوں کے چھوڑ دی اور ہٹھول سے کہ عورتوں کی طبیعت میں ہوتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور شریف میں اگر بولی کہ مآ آری سست پیٹکا، اِنَّكَ لَمَكْرُوهٌ وَاَنَّكَ لَمَكْلُوفٌ یعنی تیرا شیطان جو تیرے بس آتا تھا، تم کو چھوڑ گیا، ایسے وحشت ناک باتوں سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ غم ہوا، نبی کی خدیجہ کبریٰ یعنی اللہ عنہا کہ پس جا کر یہ بات کہنے لگے، اسی حالت میں یہ کورت نازل ہوئی اور اس کے شروع میں دن اور رات کا آنا جانا اور عالم میں روشنی اندھیرے کے ہمہ گیر پانچا، فرمایا تا اس امر کو سمجھیں کہ دنیا کی جاں و مال ایک حال پر نہیں کہیں روز و رات سارے جہان کو روشن کرنا ہے اور کہیں اندھیری رات اندھیرا کر دیتی ہے جیسا نور ہمیشہ قیام نہیں کرتا، ویسا ہی اندھیرا ہی سدا نہیں، اندھیرے کے بعد اور جال آتا ہے اور اور جالے کے بعد اندھیرا ہو جاتا ہے، اسے موجب وحی کا آنا اور اسکا بند ہونا سمجھا چاہیے اگر کسی روز ایک حاکم تو دلالت ہوا چاہیے، ہمیں یہی حکمتیں ہیں، صراطِ حق میں حکمتیں ہیں، اللہ تعالیٰ تعالیٰ و التَّحْقِیُّ وَاللَّیْسُ اِلَّا اَلْبَیْضُ م قسم ہے دن چڑھنے کی جگہ دیوبہ پہلے جاتی اور قسم ہے رات کی جگہ اندھیرا ہوتا ہے ترجمہ کاف لکھائی دن حضرت جبریل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حکم اور آیت قرآن شریف کی نازل کافروں نے لعنہ دنیا شروع کیا اور کہا کہ محمد کے خدے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا اور اس پر لازم خدا تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اِنَّ مُحَمَّدًا عَلٰی سَلَمٍ مَّا وَاَدْخَلْتُ رَحْمَتًا وَاَمَّا قُلُوْبُ ۙ ہنیں چھوڑا، تم کو پروردگار تیرے نے اور ہمیں نیارا ہوا، جیسے یہ کافر جو فی ہن تو فکرا کر اور بیان ایک بحث پر کہ سورہ والکس میں اول رات کی قسم کہا لی ہے بعد اس کے دن کی اور سورہ الضحیٰ میں خدا کے فرمایا ہکا کیا سبک مفسرین نے یوں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ہی ایک طرح کی فضیلت شرافت سے خصوصیت بخشی ہے کہ رحمت اور آرام اور سکون اور خواب اور پردہ پوشی کا سبب ہے

علی بن ابی القیس دیکو ہی ایک طور کے بزرگ اور کرامت سے مخصوص فرمایا ہے کہ وہ معیشت کی کاروائی
 کی دستی کا ایک دوسرے کی ملاقات کا آمد و رفت کے آسانیکا باعث ہے اور وائیل مین راکٹی تم
 مقدم اور واضحی مین دن کی قسم مقدم لانے مین یہ ہیں ہے کہ وائیل کی موت حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ کی ان مین ہے اور انکو نو اسلام کے اول کفر کی تائید کی لائق تھے یہ یحییٰ
 کی سکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شائین ہے کہ انکو ابتدا ہے عصمت کا نور حاصل تھا اور
 واضحی کی سورتکو ذمہ کی ذکر سے شروع کیا کہ نوزایا کنی مانند ہے اور اسکا ایک الطیفہ اور ہے کہ اگر
 شروع مین راکٹو ذکر کریں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شائے پہر تھے اور پھر مین
 تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملین کہ دن کی مانند مین جیسا کہ رات کے بعد دن آتا ہے اور
 اگر روز کو شروع مین ذکر کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منابہ ہے بعد از ان اور مین بلا صلا
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پائین کہ راکٹی مانند مین کیونکہ روز کے پیچھے بلا فاصلہ رات آتی ہے
 اور اس لطیفے سے ان دونوں بزرگوار دن کی رفاقت ایک تن ایک مین کی ہیئت اچھی تھی
 جلوہ گر ہوتی ہے چنانچہ اس نفاقت کا اثر غار کے مقصد سے اور ایک جگہ مدفون ہونے سے اور
 دوسری صحبتوں سے ظاہر ہوا ہے اور بیان ایک لطیفہ اور ہی ہے کہ جب کا فروغی رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان کیا کہ تم کو تیرے پروردگار نے چھوڑ دیا اور رخصت کیا اور دعویٰ ہوئے
 تب مدعی پر شاہد لانا اور منکر پر تم کھانا ضرور پڑا تو پہلے انکو کھا کر اس دعویٰ کو شاہد لاجب
 شاہد لانی مین عاجز ہونے تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم کھانا لازم ہوا تو دن اور
 رات کی قسم کھلا اور ہونے نے دعا کا انکار کیا اور بعض مفسرین نے یون کہا ہے کہ صحنی سے
 مراد رسول کی ولادت کا دن ہے اور لیل سے مراد ولع کی رات اور بعض کہتے ہیں کہ صحنی سے مراد
 رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک ہے اور لیل سے مراد ہندو عالم کی بال کہ سیاہی مین
 رات کی مانند مین اور بعض کہتے ہیں کہ صحنی سے مراد رسول اکرم ص کی وفات کا دن ہے اور لیل سے
 مراد ہندو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت مین مشغول ہونی کی رات اور بعض کہتے ہیں کہ صحنی سے مراد
 اوسے علم کا نور ہے جو حضرت ص کو دیا تھا اور اوسکی سبب عالم غیب کے سرا رنگت ہوئی اور
 لیل سے مراد عفو اور بخشش کا خلق ہے جس سے امت کے عیدوں کو ڈانگ لیا اور بعض کہتے ہیں
 کہ صحنی سے مراد اسلام کا اقبال ہے اور لیل سے مراد اسلام کی غریب سست ہوئی کا زمانہ چنانچہ
 حدیث شریف مین آیا ہے ان الاسلام سیود غریب یعنی تحقیق اسلام نزدیک ہے کہ غریب اور
 ہو جائیگا اور بعض کہتے ہیں کہ صحنی سے مراد زندگانی کا وقت ہے اور لیل سے مراد قبر مین جا
 وقت ہے اور یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں اور یہ وقت صحنی کا ہیئت خصوصیتیں رکھتا ہے ایک یہ
 کہ روزی کی تلاش کا اور علم و ہنر حاصل کرنیکا اکثر یہی وقت ہے دوسرے یہ کہ یہ وقت نور
 نماز سے خالی ہے اور نفسی عبادت کے واسطے فرغت تیری یہ کہ اسید وقت مین خدا تعالیٰ نے موسے

موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا کرتے تھے یہ کہ اس وقت میں فرعون کے جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر بیان لائے تھے اور سجدہ کیا پس یہ وقت نوح کے کمال طہر ہو چکا وقت ہے اہل کے انہیں سے یہ کہ اسکا اثر اگلی امتوں پر ہو گیا تھا یا پھر یہ کہ صبح کی نماز کے ادنیٰ جابر کعبیت اور اعلیٰ بارہ کعبیت ہیں ان اس نماز کی بہت فضیلتیں جو حدیث شریفین میں ہیں اس وقت مقرر ہے اور تجربہ والوں نے لکھا ہے کہ جو فقر و فاقے سے ڈرتا ہو اسی چاہیے کہ صبح کی نماز پڑھا کرے اور قبر کے اندر سے سے ڈر کر پوچھ جائے کہ تہجد کی نماز پڑھتا رہے اور شاخوں کی آواز میں غرر ہے کہ صبح کی نماز چار رکعتوں میں یہ چار سو تین سورۃ وائس اور سورۃ الدلیل اور سورۃ الفجر اور سورۃ الم نشر پڑھتے ہیں و صلاۃ الصبح سنۃ بالاتفاق و وقتہا اذا علت الشمس لے قبل وقت الزوال وہی عندی حقیقۃ رکعتان اور لم یسکتہ و عند مالک لا یخسر و عند الشافعی واحد لہما لکنا و مختلف فی اکثرہما فقال الشافعی ثنتا عشرۃ و قال احمد ثمان و مولدنی علیہ الاثر و من صحابہ انما و صحیح النووی فی تحقیق و قد یصح ان البیہی علیہ السلام سلم الصبح یوم فتح مکہ ثنائی رکعات و ہونی تہ ام ہانی و کان یصلی صلوۃ الصبح قبل ذالک ایضاً و اکثر علماء اور و تہجاب بسکی کی میں مختاروں یہی ہے اور شیخ ولی الدین ابن تہلک نے لکھا ہے کہ صحیح حدیث مشہورہ یہ ہے اب صلات صبح کے بہت بہت آئی ہیں بیان کیا کہ کہا ہے محمد بن جریر طبرانی نے کہ خبر اس باب میں درج ہو کر صغوی کو جو پوچھ رہا ہے اور قاضی ابی بکر نے لکھا ہے یہ نماز اگلی انبیاء اور رسولوں کی ہے اور سوطی لایا ہے و لیوں سے کہ اوسنی نقل کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ صلاۃ صبح اکثر صلاۃ داؤد علیہ السلام کی ہے اور ابن ماجہ حدیث ثوبان سے لایا ہے کہ نماز صبح ایسی نماز ہے کہ محافظت کرتے تھے اوسے آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام صلوات اللہ علیہم جمیعاً ہام و لاخرۃ و خیر لکس میں لکھی اور ہر طرح آخرت یعنی و فحان بہتر ہے نیچے اسے کہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے و کسوف و عظیمہ و کربک فتر صبحی اور البیہی نے لکھا تجکو پروردگار تیرا ہی خدا یا کچھ کہہ تو راضی ہو گا ایسی ہی بخشش کر لگا تھانے تجھ پر کچھ آرزو بات نہی کی فلم اور یہ وعدہ نہایت وسعت اور فراخی کے کہتا ہے اور خصوصاً وعدہ حاجب یعنی وہ پیغمبر چکو ہم وعدہ دیا ہے ایسے پیغمبر عالمی شان ہیں اونکے وصلی ہند اور ہر نظر کر دیکھا چاہیے کہ لحد ثنائیتین اور بخشش دی جاوے گا مخصوص اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرمایا کہ میں ہرگز نہیں مہین ہونیکا جیت کہ اپنی امت سے ایک ایک آدمی کو بہشت میں داخل نہ کروں گا اور اس خباب رسالت مآب کے حق میں اونکی روح مبارک پیدا ہونیکی ابتدا سے بہشت میں داخل ہونے تک جو وہی بخشش اور ثنائیتین عطا ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں اور ہونگی سو قیاس اور بیان کے احاطے باہر ہیں اور میں کے کچھ محل اور غلامیہ بیان کرتے ہیں تاکہ اس آیت کی

سنی بہت اچھی طرح سے والو کی ذہن میں گزرتی ایک یہ ہے کہ حضرت اپنے پیٹھ کے پیچھا ریا
 دیکھتے تھے جیسے در در اور رات کی وقت اندھیرے میں آیا دیکھتے تھے تھے میا و فکر روشنی میں
 اور حضرت مگر مہند مبارک کا لعاب کہاری بائی کو میٹھا کرتا تھا اور شہرہ بچہ کو اپنی ہنڈ کے اندر
 ایک قطرہ چکھاتے تھے تو یہ بھی سارا دن پیٹ پر ہے رہتے تھے دن پر دوہ طلب کرتے تھے
 چنانچہ عاشرہ کے دن اہل بیت کے بچوں کے بچہ ہو ابے اور حضرت مکی غلین سپید رنگ
 اصل شفا ہتین امین سے صلا مال کا نام نہ تھا اور حضرت مکی آواز اتنی دوجانی ہوتی جو
 اور وکی آواز او کی دسویں حصے تک نہ جاتی ہوتی اور وکی آواز اتنی دوسری سختی ہوتی جو اور وکی
 آواز اوس بلے سے سن نہ سکتے تھے اور حضرت مکی غلین سو جانی ہتین اور دل جاتا تھا تھا
 اور حضرت مکی کو ساری عمر میں جہاں نہ آئی اور کبھی حلام ہوا اور وکی بلین مبارک کا پسینہ نکلتا
 بہت خوشبو تو تھا یہاں تک کہ اگر کسی دستے سے آب تشریف لیجاتے تو لوگ اوس کے پسینہ کی
 خوشبو کے سبب کہ جو اوس ہوا میں پہلے ہی ہوتی معلوم کرتے تھے کہ حضرت مکی اس سے تشریف
 لگے ہیں اور کسی آدمی نے اوسکے پیچہ کو زمین پر نہ دیکھا زمین پہلے مگر گھل لیتی تھی اور اوس
 جگہ سے مشک کی خوشبو نکلتی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو لگے کہ وقت ختمہ لئے ہوئے
 ناف کسی ہوتی اور پاک صاف کہ اصلا اوس کے بدن مبارک پر لکھا لکھا اثر تھا یہ اہول اور
 زمین پر سجود کیا اور اپنے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی ہوئے آئے اور اوس کے تولد
 کے وقت ایک نور چمکا اور ایسے روشنی ہوئی جو اوسکے ماکو اس روشنی کے سبب تمام
 شہر نظر آئے اور روشنی آگیا جو لا جو کہتے اور چاند کے ساتھ چین کے وقت ہوسے یز
 بائیں کرتا تھا اور جب اوسکو نشانہ کرتے تو او کی طرف چمکتا تھا اور بار بار چولے میں کلام کیا
 اور یاول او نیسہ ہتہ دھوپ کے وقت سایہ کرتا تھا اور اگر جہاڑ کے تلے جہاڑ کا سایہ او کی طرف
 متوجہ ہوتا تھا اور اونکا سایہ زمین پر گرنا تھا اور او کی یوناک پر کبھی میٹھی ہوتی اور اگر آب
 کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور آپکے سوار کے مدت کمات لیا اور پنیاب کرتا تھا اور عالم
 بر لوہ میں جو اول پیدا ہوا سو آپ تھے اور پہلے جسے است بر کم کے جواب میں ملی کہا سو ہی
 آپ تھے اور معراج اور براق کی سواری ہی مخصوص ایکو تھی اور آسمان پر بانا اور قاب قوسین
 پہنچا اور دیدار الہی کے مشرف ہونا اور فشتو کو انکی فوج اور سپاہ بنانا کہ کس طرح انکی جہاز
 ہو کر اڑے یہی خاصہ اور نہیں کا ہے اور چاند کا دھڑلے کرنا اور دوسرے عجایب مجھے
 ہی امین کے ساتھ مخصوص ہیں اور قیامت کے دن جتنا کچھ انکو ملیگا اتنا کسی اور کو نہ ملیگا
 اور جو پہلے قبر سے اٹھنے کا سو آپ ہوں گے اور جو پہلے میو ہوتی سے ہوشیار ہو گا سو ہی
 آپ ہونگے اور اور امین کو حشر میں براق پر لا دینگے اور ستر ہزار فرشتے ان کے چوکرو ہوں گے
 اور انہیں کو عرش عظیم کے دہنی طرف کرسی پر بٹھائیے اور مقام محمود کے مشرف کریں گے

اور کچھ بھی لکھ کر جاننا چاہتے مانتے دیکھتے کہ حضرت آدم اور ان کے تمام اولاد اویسی جنہ کے کئے ہوئے اور سارے انبیاء اپنی امتوں سمیت اوس کے بچے چلیں گے اور درگاہ کا دیدار دیکھنا پہلے اومنین سے شروع ہوگا اور اومنین کو شفاعت عظمیٰ سے مخصوص کر دیکھنا اور پہلے صراط پر چلنے لگنا اور لکھا سو آپ ہی ہو گئے اور محشر کے سارے مخلوق کو حکم ہوگا کہ اپنے چاہنیں بند کر لو تاکہ کوئی بھی حضرت بنی بنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صراط پر سے تشریف لیجاوین اور پہلی جو بہشت کا دروازہ کھولے گا سو آپ ہو گئے اور اومنین کو قیامت کے دیکھنے کے مرتبہ سے مشرف کر دیکھنا اور وہ وسیلہ ایک ایسا نہایت بلند مرتبہ ہے جو مخلوقات سے کسی کو میسر نہ ہو اور کسی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب شریعتوں میں جن چیزوں سے مخصوص ہیں سو بیت بنی و کونکر ٹھہریل ہے اومنین سے ایک یہ ہے کہ انکو کافر و کفر کی غنیمت کا مال حلال کیا اور ان کے واسطے یہ کہ مسجد بنادیا یعنی جہاں کہ چاہیں نماز پڑھیں اور ان کے واسطے زمین کی مٹی کو پاک اور پاک کرنی والی کیا اور پانچ وقتوں کی نماز اور وضو اس طریق سے اور اذان اور اقامت اور سورہ کچھ اور آمین اور جمعہ کا روز اور قبولیت کے ساعت جو جمعہ کے روز میں ہے اور رمضان شریف اور شب قدر کی برکت کی یہ سب وہ نہیں کیواسطے مخصوص ہیں اور یہ خصوصیتیں دریافت کر نیکو خاطر سے نظر نہ چھپی ہے اور انکی وہ خصوصیتیں جو باطنی مراتب کے بموجب ہیں اور وہ انوار اور وہ تجلیا جو روز بروز بڑھتے اور زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ احوالات اور مقامات جو انکی امتوں کو انکی یہ پیروی اور اتباع اور انکی پیروی کے طفیل سے حاصل ہوئی اور ہوتے ہیں اور قیامت تک حاصل ہوئے اور وہ علوم اور عرفان جو انکو عطا ہوئے ہیں سو ہی انتہا ہیں اور اس و کون کی آیت میں ان سے چیزوں کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ سب تہیں لپٹنے کے واسطے عطا کو خاص نہ کیا یعنی یہ کہ اور اتنا لکھتے نہ کیا **عَزِزِي فَقَالَ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ** جواب اتم والو ولیع بالغة فی الوداع وهو الترتک **وَمَا بَغَضَكَ وَالْاِبْنَانِ وَشَمْنِ وَشَمْنِ** زونے آن الوحی تا آخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعتہ عشر بوم الترتک الاستئذان و فکاک مشرکی قریش رسول الی یوم المدینۃ و سألوہم عن امر محمد علیہ السلام فقال ہم لم یجدوہ سلوہ عن اصحابہ و عن تفتتہ فی القریٰ من ذن الروح فان انخر کم عن قصۃ اہل الکہف و قصۃ ذی القریٰ و لم یخبر کم عن امر الخ فاعلموا ان صاق فجاہ الشتر کون و سألوہ عنہا فقال علیہ السلام ہم لم یخبروہا انما انخر کم عنہا و لم یقل انما انخر فاحبس الوحی عنہا اما فقال لم یخبر کون ان محمد او دعبہ و قتالہ و ان جبریل علیہ السلام فکاک الی حدیثہ فقال حدیثہ لعل یک قد فکاک فسر جبریل بقولہ تعالیٰ و لا تقون لشی فی قال فکاک عن الا ان یسا اللہ فاخبرہ باسئل عنہ و ردی ان جبراد علی البیت فدخل تحت السریر فاما فکاک بنی اللہ کیا مالا ینزل علیہ الوحی فقال یخا و متخولہ یا خولہ ما حدث فی حقہ ان جبریل لایقینے قال خولہ کلنت البیت فاموت بالکنتہ تحت السریر فاذا جبر و میت فاخذتہ فالحقیۃ خلف الجدار

غمر

[illegible]

اس میں نہیں جو کوئی اور انکی فوج صلت اور عات شریفہ اور عات نیکہ و معجزت قویہ سے واقف ہوگا ہرگز
 اور کوئی دین کچھ ہی شبہ نہ ہو دیگا اور اگر کہی کہ حضرت عیسیٰ مین تو ہی نہیں ہو سکتا کینکا انصار اور کو
 خدا کا شیا کہتے ہیں اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ مانند ہوگا وہ بندہ اور عبد ہوگا اور عربی چاہیں تو تیرے
 یوں کہ کہا ہے کہ تیرے یہاں کے بیٹے مین سے تیرا ایک نبی پیدا کروا دیا ہر مخالفوں نے بیٹے کے لفظ کو
 بند ہی اور فارسی ترجمہ مین ہتھام سے نکال ڈالا نہیں تو اس سے زیادہ تر جہاں مطلب حاصل ہوتا اور
 بالکل احتمال اور شبہ ناقص عقل کو کٹا مٹ جاتا اور جو کچھ اس کے احکام کا منکر نہ رہا اور دیکھا سو حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام نے منکر کو نہ نہیں ہوئی بلکہ ہمارے پیغمبر نے حضرت موسیٰ کی طرح منکر اور اللہ کا کفر
 و دشمنوں کو نہ رہا وہی سو عقل اگر اپنے دعویٰ کے مقدس مین چوٹے ہوتے تو ہرگز نہ ہو اور انصار سے
 یہ نہ کہتے کہ تم تو تیرے اور انجیل لاؤ اور دیکھو کیونکر جہاں خبر اور صفت نہیں کہی ہے مگر وہ ہونے لگا ہر
 ہرگز نہ ہاں ہی اور مقابلہ کیا جلا وہ موجب ضمن مبیون اور اکیسویں آیت اسی اٹھارہ دین بائیس
 بائیس قتل کئے جاتے اور انکی پیش گوئی کہی سچی ہوتی اور انکا دین ہرگز نہ قیام اور ابراہیم نہ رہا
 ہو اور جو اللہ تعالیٰ فرمایا کہ اپنا جلاؤ اسکے منہ مین ڈالو انکا اسے ہی ہر جگہ کہ مقتدر مین مابین سے وہ
 پاک و مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی ہے کیونکہ کہنے اسکے یہ مین کہ وہی کہ دیکھا اوسے اپنے کلام سے اوس سے
 وہ مابین کر دیکھا جیسے سے نکلا اور صف اور الواح اوسکی طرف نہ اوتا و نکلا اس کے وہ آتی ہے یعنی نظار
 کتاب مین پڑھ سکتا ہے اور یوں کی انجیل مین چودہویں باب کر دلو ہون آیت مین ہے کہ حضرت
 عیسیٰ مینے یوں فرمایا کہ مین اپنے باب سے درخواست کروں گا اور وہ تہین دوسرا وکیل دیکھا کہ ابد
 ہمارے ساتھ رہیگا یہ چودہویں آیت مین اوسے باب کی ہے لیکن وہ وکیل روح جسے باب میرے
 نام سے بھیجا گیا وہ تہین سب چیزیں سکھا دیکھا اور سب چیزیں جو کچھ کہ میں تہین دی مین آیا دلا دیا
 پھر اوسے باب کی تفسیر مین مین ہے بعد اوس کے مین سے بہت کلام کروں گا اسلئے کہ اس جہاں انکا
 سردار دیکھا اور اوسکی جھین کو فی چیز نہیں اور سولہویں باب کے ساتویں آیت سے چودہویں آیت تک
 یوں ہے کہ حضرت یہ عزم فرماتے مین لیکن مین تہین حق کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہے
 سو مند کیونکہ اگر مین بخاؤں وکیل تم پاس نہ آدیکھا پھر اگر مین جاؤں اوسے تم پاس میرے دیکھا وہ
 جیسے کہ توجہ اٹاؤ گناہ سے اور اسی اور حکم سے ماضی کر دیکھا گناہ سے اسلئے کہ وہ جھیر ایمان غلامی اس کے
 اسلئے کہ مین اپنے باب پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پہنچو کہ حکم سے اسلئے کہ اس جہاں کے سردار ہر
 حکم کیا گیا ہے ہر عزت ہے مین کہ مین تہین کہوں پر اب تم انکی بردشت نہیں کر سکتے لیکن جہاں
 روح لحدق آوے وہ تہین ساری سچائی کی راہ بنا دیکھا اسلئے کہ وہ اپنے نہ دیکھا لیکن خود
 سیکھا سو دیکھا اور تہین آئندہ کی خبریں دیکھا وہ میری ستائش کر دیکھا اسلئے کہ وہ میری خبر دے
 اپنے کا اور تہین دیکھا دیکھا اور پند ہر دین بائیس چودہویں آیت مین ہے چرب وہ وکیل جسے مین مہار
 لئے باب کی طرف سے بھیجا گیا یعنی روح لحدق جو باب سے نکلتا ہے آدمی تو وہ میرے لئے گواہی دیکھا

اور حکم ہی کو اپنی کے کیونکہ تم ابتدا سے میرے ساتھ ہو گئے ہیں یہ وہ کے دھونڈنے والو ذرا غور کے
انصاف سے اُدبیر کی عبارتوں پر جہن حضرت موسیٰ اور حضرت موسیٰ نے آخر زمانہ کے پیغمبر کے لئے
کی خوشخبری دی ہے نظر کرو خوب سوچو حدیث کو دل سے نکال کر اپنے عاقبت کی راہ کو روشنی کرو
سنو اور ایسا ہو کہ حشر کی میدان میں اُس حکم اسی مکین کے رہو اُسکی رسول کوئی رو برو تمہارے کر
اور حد کی باتیں کہل جاوین پھر وہاں رسوائی اور پستیانی اوٹھاؤ سہلا دیکھو تو اس سے اور کیا زیادہ کوئی
کہہ سکا گواہی دیکھا فرمایا ہے حضرت میر نے کہ میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ بتائیں دوسرا
دکیل دیکھا جو اب تک تمہارے ساتھ ہے اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے دکیل حضرت موسیٰ سے تھے
دوسرا وکیل وہ جو اب آویگا پس دو نوئی شان برابر چاہیے کیونکہ دوسرا نہیں ہوتا بغیر پہلے کے
پس جو لوگ اس وکیل سے حضرت جبریلؑ ام مار کہتے ہیں وہ محض غلطی پر ہیں پہلی کہ حضرت جبریلؑ
بہشت حضرت مسیح کے ساتھ ہوتے تھے اور اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ وکیل آگے کہیں نہیں آیا
اب آویگا اور ہمیشہ رہیگا یعنی اوسکا دین اور اوسکا حکم ہمیں جاری رہیگا دوسرے دین کے حکم مٹو
ہوئیگی سوائے خصلتیں سوائے ہمارے پیغمبر کے کہیں نہیں اور وہ کون ایسا وکیل آیا جس میں ہم
اور صاف پائے جاتے ہیں اور فرمایا کہ جہاں خدا سر دار آتا ہے کہ اوسکی مجھ میں کوئی چیز نہیں آتی
یہی صاف ثابت ہوا کہ وہ ایسا ایک شخص آئیوا ہے کہ جہاں بھی ملداری اور حکومت کرے گا اور ہمیں
ایسے وصف ہیں جو حضرت موسیٰ میں نہیں سوا یا شخص سوائے ہمارے پیغمبر کے کون ہے کیونکہ
حضرت جبریلؑ یا اور کوئی تم سے روح صدق کہی جہاں خدا سر دار اور حکومت کرے گا وہاں ہمیں ہو سکتا ہے تو
پیغمبر ہے کی شان میں ہے اور بعد حضرت مسیح کے کوئی سوائے ہمارے پیغمبر کے پیغمبر نہیں ہوا اور فرمایا
اگر میں تجاؤں وہ وکیل تم پاس نہ آویگا اور وہ جب آویگا تو جہاں کو گناہ سے اور سستی سے اور حکم
ملزم کرے گا اور عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ شخص ایسا ہے کہ لوگوں کو گناہ کے کاموں پر غم کرے گا اور
جن لوگوں نے اللہ کی مرضی پر کام نہ کیا یا بت پرستی کی یا حضرت عیسیٰ کو نبی نہ مانا وہ نہیں سرور
اور سستی سے ملزم کرے گا یعنی ایسی سخت باتیں کہہ گا اور سخت معجزہ دے گا اور دیکھا کہ لوگ بے شبہ
پیشیاں اور ملزم ہوں گے اوعین ایک بات یہ ہے کہ مخالف لوگ کہیں گے کہ حضرت مسیح جو ٹو
تھے اور قتل ہوئی اور انکو جو ٹا بنا دیکھا حضرت مسیح کی پیغمبری اور انکی سچائی اور انکی زندگی پر
گو اسی دیکھا اور ملزم کرے گا منکر دیکھو حکم پر کیونکہ وہ سر دار ہے حکومت رکھتا ہے اگر کوئی اوسکی
ناؤمانی کرے گا سر اور دیکھا اور نبی کی انجیل کے تیرے باب کی گیارہویں آیت میں حضرت مسیحؑ فرمایا
میں کہ فی الواقع میں تمہیں توبہ کی راہ باقی ا صلیباغ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آیا
مجھے تو تیرے کہ میں اوسکی جوتیاں اوٹھالے کے لائق نہیں وہ حکم روح قدس اور آگ سے
صلیباغ دیکھا نصار اس آیت کو حضرت عیسیٰؑ ام کی مبعوث ہونے پر دلیل لاتے ہیں مگر وہ غلط
کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کا اور حضرت یحییٰؑ کا ایک زمانہ تھا اور وہ شخص جسکی خوشخبری حضرت یحییٰؑ نے

دی وہ بعد انکے بیوٹ ہوگا علاوہ حضرت عیسیٰ نے حضرت یحییٰ سے صلیباں چٹا پنچہ اسی باب کے سوا ہر ایک ایک ثابت ہے سو وہ تو قریب ہوئے تو کیونکر اسے ضعیف ترسی صلیباں بابت بلکہ وہ حضرت یحییٰ کو صلیباں دینی سوائے اس آگ سے صلیباں دینا اس سے مراد ہے کہ وہ شخص ظالموں کو قتل کر گیا تو حضرت عیسیٰ بنین ہوا ان ہمارے پیغمبر نے ظالموں کو مارا تو بدلہ ملے عداوت کے حکم سے قتل فرمایا پھر صاف معلوم ہوا کہ یہ تعریف نے آخر الزمان محمد کی ہے سو اب اوپر کی دلیلوں کے بغیر ہوا کہ یہ تعریف اور صلیبیں سوائے ہمارے پیغمبر کے دوسرے نہیں حضرت نے علیٰ بنی اسرائیل کو جو وہی باتوئیں اور جو حق چاہتے تھے اور سپرد کو کیا قابل کیا ہے جب نہ مانا کہ یہی سزا دی کہ شہید ہو کر ہے اور جہان کو سرکشوں اور بدعتوں اللہ کے مخالفوں سے پاک کیا سوائے اسکے زبور کے ایکو انجیل باب میں ہے کہ یہواہ یعنی اللہ کی ستائش کرو یہواہ کہ لئے نئے گیت ہا اور زمین پاک لوگوئی دنگلوئین ٹر ہو اسرائیل اوسکی بابت جہی اوسے خلق کیا نادمان چاہئے بادشاہ کے لئے خوشی رز وہاوسکا نام لے لیکر ناچیں وہ میں اور برہیل جاتی ہوئے اوسکی صفیتیں پڑھیں کیونکہ یہواہ اپنے لوگوئی راہتے وہ پیغمبر کو اپنی نجات سے زینت بخشا ہے پاک لوگ بزرگوار ہی پر فخر کریں اور اپنے بستر و نہر پڑے ہوئے ترغیم کریں اور لکنا منہ خدا کے ستائشوں سے ہر راہے دو داری تبار اوکے ناموں میں ہو کہ غیر کر ہوں یہ انتقام لوہیں اور لوگوں کو سزا دیوں اور اوکی بادشاہ کو سزا دیوں اور اوکے امیر وں کو کہے کی بیڑیاں ڈالنا جلہ بن تاکہ انکی تقدیر میں لکھا ہوا تھا وہ نہیں پوچھیں کہ اوکی پاک لوگوں کی بچہ عزت ہے وہ صفیتیں جو اوپر لکھی گئی ہیں صاف صاف امت محمد میں پائی جاتی ہیں خوب خیال کرو انصاف سے سو جو بوجھو اور حضرت شعیب کی زبانی فرمایا اللہ تعالیٰ نے صف میں اوکی ساتہوین باب میں حرم کہ مطہر کے تسلی کیو اسے جالبے سننے اپنے پروردگار کے شکوہ کیا کا فردی ظلم اور ہونے رکھنے سے دمان اوٹھ اور روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور یہواہ کہ جلال تجہیر ظہور کیا اور دیکھتیا کی زمین پر چہا جائیگی اور لوگوں پر شدت کی تار کی ہوگی یہ یہواہ تجہیر ظاہر ہوگا اور اوکا جلال تجہیر جلوہ گر ہوگا اور عوام تیری روشنی میں اور بادشاہ تیرے ظہور کی تبلیغ جائیگی انہی اوٹھا کر چاروں طرف لٹکا کر اور دیکھ کہ کسے سب ہم فراہم ہوتے ہیں وہ تیری طرف آئے ہیں تیرے بیٹے دوسرے آئیں گے اور تیری بیٹیاں تیری گود میں پالی جائیں گی تب تو دیکھو اور سب کے جاری ہونگی اور تیرا دل ڈر لگا اور کشادہ ہوگا کیونکہ تیرے پاس دریا کی فراوانی پہر کی اور عوام کو فوہیں تجہ پاس آئیگی اور انکوئی قطارین اور حیاں اور ایضاً سانڈیاں تیری گردنبار ہو گئے وہ سب شیباسی آئیگی اور سونا اور خوشبوئیاں لاوئیگی اور یہواہ کی تعریفی ثنائیں تیریں ہونگی فیہا کی ساری گلے تیرے حضور الکی جمع ہونگے اور نابدات کی ساری منہدی تیری خدمت کرئیں وہ رضامند ہوئے ساتھ میٹر مذبح پر چڑھیں گے اور میں اپنی شوکت کے گہر کو تیرے دگی بخونگے اور سیطر ح انتیوین اور جوناوین باب میں کہو لکر لکھا ہے دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور اکیون باب میں ہی

ہمارے پیغمبر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مبعوث ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے اور جنہیں میں امتیازات ہیں بہت بڑے
یوحنا کی بارہویں باب کی سیٹا لیسون آیت میں ہے کہ اگر کوئی شخص میری امتیازات سے اور عقائد سے
اور سکا فیصلہ نہیں کرے گا تو نہ کہ میں اہل بیت ہوں کہ جہاں کو مجرم کروں مگر اس لئے کہ جہاں کو ملامتی بخوان
سوا کے لئے جو میری تحقیر کرتا ہے اور میری بات کو قبول نہیں کرتا ایک شخص جو اسے مجرم کرے گا کلمہ جو
میں نے کہا ہے وہ ہے اسے بچھلنے میں مجرم کرے گا سوان لفظوں پر خوب غور کرو کہ حضرت عیسیٰ کی کیا اور
اور وہ کلمہ یعنی اللہ کا حکم کہ ہر پیغمبر کے ساتھ ہے کون ہے کہ حضرت عیسیٰ کی ملامت کو ملامت کرے گا
سزا دے گا یہ جتنی دلیلین اور چرکیں گئی ہیں ایسی ہیں کہ اکثر یہود اور نصاریٰ کی دلہنت اور عقل میں
وہ سننے وہ سمجھنے جو کہہ کہہ میں اور ہم تجھے میں پیدا کیج نہیں کرے میں نہیں اتنی مہیا حضرت عیسیٰ
کی نبوت کی دلیلین اور اس کے معجزات اور اخلاق بسبب طبع دنیا اور اس کے یہود و مسیحی عقل اور سمجھنے
نہیں آئے سمجھ نہ کہ یہ بات موقوف ہے ہدایت ازل کے ہندو اور چرکی قیمت میں ہوئے وہ
سمجھ پاتا ہے چنانچہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور قبول نہیں کرے اس نعمت سے پیغمبر ہونے کی وہ دلیلین
جو اصل توحید اور تعالیٰ اور یوں اور موصفا بنیاد میں ہمارے پیغمبر کی نبوت اور اوصاف اور اخلاق میں ہیں
وہ کہہ کے اور مصلحت اپنے اپنے لاف میں ہی سے عبد اللہ بن سلام جو یہودوں کے بڑے علماء و فاضل تھے بعد
اور اس کے ابوعلی یحییٰ ابن عیسیٰ ابن جریر اللطیف جینی نشانہ کے رو میں کتاب کہی ہے اور توحید و یحییٰ
کی عبارت جو رسول خدا کے اوصاف اور طہور کی کیفیت میں تہی زبان کی علاوہ ان کے بہت لوگ اپنے
لائے اور بتوں کے دنیا کی سرداری اور اپنے لفظ دین کی سکوت پر خیال کر کے ان دلیلوں کو اس کے
انفال و الاکرام اللہ تعالیٰ جو قطعاً اپنے مصلحت کے کاموں اور ظاموں کا لفظ اور دلیلوں کو دور کر کے
جقدر باقی رہا اس سے ہی ہدایت پانوا لہو کو ہدایت نصیب ہوئی اور ہوتی ملی حقائق ہے اور بعضوں
جان بوجہ اس وقت ابدی سے منہ مبرا کیونکہ وہ دار الحقیقہ کے کونہوں میں نہایت میرے سبب
طبع دنیا کے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** قال کان ولیداً من ولید اللہ سمیہ شیخ محمد بن
وکان من حاد و خواجه عبد اللہ احقر اس سر تا موکان کثیر العبادۃ و کان خیر عا و لیغیر من الکفار
عاما و الحق لانه کان یدہب للحدیث و فی بغداد و بلغ عند خلقہ بقاء رسالۃ من ملک روای فی اللانۃ الموقرۃ
و قد کان المدعی علی المحمود قدس سرہ بالہام سبعین لفظ مطلقاً لہا کان الخلیفۃ تبصیر لیسالہ
خاندہ الرحا لہ و در شخص فی بلد یکین العہدۃ فظاہر الخلیفۃ فقر قس سرہ الرسالۃ عند حضور السفر و
کتب جوابہ فی غایۃ الفصاحتہ قدس سرہ السیر الی ملک و نقل الفقہ و ارتقل المحمود قدس سرہ الی الحج فلما
رجع عند و ذہب علی عاتقہ المارۃ بعد العام و ولیدہ ولیدہ من ولید اللہ و سنی الروایۃ قوسب الاتفاق
الہدیۃ علی اہل الاسلام فاسر المحمود قدس سرہ فوجی بالی الملک و کان الخیر المدکور حاضر اعندہ فغیر
و قال للملک ان ہذا رجل حسن العریۃ فقال الملک للمحمود قدس سرہ الی علیک کتابا بقرۃ لہ و ہوا
عندنا من اللہ بانحوتہم فترجمہ لہا باننا فاجاب المحمود قدس سرہ فشرع فی ترجمۃ فظاہر لہ اہی

انہ الخلیل المتزلزل من السماء والارضین الاربعۃ المشہورۃ لیست بکلام اللہ تعالیٰ بل ہے تواریخ
عہد مسیح ع جمہا اربعۃ رجال وقال الخلیل قد سرہ انی رايت فی الاربعین المذکران احوال
تبینا صلی اللہ علیہ وعلیہ وسلم مذکور فیہ جائزہ علی نصف کتاب فی اوصافہ وعلالۃ تقاب
مختلفہ کما ان فی خرافاتہ ذکر علی فی مقامات شستہ بتقاریر مختلفہ فالحمود قد سرہ اتم حجت
وعلی الملک لکن البعض مقامات ترجمہ کفہ حفظہ عنہ فلما تم ترجمہ ماعذ الخلیل ومن القرائین المکنونۃ فکلف
وترکہ علیا انہی اوصل ثوریتہ ہوئی عام کہ معدوم ہونی کی علمایہود اور نصاریہی قابل ہین اولافار
یکوکتہ کرکہ بعدہم ہوئے کورینی نے پہرہم کی عام تاہم بنی مارون مین توریتہ صحیح کا وجود متحقق ہوا ہے
حیث کہ اقوال آیندہ سے منکشف ہوگا اور تراجم مرد و جہر کر اوکی ترجمہ ہین ہین ہین ہین کہ جو مابین اسیر
متحقق ہوئی ہین تراجم مین اوکتا وجود ہے ہین قال کعب الاجارکان لابن سقرن الثوریتہ فیصل
تا بتا ترجمہ علیہ غلامات الی فیختہ فلما فیہ ان بینا یخبر فی آخر الزمان ہو خیر الانبیاء وامتہ خیر الامم وجمہ شہید
ان لا اول الامم وکبرون اللہ علی کل شرف وعلیہ فون فی صلوة الصغیر فون فی الصلوات کلومہم صائم
یا تون یوم القیامۃ الخلیل علیہ السلام اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
خبر خطایہ لا یغفون عدوا اوین ایدہم کما کہ ہمہ راہ حقین اللہ علیہم کون بطیر علی فراخا یدفون الصلۃ
تالی ثلثہ شہین فی غفون الصلۃ بغیر حساب و تالی ثلثہ شہین مذنب وخطایا فی غفر لہم و تالی ثلثہ شہین مذنب
وخطایا عظام فیقول اللہ سبحانہ و تعالیٰ اذہو ہم فخر نوحہم لا نظر والی اعمالہم فیہم نوحہم ویقولون ربنا
وجنا ہم قد سرہ نوا علی الفہم ووجنا اعمالہم من الذنوب کما شال البجالی غیر انہم کا نوا فی شہد و ان
لا الہ الا اللہ فیقول اللہ جانہ وخلق وعلیہم لا اجعل من اخلص شہادۃ لی کمن کفر انہی پس وضع ہوا
کہ اصل الخلیل اور ترجمہ صحیح ثوریتہ کا بعد بنی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہی موجود ہوتا کہ مخفی وسترہ ہوتا
نہین ہو کر بڑی حدیاسے رکھے جیسے اوسکے ظہار کی اجازت نہی آپ یا ذلیف ہوئی ہون یا بطیر
اب ہی بعض جا متقوم اور عقل کمقوم ہون وراثۃ ایک کوسکے تک پہنچ چلے آئے ہون انہی اور
خاتمہ المحققین وخلصۃ الدفین فرید و ہرہ و وحید عصرہ سفید الظاہین و شہاب الملتہ والمدین احمد بن
محمد بن ابی بکر الخلیل قطلانے حمد اللہ علیہ لے سبب اللہ مین جناب خاتمۃ الانبیاء و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم کا احوال اوہر صدق نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کتب ساموسی سے ثابت کیا ہے تحریر ہوئے
قال اللہ تعالیٰ الذین یتبعون الرسول البنی الامی الذی سیدہ مکتوبہ عنہم فی التورۃ والانیل ہذا
یل علی انہ لو کم مین کتبہ بالکان ذکرہم الکلام من عظم المنفرت لایہود والنصارى عن قولہ لایان
الاسرار علی الکذب والہتتان من عظم المنفرت والعاقل الایع فیما یوجب لفضان حالہ و غفران من عز
قبول متاکر فلما قال لہم علیہ الصلاۃ والسلام ہذا دل علی ان ذلک النعت کان مذکور فی التورۃ والانیل
و ذلک من عظم الدلائل علی صحۃ نبوتہ لکن اہل الکتاب کما قال اللہ لکما یتون الحق و ہم یعلون یخرون الکلام
عن موشعہ الامم کما لہم اللہ قد عرفوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما عرفوا انہم و وجہ وہ مکتوبہ عنہم الخلیل

والا بھیل منہم حر فوجا و بدو ہوا لطفہ نور لعدیا فواہیم دیا فی اللہ لان تیر نورہ و نوکرہ انکا فروان یعنی
وہ لوگ جو ہر دیکھ کر کہتے ہیں رسول کی جو بی بی تیرا وہ جو پاتے ہیں اوسکو لکھا ہوا تیر دیکھ اپنے بیج
توریت اور انجیل کے نہتی اور یہ آیت دلائل کرتی ہے اور یہ کہے کہ تحقیق شان یہ ہے اگر نہ ہوا مکتوب
توریت اور انجیل میں تو ایسے دیکھ کر کلام کا عظم مقدرت سے نزدیک ہو دو اور نصاری کی قبول کرنے
اقلی علیہ السلام سے واسطے کہ تحقیق صراحت پر کذب اور بہتان کی بڑا افترا ہے اور اعلیٰ بنی سہمی کر ایچ
اوسچہ کہ کے موجب ہو نقصان حال اوسکے کو اور نفرت دلاوے لوگوں کو قبول مقال اپنے سے پس
کیجئے فرمایا واسطے یہ دو اور نصاری کی علیہ لصلوۃ و سلام نے یہ تو دلائل کی اوپر بہات کے کہ یہ لطف
ہی مذکور توریت اور انجیل میں اور یہ عظم دلائل سے ہے اور حجت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی لیکن
اہل کتاب جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے چہا پاتے ہیں حق کی ستین اور حال یہ کہ وہ جانتے ہیں
جیل واسطے ہیں باؤنکہ جگہ کئی سے ورنہ پس وہ کہ ہاک کرے، و کو اللہ تحقیق پہچانتے ہیں وہ کہ
سچا بنی جیہ اگر پہچانتے ہیں وہ دلا داپنی کو اور پاتے ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا ہوا تیر دیکھ
اپنی توریت اور انجیل میں لیکن انہیں لے تحریف کیا توریت اور انجیل کو اور بدلا اون دونوں کو کہ
بجا وین روشن اللہ کی کو ساتھ منہوں اپنے کے ورنہ قبول کرکتا اللہ مگر یہ کہ پورا کرسی روشن
ہی کو اگر کچھ ناخوش کہہیں کافر ہیں دلائل نبوۃ خبر ہمارے محمد کی بیچ کتاب اولیکے بعد تحریف
کرنے اور ٹیکے پھری ہوئی ہے اور شان شریعت اوسکی کے اور رسالت اوسکی کے بیج ان دونوں
کے بول کے روشن ہیں فی التورۃ بما اختار و بعد الخذف والتبدیل والتحریف ما ذکرہ ابن طغرل فی التفسیر
وابن قتیہ فی ہلام النبۃ قبل المدین سینا و شرق من ساعیر و متعلق من جبال فاران فنیسا
ہو الجبل الذی کلّم اللہ فی موسیٰ و ساعیر ہو الجبل الذی کلّم اللہ فی عیسیٰ و طہرت فی نبوۃ و جبال فاران
و ہوہم عبرانی و لیست اللہ الاولی بمرۃ ہی جبال بنی ہاشم اللہ کان رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم منش
فی احدہا و فیہ فاتحہ الوحی و ہوا احد ثلاثہ جبال احدہا البقیس والمقابل لہ قیقعان الی لطن الوادی
وانزلت الشری فی فاران و منفقر الذی علی قیقعان الی لطن الوادی و ہو شعب بنی ہاشم و فیہ ولدہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی احد الاقوال قال ابن قتیہ و لیس ہذا غرض لان قبل المدین سینا اموالہ
التورۃ علی موسیٰ علی الصلاۃ و السلام بطور سینا و جیب ان کیوں شہر اوس میں ساعیر انزلہ علی عیسیٰ
الانجیل کان المسیح یکس من ساعیر امن انجیل بقرۃ تدعی ناصرۃ و باسہا سامن اتبع نصاری
فلما وجب ان کیوں شہر اوس میں ساعیر انزلہ علی المسیح الانجیل فلذلک جیب ان کیوں متعلقان من جبال
فاران انزلہ القرآن علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی جبال کتہ و لیس بنی ہاشم و لیل الکتاب فی ذلک خلاف فی
ان فاران ہی کتہ وان ادعی انہا غیر کتہ فلما لیس فی التورۃ ان المدین سکن ماجر و سمیل فاران و ظننا
ولونا علی الموضع الذی متعلقان المدینہ و ہمہ فاران و لیس الذی انزل علیہ کتابا بالنبیہ الیس متعلقان
ببنی و احدہم و ہوا غیر و اکثف قبل تعلیم دینا ظہر ظہور الاسلام و فی مشارق الارض و مستغربا

مفتی اور بیچ تورت کے ہے جو کراختیا کیا ہوئے اسکو بعد حذف اور تبدل اور تحریف کے
 اس کے ذکر کیا اسکو ابن مفر نے بیچ لشر کے اور ابن قتیب نے بیچ علام نبوہ کے کہ تجلی کی آمد تھا
 کوہ سینا سے اور روشن ہوا سیر سے اور ظاہر ہوا جبال فاران سے پس کوہ سینا وہ پہاڑ ہے جو کہ
 کلام کیا اللہ تعالیٰ نے اوس جگہ موسیٰ علیہ السلام سے یعنی تجلی کی آمد تالی نے اوپر اور کلام کی حضرت
 موسیٰ علیہ السلام سے اور ناجی اور بیچ تورت اور سیر ایک پہاڑ ہے کہ وحی پہنچی اوسین حضرت موسیٰ علیہ السلام
 اور ظہر ہوئے اوسین ازکی نبوت اور نازل ہوئے اوسین اون پر نبیل اور جبال فاران عبرانی لفظ ہے
 اور نہیں ہے الف والو عمرہ یعنی کالف فاران میں عمرہ نہیں ہے بلکہ الف ہے یہہ بنی ہاشم کے پہاڑ
 اور کلام ہے کہ پیہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے کر کے بیچ ایک دن کے کے اور بیچ اون کے نازل ہونے کھنجر
 وحی اور وہ میں پہاڑ میں ایک ابو قیس ہے اور مقابل اس کے قیقان ہے بطن وادی تک اور تیسری جا
 شرق فاران کی اور شرق واد و سیر کی جو متصل قیقان کی ہے بطن وادی تک وہ شعب بنی ہاشم ہے
 اور اوسین پیدا ہوئے نبی صلی علیہ وسلم اوپر ایک تول کے کھا ابن قتیب نے اوسین ساتھ لکی
 شکل اس کے کہ تحقیق تجلی کرنا اللہ کا کوہ سینا کے نازل کرنا ہے تورا کا اوپر وادی کے بیچ طوسینا کے
 اور وجب ہے ہونا روشن اور کائنات سیر سے نازل کرنا نبیل کا اوپر عیسیٰ کے اور پیہ سہ ہستے ساعیر میں
 ارض خلیل ہے بیچ قرہ کے کہ کہا جاتا ہے اسکو ناصرہ اور ساتھ اسم اوسکی کے نام رکھے کہ نتیج عیسیٰ کے نصار
 پس جبکہ واجب ہوا ہونا روشن اللہ کا سیر سے نازل کرنا اور سکنا اوپر سیر کی تجلی کا تو پس اسطرح ہوا
 ہونا ظاہر لکرا یعنی اللہ تعالیٰ کا پہاڑ فاران سے نازل کرنا چکا قرآن مجید اور محمد پر اور یہ پہاڑ کہ شریفہ کا ہے
 اور نہیں در میان بل اسلام و اہل کتاب کے خلاف بیچ اس بات کے کہ تحقیق فاران پہاڑ کا ہے
 اگر کوئی دعویٰ کرے کہ تحقیق فاران غیر مکین ہے کہتے ہیں ہم آیا نہیں قدسیت میں یہ قصہ کہتے
 اللہ تعالیٰ نے لیا یا ماجرہ اور سہیل کو فاران میں اور کہتے ہیں ہم تبتلا و ہکو وہ جگہ کہ ظاہر ہوا
 اللہ و جگہ اور نام اسکا فاران ہے اور تبتلا و ہکو وہ نبی کرنازل کی آمد نے اوپر اس کے کتاب بعد سیر
 کیا نہیں صیغہ تعلق وعلن یعنی واحد اور وہ وہ چیز ہے کہ ظاہر ہوا اور کہل گیا پس نہیں جانتے ہم
 دین کے تین کہ ظاہر ہوا اظہار اسلام کا اور کہل گیا یہ شارق اور مغارب زمین کے ظہور اسکا چنانچہ
 تورت کی پیدائش کی کیون باب میں ہے پس تبتلا و ہکو کہ وہ دوسری کون جگہ ہے جانتے
 اللہ تعالیٰ ظاہر ہوا اور نام اسکا فاران ہے اور بعد حضرت مسیح کے اللہ تعالیٰ نے کس پیہ پر کتاب نازل
 کی اور لیا دین کو ظاہر اور روشن ہوا محیط جسے دین اسلام ظاہر ہوا اور پہلا شرق سے مغرب تک
 و فی التورۃ ایضا ما ذکرہ ابن طیف غطا بالموسیٰ والواوہ الدین اختا رتم لسیقات ربہ الدین اخذتم انتم
 خصوصاً ثم نبی ہر اسل عموما واللہ ربکم یتیم دنیا من اخو تک فاستمع رک لاذی سمعت ربک فی
 حوریت یوم الاجتماع حین قلت لا اعود ہم صوت اللہ الموت فعال اللہ تعالیٰ انما قالوا
 و صا قہم لہم نبیا شک من اخو ہم و حیل کلامی فی فہ فیقول لہم کل شی امر تبہ وایا بل لہم یطیع سک

باسمی لانی ہنقر منہ قال و فی ذلک الکلام اولہ علی نبوۃ محمد بقولہ نبیاسن اخوتہم موسیٰ وقورہ بنی اسحق و
 اخوتہم بنو اسمعیل ولو کان ہذا البنی الموعودہ من بنی اسحق لکان من نفہم لاسن اخوتہم و اما قولہ نبیا
 شکاک وقد قال فی التوراة لا یقوم فی بنی سہ اسئل احد شل موسیٰ فی ترتبہ اخری شل موسیٰ لا یقوم
 فی بنی سہ اسئل ایدافصبت الیہوہ۔ اری ان ہذا البنی الموعودہ بہ ہر یوشع بن نون ذلک باطل لان یوشع
 لیکن کقولہ موسیٰ علیہ الصلوٰت والسلام بل کان خادما لہ فی حیوۃ و موکلہ دعوتہ بعد وفاتہ فتعین
 ان ین کان المراد بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فایہ کقولہ موسیٰ لانه ما لہ فی نصب الدعوة والقری بالجمعۃ
 وشرع الاحکام و اجرائی السنخ علی شہ الہم اسالفتہ قوله ان لی اصل کلامی فی منہ فایہ و منہ فی البنی
 بہ محمد لان منہا وحی الیہ لکلامی فی منقطع بہ علی نحو ما سمعہ و لا انزل صفحا ولا الواحی لانه امی لا یحسن ان
 یقرء الکتاب اور یہی بیچ قریت کے ہے اور پیچیر سے کہ ذکر کیا اسکو بن طفرے خطا واسطے موسیٰ کے
 اور مراد ساتھ اسکے وہ لوگ ہیں کہ خست کیا موسیٰ نے اوکو واسطے یہاں رب اپنے کے وہ لوگ کہ کبرا
 اوکو جھٹلے یعنی زلزلہ فی خصوصاً ہر بنی اسرائیل کو عوگا اور اللہ رب تیرا قائم کر سکا ایک بنی ہمایون
 تیرے لیے پس من واسطے اوکے مانند اور چیز کے کہ سنا تو نے رب اپنے کو بیچ چکھا سے۔ یہ وہم اجتماع کے
 جوقوت کہا تو نے نہیں پر ونگا میں تو کہ سنو نہیں آواز اللہ رب اپنے کی تو کہ نہ مر و نہیں پس فرمایا
 اللہ تعالیٰ نے ہان وہ جو کھا او نہوان نے اور قریب ہے کہ قائم کر ونگا میں واسطے اوکے بنی مانند
 تیرے ہمایون اوکے سے اور ڈالو نگا میں کلام اپنے بیچ مہنہ او یکیکے پس کہ بیکادہ واسطے اوکے
 ہر چیز کو کہ امر کر ونگا میں اوکو ساتھ اوس چیز کے اور جو آدمی نہ تابع راہی کرے اوکے کہ کلام کر
 ساتھ نام یہ ہے کے پس تحقیق میں ہر لاو نگا اوس کے کہا بن طفرے اور اس کلام میں صیرج والا
 ہے اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بل اوس تک کا بنی من اخوتہم اور موسیٰ اور قوم اوکے
 بنے اسحق سے میں اور ہمایو اوکے بنی ہنیل میں اور اگر متوا یہ بنی موعودہ بنی اسحاق سے تو کہ تہ
 ہوتا اوین سے نہ ہمایون اوکے سے اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا بنی شکاک اور تحقیق فرمایا بیچ تو کہ
 کے نہیں قائم ہو گا بنی سہ اسئل میں کو فی مانند موسیٰ ام کے اور یہ ترجمہ دوسرے کے یون ہے کہ مانند
 موسیٰ ام کے نہ کبرا ہو گا بنی اسرائیل میں کہ بنی پس گئی بعض یہود طرف اسکے کہ بنی موعودہ سے مراد یوشع
 بن نون میں اور یہ دعویٰ یہود کا باطل ہے اسلے کہ تحقیق یوشع نبیہ کف موسیٰ کی بلکہ بنی خادما اسکے
 بیچ حیات موسیٰ اور تائید کرنے والے دعوت موسیٰ کے بعد وفاتہ بنیہ کے پس ثابت ہوا یہ کہ موسیٰ مراد
 ساتھ اسکے محمد پس تحقیق وہ کف بنی موسیٰ کی سہی کہ تحقیق حضرت خاتم النبیین تہ تصدیق تین اور
 تعدی معجزت میں اور شرع حکام میں اور اجرائے سنخ میں اور شریعہ سالک فی اور قول اللہ تعالیٰ
 کا اجل کلامی فی منہ پس تحقیق یہہ واضحہ ہے یہ اثبات کے کہ تحقیق مقصود ہر ذات محمد کی
 ہے اسلے کہ تحقیق سننے اسکے یہہ بن کہ ہر بنی میں طرہ اوکے کلام اپنے پس کلام کر لیکھا ساتھ بنی
 اور مانند اوس چیز کی کہ شکاک اوکو اور نہ اوتا ونگا صیفا اور نہ تعدی ان اسلے کہ تحقیق وہ انہی ہے

وروی فی عصر الاول + ولیمینی قول العارف ابی عبد اللہ بن النعمان ہذا العینی معجرات بہ + توراۃ مکر
 لانام تبستر وذاک انجیل امیر موافق ہذا الامام معرب و ذکر + ویر حم الدین جابر حبش قال لم یثقل علی
 جیل علامۃ علی ماجلۃ الکتاب من افرہ انجیلی معجرا بل انجیل عیسیٰ باخرہ کما قد صفت توراۃ موسیٰ علیہ السلام
 یعنی اور انجیل میں ہے اوس سے زیادہ کرنا ابن طغریک نے در خطم میں کہ کہا جو خانے انجیل امین میں
 عیسیٰ سے کہ تحقیق میں طلب کرو کچھ باب اپنے سے یہ کہ دیو سے نکلو فارقلیط + ویر اگر ہے ساتھ
 تمہارے اب تک + وہ روح پاک ہے بہنیں طاقت رکھتا جہاں قتل کرنے اور کسی کی اور وہ نزدیک ابن
 طغریک کے ساتھ لفظ ایہا الناس فاخطوا وصیقا وانا اطلب الی فیہ قائم فارقلیط آخر نبیوں مکمل الہام
 کلمہ یعنی حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے لوگو یاد رکھو میری وصیت کو کہ میں اپنے باپ سے درخواست کر کے
 فارقلیط + ویر کیونچہ اما ہوں جو قیامت تمہارا ساتھ رہے کہا ابن طغریک نے پس یہ میری
 دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ کے قریب پہنچنے والا ہے طرف اوسنے ایسی نبی کو جو قائم مقام حضرت
 عیسیٰ کے ہو قبلہ رسالت اور سیاست خلق میں اور ہوشربا اوسکی باقی خلد عیسیٰ پس معلوم ہوا
 ملاحظہ کر کے کہ یہ صفت محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کی صاف ظاہر ہے اوپر صدق نبوت الہی کی
 انتہی اور بہنیں کر کے کیا فضول فارقلیط کی جیسا کہ افادہ فرمایا ابن طغریک نے انجیل اور البتہ اختلاف
 کیا انصافی نے تفسیر فارقلیط میں کسی نے معنی حامد اور کسی نے مخلص کہی ہیں اس کو صفت کرین
 ہم اوسنی اور یہ اس بات کے کہ وہ فارقلیط معنی مخلص ہے تو ثبوت زیادہ ہو گا مدعا ہمارا کیا طرف اس بات
 کی تحقیق مخلص سوا ہی ہوتا ہے واسطے خلاصی جہاں کے اور یہی غرض ہماری ہے
 کہ ہر نبی مخلص ہوتا ہے واسطے امت اپنی کے کفر سے اور گواہی اس پر قول شیخ کا انجیل میں جو کھا
 کہ تحقیق میں البتہ تیا ہوں واسطے خلاصی عالم کے پس جبکہ ثابت ہو گا کہ تحقیق سیم + وہ میں جو
 وصف کیا انجیل میں کہو کہ تحقیق وہ خلاص کر نیوالا عالم کا ہے جس فارقلیط کو اپنی باپ سے درجہ اتنا
 کر کے بیچ + اول کا دلالت کرتا ہے متقن نامی لفظ سے یہ کہ گذرا فارقلیط اول اور اول کا آخر تو یہ لفظ
 تو یہ تر سے دلالت میں صدق نبوت پر طرف محمد کے کھا ابن طغریک نے اور انجیل میں جو ترجمہ کیا
 اوہوں نے اوسکا دلالت کرتا ہے اوپر یہ بات کے کہ فارقلیط رسول سے جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ اوس
 رسول کے پیچہ کی وجہ میں طاقت بہنیں ملے جس باب نے جبکہ سچا اوسکو قدرت ہے اور جو فارقلیط
 روح قدس جبکہ سچا سیر الہی وہ سکھلا دینا حکو پر چہ اور یاد دلا دینا حکو جو کہا میں نے انجیل
 آیا بعد اس بیان کے کیا بہنیں یہ دلیل صریح اس بات پر کہ فارقلیط ایک پیغمبر ہے جو پہنچا اوس کو اللہ
 اور وہ تصدیق کر دینا سیم کی اور ظاہر کر دینا نام سیم کا رسول حق ہونی یہ اللہ کی طرف سے اور بہنیں
 باپ اوسکا اور وہ سکھلا دینا خلق کو کل شی اور یاد دلا دینا اوس کو کہا سیم نے واسطے اوسنے
 اور عیسیٰ ام کر لیا اوسکو ساتھ اوسکی توحید اللہ پر اور البتہ قول اوسکا الہی ہیں یہ لفظ مبدلہ محرف ہے اور
 بہنیں مکر استعمال نزدیک یہود اور نصاریٰ کو لفظ الہی کا اشارہ ہے طرف رب سجانے کے اسلئے کہ وہ

[illegible]

قال فهل لا یخفى قلت لا ونحن منه فی هذه المدة لا ندري ما هو صانع فيها قال والله يا ابي عبد الله اني
 فيها شاك غير هذه قال فهل قال هذا القول احد قبلك قلت لا نعم قال ثم جاءني قتل اني سألتك عن شيء فليكن
 فرغمت اني فليكن ذهاب وكذا لك الرسل تبث في حساب قوتها وسألتك هل كان في آية ملك محمد
 ان لا تقتل لو كان من آية ملك قلت بل لطلب ملك ربه وسألتك عن اتباعه ضرفا ثم علم انهم
 فقلت بل ضرفا ثم اتبع الرسل وسألتك هل كنت تتهمون بالكذب قبل ان يقول ما قال فرغمت ان لا
 فوعظت ان لم يكن ليلع الكذب على الناس ثم ريب فليكن على الله وسألتك هل يرتد منهم عن دينه بعد
 ان يدخل فيه فسمعت ان لا ذلك الا لا ايمان اذا بشا الله القلوب وسألتك هل يرتد من لم يمتنع
 فرغمت انهم يزيدون وكذا لا ايمان حتى يتم وسألتك هل قاتلتموه فرغمت انكم قاتلتموه فتكون البحر فيكم
 وبني بني لا ايمان منكم وتناولون منه وكذا لك الرسل تبثي ثم يكون لها العاقبة وسألتك هل يذود وكذا لك
 لا يذود وسألتك هل قال هذا القول احد قبلك فرغمت ان لا فقلت لو كان قال هذا القول احد قبلك فقلت
 رجل انتم يقول قبل قبل قال ثم قال يا ابا عبد الله ما زلت اوصوكم بالصلوة والركعة والصدقة قال ان
 يك ما تقول حقا فانه نبي وقد كنت اعلم انه حاج ولم اكن اظن منكم ولواني خلع الله لاجت تاهله ولو كنت
 عنده لخلعت عن تديي ولباشي كذا تحت قدري ثم دعي كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقرأه متفق عليه
 بنى ابن عباس ككها حديث كل جملو البوسفیان بنیة حرب کے تے ایک حدیث کہ پیو نبی ہے منہ اوسکی سے
 طرف میثری کے کہا البوسفیان نے کہ نہ کیا بیٹے اوس مدت میں کہ نبی درمیان میرے اور درمیان
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا البوسفیان نے پس اوس وقت تا گربان میں نہ ہا کہ شام میں جو وقت
 آیا خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرف ہر قل کے کہا البوسفیان نے اور نبی وجہ بھی کہ لائی تھی
 اوس خط کو پس پیو نبی وجہ نے کہ خط طرف سردار بصری کے پس پہنچا یا اوس خط کو امیر بصری
 حکم رسول اللہ طرف ہر قل کے پس لکھ ہر قل نے کہ کیا ہے آج کا کوئی قوم کسی سے جو دعوی نبوت کا کرتا
 کہا اوسکی خاموشی نے کہ مان ہے پس بلایا گیا میں ساتھ ایک جماعت کے قریش سے کہ قریش میں
 آدمیوں کے بتے پس افضل ہوئے ہم اور ہر قل کے پس شیلای گی سہرا کے ہر قل کے پس کہا کہ سنا تم میں
 بہت قریب ہے اور شخص سے جو دعوی کرتا ہے نبی ہو سیکھا کہا البوسفیان نے پس کہا میں کہ میں ایک
 ہوں لب میں پس شیلایا جھگو کہ ہر قل کے اور شیلایا میرے ساتھ والو کو نبیجو میرے سپر بلایا ہر قل نے
 ترجمان کو پس کہا ہر قل نے مترجم کو کہ البوسفیان کے یاروں کو کہ رتبہ میں ہو چکا ہوں اوس سے لحوال
 اوس دعوی کہ جو دعوی کرتا ہے نبوت کا پس اگر جو کہ ہو مجھے تو شیلاد و اوس کو اور گا کہ او کو جھگو کہا
 البوسفیان نے کہ قسم ہے خدا کی اگر نہ ہوتا تو سہا تھا کہ نقل کیا جاوے گا پھر جوٹ تو البتہ جوٹ ہوتا میں پہر
 ترجمان اپنے سے کہ پوچھ البوسفیان سے کیا ہے حسب اوسکا درمیان تمہارے کہا البوسفیان نے
 کہ کہا میں نے کہ وہ ہم میں صاحب ہے کہا ہر قل نے پس کیا ہوا ہے اس شخص کا یوں میں نے کوئی
 بادشاہ کہا میں نے نہیں کہا ہر قل نے پس کیا متہم کرتے ہو تم اوسکو ساتھ جوٹ کے پہلے اس کے کہ کہی

چیکر کہتا ہے اب کہا بیٹے ہمیں کہا ہر قل نے اور کون اتباع کرتے ہیں اور کیا اور ایمان لاتے ہیں شرف
لوگوں کی یا ضعیف اور کئی کہا البوسفیان نے کہ کہا بیٹے بلکہ ضعیف لوگوں کی ایمان لاتے ہیں بلکہ ہر قل
کو کیا زیادہ ہوتے ہیں لوگ روز بروز یا کم کہا البوسفیان نے کہ کہا بیٹے بلکہ زیادہ ہوتے ہیں کہا ہر قل
کیا تم متہمتا ہے اوغین سے اور کئی دین کے بعد داخل ہونے کے وسیعین بسبب ناخوش رکھنے کے اور کئی
دین کو کہا البوسفیان نے کہ کہا بیٹے ہمیں کہا ہر قل نے پس کیا تم رشتے ہو اوس کے کہا بیٹے ہاں کہا
ہر قل نے پس کس طرح ہے ڈرائی تمہاری اوس کے کہا البوسفیان نے کہ کہا بیٹے ہوا ہے جنگ دریا ہمارے
اور دریاں اوس کے مانند ڈراؤں کے کہ کبھی بہہ بہا ہے اور کبھی وہ بہہ رہے کہا ہر قل نے پس کیا تو ہر قل
عہد کہا میں نے ہمیں اور ہم اس بات میں ہیں اوس سے نہیں جانتے کہ کیا مرنوالی بن نیچر اس دست
کہا البوسفیان نے قتل لہر کی مکن تھوئی کھلو کوئی بات کہ اہل کروغین دریاں بالون لین کے کہہ
سوائے بات کے کہا ہر قل نے پس کیا کہا یہ قول کس چیز سے اوس کی کہا بیٹے کہا ہمیں یہ کہ ہر قل نے
واسطے مترجم اپنے کہ کہ البوسفیان سے تحقیق بیٹے پوچھا جس شخص کا تم میں پس جواب یا تو نے
یہ کہ وہ تم میں صاحب جنگ ہے اور سہی طرح غیر ذراغ ہوتے رہے لہذا اوس کی بیچ شرف قوم اوس کی کا
پوچھا بیٹے تجھے کہ کہا تھا اوس کی باپ داد و دین میں کوئی ماہ شاہ پس جواب دیا تو نے کہ ہمیں کہیں ملز
یہ شخص ہے کہ غلب کرتا ہے ملک اپنے باپ داد کا اور پوچھا بیٹے تجھے حال اوس کی تابعدار دیکھا کہ
ضعیف لوگ میں یا شراف یعنی اغنیائیں کہا تو نے بلکہ ضعیف لوگ میں اور یہی ضعیف لوگ لہذا
ہوتے ہیں غیر دین کے اور پوچھا بیٹے تجھے کہ کیا تم متہم کرتے ہے اوس کو ساتھ چوٹ کو کہہ بیٹے
کہ کہے وہ چیز کہ کبھی پس جواب دیا تو نے کہ ہمیں پس جانا بیٹے کہ یہ ہمیں ہے متصور کہ چوٹ سے
چوٹ ہونے کو لوگوں پر ہر شرم کرے کہ چوٹ ہونے لہذا اور پوچھا بیٹے تجھے کیا ہر قل کا
کوئی اوغین سے اوس کے دین سے لہذا داخل ہونیکے دین میں بسبب ناراض ہونیکے دین سے ہر
جواب دیا تو نے کہ تحقیق وہ زیادہ ہوتے ہیں اور سہی طرح ہے دین ایمان کہ زیادہ ہوتا جاتا ہے اور پوچھا
تجھے کیا لڑتے ہو تم اول سے پس کہا تو نے کہ تحقیق تم رشتے ہو اوس کے پس تو نے جنگ دریاں تمہاری
اور دریاں اوس کے برابر ہونا چاہے وہ تھے اور پہلے ہو تم اوسے یعنی کہیں تم غالب آتے ہو کہیں نہ
غالب آتی ہیں اور سہی طرح ہر قل کی جانتے ہیں آخر کو غلبہ غیر شکوہ ہوتا ہے اور خلاف عہد ہی بنائیں
یہ ہر قل نے کیا کہن باتوں کا حکم کرتے ہیں البوسفیان نے کہا کہ غار کا زافہ کا آقارب سکوک کر دیکھا حرام سے
چھپے کا ہر قل نے کہا اگر کوئی باتیں متوہان کہیں سے ہیں تو وہ غیر ہیں اور جو میں پہنچ سکتا تو آؤں کہے
حضور میں حاضر ہونا اور جو میں وہاں ہوتا اوس کی بالون دینا اور غریب جہان میرے قلم میں رہا
اور کا لک ہو گا پوچھا کیا نام حضرت کا پس پڑا اوس کو روایت کیا اسکو بخاری اور سلم سے ہر قل نے
پس جب نام رساک پوچھا اوسے بتایا کہ کہا اوس نامہ میں یہ تھا یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی جانب
ہر قل سردار دہم کو تم ہمیں سلام کی طرف لاتے ہیں سلام لاؤ سلامت رہو اگر نالوگے تو متہمتا

ریت کا یہی گناہ ہو گا میری آیت کہی تھی یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سو ایدینا ویدنکم
 لا تعبد الا الله ولا تشربوا شربا ولا یحسب بعضنا بعضا اربابا معین واللہ فانوا اھلوا اشدھما اناسا
 اے کتابی لوگو! وطف ایسی بات کے جو برابر سچے اور تمہاری در بیان کرنے پر صحت سوا اللہ کے کیسے اور نہ
 اہل راہین بعضے ہمارے بعضوں کو رب سوائے ہمارے کے پر گروہ موہ بہ یہ لین تو تم ہم کو کہ گواہ ہو
 کہ ہم مسلمان ہیں ہر قل کے دلمین تصدیق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بخوبی آگئی تھی اور ان کو
 ارادہ ہی کیا کہ مسلمان ہو جاؤ مگر طعم بادشاہی نے اسے محروم رکھا صحیح بخاری میں ہے کہ لکھن
 اوہ سننے سب انصار کو شہر حصص کی کوہی میں جمع کیا اور کیوڑ بند کر دیا وہی پر اسنے کہا کہ ایک
 بات تمہاری پہلے کی کہتا ہوں یہ پیغمبر جو عرب میں پیدا ہوئے ہیں انکا دین اختیار کرو یہ سچے پیغمبر
 اگر ایسا نہ کرو گے ملک تم سے چن جائیگا یہ سنتے ہی سب بہت ناخوش ہوئے اور وہاں سے نکل جائیگا
 قصد کیا کیوڑ بند پائے اور ارادہ فساد ہوئے تب ہر قل نے کہا کہ میں یہ بات تمہاری آمانیکے واسطے
 کہی تھی میں خوش ہوا کہ تم اپنے دین پر مضبوط ہو تب سننے اسے سجدہ کیا ایک شخص صفیہ نام
 علمائے انصار سے میں بیت مکرم اور معظم اذکی نزدیک تھا اور بڑا تہا برقیل صفیہ خباب رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم سے کہ وجہ کلی ہے کہ اس شخص سے تم جا کے اپنے پیغمبر کا حال کہو گروہ ایمان لاؤ گے
 تو بضاری ایمان لاؤ گے انہوں نے جا کر اس کے احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا سنتے
 ہی اسنے اپنا عصا ماتہ میں لیا اور سپید کپڑے پہن کے باہر نکلا اور کلیہ میں جہان بہت بڑھ پڑی
 انصار سے جمع ہوئے گیا اور کہا کہ میں پیغمبر علی یہ ایمان لایا اور بیشک وہی پیغمبر ہیں جہاں علی علیہ السلام
 نے خبر دی ہے اور پہلی کتاب میں خبر ہے تم بھی ایمان لاؤ یہ سنتے ہی انصاری اوسپر دوڑ پڑے
 اور ماتہ ہانپنے اے مار ڈال ہر قل نے یہ حال سنے کہ کہا کہ میرا ہی ایسا ہی حال کریں گے
 اگر میں ایمان لاؤں **ف** بڑی بڑی علمائے انصاری اور اکثر بادشاہ ان کے ایمان لائے
 اور جو بی نصیب تھے باوصف ان کے کہ تصدیق آگئی انکو دلمین الکی محروم ہے اور بخیر اور تنظر اور بخیر
 ایک بادشاہ حبشہ کا تھا اور ہر قل اور صفیہ اور بشمار سے تھے اور علمائے یہود کا بھی ایسا ہی حال
 تھا حضرت عبداللہ بن سلام اور عثمان اوسکے ایمان لانے اور بہرے باوصف یقین کرنے ایک نبوت
 رحیم و رحب جاہ کے محروم ہے حال نجاشی ایک بادشاہ انصاری کی والی ملک حبشہ کا تھا جو
 پیغمبر نامہ مبارک کے ایمان لایا اور کمال عظیم پیش آیا اور اچھو اب پیغمبر و اقیر تمام مشرکین اپنے اور
 خود میں اسلام کی لکھا اور موسی وغیرہ تحفہ و بدایا اچھو بھی اور اس نجاشی کا نام صحیح تھا کہ بادشاہ
 حبشہ کو نجاشی کہتے تھے اسے نجاشی کے عہد میں مہاجر ان حبشہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر وغیرہ
 کہ سے ہجرت کر گئے تھے اور نجاشی کی بروز وفات سننے میں اپنے مدینہ طیبہ میں خبر موت بیان کی
 نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی اور نکاح ام حبیبہ بیٹے ابوسفیان کا کہ ساتھ اپنے شوہر سابق کے حبشہ کو ہجرت
 کر گئے بہترین بعد انتقال اوس شوہر کے ہی نجاشی نے موجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے

[illegible]

دعوان اور بادشاہ مصر کو عزیز اور بادشاہ مین کو قیل اور بادشاہ حمیر کو تیر اور بادشاہ ہند کو راؤ کہتے ہیں
ملعات ۱ اور دلائل نبوۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ ہے کہ تحقیق یہی آپ امی نہ لکھا جانتے تھے
 اور پڑنا سید لکے گئے بیچ قوم ان پر ہو سکے اور نہ وہاں پائی درمیان اونکے بچہ کے کہ نبین تہا ان
 کوئی عالم جانتا ہو اخبار زمانہ گذرے کے اور نہ نکلے آپ بیچ سفر کی طرف کسی عالم کے پس ہے ہون
 اوکے پاس پہلے ہوں اونکے پس خبرین تورت اور بیل اور احم انصیہ کی اور تحقیق تہا کیا نشان
 ان کتب کا اور سنت و طبائی گئی تہے موصیٰ لینے سے اور نبین باقی تہا تسکد کس ساہتہ اونکے اور
 اہل معرفت ساہتہ صحیح اور تعیم اونکے کہ نہوڑی پر چمک اکیا ہر فریق نے اہل مل مخالف سے ساہتہ
 آنحضرت کے ساہتہ اوس چیز کے کہ اگر شرمندہ کرے حضرت کو خلاف تکلیف کے اور جائز تھا و تحقیق
 تو تیار کیا گیا واسطے حضرت کے نفس سکالین نبوۃ کا اور یہ دلہ شے کے اور بہت تحقیق وہ کہ
 آیا اللہ تعالیٰ کے پاس اور بخلاہ دلائل نبوت کے قرآن عظیم ہے پس تحقیق مواضع کیا آنحضرت نے
 ساہتہ اوس چیز کے جو یہ اوسکے ہئے عجز سے اور بلا یا و نکو طرف مواضع اور لانے سورۃ قصص کی سطر
 اوسکی سے پس لکھا کیا انہوں نے، و جس اور عاجز ہوئے لانے افسر سورۃ کے قرآن سے کہا بغیر
 علمائے تحقیق وہ چیز کی لاشی اوسکو حضرت اوپر عوب کے کلام سے وہ چیز کہ ماجر کیا اونکو ایتان
 مثل اوسکی سے عجیب ہے بیچ آیت کے اور وضع تر ہے بیچ دلالت کے احیاء موتی اور اللہ اکملہ و ابرص
 سے اسلئے کہ تحقیق علیہ السلام نے اہل بلاغت اور اناب فصحا اور رؤسا بیان اور مستعدین
 اس پر ساہتہ ایسی کلام کی جو ہمہ منہ ہئے نزدیک اونکے پس مواجز و نکلا اس سے یعنی قرآن
 سے عجیب ہے عجز اوس شخص کے کہ شاہد کیا ایسی کی کو نزدیک احیاء موتی کی اسلئے کہ تحقیق وہ تہی علم
 رکھتے ہر کسے یعنی احیاء موتی کی اور نابرا لاکہ اور ابرص کی لڑنے سو فقت رکھتے تھے علم سچ کو اور
 توشین تھے موافقت رکھتے کلام فصیح اور بلاغت و خطابت کو پس دلالت کیا امر بالانے اوپر سائے
 کہ تحقیق عجز قرآن سے سوا اسکے نبین تہا کو کہ مو علم اوپر رسالت حضرت کے و صحت نبوت آپ کے کہ
 حجت قاطعہ اور برہان و ضحا و تحقیق وار ہو اسے اخبار سے بیچ قرأت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منظر
 اوس چیز کا کہ نازل ہوا اوپر حضرت کے اوپر شکر کن کے جو تہا اہل فصاحت اور بلاغت سے اور قرا
 کرنا ساہتہ عجز قرآن کے جماعت کثیرہ نے ثابت ہے مجاہدہ ہی جو وایت کیا گیا محمد بن کعب کہا
 تحقیق عبید بن ربیعہ تہا ایک دن بیٹھا ہوا سر دار قریش مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوا
 تہے اکیلے سجد حوام مین کہا ربیعہ نے اسے جماعت توشین کی ایا کہ اہو نبین طرف اسکی یعنی محمد
 پس پیش کروں اوپر اسکی چہ امور شاید کہ وہ قبول کرے ہے بعض اوسکا اور بھی ہے کہا قریش
 مان لے ابا ولید پس کہا ہوا عبیدہ بیان مک کہ بیٹھا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیٹ کر کیا
 محمد بن کعب اوسی نے ساری حدیث بیچ اوس چیز کے جو کہ حضرت کو عقبہ لے اوپر بیچ اوس چیز کے
 جو میں کیا اوپر حضرت کے ال وغیرہ سے لین غبت لے کو ہا ہماری اور ہماری سونگی، جو تہ کہ

جو مال وغیرہ چاہے طلب کی ہر دین کے پس جبکہ فاسق ہوا عتبہ اپنے کلام سے فرمایا حضرت نے آیا فاسق
 ہوا تو لے آیا اولیہ کھا عتبہ نے مان فرمایا حضرت نے پس میں سر لیے کہا عتبہ کی کہ بیٹی کہہ پس فرمایا
 حضرت نے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** **خُذْ نَزْلَیْهِ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** میں جسکنا اسکو عتبہ نے چپ کے ہو
 اور ڈالا دونوں ہاتھ اپنے کو پیچھے پیٹھ اپنی کے دھا کیا کہا ذکر نوا کے بنے اور دونوں ہاتھوں کے سنا
 تھا حضرت سے یعنی حصر کو میان تک کہ پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہوئے آیت
 سجدہ تک پس کہہ کیا حضرت نے پھر فرمایا سنا تو نے لے آیا اولیہ کہا ابا اولیہ نے سنا پس او بہرہ
 یعنی سچ بھ پس کہہ اہو عتبہ طرف صحاب اپنے کے پس کھا بعض اونکے نے واسطے بعض نے قسم
 اللہ کی البتہ آیا تھا سے پس عتبہ ساتھ غیر موہنے کے جو گیا تھا ساتھ او کے یعنی ولید پہلی حالت سے
 متغیر ہو کر ایسے پس جبکہ بیٹا عتبہ طرف او کے یعنی قریش کے کھا انہوں نے کہ اسے حال تیرا لے لیا
 کہا عتبہ نے قسم اللہ کی حقیقت البتہ سنا میں نے ایک کلام کہ نہیں سنا میں نے سنا او کے کہہ ہی قسم اللہ کی تیرے
 وہ کلام شعر اور نہ سنا کہہاں اپنی جماعت قریش کی تابعداری کر دو تم میری چھوڑ دو اس صل کو اور
 اوس چھوڑ دو وہیچ اوس کہے پس قسم اللہ کی البتہ ہے قول ویں شخص کو جو سنا میں نے بنا یعنی جبر کھا
 عتبہ نے قریش کو پس جواب دیا میرے تین شخص نے ساتھ ایک شے کے قسم اللہ کی نہیں وہ جادو
 اور نہ سنا اور نہ کہہاں **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** **خُذْ نَزْلَیْهِ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** **خُذْ نَزْلَیْهِ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** **خُذْ نَزْلَیْهِ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
 انہو تحقیق تم جانتے ہو کہ تم جبر کہتا ہے ایک سے نہیں جھوٹا پس خوف کرنا ہو میں یہ کہ
 اور ترے ورتہا سے عذاب پس اہل فہم پر وضع ہے کہ یہ صریح دلیل نکالت کرتی ہے اوپر صدق
 نبوت محمد کے باوجودیکہ عتبہ معاند ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کو گیا تھا جب کلام مخبوط
 کو سنا تو جانا کہ یہ کلام صحیح اور نہ اور کہہاں کی قسم سے نہیں ہے بلکہ ناید یعنی سمجھ اسلئے لفظ
 بنا کا کہا اور قریش کو عذاب الہی کے بوجہ عدم طاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخوف کیا
 اور بیچ حدیث سلام ابو ذر غفاری اور تریف انیس بیانی اونی میں وارد ہے کہ کہا ابو ذر نے قسم
 اللہ کی نہیں سنا میں نے کسی عر کو کامل بنیت یہاں اپنے میں سے جو تحقیق متا بلکہ کیا اونی نے بارہ
 شاعر و کنا جاہلیت میں اور تحقیق وہ گئے اور لے طرف اپنی دے کے ساتھ جبری علیہا لہام کے کہا میں
 یہ کیا کہتے ہیں او کو کو کہہاں کہتے ہیں شاعر کا ہن ساحر البتہ سنا میں نے کلام کا ہنوخا پس نہیں ہے
 وہ کلام شاہ کلام کا ہنوخ و البتہ کہہاں میں اوس کلام کو و ہر وزن شعر کے میں نہیں ملتا اور نہ ملکا
 او پر زبان ایک کے یہی یہ میرے اور تحقیق وہ نے لکھا **قَدْ وَانْهَمُ کَکَ اَدُوْنُ**
 روایت کیا اسکو مسلم اور بیہقی نے اور روایت ہے عکرمہ سے یہ قصہ ولید بن مغیرہ کے کہ تھا ولید
 بیہقی قریش میں بیچ مناصحت و بلاغت کے تحقیق ولید نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اقراء
 علی فقر اعلیٰ ان اللہ یا بالعدل والاحسان و تانا و نفاقرنی الائمة کہا ولید نے ہر پو پو بلکہ دیکھا
 حضرت نے پس کہا ولید نے **وَاللّٰهُ اِنَّ لَکَ الْحَکْمَ لَکَ وَاِنَّ عَلَیْکَ لَکَلَّوۃً وَاِنَّ**

اعلاہ شمر وان اسفلہ لعنق وایقول بذال بشر کہا ویدئے واسطے قوم سنی کے ولید انیکم جل اعلم بالانیا
 سنی ولا اعلم برجزہ ولا بالشعار لجن ولید یثیہ الذی یقول شی من بذوالمدان لبقی الذی یقول محلا
 وان علیہ اطلاعہ وانہ لمشر اعلاہ معنق اسفلہ وانہ لمعلو ولا علی یعنی قسم اللہ کی نہیں کوئی زیادہ
 جانیو الاشعار میرے سے اور نہیں کوئی علم سناہہ رجزہ اشعار کے بنی قسم اللہ کی نہیں مشاہیر وچیز
 جو کہتا ہے کسی سنی کے قسم اللہ کی البتہ مقولہ اسکا جو کہتا ہے البتہ باہرے ہے اور تحقیق اوپر
 اس کے البتہ علامہ اور تحقیق وہ البتہ باہر اوپر اس کا شہین ہے ہفل اسکا اور تحقیق وہ غیر
 مغلوب ہے اور بیچ خبر کے وارد ہے کہ جو قوت جم ہوئے قریش موسم حج میں اور کہا کہ جماعت
 عرب کی تمام وارد ہوئی ہے پس جم کر و بیچ اسکے یعنی امر محمد را یو کو نہ چوٹ لے لے بعض مشاہیر
 بعض کو پس کھا قریش نے کہتے ہیں ہم کہ وہ یعنی محمد کا بن ہے کہا ولید نے قسم اللہ کی ماہو
 ابکا بن ماہو بنزمر منہ ولا سمجھ کہا قریش نے کہ وہ مخجون ہے کہا ولید نے ماہو ابجون ولا تخفہ
 ولا بوسوہ کہا قریش نے پس کہتے ہیں ہم کہ وہ شاعر ہے کہا ولید نے ماہو بن شاعر عرفہ شاعر
 کھڑ جزہ وجزہ وقریفہ وبعوضہ کہا قریش نے پس کہتے ہیں ہم کہ وہ ساحر ہے کہا
 ماہو اباحر ولا نفثہ ولا عقہ کہا قریش نے پس کیا کہتا ہے تولے ولید کہا ولید نے ماہو فاکل
 من بذالشی لا اعرف انہ باطل روایت کیا اسکو ابن حرق اور بیچنے نے اور بنیہ وارد ہوئی کہ
 اسلام لائے جوان بنی سید کے کہا عمر بن جموح نے بیٹے اپنے کو اخیر نے مسمعت من کلام بذال
 پس ثریا اوپر عمر بن جموح کے کچھ الدرب العالمین صراط مستقیم تک پس کہا عمر نے ماہو بن ذوال
 ابکل کلام اسکا منسل کی ہے کہا بیٹے نے اے باپ اور حسن ہے اس سے اور کہا بعض علماء
 کہ تحقیق یہ قرآن اگر یا ما یا مکتوب یہ صحیفہ کے چیل میدان میں اور نہ معلوم ہونا کہ کہنے رکھا
 اسکو اور سجدہ تو کہتے گواہی دیتی عقل سید اس پر کہ تحقیق وہ منزل من اللہ ہے اسلئے کہ بلاشبہ
 بشر کو نہیں قدرت اوپر تالیف مثل اسکی کہ ہر چند خرافہ وچ مثل قرآن کے زور مارا کہ خارج ہو کر
 خائب ہوئے چنانچہ کلام سید کذا علی اللغۃ سے جو مقابلہ کلام روشن ہے اسلئے چند فقرے اس میں
 کے نقل ہوئے ہیں واما مع سیدۃ الکذاب لغۃ اللہ وان زغات قال والزاعات زعا واحصادات
 حصدا والزرايات قمحا والطاخات طحا والها فارت حضرا واثار دوات شر وادالقات لقا لقا فضلیہ
 علی اہل الوہد واما یسکلم اہل المدرو قال آخر الفیل الفیل فلما ذکک الفیل ذنبه متین مشفر طویل و
 ان لک من خلق ربنا الفیل وقال آخر الم ترکف فعل ربک باحلی اخر منها نسۃ نسۃ من بین
 سر اسیف وحشی وجمع اللعین علی سۃ انا اعطیک الکوثر فقال الکوثر عینک الجواہر ان مضغک
 رجل فاجرت و فی روایۃ انا اعطیک الجواہر فخذ لفسک وبادرہ و احذر ان تخرص و انکاشترہ و فی
 روایۃ انا اعطیک الکوثر فصل لربک وبادرہ فی الیال العوادہ وقل لہ وطل البیضاء فی القارۃ
 وادعی انہا منجۃ ونا فمخہ بنو ما ذکرہ ان النواذرا اذا ضرب فی خل الخضر باجہ او جعلت فیہ سعینۃ

ثبت یہاں دیوا و لیلۃ فاما محل کا محیط فمحل فی القارورة و یسب علیہا الماء بارود فاما ثبت و لما
سمیع اللعین ان اللعین صلی اللہ علیہ وسلم حجر فی ہیرۃ فکثرنا و ما یقل فی عین علی مکان انہ فی ہیرۃ فمحل اللعین
فی ہیرۃ فاما فی عین بصیرہ نعمی و سجدہ ضرع شاة علیہا رقعہ و ما یسب علیہا فشیء ہذا الکلام اللہ علی ہر
یہ سیدۃ الکلام امراة و راہا فی النحوا لہی شکم محمدا علیہ السلام ہندی بکلام شہابی مخطوط اللعین
بعضہ بعض و لا یبہ بعضہ بعضا الکلام من چل بکون الموحدہ اسے فساد و اس میں سبب لہی تھا کہ
جنون غم ان اللعین وضع عن قومہ الصلاۃ حل لہم النحر و انما و ہو مع ذلک لشیء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انہ نبی و قد کان کتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سیدۃ رسول اللہ فی محمد رسول اللہ
اما بعد فانی قد شہرت معک فی الامر وان لنا نصف الامر و لقریش نصف الامر فہم صلی اللہ علیہ وسلم
رسول ہذا کتاب کتب ابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سلام علی من اتبع الهدی اما بعد فان الارض اللہ یورثها من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین
انفرد فیکم فلیکن علیکم فی الماد و ہم غلک فی الطین اما الماکدین و لا الشرب متعین من جبکہ ناضر
ابو کیر سید بنی کہ یہ کلام تو فرمایا انہ الکلام لم یخرج من ان او ان سائتہ کسی کے مراد اللہ تعالیٰ ہے
اور کہہ لیا ہے کہ ال معنی اصل جیسے کہ ہے لے معنی ہے اوس اصل سے قرآن مجید اور دوسری وجہ جاز
قرآن کی تیسرے کہ نزول قرآن کا کلام عرب میں ہوا نظم اور شعر اور خطبہ اور جزا و جمع سے میں ہوا
تسل ہے قرآن مجید یہ کسی نے کسی نے سے اور نہ مخطوط ہے ساتھ اس کے باوجود ہونے الفاظ
اور حرف و سکے کے جن کلام ان کی سے اور متعلق یہ نظم و نکی کے اور لفظ ان کی کے اور سید اس سے تیسرے
تیسرے ان کی اور پر لکھ ہوئی کلام اس کے اور نہ ہوتی ہونے وہ طرف مثل اس کی کے یہ جس کلام
اس کے سے نہیں شکا بات میں کہ تحقیق یہ فصاحت قرآن کے البتہ او کہ گئے دلی مدیر نظم کی
کے پس تحقیق یہ قرآن حجت اللہ کے و ان خلا و دلیل و صا اور بران باہر ہے نہیں چلا سیدان معارضہ
میں کو فی شے مکر کہ گراہی کرنا فراسکا یہ شلہ کے چنانچہ بن مقفع کہ تھا فیصہ ترنا اپنے کا طلب کیا
اسکو اور ان کی اسکو میدان معارضہ میں اور نظم کیا اسے کلام کو اور گردانا اسکو معقل اور ماں لکھا اسکا
سورس توجہ ہو الکیدن ساتھ ایک لڑکے کی کہ پڑتا تھا یہ کتب کے یہ آیت یارض ابلعوا ملک و یا
سما لعلی بعض الماد و قضی الام لایہ پس جمع کیا ابن مقفع نے اور شاہا اوس چیز کو جو کیا تھا اسکا
اشہ ان ہذا لایرض ابدا و ہا ہوسن کلام اللہ بشر اور تیسری وجہ عجاز قرآن کی یہ ہے کہ تحقیق قانہ
اسکا نہیں ملوں ہوتا پڑتے اس کے سے اور سامع قرآن نہیں تہک ملنے اس کے سے بلکہ پڑنے
اور سننے سے زادہ تلاوت ہوتی جلی جاتی ہے اور دور اسکا موجب حجت کا ہے واسطے قانہ
اور تلاوت اس کے ہمیشہ پڑا جاتی ہے مازل کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق قرآن ہلین
پڑانا ہوا اوپر کثرت دور کے اور نہ نقص ہوتی ہے عبرت اس کی اور نہیں فنا ہوتی لہجای اس کی اور
اور نہیں پیٹ ہوتا اور اس سے علما کا اور نہیں دیر میں پڑتی ہر کت اس کی کی مگر گمراہ لوگ قرآن مجید

وہ چیز ہے کہ تبارک نے بحسن جوقت سنا قرآن کو اس کہنے سے ناممکن قرآن عجیبی الی الرحمن
 فاعناہ اور چہشتہ وجہ عجاز قرآن کی یہ ہے کہ متعلق ہے اخبار کا کان، ماکون کو بس جوقت پہل
 حضرت سے فضل اہل کف اور شان موسیٰ اور خضر علیہما الصلاۃ والسلام و حال ذوالقرنین اور قصص انبیاء
 کے ساتھ امت و انکسے اور قرون ماضیہ کو بس چکیہ بیان کیا حضرت نے تو بہمانا و ہونہ نے حکمت
 نبوت آپکی صلی اللہ علیہ وسلم یا پچوین وجہ عجاز قرآن کے یہ ہے کہ وہ متعلق ہے علم غیب اور اخبار
 بیاکین کو مانند قول اللہ تعالیٰ کے یہ مقدمہ یہود کے و قل ان کانک لکم الدار الاخرہ عند اللہ خالصہ
 من دون الناس فتمت الموت ان کہتم صا قین یہ فرمایا دین تینوں کا یا قدرت ایسی ہم را مانند قول
 اللہ تعالیٰ کے یہ مقدمہ قریش کے فان لم یفعلوا لیس یفعلوا لیس تطع کیا اہل کو قریش میں قرآن کے
 نہ لاسکین گے اور مثل قول اللہ تعالیٰ کے انما فتحناک فتحا لکم اور مثل قول اللہ تعالیٰ کے لعل علیک الروم
 وغیرہ کے اور چہٹی وجہ عجاز قرآن کی یہ ہے کہ وہ جامع ہے علوم شیعہ کو کہ لاسکے اہل عرب مثل
 کے کلام اور نہ احاطہ کر سکے ساتھ علماء ائمہ سے کوئی اور نہیں کوئی کتاب سامدی کہ یہ خبر اولین اور
 آخرین اور حکم تخلفین اور ثواب طہیین اور عقاب عاصیین کو متعلق ہو مانند قرآن مجید کے بس یہ
 چہون و لکین دلالت کرتی ہیں اور عجاز قرآن کے اور تحقیق فرمایا اسد صل جلا کہ تل لیس لجمعت الان
 والجن علی ان یاتوا بثل هذا القرآن لایاتوا ان تملک و لکان بعضہم لبعض طہیین لہ لیس نہ قادروہ کوئی لانی
 مثل اس قرآن کے زمانہ محمد رسول اللہ صلعم کے میں اور نہ بعد حضرت کے وہ نظم اور تالیف اور عاقبت
 متعلق میں مثل قرآن مجید کے و انہم ہو کہ ہمارے حضرت ختم المرسلین محمد کو ایسا قرآن مجید نظام
 ملا جو تیناں کمال شئی ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ آپ ایتان لیس فن میں لیکتا ہیں کہونکہ ہر شخص کا
 عجاز اس سے فن میں متصو ہوتا ہے جس فن میں شراکت غیر کی امکان نہوا اور وہ اولین لیکتا ہو جو علم
 اولین و آخرین سب ذات باریکات رسول تعلین محمد میں مجتہم ہیں مانند قوت عاقلہ مادہ کے کہ ہر
 واحد علم سم و بصیر وغیرہ کو جامع ہے اور خدا رسول تعلین علم الاولین و آخرین اس باب
 شہر ہے اور نیز فرمایا کہ اگر موسیٰ ہی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے غرض جیسے آپ پر سلسلہ نبوت
 ختم ہو گیا ایسی ہی علوم حکام شرا لیم ہی جو مرضی خداوندی ہوں آپکی اتباع میں ختم ہو گیا اور خدا
 والا ہی نفس محمدیہ لاسمع فی احد من ذلہ الامۃ یہودی و الاضر فی تم نبوت و لم یمن بالذی ارسلت
 الاکان لہا جاننا و صدق کا ہے و بیت سوچا جو کہ ہے جزیرہ غیر شہوت و دعا فرما کہ کہیں پیر اخرا ان پیر امان لا
 ہے چنانچہ بیت سے حکایتیں بتواتر اسقہ میں جنوں سے منقول ہیں منجودہ ہی جو حضرت علیہ السلام
 عمر اب الخطاب نے صحیح بخاری اور دوسری کتابیں روایت آئی ہے کہ وہی کہتے تھے کہ میں ایک شہ
 اپنے بتوئی پاس بیٹھا تھا اسوقت ایک شخص ایک بچہ کا سیکا بتوئی نذر کے واسطے لایا اور اسکو
 دمان ذبح کیا اسوقت ایک بت کے اندر سے ایک آواز بہت سخت اٹھی میں نے کہی ایسی آواز
 میسنی تھی اور ہر خاص عام نے دمان اس آواز کو سنا وہ کہتا تھا یا علیہ السلام یا علیہ السلام یا علیہ السلام

لائذ یمنی لے قوت والی آدمی ایک لیا کام ظاہر ہوا ہے جس میں مطلب کی بات ہے ایک شخص بیکار
کہتا ہے لائذ اللہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ ہاں تھے سب ہاں کے لیکن میں ہاں
کہا کرتا کہ دیکھو یہ کسکی آواز ہے پھر دوسرے مرتبہ بیٹھے وہی آواز سنی اور تیسرے مرتبہ بھی آواز ہوئی
جھکونہایت حیرانی ہوئی کہ یہ کونسا ہے پھر لوگوں کے معلوم ہوا کہ بیان ایک شخص غیر ظاہر ہوا ہے اور وہ
لوگوں کو کہلا لائذ اللہ لیکر کہا کہ اسے اور سپر کی حکایت ایک بڑھی سے مجاہد روایت کرتے ہیں
کہ وہ بڑھا کہتا تھا کہ ایک روز میں ایک کانیکو ہا کے لئے جاتا تھا کیا کیا ایک آواز بیٹھے سے کہ کوئی ہے
یا لئذ یمنی قول نصیر جل نصیران لا اللہ اللہ یمنی لے لڑیہ بات بہت جی اور کہلی ہے ایک شخص بیکار
کہتا ہے کہ لا اللہ اللہ اور سپر سے ہی لے سوا دن قیام سے روایت کی ہے کہ مے کہتے تھے کہ ایا
حاجلیت میں ایک جس میں لاش تھا اور ہونو والی چیزوں کی جھکونہ خیر داکر تھا اور میں اسکی کہنے کے جواب
لوگوں کو کہتا تھا اور وہی خبریں کہتے تھے ہوا کرتی تھیں اس سے بڑی نیاں جھکونہ بہت ملا کرتی تھی ایک
لنگو میں سوتا تھا کہ وہ جن میرا آٹا آیا اور کہا اوٹھا اور وہ کہہ کر کچھ جھکونہ عقل اور شعور نے کہ ایک لوسی بڑ
تھاب کی اولاد سے پیدا ہوا ہے پھر کئی عین میں لفظ محبت قلبی فرما سہا نہ و شہر میں العین کا سہا
تھی الی مکہ تبی الہدیٰ مامونو ہا مثل از خاسہا نہ افاہض الی الصفوت من ہاشم و سہم
بہنیک لکرا سہا نہ یعنی تعجب ہے جھکونہات کے احوال اور انکی بقراری سے کجا دے اور
باندھنے سے انکی آواز نہ سہر کرنے کی واسطے جاتے ہیں کہ طرف ہدایت کی تلاش میں ایماندار
جنات نہیں ہیں مانند فکی ناپاکوں کی تو ہی اوٹھا و چل اس شخص کی طرف چوٹا ہوا ہے بنی ہاشم سے
اور طبع کر اپنے دونوں بھون کو ہمارے قبیلے کے سرداروں کی طرف مطالبہ کیا یہ تھا کہ ہاشمی
اور ب سردار کو معطلہ کو جاتے ہیں ایمان لائیکو تو ہی جا اور ایمان لاہو دیکھتے ہیں کہ میں ان
یتو کئے سننے سے جاگہ پڑا اور تمام رات اسی تھوٹیں میں گدڑی کہ یہ کیا ماجرا ہے پھر دوسری
رات کو ہی سپر آکر جھکونہ جا کر وہی عین پڑ میں اور چلا گیا اور سپر تیسری رات کو ہی جب
میں رات پے در پے جھکونہ ماجرا گذرا تو میرے دل میں سلائی محبت پیدا ہوئی اور کہ معطلہ
کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور ہی میں حاضر ہوا میں اور
انکو حال باحوال کے یاد سے مشرف ہوا تو جھکونہ دیکھتے ہی اپنے فرمایا مہاجلے سوا دن قیام
جھکونہ معلوم ہے جو چیز جھکونہ بیان لائی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کچھ عین آگے بڑھ کر
کہی میں پہلے آپ دن میں تو کونچھ سے لیجئے اپنے فرمایا پڑہ سوا دن قیام بے قصیدہ بائہ
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت میں کہا تھا اسے پڑھاؤ شکی اخیر میں یہ ہے کہ کن لئی
شیعنا یوم لا ذو شفاعۃ نہ سوا کن معین عن سوا دن قیام نہ یعنی اور ہونو تو واسطے میرے شفیق
جہن نہو گا کوئی صاحب شفاعت تیرے سواے کوئی کام لے والا سوا دن قیام سے اور یہ
ہی بہت ہی لڑوایت کی ہے کہ عاتک ملک میں مانن طائی ہوئی خدمت پر مقرر تھا او

یعنی اسے لگا لگا بہت بڑا اور بزرگ بنے آیا مجھکو جو جیسے وعدہ کیا تھا بہتری سے ملے اے خدا اوپر نظر سے میرے غائب ہو گیا ایک شخص دوسرا انصاریوں میں اسے مجلس میں حاضر تھا اوسکی کہاکہ مجھکو بھی قسم کا جبر اور مشیت آیا تھا چنانچہ شام کے طیف میں گیا تھا اکیس رنگین پر سر لگد ہوا نہ ومان بانی بنا گیا اس کا ایک سینے پیچھے سے ایک آواز سن کر کوئی کہتا ہے خدا کا کہ جھگڑا کھلا مشرقاً کہ کچھ دیر میں غلطی کے خلاف مولفہ ذاکم رسول مصلحہ مصلی اللہ علیہ وسلم کا تحقیق ظاہر ہوا وہ ستارہ جنی روشن کر دیا مشرق جانبی کو نکلتی ہے سایہ اس کے سے خوشگوار روشن کرتے ہے کبھی سول ہے بہتر کبھی پیچھا کبھی سبھا جانا اسکو اللہ نے بہت کیا کام دکھا اور ثابت کیا اسکو اور مطیع خاکہ کی ہے یہی کہ کے اخبار میں عام بن رعبیہ نے اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور دوسرے محدثوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف اور دوسرے صحابیوں نے روایت کی ہے کہ اکیس دن جبل بوقیسیں پر ایک جن نے اگر بہت سخت آواز کی اور چند تین پر ہیں عین دین ہلا کی جو ہی اور مضمون بتا کہ اسلام تو کبھی جلدی قتل کرنا چاہی اور شہر کے نکال دینا اور بت پرستی کو ہرگز نہ چاہیے چوڑا تھا اس مضمون سے بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں نے کہنے لگے کہ دیکھو تمہارے قتل اور شہر پر کڑیا حکم دیتے ہی اسلام کی بہت رنج ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تم سب غلط جرم رکھو یہ آواز ایک شیطان کی تھی مسلمانوں نے سوئے غضب خدائی کی اسکو سزا دیا ہے جب تیسرا دن ہوا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خوشخبری دی اور فرمایا کہ ایک دیو بڑا زور اور میرے پاس آیا اور مسلمانوں کا کام سچا تھا میں نے اسکا نام بدل کر کہا یا اوشنہ ہے کہا کہ اگر تم ہو تو سحر کو قتل کروں سو میں نے اجازت دی انشاء اللہ کناج سحر ختم ہو گا مسلمانون کا بیت خوشی ہوئی اور اس خوشخبری کے منظر کو سنا کر بوقت اوسی ہمارے کہاں اور بہت سخت سنی کہ کوئی کہتا ہے نحن قتلنا مسعراً ملکاً طاعیاً واستلکنا ذکراً صغیراً الحق و سنن اللہ کما استلکنا الذین اللہ نظرہ او دنتہ سیما جواراً انا زود من اراک البطشاً یعنی میں ہوں جسے قتل کیا مسعور کو جاکہ سر کی کی سینے اور نکلیا اور چوٹا جانا اوشنہ خلو اور رعدہ دلا اور اسطے بڑا کہنے اسکے کہ نبی ہمارے کو جو باک سے رنگین کیا مجھے اوسکے خونے تلوار کو جو بری کئی اور جڑ سے قطع کرنا اوسے ہم منع اور روک رہے کہ کو جو ارادہ کر چکا تیرا وغور کا اور مطیع بن سعد نے کتاب شریعہ میں جبل بن ثمال سے روایت کی ہے کہ جبل نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تاغیب کی خبریں مجھے پہنچایا کرتا تھا ایک گدگدہ آیا ہوا آیا اور مجھکو سونے سے بڑھا دیا اور کہنے لگا ہٹ کھڑا کہ میرا ہم اللہ اللہ بصرنا و قی محمدنا قی امین فارحل علی اذی المؤمن یشی علی الصبحہ و لکن یعنی بیدار ہو بس تحقیق روتز ہوا چراغ دین کا سچا اور رستہ اور امانت دار کو جو کہ غضبنا طاووت پر وار ہو کے چلے اوپر راہ برابر اور خراب کے جبل نے کھاکر یہ عبارت سچے اسکی شک میں دہشت سے اوبھڑھ سہا اور پوچھا میں تم سے کیا صاف کہہ رہا ہوں تمہا و سدا علی الارکمن و فاراض الفرضین لکذا بعثت لکھن فی الظل و

وَمَا أَشْرَ الْأَعْلَامُ: هَذَا كَتَبَ سَيِّدُ الْأَعْلَامِ: أَحْمَدُ بْنُ دَوْدٍ حَلَبِيٍّ الْحَنَفِيُّ: بِصَدْرِ الْبُيُوتِ
وَبِالْإِسْلَامِ: وَكَبَرُ عَمَلِ الشَّاسِ عَنِ الْأَشَارِ: يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ مَدِينَةٍ حَكَمٌ
مِنْهُ سَائِلٌ يَسْأَلُ كَيْفَ لَانِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ عِيسَى عِيسَى كَيْفَ لَانِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
جَوْسَرِ دَارِ سَائِلٍ تَامَمَ مَخْلُوقَاتِهَا عَادِلٌ بِسَبِّ جَانِحِي مَآكُمُ نَسْتِ، فَافْرَا تَابَ نَوَافِلُ سَلَامٍ كَوَارِ
مَنْعَ كَرَامَةٍ لَوْ كُنْ كُنْ هُوَ نَسْتِ يَهْ أَوَّاسْتِ هِيَ صَنَعَتْ هَرَمَانِ تَبَسُّبِهَا كَلَامُ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
بِهِرْ مَخْلُوقَاتِهَا مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
هُوَ نَسْتِ أَوَّاسْتِ هِيَ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
أَوَّاسْتِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
بَعَثَ كَيْفَ لَانِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
نَسْتِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
السَّيِّئَاتِ السَّيِّئَاتِ السَّيِّئَاتِ السَّيِّئَاتِ السَّيِّئَاتِ السَّيِّئَاتِ السَّيِّئَاتِ السَّيِّئَاتِ
يَعْنِي خَيْرٌ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
مِنْ غَاثِ الْفَارِ سَائِلٌ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
أَوَّاسْتِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
أَوَّاسْتِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
أَوَّاسْتِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
كَيْفَ لَانِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
يَعْنِي نِيَاهُ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
مَعْلُومٌ نَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
يَعْنِي نِيَاهُ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
مِنْ نَسْتِ كَيْفَ لَانِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
خَلْفَهُ بِأَحْسَنِ مَا لَنَا وَابْتَعْنَا وَدَهَبَ كَيْفَ لَانِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَعْنِي حَقِيقَ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
تَبَسُّبِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
فَرِيقٌ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
مِنْ سَائِلٍ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
يَبْجَا مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ
كَيْفَ لَانِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ مَوَاقِفِ

واسطے عقیق کی طرف جو ذات عرق کی متصل بستی ہے گی تہا کیا ایک ایک سخت آواز آسمان سے
 آئی میں نے نظر اوپر کی تو دیکھا میں نے وہی پروردگار و سفید پوش شتر مرغ پر سوار میں اور کہتے ہیں کہ
 جو نور و روشنی کے دن شکل کی رات کو دنیا میں آیا ہے سوا بنا تو قصویٰ کے صاحب کسمبر انجمن
 آتا ہے اس وقت سے دین اسلام کا عقدا میرے ولین بیہ گیا اور بطرح ابن سعید اور ابو نعیم
 سعد بن عمر مذہب سے روایت کی ہے کہ سعید کہتے تھے کہ ایک روز اس شخص کے باپ نے ایک کمر
 ایک بت کے سامنے نذر کی طور پر زوج کی تھی اس وقت اس بت کے اندر سے یہ آواز آئی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَرَجٌ بَنِي مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِحُجْرٍ مَرَّزَاوَا حُجْرٍ مَرَّزَاوَا حُجْرٍ مَرَّزَاوَا حُجْرٍ مَرَّزَاوَا
 اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ یَّجْعَلَ لِّیْ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ اَوْ اَنْ یَّجْعَلَ لِّیْ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ اَوْ اَنْ یَّجْعَلَ لِّیْ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ
 اور حرام کر گیا دھرم کو جو بت کے واسطے کرتے ہیں اور نگہبانی کی گئی تہا تو کئی اور ماری جانتے ہیں
 ہم انکار و لئے سعید کہتے ہیں کہ میرا باپ اس خبر کی تحقیق کے واسطے کہ کثیر ف گیا کسی نے انکو اس
 خبر کا پتہ نہ بتایا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا انہوں نے
 کہا کہ مان سچ ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہم میں خدا کا رسول ہے تمکو یہی لازم ہے کہ اس
 اسلام لاؤ حاصل کلام کا اس قسم کے قصے بے شمار ثابت ہیں جو حد تو اس کو پہنچے ہیں بلکہ بعض
 خواتین جو اس وقت تک اسلام سے شرف نہیں ہوئے تھے بعض آدمیوں کے واسطے کہ حضرت صلی اللہ
 وسلم کی خدمت میں سلام اور تحیات اور اپنے عاجزی اور نرم و انہر داری پہلا جیتے تھے جتنا
 ابن سعد نے محمد بن قیس مرادی سے روایت کے ہے کہ بعد کہتے تھے کہ ہم چار آدمی اپنے واسطے
 حج کے راوے سے چلے راستے میں ایک بغل لائین کے تعلقات سے اس جنگل میں ایک آواز سی
 منے کر کوئی یہ یہ یقین نہ تھا ہے اَلَا یَا اَیُّهَا الْکَلْبُ الْمَعْرُوسُ بِالْعَوَا اِذَا مَا وَقَعْنَا بِالْحِطَّیْنِ وَرَفَعْنَا
 فَجَلَّ لِلْمُبْعُوْثِ مَعَا تَجْوِیْکَ لِتُسَبِّحُوْهُ مِنْ حَبِیْثٍ سَادُوْکُمْ اَیُّهَا الْاِنَّا لَیْلَیْکَ سَبِّحُوْهُ
 یٰ اَیُّهَا الْاَصْحَابُ الْمَسْکُوْنِ یٰ اَیُّهَا الْاَصْحَابُ الْمَسْکُوْنِ یٰ اَیُّهَا الْاَصْحَابُ الْمَسْکُوْنِ یٰ اَیُّهَا الْاَصْحَابُ الْمَسْکُوْنِ
 کہڑے ہو تم یعنی پہو چو تم حطیم اور نرم کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کانہو نہن اور
 ہماں تک کہ کچھ ذکر تھا تو گل نکل اگاتے تھے کہ یہ کارخانہ نبوت کے ظہور اور وحی کے نزول ہوتا
 ہی موقوف ہو گیا مراد اس مذکور کے کہا کہ یا رسول اللہ جبکو اس مقدمہ میں عجب اتفاق ہوا تہا جو قابل
 سے کے ہے اپنے فرمایا کہ بیان کر دو مراد اسے کھا کہ ہمارے پاس ایک لوندی تھی اسکا نام غلصہ تھا
 نیک بخت اور صاحب تھی کہیں نہ اسکا ہم ہی اسکی طرف ہوا تہا ایک روز میرے نزدیک آئی اور
 کہنے لگے کہ تم مجھکو کیا جانتے ہو مجھے لکھا کہ تمھو ٹری نیک بخت اور صاحب ہم جانتے ہیں کہ کبھی کام
 یہی تیر طریف ہلو نہن ہوا پر اوسنے کہا کہ ان دونوں مجھ پر لک عجیب حال گذرا ہے کہ میں ایک روز
 اکیسے اپنے گھر میں بیٹھی تھی ایک چیز سیاہ میرے اوپر آئے کہ چڑھ بیٹھی اور بطرح مرد و عورت سے
 صحبت کرنا ہے اس طرح اوسنے میرے ساتھ کیا اور پر کچھ معلوم نہ یا جو مجھکو یہ خوف ہوا کہ ایسا

صحا اور رزق علی بن سہروردی سے روایت کے ہے کہ ایک روز حضرت سہروردی علی بن سہروردی سے

صحا اور رزق علی بن سہروردی سے روایت کے ہے کہ ایک روز حضرت سہروردی علی بن سہروردی سے

ہو میرے صلیٰ کیا ہوا ورم لوئی بھیم پڑنا کی بہت کر دینے اوسے کہا کہ ہجو تیر لطیف ایسی چیز کا
 وہم ہی نہیں آئیکہ تو خاطر جمع رکھ بعد کتنے روز کے معلوم ہوا کہ اسکو حمل ہے پھر موافق میل
 لڑ کا جنی لیکن اس لڑکے کے دو نون کا ن کتے کے سے ہے اور اس کا رنگ ہی آدمی کا سا نہتا
 سو وہ ادا کا ہمارے لڑکے ساتھ کہلا کر تا تھا ایک ایک روز دھندلے کے چلائے لگا اور کہنے لگا کہ انور
 اور خرابی ہے کہ دشمن کے سوار بہار سے لوٹے کو اس بہار کے اس طرف آن نیچے اور تم غافل
 بیٹھے ہوئے ہو ہم سب اسکی کہنے موجب اوس بہار پر گئے دیکھا تو واقعی دشمن کے سوار ہیں
 آخر اونسے لڑائی کر کے انکو ہٹا دیا سو قت سے اس لڑکے کے کہنے کا اعتبار ہو گیا جو وہ کہتا
 تھا دیا ہے ہوتا تھا کہی اسکی بات جو بڑھتی تھی پر حجت اپنے ہوئے اور وحی انا مشروع ہوا
 تب سے اسکی بات جو بڑھتی ہوئی گئی اکثر باتیں جوئی کہا کرتا تھا سننے اوس پر چاکر کہ ہجو کو اب کیا
 جو جو بڑھ بولنے لگا اسنے کہا کہ ہجو کو کچھ حال نہیں معلوم جو شخص ہجو کو پہلی سچی خبر پہنچا تھا اب
 جوئی خبرین پہنچا ہے میں اپنی طرف سے ہمیں کہہ ملا نہیں ہوں اب اسکی قدیم یہ ہے کہ تم
 ہجو کو تین دن ایک اندھیری تو ٹھہر میں بند کر داکہ جب میں تنہا ہو گا تو وہ جن جو ہجو کو خبرین
 دیتا ہے وہ میری رگ اور پوست میں کہیں جائیگا پر ہم اسے پوچھنا تو کچھ معلوم ہو گا سو سننے
 ویسا ہی کیا ہر تین دن کے بعد ہجو کو کہو لا تو دیکھا سننے کہ اس لڑکے کا بدن ایسا ہو گیا ہے
 جیسے ایک کھانا اچھے و یافت کیا کہ ہر رگت اسکی اس جن کو ہجو کے اندر دیا ہے کفر
 سننے اوسنے کہا کہ اسے عزیز اتنا نہاری اپنے سچی ہوتی ہیں چند دنوں کے کیون جوئی ہوئے
 لیکن اوسنے کھایا معشرہ و حسن السماء و خیر الخلق و خیر الخلق و خیر الخلق و خیر الخلق
 کے کئے آسمان اور پیدا ہوئے ایسے نبی جو بہترین سب نبیوں نے میں نے پوچھا کہ کھان اُسے
 کھا کہ میں اور اسکے بعد یہ بھی کہا کہ اب میں رہتا ہوں ہجو کو بہار کی چوٹی پر دفن کرنا اور میرے
 دفن کے بعد اگلے کھیلے شعلہ نکلیں گے جب تم یہ حال دیکھنا تو میں پتھر چھپو رانا یعنی کچھ
 اور ہر پتھر پر یہ کلمہ پڑھنا یا اسید اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 و شعلہ بچہ جائیکہ یعنی میری اگ ٹھنڈی ہو جائیگی پھر جڑھ اُسے کھا تھا دیا ہی جھکیلا
 اسکی مرنے سے کتنے دنوں کے بعد آپ کی نبوت کی خبر سکو پہنچی اور تم خدمت میں حاضر ہوئے
 یہ ہی عرب کی جزیرہ کی جنو کا حال خلی گواہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسالت کا ثبوت
 اور آسمان کی نگہبانی اور انکار و کفار گنا اور قرآن شریف کا نازل ہونا تو اکثر کے طور پر ہو گیا
 جہن کیطرح کا شہ نہیں ہے لیکن جو امین سے اسلام سے مشرف ہوئے ہیں اور صحابہ کرام
 و رجبیکو شہنشاہ ہیں وہ یہی بہت ہیں چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی لیتا اچن میں
 جو کہ معطلہ کے متصل درہ جون میں ہوئی تھی اور دوسری علیہ الثمن میں جو مدینہ منورہ میں
 حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد بیتر غرقہ کے میدان میں ہوئے تھے اور دو نون و تیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سوان دونوں مرتبہ عین جنوں کی کثرت اس قدر بیان کی ہے کہ گنتی اور شمار سے باہر ہے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی ایک مرتبے لیتے لیکن میں جو دوسرے مرتبے مدینہ منورہ میں ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور جنوں کو دیکھا بھی تھا اور انکی باتیں سنی بھی تھیں وہ بھی سداً حلی کثرت انکی بیان کرتے ہیں چنانچہ ابو بصیر نے ولایہ النبی میں اور دوسری حدیث کی کتاب میں ان قصوں کی تفصیل بیان کی ہے اور صحاح ستہ میں بھی آیا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِالْمَدِينَةِ نَعْمٌ لِّأَجْلِ أَكْثَرِ أَهْلِهَا رَأَى مِنْ هَذِهِ الْعَوَالِمِ شَيْئًا فَايْتَعَزَّ بِهَا ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَأَ اللَّهُ الْبَعْدَ ثَلَاثَ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ يَمْنِي أَبُو سَعِيدٍ خُدْرِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعِيْدٌ صَحَابَةُ مِنْ رَوَايَتِ كِي هِيَ كَرْتَقِيْقُو رَوَايَتِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کہ مدینہ میں بہت تین ہیں کہ وہ سلام لائے ہیں پھر جو شخص دیکھے انہاں سے کہیں کسی کو تو کہے اعدو مالدنک تین مرتبے پھر اگر ظاہر ہو اسکو کوئی چیز بعد تین مرتبے کے تو وہ شیطاں ہے یعنی اسے مارو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ابو بصیر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبے بہت سے جن کسی جزیرہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے شرف ہو گیا تو اُسے کہتے اور کسی دن یہاں مقام ہی آیا تھا اور پھر اپنے وطن کو لوٹ کر گئی اور امام احمد اور بزار اور ابویعلیٰ اور بیہقی اور دوسرے محدثین نے بلال بن حاتم سے روایت کی ہے کہ بلال کہتے ہیں کہ ایک مرتبے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تہا عنہ میں مقام ہوا میں اپنے خیمے کے کھل کر چلا کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا میں دیکھا میں نے کہ آپ سب کس سے باہر اور اکیلے بیٹھے ہیں میں نے چاہا کہ آپکی پاس جاؤں جب آپکی قریب پہنچا تو آواز غل اور شور کی میرے کان میں پہنچی گویا بہت لوگ آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں اور سخت گویا بھی کرتے ہیں میں نے ہڑ گیا اور پوچھا میں نے کہ آپکے پاس غیب کے لوگو کھلا بہجوم ہے اسوقت جانا مناسب نہیں ہے پھر تھوڑی دیر میں آنحضرت تشریف لائے اور دیکھا دیکھ کر آپ نے بتیم فرمایا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ غلو اور غل کیا تھا آپ نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر جنوں میں جھگڑا تھا ہنسنے کے مقدمہ میں میرے پاس فیصلے کے واسطے آئے تھے سو میں نے ایسا حکم کیا کہ مسلمان جن جلس کے ملک میں ہیں اور کافر غور کے ملک میں آپس میں لڑیں گے نہ میں چنانچہ کثیر بن عبداللہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ جبکو جلس کے ملک میں کچھ جن کا آسیب ہوتا ہے وہ مدعی اچھا ہوتا ہے ہلاک نہیں ہوتا اور غور کی ملک میں جبکو جن کا آسیب ہو جاتا، وہ اکثر اچھا نہیں ہوتا بلکہ ہلاک ہوتا ہے اور خلیفے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جابر کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبے آنحضرت کے ساتھ سفر میں تھے آنحضرت ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے یکایک ایک کا لاساں بہت بڑا آپکی طرف چلا کر گئے چاہا کہ اسکو ماریں آنحضرت فرمایا کہ اسکو مت چھیرو آخر کو وہ سانس آپکے

تو ایک پہونچا اور اپنے سونہ کو ایک کان کے پاس لٹکیا جیسے کوئی کچھ بات کا بیان کہتا ہے پھر حضرت نے
 یہی ایسے سونہ ہارک کو اسکی کان کے لٹکیا کے کچھ فرمایا پھر وہ سانس غائب ہو گیا اور معلوم ہی نہ ہو گیا کہ
 زمین نکل گئی ہم لوگوں کو عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے اس سانپ کو اپنے کان سے نکالتے آئی دیا ہلو بڑا خوف
 ہوا تھا کہ میرا جانو بے سمجھ ہے ایسا ہو کہ انکو کچھ یاد دلوے یا کاٹ کھا دینے سے فرمایا کہ میرا جانو نہتا بلکہ میر
 جنون کا ہیسیا ہوا تھا فلا فی صورت کی کئی آیتیں دے دیں کہ ہول گئی تھے سو انکو پوچھنی کیو اسلے کہو ہیسیا تھا
 جب اُسے تم کو گوگو دیکھا تب سانپ کی شکل بن کے تمہاری سامنے آیا اور پوچھ کہ چلا گیا پھر جا رہا تھا
 کہتے ہیں کہ بعد اسکے آنحضرت سوار ہوئے اور اُسکے کو چل رہی تھیں میں ایک کانو ملاؤ انکی تو کون نے
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیان ایک عورت سے جو ان خوبصورت ایک جین اسیر عاشق ہو گیا ہے سو انکی
 اندر گہس کے انکو بہوش کر دیتا ہے نہ کچھ کہاتی ہے نہ کچھ بات کہتی ہے بلکہ ہلکے کر قریب پہنچ کر حضرت
 نے اُس عورت کو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا کہ اے جن تو چمکو جانتا ہے کہ بن کون شخص ہوں میں
 محمد ہوں حق تعالیٰ کا رسول سو اس عورت کو چور سے نہ بات فرماتی ہی وہ عورت ہوش میں آگئی اور اپنی
 سونہ کو نقاب سے چھپایا اور لوگوں سے چھپا کر لے گئی اور بالکل اجہی ہو گئی جا رہے تھے کہ میں نے
 اس عورت کو دیکھا تھا ایسی خوبصورت تھی جیسے چودھویں رات کی چاند کا مکڑا اور عقیلی اور بیہوشی اور انیم
 نے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک روز
 آنحضرت کے ساتھ تھا کہ ایک بھاڑ پر بیٹھے تھے کہ ایک ایک سپرد دہاتہ میں عصائی ہوئے
 جن کی سی ہے پر اپنے اُسے پوچھا کہ تو کون ہے اُسے عرض کیا کہ اس شخص کا نام ہاتھ ہے ہم کیا
 اور ہم لا قیس کا بیٹا اور لا قیس اسلمی کا بیٹا ہے اپنے کہا کہ اے اوتیرے دریاں میں وہی پتھریں
 ہلا کہہ تو تیری عمر کتنی ہوگی اُسے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جتنے دنیا کی عمر ہے اتنے ہی میری
 عمر ہے کچھ توڑی سی کم ہے سو اسلے کہ جن دنو عین قایل نے مایل کو مارا تھا سو وقت میں
 بچ تھا کہی برس کا لیکن بات سمجھتا تھا اور چاڑھنیر دوتا پرتا تھا اور گوگٹا غلہ اور کھانا خیر الاقبات
 اور لوگوں کی دلوعین اپنے خویش اور قربا سے بدلو کی کر نکلو و سوس کے طور سے ڈاکڑا تھا آنحضرت
 نے اُسے فرمایا کہ تیرے پڑ پاپ کے عمل تو ایسے ہیں اور جوانی اور چہن کے کام ویسے تویت ہو کر
 ہے اُسے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب چمکو کچھ ملامت تمہی سو اسلے کہ اب میں تو یہ کر نکلو آیا ہوں اور
 میں نے حضرت یوح سے ملاقات کی ہے اور انکی سچی میں انکی صحبت میں بیت رہا ہوں میں اور
 انکے ہاتھ پر تو بک رہی تھیں نے اور ایک سال انکی مسجد میں رہا ہوں میں اور حضرت ہودا اور حضرت
 یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبت میں رہا ہوں میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے
 سینے اور اُسے تو ریت سیکی تھی اور انکا سلام حضرت عیسیٰ کو پہنچایا تھا اور حضرت عیسیٰ سے ہی ملاقات
 کی تھی حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکلا فات کرنا تو میرا سلام انکو پہونچانا سو

اس بات کی بارگاہی واسطے انکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور یہی میری آرزو ہے کہ آپ
 اپنی زبان فیض ترجان سے مجھ کو کچھ قرآن شریف تعلیم فرمائیے چنانچہ حضرت نے کسی سورت پر
 سورہ واقعات اور سورہ مائتات اور عہد کون اور اذکار شمس کی ت اور قتل ہوا اعدا اور قتل عود بن الفیل
 اور قتل خود قرب انسان کو تعلیم فرمائی اور یہی پسینے سے ارشاد فرمایا کہ نامہ جو وقت چیکو کسی
 چیز کی ہوتا ہے تو میرے پاس آنا اور بہت ملاقات چھوڑنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور اسکی موت کی خبر تکو بہنیں دی اب ہکو معلوم بہنیں بھگور
 زندہ بنے یا مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ جو جنات سے تھے ان میں سے ایک نام عمر بن
 جاحی بنی صفوان بن معطل نے تہذیب و تکلفین کی بنی اور ان میں سے ایک کا نام عمر ہے جو کا فر
 جنو کی لڑائی میں شہید ہوئے بہنیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یادوں نے انکو دفن کیا تھا
 اور انہیں میں سے ایک نام سرقہ ہے جو عمر بن عبدالعزیز نے مرگے جن جن جن میں دفن کیا تھا
 یہی سرقہ اس جماعت کی تھے جنہوں نے حضرت بیعت کی تھی اور انہیں میں سے ایک نام خناتہ
 یہ جینیہ تھے یعنی عورت تھی جو عمر بن عبدالعزیز نے کو معطل میں ڈن کیا تھا اور ان سب قصہ
 نے اپنے کتاب دلائل النبوة میں صحیحات دون سے بیان کیا ہے فقہ بیان کیا احوال ان جنو نکلا گیا
 جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے اور قرآن کی حکمتوں کو مان لیا تھا اور نہایت پیروی
 تابعداری کے سبب اپنے اس خدمت سے جس کو قوف اور عزول ہوئی تھے بالکل رت ہوا
 ہوئے اور بنی آدم کی ہدایت اور نہجانی پر کربانڈی اور شہد ہوئی **۵۴۷ عَزِيزِي ۵۴۸**
وَوَجَدَكَ عَلِيًّا فَكَأَنَّكَ ۵۴۹ اور آیا مجھ کو غلے پہر دو لقمہ کی بی بی خدیجہ کمال سے
 ان نعمتوں کا شکر جلاؤ ترجمہ عبد اللہ فَاَمَّا اَلَيْسَ لَكَ فَاَمَّا لَكَ نَفْسُكَ فَاَمَّا لَكَ نَفْسُكَ فَاَمَّا لَكَ نَفْسُكَ
 مت کہہ کر اور غصہ نہ کر تیسیم پر یعنی تیسیم کمال اور حق تلف مت کر اور اس کے ساتھ بات کرنے میں تندر
 اور سختی مت کر کیونکہ تو بہی تیسیم تھا اور تیسیم کی لاجاری اور ناتوانی تھے خوب معلوم ہے کہ ذرا سی کلمہ
 شکستہ دل اور آرزو خاطر ہو جاتا ہے دفنی اس حدیث اذ ابی الیقیم وقت دوسو فی کف الرحمن فضیل
 من ابی مبراہیم الذی واریت والدہ تحت الشری من کہنے اسے ارضاء فدا لجنۃ الاکثر کی عمر غرض
 بلزد سے چون کہ یہ تیسیم الیقیم منصوب علی لم یفعل لہ **۵۴۹ عَزِيزِي ۵۵۰** **۵۵۱** **۵۵۲**
الْمَسْكِينُ فَلَا تَقْرَأُ لِيْنِ ۵۵۳ اور آگے کو نہ پھر کہ **۵۵۴** **۵۵۵** **۵۵۶** **۵۵۷** **۵۵۸** **۵۵۹** **۵۶۰** **۵۶۱** **۵۶۲** **۵۶۳** **۵۶۴** **۵۶۵** **۵۶۶** **۵۶۷** **۵۶۸** **۵۶۹** **۵۷۰** **۵۷۱** **۵۷۲** **۵۷۳** **۵۷۴** **۵۷۵** **۵۷۶** **۵۷۷** **۵۷۸** **۵۷۹** **۵۸۰** **۵۸۱** **۵۸۲** **۵۸۳** **۵۸۴** **۵۸۵** **۵۸۶** **۵۸۷** **۵۸۸** **۵۸۹** **۵۹۰** **۵۹۱** **۵۹۲** **۵۹۳** **۵۹۴** **۵۹۵** **۵۹۶** **۵۹۷** **۵۹۸** **۵۹۹** **۶۰۰**
 سا زور دینا وہی تو شکستہ و کشیدہ اور حدیث شریف میں **۵۹۱** **۵۹۲** **۵۹۳** **۵۹۴** **۵۹۵** **۵۹۶** **۵۹۷** **۵۹۸** **۵۹۹** **۶۰۰**
۶۰۱ **۶۰۲** **۶۰۳** **۶۰۴** **۶۰۵** **۶۰۶** **۶۰۷** **۶۰۸** **۶۰۹** **۶۱۰** **۶۱۱** **۶۱۲** **۶۱۳** **۶۱۴** **۶۱۵** **۶۱۶** **۶۱۷** **۶۱۸** **۶۱۹** **۶۲۰** **۶۲۱** **۶۲۲** **۶۲۳** **۶۲۴** **۶۲۵** **۶۲۶** **۶۲۷** **۶۲۸** **۶۲۹** **۶۳۰** **۶۳۱** **۶۳۲** **۶۳۳** **۶۳۴** **۶۳۵** **۶۳۶** **۶۳۷** **۶۳۸** **۶۳۹** **۶۴۰** **۶۴۱** **۶۴۲** **۶۴۳** **۶۴۴** **۶۴۵** **۶۴۶** **۶۴۷** **۶۴۸** **۶۴۹** **۶۵۰** **۶۵۱** **۶۵۲** **۶۵۳** **۶۵۴** **۶۵۵** **۶۵۶** **۶۵۷** **۶۵۸** **۶۵۹** **۶۶۰** **۶۶۱** **۶۶۲** **۶۶۳** **۶۶۴** **۶۶۵** **۶۶۶** **۶۶۷** **۶۶۸** **۶۶۹** **۶۷۰** **۶۷۱** **۶۷۲** **۶۷۳** **۶۷۴** **۶۷۵** **۶۷۶** **۶۷۷** **۶۷۸** **۶۷۹** **۶۸۰** **۶۸۱** **۶۸۲** **۶۸۳** **۶۸۴** **۶۸۵** **۶۸۶** **۶۸۷** **۶۸۸** **۶۸۹** **۶۹۰** **۶۹۱** **۶۹۲** **۶۹۳** **۶۹۴** **۶۹۵** **۶۹۶** **۶۹۷** **۶۹۸** **۶۹۹** **۷۰۰**
 اپنے کے یا کر کیونکہ سچے نعمتیں دی ہیں اور بہت علوم اور عرفان بے پیمان تیرے دل پر نازل
 فرمائی اور اس نعمت کا شکر وہ ہے جو اوروں کو بھی انکے پاس کی راہ بتا دین اور حصہ نہایت
 فراوان اور بیان ایک لطیف ہے سو یہ ہے کہ منت گزارسی کے مقام میں دین کی نعمت کو جو

برائیت ہے دنیا کی نعمت پر کہ تو کمری مقدم کیا جو دین کی نعمت کے مقابل تھا اسکو اسوئے
 چھپالے کہ دنیا کی نعمت کے مقابلے میں خلق اللہ پر شفقت بنو رہے اور دین کے نعمت کے
 مقابل میں جتنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے راہ دکھائی ضرور ہے اور خلق اللہ پر شفقت اور ہر بات
 کرنا انکی ہدایت کرنی مقدم رکھا ہے اسواسطے کہ جب تک قوت اور گدازان کے کام انجام نہ پائیں
 تب تک شرعی احکام عمل میں آنے میں سے روک دیتے اور یہ آیت و امانت رکب محدث اب انکی
 دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو جو اپنے اوپر اور اپنے ہر بات کو پیروں سوا ہر کرنا کہ سننا
 سنت ہے لیکن اسوقت نیت خالص موجب پروردگار کے شکر کرنے کا زبان سے راجح دنیا
 اور جو کوئی ان نعمتوں کے ظاہر کرنے سے پستہ زمین باخو اور خود پسندی کا خون رکھنا ہوتا ہو
 حق میں چپکا کرنا اور کسی سے کہنا بہتر ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہر روز آپ
 اپنی شب بیدار کیا احوال کو گونے گونے کہہ کرتے تھے کہ میں نے آج بات کو بے وقار بنایا یا نہیں اور
 قرآن مجید کی تلاوت کی جتنی نام نہوں نے اون پر غرہاں کیا کہ یہ ظاہر کرنا باکا طوبہ اور ہر
 کہہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ أَكْثَرُ نَفْسٍ كَذِبًا ۝ اور میرے نزدیک کوئی نعمت
 اس نعمت کے برابر نہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بندگی کی توفیق عنایت فرمائی میں کو اسطے
 اوس نعمت کو ظاہر کروں اور اوسکی شکر گزار رہوں اور اوسکی حمد و ثناء کروں کہ اللہ تعالیٰ نے
 آنحضرت کو تین چیزوں کی بہت تائید فرمائی ہے ایک تیم کے حق کی رعایت رکھنا دوسرے سائل
 کے حق کا دامن دھڑنا اور تیسرے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کرنا سو آنحضرت اسکی تاکید کے بموجب
 تینوں چیزوں مذکورہ میں نہایت کوشش کرتے تھے چنانچہ آنحضرت کی مبارک اخلق اور اطوار
 واقعہ کا اوکو خوب معلوم ہیں حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تیم کا پالو الا
 خواہ وہ تیم اوسکا چکانہ ہو خواہ بیگانہ ہو قیامت کے دن بہشت میں میرے ساتھ آیا جائیگا
 جیسے یہ دونوں انگلیاں میرے ہاتھ کی مل جوئی ہیں اور اپنی انگلیوں سے بتلایا اور یہ بھی
 حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی پاس آکر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میرا دل
 نہایت سخت ہے کہہ اسکا علاج فرمائیے آپ نے ارشاد کیا میں تو پر شفقت کیا کر اور انکی سر
 ہاتھ پر کر کے رنے کی سختی دور ہو جائیگی اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی
 پیار سے تیم کے سر پر ہاتھ پیرے گا تو اوسکی واسطے دلی ہر ہال کے ایک ایک نیکی لکھی
 جاوے گی اور سلف کے بزرگوں نے لکھا ہے کہ جب تیم روتا ہے تو عرش پہلے گتا ہے پھر فر
 تیم کو خاطر داری کے ساتھ رنے سے خاموش کرے تو گو یا عرش کو پہلے ٹھہرا یا اور شمش
 آنحضرت کے لگنی والو پیر ہائیک ہی کہ کہی لایعنی زمین زبان مبارک سے بہن لکھی چنانچہ
 صحیح بخاری میں جابر رضی عنہ سے کسی لکھی چیز کا سوال نہ کیا کہ آپ نے اس کے جواب میں لا فرما
 ہو جیسا کہ فرزدق شاعر اس مضمون کو مبارک کی طور پر نظم کر کے کہتا ہے ما قال لا قط الا فی شہد

لولا شہد کانت لا وہ نعم یعنی نہ بولے لاکہی ہرگز کہ آپ نے شہد میں شہد اگر نہ ہوتا تو وہ لایا ہوتا
 نعم ہوتا اور صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت کے پاس یحییٰ بن کے ملک سے نویں
 درم لائے آپ نے اونکو اپنی مسجد اور یونیورسٹی دھیر کر داکے صبح کی نماز پڑھنے کے باٹھنے لگے پھر ظہر تک بیٹھ
 اٹکے نہ کھاتی نہ اوروں سے بیچ میں جو انگلی والا آیا اوسکو دیا فارغ ہونے کے بعد اتفاقاً ایک لکھنوی
 دکان انکلا اوسکو اپنے فرمایا کہ اب تو میرے پاس کچھ باقی نہ رہا جو بیچے دوں پر تو بازار کو جاو
 سو باگروٹے میرے نام پر جو کچھ چاہے خرید کر اور میرے ذمہ پر لکھو اور جب کچھ میرے ماتہ ہوگا
 تب میں ادا کرونگا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صحت عالی نے آپکو
 مقدور سے زیادہ تکلیف پہنچائی ہے کہ آپ کو اقدر اپنے اوپر قرض کا بوجہ اٹھاتے ہو
 آنحضرت نے کو یہ بات عمر کی خوش ذہنی اور جرہ مبارک پر غصے کے اثر طاف ہوئے ایک نصیحت
 جو مان حاضر تھا عرض کیا اَلْفَقْنِ وَلَا تَحْشَسَنَّ مِنْ ذِي الْعَرْشِ اَفَلَا كَادَىٰ اَوْ عَزَّ
 ملک کی محتاج ہو لوں گا خوف مت کر یہ سخن سن تے ہی حضرت مہشے اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی
 کے آثار نمودار ہوئے اور فرمائے لگے کہ اسی طور سے مجھے حکم ہے ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بیٹھے ہے کہ ایک لڑکی نے اگر گزرا سن کی کہ یا رسول اللہ میرے ماعرض کرتی ہے کہ میرے پاس
 کوئی کرتہ نہیں ایک کرتہ مجھے عطا کیجئے آپ نے فرمایا کہ بعد ساعت کے آنا دوں گا وہ لڑکا گیا
 اور پھر اگر عرض کرنے لگا کہ میری ماعرض کرتے ہی کہ یہی کرتہ اپنا عنایت فرمائیے آنحضرت
 صلعم ایام دولت چلے گئے اور شریف فرما ہوئے اور اپنے بدن مبارک سے آثار کر دیا اور آپ نکلے
 بدن بیٹھ رہے صحابہ بعد منتفاری کے چلے گئے اور پھر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَبْطُلْهُمُ الْبَسُطُ
 یعنی اس قدر اپنا ہتھکن دہمت اور صحیح خارجی میں آیا ہے کہ ایک وقت کسی عورت نے ایک کپڑا
 اٹیکر آنحضرت صلعم کے پاس بھیجی اور التجا کی کہ اسے آپ ہی اور میں آنحضرت صلعم کہی اوسوقت چادر کی کا
 ہی لیکر اور یہی اکتے میں ایک شخص نے اگر عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ چادر مجھے غایت کر واپس
 وہ چادر سائل کو عطا فرمائی صحابہ نے سائل کو ملامت کی اسنے کھاکہ میں نے یہ چادر اپنے
 لطف کے واسطے لاک لی ہے حاصل کلام ہے کہ آنسر و انام علیہ السلام کی خشین اور انعام نہایت
 عام ہی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو میاں دے دی امور کیا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کہ جو آنحضرت م کی شانیں
 خباب الہی سے دنیا و آخرت میں برسات کی مانند برستی ہیں سو آنحضرت م سے رات دن ظہور باقی
 ہیں جیسا حدیث شریف کی وہ ظہور ظاہر اور باہر ہی اور جبکہ نازل ہوئی سورہ ضحیٰ تکبیر کی مٹنے
 از روی خوشی کے سبب نزول وحی کی پس ہوئی تکبیر سنت اللہ اکبر اور کلا اللہ اکبر واللہ واللہ
 اکبر کے ساتھ کافی الکو انھی اور کہا انسان العیون میں جبکہ نازل ہوئی سورہ نکوہ تکبیر کی
 علیہ السلام نے اوزے خوشی کے سبب نزول وحی کے اور حدیث رہے تکبیر کہتے وعن ابی بن کعب
 عنہ انہ قرءوا لک علی علیہ السلام بعد امرہ لہ ذکاء والذکان کو حرم سورۃ وقف وفتح ثم قال اللہ اکبر ہذا

اور بارہویں مجلس میں ایک محبوب ناز میں کہیں امتداین بخت کے کشش سے لوگوں کے دلوں کو جکڑا کر رہا ہے اور لاکھوں مخلوق اپنے اپنے پیشانیان اور کئی فیض کے آتے نے پیر گہس تہین اور اس کے کے ایک جھلک کے مشتاق میں اگر کسی کو ان بارہ جملہ عنین یا ان جملہ کے مضامین میں تردد و گداز سے تو اس کو جاہلیہ کے معاملات مجاہدہ کو روکنا مل کرے کسب کاموں کے اصل کہاٹنے ہے تو بے شک اس کو بصیرت ہو جاوے گا کہ یہ سب کاغذ ایک جھلک ہے کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواروں سے جیسے درخت کی چڑکی تارگی سے ہر شاخ و پتہ پر اترتا ہے اور جیسے دریائے نرین نکل کے چاروں طرف جاری ہوتی ہیں سپیڑ سینہ مبارک کا تحفہ صلعم کا حوص کے خزانے کی مانند تمام کمالات ظاہری اور باطنی سے بھر اترتا اور ہر صفت اور صفت اور طریقہ میں ان اور ہا وہی نور محمدی صلعم فوارے کی مانند اسی خزانے سے جوش مار رہا ہے **۵ عزیزی**

اب جانا چاہیے کہ شوق صدر مبارک چار بار واقع ہوا اول جب آپ علیہ السلام گہرے دوسری بار تو تیرے جانی میں جب آپ جس برس کے ہوئے تیسرے بار قبل نزول وحی کے چوتھے بار شمع الہیہ اور نکتہ ہمین پہ لکھا ہے کہ پہلے بارش کرنا اسیلے تھا کہ آپ کے دل سے حب لہو لب جو اڑا کون کے ولین ہوتی ہے نکال ڈالیں اور دوسرے بار لکھ کر جولنے میں آپ کے دل میں غربت ہوئی کہ جو بقیہ عقلی اخلاق میں ہی سرزد ہوتے ہیں نہ ہیں اور تیسرے بار لکھ کر آپ کے دلوں کو قوت حاصل ہوئی ہو اور چوتھی بار لکھی کہ آپ کے دلوں کو طاقت شہادۃ عالم ملکوت اور لاہوت ہو چیب لکھا ہو جو پہلی نعمت کہ تحفہ صلعم کو ملے یہی تھی کہ سینہ مبارک کو اس قدر کشادہ کر دیا کہ انتہا کمال تک گنجائش اور کون جو کچھ کہہ سکتے تھے اس صورت کے اول میں اسی نعمت کو ہر شہنام لکھ کر کیسی طور پر یاد ملا یا ہے کہ جو صریح قول فی لفظی آیات یعنی انہی کی ہمین سے مطلب ثابت ہوتا ہے تو یہ لفظی ہی کا ثبات کو مفید ہو رہی یعنی لم نشرح صید لفظی کا ہے جب پیر عمرہ ہر شہنام انکار لکھ لائے تو پہلے لفظ کے لفظ ہو گئی یعنی کیا ہمین کہہ سکتے تھے سینہ مبارک بے شک کہہ لایا ہے و وضعنا عنک و ذکرک الذی انقضی جھڑکت ۵ اور کہلایا ہے بومہ جیسے تیرا وہ پوجہ کر جسے ہماری ہتی پیٹھ تیری یعنی عمر دیکھ دینے کا فروغ کا اوٹھا لیا جو جتنے تیرے تھے **عزیزی ۶**

لیکن باقی حقیقت کو ہمین پہنچنے چاہیے بعضوں نے کہا ہے کہ وہ کہہ دے کہ صلعم سے لفظی کاغذ تھا اور دوسرے میں پونہچا دینے سے وہ غم جاتا رہا اور بعضوں نے کہا کہ وہ غم کا فروغ کی شرارت اور کمال تھا اور حق تعالیٰ کی تائید سے وہ غم جاتا رہا یعنی اسلام غالب ہوا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ غم کے بیان دین حقیقی اور اسکے حکم کے نیا کیا تھا سو قرآن کے نازل کرنے سے اور شہادت بیت کو ملک کے بیان کر لے اس غم کو بالکل مٹا دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ غم امت کا تھا سو شفاعت کے مقام کے دینے سے اس غم کو کہہ دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ رسالت کے برابر وار کچھ غم تھا

بیان شوق صدر مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

سودہ جان شاریون کے باہم پہنچا دینے سے نیست اور نابود کر دیا جیسی حضرت ابوبکر صدیق اور
 حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی النورین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم جمیع عمرین کی
 وَدَعَا لَكَ ذِكْرًا ۝ اور بلکہ کیا مینے ترے واسطے ذکر تیرا لے لکھواں البتہ وہ کلمہ
 لے رفعت قرن اسمہ باسم اللہ فی کلمۃ الشہادۃ والآذان والا قامة وفيہ قول حسان ابن ثابت ؓ
 علیہ اللغوۃ قاتمہ من اللہ مشہور علیہ ولشہرہ بنعم اللہ اسم البنی الی سہ ماذا قال فی الحسن والی سہ
 وذل النون مصری قدس سرہ فرمود رفعت ذکر انشأت بالنسبت کہ ہم الذی علیہم السلام جو الی عش
 جولان سے نمود و ذی شہادت آن حضرت علیہم السلام پر وارے کرے ہمہ کلمہ فہم کہ کس از انبیاء
 آنجا کہ تو بال کرست بریدی شہر کی بقدار خوش گجائے رسیدہ اندہ آنجا کہ جائے نیت مجائے
 رسیدی ؓ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام کے
 پہنچا کر میرے ذکر کو کس طرح سے بلند کیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمہارے ذکر کو صحت
 اپنے ذکر کے نزدیک کیا ہے اذان میں اور تکبیر میں اور التحیات میں اور طلبہ میں اور کلمہ طیبہ میں
 اور کلمہ شہادت میں اور ابعد اسی کے کام میں جیسے کہ الطہوا لہ و الطہوا لہ رسول اور گنہ کی حست
 جیسے دین بعض اہل بدعت و فلاح نہ راجعہم خالین فیہ الیہ اس وجہ عمرین کی ۱۰ اب ما
 چاہیے کہ جس جگہ ذکر حق تعالیٰ کا ہے اس جگہ رسول کا بھی ذکر ہے مگر میں جائے یہ نہیں
 اذان کی اخیر میں کہ فقط لا الہ الا اللہ کھا جاتا ہے دو کے چمکنے کے بعد کہ فقط الحمد للہ
 کھا جاتا ہے تیسرے ذکر کے وقت کہ فقط بسم اللہ کھا جاتا ہے اور ان جگہ پر رسول کا نام نہ لینے کی
 ایک وجہ ہے کہ اپنے مقام پر ذکر کیا و گئی اور جب یہ لغتوں کو کہ اصلی اور فرعی نہیں بیان فرمایا تو وہ
 مضمونیت کے ساتھ انبیاء میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ثابت ہوئی اب بیان
 فرمائے ہیں کہ یہ سب اس سبب کی کتب سے ہے کہ سختیوں پر ماری راہ میں رنج اٹھایا عفرینی
 وغیرہ ۱۰ فَاَتَتْ مَعَ الْعَصْرِ لَيْسَ لَنَا مَعَ الْعَصْرِ لَيْسَ ۝ پہر تحقیق ہر شکل کھا ہے اسان
 ہے تحقیق حق کے ساتھ آسانی ہے دوسری ہی اور اس آیت کے کر لانے کی دو وجہیں ہیں
 پہلی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلعم بعد نزول سہ آیت کے ہنستے ہوئے
 گھر سے باہر شریف لائے اور صحابہ سے فرمایا کہ خوش ہو کہ حق تعالیٰ نے تمہاری حق کے بعد و آسانی کا
 وعدہ فرمایا ہے ایک آسانی دنیا میں اور ایک آخرت میں چنانچہ بعض شاعر نے کھا ہے ۱۰
 لَا إِسْدَ لَكَ يَا أَبَا ذَرٍّ الْبُلُوْكَ فَعَفَّرَ فِي الْكَمِ كَسْرًا ۱۰ فَعَفَّرَ بَيْنَ لَيْسَ لَنَا إِذَا فَلَكَ
 فَاصْبِرْ ۱۰ یعنی جب جو ہم کرین پیچہر بلا میں تو غور کر الم نشر کے مضمون اس واسطے کہ ایک سختی
 دو آسانیوں میں واقع ہوئی ہے پہر جب اس مضمون کو غور کر لیا تو خوش شان کر کہ میری ہی
 سختی رہنے والی نہیں ہے اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ کن یلیک عسر یسر یعنی ایک سختی
 دو آسانیوں پر غلبہ کر نیکی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نہ کرنا ایک کے واسطے ہے کہ مصیبت میں

عنوان نبوی
 اور کلمہ طیبہ
 اس کی کیا
 ذکر اور کلمہ
 کہ یہ کلمہ
 آنحضرت صلی
 علیہ وسلم
 اللہ شاکر
 یہ کلمہ شہادہ
 اذان کی اور
 تکبیر اور یہ
 اس کلمہ شان
 بن ثابت سے
 یہ شعر موعظہ
 ۱۲

امید آسانی کی شقیع ہو جاتی ہے تو اس مقام میں گمان سہیات کا تہا کہ مصیبت میں پہنچے ہو ورنہ کو
 تا یہ حاصل ہوا آسانیکا بعد اس سختی کے یقین ہو اس واسطے آسانی کے تاکہ لاگتی احتیاج ہوئی اگر
 کس کے دل میں یہ شبہ گذرے کہ حیطہ لیسرو جاسے مذکور ہے ہیطرح عسر ہی دو جہ پر ہر عسر کے
 وحدت اور لیسر کا لغت و کھانے یو چا گیا اسکا جواب یہ ہے کہ عربیت کے وقف کہتے ہیں کہ
 جب کمری کو بعد کمری یا معرفی کے لائے ہیں تو وہ جدائی کو چاہتا ہے اور دونوں کے مضمون
 جدا ہتی ہیں اور جب حمری کو بعد کمری یا معرفی کے لائے ہیں تو وہ اتحاد کو چاہتا ہے اور دونوں
 کا مضمون ایک ہوتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ارسلنا الی فرعون رسولا فنعصہ فرعون الرسول
 یعنی الزول کے لفظ کو معرف بالام بعد کمرے کے لائے اور دونوں لفظوں سے مراد ایک ہے کہ
 ہے ہیطرح جاتی جیل جیل فقال جیل میں ہی ظاہر ہے کہ کمرے کی بعد کمرہ ایسے اور دونوں سے
 علیہ علیہ ر جل مراد ہیں تو یہاں پر عسر کو دومرتبے موقوف لائے لیکن دونوں ایک ہیں اور
 لیسر کو دونوں بدلے پر نکرہ لائے تو دوسرے بوجھے گئے اور اس مقام پر ایک عسر تہن مشہور ہے
 وہ یہ ہے کہ اسم کا لفظ عرب کے لغت میں ساتھ اور ملتی کے معنوں میں ہے تو چاہے کہ تنگے اور
 واضح کار نامہ ایک سے ملو اور یہ ممکن نہیں ہے واسطے کہ دو ضد و متضاد جمع ہونا ایک زمانے میں لازم
 آتا ہے والصدان لا یجتمعان اسکا جواب یہ ہے کہ مع کا لفظ لغت میں اگر یہ مقارنت اور نزدیکی
 کی واسطے ہے لیکن جو ایک چیز بعد ایک چیز کے جلدی حاصل ہوتی ہے تو اس نزدیکی کو یہی
 ملتا ہوتا ہے تہن اور مع کے لفظ کو مان سہتمال کرنے ہیں اور یہ مقام ہی اس قسم کا ہے واسطے
 کہ دنیا کے سختی اگر یہ یعنی اور دراز ہو لیکن جو آخرت دنیا سے بہت متصل ہے تو گویا جدائی
 نہیں ہے اور دنیا سے ملے ہوئی ہے عزیزی (روح ۵۰) فَاِذَا فَرَغْتَ
فَالْضُبُّ وَالْیَدِیْكَ فَاَرْعَبْ ۝ پر حیثہ فارغ ہو ہر منصب کے حق ادا کرنے سے پہر
 محنت کر اسد تعالیٰ کی یاد کرنے میں اور اپنے پروردگار کی طرف رغبت کر اور بعضے مفسرین نے
 اس کے معنی یہ کہے ہیں کہ جب فرض نماز سے فارغ ہو تو دعا کی واسطے ہاتھ اٹھا د اور بعضوں
 کہا ہے کہ جب التجیات کے پڑھنے سے فارغ ہو تو اپنے دنیا اور آخرت کے واسطے دعا کر ۵
عزیزی ۵۰ دشمن تو بزرگاہ قرب مقبول ست و دعوات طیبات تو درمل قبول و مقصود
 کون و مسکان جو دقت و خدا امید بلا پختہ مقصود دقت و دریل معالجہ مذاام کے محمد تجوہ تا
 بخیریم رسول علیہ السلام لغت خداوند ہر پیغمبر کے از تو عطا می یانت الہریم ر اعلت وادی
 باموسیٰ بے واسطے سخن کہتے ہیں کہ رابکان عالی رسانیدی و اوارامک عظیم وادی ذلت
 وے یا فریدی سلیمان را مکی وادی کہ بعد از ان کہں سترے ان مذاوی علیسی را در شکم ماد تو ا
 و بخیل درامختی و مردہ مذکور دن بردست وے آسان کردی و ابراہیم و ابرہہ و ابرہہ و ابرہہ
 جواب الہی امکہ اگر البرہیم لغت وادم تراحت وادم و اگر باموسیٰ سخن گھمٹے بے واسطے لیکن گھٹ

جائے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک طاقتور
 ہر اہل انجیر و انگور پر لے کے لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور عین سے نوش کیا فرمائی
 اور بار و کوارشا و فرمایا کہ کھا دو کیونکہ یہ میوہ گہلی بہت رکھتا اور بیشکی میوے ہی ایسے ہی ہیں
 سو اسکو کھا لو کہ بوا میر کے مادہ کو دفع کرتا ہے اور نفوس کے درد کو نہایت مفید ہے اور حضرت امام
 علی موسیٰ رضا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ ہمیشہ انجیر کندہ دہنی کو دفع کرتا ہے اور سر کے
 بالوں کو بڑھاتا ہے اور قاجر سے ہن دیتا ہے اور عجا ئباتے اس میو کی ایک یہ ہے کہ اگر ایک
 لغتہ کے بنایا ہے نہ چو اندر لڑا کہ کہا نیوالے کو سیطر علی محنت اور شقت ہوا اور وہ جو اسکی باطنی
 خصوصیتیں ہیں سو عین سے ایک یہ ہے کہ یہ میوہ کمال والو نے نہایت مناسبت رکھتا ہے
 کہ ظاہر اور باطن دسکا ایک ان ہے اسوائے کہ گہلی رکھتا ہے نہ چلا کہ بخلاف اور میو کو
 کہ باہر کا اوکی کہانی کے لایق ہے اور اندر کا پہنکے نے کے قابل دوسرے یہ کہ اس میو کا
 عجیب خت ہے کہ بے کمال کو قبل دعو کی ظاہر کرتا ہے کہ اول پہتا ہے اور نیچے ہوتا ہے بخلاف
 اور میو کے درختوں کے کہ اول انکے ہول پتے نکلتے ہیں پھر نیچے سے میوہ ظاہر ہوتا ہے گویا
 کہ یہ درخت صفت ثبات کی رکھتا ہے کہ اول غیر کو فائدہ پہنچاتا ہے بعد اس کے اپنی آرائش کو
 اور یہ بھی تذیر کرتا ہے اور دوسرے درخت معاملہ دار کو کوئی طرح سے ہن کہ اول اپنا پہلا کر لیتے ہیں
 اس کے بعد اور دنگو فائدہ پہنچاتے ہیں اور ایک یہ بھی ہے کہ حقد رخصت یہ میوہ رکھتا ہے اور
 میو دین نہیں ہے کہ ایک سال میں کئی بار پہتا ہے اور باوجود ان سب باتوں کے اس میو کے
 درخت کو ایک بڑی مناسبت ہے اس لئے کیونکہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے بہشت میں
 بقصیر ہو جائیکے بہشت پوشاک اوکی اوتاری گئی اور ننگی رہ گئی تو گہرا کہ درخت کو نزدیک
 گئے کہ اس کے پتے لیکر اپنا تن ڈھانکین وہ درخت اونچا ہو گیا اور پتے انکو نہ ملے اور جب ان کے
 درخت کی پاس گئے تو یہ اونچا ہوا تب اونہوں نے اس کے پتے بہت سے توڑ کر اپنی ننگی
 چھپایا اور بھنے کسان لوگ یعنی کہ نہی کر نیوالے کہتے ہیں کہ کامل ہوا وہ ہے کہ جن میں دس چیزیں
 موجود ہوں جو اور دلیان اور پتے اور پھول اور میوہ اور گہلی اور گندہ اور چال اور چمکا
 اور شیرہ جیسے کچھو کا درخت کہ یہ دس چیزیں عین موجود ہیں اور جب درخت میں ان سب
 چیزوں کے موجود ہیں وہ درخت ناقص ہے پس انجیر گہلی نہیں رکھتا ہے تو جانتے کہ وہ ناقص
 ہو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ نقصان عین کمال ہے کیونکہ گہلی کچھ کہتا ہے کہ چیز نہیں ہے
 پہنکے عین کی چیز ہے پس ہونیسے اسکا ہونا بہتر ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ جناب باہر
 اسکی جمیع پر یعنی سب میو دنی خوبان اوسین موجود ہیں اور فوائد ضروری پر نظر ڈالو
 اسکی قسم کہانی ہے اور اسکی مناسبت کو جو انکی جامعیت کے ساتھ رکھتا ہے رعایت
 فرمائی ہے لہذا عنہ می ۵ روح ۵ والزمیوت ۵ اور ہم نے زیون کی ۵

۵
 فیض
 ۱۲
 سلمان
 آدم علیہ السلام
 قسم ۱۲

فہرستوں ایک درخت ہے بابرکت جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور کہا مکر منی والقیس والرتین دوسرا
 میں کہا تھا وہ نے میں وہ ہاڑ ہے کہ جبرہ دشق ہے اور رتین وہ ہاڑ ہے کہ جبرہ بیت المقدس ہے لہذا متیار
 اذین والرتین اور کہا صحن کے گرد وہ دو جہین میں شام میں نکلا ابن زید نے کہ میں مسجد دمشق کی ہے اور
 رتین مسجد بیت المقدس کی اور کہا محمد ابن کوئے میں مسجد صحاب کہف کی میں اور رتین سہا لیا کہ
 معالم الترنی وحقی کہتے علیکم الریت فاذکیف المرقۃ ویزیب بلغم ویشی بعدی بلغم لغشی ویشی
 ویطیب لغشی ویزیب الہیم و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰
 اور قسم ہے طور سینا کی اور قسم ہے اس شہر امن دیے ہوئے کی یعنی مکہ کے جو شہر تولد اور وطن حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور میں راہی اور جنگ حرام ہے قولہ لوسینین بنو سہیل الذی علیہ
 علیہ السلام کہا ماور سے نہ نہیں رہا ہاڑ کہ کھا جاوے واسطہ اوکے طور مکر یہ کہ ہوئے بیچ اوکے جنت
 اور پہل اور میں تو پس وہ ہاڑ ہے فقط اور سین اور سینا نام ہے واسطہ موضوع کے اور سننے سینا
 زبان سرانی میں صاحب شجر کو کہتے ہیں یا حسن مبارک ساتھ لغت جعد کے قولہ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰
 لے الامن و ہوکتہ شرف اللہ تلک و یحوز ان کیوں فیضا معنی مغبول یعنی الماٹون دنی الحدیث میں
 فی احد الحرمین لغت یوم القیامۃ آتھا اور یہ شہر کرم معظم صحابہ کے ولایت میں داخل ہے اور وہ
 ولایت در بیان ولایت شام اور عراق اور مصر اور میں کے واقع ہے اور اس ولایت میں کسی شہر نام
 چنانچہ کیا دین ہے ہی شہر ہے اور ایک مدینہ منورہ اور ایک یامہ اور بیت پر گنہ ان تینوں
 شہر دکنے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور عمل کو معظمہ کا بعضہ طرف سے دس منزل ہے خصوصاً جو
 سرحدین کی طرف واقع ہے او سکودن کان وہ مکہ طے کر دز کی راہ ہے اور بعضہ طرف سے کہ ہے
 جیسے مدینہ منورہ کی طرف کہ سرحد اس طرف کی ایک کانو ہے کہ او سکودن و بن جنت کہتے ہیں
 اور وہ ایک کانو ہے در بیان عفاف اور کہ کے ڈیر منزل پر ہے اور عراق کی طرف ایک کانو ہے کہ
 او سکودن کہتے ہیں وہ پہلی سیقدر ہے اور اگر اگر دکر معظمہ کے حد حرم کی ہے کہ وہ ان سکنا کرنا اور جنت
 کا شاندار است زمین ہے اور اگر اتفاقاً کسی مکان سکنا دیا جائے گا تو سب کفارہ آتا ہے اور جو حرم کی طرف
 مسجد جو کہ شہر باب بنی شیبہ ہے دو میناروں کے عود کی طرف حرم کی حد پر گزرتے ہیں یعنی بنی
 دو سو دس گز ہے اور ابی حلا سے او میں دو میناروں کے بیٹیں ہزار تر اسی گز ہے اور عراق کی طرف
 انوں دو میناروں کے کہ راہ پر وہی مغل کی بنائی ہیں ستائیس ہزار ایکوا دن گز ہے اور ابی حلا
 او میں دو میناروں کے پچیس ہزار پچیس گز ہے اور تعیم کی طرف سے کہ مدینہ منورہ کی سمت
 واقع ہے حد حرم کی بارہ ہزار چار سو بیس گز ہے اور میں کی طرف دیوار سے باب ابی سہیم کی عزم
 حد کی نشان کت جو بیس ہزار پانچ سو گز ہے اور دیوار باب الماض کی حرم کی حد کی علامت مکان سکنا
 کو کہ وہی میں کی طرف ہے بیس ہزار آٹھ سو چتر گز ہے اور حساب کے رو سے حرم کے دو کو سینتر
 کوں لکھا ہے و لعل علم او حد حساب سے حرم کے وہی ہیں جو مذکور ہوئے یعنی شکاری جانتو

نودمان شکار کرنا درست ہے اور نہ سایہ اور پانی سے مانگنا اور نہ درخت اور نہ پہرہ و مانع کا ٹٹا اور نہ کثیر
اور نہ پتے جہاں سے سب جائز نہیں مگر اذخر اور نہ کہ دو کی ضرورت کے واسطے جائز رکھا ہے
اور یہ یہی ہے کہ اس کی کبہ آدمی ارادہ کرنے سے گناہ کی کپڑا جاتا ہے سوائے اور نہ کہ نوکے اور عبادت
اور نہ کہ دنیا کی بہت ثواب کہتے ہے چنانچہ حسن بھری رض عنہ سے منقول ہے کہ ایک روزہ
کو معطلہ کا برابر لاکھ روزوں کے ہے اور ایک درم دنیا اس مکان مبارک میں برابر لاکھ درم کے
ہے اور حاکم کے منہ رک میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حیات الحرام کل حسنة بالمائة الف حسنة
بنی ہر نیکی کو حرم میں کی جاتی ہے برابر لاکھ نیکی کے ہے اور یہ بھی حدیث شریف میں بنی ہر عمری
واقع ہے کہ سن مات ممکنہ نجات فی السماء الدنیا یعنی جو کوئی مرا کہ معطلہ میں تو گویا کہ دنیا کے
آسمان پر اور نسیان عجب وغیرہ نظر آتے ہیں اگر روزہ جیسے بیٹھا یا جیتا کسی جانور کے پیچھے
دوڑتا ہے وہ جانور جب حرم کی حد میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ روزہ پر جاتا ہے اور یہ کہ حرم میں
داخل نہیں ہوتا اور بہت لوگوں نے حرم کی حد میں ہر نون کو اور درندے جانور کو ایک جگہ نہ
دیکھا ہے اور یہ بھی کہ اگر پرندہ جلاوڑے ہوئے بیت لکد کے قریب آتے ہیں تو کچھ دیر کچھ اور دیر
بیٹھ جاتے اور غار کعبہ کے اوپر نہ کر نہیں جاتے یہ بات حدیث لوگ دیکھتے ہیں اور یہ بھی ہے
کہ پانی زفرم کے کوئی کا شب برات کو حوش کرتا ہے اور یہ بھی ہے کہ زفرم کے پانی میں ایک نجات
ہے کہ او سکلی مینی سے سیری حاصل ہوتی ہے اور دیکھنا زفرم کی طرف نفاق سے سن میں کہلے
اور جو کوئی زفرم کا پانی جس نیت سے پیوے وہی مراد پاوے اور فرمایا کہ جو کوئی خانہ کعبہ کی طرف
دیکھے ایسے کہ میرے گلے پہلے گناہ بخشے جاوین تو وہ قیامت کو بخشنا جاوے گا اور خدا تعالیٰ کی
پناہ میں ہوگا اور فرمایا جسے فقط کعبہ کی طرف دیکھانے تو اس کا طواف کیا اور نہ دمان نماز پڑھتی ہے
دیکھنا افضل ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک برس کی عبادت سے جو کہ میں نے کی ہوا وہ ایک
برس کی عبادت ایسی ہو کہ دن کو اوسمین روزہ سکھا ہوا اور رات کو نماز اور کو عہدہ برابر
کرنا اور فرمایا جو کسی کعبہ کی طرف نہ کر کے یک ساعت یہی بیٹھا خاص اللہ کی رضا مند
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی لینی اور کعبہ کی بڑائی میں اوسکی دلیمن ہو تو اوسکو اللہ تعالیٰ
دیتا ہے ثواب اوس شخص کا سا جسے چم کیا اور عہدہ بجالایا اور جیاد کیا اور گھوڑا اللہ کی راہ میں
جیاد کے لئے دوڑایا ہوا اور روزہ رکھتا ہوا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلے پہل
خدا تعالیٰ رحمت کی نظر کو والوں پر کرتا ہے جو طواف کرتے یا نماز پڑھتے یا مسجد میں بیٹھے
یا کعبہ کی طرف کو منہ کھلی ہوئے دیکھتا ہے تو اوسکو بخش دیتا ہے خوشے عرض کرتے ہیں کہ
کہا بتو دمان کوئی نہیں نہ اگر ایک لوگ پڑے سوئے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اؤ کوئی
جہاںے بخون ہوئے ہیں شامل کردو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مضامین
محبیہ تمام و کمال کو میں کرے اور تمام مہینہ کے روزہ سکھے اور نماز تراویح اور تہجد کی تلاوت کرے

اور جو چہ ہو سکی کا بغیر کرے تو خدا تعالیٰ اوسکے لئے رمضان کے ایک لاکھ مہینہ نکالنا سزاوار عطا فرمائے
 ایسے وہ رمضان کہ غیر کہ میں گذارے ہوں اور اوسکی لمبی ہر روز کی گنتی کے برابر بخشش ملتی ہے
 شفاعت نصیب سکی ہوگی اور برابر گنتے ہوں کے رمضان سے بہت میں درجے بڑھتے ہیں اور ہر روز
 عیوض میں ثواب غلام آزاد کو نیا نکالنا سزاوار عطا فرمایا جو کوئی سات بار غناۃ کعبہ کا طواف کرنے میں
 گرمی میں سرنگے ہو کر اور ہر دفعہ میں چکر سو دہر بوسہ تیس بار دہر میں سیان میں کسی کو ایذا پہنچا
 اور دنیا کی بات بھی کرے سوائے ذکر خیر کے تو بدلے ہر قد کے جو کہے اور اٹھاوے ستر ستر انکیان پا
 اور ستر ستر درجے اوسکے لئے بلند کئے جاویں اور اس کا نامہ اعمال میں ستر ستر برائیاں دور کی جائیں
 اور فرمایا کہ طواف کر نیوالی کی لئے ستر ستر فرشتے جو نامہ مقرر میں بخش چاہتے ہوتے ہیں اور فرمایا
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کعبہ کا طواف کر نیوالا اللہ کی رحمت میں آتا ہے بیشک خدا تعالیٰ
 فخر کرتا ہے روبرو فرشتوں کے انبت اوسکے کہ طواف کرتا ہے غناۃ کعبہ کا اور فرمایا کہ جسکا حج مقبول ہوگا
 اوسکو دان ہوگا چار سو آدمیوں کی شفاعت کرنے کا خواہ وہ لوگ اپنے کعبہ کے ہوں خواہ اور مسلمان
 ہوں اور روایت میں ہے کہ جہنم کو گون کو چاہے گا خدا تعالیٰ اوس حاجی کی سفارش سے بخند یگا
 اور فرمایا کہ جو کوئی کوئی کی چار دیواری میں دروازہ ایسا ہے کہ جیسے چوتھے تھان پر مڑا اور جو میں
 منورہ کی چار دیواری مڑا وہ ایسا ہے کہ آسمان اول پر مڑا اور فرمایا کہ وہاں ہوگا اللہ تعالیٰ کے
 گورستانین سے ستر ستر شہید جو عجیب جنت میں جاویں گے اور انکی چہرہ چہرہ دہن راس کے
 چاند کی مانند روشن ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک آدمی ستر ستر آدمیوں کی شفاعت کر یگا
 صحابہ نے عرض کیا کہ وہ لوگ کون ہوں گے اور فرمایا کہ جو کوئی غناۃ کعبہ میں آتا ہے خدا کی رحمت میں
 آتا ہے اور جو ہاٹنے نکلتا ہے بخدا ہوا اور فرمایا کہ کوئی عمل حج مقبول سے زیادہ ثواب میں ملے
 ہے اور فرمایا کہ جو کوئی ایسا چکر کرے کہ اوسین بغیاۃ بات نہ کرے اور فرض نہ کہے اور حرام نہ کہے
 وہ ایسا پاک ہو جاتا ہے گنا ہونے جیسے اوسکی ماں نے آج ہی اوسکو جنا اور فرمایا کہ تحقیق خدا تعالیٰ
 ہر روز کیسویں چھتین غناۃ کعبہ کے لیے بھیجتا ہے اور عین کے ساتھ تو طواف کرنے والوں کے لئے
 ہیں اور چالیس ماہ کی نماز پڑھنا اوسکے لئے اور میں دہانے بیٹھے والوں کے لئے جو غناۃ کعبہ کو
 دیکھتے ہوتے ہیں اور دیکھنا کعبہ کی طرف عبادت ہے اور جو کوئی صبر کرے کہ کی گرمی پہلے
 دن کی تواس سے دوزخ سو بر کر مسافت دور ہو جاتی ہے اور جو کوئی کے میں ایک روز فرمایا
 لکھتا ہے خدا تعالیٰ اوسکی سب سے عمل صالح جو عین میں کرتا تھا کہ وہ عمل صالح ساٹھ برس کی عبادت ہے
 اور فرمایا کہ حاجی لوگ راہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اوسکے عوض میں اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے
 ہزار چہ اوسکو دیگا اور قسم ہے اوس خدا کی کہ محمد کی جان اوسکے دست قدرت میں ہے کہ ہر ایک
 درہم اوسین کا یعنی اوس ثواب میں کامل اور بیماری ہوگا بوجہ میں اس پہاڑ سے اور اشارہ
 کیا لیکن میں ابوقیس کی طرف درہم بطرح فضائل حرمین شریفین کے از حد بہین حاصل کلام

لے بیان
 خلعت سبز
 ستر ستر بار

یہ ہر سکوت حرمین شریفین کی شفات ابدی ہے اور نگلنا اوستی شفات سرمدی ہے چنانچہ حضرت
 خواجہ جن بعیر سے رح لئے لکھا ایک دوست زائد کو کہ وہ مکہ معظمہ میں صابنہا اللہ تعالیٰ الی یوم الدین
 سکوت رکھتا تھا اور جاتا تھا بسبب تنگ حالی کے کہ مکہ سے نکل جائے فرمایا کہ رہنا مکہ معظمہ میں
 سمات ابدی ہے اور نگلنا اوستی شفات سرمدی ہے اگر تجھ کو وہاں دو بیسے حاصل ہوں
 تو بہتر ہے اس کے دو ہزار اور جائے پاوے اور فرمایا عجیب ہے تیری عقل پر کہ میت نگلنی
 کی زبان سے کی ہے تو نے بعد اسکے کہ حق تعالیٰ نے تجھ کو اپنے فضل سے اہل حرم سے کیا اور
 ہمایہ چنانچہ تمام عالم اس آرزو میں ہیں ہزاروں میں سے کیو بہ دولت عظیم میر ہوئی
 ہے پس شکر اس نعمت کا بالالا اور جب تک کہ قید حیات میں ہے نہ ہار کہ سے نگلنا کی شفا
 تجھ کو خواب کرنا چاہتا ہے اور اپنے پر لازم جان صبر و تقویٰ اور آب کو بلا شبہ کہ بہترین اور محبوب
 ترین زمین ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور بزرگتر تمام رح لئے زمین سمجھے اور فضیلت دی ہے اس کو
 تمام شہروں پر اور ذکر کیا ہے اس کو قرآن مجید میں بھی زیادہ اور اس کے فضیلت میں رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی حدیثیں بیان فرمائی ہیں کہ شمار سے باہر ہیں خدا صمدیہ کہ اس
 دوست کو سمجھا کے اقامت مکہ معظمہ میں مضبوک کر دیا مساک حج حاصل کلام کا یہ ہے کہ بہر شہر ایک
 سبب کمال جامعیت کے نہایت عالی مرتبے کو پہنچا ہے اس لئے اس کو تین اسی شہر کی
 قسم ہر ختم فکر مطلب کو شاد فرمایا **لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم**
بیت کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت بنائے میں آدمی کو سب جہات اور نفع خوبصورت بنایا
روح و عزیزی و تقویٰ بقیہ لئے علی مائیں ان کیوں علی فی التالیف والتدیل
 کہا قال وصورکم فاحسن صورکم جن تصویر کو خدا نے تصنیف بالصفات الالہیہ میں الحیاة
 والعلم والارادة والقدرة والسمع والبصر والكلام التي هي الصورة الحقيقية للالهية المثلها بقوله عليه السلام
 خلق الله آدم علی صورته وعلیه مدور معنی قولہ علیہ السلام من عرف نفسه فقد عرف ربه قال ابن کثیر
 اجمال وجمال والکمال **روح البیان** قولہ **لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم** یعنی مقرر ہے
 پیدا کیا انسان کو بہت اچھی صورت اور ترکیب میں اس لئے کہ اگر غا ہر اسکا دیکھئے تو کمال جن و جمال
 کے ساتھ موصوف ہے قدارت و قدامت میں اور دوسرے انداموں کے خوبی اور برابر میں اگر ان کو
 نہایت لبتی ہے اونٹ کی سی نہایت چوٹی ہے کچھ کیلے سمی ناکا اوں کی نہیں لبتی جیسی ہوتے
 کی سوڑا اور چوپایوں کی طرح نہ معلوم پہلے حسب اعضا میں فکر کیا جائے اور خوبی جن و جمال
 دریافت کیا جائے یہ اس لئے امام شافعی رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی عورت کو
 کہا تہا ان لم یکن فی احسن من الخمر فانت طالق یعنی اگر تو چاندی اچھی نہ ہوگی تو تجھ کو میں نے
 طلاق دی سب علما اور سنّت کے حیران ہوئے اور طلاق پڑنے کا حکم واجب یہ ہفتا امام
 شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئے اس لئے کہ اس کی عورت

سکوت رکھتا تھا اور جاتا تھا بسبب تنگ حالی کے کہ مکہ سے نکل جائے فرمایا کہ رہنا مکہ معظمہ میں
 سمات ابدی ہے اور نگلنا اوستی شفات سرمدی ہے اگر تجھ کو وہاں دو بیسے حاصل ہوں
 تو بہتر ہے اس کے دو ہزار اور جائے پاوے اور فرمایا عجیب ہے تیری عقل پر کہ میت نگلنی
 کی زبان سے کی ہے تو نے بعد اسکے کہ حق تعالیٰ نے تجھ کو اپنے فضل سے اہل حرم سے کیا اور
 ہمایہ چنانچہ تمام عالم اس آرزو میں ہیں ہزاروں میں سے کیو بہ دولت عظیم میر ہوئی
 ہے پس شکر اس نعمت کا بالالا اور جب تک کہ قید حیات میں ہے نہ ہار کہ سے نگلنا کی شفا
 تجھ کو خواب کرنا چاہتا ہے اور اپنے پر لازم جان صبر و تقویٰ اور آب کو بلا شبہ کہ بہترین اور محبوب
 ترین زمین ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور بزرگتر تمام رح لئے زمین سمجھے اور فضیلت دی ہے اس کو
 تمام شہروں پر اور ذکر کیا ہے اس کو قرآن مجید میں بھی زیادہ اور اس کے فضیلت میں رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی حدیثیں بیان فرمائی ہیں کہ شمار سے باہر ہیں خدا صمدیہ کہ اس
 دوست کو سمجھا کے اقامت مکہ معظمہ میں مضبوک کر دیا مساک حج حاصل کلام کا یہ ہے کہ بہر شہر ایک
 سبب کمال جامعیت کے نہایت عالی مرتبے کو پہنچا ہے اس لئے اس کو تین اسی شہر کی
 قسم ہر ختم فکر مطلب کو شاد فرمایا **لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم**
بیت کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت بنائے میں آدمی کو سب جہات اور نفع خوبصورت بنایا
روح و عزیزی و تقویٰ بقیہ لئے علی مائیں ان کیوں علی فی التالیف والتدیل
 کہا قال وصورکم فاحسن صورکم جن تصویر کو خدا نے تصنیف بالصفات الالہیہ میں الحیاة
 والعلم والارادة والقدرة والسمع والبصر والكلام التي هي الصورة الحقيقية للالهية المثلها بقوله عليه السلام
 خلق الله آدم علی صورته وعلیه مدور معنی قولہ علیہ السلام من عرف نفسه فقد عرف ربه قال ابن کثیر
 اجمال وجمال والکمال **روح البیان** قولہ **لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم** یعنی مقرر ہے
 پیدا کیا انسان کو بہت اچھی صورت اور ترکیب میں اس لئے کہ اگر غا ہر اسکا دیکھئے تو کمال جن و جمال
 کے ساتھ موصوف ہے قدارت و قدامت میں اور دوسرے انداموں کے خوبی اور برابر میں اگر ان کو
 نہایت لبتی ہے اونٹ کی سی نہایت چوٹی ہے کچھ کیلے سمی ناکا اوں کی نہیں لبتی جیسی ہوتے
 کی سوڑا اور چوپایوں کی طرح نہ معلوم پہلے حسب اعضا میں فکر کیا جائے اور خوبی جن و جمال
 دریافت کیا جائے یہ اس لئے امام شافعی رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی عورت کو
 کہا تہا ان لم یکن فی احسن من الخمر فانت طالق یعنی اگر تو چاندی اچھی نہ ہوگی تو تجھ کو میں نے
 طلاق دی سب علما اور سنّت کے حیران ہوئے اور طلاق پڑنے کا حکم واجب یہ ہفتا امام
 شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئے اس لئے کہ اس کی عورت

انسان ہے اور انسان کو حق جن علاقے فرمایا ہے کہ میں نے اچھی صورت میں اس کو بنایا ہے اگر جاننے کی صورت ایسا اچھی ہوئی تو حسن تقویم اس کی تعریف میں کیوں فرماتا ہے ولینع ما قبل ما آتیا و جہا یأکل کیشہبہا بالشمس البدر لای انست ما جہا من ابن البشر فان توفی و شہا و مضحک من لغام الدنیا فیہا من ابن البدر انجات کلمۃ بالشیخ الفخریحیر نے فی حو شہا یعنی نہیں ہے تعریف کر نیوالا ہے وہ کھنجر جو تشبیہ دیتا ہے انسان کو قباب اور مانتاب سے بلکہ تو جو کر نیوالا ہے اسکا کہان ہے آفتاب کے مثل رخسار سے پر اور ہنسنے میں لڑے موتیوں کی منہ میں اس کی کہان ہے چاند کی ملکین سرسہ وایان جادو پر ہے اور فتح اور نصرت جارہی ہے کہ روین اس کی اور ظاہرات ہے کہ چاند کی سوائے روشنی اور چمک کے کچھ اور نہیں ہے اور یہ نسخہ جامع ہے نقاشی کے ترکتوں کا اور طحطح طحطح ٹکٹو ٹکٹا چنانچہ کہا گیا ہے سہ ماہ نذیدہ ام کلہ وارث من سر و نذیدہ م قاپوش یعنی مینی چاند نہ نہیں دیکھا تو بچے پتے ہوئے اور سر و کو نہیں دیکھا مینے قبا پہنے ہوئے اور اس سبب سے یہی ہے کہ کوئی صورت دنیا میں لائق عبادتوں کی نہ ہو کہ نہیں ہے جیسے آدم کی صورت ہے کہ قیام اور کرم اور جو دہب او سے ہو سکتا ہے اور اگر اس کی جن کا بیان تفصیل کے ساتھ کیا جاوے گا کہ علم شریعہ میں بیان ہے تو اسکو دفتر کے دفتر جابہین اسواسطے اس بیانے خاموش ہونا اور زبان قلم کو روک کر کہنا بہتر ہے اور اگر اسکی باطن کے معنی غور کریں تو چار عالم اس نسخہ جامع میں لپٹی ہیں عالم شہوت کا اور عالم غضب کا اور عالم وہم کا اور عالم خیال کا اور ان چاروں عالم کو غیبی عالم کے حکم کا سحر اور تابعدار کیا ہے اور اس حاکم کو شرع کے نورانی شعل سے بخون کی روشنائی بخشی کہ پہلے بری کو اس نور سے پہچان لے پر جب حکم اس حاکم کا ان چاروں عالم پر غالب ہوتا ہے تو آدمی بڑے مرتبے کے کمال اور جامعیت کو پہنچتا ہے اور جو چیز کہ کسی عالم متفرق میں اسکو حاصل ہوتی ہے کی توقع نہیں ہوتی ہے اس نسخہ جامعہ کہ انسان ہے حاصل ہوتی ہے جیسے معجون مرکب کے خاصیت کہ کسی چیز میں اسکی اجزاؤں سے وہ خاصیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اگر غالب اس حاکم کا مخفی غیبی مدد اور آسمانی توفیق سے ہوتا ہے یہ واسطے ہر کسی کو میسر نہیں ہوتا چنانچہ فرمایا شمس کد نہ اہ اسفلک سافلین ۵ پر والدیا مینے اسکو نیچے سے نیچے یعنی ایسا خوبصورت بنا کر کہ نیچے ہر جالے خلقناہ من اہل النار الذی ہوا قہر من کل قبیلہ من کل سافل لعم جرای علی وجہا خلقناہ علیہ فالمداد بانا فلین عصاة المؤمنین اور فعل التفصیل آجائے یہ مثال ہے متعدد متفاوت کو اور فعل سافلین یا تو مال ہے مفعول سے اے روزاہ حال کو نہ فعل سافلین یا صفت ہے واسطے مکان محذوف کے اے روزاہ لے مکان ہو فعل لکے ان فلین والاول الجہر بہر یہی سبب بعض افراد ان کے بسبب غوطہ مارنے اور یکے کے دیا شہوت صغوانیہ بہر میں وفیہ اشارۃ الی ان الاعتبار ہوا بالصورة الباطنة لا بالصورة الظاہرة ولذا قال الشیخ محمد بن سیدہ بہت ابدیہ بالائے رہت کہ کا فر ہم از روے صورت جو ماست نہ اور فعل فلین

نزدہ عام ہے کل خیر کو جیسا کہ کہے تو ظن اکرم قائم ہے و روح البیان عزیز ہے
 اسے خرم نامان ماقبہ امر و عین لم یکر لغتہ ملک الخلقہ لہجہ القویۃ السویۃ ان ردوہ ہل من
 خلقہ مدہ الا الذین افسدوا و عملوا الصلیحۃ لہم اجر عظیم
 محمود ہ مگر ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ اور رسول و غیرہ پر اور نیک کام کے
 پہاڑوں کو کو کفایت لاکم ہوں گے یعنی ان ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو یہ دلا الیسی
 نفست و یون کے جو ہوگی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو مسلمان بندہ چھ دین کے چلے
 اور طریق پر ہوتا ہے اور وہ طریقہ اس پر پائے یا مسافر یا بیابانی کے سبب چھوٹ جاوے
 حق تعالیٰ کا تباہ نہ ہو کہ فرماتا ہے کہ نہ اعمال میں اس شخص کے ثواب اور طاعتوں اور
 نیکوں کا کہ جیسے کرتا تھا کہ وہ اور اس کا ثواب سب و کو مست بلکہ بعضے و امینوں میں رہا ہے
 کو مرنے کے بعد اس کے فرشتہ کو مکمل کریں گے کہ اس کے قبر کے پس تسبیح اور تکبیر اور عین کے نکل
 رہا ہو اور وہ سب اس بندے کے نام لکھو یہاں تک کہ قیامت کے دن تک جب قبر سے اٹھے تو ان بے
 انتہا خزانوں کو جو خیر میں لاوے اور بعض مفسرین نے فرم دیا ہل سالفین کی آیت کو برابر
 کی حالت پر قیاس کیا ہے کہ اسماءت میں آدمی کی صورت بدل جاتی ہے اور جو رنڈ دھیلے
 ہو جاتے ہیں اور سپہ جہک کر کمان سے ہو جاتی ہے اور سید پان قد کا برابر ہو جاتا ہے اور
 سارایان اور کے مال سید ہو کر مبروص یعنی سفید ران والے کی صورت بن جاتا ہے اور جہان و
 جہرہ پر پڑ جاتی ہیں تو اس کا چہرہ بد زیب معلوم ہوتا ہے اور دانت اکہر کہ نہ کھنڈ کی صورت
 بن جاتا ہے لیکن ان معنوں کو سمجھنا الا الذین منوا و عملوا الصلیحۃ کی مناسب نہیں ہے مگر جبکہ ہمت
 کو متعلقہ کہیں و اس میں بڑا تکلف ہے اور جو ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حقیقت دین کی غالب
 کرنا عقل کے تمام قوتوں پر جیسے شہوت اور غصہ اور وہم اور خیال اور عقلا کو جسے شرع کر و شرع
 کرنا پس دین کی تکذیب کر سیکے کوئے وجہ باقی نبوی اس واسطے کہ ان کے معنوی خوبصورتی
 عین یر ہے اور وہ حسن ہر کسی کو مطلوب و مرغوب ہے و عنین ی وغیرہ
 و فی التفسیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا مرض او سافر کتب لہ مثل ما کان یعمل
 صحیحاً یقوما و فی تفسیر ابی الیث رے عن ابی بنی علیہ السلام انہ قال ان المؤمن اذا مات صد اللہ لکھان
 الی النساء فیقولان ان عبدک فلان فادات فادان حتی لعبدک علی السماء فیقول اللہ ان ہذا عبدی
 مملوۃ ملائکتی و لکن ازہ الی قبرہ و اکتبنا حسناتہ الی یوم القیامۃ و روح البیان
 فما یکذبک بعد الذین ہ الیس اللہ یأخذکم الحاکمین ہ پھر کس چیز کو
 جہوہہ جانتا ہے تو اسے منکر قیامت کے کیا نہیں ہے خدا تعالیٰ خوب حکم کرنے والا سب حکم کرنے
 والوں سے و توجہ فلما یکذبک الخ پھر کون سی چیز تیری جہل نے کا باعث ہوئی ہے کہ تیرے
 باوجود ظاہر ہونے ایسی ایسی دین کے مقدمات کہ جو پر بیان ہو چکے کیا نہیں ہے اللہ سبحانہ

و ترجمہ بعضی مفسرین نے فرمایا ہے کہ جو شخص چھ دین کے چلے اور طریقہ اس پر پائے یا مسافر یا بیابانی کے سبب چھوٹ جاوے حق تعالیٰ کا تباہ نہ ہو کہ فرماتا ہے کہ نہ اعمال میں اس شخص کے ثواب اور طاعتوں اور نیکوں کا کہ جیسے کرتا تھا کہ وہ اور اس کا ثواب سب و کو مست بلکہ بعضے و امینوں میں رہا ہے

و ترجمہ بعضی مفسرین نے فرمایا ہے کہ جو شخص چھ دین کے چلے اور طریقہ اس پر پائے یا مسافر یا بیابانی کے سبب چھوٹ جاوے حق تعالیٰ کا تباہ نہ ہو کہ فرماتا ہے کہ نہ اعمال میں اس شخص کے ثواب اور طاعتوں اور نیکوں کا کہ جیسے کرتا تھا کہ وہ اور اس کا ثواب سب و کو مست بلکہ بعضے و امینوں میں رہا ہے

وہاں سے ایک چٹھہ پانچا پیدا ہوا اور حضرت اسکو طایقہ غسل اور وضو اور ستر چار لکھا سکھایا اور دو رکعت نماز پڑھائی اور سورہ فاتحہ بھی سکھائی کہ نماز میں پڑھا کرین بعد اس معاملہ کے آنحضرت اس صدرہ کے خوشنہ کا پٹنٹے ہوئے دولت خانہ میں ستر لایا لائی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھ کو بالا پوٹ اور ڈاکو کہ یہ تیر تیری میری موقوف ہو جاوے پھر جب تھوڑی دیر کے بعد دروازہ موقوف ہوا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پوچھا کہ کیا حال تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام احوال بیان فرمایا کہ میں نے کہا کہ تم ہواؤں کہ اس صدرہ میں خاک نہ ہو جاوے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ سرگز خائف نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ات پاک میں نبی رحمت کی صفیقین بہت ظاہر فرمائی ہیں چنانچہ ضعیف و ناتوان کرتے ہوا دپٹے والوں سے سلوک اور محبت کرتے ہوا اور جانوں کے ضیافت کرتے ہوا اور محتاجوں کے کاموں میں مددگاری یہ جو شخص کہ سقہ فلق اللہ پر رحم کرتا ہے و رحمت الہی کا سزاوار ہے بعضہ او غیب ہونی کی لائق بعد یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کہ پاس کہ انکو گھرا دیا ہوا ہے تھے اور دین عیسوی رکھتے تھے اور عبرانی کتابوں کی اور توریت اور تہیل سے خوب واقف تھے بلکہ عربی زبان میں اور کتاب جمع بھی کرتے تھے لیکن نبی اور کہا کہ یہاں فراسن تو میں تمہاری پہنچی کا احوال بیان کرتے ہوں القدر جب ورقہ نے یہ تمام اجزا سنا تو کہا کہ یہ شخص ناموس اکبر تھا اور اہل کتاب کی اصطلاح میں ناموس اکبر جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں اور کہا یہ وہی ناموس ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں پر وحی لکھتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام پر بھی نازل ہوا تھا اب خوش ہوا اور کچھ خوف نہ کر لیکن تمہاری قوم اس نعمت کی قدر نہ جانیں گے اور تم کو تکلیف پہنچاویں گے یا نہ کہ اس شہر سے نکال دیں گے سو کیا خوب بات ہو کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں اور تمہاری تائید اور مدد کروں اور دونوں جہان کی سعادت اس میلے سے حاصل کروں مگر اس مقدمہ سے چند روز کے بعد ورقہ نے اس جہان فانی سے ولایت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خواب میں سفید کپڑے پہنے پرتے دیکھا تو تعبیر فرمائی کہ یہ شخص ہریشی تھا کہ عزیزی **قوله** اور اے مایوسی ایک یا محمد قال الامام العصری رحمۃ اللہ اذ انت علیہ العون فاشرف من شمس النبی و منی رمضان و لما بلغ علیہ السلام راس الالبین و دخلت الیہ سبع عشرۃ من شہر رمضان جاء الملک و ہو فی الفار کما عات فی اللہ عنہا انی آنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام پر کی بسم کو لیس کھڑا قرا فرمایا انا بقاری فاخذ فی غطتی لے غنمہ و عصر فی غمہ اسلستی فخلت ثلاث مرات ثم قال اقرأ الخ حی اذ انک انی جان بن ابجل سمع صوتا یقول یا محمد انت رسول اللہ انا جبریل ورجع لل خدیجہ برف فوادہ فحدثہا باجری فقال لا ابشر بالابن عمی و ثبت فوالدی یعنی بیدہ الی لا رجوان تکون نبی ہذہ الاحتمہ ثم اخلت الی ورقہ فاخبرہ بذلك فقال فیہ فان یک ضایا خدیجہ فاعلمی + حدیک ابانا فاحمدہ و جبریل یتیمہ و میکال مہما بن المدوحی بشرع الصدقینزل + یثوڑ بن فارغ الدینہ و یثقی بن النواسی یثقی لہضال + زلقان ہنم فرقہ فی خانہ + و آخری باغلل اللہیم نقل **قوله** اور کہا

خاصی صیادوسی لئے کہ تحقیق مفعول اقرا کا مقرر ہے اسے اقرا القرآن اور کہا گیا ہے کہ مفعول
اقرا کا اسم رب کا ہے اور بے زیادہ ہے الذی خلق وصف الرب یہ قولہ من خلق جمیع خلق کو مقرر
وہی الہم العباد و قولہ ربک الاکرم کلام متالف کا روح تھا اب فکر کیا جا رہی کہ آدمی کی
پیدائش کچھ ہوئے لوہو سے تو الہ کی صورت میں ظاہر ہے کہ جب لفظ ما کے پیٹ میں پڑتا ہے
تو قوت جاذبہ کے ذریعے جو اسکو عنایت ہوئی ہے بہت سا لہو کا جو لسی اپنی طرف کھینچتا ہے
اور جامینوالی قول سے جاننے کی مانند اس لہو کو جادیتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ صورت بدلوان اور
گوشت اور پوست کے حاصل کرتا ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کی مانند پیدا ہوئے بے صورت
پیدا ہونا علق سے ان معنوں میں ہے کہ انسان کے عشاء غذا میں بدل اور تجزیہ کا ہے جو اس میں سے
تحلیل اور فنا ہوتے رہتی ہیں اور غذا ابدی ملی ہوئی جسم کے مرتبہ کوئی جامہ والہ ہو سکے اعضا کوئی
صورت ہو جاتی ہے بلکہ تو الہ کی صورت میں ہی ابدی ہے اس لئے کچھ بانی پیٹ سے سہیجہ خلقت
انسانی واقع ہوتی ہے اور سہیجہ انسانی پیدائش کے سبب صلوغ میں علق کو مذکور فرمایا
کہ یہ مادہ ہر وقت میں اسی صورت سے دیکھا ہے بر غلاف ملی اور لفظ او سو او او دو کوئی شروع ہوا
میں درکار ہوتے ہیں اور تقابلیں درکار ہیں اب فکر کیا جائے کہ ایک ایسی چیز کو کہ وہ جامہ
لہو ہے وہی روحی صورت جسے جسمانی اور حرکت دے بیوالی تو تو لفظ حامل ہوتا ہے اور وہ
عضو کی صورت پکڑنے کے وہی اور مغز اور گوشت و پوست ہی بن جاتا ہے اور وہ لطف مجر د کو عشاء
کے ساتھ کہ ایسی ماباکی چیز سے پیدا ہوتی ہیں کہ کچھ کچھ نکالت اور نکل جاتا ہے تو اس سے کچھ
ناتل ہونا ذات اور صفات کے معنوں کا خیال میں اور تو لہو کے لاتین پوچھا جائے اور یہی سمجھنا
چاہیے اقرا کا لفظ کہ شعر کلام میں واقع ہوا ہے کہ اکثر عوام کو شب میں ذاتی سہل و روہ خیال
کرتے ہیں کہ چاہئے تھا کہ یہ لفظ قرآن میں داخل نہ ہوتا کیونکہ یہ لفظ قرآن شریف کے پڑنے کے واسطے نہ تھا
اور سو قرآن میں لکھا جائے بلکہ قل کے لفظ میں ہی کہ جس سے پہلے پانچ سو تو ملی واقع ہے قل
وہی اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ اعز ذریعہ الفلق اور قل اعوذ برب الناس میں جو
شبہ وارد کرتے ہیں سہیجہ لفظ بعضے صفت لئے قل کے لفظ کو معنوں میں موقوف کر دیتا لیکن اس
شبہ کو اس طور سے دور کیا جائے کہ اقرا کا لفظ اور سہیجہ قل کا لفظ پیغمبر علیہ السلام کی طرف خطاب
دوسرے اور انہی کی طرح ہے تو اسکا قرآن میں داخل ہونا ضروری ہوا سہیجہ خط کے اعتبار میں کہتے ہیں
یہ شبہ یا فرامی اجابہ میں کہتے ہیں بداند اور شبہات سہیجہ ان لفظوں کو جس صحیفہ چاہئے اور اگر کہ
شخص کو یہ قرآن سنانا دوسرے کو تبلیغ کے طور پر یا خدا کے معنوں سمجھنا دوسرے کو منظور ہو تو
ان لفظوں کا ہونا ہی اس پر ضروری ہو گیا اب آئے ہم سب اعلیٰ طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو
آمی معض تھے انکو کہنا کہ پڑھ اس قسم سے ہے جیسے اندھے کو دیکھنے کو اور نیچے کو دھرنے کو کہیں
کہ تکلیف بالا یطابق ہے یعنی ایسی چیز کی تکلیف دینا ہے کہ ہوسکی اور تکلیف بالا یطابق متوع ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَاسِعَهَا جَوَابُ اس مُدْخِلًا يَهْدِيهِ كَيْفَ يَكْفُرُ
تفصیل بہنیں ہے بلکہ لکھتی ہے جیسے بچے کو جو اول کتب میں آیتا ہیں تو اس تا کہ وہ تباہ نہ ہو کہ پڑھ کر یہ
وہ بچہ اس وقت پڑھنا نہیں جانتا لیکن اوستاد کا مطلب یہ ہے کہ جیسے میں پڑھتا ہوں تو یہی اوستاد
میرے پڑھنے کو سن کر پڑھ دیا کرے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب اس بات کا تھا کہ میں
امی محض ہوں مجھے کس طرح پڑنا چاہیگا تو تاکید کے واسطے یہ دوسری بار فرماتے ہیں اِقْرَأْ بِرَبِّهِ اَوْ
بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اول باجوہ اقرأ فرمایا تھے مراد یہ ہے کہ قرأت قرآن کی اپنے نفس کے ثواب
کیواسطے اگر دوسری بار جو اقرأ فرمایا اوستے مراد یہ ہے کہ قرآن کو اور گوئی پر پڑھا اور جملہ کلمات کو پڑھا
اپنے نفس کو واسطے ضرور ہے اور سبطہ بنی کی مت پر پڑھا کیواسطے بھی ضرور ہے کیونکہ اگر وہ نہ پڑھا تو
تو اس کو پڑھنا تو اچھا کس طرح ہے میرے مراد بعضوں نے کہا ہے کہ پڑھا اقرأ نماز میں ہے اور دوسرا
اقرأ خارج نماز کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ پہلا سیکھنا کیواسطے پڑھا دوسرا سکھانا کیواسطے پڑھا
ابا ہے کہ پہلے مراد یہ ہے کہ قاری ہو بغیر اسکے کہ کسی چیز کو قرأت کیواسطے غنیمت کریں اور
دوسرا متعلق ہے علم تک جو پہلے گزر چکا ہے یعنی اپنے پیروں کے نام کو پڑھ اب اُتیت کے
مانع کے دفع کرنا کیواسطے جو بار بار خاطر مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گذرنا تھا اور خیال فرما
تھے کہ امی کو علم حاصل کرنا کا طریقہ قصہ سنا وہ علم جو معتقد مغفات الہی سے اور کلام قدیم سے اور
اوس کے ہر روز کے احکام جتنے ہو کیونکہ حاصل ہو سیکے اس واسطے اکیلا اور مضحک و افسانہ فرمایا کہ میں
کہ اس مقدسہ طریقیہ علم غیبی کے حاصل ہونیکا اور گوئی پر پڑھنا ہے و رَبِّكَ اَلَا كَرِهَ
اور یہ ورد و گارہ تبارک کریم ہے کہ امی کو دانا کر دینا اور جاہل کو عالم بنا دینا اوسکی نزدیک پست مان
کام ہے کیونکہ امی کو کو کرامت ہے تو یہ بات ہے کہ علم حاصل کرنے کی سبب بہنیں رکتا ہے اور اس
قسم کی مانع ہے اور یہ کیواسطے بہ نسبت بعض علموں کی موجود ہیں پر باوجود ان مانعوں کے حق تعالیٰ
اون علموں کو بعضے مخلوقات کے واسطے اُنکو پہنچا دیتا ہے چنانچہ فرمایا ہے اَلَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ
وہ ایسا پروردگار ہے کہ تعلیم کی آدمیوں کو قلم کے واسطے وہ چیز جو اس اور عقل اور خبر سے دریافت
نہیں کر سکتے بہنیں لبیب و اُمیوں نے زمانے کے یا سبب بعد مکان کے اور آدمیوں کو موافق اپنے
امعاء او کے کارخانے پر الوہیت کے طلاء دینا سفر بنا تو اُنکو لکھنے کے صنعت قلم کے واسطے سکھا
کہ اپنی قلم سے ضبط او سکھائیں اور معلومات پر بغیر مد قلم کے ممکن نہ تھا چنانچہ قنادہ لکھا ہے تَوَلَّاهُ
اَلْقَلَمُ لَمَّا قَامَ اَلْاِنُّ وَ اَلْاَصْحٰرُ اَلْعِيْشَ یعنی اگر قلم نہ ہوتا تو دین قائم نہ رہتا اور نہ زندگانی درست ہوتی
وَلَوْ لَمْ يَكُنْ قَبْلَ الْعِلْمِ صَبْرٌ وَ اَلْاَسْبَابُ قِيْدٌ تَقَالِي كَيْفَ اَلْاَسْبَابُ اَوَّلُ مِنْ بَعْدِ اَلْاَسْبَابِ اَلْعَرَبِيَّةُ اَلْاَسْرَافِيَّةُ وَ كَيْفَ
سکھا آدم علیہ السلام کلم سوتہ ثلثا ثمان مائے تفسیر مکتبہ فی الطہین ثم طہینہ فاختار اور پس کتاب آدم اور اول
کتاب خط ریل کے اور پس علیہ السلام بہنیں اور اول کتاب فارسی کا طہوت بادشاہ فارس کا ہے
اور اول لکھنے والا کاغذ پر یوسف علیہ السلام میں کہا سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اول مانع اللہ تعالیٰ

اگر تباہ ہو جائے تو ان کی قوم اقامت و اولیٰ اکثرت العلم انما التواب توب علی من تاب روح اب تو جس کی قسم جو
بیان جو اہل طریقت نے حسب قضی آنحضرت صلیم اور جبریل علیہ السلام کے لکھا ہے سمجھنا چاہیے کہ وہ
چار طرح پر ہے اول تو تاثیر انکاسی ہے وہ ایسی کہ جسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس میں آئے
اور اس عطر کی خوش بوسب ہنشینوں کے دماغ کو معطر کر دی پس جب تمام سبب متضمن توجہ کی منقطع
کیونکہ اسکا اثر جہت تک ہے جب تک وہ کسی صحبت ہے بعد اوسکے باقی نہیں رہتا دوسری تاثیر القادی
ہے وہ اس قسم کی ہے جیسے کوئی شخص بیتی اور تیل چراغ میں ڈال کر لایا اور دوسرے شخص کے پاس
آگ تہی اوستے اوسکو روشن کر دیا پس چراغ تیار ہو گیا اس قسم کی تاثیر البتہ کچھ قوت رکھتی ہے کہ
سیکھنے سکھانے کی صحبت کے بعد بھی اوسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی صدمہ پہنچا جیسے آذر
یا مینہ یا کوئی اور آفت تو اوسکا اثر جاتا رہتا ہے اوسوہیکہ یہ تاثیر لغش اولطیفونکو درست نہیں کرتا
ہے جیسے ناکارے تیل اور جتی اور چراغ کو فقط شعلہ سنوار نہیں سکتا تیسرے قسم تاثیر صلاحی ہے وہ
اس طوکر ہے جیسے پانی کو دیا سے یا کوئی سے لاکر خزانے میں جمع کرین اور خزانے کی راہ سے
حوض کے قرار سے کو کوڑے کرکٹ سے صاف کر دین پر خوب زور سے اوسمیں پانی چھوڑ دین
کو تو راہ خوب جوش و زرخوش سے چھوٹنے لگے اس قسم کی تاثیر ان اسکے تاثیر و ن سے بہت قوی
ہے کہ لغش کے صلاک اور ستہرائی لطیفونکے ہی اوسمیں ہوتی ہے لیکن خزانے کے ہندوا اور راہ
مسافت کے موافق فیضان ہوتا ہے نہ کوئی اور دریا کے برابر اور ان سب باتوں کے ساتھ ہی اگر
خزانے میں کچھ آفت یا فطور واقع ہو جاوے تو اسبہ نقصان پڑ جاتا ہے جو بہی غیر متناہی
کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی روح کے ساتھ خوب زور سے ملا دے کہ شیخ کی روح کا کمال
طالب کی روح میں اثر کر جاوے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیر و ن سے زیادہ تر قوت رکھتا ہے کیونکہ
صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک ہو جانے سے دونوں روحوں کے جو کچھ کہ شیخ کی روح میں ہے
طالب کی روح میں سما جاتا ہے اور بار بار حاجت فائدہ دینی کی نہیں رہتی ہے چنانچہ شاہ شمس
قدس سرہ نے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حال نقل کیا ہے کہ ایک روز ایک مکان پر ایسی مہمان
آگئی اور اس روز انکی میان کچھ کہانے کی قسم سے موجود نہ تھا آپ کو کمال تردد تھا اتفاقاً ایک
نارن ہائی کی دو کان آپکے متصل تھی اس باغی خبر یا کی ایک خوان ہیرا ہوا روٹھو نہا خوب
مسکلف و مغر نہا رہی کے ساتھ لاکر حاضر کیا آپ اوسکو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مالک
کیا مالک ہے اوسنے عرض کیا کہ مجھکو پاشا کرد کیجی فرمایا کہ تو اس حالتکا تحمل نہ کر سکیگا کچھ اول مالک
وہ اوسی بالکا سوال کیے جاتا تھا اور خواجہ صاحب انکا کرتے تھے جب وہ بہت سے عاجزی کرتے
لگتا ناچار رہو کہ اوسکو اپنی ساتھ ہجرت لین کی اور تاثیر اتحادی اوسپر ڈالی جب ہجرت سے باہر نکلی
تو خواجہ صاحب اور اس نارن باغیکے صورتیں کچھ فرق باقی رہتا ہو گو گو بھی نامشکل پڑتا تھا
لیکن تقدیر تھا کہ خواجہ صاحب ہوشیار تھے اور نارن باغی بیہوش و الغصہ اس نارن باغی نے لغش

روز کے بعد اوس پہنوشی میں رحلت کی رحمت اللہ علیہ لے آیا فی ہما یون اس زمانہ پر فساد میں
 مرشد کامل کہان کہ جلی صحبت سے خدا یاد آتا ہوا اور محبت دنیا کی کم ہوتی ہوا ایسی بزرگ لوگ
 دار کفر سے دار السلام میں چل بسے یا کریم دیا مغیث بطفیل اپنے اولیاء کے اس ناچیز کو بھی اپنے جوار
 بند کر لے آمین ثم آمین اب تو سبب غفلت کفر کے امتیاز فقر حوائی اور فقر شیطانی کا جاتا رہا
 کوئی راگ اور حال اور وجد کو اور کوئی لگوٹا مار کر ہاٹ پر بیٹھے کو اور کوئی صرف لطائف سے چلنے
 کو درویشی جانتا ہے ہر ایک نے اپنے نغم میں ایک وضع کا نام درویشی رکھ لیا ہے خدا اکملہ ایک ہے
 یا سچا ہے کہ جہنم آلودگی شرک و بدعت اور فسق کے پاؤں اوس بیچن اور اوعین شیعان کر
 جائیں یہ لوگ ہر زن دین و ایمان میں اصل تحصیل طریقت و مقامات شریعت پر سے یعنی سب سے عین
 ایمانیہ مطابقت اہل سنت و جماعت کے جو موافق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے وہ بہت
 کر کے بعد اوس کے اپنے اعمال کو مطابقت شریعت کے جبکہ بیان کتب فقہ میں بمقتل نہیں ہے ٹھیک
 کرے اور اوسین لفظا تابع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے نماز روزہ حج و زکوٰۃ اور حج
 و شرا اور بن و اجارہ اور خالی کرنا قلب کو بعض وحد کبر وغیرہ تاحی عبادات اور معاملات و غیرہ
 صلہ کے حکم پر ہو وین قرآن و حدیث کو اپنا پیشوا کر لیا ہے ہر روز ایک وقت معین پر تلاوت کلام
 شریف کی لازم کرے اور با وضو پڑھ کر پڑھے اور اوسین وہاں کرے کہ خداوند جہان کے رویہ
 پڑھ رہا ہوں اور تنہائی میں پڑھے خصوصاً تہجد میں کہ موجب برکات ہے اور عین پڑھنے میں
 اوس محبوب حقیقی سے جدا ہو سکا تاسف خیال کرے اور روٹی اور اوس کلام پاک کو اور سکا
 سبب کہ کمال محبت اور ذوق سے پڑھے اور نماز تہجد کو نمکان خالی میں ہر روز ادا کرے اور بعد از تہجد
 میں بیٹھ کر یا ذکر نہایت حسرت سے روئے اور اوس روئے میں وہاں کرے کہ رحمت الہی کے طوفان
 متوجہ ہے اور میں قابل او کے نہیں اور اس روئے کی کیفیت حاصل کرنے میں اس رباعی کو
 بہت تاثیر ہے رباعی الہی عبدک العاصی تاک + مقربا لہ ذنوب و قد دعاک + فان تغفر فانا
 لذاک اہل + وان نظرو من یرحم سوک ترجمہ تیرا بندہ گنہگار آیا گن ہوتا مقربا و تہجد کہ
 پہر اگر تو بخشے تو اس کے سزاوار ہے اور اگر مانگے تیرے سو کو ان رحم کرے اور غریق یرن تاکہ بار وافر
 ہر دم وہاں کرنا چاہئے یعنی آدمی اور چیلے باقی سے اور بعد غنا کے تو طویں دیر کلام لا الہ الا اللہ کا ذکر
 لازم کر لیا ہو سطور پر کہ نماز کے جلسہ سے بیٹھے اور لا کو تاسف کہنے سے پہلے منہ منڈھے سے تہا اور اللہ کو
 مقابل سینے کے لاوے اور جو مانسے اللہ کا ضرب لگا دے بائیں جانب قلب کے بائیں پستان کی نیچے
 اور اوس ذکر کے وقت وہاں کرے کہ لا موجد الا اللہ ولا عین الا اللہ یعنی کوئی موجد و نہیں
 خدا کے سوا اور کی بعوت نہیں خدا کے سوا جب ان امور کو بلا تکلف کر لے گا اور ایسا سہل
 ہو جاوے کہ ہر وقت نظر کے سامنے ہے بعد ذکر فکر کے اکملہ بند کر کے کہ گویا میرے گویا لا لاکا اور سوا
 نے تمام جہم کو خالی کر دیا جب فکر کامل ہوتا ہے اور ساتھ ان سب کاموں کی تصور کرے اپنی ذلت

اور سر مخلوق کو بے تعظیم و توقیر میں آویس یہاں تک کہ کئی مکی کو اپنے سے افضل جاننے اور مخلوق نفس سے
 سنا رہ کرے دنیا کی لذتوں میں نہ راوی جب لذت کھانا اچھا پکڑا میسر دے تب تک لایف رسول قبول
 صلعم اور انکی اہلیت کے یاد کر کر دینی جب اس عنوان پر اپنے ذکر فکر کر حکمت غایت الہی متوجہ ہو کر
 اور نہایت کسر لہنے کے حاصل ہوگی اور غیب سے ثمرات مترتب ہونگے اور عمدہ شمرہ اجابت دے گا
 ایسے حاصل ہوگا اور طالب حق کو دو چیز لازم ہے ایک طاعت خالق و دوسرے خیر خواہی مخلوق کی یہی
 دو اصل ہیں سب خوبوئی اور فیر کو غنا باطنی پر ضرور ہے اسلئے ذکر یا منی کو گیارہ سو بار و سو
 مضرل چالیس بار بھارت پڑھا کرے سین غنا ظاہری اور باطنی دونوں کا فائدہ ہے اور ذکر خنی
 ہمیشہ کرتا رہے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ اپنے دونوں اکھنوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اول
 کے زبان سے کہے اللہ صبیح اللہ بصیر اللہ علیم یعنی اللہ صبیح کو دل سے کہے ناف سے سینے تک اپنے
 بقصو میں پڑھا دے پھر اللہ بصیر کہہ دینے کے دماغ تک پہنچا دے پھر دانے اللہ علیم کہہ دینے
 پہنچے پھر الفاظ مذکورہ کو کرتا ہوا درجہ بدرجہ اوترے یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش کو دماغ پر پہنچے
 اور اللہ بصیر کہہ دماغ سے سینے تک پھر سے پھر اللہ صبیح کہتے ہوئے ناف تک پھر عارے سلیم
 ہر بار کرتا ہے اور اگر اللہ قدیر کو زیادہ کرے تو میری بار تہا نکات پہنچے اور چوتھے بار عرش تک
 متجملہ ذکر خنی کے یہ ہے کہ ذکر میدار ہوشیار ہو جاوے اپنے دوسو پیر جب دم باہر نکلے خود بخود دونوں
 اپنے ارادہ کے تواسکی باہر ہو سکے ساتھ ہے دل کی زبان سے کہی اللہ الہیہ جب سانس اندر کو جاوے
 خود بخود تواسدرا جنکیں ساتھ ہے لالہ کہہ طریقت کے بزرگوں نے لکھا ہے کہ اس ذکر کا نام
 پاس انفاہ ہے اور اسکا بڑا اثر ہے نفی خطرت اور وسوس کے دور ہو جانے چنانچہ کسی عارف
 فرمایا ہے شعر گرو پاس داری پاس انفاہ بسلطانی رسالت ازین پاس انفاہ انفاہ انفاہ
 لائرومی زادہ گے رسی در مقام الامداد اور مراقبہ اس بیت مبارکہ کا کیا کرے کل من علیہا
 فان ینظرون ذلک ذلک لایحکون یعنی جو زمین پر ہے وہ نیست نابود ہو مینوالا ہے اور
 باقی رہیں تیرے رب کی ذات جو بڑائی اور بزرگی والا ہے اولس کے مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ
 ایک تصور کرے کہ گویا اور ایسی لکھ ہو گیا جسکو ہوا میں اور آبی میں اور آسمان مٹھی مٹھے ہو گیا
 اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی اور اللہ کو باقی اور موجود و دہان کر سواس تصور پر دیر تک
 قائم رہے تو یہ نتیجہ اور نابو ویکو مفید ہوگا ماقی اقسام مراقبہ آیات قرآنیہ کے استلواک میں دیکھئے چاہیں علم
 بصوبہ یہ مطلب ہے ان الاشیاء لیطعن ان کذا الاستغناء ہرگز نہ یوں تحقیق
 آوے البتہ کسب کرتا ہے اس کہ دیکھا اپنے تین غنی ہوا کلا کا حرف لغت عرب میں زجر اور تو بجز
 یعنی خشکی اور چرگی کے وسط سے متماں کیا جاتا ہے تواس کلام کے بعد ایسا چاہیے کہ اسکی طرف
 زجر اور تو بجز متوجہ ہو اور سہام پر ایسا کلام کر و اور باطل کرنے کے قابل ظاہر میں ذکر نہیں
 کیا گیا ہوا اسلئے بعض علماء نے کہا ہے کہ کلام اس جائے پر تھا کہ ممنون میں ہے کیونکہ زجر کی صورت

میں ہی اویسے خلاف کا اثبات تاکید اور تفریق کے ساتھ ہی کلمہ سے کیا جاتا ہے پس مفہوم پس کلمہ کی
 قرب ہے طلب کرنے، ماسبق کے اور تحقیق کرنے سے ناٹھی کی اور اگر تجرید کے سبب سے بعض تحقیق کے
 لئے استعمال کریں تو یہی روایت لیکن حق یہ ہے کہ قبل اسکے ایک کلام ہے پوشیدہ کہ ہر شخص کا وہ
 اویسکی طرف نہیں جاتا ہے اور منظور کلمے سے طلب کرنا اور کرنا اس کلام پوشیدہ کا ہے اور توضیح اس کلام
 یہ ہے کہ جو اگر شیت کو حقیقی نے بندوں کی طرف بیان فرمایا اور انشاء کیا کہ بے نہایت کرم و
 پاک ذات کا ہر نوع کی تکمیل اور تربیت کیواسے متوجہ ہے بہانہ کہ تعلیم و ان چیزوں سے جو ان کے
 مقدور سے باہر تھیں فلم کیواسے سے اونکو بناوین اور انوقت کے کارخانہ نوپس اس تدبیر کے کام
 کرو یا کہ خلاف کر کے حکم سے بوسیت کے کاموں کے پیروی اور مخلوقات میں تصرف کریں اور
 تصرف الہی کا غل ہونا اور عین ثابت ہو جاوی اب یہ جگہ اس بات کے لائق ہے کہ شاید اس کلام
 کے سننے والے خیال میں نہ شبہ گذرنے اور کہے کہ جو ان اس شیے کو جواب خداوندی میں عزیز
 اور مکرم ہے ہر کواسے اوسکو فقر اور محتاج کے جالین پہاں رکھا ہے اور ہر مخلوق کی طرف
 اوسکو محتاج کیا ہے بلکہ اسقدر سہل محتاجی ہر چیز کی طرف دی ہے کہ عشر عشر اوسکا دوسرے حیوان
 اور مخلوقات کو نہیں دی ہے چنانچہ اپنے کہانے میں سبکی اور گام کا اور سہل طرح دوسری چیز کا محتاج
 اور اپنی نیاری میں دو اکا اور یکہ کام کا اور عطار کا اور خراج ام کا اور فضا کا اور جمال کا محتاج ہے اور
 سہل طرح اپنی ہوناک اور لباس میں اور گہرا بار میں اور چلتے پہلنے میں جو جو محتاج میں کہ یہ رکھتا ہے
 غابر اور کھلی میں کہ دوسرے حیوانوں کو ان چیز و عین سے ایک ہی محتاج نہیں اور بزرگی
 جو اسکو غایت ہوتی ہے وہ ایسی چیزوں کو نہیں چاہتے ہے اگر میت مکرم اور بزرگ کرنا اس مخلوق
 کو سب مخلوقات پر منظور تھا تو پہلے لازم تھا کہ اسکو ایسی احتیاجوں سے دور رکھتے اور نزدیک
 فرشتوں کی طرح کسی چیز کا محتاج کرنے اور اگر خلاف کے حساب حاصل کرنے کیواسے اور دوسری
 مخلوقات میں تصرف کرنے کے واسطے اوسکو محتاج ان چیز و عین دی ہوتی تو لازم تھا کہ بہت سال
 اور ٹری ٹری خزانہ لکھ دیئے ہوتے تاکہ اس میں محتاج ہوتا اور ہر ایک کے سامنے ذلیل ہوتا اور شہ
 اور عمر تن کے دفع کرنے کیواسے کلام کے لفظ کو لائے میں اور اس لفظ کے کلام پاک پر دو گام
 دو خالصت میں ہیں ایک زمین سے یہ ہے کہ جس آیت میں یہ لفظ آیا ہوا اوسکو یقین جانا چاہیے
 کہ یہ آیت ملی ہے اور مدینہ منورہ کے آیت میں یہ لفظ ہرگز نازل نہیں ہوا اخطا یا گنا ہو جاتا تھا
 تو اوسکا تذکر بہت جلد کرتے تھے اور پند اور نصیحت کو بہت رحم دلی اور نرمی سے قبول کرتے تھے
 اور غصہ اور غضب اور لعینہ اور نفیض ہرگز ان کے درمیان میں نہ تھا اجماع کے والو کے کہ اکثر کاف
 جبکہ اوسے تو ان کے مقابلے کے کلام میں عین غصہ اور غضب درکار ہوا اور دوسری خاصیت
 یہ ہے کہ اول نصف قرآن میں نہ کلمہ یعنی کلام نہیں ہے اور آخر کے نصف میں خصوصاً پہلے
 سیارہ میں یہ لفظ بہت آیا ہے اسکا یہ یہ ہے کہ پہلے کلام میں سمجھنا اور راہ بتانا ماری

سے مشغور ہے اور جب آدمی قرآن شریف کوئی شخص بڑھ چکا اور اسکی مضمون کی سمجھائی سے بہتر
 راہ پر نہ آیا اور غصہ کرنے اور جھگڑنے کے لالچ ہوا خصوصاً وہ شخص کہ جسے قرآن کو تمام پڑھا
 اور احکام و نصیحتوں پر عمل کیا اور کچھ نہ جیتا تو جھگڑنے اور تنبیہ کرنیکی زیادہ تر لالچ ہوا سو اسے
 اس لفظ کا لانا آخر کے سپرد کر دین بہت ضرور ہو اسلئے اگر کسی سے کوئی حرکت بجا نہ ہو
 آتی ہے تو پہلے اسکو نصیحت کرتے ہیں اگر نصیحت سے راہ پر آیا اور میرا می کو ہوڑا تو بہتر ہے
 اور اگر نصیحت سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو البتہ تفریر اور ذلیل کر نیکے لالچ ہوتا ہے قول نگار دعو
 لمن كفر بنبوة الله بغيره الا لم يبعث ذكره لئلا لفته في الزجر قوله ان الانسان الغيبي تحقيق
 آدمی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اور سرکشی کرتا ہے اسکے مذہب پر حب و کھتا ہے اپنے تئیں
 گمراہی پر واہویہ نہایت کرم اور فضل اوس کریم کار ساز کا اور اسکے عمل کو شامل ہے کہ ہر طرح کی
 اسکو گرفتار کر کے سرکشی اور نافرمانی سے روک رکھا ہے چنانچہ فرمایا **وَلَا تَكْفُرْ بِاللَّهِ الرَّحْمَنِ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ**
 یعنی اگر گناہ کر دیتا اس رزق لینے بند نہیں تو لبتہ غم کرتے اور لینے جدا اور اندر سے
 بڑھ جاتے اور بڑا فساد مچاتے زمین میں اور تھے علیہ السلام فرماتے **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ**
مِنْ عَجْزٍ يَطْعُ أَذْقَرِ يَسْبِي روایت کیا گیا ہے تحقیق ابو جہل نے کہا اسے
 رسول اللہ علیہ وسلم کے آیا کمان کرتے ہو تو کہ غنی طغیانی کرتا ہے پس کرو اسے ہمارے پہاڑ کے
 چاندی اور سونے کا تو کہ لیون ہم آستے بطن سیاہی کرن پس ترک کریں ہم دین اپنا اور مال بعد از
 کریں دین ترے کی پس اور ترے جبریل علیہ السلام لکھا اگر چاہے تو پس کریں ہم یہ یعنی یہاں
 سونے چاندی کا پس اگر نایابان لائے وہ کھا رکھ پس کر نیکے ہم ساتھ اونکی وہ عذاب جو کیا ہے
 صحابہ اوروہ سے پس روکے رسول اللہ علیہ وسلم دعائے ارزاہ مہربانی اور شفقت کے
وَاسْتَغْنِ مَفْعُولِ النَّاسِ وَرَأَهُ بَعْلُ عَلَمٍ لَا يَسْمَعُ الْبَصَرِ ۝
روح البیان اب جگہ پر اکثر لوگوں کے خیال میں ایک شبہ گذرتا ہے وہ یہ ہے
 کہ اگر مال نافرمانی اور سرکشی کا سبب ہوتا تو بڑی بڑی صحابہ نہ کہ بہت مال اور سہتہ جیسے حضرت
 عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما وہ کو اسلئے عین گرفتار ہوتے بلکہ حضرت
 سلیمان علی نبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کو اسلئے استدر کشادگی اور تربتہ دنیا کے مالین نسبت کہ
 بیت المقدس کے درو دیوار کو سونے اور جواہرات سے جڑوا دیا اور بہت سہی سبالب و رہنما جہ
 کے جواب اس شبہ کا طور سے بھجھا جا کہ اس آیت میں مال کو بالکل نافرمانی اور سرکشی کا سبب
 نہیں فرمایا ہے بلکہ اپنے تئیں مال کے سبب بے پرواہ بھجھا اور اس احتیاج سے کہ نیکے کو اللہ تعالیٰ
 کے درگاہ میں آں اور ہر وقت رسی ہے غافل ہونا اور مال کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ کے کرم اور
 فضل سے جانتا بلکہ اپنی محنت اور کوشش کی طرف نسبت کرنا سرکشی اور نافرمانی کا سبب ہے اور
 حضرت سلیمان علیہ السلام اور صحابہ کیا کو اگرچہ مال کی زیادتی ہی لیکن عتقاد و بد سے برے بہت بلکہ

جبرئیل ان بزرگوں کے احوال کو دیکھتے تو عینی معلوم کر لیا کہ محتاجوں کی خدمت اور غریبوں کی امداد اور
 جہد ران بزرگوں سے ہوئی دوسرے نہیں ہوئی ہے گویا مال کی کثرت کو نہ ترقاتل سمجھ کر اللہ کے
 تریاق جان تے تھے اور حدیث شریف میں وارد ہے نعم المال الصالح للرحل الصالح یعنی کیا اجمال
 نیک ہے جو نیک بخت آدمی پاس رکھے وہ نیک کام میں خرچ کرتا ہے سبب تو انگریزوں نے مال بہت تنزد
 اہل کمال کے مال تالیب گورست دہلوان اعمال **جیسے روح البیان**
 لان الخیرات الریحی مقرر طرف پروردگار تیرے کے پرانا ہے کہ وہ ان دوزخ کی
 کام نہ آوگی جو بھی کام کسی ہوئے وہی کام آوینے الرجعة مصدر معنی الرجوع اذیک الذی
 یتنہ عینک اذا صلیت ہے دیکھتا تو نے اسکو جو منع کرتا ہے یعنی ابو جہل زندہ خاص کو یعنی
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو وقت کہ نماز پڑھتا ہے ابو جہل نے کہا تھا اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 مسجد میں نماز پڑھتا دیکھوں تو ایسا لو کہوں جو یہ جتنا نہ ہے پر انکدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 مسجد میں نماز پڑھتا ہے اور اسے خبر ہوئی اور نزدیک آیا یہ ہوا گاؤں اور کتا اور کتا اور کتا اور کتا
 ہو گیا لوگوں نے پوچھا کیا دیکھا تو نے کہا کہ میں نے اپنے درمیان ایک کہا فی الگ کر
 پوری ہوئی دیکھی اور اس میں سے ایک اڑنا موہہ کہو کہ دوڑا جھپٹا پس سبب ہوا گاؤں میں خبر
 کہ یہ آیت ابو جہل عین کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی سے متوکر
 وہ ہی سہی و عبد اور اس کی میں شامل ہے اور وہ جو فقہا نے لکھا ہے کہ غضب کی زمین پر نماز
 پڑھنے سے منع کیا جا ہے اور مکروہ و قویعین بھی نماز سے منع کیا جا ہے اور مکروہ و قویعین بھی نماز
 ایک آفتاب نکلنے کا وقت دوسرا اوکے ڈوبنے کا تیسرا اوپر کو اوکے ٹہرنے کا چوتھا نماز عصر
 بعد مغرب تک پانچواں طلوع فجر سے آفتاب نکلنے تک سوائی نماز فجر کے اور اگر بولڈی یا غلام
 اسکا مالک نماز تہجد سے منع کرے بعد خوف حضور خدمت کے تو اسکو بھی منع کرنا چیتا ہے
 اور سبط خدمت کے وقت نماز سے منع کرنا بھی چیتا ہے اور سبط حرم کو منع کرنا بھی حرام
 کو نماز نفل اور عکاف سے پہنچا ہے سوان سب باتوں مذکورہ میں منع کرنا نماز سے دوسرے صلی
 کے اصطلاح کے حکم سے ہے تو حقیقت میں منع نہ ہو بلکہ ایک عبادت سے دوسری عبادت میں
 پہنچا دینا ہوا اور بعض دین کے بزرگوں نے مذاب کی رعایت کیواسطے ان چیزوں کی منع کرنے سے
 بھی احتراز کیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ عید گاہ میں شریف لے گئے چند آدمیکو دیکھا کہ عید کی نماز کے پہلے نفلین پڑھ رہے ہیں
 اپنے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی عید گاہ میں اسوقت نفل نہیں
 نہیں دیکھا اور ان لوگوں نے اپنے حکم کو نہ سنا اور اپنے کام سے باز نہ آئے بعض لوگوں نے
 عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین اگر حکم ہو تو انکو نہ وسو سے منع کر دین اور اگر نہ مانے تو سزا کو بولیں
 فرمایا کہ میں اس آیت سے یعنی **عَلَيْتُكَ اللَّهُ** یعنی عینک اذا صلیت کے مضمون سے ڈرتا ہوں اور سبط

دوسری نازل فرامی قلیل ع نادیکہ ہ پر چاہے کہ بکارے اپنے محسن انوکھ سدا
 الرب انیکہ ہ قرب ہے کہ ملانے میں ہم زبانہ کو اوکے لیجانے کے واسطے اور زمین و زمان
 کے انھکی بھیت میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ یا میں جمع ہے جکا مفرد نہیں ہے اور بعضی کہتے ہیں
 کہ اوکا مفرد بھیت ہے عقرت کے وزن پر نکال لگایے وزن کے لفظ سے جسکے معنی و فہم کہنے کے ہیں
 اور بھیت ہر تہم و شہر کو کہتے ہیں خواہ جن سے ہو خواہ آدمیوں سے اور شمار زبانہ کے عدد و نکا
 قرآن مجید میں دوسری جگہ پر بیان ہے وہ یہ ہے کہ کافر و کیمو اے اونہیں فرشتہ مقرر میں
 ہوا انوکھ بکڑ کے و زمین و آسمان کے اور وہ اونہیں کے تقرر کے سورہ مدثر کی تفسیر میں بیان
 ہو چکی ہے اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اون فرشتوں کا وراثت لیا اور چڑا ہے کہ ہر اونکے ہر تہم
 اور سرسماں میں لگاتے ہونکے سردار کا نام مالک ہے اور اٹھارہ دوسرا اسکے تابع ہیں انہیں اونکی
 بجلی کی طرح چمکتی ہیں اور دانت اونکے بارہ ٹکے کی طرح اٹھی ہوئے ہیں او بال انکے آتے آتے
 کہ زمین پر گھسے جاتے ہیں اور انکے شعلہ اونکے مونہوں سے نکلتے ہیں اور ایک کہہ ہے سے اپنے
 دوسرے کہہ ہے تک یک برس کی راہ ہے اور انکے ہاتھ کی پتلی ستر ستر ہزار آدمی کی گنجائش
 رکھتی ہے کہ لا یظنہ و الصبح قد اقبل کربہ اور سجدہ کرانے پر دوڑگا کہ اور
 نزدیک ماسئل کہ اس جناب کی سجدہ کی عبادت سے ہر سجدہ کہ اس ہر دوسرے نماز پڑھنے سے
 باطل منہ کیا تھا لیکن زیادہ عرصہ اسکا سجدہ کرنے پر تھا اسواسطے کہ نماز کے رکعتوں میں سجدہ
 کرنا تکبیر اور غزو کے بہت منافی ہے اور لکھنو تکبیر اور غزو پر لے کر جے کا تھا اسواسطے یہ فعل اسکا
 بہت برا معلوم ہوتا تھا اپنے سر جکا نیکا تو کیا ذکر ہے دوسرے کا سر جکا ناویجہ نہ سکنا تھا اسواسطے
 اوکے مقابلہ میں سجدہ کو حکم ہوا تاکہ زعفرانف کہی یعنی اوکی ناک کہی جاوے اور جو اس
 سرکش کو تکبیر کے بدلے میں چوٹی پکڑ کے کہنے سے خوف دلایا تا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 اوکے مقابلہ میں حکم ہوا کہ تم اپنی پیشانی کو عاجزی سے ہمارے واسطے زمین پر رکھو تو کمین
 اس بات کے کہ کہنے نہ سکی دشمن کی پیشانی کو خاک میں ملایا اور یہ یہی ہے کہ جو سجدہ کرنا
 حق تھا لے کے نزدیک کا بیٹھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کو فرمایا اور حکم ہوا کہ تو
 سجدہ میں مشغول ہوتا کہ تیرا قرب درگاہ الہی میں کمال کے مرتبے کو پہنچے اور بڑا مرتبہ اور بزرگی
 سجدہ حاصل ہووے اور تیرا دشمن خود بخود ذلیل اور خوار ہو جاوے اسواسطے کہ حقد ریر سے
 قرب کے درجہ جناب الہی میں بڑھ سکے اور سجدہ ریرے دشمن کو دوری اور تقویٰ سی اس درگاہ کے
 ہوگی اور سجدہ کی حالت میں آدمی کو زیادہ تقرب جناب باری سے حاصل ہونیکلی وجہ یہ ہے
 کہ اسوقت میں آوے اپنے ہل کی طرف کہ خاک ہے متوجہ ہوتا ہے اور حقد ریر اسکا توجہ اپنی
 اہل کی طرف زیادہ ہوگا اور سجدہ حقتالے کا قرب اوکو زیادہ حاصل ہوگا اہلی کہ فیضان
 وجود کا اس جناب کے اسی راہ سے اوکو پوچھا ہے اسواسطے حدیث شریف میں آیا ہے اقرب

ما يكون العيد من كبر وهو ساجد فالزوا فيه من الدعاء لعين
 بنده كسجده كذا التحين اپنے پروردگار سے بہت ترویجی حاصل ہوتی ہے سو ہمارے میں سکھایا
 کہ دعا بہت مانگے تاکہ مبلد قبول ہوئے **عزیز می** کلمہ کا مصدر یہ ہے اور قرب مبتدا محذوف
 ہے اور کیون نام لے اے اقرب وجود العید من ربہ حاصل وقت سجودہ و درو فتوحات انرا سجدہ قرب
 قرب گفتہ ہذا محل سجود و ثلاثہ خلافاً لما لک ہر سجود میں اشارہ ہے طرف ازہل محابہ یا مست
 کے وہ کیا ہے کہ ہے اور یہ حدیث کے ہے لاگ **برو اسجد** یعنی جو کہ سجدہ کرے کہ ہے
 دور ہو اور یہ درگاہ اللہ کے شرف تو معنی کا پاس روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق ابراہیم
 علیہ السلام نے دعوت کی اکیدن و دو جو سیونکی پس جبکہ کھایا اوہون نے پس کما حکم کرکما
 اسے براہیم کہا ابراہیم علیہ السلام نے تحقیق جبکہ طرف مہارے ایک حاجت ہے پس کہا اوہون
 کیا حاجت ہے جبکہ کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ سجدہ کرو واسطے رب میرے کی ایک سجدہ بہر
 مشورہ کہا اوہون نے آپس میں پس کہا کہ تحقیق اس میں نے کیا سلوک بہت ہو کہ سجدہ کرین
 ہم کسی سکھو ہر جو ہم کرین ہم طرف مبلد و دن اپنے کے تو نہیں نقصان کر لگا چلو کہہ چکے کیا
 اون کیے پس جبکہ رکھا اوہون نے سر دن اپنے کو زمین پر مناجات کے ابراہیم علیہ السلام نے
 رب اپنے سے پس کہا اتنی جہت جدی حق حلتہم علی ہذا ولا طاقت لی علی غیرہ و انما اوہون
 والہدایۃ میدک اللہ من صد و ہم بالاسلام پس لیکہ اوہنا یا اوہون نے سر دن اپنے کو
 سجدہ سے مسلمان ہو گئے **روح البیان** اور تیسرے الاصول میں ابن عباس سے
 مروی ہے کہا کہ تب بنی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے پس آیا آپ کے پاس ابو جہل پر کہا حضرت کو
 کیا نہ منہ کیا ہوتا میں نے جبکہ اسے یعنی نماز کے پس پھر سے بنے صلی اللہ علیہ وسلم پس فرج کیا کہ
 پس کہا ابو جہل نے تحقیق تو البتہ جانتا ہے کہ نہیں ہے سات اسکے تاکہ ہر سے پس نفل
 ہوئی یہ آیت فلیدع ناد ی کلا اچ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اگر بلاتا ابو جہل ناد یا نبی کو
 تو البتہ پکارتے او سکوزانیۃ اللہ تھا کے اور ترمذی میں ابن عباس سے ہے کہ اگر بلاتا ابو جہل
 اپنے کو تو البتہ پکارتے او سکوزانیۃ یعنی فرشتے بر ملا اور صورت میں ابو جہل کے حق میں اچھا
 ہٹکا فرعون تھا لیطخ فرمایا کہ لام تاکید سے ہو کہ ہے اور اسکا صیغہ ہی استمرار اور تجدید
 ولالت کرتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے حق میں باوجود اسکے باوجود
 اور عزت اور جاہ کے طخ کا لفظ آیا ہے بغیر تاکید اور صیغہ استمرار کے تو یہ تغیر اسلوب کا ہونا
 اشارہ ہے کہ فرعون باوجود دہمالت کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رنج نہیں دیتا تھا مگر
 کہنی میں اور یہ مرد یعنی ابو جہل باوجود کمزوری اور بے تعلقی کے بارگاہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مارنیکا ارادہ کیا اور آپ کے ہلاکت کے پیچھے پڑا اور یہ یہی ہے کہ فرعون نے
 لڑکین میں حضرت موسیٰ سے اچھے سلوک کئی تھے اور آخر کو بھی اوسکی زبان لا الہ

الا الذی امننت به بنو اسد اسیل کا کلمہ نکلا تھا اور تہوڑا کبیرا سکام کہو گیا تھا جھلا
 ابو جہل کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں لڑک بن کی عمر سے حد اور لغص رکھتا تھا
 اور آخر میں ایسا کلمہ کہہ کر کہ جس تکبر کو چاہتا ہے یعنی لو غدا اکابر قتلت منہ یعنی میں
 رتبہ بہ نہتا کہ مدینے کے زمینداروں کے ہاتھ سے مارا جاؤں اور جو وقت حضرت عبداللہ
 بن مسعود اسکا سر کاٹ نیکو سینہ پر چڑھے تو بطور تکبر کے کہایا راعی الغلظ قد ارتقیست
 ہر لغص صعبا یعنی اسے بکری چرائیو اسے بڑے مقام پر نہیا تو اور یہ بھی کہا تھا اهل اہل
 رجل قتلتموہیں کیا ہے کوئی دنیا میں عمدہ اور اثر میں اس شخص سے جگو منے قتل کیا ہے
 پس وجہ مذکورہ سے کتب اور سرکشی اس مردود کا فو کی فرعون کے تکبر اور غرور سے بھی بڑھ گئی تھی
 اس لیے اس کے حقیر ایسے لفظ تاکید کے ارشاد ہوئے واللہ اعلم اب جو فائدہ اور باریکیاں اس حدیث
 تعلق کر کہتے ہیں کچھ بیان ہوئے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یا نبی آیتیں اس
 سورت کی قرآن کے نازل ہوئی کی ابتدا میں نازل ہوئی ہیں اور باقی ابو جہل کے حقین
 بہت دنوں کے بعد نازل ہوئے لیکن بموجب حکم پروردگار ان آیتوں کو انکی سات ملا دیا
 اور نسبت کی وجہ تفسیر میں پہلی بیان پر جسکی اور دوسری یہ ہے کہ اس سورت میں
 سمعی علو تھا ثابت کرتا ہے کہ نقل کرانی اور لکھنے پر وہ قوف ہیں اور تیسرے یہ کہ اگر
 عجیب کہ اس سورت میں سے کراویں پس سوتھا علم کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے اور باقی
 مال کی خدمت پر تو معلوم ہو کہ علم ایک چیز ہے نہایت مرغوب اور پائیہ اور دنیا کا مال
 لغزت اور بغینہ کی سزاوار ہے اور چوتھی یہ ہے کہ اس سورت میں علم اور خط کی تعلیم کی لغت
 جو مذکور ہوئے تو حقیقتاً نے اپنی نعمتیں اکرم کے صفت سے یاد فرمایا یعنی راکہ اکا کرہ
 اور سورہ الفطہ میں اعتدال خلقت اور ظاہری اور باطنی عصائی پر ابتر کی نعمت جو مذکور ہوئے
 تو دامن پتیلین اکرم کی صفت سے یاد فرمایا یعنی پایہا انسان ماعزلہ الخ اور بہ بات ظاہر
 کہ اکرم ہرے کریم کو کہتے ہیں اور کہیم فقط اکرم پر دلالت کرتا ہے یہاں سے معلوم ہو کہ علم کی نعمت
 صحت اور حسن جمال کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور یہ آیت تلاوت کی سجدہ کی آیتوں سے
 ہے اس آیت کے پڑنے سے پڑنیو والے اور سنے والے پر سجدہ واجب ہوتا ہے اور
 سجدہ کی کوئی قیتیں ہیں ایک سجدہ نماز کا اور ایک سجدہ تلاوت کا اور ایک سجدہ کو
 اور یہ سجدے مشہور ہیں اور ایک سجدہ تعظیم کا اسلے جلال اللہ تعالیٰ کے اور کبریا اور
 کے اور ایک سجدہ تصرع کا طرف اللہ تعالیٰ کے از روئے خوف اور طمع کے اور ایک سجدہ مذکور
 اسلے اللہ تعالیٰ کے اور ایک سجدہ سنا جاتا تھا اور یہ سجدہ مذکورہ سب میں صادر ہوئے
 ہیں ملائکہ اور رسول علیہ السلام اور تمام انبیاء اور اولیاء علیہ السلام سے اور کہا ابو حنیفہ اور
 سجدہ فکار کا مذکورہ ہے پس مختصراً کیا جاوے اور پھر الحمد اور شکر کے کلماتہ زبان کے اور کہا امام

شامی اور احمد نے یہ قوت ہے ثواب پاتا ہے فاعل اسکا اور اس عاجز کے اوستا دہر گوار مولانا محمد قلیہ الدین رحمہ اللہ علیہ نے اپنے مفار حق میں بحوالہ شیخ عبدالحی محدث دہلوی ارقام فرمایا ہے کہ اختلاف کیا ہے علما نے یہ سجدہ تہنا کے باہر ناز کے کہ آیا جائز اور بسنوں اور موجب تقرب و رگاہ الہی کے ہے یا نہیں بعضوں نے کھا دعوت ہے اور حرام اور شرع میں اوکی کچرا عمل بنین اور اسی پر جسے ہی حرمت و نون سجدہ کی بعد وتر کے اور نزدیک بعضوں کے جائز اور شرع سات کراہیت کے ہے اور روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت پہنچی خبر قتل ابوجہل لعین کے سجدہ کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وقت سننے خبر قتل سیدہ کذاب کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وقت قتل زوی ثدیا خارج کرکے بن مالک سے وقت ثبات قبول توبہ کے کہ پیچھے رہ گئی تھی غزوہ تبوک سے اپنی بحث سجدہ نہ کر کے کراہیت میں تفسیر سورہ صافات میں خوب مدلل مولانا محمد رفیع فرمایا ہے جبکہ شبہ ہو دامن پر دیکھ لے نہ فالہ سبحانہ تعالیٰ علم بالصلوب سورۃ القدر میں کی ہے یا نہ اس میں پانچ یا چھ آیتیں ہیں لیکن اسکے نازل ہونے کے سبب میں جو حالات بیان کئے جاتے ہیں ان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مدنی ہوگی اسلئے کہ قصہ نبی اسرائیل کے مدینہ منورہ میں نہ کور ہوئی تھی اور منبر میں اسی شہر مبارک میں بنایا گیا ہے اور میں کلمہ در لکھو باہ حرف میں اور اس سورہ کو سورہ قدر اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں ذکر لیلۃ القدر کا ہے اور لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر کہتے ہیں اوکی دو وجہ میں اول یہ کہ قدر مقدار اور رتبہ کو کہتے ہیں اور اس رات میں مقدار اور رتبہ جی آدم کے صلحا اور عابد و کھا غا پر تکیے اور دوسرے یہ کہ قدر بزرگی کے معنوں میں آتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ فلان نہایت عالمی قدر اذواللہ اور یہ بات یعنی طلوع سے دوسری راتو تیر شرف رکھتی ہے اول یہ کہ تجلی انہی شام سے عید تک اوس رات میں یہ بند و گئے حال کی طرف کہتے ہیں اور اذکو قرب مغربی خباب آبی میں پیدا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ دشت تو کھا عالم اور اسکا عالم ملاقات کو صلحا اور عابد و کھی میرا آئے ہیں اور ان کے نزدیک ہونیکے سبب دوسری راتو کی عبادتو کی کیفیت نے نہادوں درجہ بڑھاتی ہے تیسرے یہ کہ قرآن مجید بھی اسی رات کو نازل ہوا ہے یعنی لوح محفوظ سے دنیا کے تھان پر اور یہ ایسا شرف ہے کہ نہایت نہیں رکھتا اور چہتے یہ کہ پیدائش خشتونگر اسی رات میں ہے پانچویں یہ کہ ہشتونکھا ارشدہ لکھا ہی اسی مشکو بے چہتے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ اسی مشکو جمع ہوا ہے اور یہ میں بنا چاہیے کہ لیلۃ القدر باوجود اس عظمت کے لوگوں نے دریافت سے پوشیدہ رکھا ہے جیسے دعا و قبول بیکی گڑھ کو جمعہ کے دہن اور صلوات و علی کو پانچویں ناز و نمین اور اسم عظم کو تاسا والہن میں اور مقبول علی کو دوسری عبادتو نمین اور اولیاء اللہ کو دوسرے لوگوں میں تاکہ تمام لوگ ہمیشہ ان چیزوں

مذکورہ کی جستجو میں زمین اور سبھا توں اور سبھا طاعتوں اور سبھا غاروں اور سبھا سما الہی اور سب
 طاعتوں اور کل نیک لوگوں کے رعایت کریں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہزاری طاعتوں اور
 عبادتوں کی مشقت اور سب کے مباحث و اب دیا جاتا ہے جیسے کہ فرمایا اجروا عبادت
 نصیحت یعنی ثواب بڑا بڑی محنت اور مشقت کی قدر ہے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مقرر ہے نازل کیا قرآن کو لوح محفوظ سے جہان دنیا پر
 شب قدر میں ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ سے فرمایا کہ بنی سلسل کی تو سب
 ایک ایک شخص ہزار مرتبہ پتا رہا ذکر اللہ کے کی راہ میں کا فروٹے صحابہ نے انوس اور تعجب کیا
 کہ سب سے ایسی چوٹی زمین وہ نعمت کیونکر نصیب ہو سوجہ تعالیٰ نے بظیف بیغیر علی اللہ علیہ
 کے ایسی نعمت اور ثواب کی اس سورۃ میں خبر دی اور بعض مفسرین نے یوں لکھا ہے کہ ایک
 روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی عمریں کہلائیں کہ اکثر دریا بنیں تائبہ اور شہر بنیں
 تین آنحضرت معلوم نمایں ہوئے کہ اتنی سے عمر میں میری امت کیا کام کرے گی اور اسنے
 کیا ہو سکے گا ایسا ہنوکہ بروز قیامت اگلی امتوں والے بڑی بڑی عمدہ و بکثرت ثواب پاویں اور
 میری امت تہوڑی عبادت کے سبب شرمندہ ہوں حق تعالیٰ نے انکی خاطر مبارک کی
 تسلی کیا اے یہ سورۃ بھی **عَزِيزِيْ** **قَوْلُهُ** **اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ**
الَّذِيْ لِلْعِظَةِ وَاللِّدَالَةِ عَلَى الذَّاتِ مَعَ الْمَصْفَاتِ وَالْاَسْمَاءِ وَالْضَمِيرِ لِلْفَرْدَانِ كَانَتْ
تَقُوْمُ مَقَامَ تَصْرِیْحٍ بِاسْمِهِ قال فی بعض التفاسیر **اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ مَبْدُؤًا وَخَبْرًا لِأَصْلِ عَمَلٍ عَنِ اَنْزَلْنَاهُ**
روح **الْقَدْرِ** یعنی وہ رات کہ اوسین قدر اور مرتبہ عبادت کرنیوالو کا ظاہر ہوتا ہے
 اور مرتبہ اونکے عالم ملکوت اور عالم اولیٰ پر ظاہر ہوتے ہیں اور منصب طہیت اور خوشیت اور
 ابدالیت اور امانت کے ان مرتبوں کے مستحق ہونے اس راعین مقرر کرتے ہیں اور اس معاملہ
 کورات کے ساتھ اسواسطے مخصوص کیا کہ وہ ظہور کا وقت ہے تو شاہد ہے عالم شہادت سے
 اور رات پردہ پوشیکا وقت ہے پس عالم غیب سے کمال شہادت رکھتی ہے وہ یہی اسکا
 وہ بعض عارفوں کو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ رات وصل کا وقت ہے اور صورت وصل کی
 اس شب میں اسطورہ جلوہ فرماتی ہے کہ جمال الہی کی تجلی اپنے شقائق بند و غیر متوجہ
 ہوتی ہے اور ملائکہ اور ادا م میں اونکی ایک فراخی پیدا ہوتی ہے اور قوت خیال کیہ
 قوت مدد کی خدمت کرتی ہے اور وہ تجلی ایک عالم کو ملائکہ اور اولیٰ سے جو عالم قدس کے
 بہنی والی ہیں اپنے ہمراہ لاتی ہے اور ملاقات کرنا غیب کے عالم کا عالم ظاہری سے اور
 خدا آسمان کے کمال والو بخارین کے کمال والو سے اوس راگو بخوبی ہوتا ہے اور عالم روحانی
 میں ایک عجیبات پیدا ہوتی ہے کہ اوسکی شرح بیان کرنا نہایت مشکل ہے باقی رہا بیان یہ
 ایک شہدادہ یہ ہے کہ نزول قرآن کا تیسریں برس نکلتا ہے اور شروع اوسکی نزول کا یہی سال

کے چھینے میں ہے کہ جنی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے چالیسویں برس کا شروع ہوا اور قرآن مجید میں
 قرآن کے نزول ہونیکا اشارہ تین معین وقتوں کی طرف فرمایا ہے ایک تو رمضان شریف دوسرے
 شب قدر تیسرے شب مبارک یعنی پذیرین رات شعبان کی پہرہ مطابقت اس امر واقعی میں اور
 ان مخالف تعبیر میں کیونکہ درست آویگی سو جواب اس کاروائیوں میں تامل کر نیکے بعد معلوم ہوا ہے
 وہ یہ ہے کہ نزول قرآن کا لوح محفوظ سے بیت العزت میں کدودہ جائے ہے آسمان دنیا پر گریز
 ہوئی ہے ملائکہ ذلیلہ سے شب قدر میں ہے جو رمضان کے چھینے میں واقع ہے و اندازہ اوکے
 نزول کا او حکم فرمایا لوح محفوظ تک باونگو کدودہ اسکا نسخہ نقل کر کے آسمان دنیا پر ہو چکا دین و دنیا
 شب برات میں تھا اب اس صورت میں تینوں تعبیریں درست ہوں یعنی نزول حقیقی شب قدر
 رمضان چھینے میں واقع ہوا اور نزول تقدیری اس سے پہلے شب برات میں اور نزول قرآن کا
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر صبح الاذل کے چھینے میں چالیسویں برس کے شروع میں اور تمام
 ہونا و کسی نزول کا آخر کین ہے پس تعریض نزول و ما اذکر انک کہ الکیلہ القدر ۱۱ اور
 کیا جانتا ہے تو کیا بزرگی ہے شب قدر کی کیلہ القدر جکیر میں الکھ شہر ۱۱ شب قدر
 بہتر ہے ہزار چھینے کے اور دین شب قدر ہوا اور ہزار کے عدد کی تخصیص اسلئے ہے کہ عرب کی زبان میں
 عدد کا نام میں تک ہے اور ہزار سے آگے اوکے زبان میں نام نہیں ہے تو گویا اشارہ فرمایا ہے عدد
 انتہا پر اور چھینوں کی تخصیص اسلئے ہے کہ باوجود اس بات کے کہ سال میں رات دن زیادہ ہیں لیکن
 سو کے سال کہ قمری کے دورہ سے شمار کرتے ہیں فقط اوسمیں چھینوں کی تکرار ہستہ اوسمیں سال ایک
 پوش چہر ہے اور مخصوص دنوں کی ساتھ ہے بخلاف چاند کے کہ راستے خصوصیت رکھتا ہے اور
 باوجود ان سب باتوں کے چاند کو زیادہ مناسبت اس مقام پر ثابت ہوئی ہے اسلئے کہ چاند نظرنا
 پہلی ہستہ چودہ دن تک بلکہ ابتدا سے انتہا تک رات ہے میں واقع ہوتا ہے تو گویا نور کی تجلی کا
 ظہور ہے دنیا کی خلقت پر اور جو وقت تجلی الہی اس آئینہ اس عظمت اور بزرگی کے ساتھ و چھینوں
 تو اس آئینہ عبادت کا ہزار چھینے کی عبادت سے بہتر ہو گیا **قوله** وادراک الہی عبادک یا محمد
 لیلۃ اللہ تعظیم شانہا ونبہا ملو قدر ما خیر من الف شہر وہی ثلاث وثمانون سۃ وایبہ شہر و
 فی الحدیث من قام لیلۃ اللہ رایان وحتی باغفر لہ ما تقدم من ذنبہ و ما اخر قال الخطابی **قوله**
 ایما وحتی ای بیت وغنیۃ **قوله** غفر لہ ما تقدم من ذنبہ فیقول المراد الغفائر و تاخر و ہو کنایۃ بمعنی
 حفظہم من الکبائر و روی الطبرانی عن ابی امامۃ مروی عن صلی اللہ علیہ وسلم فی جماعت نقدا خذ بخلفہ
 من لیلۃ القدر و قال سعید بن مسیب من شہد العشاء بالجماعت من لیلۃ القدر فقد اخذ بخلفہ
 لیس فیہا لے فی تک الا شہر لیلۃ القدر قال مجاہد قیامہا و اعمل فیہا خیر من قیام الف شہر لیس فیہا
 لیلۃ القدر وعن عائشہ رضی اللہ عنہا انہا قالت سالت البیہ علیہ السلام لو و فہم ہما اذا قال
 قال تو اللہم انک عفو وحب العفو فاعف عنی و عتہا الیہنا لو اد کہتہا ما سالت اللہ العافیۃ و فہم ہما

الی ما خال علیہ السلام اللهم انی ہنک العفو والعافیۃ والمعافات فی الدین والدنیا والاخرة
 اسے خواجہ چوگونی شرب قدر نشانی شرب شب قدر ہے اگر قدر ربانی اب ایک بیان اوکے
 عفت کا فرماتے ہیں تاکثر الملک والروح فیہما اور تے ہیں سب فرشتے اور جبریل
 ہیں اور تے ہیں اوس رات میں جو ساری زمین پر پیر جاتے ہیں فرشتے **قولہ والروح**
 لے جبریل وقیل خلق من الملائکۃ لایرسم الملائکۃ الا انک الیلۃ وقال بعضهم انک لو لم یخلق
 والارضین کانت لعمۃ واحدة او ہو ملک رأسہ تحت العرش وطلہ فی تخوم الارض السابقہ
 انہ من کل رأس عظم من الدنیا و فی کل رأس العرج و فی کل وجہ الف فمرو فی کل فم الفال
 یسئلہ کل لسان انہ من منہم و انتہید و انتہید لکل لسان لئلا تلتقی الاخری فاذا افتح فوافیہ
 بالستیم فخر کل ملائکۃ اسلمت تجا خفاۃ ان یحرقہم لوزا فوافیہ و نالیہم اللہ عدوۃ وعشیۃ فی منزل
 ملک الیلۃ فینصرف الصائین و الصائیات من امۃ محمد علیہ السلام ہنک لافواہ کلہا لے طلوع البصر او
 ہو عیسیٰ علیہ السلام لانہ سہ نزل فی موافقۃ الملائکۃ لیلۃ الومۃ محمد علیہ السلام و درتقریر خواجہ محمد یاسا
 رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ روح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود آید اور مغربوں نے روح تقریر میں باقی
 مختلف بیان کی ہیں چنانچہ سبھی و صحاح لے ایک کہ روح سے مراد جبریل ہے اور کھانا کھانے
 عباس سے کہ روح ایک فرشتہ ہے فرشتہ لے بہن پیدا کیا اللہ کسی مخلوق کو طافاوتے چلے
 ہو کا دن قیامت کا کھڑا ہو کا وہ ایلا ایک صف اور کھڑے ہو گئے ملائکہ سب ایک صف پس ہو گی بڑی
 پیدائش اوکے کی مانند ان سب کے اور ان سے سو دن کھا کر روح ایک فرشتہ ہے بڑا انسانوں
 اور پہاڑوں اور فرشتہ لے اور وہ چہ آسمان چہ ارض کے نتیجہ کرتا ہے ہر دن باران ہر ارض پر
 کہ پیدا ہوتا ہے ہر نتیجہ اوکے سے فرشتہ ایسا فرشتہ کہ آویختہ ان قیامت ایک صف اور کھانا کھانے
 قیادہ اور ابو صامح لے کہ روح ایک مخلوق ہے اوپر صورت بنی آدم کے اور زمین میں وہ آدمی کہ
 ہو ایک صف اور فرشتہ ایک صف ایک گروہ روختا اور ایک گروہ ملائکہ کا اور وایت کیا جی چلے
 ابن عباس سے کہ کھا کر روح ایک مخلوق ہے اوپر صورت بنی آدم کے اور زمین میں وہ آدمی کہ
 فرشتہ مگر کہ ساتھ اوکے ہوتا ہے ایک انہین سے اور کھا جس کہ وہ روح بنی آدم میں
 کیا اوکو قیادہ لے ابن عباس کہ اور کھا قیادہ لے یہ اوس چیز سے ہے کہ تہ چہ پاتے اوکو
 عباس معاذ وغیرہ اور روح نام ہے ایک لطیفہ واکتشفیل کا کہ ہر مخلوق کو وہی ہے یہاں ہوتا ہے
 پہاڑ ہو یا دنیا وخت ہو یا تہر و باقی ارواح و کھانا و عدم سماعت ہونے کا تقریر سورہ نمرین
 بتقریر کو ہے کہ **قولہ والروح** ۵ معطوف علی الملائکۃ و الصمیر لیلۃ القدر
 و البما متعلق بتبریل و یحوز ان کیوں و الروح فیہا جملۃ اسمیۃ فی موضع الحال من فاعل تنزل
 و الصمیر للملائکۃ و الاول ہو اللہ بعد ما حجابہ اور کھا علامہ مفسر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جو شہد
 اور ہر زبان لوگوں کے کہ جبریل بہن اور تے طرف زمین کے بعد موت صلی اللہ علیہ وسلم کے

سویہ بات غلط ہے دلیل حدیث طبرانی کے کہ تحقیق جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوتی ہیں وقت موت
 ہر مومن کے جو ملہاتے سوتا ہے اور واسطے ابو نعیم کے ہے کہ مقرر جبرئیل حاضر ہونگے مدینہ منورہ
 واسطے نگہبانی اوسکی کے وصال سے گذرانی لکنا میں اور یہ نزول ملائکہ اور وحکا از خود نہیں ہے
 بلکہ نزول باذن ربیم من کل امیر ۵ ساتھ حکم پروردگار اپنے کئے واسطے ہر ایک پڑے گا کے
 غرض یہ ہے کہ تجلی واحد سب ملائکہ اور ارواح کو تا بعد اسی میں لیکر واسطے ایک
 کام کے کہ وہ حاصل ہونا بہت و جدائیہ کمالات مختلفہ المقدار کا ہے تیجے لانے میں پس لکھتے
 نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا واسطے و سوقت کے اسطور پر ہے جیسے کوئی مقصدی یا امیر اور تبار
 کسی اپنے ہتھ کے گھر آوے اور نازل ہونا ملائکہ اور ارواح کا واسطے و سوقت میں اسطور پر ہے کہ حکم
 پادشاہ کے اوس شخص کے کہ جنہم ہوں پس تفاوت دونوں حالتوں مذکورہ میں ظاہر ہے اور
 جیسا سب مبارک کی عظمت کے بیان فارغ ہوئے تو اب ایک خاصیت دوسری شہاد
 فرمائی سلمہی حی تطلع النجیرہ سلامتی ہے اوس راکو سب بافتوئے جب تک ع
 کہ ظاہر ہوئی روشنی فجر کی یعنی سلامتی ہے اوس راکو لفس اور شیطاں کے شر سے کہ اکثر
 طبعانہ کے شر و نکاحا عتوبی راہوں کا سبب پڑتا ہے قولہ باذن ربہم سے امداد معقول
 بتنزل من کل امر متعلق بتنزل القیام سلام ہی تقدیم النجیر لا فادہ انھم سے مہیہ الاسلامۃ جو
 مطلع النجیر سے وقت طلوع قدر المضاف لکون الغایت من جنس المنیا مطلع بفتح لام مصدر
 میں سے ومن قرأ بکلام جبار یا لوقت الطلوع امی بعد زمان وحقی متعلق بتنزل اور نزول ملائکہ
 دلیل ہے اوپر اس بات کے کہ تحقیق وہ فرشتے رغبت رکھتے ہیں اور شوق رکھتے ہیں نیکو
 ملائکہ کا پس طلوع کی کرتے ہیں اور ترے میں طرف بندوں کے پہنچان دیا جاتا ہے
 واسطے اُن کے پس اگر اعتراض کیا جاوے اس بات پر کہ کیوں رغبت کرتے ہیں فرشتے طرف
 بندوں کے باوجود جانشن اوسنے کے کثرت خواہ بندوں کی جواب کہہ گئے ہم کہ فرشتے نہیں وقت
 ہوئے اوپر تعمیر گنا ہوئے روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق ملائکہ مطالعہ کرتے ہیں لوح کو پر مکتبہ
 بیچ اوکے طاعت مکلفین کی تفصیل پس جو وقت پہنچتے ہیں طرف گناہ مکلفین کے تو وہ اُلا
 جاتا ہے پردہ پس نہیں دیکھتے اوسکو یعنی گناہوں کو پہرہ اسوقت کہتے ہیں فرشتہ سبحان اللہ
 البھیل منسرا لبتیم اور تحقیق وہ فرشتہ دیکھتے ہیں زمین پر ہر قسم کی بندگی سے چذائیا کو
 کہ نہیں دیکھتے اوسکو بیچ عالم سموات کی مانند کہنا نہ کہلانے وغیرہ کے اور بیچ حدیث قدسی کے
 ہے البتہ فروتنی اور گریہ و زاری گناہگاروں کی محبوب تر ہے طرف میرے رجل مجرب
 پس کہتے ہیں فرشتہ آؤ چلیں ہم طرف زمین کے پہرہنی آؤ اذ کہ وہ محبوب تر ہے طرف رب
 ہمار کی آواز تسبیح ہمارے سے اور کیونکر ہوئے محبوب تر اور حال یہ ہے کہ جل سبحین اظہار
 کرتا ہے واسطے کمال حال مطیعین اور علیہا اظہار الغفار تیرب العالمین و نصیب است بہشت

اور ایک گروہ نے اپنا نام شیعہ اہل بیت رکھا ہے اور عہدِ اہل بیت میں مبتلا ہیں اور اکثر وہ اپنے متین علماء کے زمرہ میں قرار دیکر اور دعائیں شریعت کی ہے اور حیدر شریعت کا لکڑا ایک جہان کی راہ رکھتا ہے اور وہ اہل بیتین نادر اور غریب جو بالکل مخالف اصول کے ہیں دنیا کی طمع کی واسطے لوگوں کو بتلاتے ہیں اور راہِ حق سے پہرتے ہیں پر اگر ان تمام طائفوں کو دلیل عقلی اور نقلی سے سمجھا جائے کہ سید ہے محمدی رتہ پیر قائم ہو جاوے اور اپنی موروثی بدعتوں کو چھوڑ دے وہ ہرگز نہیں چھوڑتے ہیں ان سب گمراہ فرقوں کا جواب وعظ نصیحت کے مقابلہ میں ایک ہے وہ یہ ہے ہم اس قدیم آئین کو اپنے بغیر کوئی دلیل طاہر کے اور بدوین حضرت امام موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اویسی بن شامی ثانی کے ہرگز چھوڑیں گے رسول اللہ ﷺ لَوْ أَصْحَابُكُمْ فَفِي كِتَابِ رَبِّكَ اور یہاں ہوا اللہ تعالیٰ کا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو پستہ اپنی اہل بیت کا بن پائیزہ اور بہترین حسین ذرا چھوڑے نہیں اور اویسین لکھا ہوا ہے دریت اویسین قوله رسول بدل من البینۃ من اللہ تعلو بمعنی ہر صفت رسول تیلہ صفت اختری صحفا جمع صحفہ ف تین چیزیں ارشاد اور نصیحت میں نہایت مالی مرتبہ فیکتہ میں پہنچے ہیں کہ ایک شخص جو خدا کا ہووے اور معجزوں کے دکھلانے اور انسانی کمالوں کی جہم ہونے سے اسکی رسالت خدا کی طرف سے ثابت ہووے بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا تھا ثابت ہے اس واسطے کہ رسالت کی شرطین اور انسانیت کے کمالات کے انتہا کو پہنچنا باوجود داعی ہو نیکیا وعین طاہر نظر آتی تھیں دوسرا کلام اوسرا ہوا غیب کا کہ معجزوں کے نور اویسین روشن ہوں اور ہر کتب اور نور اسکی تلاوت میں نیک لوگوں کو نظر آوین اور کلام کے عجوبے کے کہ ہر لکھنا اور نصیحت ہے پاک ہوا اور یہ بات قرآن مجید میں کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود داعی ہو نیکیا اسکو تلاوت فرماتے تھے ظاہر اور روشن ہے تیسرے یہ بات کہ ایسی کتاب کہ اویسین اگلی کتاب مندرج ہوں اور مصنفوں اور کتب اس کتاب کے مختصر عبارت میں لیئے ہوں اور وہ معنی ہوں مصنفوں کے معلومہ تصدیق میں وَكَانَ تَفَرُّقُ الَّذِينَ أَوْثُوا الْكِتَابَ الْآمِنُ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ اور ہونے جلید اور تفرقہ کر نیوالے یہود اور نصاریٰ مگر شیخہ اوکے جو آواہن پاس پیغمبر یا قرآن ف یعنی پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے سب لوگ متفق تھے اس بات پر کہ آخری زمانہ کا پیغمبر پیدا ہوگا اندوہین اب ہم اوکے رفیق اور دوست ہو گئے ہر چہ وہ پیدا ہونے تو کوئی ایمان لا اور بہت پر گئے واصناف الذین الی البیتہ اضافۃ العام لے الخاص شیخہ الاراک ولا حاجۃ الی تقدیر الملتہ فان البیتہ عوارۃ علی الملتہ اور کہا کا شیعہ نے دین البیتہ یعنی دین ولہ درست و پایندہ اور کہا ابن الشیخ نے کہ بعض اہل ادیان نے ہر گاہ کہ کوشش کے باب اعمال میں غیر تسلیم حکام اصول دین کے اور وہ یہود اور نصاریٰ اور مجوس ہیں پس تحقیق انہوں نے بہت مشقت میں والا اپنے تقوٰ کو بندگی میں

دین کے دو لکین نصیب ہوا اور دین حق اور بعض وہ ہیں کہ حاصل کیا ہوں: میں کو اور ترک کیا فروغ
کر دہ مجاہد ہیں جو قابل ہیں لائق نصیبیہ مع الایمان کے اور روح تذبذب اس عالم کے
جاننا چاہیے کہ بغیر حصول اصول فروغ کے راہ مستقیم کے متصور نہیں ہے اور اصول دین اور فروغ
مختصر میں تقلید کرنے ائمہ اربعہ میں کے یعنی امام عظیم اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد حنبلہ
میں اور اصول دین کے چار ہیں قرآن شریف اور حدیث شریف اور اجماع ہمت مرحومہ اور
تیس مستنبطہ ازین سہ اور ترتیب اصول اربعہ میں اول قرآن شریف بعد از ان حدیث شریف
پھر اجماع بعدہ قیاس آخراں اصول الشہرہ ثلثہ کتاب و سنتہ والجماعہ والاصل الرابع
ہو القیاس مستنبط من ہذہ الاصول الثلثہ والدلیل علی انحصار حدیث مذاہب جبل رضی اللہ
انہی من کشف بزوی یعنی جان تو تحقیق اصول شرع کے تین ہیں کتاب اللہ یعنی قرآن
اور حدیث اور اجماع اور اصل چوتھی قیاس جو نکالا گیا ہے انہیں اصول ثلثہ سے اور دلیل
اوپر حصہ کے حدیث مذاہب جبل کے ہے پس تقلید مطلق ائمہ اربعہ کے درباب اصول دین
فرض ہے اور درباب فروع کے التزام ایک مذہب کا مذاہب اربعہ سے واجب کیا کہ ارقام
فرمایا جلال الدین نے شرح جمع الجوامع میں یحب علی المعامی وغیرہ ممن لم یلزم مرتبۃ الاجتہاد
الترام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انہی یعنی وجہ ہے عامی اور غیر عامی جو
پہنچا ہو وجہ اجتہاد کو التزام ایک مذہب معین کا مجتہدین مذاہب سب اور بحر العلوم نے
شرح تحریر ابن الہمام میں لکھا ہے غیر مجتہد مطلق یا نہ تقلید مجتہدین من المجتہدین لم یطلق
یعنی جو مجتہد مطلق ہوا و سکول لازم ہے تقلید کسی مجتہد مطلق کی اور کہا شیخ محی الدین نووی
نے روضۃ الاطالیین میں الاما اجتہاد لم یطلق فقلوا اجتمعت بالامۃ الاربعۃ حتی وجبوا تقلیدہم
من ہوا لا علی امتہ ونقل امام البحرین الاجماع علیہ یعنی اجتہاد مطلق ختم ہو گیا ساتھ ائمہ اربعہ
اور وجہ ہے تقلید ایک کی امتین سے امت پر اور نقل کیا امام البحرین نے اجماع اسپر اب
اگر کوئی کہے کہ اقوال مذکورہ سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کرنے کیجئے ائمہ اربعہ سے
واجب ہے اور ہم بے کسی مسئلے میں جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کسی مسئلے پر
موافق ابو حنیفہ کے اور کسی پر موافق شافعی کے اسپر عمل کرتے ہیں تو جواب اور سکا یہ ہے
کہ باعث اسکا یا تو حصول درجہ اجتہاد ہے کہ جبکہ قول صحیح موافق احادیث کے پاتے ہیں اور سپر عمل
کرتے ہیں تو اس صورت میں تقلید کی کیا حاجت ہے اور اگر بغیر اجتہاد کے یہ امام ہے تو مخالف
اہل حق کے ہے سلیکۃ اتفاق کہا علما نے اس بات پر کہ ہمیں جائز ہے غیر مجتہد کو کہ عمل کرے
ایک مسئلے میں راے ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں راے شافعی پر لکھا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
برسالہ میں اپنے مرقا تالیف کیا ہے اور سکو قائل کہ روین بل ونب علیہ ان یعنی مذہب امام مالک
و اما مذہب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع واما مذہب مالک واما مذہب ابی حنیفہ وغیرہ

۱۰۰

ولیس ان سبھل من مذہب الشافعی مابہودہ ومن مذہب ابی حنیفہ مایضادہ لانا لاوننا ذلک لاؤتبی الی الخبط
والخرج من عن لہبط وحاصلہ یرجع الی لغی تکلیف لان مذہب الشافعی اذا مقتضی تحریم الشی مذہب
ابی حنیفہ مثلاً باحدہ ذلک الشی لغیۃ او کسرت لک فہو ان شامال فی الحلال وان شامال الی الحرام
قلنا صحیح لہولہ والحرمتہ وفی ذلک اعلم تکلیف والبال فائدتہ وسہتہا ان قاعدتہ وذلک مائل
انہی ما ذکرہ لغی بلکہ واجب ہے اوسہر لغتین ایک مذہب کے یا مذہب شافعی کے جمیع ذروع اور وقائہ
میں یا مذہب مالک کے یا مذہب ابو حنیفہ کے اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے جنت لے کر لے اور
جو چاہے مذہب ابو حنیفہ سے کیونکہ جواز میں سے کام ہو دسی ہو گا طرف ضبط کے دور لکھنے کے
ضبط سے اور حاصل سکا لغی تکلیف ہے کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی امر کے ہے
اور مذہب ابو حنیفہ کا مشاہدہ کے تعلیل کو توجہ چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے
طرف حلال کے تو علت و خورست کا تحقق و تقرر جاتا رہا اور یہ صریح اعدام تکلیف ہے اولاً
او سکے فائدے کا اور سہتہا ہے او سکے بنا کا اور یہ مائل ہے اور کجا ترہ صمیم میں لاخر فی ان
کیون حنیفا فی بعض المسائل و خانیفا فی بعض آخر یعنی بہتر نہیں ہے کہ حنفی ہو بعض مسائل میں
اور شافعی بعض میں اور شرح عین العلم میں ہے فلو التزم احد مذہبیا کا بل حنیفہ دان شافعی فخرم
علیہ الاستمرار فایقلہ غیرہ فی مسئلۃ من المسائل یعنی جسے لازم لگا ایک مذہب مثلاً مذہب ابو حنیفہ
یا مذہب شافعی کا وجہ ہے کہ ہمیشہ اوسے پر رہے اور سوا او کے کسی مسئلے میں غیر کی تقلید
نہ کرے اور فقیر احمدی میں ہے اذا التزم مذہباً یحب علیہ ان یدوم علی مذہب التزمہ ولا یستقل
عند الی مذہب آخر یعنی جس مذہب کو التزام کرے تو چاہے کہ عداوت کرے اوس پر اور نہ پہر
طرف و دوسرے مذہب کے اتصال وجوب تقلید مذہب معین پر بہت سی دلائل نقلیہ اور عقلیہ
وضوح میں جبکہ جی چاہے کتب و تہذیب و دیکھ بیان خوف طوائف کے نہیں لکے گئے معلوم
بالصواب وما امر و الا لیعبد واللہ محضین لا الدین لا حنفاء ولا شیوا
الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ و ذلک دین القیمۃ اور نہیں بھا
کسی اس کتاب کو لکھ ہی کہ بندگی کرو خدا یتالی کی یا ک کہ اپنے دیکو خدا یتالی کیواسطے سب شیونے
پہر کر او چھو کر سب دین کو خدا یتالی ایک کو بلے شریک جاکر بندگی کر اور ناز و بیہود وقت پر اہل زکوۃ
دو اپنے مال کی اور یہی خدائے پیغمبر صلعم دین درست اور مضبوط کو جو اسی بہتر کو ملی دین
نہیں قولہ لا وما امر و الا لیعبد واللہ محضین لغتہ فایقلہ فغایۃ فیمہ افلو اسے اہل الہدیین
ما امر و ابامروانی کتابہم فتنے من الامور الالہی ان لیبعد والدہ ذلہ اللہ فی الحقیقت لام
احکمہ الصلحۃ وفیہ اشارہ الی ان من عبد اللہ للثواب والعقاب فالبعو دنی حقیقت ہو الثواب و
العقاب داجی و صلیۃ فالمتقصود الالہی من العبادۃ ہو لمحبوسہ عاشقان راشدا و مانی و دغما و ست
دست مزد و اجرت خدمت ہملا دست ذہ اور عبادت کیواسطے و دغما ضرور میں ایک تو غایۃ تعلیم

اس واسطے لکھا ہے کہ تحقیق نماز کو کسی کی بہن عبادۃ اللہ کیلئے تحقیق وہ بہن بھی پاتا عظیمۃ اللہ ہے
 کی ہیں نہ ہو انھیں اسکا نہایت تعظیم کا اور بیچ حکم اس کے کے جاہ فاعل ہے اور دوسرے ہونا
 فعل کا ماسور نہیں فعل یہ وہ بہن عبادۃ اللہ اور اگرچہ بعض سے نہایت تعظیم کو ہیکہ تحقیق وہ غیر
 ماسور ہے خاذا لکم مین فعل ایضے عبادۃ اللہ تعظیم ولا فعل البینہ ولفظ الامر کیف کیون
 کو تمک انما فعل عبادۃ و محال انہ لاری ولا تعظیم مین **قوله** لکھا عنصا لہ الدین
 حال من الفاعل فی البینہ **قوله** حنفاء حال آخری علی قول من جو حالین من ہی
 حال واحد و ہل حنف المیل و انضاب طہر القدم و معنی الاستقامۃ معنی حنف مستقیم و قال ابو
 جیر لا یسلی احد حنیفا حتی یحکم و یختلن اللہ وصفہ بکبر اسم علیہ السلام کو بہ حنیفا و کان من شای
 انہ حج فحسن لہ **قوله** وین البینۃ و اضافۃ الدین الخ مقدم ذاکرہ و ما یابینہ و اوجہ ل
 اہل کتاب کے مخالفون کا مبارک کیا گیا تو اب تفصیل ان دونوں فرقوں کی اس کے جو کئے موافق
 جو عند اللہ اس کے واسطے ثابت ہے تو اب سے با عذاب سے ارشاد ہوتا ہے ان الدین لکھو
 من اهل الکتاب و المسترکین فی ذالک **قوله** خلد الدین فی ذالک ثم ستر
 البریۃ تحقیق وہ لوگ جو کافر ہوئے ہو اور نصارے کے قوم سے اور مشرک جو خدا استہزا
 کرتے ہیں اور کیکو دو زخ کی اک میں ہونے ہوئے اسی میں رہنیکہ دے لوگ بری البریۃ
ف اسلک جب حکم الہی کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کے منکر ہوئے تو اپنے نفس کو بہتر
 کو اللہ کے حکموں پر غالب کر دیا اور یہ قباح و خرابی کسی مخلوقات میں نہیں ہے ایسا
 سورہ فرقان میں فرمایا ہے ان ہم الا کلا لنام بل ہم فعل سبیل یعنی بہن بہن کا فکر
 جسے چارپائے بلکہ اونے ہیں بدر **قوله** ان الذین الخ بیان لہم الاخری بعد بیان
 عالم الدین کے **قوله** خلدین فیہا حال من یسکن فی البئر **قوله** البریۃ جمع لبرئ
 لان اللہ براہم لے و جدیم بعد اللہ و المعنی شر الخلیقۃ لے عمالا **ان الذین** امسوا
 و حکموا الصلوات اولک **قوله** خلد البریۃ مقرر جو لوگ ایمان لائے اور حکم چھو
 لوگ سب مخلوقات سے بہتر ہیں یہ آیت دلیل ہے ابات پر کہ بشر افضل ہے فرشتہ سے
 ملائک راجعہ سو از حسن طاعت نہ چونیض عشق بر آدم فروریخت نہ اور مولانا حافظ الدین لغو
 نے فرمایا ہے و خواص بنی آدم و ہم المسلمون فضل من جلت الملائکۃ و عوام بنی آدم و ہم
 الاولیاء و اولیاء فضل من عوام الملائکۃ و خواص الملائکۃ فضل من عوام بنی آدم یعنی اور
 خاص لوگ بنی آدم کے یعنی رسول اور انبیاء فضل ہیں خاص فرشتوں سے اور عوام لوگ
 بنی آدم کے یعنی اولیاء اللہ اور زاہد فضل ہیں عام فرشتوں سے اور خاص فرشتے فضل
 بنی آدم سے اور وہ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول کہ المؤمن اکرم علی اللہ من بعض
 الملائکۃ الذین عنہ یعنی بندہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہے بعض فرشتوں سے جو

جو اس کے حضور میں بن یہ مجھوں خاص ملا کر کے ماسوا رہے جو اذیتیں عذاب و آفات جنت عذاب
 بخیرتی من یحبہا الا انہ یخلفہا ابدا اذ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک
 لمن حیث یتدہ بلا اون لوگوں کو جو کئے پروردگار کے پاس ہے ان میں ہمیشہ کی ہمارے جو جیتے ہیں ع
 نیچے درختوں کے وہ ان بہن ہمیشہ کیسے ایمان لائیں وہ ان باغ و عین سد جو کہیں وہاں سے نہ
 انگلیں کے خوش ہوا انداز ان سے اور وہ ان کی بندگی قبول کی اور وہ بندے راضی اور خوش ہوئی فلعلہ
 سے جو ہمیشہ عیش میں رہیں گے اور ہمیشہ عذاب اور وہ ان کے نعمتیں واسطے اوس شخص کے ہیں جو
 بندہ کہوڑے نثار کریم کے عذاب سے اور اس کے حکم بجا لاؤ اور افرامانی کرے اور اس کے رسول کی کلام
 قولہ جزا ہم مبتدا عندہم ظرفی لہذا رجات عدن ہو خبر لبتداء وقولہ خالد بن فیہا ابتداء وحوال
 قولہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہم تہنئۃ وازندہم کس از تو مراد سو مطلب سے مقصود ما وینے
 وعبقۃ تھا سے تہنئۃ عن بہن بن مالک قال قال البیہ بنی علی المد علیہ سلم لا یلی ان المد تھا
 اور بنی ان اقرار علیک لم یکن الذین کفروا قال وسمانی دلی قال نعم قبل و قال ہما من قنود
 اور بنی ان ورا علیہ القرآن کما قال عبد المد بن مسعود رضی اللہ عنہ قال لی سوا
 علی المد علیہ سلم و ہو علی التبر ورا علی قلت اقرار علیک وعلیک منزل قال انی جب ان سمعہ
 من غیرہی فقرأت سورۃ النساء حتی استت ذہ الایۃ تکلیف اذ جننا من کل امۃ بشہد و جنابک
 علی ہوا لا شہد اتناں جبک الا ان خالفت الیہ فاذا عینا ہذا فان وکان عمر رضی اللہ عنہ
 یقول لابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ ورا ربنا فیقر حستہ یکاد وقت لصلوۃ یتوسط فیقول یا
 اریہ لہو منین لصلوۃ الصلاۃ فیقول ان فی لصلوۃ و فی لحدیث من اہم آیہ من کتاب اللہ کا نہ
 انوار ہوم البیہ فظہر ان استماع القرآن من الغیری بعض الاحیان من السنن والاندہ بل یقترن
 کما قرأنا علی قولہ فاعلم ان فی لصلوۃ لہو واما خارجا فاعلم ان علی تھا ہا
روح البیان کما واما علم بالصواب سورۃ الزلزال کی ہے اسمین آیت
 آیتیں اور چاس اور تین کلمہ اور کیسوا چالیس اور نو حرف ہیں اور نزول اس سورۃ کا یہ ہے جواب
 شکر بن قیامت کے کہ جو پہنچتی ہے قیامت کب ہوگی اور یہ ہے تفسیر کے مذکور ہے کہ ایک مرتبہ
 کہ زمین میں کہ یہ سورۃ نازل ہوئی عذیری کما یسمی اللہ الرحمن الرحیم
 اذ اذ لکیت الا کریم زلزال کما جو قوت ہائی جاو گئی زمین ہلانا اور کما سخت کر دے
 زمین پر کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ باقی نہ رہا اور زمینیاں اور پہاڑ سب برابر ہو جائیں گی
 اور زمین کی ہر شکل میل جاوے گی اور یہ معاملہ نزدیک لغو نامی کے ہو گا و آخر حجت الارض
 اثقال کما اور کما ڈالیں زمین ہمارے بوجہ اپنے جیسے فروغی اور خزانے اور دانے اور
 کھانا وغیرہ ہر ہر کچھ وہی گی اور زمین اشارے سے طرف اس کے کہ حقیقت جن میں مدفن ہوتے
 ہیں وقال الانسان ما لہا یومئذ یخرب ان کما رہا اور کما آدمی

بہر بہرین کے لوگ حساب کی جگہ سے حیران پریشان کوئی دوسری طرف کوئی بائیں طرف تو دیکھیں جو
 ان کے لئے ہوئے کام اپنے فہم پس آویٹے لوگ اپنے قدموں پر حشر کے میدان میں بہت بہت
 کے ایک گروہ شرابیوں کا ایک گروہ زانیوں کا اور ایک گروہ ظالموں کا اور ایک گروہ چور و مکاروں کا
 ہذا لقیاس چنانچہ تعقل سکے ان کو تو تین میں ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا
 يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ پہلے کیا کام برابر نہیں
 چھوٹے کی نیکی و کبھی ظالم اور سکا نیک اور جسے کیا ہو کام برابر نہیں چھوٹے کی نیکی و کبھی
 بولاء کا اور لعنہ کا اور مذبذبین آتے ہیں ایک چوٹی چوٹی جو ستر ہوتی ہے دوسرے
 جو ریت میں چلا ہے اپنا اس مقام پر ایک شہ گزرتا ہے کہ کافروں کی نیکی تو قابل جزا کے نہ ہو
 پھر دیکھنا اوستا کیا فائدہ رکھتا ہے جواب اوستا یہ ہے کہ کافر کے نیکی اگرچہ ہمیشہ کے عذاب
 باطل کی کسی کامیابی نہیں ہوتے لیکن اوستا کی تاثیر سے عذاب کی تخفیف ہو جاوے گی پس دیکھنا
 ہذا لقیاس چنانچہ تعقل سکے اور اسے طرح سے یہی مومن کی اگرچہ معاف ہو گئی ہو پھر یہی
 ظالمی نہیں ہے اگرچہ درجہ جہی میں نقصان ہو مگر وہ بدی کی اسے توبہ اور ندامت کی ہے سو
 ہمال کے سینے سے نکلی جاتے ہیں اور کمال کا تین کو اور گناہوں کو بھی ہول جاتے ہیں
 میں میں غافل اسکے ذلک لئے مضبوط ہو گایا یوں کہا جاتا کہ جب توبہ اور ندامت اس بدی پر
 واقع ہوئی اور توبہ اور ندامت ایک نیکی ہے عمدہ نیکوئی ہے پس دیکھنا اس بدی کا اور کھینا توبہ
 اور ندامت کا اس بدی سے نقصان کا سبب نہ ہو گا اسلئے توبہ کرنے والوں کے حق میں فرمایا ہے
 فَأُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغَنَاءَ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ یعنی بدیوں کو توبہ کرنے والوں کے اسے توبہ کے ضمن میں
 فائدہ پہنچا تو وہ بدی ان نیکی کی صورت میں بکترین کی وہ بدی علم فقہ و روان جانتا اعلیٰ
 عیضا المدعیہ لازمہ و در مسئلہ فی الی غالب و غیرہ یہ وہ قول نقالی و قدس سرہ الی علیہ السلام
 جہاں تاہم ہذا قول علیہ السلام فی حق عبد اللہ بن جبرمان لا یفتقہ لانہ لم یقل یومارہ بعد علی
 خطیبی یوم الدین و ذلک عین قاتل عائشہ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ ابن جبرمان کا اپنے آپ کا
 محمل الرحم و یطعم لم یکن فہل ذلک نافذ و قولہ علیہ السلام فی حق ابی طالب لولا انک ان
 فی الدارک لاقطع من النار فذلک انتفاعہ مستحقہ بہ و احسان الکفار مقبولہ بعد اسلام
 فی الحدیث و از نزول الاصل بعد ربع القرآن رواہ ابن ابی شیبہ مرفوعا پس پھر
 عیار مرتبہ سورہ مذکورہ کا بغل پڑھنے قرآن تمام کے ہے اور پھر بعض آثار کے وارو ہے
 کہ پڑھنا اس سورت کا برابر نصف قرآن کے ہے اور یہ اسلئے کہ یہ قرآن کے منقسم ہونے
 طرف حکام دنیا اور آخرت کے اور یہ سورہ مذکورہ شامل ہے اور احکام آخرت کے تمام
 اور یہ کشف اسرار کے ہے کہ صمدیہ عم غزوق پیش مصطفیٰ آمد مسلمان گشت و از رسول
 خدا در خواست نماز قرآن چیز یی بروے بخواند قرا علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام

بشقال ان فضائل جسی جسی واثوبی و شوری از بنا و وی برآمد و بخاک افتاد و زار گریست تو یہ بھی مدح ہے
 آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو قرآن سکھاؤ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتبہ علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ہکو قرآن سکھاؤ علی کرم اللہ وجہہ لہ و ہکو
 سورہ اذا زلزلت الارض سکھائی جب اس آیت پر پہنچے تو وہ شخص بولا کہ جیسے اللہ ابلی ال
 اسمع غیرہ امیر المؤمنین نے یہ ماجرا حضرت سے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 فقد نفع الرجل یعنی جوڑ دے ہکو کہ وہ مرد فقیہ اور دانہ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے
 کہ اس آیت سے دو شخصوں نے مدینے کے پہنچنے والوں سے عبرت لے لی تھی ایک امین سے
 وہ شخص تھا کہ صدقہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں زیادہ مقدور معین رکھتا ہوں اور ہوٹھی چیز
 اللہ کی راہ میں دینا چھوڑ دیتا ہوں اور دوسرا وہ شخص تھا کہ چوٹے چوٹے
 گناہوں کو چاہتا تھا جیسے یہود و مالکین اور نظر کرنا غیر محرم ہوا اور گمان کرتا تھا کہ ایسے
 ایسی باتوں سے بچ کر ہوں گی اور دونوں کے گمان کے رد میں یہ دونوں آیتیں کافی ہو گئیں

حساب کا خود امر و مکر کہ فرصت بہت نہ تھی و شریک نہ تھی حاصل قیامت اگر تبت
 کوئی تو کرمی خوش باش نہ ورت بغیر بدی نیست و امی بدل تو واللہ اعلم البواب ۳۳

سورة العنكبوت
 حرف ہیں اور اس سورت کے نازل ہونیکا سبب مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ آنحضرت مسلم نے
 مندرجہ عمر انصار کیوں ایک غول سوار و شکار دیکر بتی کہ نہ کہ ایک قبیلے پر کہ اندک فرتے مقرر فرمایا
 اور انشاؤ کیا کہ فلاں روز صبح کے وقت اون پر چاہا پانا اور خوب قرار و امنی سزا سنجھا اور فلاں روز
 یہاں پہنچا اتفاقاً مارہ میں ایک ندی ملی وہ اس روز چڑھتی تھی لشکر آرتے نہ سکنا جا رہا ہوا کہ مقام
 کو واجب دوسرے دن پانی کم ہو گیا تو لشکر آرتا گیا اور حکم کے بموجب صبح ہوتے ہوئے دشمنوں مارا
 اور قرار واقعی سزا دیکھے لوٹ مار کے صحرا و سالم پہاڑی لیکن و عدا سے پہنچنے میں مقام کرنے
 کے سبب ایک روز کے تاخیر ہو گئی تو منافقوں نے یہ افواہ اڑا دی کہ وہ لشکر برباد ہو گیا
 اور ایک آدمی اسمین نے بچاؤ کر خبر دیا مسلمانوں کو کہ بتا سے نہایت غم ہوا اللہ تعالیٰ نے یہ سورت
 نازل فرمائی اور ذکر اوتے کہوڑ و خا اور اون کے دشمنوں کی جماعت میں کہیں جانیکا اسح قیر
 مذکور فرمایا کہ مسلمانوں کو قتلے حاصل ہو لیکن اس شان نزول میں ایک حدیث ہے اس واسطے کہ
 سورہ کی ہے اور یہاں لشکر کا مدینے میں نہاں ہے یہ واقعہ اسکا شان نزول نہیں ہو سکتا اور یہ
 یہ بات ہے کہ جناب اسی تعالیٰ نے جو چاہا کہ اس دین میں جہاد کی رسم مقرر فرمادی تو اس
 رسم کا اشارہ اس سورت میں منظور ہوا کہ خوشخبری ہوئی مسلمانوں کو ابات کی کہ انکو طاقت چھوڑ
 دو کہوڑوں اور فوج اور لشکر کی غمایت ہوگی کہ پورا بد اللہ کے دشمنوں سے لین اور انکی محبت
 کہہ دیں اور انکا اپنے تصرف میں لاوین ۱۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورة العنكبوت صبح

قسم ہے گھوڑوں چلنے والوں کی جبروت دوڑنے کے ہاتھ اور ہنہائے ہیں اور عادیات عربی قوت
 میں دوڑنے گھوڑوں کو کہتے ہیں مشق ہے عدو سے جو دوڑنے کے معنی میں ہے اور عادیات نیز
 مقلوب ہے داو سے بھرت کبریا قتل میں کے اور ضیحا مصدر ہی منصوب یا تو بغیر محذوف یا حال ہے
 بنا اس کے کہ تحقیق وہ مصدر ہے بمعنی فنا علی ہے ضاحیات ف اس سورت کو سورہ عادیات کہتے
 کہتے ہیں کہ غازیوں کے گھوڑے غضب آہی کے سرعت کی صورت میں کا فردن کے لشکر میں اور
 اللہ تعالیٰ کے نظام کا طہونا فرمان برداروں پر دوڑنے گھوڑوں کی طرح سے دنیا میں ہوتا ہے
 پس کیا کہ نمونہ ہے حشر اور شکر کا ہیواٹھ آنے سے مخالف کے فوج کے درشتک ہونے سے اپنے
 موافق فوج کے جو کچھ غلبہ شہر اور ملک میں واقع ہوتا ہے کہ عزت دار لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں اور
 پردہ نشین بے پردہ اور مال و قساع اور زراور زیور اور کیرا اور لٹکا ساہا سالیمن جہم کیا ہوتا ہے
 ایک تین برباد ہو جاتا ہے یہ بھی گویا قیامت کا نمونہ ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ حالت مذکورہ جو مذکر
 آخرت کی ہے لفظ داو کے قسم کہا میں کا لکھو دیت قدحاً ہا پر قسم ہے باہر لانیوالی الگ کہ تیر
 اپنے سم سے الگ باہر لانا خوب یعنی بچاؤں میں اور پتہ میں زمین اور کی نعل جو پتہ زون پر گتے میں نعل
 نعلے میں جیسے جیتی جہاڑنے سے اور نمود الگ کی رات کو نیا وہ ہوتی ہے اور مذکور و شبی ایک
 نظر نہیں آتی تو اس قسم میں اشارہ ہو گا اس بات کی طرف کہ گھوڑے غازیوں کے رات کو دوڑنے
 الا یہ اخرج النار والفتح الضرب ولہنی توری النار من حوافر باذاسارت فی الارض واسلحھا
 ونصب قودھا کا نصب بنجا علی الوجہ الشاشۃ روح عین نری لہ کا لکھو اور صلیحہ
 پر قسم ہے صبح کو لوٹنے والوں کی یعنی راتوں رات دوڑ کر صبح ہوتی کہ عین غفلت کا وقت ہے
 اور دشمن پر بونہیچے ہیں اور مال اور سہا ب لٹکا لوٹ لیتے ہیں صبحا نصب علی الظرفیۃ کے وقت
 الصبح کا تون یہ لفظاً ہا پر اوٹھایا اون گھوڑوں نے فجر کو گر داور غبار ف اور قیحا
 آٹھانے کی صبح کے وقت اس اسطے ہے کہ آپ مارنے کی قوت اون گھوڑوں کی خوب ظاہر ہو
 سٹیلے کہ صبح کے وقت پچھلی رات کے سردی سے اور بنہ کی رطوبت سے زمین دب جاتی ہے
 یہ اس وقت غبار کا اٹھنا بڑے زور سے ہوتا ہے بخلاف آخر کے دن کے کہ آفتاب کی حرارت اور
 اوکے شمع کی خشکی سے اجزا زمین کے ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور تھوڑی سی حرکت میں غبار
 اٹھ کر اٹھ جاتا ہے اس واسطے اندھیاں آخر دن کو بہت آتی ہیں اور یہ فعل معطوف اس
 فعل پر ہے جو معتبر ہے پھر پوچھا جاتا ہے یعنی لعن صبحا اور وجہ عدول کے سم سے فعل کے
 طرف یہ ہے کہ اٹھنا غبار کا دشمن سے نزدیک ہونیکے وقت ہے بل کیا عت را اور گذر گیا
 بخلاف دشمن کے لوٹ مار کے کہ یہ ہمیشہ ہے قوسطن یہ جمع ہا پر گھس گئے وہ گھوڑے
 اس وقت غول میں دشمنوں کے گورانیوہ کو اوکے کہہ دیا جمنا من جہم الاعدار لے دشمن
 و سطم و ہونعوا بوسطن عین نری لہ روح ہا اب یہاں پوچھا جاتا ہے کہ تیر لکھو

گناہوں کے مقابلے کمال مشابہت رکھتا ہے۔ اُن گناہوں کی حرکت کے اس واسطے کہ شروع ہو سکے
 متوجہ ہونا غضب کا ہے جس کا نمونہ بیان پر گناہوں کا دورنا ہے۔ اُسے ہونے جیسے جسے کیوت
 ہوتا ہے اور روشن کرنی اگل کا سو سے نمونہ ہے۔ دوزخ کے شعلہ کا جو دوزخ کے واسطے تیار کیا گیا
 اور لوٹ مار نمونہ ہے۔ دوزخ کے پادرونی مارنیکا اور سانپ اور بچھو کے کاٹنیکا اور پست اور بیل
 اور گوشت اور چھوٹے جلنے کا اور اونٹن غبار کا نمونہ ہے۔ ناکروٹے اکبرون پر پردہ ڈال دینیکا
 کو رحمت کہیں اوس پردہ کے سبب پوشیدہ ہو جاوے گی اور کہیں جاننا دشمنوں کے غول میں
 نمونہ ہے غضب کی اُن کے گھسانیکا دل اور جگر میں اِنَّ الْاَنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ
 بیک آدمی اپنے پروردگار کے ناشکری کرنے والا ہے یعنی اُو کی نعمتوں کا کفران کرتا ہے اور ہر
 کفران نعمت کی طرح پروردگار سے اول تو یہ کہ نعمت کو نعمت دینے والے سے نہ سمجھے بلکہ اُو کو
 دوسرے کی طرف نسبت کرے جیسے اس زمانے کی اکثر لوگ کہتے ہیں کہ کوئی بنا ہونے والا یا مارا
 دکھ دونا نے بزرگ نے کہہ دیا **قوله** اِنَّ الْاَنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ جہاں اُنہیں
 بقول ربہ مبتلون کہو۔ قدم علیلا فادۃ التحصین مراعاة الفوہل فاکلنود بالضم کفران نعمتہ وبالفتح کفرانہ
 وقال الکلبی الکلو ولبان کذۃ العاصی ولبان بینی مالک الخیر لبان مضروۃ بقیۃ الکفرۃ والقرۃ
 بالانسان بعض افرادہ اسے از نعمتہ خصوصاً الکفرۃ سے شدید الکفران وقال ابن کثیر واما
 نوام ربہ نیکر البصیات ولسین انعم وقال ابو عبدیہ قایل الخیر من الارض وقال القاسمی کفران
 ربہ باحتجابہ بمنجہ عنہ ووقوفہا وعدم احتمالہا فیما یبغی لیتوصل بہا الیہ او لیل لاختصاصہا
 بنفسہ وعدم انیارہا علی اهلان بطریق الانشاء واما علی ذلک لکشفہ یدہ اور میں نے اُن کو
 اپنی ناشکری پر آپ گواہ ہے **ف** یعنی خود اقرار کرتا ہے کہ میں آپ ناشکرموں اور یہ قرار
 عالم میں ہوسوت سے واقع ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ فلانا ناشکر اس نعمت کا اور اہل
 کفر اور حال یہ ہے کہ خود ہی ناشکر اس نعمت کا اور اہل کفر کہتا ہیں کہ اُو کا دوسروں پر
 بعینہ اپنے جان پر ہے **وَإِنَّ الْحَبِیْبَ لَخَوِیْرٌ لِّسَدِّیْدٍ** اور مقررہ محبت پر مال کے
 بہت سخت اور مضبوط ہے شیخ الاسلام قدس سرہ فرمودہ کہ اگر مال را دوست میداری
 تا باز ہو تو ہند و براسے دارش نہ کہ دامن حسرت بزدل تو ہند مال جان بہ کہ سیار ان دی
 کہ بدی بہ کہ بخشش نہیں و زر فی منفعت است اسی حکیم بہر ہناردن چہ سفال و بہر سیم **قوله**
 وانه نجیب الخیر اسی المال کما فی قوله تعالیٰ ان ترک حیر لا ورساے اے نبین کہ نام رکھا اللہ تعالیٰ
 اُو کا یعنی مال کا خیر واسطے جاری ہونے عادت کو جو کن کہتے وہ گنتے تہ مال کو خیر جیسے
 کہ نام رکھا گیا جادو اُو فعال لم بہم ہوا اے قتال و القاتل پس ہو و لکن ذکرہ جہا علی عا دہم
 اَلَا لَکُمْ اِذَا الْبَغْیَ مَا فِی الْغُبُورِ اَلَا کُمْ حِصْلٌ مَا فِی الْخِیْدِ ویدہ سے کیا نہیں جانتا کہ ستر
 باہر نکلے جو کچھ کہ ہے قبر عین اور موجود ہو گا جو کچھ کہ ہے سینہ عین **قوله** واصل سے

اسے جمع فی نصف اے المہر صلا المجموعا وصل لم یفصل اخرج لم یؤخر اخرج لم یؤخر اخرج لم یؤخر
 ما فی الصدور من الاسرار الخفیة التي من جملتها ما یخفی المناقون من الکفر والبدع
 وقال علیہ السلام یغنون علی نیا تم ابراس قوت ہر شخص معلوم کر لیا کہ ان کے ہاتھ میں
 یومئذ لمحید لمحید مقرر ہو رہا تھا ان کے کاموں سے اور اتوں سے اور اتوں سے واقف ہے
 اوس دن بلا دینے پر قدرت رکھتا ہے اور یہ جملہ یعنی ان پر افاضیلم کے مفعول کے محل میں واقع
 ہوا ہے لیکن سبب اس نام کے جو بخیر میں لائے ہیں لفظ میں غل کیا اور نہیں تو ان کے عہدہ
 فتم سے پڑتے اور انکو بخوبی تعلیم تمام کہتے ہیں اور افعال القلوب کے خصائص سے ملد علم
 باصواب **سورة القارعة** یہ سورت مکی ہے سین ایتھ ایتھ اور حبشہ کے اور
 فی موحرف میں اور اسکا نام سورة قارعة اسواسے رکھا ہے کہ ان کے کرتے ہے ایک سخت عذاب
 جو قیامت کے دن واقع ہوگا اور لوگوں کو بڑی کوفت پہنچا دیگا اور حادثے کی تاثیر سے ہماری
 جسم کے ہوجا دینے اور سخت جسم ریزہ ریزہ ہوجا دینے کے اور اس قسم کے انقلاب عظیم سے
 ڈنڈا اس مقصد ہے قرآن کے مقصد وان کس **سورة القارعة** **ما القارعة** **ما القارعة**
 کہہ کر ہی کیا ہے وہ کہہ کر انی القارعة القارعة القارعة القارعة القارعة
 والاسماع یغنون الاغراض والاہوال وہیے مبتدا وغیرہ **ما القارعة** ان مال الاستی
 خبر والقارعة مبتدا اور یہ انقلاب سین کس سبب ہوگا **وما ادرک ما القارعة**
 اور کیا جانتا ہے تو کیا حقیقت ہے اس کہہ کر اے حادثے کی یومئذ لیکون الناس
 کا افرایش **المبثوث** **وتکون الجبال کالعهن المنقوش** وہ عادیہ اُسدن ہوگا جد
 ہوجا دینے کو جیسے پیٹنگ کہہ سے ہوئے یعنی قیامت کے دن کام تمام عادیہ ہی سے اس واسطے
 کہ اوس کے ہل سے دل لوگوں کے کوئے جاوین کے شہدہ ملد خلق وقت البعث فی مذہب لایہ
 بالافراش المبتوث فی الایہ الاخری بالبحر والمنتشر وجہ تشبیہ بالبحر ہو اکثرہ والاصطراب وبالغیر
 المبتوث خلاف حیات حرکت فانیہ اذ البتوا نزعوا فی مذہب کل واحد منهم الی جہہ غیر جہہ الا کما ذکر
کل روح البیان اور جب اس حادثے کے تاثیر اجمال کے طور پر بیان فرمائے تو بعض
 اس جمال کے تراش دہوتی ہے **فاما من نزلت موازینہ** **فہو فی عینہ** **راضیہ**
 پر جبکہ اوس دن جاری ہوگا پڑا ترزوکانیک کا موٹے پر وہ لچھے گزران میں ہوگا ف
 اور یہ بوجہ تشبیہ ثقات کے سبب ہے کہ ان علموین چہے ہوئی تھے اور دنیا میں ظاہر تھے
 سو اس روز ظاہر ہوگی اور حقیقت اس بوجہ کی ان اعمالوں سے فوجیت ہے اعدت الی کل
 نزولک **واما من نزلت موازینہ** **فاما من نزلت موازینہ** **فاما من نزلت موازینہ**
 نیک کا موٹے پر چاہے اسکے سنے کی ہوگی مادیہ جو ایک روز کا نام ہے مادیہ **فاما من نزلت موازینہ**
 فرمایا کہ چکھوئے نکلنی اور طبعی کاموں کی حاجت کیوقت رجوع اکی طرف ہوتی ہے اور رجوع

اور چاہے کہ کلام تعالٰی علیہ السّلام ۛ نہیہ چاہے جو بڑائی کر دانی طرح اگر جانو پناہ حال
جاننا اور دست جو کچھ نہی عقل اور سمجھ میں ت جانو گے کہ یہ بڑائی قوم کے کچھ کام نہ اوگ

قوله لا الصلوة التكاثر اللهم ايتني انسانا عما يعينني ويسمى كذا ابن الشيخ في الاما

انصرف الى الله وابتعث والتكاثرا اذا صرف العبد الى الله يكون العبد منصرفا اليه ومعلوم ان النظر

٢٥ الهي ونسبوه إلى العنصر من أو الذين للجنة يفر والمباغية

وعن الواجبات والمنذوبات مما يتعلق بالقلب كالعلم والتفكر والاعتبار والواجبات كالنوعان

ويعرف الكاتر للعبه والعبد المدموم هو الكاتر في الامور الدنيوية العانية كالفاخر بالمال
والكلمه والعلم والاقبال والالتزام بالاسرار الخفية اذ قد يقع في غيابة الله والعباده

والنجا والاثوان والاقرار والاعتراف بالاسوة الاجرية الباقية بعد ذلك كما سطره بالعلم والعمل
والاخلاق والصحة والنعمة والجمال والحب. بعد ذلك اذا كان بطول الترتيب في ترتيبه فيكون

تفاخر العباس رضي الله عنه بان السقاية بيده وتفاخر شيعة بان مفتاح بيت سيدة المدينه قال

عَنْ صَنِ السَّعْدَنَةِ وَنَا قَطَعَتْ خَرْطُومَ الْكَفْرِ بِسُفَى فُضَارَ شَكْلَةً فَقَالَ حَتَّى نَزَلَتْهُمُ الْمَقَابِرُ

قال الطيبي انما كان تبكي لان زيارة القبور شرعت لتذكر الموت ورفض حب الدنيا والتفاخر ومثلا

عكسوا حيث جدوا نيارت البقود سببا لمزيد القوة والاستطراق في حب الدنيا والتفاخر في الكثرة

وَمِنْ آخِرِهِ قَوْلُهُ سُبْحَانَكَ يَا مَنْ فِي يَدَيْهِ الْمَقَادِيرُ وَفِي الْمَعْنَى الْهَامِ كَمَا أَنَّ الشَّكْرَ بِالْمَوْجِبِ

والاولاذا الى ان تتم وقبرتم مضيعين اعماركم في غلب الدنيا سعد ضيقن عما يهكم من مسعى الى خلكم

فقلوا ان زيارة القبور عبارة عن محبة الموت والذكر بالجمال والولد كماروسى انه عليه السلام سمع انه

ليصير به الآية ويقول بعد يقول ابن اوم مالي مالي وهل لك من مال الا ما اكلت فاصليت
او لمست فاقبلت او استدقت فامضت وفسر محمد بن ابي نزيه غيبة في الآية قوله والاسية او لمست قال

[illegible]

قولہ کہ کلاسوف تعلیمون الخ شروع عامہم فیہ من التکاشف و غیرہ کلا انسانی تاکد تکریر الروع

وهذا الثالث كتمير لبني تاجيد قول الله لو تعلمون علم اليقين جواب لو محذوف والعلم

مستدرا ضيف الى مقبوله ونصا به بنزع الخافض قوله اليقين صفة الموصوف مذكوف والمعنى هو

تقولون ما بین ایمان و علم هر یقین است و علمتم را بتیقین لغظتم الا بر صفتی است (روح البیان)

وغيره ٨ تَدْرُونَ الْحَيِّمُ ثُمَّ لَذَوَاتَهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ٩ البية ١٠

دیکھو کے دونوں کو ہر طرح البتہ مقرر دیکھو کے دونوں کو صریحاً اپنے انگوٹھے سے فہم حاصل ہے۔

بابت اولیہ اور دوم پر کے لئے ایسا جو پیشراطہ دوم پر مبنی اوسوقت دوم کو رسم صحابہ

یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا نعمتوں کا دن ہے اور

مغموں نے تین طرح پر ہو گا اول یہ کہ اس نعمت کو جس نے کس طرح کما یا حلال وجہ سے یا حرام سے

11

دوسرا یہ کہ ان نعمتوں کو کھان صرف کیا بعد قائلے کی رضا مندی میں یا رضا مندی میں تیرا
 بہرہ کس نعمت کے شکر کے بدلے میں مننے کیا کیا اور کھان بعض نے کہا مراد نعمت سے صحبت ہے
 فرغت ہے و فی الحديث نعمتان مبنون فیہما کثیر من اناس لصحة والعز و قد قال معاوية بن
 قرة شدة احساب يوم القيامة علی الصبح الفاع فقال کیف أدیت شکر ما عذر بحسن رحمة الله
 ماسوی کنت یودیه و ثوب یواریه و کثرة تقویہ لیکال عنه و یحاسب علیہ و قال بعض السلف
 من اهل فنی و فزع فحلم لیکال عن بغیم ذلک الطعام و قال رجل للحسن رحمة الله علیہ ان لانا
 لایاکل الفالوفهم و یقول لا اقوم لشکره فقال ما جعل جاکم نعمته الله علیہ بالما الباد
 اکثر من نعمته تجتمع لهما و فی و لذک قال علیہ السلام اول ما یبالی العبد من النعمم الم یضم
 حکم و نزول من المار البارد و فی عین المعانی عن النعم الخس شہم البطون و برد الشرب و لذک
 النعم و ظلال المسکن و عندل الخلق و قال ابن کعب النعم فوات محمد صلی الله علیہ وسلم اذ ہوا امر
 والمنة ابائتین و ہما تودہ لئلا یعرفون نعمته الله شکر و ہما و تودہ لئلا یعرفون نعمته الله شکر
 للامین بیت و ہما الز و عوت و ملت و تابا حسنت او خوار ہر سیدہ نعمت بزرگ خدا
 کہ بر تعلقین و سبب داری آری نعمت است فرض العین و فی الحديث الایستطیع حکم
 ان یقر الف آتیه فی کل یوم قالوا و من یستطیع ان یقر الف آتیه فی کل یوم قال الایستطیع حکم
 ان یقر الہما حکم الشکر ثمرة علی قال السیوطی رحمۃ اللہ فی الاقسان ان القرآن شہ الآف آتیه
 و اما آتیه فاذا تر کنا زیادۃ الآف کان الالف حدس القرآن و ہذا السورۃ تثل علی حدس حدس
 القرآن و تحقیق یہ سورہ برابر ہے نصف قرآن کے یا چوتھائی کے اور طائر ہزار سے مراد
 کثیر ہے و من اللہ التوفیق والارشاد و اللہ اعلم **سورة العصر** یہ سورۃ کی ہے
 اور اسمین مین آیتین اور اڑ شہدہ حرف مین **بسم الله الرحمن الرحیم وَالْعَصْرُ**
 قسم ہے زمانے کی کہ انسان کی عمر بھی اوی میں اخل ہے جو اسکے بوجھ کی مانند ہے عقا
 دہ او اعمال صالحہ اور نیک حالات کے حاصل کرنے میں یا قیام ہے نماز عصر کے وقت کہ
 کہ بود اور زبان کے ظہور کا وقت ہے رات دن کے علمو عین یا قیام ہے ہمارے پیغمبر صلی
 علیہ وسلم کی عصر کی کہ نماز نوبت کے ظہور کا اور وقت و لایون کے سائین یہوئے کا ہے
 اور اس وقت میں جو کوئی اس نوز سے منور ہو تو ہونے کا نغم اور فائدہ حاصل کیا اور جو کو
 اس نوز سے محروم رہا تو بالکل نقصان اور سکونعیب ہے **عمر نیزی** ھ تو انشا
 اتم بحمدہ بصلوة العصر فانہ کثیر الماطلق العصر و ہر او صلاۃ اور یہ واسطے فضیلت و سکی کے
 جو قرآن ہے واسطے ہونے مابین نغم کے کہ نماز ظہر کی ہے اور مابین وتر البہار کے کہ وہ
 نماز مغرب کی ہے اور کھان بعض کہ اسے نماز عصر کے ساتھ رکعتوں اپنے کی جو جاری میں
 انشاء سے طرف نعمت الہیہ ذاتیہ اور سائیہ اور صفاتیہ اور فانیہ کے بہ مرتبہ حال کوئی

اور ہوا کہ وہ شکر میں رہے اور
 بہرہ کس نعمت کے شکر کے بدلے میں
 فرغت ہے و فی الحديث نعمتان مبنون فیہما کثیر من اناس لصحة والعز و قد قال معاوية بن
 قرة شدة احساب يوم القيامة علی الصبح الفاع فقال کیف أدیت شکر ما عذر بحسن رحمة الله
 ماسوی کنت یودیه و ثوب یواریه و کثرة تقویہ لیکال عنه و یحاسب علیہ و قال بعض السلف
 من اهل فنی و فزع فحلم لیکال عن بغیم ذلک الطعام و قال رجل للحسن رحمة الله علیہ ان لانا
 لایاکل الفالوفهم و یقول لا اقوم لشکره فقال ما جعل جاکم نعمته الله علیہ بالما الباد
 اکثر من نعمته تجتمع لهما و فی و لذک قال علیہ السلام اول ما یبالی العبد من النعمم الم یضم
 حکم و نزول من المار البارد و فی عین المعانی عن النعم الخس شہم البطون و برد الشرب و لذک
 النعم و ظلال المسکن و عندل الخلق و قال ابن کعب النعم فوات محمد صلی الله علیہ وسلم اذ ہوا امر
 والمنة ابائتین و ہما تودہ لئلا یعرفون نعمته الله شکر و ہما و تودہ لئلا یعرفون نعمته الله شکر
 للامین بیت و ہما الز و عوت و ملت و تابا حسنت او خوار ہر سیدہ نعمت بزرگ خدا
 کہ بر تعلقین و سبب داری آری نعمت است فرض العین و فی الحديث الایستطیع حکم
 ان یقر الف آتیه فی کل یوم قالوا و من یستطیع ان یقر الف آتیه فی کل یوم قال الایستطیع حکم
 ان یقر الہما حکم الشکر ثمرة علی قال السیوطی رحمۃ اللہ فی الاقسان ان القرآن شہ الآف آتیه
 و اما آتیه فاذا تر کنا زیادۃ الآف کان الالف حدس القرآن و ہذا السورۃ تثل علی حدس حدس
 القرآن و تحقیق یہ سورہ برابر ہے نصف قرآن کے یا چوتھائی کے اور طائر ہزار سے مراد
 کثیر ہے و من اللہ التوفیق والارشاد و اللہ اعلم **سورة العصر** یہ سورۃ کی ہے
 اور اسمین مین آیتین اور اڑ شہدہ حرف مین **بسم الله الرحمن الرحیم وَالْعَصْرُ**
 قسم ہے زمانے کی کہ انسان کی عمر بھی اوی میں اخل ہے جو اسکے بوجھ کی مانند ہے عقا
 دہ او اعمال صالحہ اور نیک حالات کے حاصل کرنے میں یا قیام ہے نماز عصر کے وقت کہ
 کہ بود اور زبان کے ظہور کا وقت ہے رات دن کے علمو عین یا قیام ہے ہمارے پیغمبر صلی
 علیہ وسلم کی عصر کی کہ نماز نوبت کے ظہور کا اور وقت و لایون کے سائین یہوئے کا ہے
 اور اس وقت میں جو کوئی اس نوز سے منور ہو تو ہونے کا نغم اور فائدہ حاصل کیا اور جو کو
 اس نوز سے محروم رہا تو بالکل نقصان اور سکونعیب ہے **عمر نیزی** ھ تو انشا
 اتم بحمدہ بصلوة العصر فانہ کثیر الماطلق العصر و ہر او صلاۃ اور یہ واسطے فضیلت و سکی کے
 جو قرآن ہے واسطے ہونے مابین نغم کے کہ نماز ظہر کی ہے اور مابین وتر البہار کے کہ وہ
 نماز مغرب کی ہے اور کھان بعض کہ اسے نماز عصر کے ساتھ رکعتوں اپنے کی جو جاری میں
 انشاء سے طرف نعمت الہیہ ذاتیہ اور سائیہ اور صفاتیہ اور فانیہ کے بہ مرتبہ حال کوئی

ساتھ فعل کے جیسا کہ تحقیق طرہ انہارہ ہے طرف اوسکی بیج مرتبہ جمال البیہ کے بالفعل اور بیج
حدیث شریف کے ہے من فانت صلوة العصر فکنا و تراھلہ و مالہ
ای نقص اور سر و عید کا یہ ہے کہ تحقیق تکلیف بیج اور نماز عصر کے اشق ہے واسطے نہ کہ
ہونے کو گوئیے بیج تجارت اپنی کے اور مکاسب اپنے کے اور شغلون اپنے کے ساتھ معاش
اپنی کے آخر دین بسبب ہند ہی ہوا سے اس وقت خاص کہ بیج زمین حجاز کے میں کسب
حاصل بیج اس وقت کے مع السہو کے صلوات سے بیج حکم خسران گئے ہے اور سبب ہے واسطے
خدا لان کے حکایت کیا گیا ہے تحقیق ایک عورت تھی جتنی بیج کو نجد مدینہ کے و کمرتی تھی
دلوئی حملے الیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا اور سکو حضرت جنلی اسد
علیہ سلم نے پس پوچھا کیا حادث ہوا کہا اوس عورت نے یا رسول اللہ تحقیق خداوندیہ انجاس
ہوا میرے سے پس نہ کیا بیٹے پس جن مین بیج نہا سے پس دلایا بیٹے بیج کو شکون کو من
میان تک کہ مر گیا پھر بیچا۔ ہننے اوس سر کہ کو پس آیا ہے واسطے ہر سے توبہ سے پس فرمایا علیہ السلام
اسے برزنا پس او پر ترے جسم ہے بیدار سکے اور اسے یہ قتل میں جزا اوسکی جہنم ہے اور اگر
بیج سر کہ کے پس تحقیق مرتکب ہوئے تو بزدلی کے گناہ کبیرہ کے لیکن گناہان کرتا ہوں میں
کہ تحقیق تو نے ترک کی ہو نماز عصر کی اور کہا جاتا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے قسم کہا اور
یوقت عصر کے لغت اوسکے کی جیسا کہ قسم کہا لی ساتھ فجر کے پس تحقیق پیدا کیا گیا بیج
اوسکے اصل البشر آدم علیہ السلام میں ہو گیا واسطے اوسکے شرف زائد اور غیر اپنے کے اور
کہا گیا کہ قسم ساتھ موت کے ہے وہ نبوت کو مقدار اوسکا ہے بیج اوس چیز کے جو گذرانے
سے مقدار وقت عصر کے دن سے اور وہ زمانہ بغث حضرت صلعم کے کا ہے القرض اوست
اوسکی کے بیج آخر زمانہ کے اور وہ ہزار برس میں جیسا کہ فرمایا علیہ السلام نے ان بہتقامت
اوستی فلها یوم وان لم تنفیم فلها نصف یوم اور بزرگی اس مانے کے اور تمام زمانوں
خاہر ہے اسلئے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ عصر خبر الانبیاء والمرسلین اور عصر خیر الامم اور خیر الکلت
آہستہ ہے اور بیج اوسکے ظاہر ہوئے تمام حالات تقضیاً اور کہا گیا ہے کہ قسم ساتھ فرما کر
ہے اور تحقیق فرمایا علیہ السلام نے لا تستبوا الدھر فان اللہ هو الدھر ۵ روح ۵
اور بیج تاویلات تجزیئے ہے کہ قسم کھائی اللہ جل شانہ نے ساتھ کمال دوام زمانے کے اور ساتھ
استمرار زمانے کے واسطے شمال و کلکے اور بر ولایت نبی علیہ السلام اور نبوت اور سالات اور
اوسکی واسطے قول علیہ السلام کے کنت نبیاً و آدم بین المارطین اسے بین ما العلم و طین
المعلوم اور واسطے قول علیہ السلام کے نحن الآخر وان السابغون اور واسطے قول علیہ السلام کے
ازدول حکایت کے اللہ سبحانہ ہے بولا کہ لما خلقت الافلاک ان لا اناست ان لکھ
جسیر ۵ مفر آدمی ایک طرح کے ٹوٹے میں ہے اس سورت کے نازل ہو گیا سبب

کے بیج
چند بیج
نماز و بیج
عصر کی بیج
عصر کی بیج
اس کے اور
اس کے اور

اس کے اور
اس کے اور
اس کے اور
اس کے اور
اس کے اور
اس کے اور

یہ ہے کہ کلدہ بن اسید ایک کا فر تھا کہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایام جاہلیت میں
 ہر جمعیت تہا سو آپ کے سلام لانے کے بعد ایک روز اُونسے ملا اور بولا کہ اے ابوبکر مجھے بخشید
 اور بنو ہاشمی سے سودا کر بوسین نفع دے مٹاتی تھے اب تجھ کو کیا ہو گیا کہ ایک بار گئی ایسے ٹوٹ
 میں بڑے کسے کہ باپ دادیکے دین کو چھوڑا اور لات اور غلامی کی عبادت سے محروم ہوا
 اونکی شفاعت سے نا امید ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اوس نادان کے جواب میں فرمایا
 کہ جو شخص حق کو قبول کرتا ہے اور نیک کام اختیار کرتا ہے وہ ٹوٹے میں بہنیں پڑتا حق تعالیٰ
 اس گفتگو کے بیان اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خوبی میں یہ سورت نازل
 فرمائی **عزیزی ۱۰ قول تعالیٰ** رَاٰ الْاِنْسَانَ الَّذِي كَفَرَ بِالْعِزِّ لَمَّا اَسْتَوْثَقَ
 بِدَلَالَةٍ صَوَّرَ الْاِسْتِثْنَاءَ مِنَ الْاِنْسَانِ قَوْلَهُ خَسِرَ خَسِرَ وَخَسِرَ مَعَهُ الْاِسْتِثْنَاءُ وَنَكَرَ بَطْنُ
 تَقْوِيمِ كَيْسٍ لَمَّا لَفِيَ خَسِرَانِ عَظِيمٍ لَا يَعْلَمُ كُنْهَ الْاِسْمِ اِسْوَاطُ كُزَّيْسٍ الْمَالِ كَمَا كَرِهَ عَمْرٍ
 بَدَمُ كَمُ بَوْنٍ جَاتِي هُوَ اَوْ سَبِ قَرَبِ الْاَلَةِ كَيْسٍ كَا اَوْ رَعَا مَذْيِ اَوْ ثَوَابٍ وَكَا
 نَابَتِهِ طَاهِرٌ مَوْتَا هُوَ اَوْ اَرَادَ هُوَ عَمْرٍ كُنْ مَوْنِ كَا اَوْ شَبَّوْا نَوْنِ خَانِي كَيْسٍ مِّنْ كَلَامِ اَرَمِ
 جَوْحِ تَعَالٰی كَلِي دِرْكَاهِ سَے دَوْر كُنْوَالِ اَوْ اُسْكَ غَضَبٍ اَوْ عَذَابٍ كَوَابِی طَرْفِ كَيْسِی
 وَاَلِ مِّنْ تَوُوْطُے پَر ٹوٹا كَمَا يَا اِلَّا الَّذِيْنَ اَمْسُوْا مَگر بَوَايَا نَ لَاسَے یَقْنٰی بَنِي عَمْرِ
 فَاَنَدَہ كَمَا اِسْوَاطُ كَا اِيَا نِ ہِي اِيَكِ طَرْحِ كِي مَوْفَتْ ہے اَوْ رَوَّہ سَعَادَاتِ اَدَمِ كَا فَاَنَدَہ
 وَنَبُوْالَا اَوْ رَقَبِ اَلْہِي اَوْ رَعَا كَلِ كُنْہَ كَا سَے **عزیزی و بجز وغیرہ**
 وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ اَوْ رَكَا مَ كُنْہَ اَلْجَبِّ اَوْ
 اَوْ رَوَصِيَّتِ كُرْتِے مِّنْ اَسْمِیْنَ اِيَكِ دَوْر كِي دُورِ سَے اَعْقَادِ وُكْنِے اَوْ رَحْلِے كَا مَوْنِ كَا اَوْ رَكَا
 خَلْقُوْنَ كَے اَوْ رَوَصِيَّتِ كُرْتِے مِّنْ اَسْمِیْنَ اِيَكِ دَوْر كِي دُورِ سَے اَعْقَادِ وُكْنِے اَوْ رَحْلِے كَا مَوْنِ كَا اَوْ رَكَا
 اَنْفُوْنَ كَے لَاسَے مِّنْ یَقْنٰی حَقِّ اَوْ رَصْبِرِ كَے اِشَارَہ بَاتِ كِي طَرْفِ ہے كَا مَرْتَبَہ اِشَارَا وَاَوْ كَمِیْلِ
 رَوَاعِي طَبَابِتِ كِي مَانَدَہے اَوْ رَطَابِتِ مِّنْ دَوْجَرِیْنَ صَرُوْہِیْنَ اَوَّلِ دَوَاكِي تَوَیْزِ دَوْرِے
 پَر ہیرِے اَوْ رَا پَسِ دَوَا صَوَابِ اَلْحَقِّ دَوَا كَرْنِیْ كَے طَرْفِ اِشَارَہے اَوْ رَوَا صَوَابِ اَلْعَبْرِ كَا نِے
 پَر ہیرِے پَسِ بَغْیَرِیْنَ دَوَا نَوْنِ اَوْ رَعَطِیْمِ كَے صَحْتِ رَوَاعِي كَا حَاصِلِ ہونا محال ہے اَوْ رَجَبِ
 ہیرِے دَوَا نَوْنِ اَتِیْنَ سَرَاخَامِ كَوِے بَحْیْنِ تَوَا طَبَابِتِ رَوَاعِي كَا كَامِ دُورِے ہو گیا اَوْ اِشَارَا وَاَوْ كَمِیْلِ
 كَا فَاَنَدَہ جَمُ گِیَا اَوْ رَوَصِيَّتِ كُرْتِے اَسْ كَا رَخَانِے مِّنْ جَا صِلِ ہُوْرِے اَمَّا زَیْسِے حَاصِلِ كَے
 اَوْ رَا حَاصِلِے سَے قَاسِ كَے بَاہِرِے اِسْ واسطے كَے جَوْحِضِ صَا حَبِ اِشَارَا لَیْقِنِ مَرْتَبَہ كِي سَوْتِ
 كَے مَوَافِقِ عَمَلِ كُرْتَا ہے تَوَا بِ اِسْ كَے عَمَلِ كَا اَرْتَا نَے وَاَلِ كَے نَامِلِہ عَمَالِ مِّنْ ہے كَا ہَا
 جَا نَا ہے اَوْ رَوَصِے سَلْسَلِہ قَیَمَتِ كَے دِنِ كَا تَامِ ہو گا اَسِیوَا طَے صَحَابِہ كَا اَمَامِ كَا ثَوَابِ كَے
 اَوْنِے اِشَارَا وَاَوْ كَمِیْلِ كَے سَبَبِ تَامِ مَتِ صِلَا حِیَّتِ كِي رَاہِ چلتے ہيں اَوْ رَا سِطْرِ ہیرِے مَجْہُوتِ كَے

انکے مذہب کو یہ لوگ قیامت کے دن تک جلع جاؤ گئے اور سہلیم طریقت کے خاں وادی والے
 کے اوکے وصیتوں سے طالب اور مرید دنیا کی زندگی پر نیک عمل کئے جاتے ہیں اور قریب
 مرتبہ تک پہنچتے ہیں کوئی ثواب انکو برابر نہیں ہو سکتا اور یہ مرتبہ کمال منفعت کا ہے کہ تہذیب
 علم میں ثواب قدر تو بخانا حاصل ہوا ہے کہ وصیت کا لفظ عرف میں خاص اس چیز کی واسطے
 ہے کہ مرثیہ کے بعد اوکے واسطے فرماتے ہیں لیکن قرآن کے عرف میں تاکید ہی امر کو مابجا
 وصیت فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ ووصینا اکملنا لہ الذی احسن اور وصیت کی جیسے آدمی کو
 اپنے مابا سے نیکے کرنے کے اور فرمایا علیہ السلام قسم رکھنا خیر النہار ان باہل لعن خیر اللہ
 امنا اسے اباکر رض و علما الصا اچانے اسے عمر رض و تو اصوا الباقی لے عثمان رض و تو اصوا بالصبر
 لے علی رضی اللہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ائمہ اگر نازل ہوتا قرآن
 مگر یہ سورہ یعنی والعصر تو اہم ہے کہایت کرنا لوگوں کو واللہ اعلم بالصواب **سورة العصر**
 یہ سورہ کی ہے اور سہن تو آیتیں اور تیس کلمے اور چاروں حرف میں **بسم اللہ الرحمن الرحیم**
وہ کل ہمزہ حشر خرابی اور افسوس ہے ہر عیب کر نیوالے کو اور بزرگوں کی کر نیوالے
ف ان دونوں لفظوں کی ایک شے نہیں ہیں تکرار محض تاکید کیواسطے ہے ہمزہ اوس شخص کو
 کہ ہمزہ رکھ رہا ہو اور دوسرا کہے اور تہذیب اسکو کہتے ہیں کہ یہ پیچھے بڑا کہے اور بعض نے کہا ہے
 کہ ہمزہ وہ ہے کہ ماہر اور سرور اکملہ اور ہوئے اشارہ لوگوں کی حقارت کا کرے اور
 تہذیب وہ شخص ہے کہ زبان نکلتا ہوا تو کہے غرض ہر طور سے یہ دونوں لفظ معنی ایک
 دوسرے قریب ہیں اور دعا کر اسے تاکید ہے کہ لوگوں کی ذلت اور بے ابروی نکرے
 اور اس فعل سے بچے اور اکثر یہ فنن طعن کے طور پر شب یا شکل یا افعال میں ظہور کرتا ہے
 ہر جو اس قسم کے لوگ اللہ کے مخلوق کے عیب بیان کرنے میں سب کے روبرو
 ایذا دینے میں مبالغہ کرتے ہیں تو حق تعالیٰ نے ہی عذاب دائمی کا وعدہ فرمایا
 جیسے کہ لفظ ویل کا اتنے خبر دیتا ہے سلیک زبان عرب میں ویل عبارت ہے بکشدید
 جو دائمی ہوا اور اصل اس خلق بد کے کرنا فخر کا ہے لوگوں پر بسبب مال کے یا عمدہ
 نسب اور خوبصورتی اور عمل نیک اور اخلاق پسندیدہ ہی اس قسم میں سے ہیں تو ہر
 دنیا دار لوگ اپنا فخر اور بڑائی ثابت کر نیکو اپنے ہم جنہوں پر لعن شروع کرتے ہیں
 تاکہ کہ اپنی بزرگی ثابت کریں اور اس سورہ کی نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ تین کا فخر
 ایک تو خاص بن دامل ہے اور دوسرا ولید بن مغیرہ مخزومی اور تیسرا خنس بن شریح
 ثقیف ہر مجلس میں بدگوئی آنحضرت صلعم اور سلمانوں کی کرتے تھے اور اونپر لعن و تشنیع
 کرتے تھے اور بعض اوغین سے جیسے خنس بن شریح آنحضرت صلعم کے سامنے ہی تکرار
 اور بحث کرتا تھا سو انکے حق میں یہ سورہ نازل ہوئی **لجور وعزیزی** کا ویل ہے

مبتدا خبرہ قولہ لكل غمرۃ لمزۃ الغمرۃ الکسر والفتح والغمرۃ الکسر والغمرۃ الکسر والفتح
 وغمرۃ الکسر والفتح وغمرۃ الکسر والفتح وغمرۃ الکسر والفتح وغمرۃ الکسر والفتح وغمرۃ الکسر والفتح
 شمار کرتا ہے اپنے مال کی جو سمجھتا ہے اپنے گمان میں وہ بات کو مال اور اسکا ہمیشہ رہیگا اور اس پر
 فاسقین اشارہ ہے اس بات کی طعن کہ جمیع کرنا مال کا خرچ کرنے اور بخشش کر لی کیواسطے
 نہیں ہے بلکہ بخل کرتا ہے اور بار بار اسکو گنتا ہے کہ کچھ زمین سے کم نہ ہو جاوے تو ضرر
 اور غل کے صفتیں دونوں زمین میں جمیع جو زمین میں اور اس قسم کے لوگوں سے اگر بخل کی
 وجہ ہو جی یا تو ہے تو کہتے ہیں کہ جسے مال کو زانی کی شیب اور فراز کے واسطے رکھا ہے
 کلاویوں نہیں ہے جو وہ سمجھا ہے بلکہ لینڈ اسٹیکس خطمک ہر طرح اللہ والا جاوے گا وہ
 حطہ میں جو ایک مکان ہے وخرمیں ف یعنی اس شخص کے پوری سزا ہے اسواسطے
 پہلے تسلط اور غلبہ آگ صورت پر ہے کہ چلنے کے بعد نہایت خراب ہو جاتی ہے بعد اس کے
 ذوبت گوشت اور پوست کو پہنچتی ہے بعد اس کے ہڈیاں ٹوٹنے کے پھر تو ذات اوکی
 قائم رہیگی اور نہ حسن اور جمال پر جو مال کو نثرہ اسکا یہ ہو اسکو ہمیشہ رہیگا اسباب جاننا
 محال نا دان ہے عزیز می وغیرہ قولہ الذی جمع المال بل من کل
 قیل للذی جمع المال و تکلیف الا للتعظیم والتکثیر الموافق لقولہ تعالیٰ وعدہ اسے عدہ مرۃ بعد مرۃ
 اور کہا گیا ہے معنی عدہ عدہ و ذخیرۃ لنواب الدہر و کان للراضی المذكور
 اربعۃ الاف دینار و عشرۃ الاف قولہ کلار دعوہ یعنی نہایت کہ آدمی مندار و قولہ لینین
 جواب قسم مقدر روح البیان اور اس کے مقابلے کے بیان کر نیکو بطور سوال جواب
 کے ایک عبارت اور ارشاد فرمائی و ما اذ نزلت ما الخطمۃ اور تو کیا جانتا ہے
 کہ کیا ہے وہ تو ٹوٹنے والے یعنی اس قبیل سے نہیں کہ کسی کی قیاس میں آجادی بلکہ
 نازل اللہ یہ خدا کی آگ ہے یعنی اسکی غضب اور قہر کی ہے الموقوفۃ کہ کہہ
 گئی ہے مہذوکی گناہ اور بے ادبی سے الکی تطلع علی الافیدۃ وہ آگ ہے
 کہ جہانک لیتی ہے و لکنہ او حقیقت اس کلام کی یہ ہے کہ جو آگ کہ عالم میں ہے اول
 تاثیر بدن پر جوتی ہے بعد اسکے ان چیزوں کو بدن کے اندر میں وجہ پیر جلاتی ہے
 یا تنک کہ اخلاط اور ارواح اور عصارہ صلیہ تک پہنچتے ہے اور یہ آگ قہر الہی کی آگ ہے
 کہ اول نفس ناظرۃ کو صدمہ پہنچاتی ہے اور وہ اسنے دل کو کہ در دے حق میں سبب عصارہ
 ملاک ہے اور تھوڑے درمیں پریشان ہو جاتا ہے کہہ دیتی ہے پیر جو غلبہ اس آگ
 دل پر ہوگا تو رنج اور کہہ دینے نہیں پرلے درے کو ہوگی اور اس جہان میں جو آگ کہ اس
 آگ سے مشابہ ہے سو وہ تپ کے آگ ہے اسید واسطے حدیث شریف میں آیا ہے انہی من
 ضیہ جہنم یعنی پت دوزخ کی بہا پ ہے اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ انہی خطہ المؤمنین

یعنی کپ حصہ سے سلمان کا روزہ کی آگ سے لیکن یہ تپ کی آگ اس موعود آگ سے دور ہے کہ یہ ہے اول تو یہ کہ لغت ملحقہ میں کہ بجز داتون سے ہے جیذا ان اشہرین کرتی ہے ورنہ یہ کہ بخارات اس تپ کے آگ کے اور جو اس گرمی کا بدن کے راہ سے نکل جاتا ہے اور سینہ نکل جاتا ہے سو وہ تخفیف کا سبب پڑتا ہے بخلاف تپ موعود کے کہ حال اسکا یہ ہے **اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّصَوَّدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۝** مقرر یہ آگ اوپر بند کی گئی ہے یہ سب شکستہ ہوں گے لیکن ستونوں میں اور رسیوں سے باندھ کے جکڑ دیے جائیں گے تاکہ نہ تپ نہ باؤن نہ ملاوین اور گرمی لیکند اندر کی کسٹور سے کم ہو اور بعض مفسرین بیان نقل کیا ہے کہ روزہ کی آگ کو بسر لویش کر کے اوپر سے اُون سر نوشوئے آگ کے لیکن یہ ستون ڈال دینگے کہ کسٹور سے ہوا کا جانا اس کے اندر ممکن ہو لعلیا ذابند اور حدیث شریفہ آیا ہے کہ او قد علیہا الف سنہ حتی خمرت ثم الف سنہ حتی بیعت ثم الف سنہ حتی اسودت فہی سوداء مظلمة اور علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے عجا من یصلہ اللہ علی وجہ الارض وانار شعری تحتہ **قوله** التي تطلع الخ صاحب کشف الاستار فرمودہ کہ آتے کہ بدل راہ یا بدجبت حین منصور قدس سرہ فرمودہ کہ مہتا دسال آتش نار اللہ الموقدہ و باطن باز نہ تا تمام سوختہ نہ ناگا ہر شرے از مقد حنا الحق بر و ان جبت و دران سوختہ افتاد سوختہ باید کہ از سوزش ماخوذ ہدے اے شمع نیات میں تورا رگہ یہیم کا حوالہ دل سوختہ ہم سوختہ و اندہ نال اللہ تعالیٰ ان لا یذین الاحجاب انہ الوہاب واللہ اعلم **سورة الفیل** یہ سورۃ مکی ہے آیتیں آیتیں اور تیس کلمے اور تینون حرف میں بسم اللہ الرحمن الرحیم **الْحَيِّرُ ۝ اَلَمْ نَكْفِ فَعْلًا رَبَّنَا بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ ۝** کیا نہیں دیکھتا تو نے کیا کیا ترے رب نے ہا قی۔ الون ہے یعنی اس لشکر سے جو کعبہ اللہ کے ڈالے ہو آگے آگے ہا قی لا ہا قی یہ قصہ اہل تفسیر نے بیان کیا ہے کہ ابراہام ایک حبشی نجاشی کی طرف سے جو تمام حبشی کے ملک کا بادشاہ تھا میں کا صوبہ ہو کر آیا زمین سے لوگوں کو دیکھا کہ حج کے موسم میں ہر اطراف و جوانب سے نذر و نیاز لیکر مکہ معظمہ کو جاتے ہیں پوچھا کہ یہ لوگ کیا ارادہ رکھتے ہیں اور کہاں کو جاتے ہیں لوگوں نے سارا احوال بیان کیا تو سخت اور سیر کشی نے کھڑکے اس مردود و لمین جو سن مارا و حکم کیا کہ اوس گہر کے مقابلے میں اس سحر میں ہی ایک گہر تیار کر دہر صنمان میں کہ میں کے ملک کا پائے تخت ہے اچھی خوش رنگ پتھر و سجا ایک کلیڈیا اور اوسکا فلیس نام رکھا اور اوس کے در و دیوار کو زرد و جاہر سے فرشتہ و مزین کیا اور تو کو اچھے اچھے لباس پہنا کر خوب زرد و زبور سے آراستہ کر کے اوس گہر میں بٹھلایا اور عطر اور گل لے کر در و دیوار پر چڑھایا اور انگلیٹیا عود و عنبر کی روشن کردین اور گرد آگد آو کے مکانات بہت

دسافر دیکھے واسطے تیار کئے اور اپنے تمام ملک میں حکم کر دیا کہ سب لوگ دس گہر کے طوفان کے
 واسطے حاضر ہو اگر بن یہ بات قریبوں پر اور سب کو معظیہ کے بیٹو انویسٹیشن گزری
 اسی عرصے میں ایک شخص نے سنا کہ کسی قوم کا مین مین جا کر بادشاہ سے ملکر اس کو بگوشی
 اور جادو کی کئی کئی خدمت پیشین ہو اجیہ روز گزری تو نے تکلف بروقت آئے جلد
 لگا ایک رات اس گھر میں جا بجا پانچا نہ پھر کہا گیا صبح کو جو لوگ اس ناباک گہر کے
 طوفان کے واسطے آئے اور یہ معاملہ دیکھا تو اگلے پہرے اور یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی
 اُس نے حکم کیا کہ اس کو تحقیق کر دو کہ یہ کام کس نے کیا ہے آخر ثابت ہو کہ یہ کام کہ
 بیٹو اے نے کیا ہے سب بات سے وہ مرد و نہایت غصہ ہوا اور چاہا کہ اس کے عوض میں
 کہ معظیہ کے ہتک حرمت کرے وہ اسی خیال میں تھا کہ ایک اور بیٹا کو دیکھا کہ ایک فائدہ
 حرم کے ہتے والوں کا اس گہر کے متصل شب بائیں ہوا صبح کو چلنے کے وقت آگ
 جلائی ہتی کہ کوئی چیز گرمی پڑی ہو تو نظر آجیا وے اتفاقاً اس وقت ہوا تیز طبعی شہر
 ہوئی اور آگ اس گہر کے اسباب اور سامان میں جا لگی اور تمام فرش فروش اور
 زینور اور جو اہر اس گہر کا سب جل گیا اور دو دیوار اور فرش و سکار دہو میں سے سخاک
 سیاہ ہو گئے قافلے والوں نے جو یہ معاملہ دیکھا ڈر کر کہا کہ بادشاہ نے یہ حکم کیا
 کہ سب بات کو تحقیق کر دیکھ حرکت کس سے ہوئی ہے جب سب بات کی خوب خان ہوئی تو آخر کو
 معلوم ہوا کہ یہ حرکت ہی کے والوں سے ہوئی ہے یہ بات سنکر بادشاہ کمال غصہ
 آیا اور بیت سی فوج اور بارہ ماہی کہ ان میں ایک نام محمود تھا نہایت قد و قامت میں بڑا
 اور قوی تھا اور سب ماہیوں سے آگے کے چلا کر نا تھا ساتھ لیکر غائب کئے کے تو مرنے
 کو چلا پیراہ میں جو شہر اور جو قوم کہ ملتی تھے تو اس شہر اور قوم کے لوگ عاجزی اور
 ترستی کرتے تھے کہ اس گہر کو نہ چھیڑو اور جو تھک جاتے دے میں اس کے ہم سے لے
 اس مرد ورنے ہرگز قبول کیا بیان تک کہ کہ معظیہ کے متصل پہنچا اور سکے والے یہ خبر
 سن کر اپنے اٹکے بالے مال سبایا لیکر پہاڑوں پر چلے گئے مگر حضرت صلعم کے دادا
 عبدالمطلب تھا کہ معظیہ میں رہ گئے تھے جب یہ حال دیکھا تو وہ بھی حیران اور پریشان
 ہو کر مدغیبی کے منتظر تھے کہ کیا یک سبز چربان جدید کی طرف سے کہ دریائے شور کا بندہ
 اور کہ معظیہ سے مغرب کی جانب کو واقع ہے غول کے جمع ہو کر ابہر کہ کفر کی طرف متوجہ
 ہو میں اور ہر چڑیا کے پاس ان چڑیوں میں سے تین تین کنکریاں تھیں سوکے پڑی اور
 چنی سے چوٹی ایک تو جو چربان اور دو دو چربان چرب برابر اس کنکر کے پہنچیں تو
 اون کنکریوں کو ڈالنا شروع کیا اور خاصیت ان کنکریوں کی یہ تھی کہ جبکہ سر ہلکتی ہتی تو
 اُس کے پانچا نہ کی راہ سے نکل جاتی ہتی اور اندر اسکا جلا دیتی ہتی اور یہ حادثہ وادی

محررین ہوا تھا جو کہ معطل کئے چہ کہیں لغو فوات کے راستے میں ہے اور اس حالت میں وہ لشکر
 اسی جنگل میں تھا اور پڑا ہوا تھا اسکا جیسا کہ نام محمود تھا اس جنگل میں گھٹنے ٹیکنے سے تھے
 اور نہ ہٹاتے تھے اور سرگرم قدم کے نہ کہتے تھے اور دوسرے ہاتھ ہی نہ ہٹاتے تھے اور جب
 ہاتھ نہ ہٹاتے تھے تو جلد جلد چلتے تھے اور جب اہل شریف کی طرف کو ہانکتے تھے
 تو گھٹنے ٹیک کر بیٹھ جاتے تھے اور قدم آگے نہ کہتے تھے بادشاہ نے فیما بین کو دیکھی دی اور
 غصہ کیا کہ یہ سب تمہاری شرارت سے تم چاہتے ہو کہ یہ اس گھر کا مقصد ہو جاوے یہ
 ایسی بات تو غیر عطا و نہیں رکھتا یہ تو اسی لشکر کو میں تھا کہ چڑیوں کے غول آہنچے اور تمام لشکر
 ہاتھ نہ ہٹاتے سمیت غضب الہی کا پالہ کر ڈالا اور مال اور متاع کے لئے ہاتھ نہ ہٹاتے اور
 پڑا کر لیا کے لوگوں نے جو پہاڑ و نہر مہاں گئے تھے اور خرابی لگئی دیکھی تو ایک بار گئی اور
 لوٹا شروع کر دیا اور خوب دولت دنیا اور حساب جمع کر لیا اور قریشیوں میں جو دولت تھی
 تو وہی دولت تھی اور وہ لشکر میں نبوت کے وقت تک بلکہ بعد اسکے بھی لوگوں کے گھر و غیر
 ہتھ نہ ہٹاتے واسطے لوگوں نے کہہ چھوڑی تھیں اور صحابہ میں بہت لوگوں نے وہ کنکراں
 دیکھیں تھیں اور ولادت با صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قصے کے چین رکھ کر
 ہوئی سو اس سورت میں اس قصے کا بیان کرتے ہیں قریش کو انصاف دینے کو غرض یہ
قوله الموترکین فعل ربک باصحاب الفیل اخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 والہفہ تہتمیر ویتہ بانکار عہا کیف معلقہ لفعل ردیہ منصوبہ بجا بعد والرویت علیہ لان
 البنی علیہ السلام ولہ عام الفیل ولم یرسم والمراد باصحاب الفیل ایتہ و قومہ اور کھا فتح الرحمن
 کہ ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ مینے بیع الاول کے ہے پس در میان صحابہ فیل
 اور مولد شریف علیہ السلام کے پچاس رات کا فرق ہے اور وہ ۱۶۴ چہ ہزار ایک سو تریسٹھ کا
 اترنے آدم علیہ السلام سے اور یہ حواشی ابن شیح کے مذکور ہے کہ تھے عبدالمطلب ابو سوز
 ثقیفی دیکھتے اور جیل کے لشکر اہلہ کو جو قوت کہ پہنچے اوپر کنکراں ابابلیوں کے پس ہلاک
 ہوئے پس کھا عبدالمطلب واسطے یا اپنے کے کہ ہوگی قوم ایسی کہ نہ ہنیں سنا جاتا اوسے
 اہٹ اور اترے وہ دو نو پہاڑ سے پس داخل ہوئے لشکر میں پس ناگھان وہ لوگ قوم اہلہ
 رہے تھے پس جمع کیا اون دونوں نے سونے اور جواہرے اور کھو دے ہر واحد نے اون
 دھکا دونین سے واسطے اپنے گڑھے اور ہرا انکو مالے اور ہو گیا یہ سب غنا اون دونوں کا
 اور یہ کلام لبط ابن جوزی بسطو ہے کہ سبب غنا عثمان بن عفان کا یہ ہے کہ تحقیق باب
 اونکے عفان اور عبدالمطلب اور ابامنفوذ ثقیفی جبکہ ہلاک ہوا اہلہ اور قوم اوسکی تھی وہ دن
 اوسکے جو اتر اجانب جسے سے پیا عفان وغیرہ نے اموال اہلہ اور صحابہ اوسکا کا
 اور دفن کیا اوس مال کو خوف قریش سے پس ہو گئے وہ غنی تر قریش میں اور اکثر انکے مالین

اور کھانا تو وارث ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ اور وارث ہے اوپر اسکی بھی حصہ قراطہ کا اور وہ
یہ ہے کہ تحقیق اباسیہ کبیر قراطہ اور وہ ایک جماعت محمدی بنی ظاہر ہوئی وہ کو فیر
سنہ دو سو ستر ہجری میں گمان کرتے تھے یہ کہ ہنن ہے غل جابت سے واجباً اور حلالاً
شراب کو اور تحقیق وہ ہنن روزہ کہتے تھے سال میں کوئی گریز اور مہربان کو اور
زنا دہ کرتے تھے بیچ اذان اپنی کے وان محمد ابن کھنیفہ رسول اللہ اور تحقیق حج اور عمرہ علیہ السلام
کی طرف کرتے تھے اور فتنہ میں پڑے ساتھ انکے ایک جماعت جہال وغیرہ سے اور
قومی ہوئی شوکت اوکلی یہاں تک کہ موقوف ہو اجماع بغداد سے بسبب اس کے اور کثیر موا
فساد اور سہیلا و سکا شہرون پر اور قتل کیا اسنے مسلمانوں کو اور شکن ہوئے میت اوکلی
ولون پر اور میت ہوئے تا بعد ازاں اس کے اور کیا طرف اس کے انکے خلیفہ مقتدر کا جو کہ
خلیفہ بنے بن عباس کا یہاں تک کہ قوم قراطہ داخل ہوئے کہ میں اور بہت قتل کیا جو کہ
مسجد حرام میں بہت قتل کرنا اور لاشیں چاہہ زعفران میں ڈال دیں اور حجر اسود کو گرنے کا
توڑ ڈالا پھر اکہاڑ کر اپنے ملک کو لگئے اور میں برس سے زیادہ ان کے پاس رہا پھر اسنے
میں ہزار دینار کو خرید کر کہ میں لائے اور اس کے برکھانے **روح البیان**
محالیں ابرار ۱۰ **اَمْ يَجْعَلُ كَيْدُهُمْ وَتَضْلِيلُهُ ۚ وَالَّذِي عَلَيْهِمُ**
طَبْعُ الْاَبَانِيْل ۝ اے نکلیا اوکلی مکر کو خرابی اور گمراہی میں یعنی وہ جو کہ کے
ڈبا نیکوئے تھے اوکلیا حال کیا اور بیجا اور غیر دیکھی طرف سے اڑتے جانوروں کی گروہ
گردہ اور کمران گریان اور جو بچیں اور بچے گئے لے سے اور سر باز انکے کا سا جو کھنچیں
بِحَارَةِ مَرْنِ مَعْيَل ۝ لہجہ بستی ہی اون ہاتھی والو نی سخت ڈلی سٹی کے سے جیسے پتر
اور ابابیل کا لفظ اصل لغت میں جوق جوق کے معنوں میں ہے اور اسکا وحد
مفعل ہنن ہے لیکن قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا واحد **اَبِيل ۝** یا **اَبَال ۝**
اور عرف میں ابابیل ان جانوروں مشہور کو کہتے ہیں اور غیبی جانور جو سنگریزہ لیکر
آئے پتے انیسورت کے تھے اور جو احباب فیل بڑے بڑے جانور و کمران ہاتھی ہے غنا کہو کہ
مرائے کو لائے تھے تو انکے مقابلہ میں ایک ادنیٰ ضعیف جانور کو چوٹے سے چوٹا حساب
کہ کنکارا بن ہن دیکر اون پر بیجا ماکہ معلوم کر لیں کہ تاہم الہی کے سبب ضعیف مخلوق
بڑے قوی مخلوق کو زیر کرتی ہے اور بغیر اس کے مدد کے بڑی زبردست مخلوق سے کچھ
ہنن ہو سکتا اور تاہم ان لکڑیوں کی جو کچھ کہ انکے بدن پر ظاہر ہوئی ہی بیان اسکا
اس آیت میں ہے کہ **جَعَلْنَاهُمْ كَصَفِّ مَثَاكِلٍ ۝** پھر کڑا لا اون لکڑی والوں کو
جیسے گہاس کھائے ہوئے یعنی گہاس جو جانور گہاس کے آخر چوٹ دیتے ہیں اور ہن
اشارہ ہے عصا کے ٹوٹ پیوٹ جانکی طرف **قوله ۝** اسل علیہم طیر اعطف

قوله الم جعل قورا ابل حفنة طيل قوله من مبعهم بحجاره نصفه اخرى طيل قوله من جعل من طين قوله كوا
من حذف الضاف و اقامت له مصاف اليه مقامه كعصف ما كوا لى حب اركح بعض العارفين
بوجوه شخص كدعوى عتقا وادسكا غير هذا برنواك كرا ہے اوسكو الله تعالى سابه كمتن من مخلوق
الما كيا نعين و كجا تو لى صواب فيل كوجيلة عتقا و كيا انهن لى اوبرا متهون كى قوى مخلوق
الله كى سمجھ كر پس ملاك كيا و كذا الله لى كمتن مخلوق ابا بل سے روح البیان
مردى ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے كد كو كنى بڑھے سورہ فیل كو توافیت دتا ہے و كذا
الله تعالى زندگانى و نیا مین خف اوزخ سے بیضاوى كذا و الله علم سورة القریش
یہ سورہ كى ہے امین چار آیتین اور شتر كے اور شتر حرف مین اور قریش نام ہے كین قبیلہ كا
حضرت اسماعیل علیہ السلام كیا اولاد ہے كى ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اكثر صما كیا ہى
ہی قبیلہ سے ہے اور یہ قبیلہ بنو الاك معطہ كا ہے اور بیت اللہ كے اور چاہہ یفرم كى
ہمیشہ سے انہی كو سپرد ہے اس واسطے ہنہ و الح اور میں اوشام كے اور دوسرے كے
شہر و كے بیت اللہ كے حرمت كے سبب اس قبیلہ كو معطہ اور كرم جانتے ہے اور چنان
یہ جاتے ہے ناز اور نیاز اور قربانیاں انكو ملتی ہئین اور اسی واسطے كے معطہ مین چلے
تمام گذران كرتے ہے باجو و كمال خلكے كے اور عدم زرعیت كے اور بڑی نعمت غایب كى
بركت سے مہاری امداد فرمائی ہے اور حقیقت مین تہذیبون برحسان كرنا كوا تمام

عالم برحسان ہے و الله عالم بسبح الله الرحمن الرحيم لا يلف قوريش الفهم
را حلة الشراء والصيف والفت اور عزت اور ملاقات قوريش
امین لى انكے كے مسافر سے باڑے اور كرم كے ف قوريش كو ہر جگہ سفر ہے ہتہ
سوم باڑے مین كى طرف اور كرم مین شام كى طرف جاتے ہے سودا كرو اور جطرب
جاتے ہے سب لوگ كى حرمت اور عزت كرتے ہے بربك كے جو یہ مكہ كے ہے واسطے
سوخدا اقلے لكے كے رہنے والون قوريش پر اپنے نعمتوں كا بیان فرماتا ہے ماہى و انكو ملاك
اسواسطے كى قوريش سے الفت كرين اور عزت و حرمت كرين ہا نہی لام متمیہ ہے جیسے ملاك
یاخر الاصل مین اللہ كى قسم ہے كى وقت نہ ملے كا یعنی قسم ہے قوريش كى الفت دینے كو
اور قوريش نصر بن مخنف كى اولاد كو كہتے مین كے تہر دین دادا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
كے مین اسواسطے كى انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف
بن قصی بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لؤی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن
خزیمہ بن مدركہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اذین بن اذین بن ہاشم بن
سلما بن ثابت بن جحل بن قیدار بن سہیل بن ابرہیم بن اذر بن ناخوز بن شاربہ بن اسد بن نفل
بن غابر بن شائع بن ارفكش بن تمام بن مویج بن لاكث بن حویش بن جوح بن یادر بن ہذیل

سورة القریش

بن قینان بن انوش بن شیشہ دوم علی التکام اور جو شخص انھیں کناہ کے : دلاو میں ہے و
 قریش میں دفن ہے اور قریش لغت میں ایک جانور کا نام ہے دریائی جانور و غنیمت کہ
 سب جانور و انکو کھیا جاتا ہے اور سب پر غالب ہے اور دلا و نصیر کناہ کی گردن
 زمانہ کے سب کے شہر سے متفرق ہو کر تمام ملک عین پہلکیں ہتی بعضی کہ بانجوں و دادا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اون سبکو اور ہر او دہرے بلکہ ہر کتہ غنیمت میں بنایا ہوا ہے
 مٹے کو جمع کہتے ہیں اور اس قبیلہ کو اور قبیلہ نے زبان کی فصاحت میں اور شجاعت اور سخاوت
 اور ہمت کی بلند عین اور سب کی صحبت میں غالب تھا اس جانور کے نام پر نام رکھا قول
 لایلف قریش متعلق بقولہ تعالیٰ فلیعبہ و اوقل متعلق باقبالہ من قوہ لجمعہ اسم
 کعصف مائل اول و یویدہ انما من مصحف ابی رستم اللہ عن سورۃ واحده بلا فضل
روح البیان ۱۱ فلیعبہ و اوقل ہذا البیت الذی اضعہم من
 جوع و امنہم من خوفی چاہیے کہ بندگی کریں اس گھر کی صاحب کی جو خدا تعالیٰ ہے نہ کہ
 بتوں کی بندگی کریں اور خدا کا شریک کریں انکو اور وہ خدا تعالیٰ ہے جسے کھانیکو دیا
 قریش کو ہو کر کے وقت اور امن دیا ورنہ کے وقت جو صحابہ فیل کے ماتہ سے بچا
 انکو ف پر چاہیے کہ قریش عبادت کریں اس گھر کے صاحب کی اس واسطے کہ
 عفت اور بندگی کو گننے دلو عین اور اوکلی معاش کی فراخی اور انکا منیم ہونا دشمنوں سے
 یہ سب اسمی گھر کے مجاور ہی اور رہتا نہ کی دربان کی برکت سے ہے پر جب دوسرے
 لوگ اس مکان سعادت نشان کی خادموں سے اسطور کے تعظیم اور تکریم سے پیش آوین
 تو اون خادموں کو لازم ہے کہ اس گھر کے صاحب کی کمال درجہ کو تعظیم اور تکریم کریں
 اس واسطے ۱۲ ہذا البیت کا لفظ اس مقام پر دیا ہے گویا اشارہ فرمایا کہ اگر
 ازراہ کوہ نظر کیے ہو بیت حق تعالیٰ کی مہارمی نظر وٹنے چو ہے لیکن عفت
 بزرگی تو اس گھر کی ظاہر اور کہلی ہے اور اگر خباب الہی کو اس گھر کا صاحب سمجھ کر
 عبادت کرو تو یہی سزاوار ہے الذی اضعہم من جوع جسے کھانا دیا ہے انکو ہو کر کے
 و امنہم من خوف اور امن دیا انکو دوسرے باوجود بات کے کہ عرب کے قبیلہ بن
 قنل اور لوث اور بنی اسد مردہ جی جسکی حد و نہایت نہ ہی لیکن بیت ہد کے گرد اگر د
 حرم شریف کی حد تک بعضی طرف دس کوں ہے اور بعضی طرف چھ کوں ہے کہ یہ طرف
 میں کوں اور کی طرف سے زیادہ ہرگز تعرض اور مزاحمت نہ کرتے تھے بلکہ اگر کوئی کیلے باب
 یا بیٹے کو مار کر حرم میں جا بیٹھتا تھا تو اسکا پیچھا نہ کرتے تھے اور بعضوں نے لکھا ہے
 کہ ان سب امتوں کے سوا ایک امن اور ہے کہ حرم کے رہنے والے کو جزام کامرض ہرگز نہیں
 ہوتا قولہ تعالیٰ ایلغہم انہ بل من الاول درطہ مفعول بلا لایا فہم فلیعبہ و ا

فہذا المبتی الذی اطعمہم سبب یا نیک الرحمن اللہ تمکون منہا مہرہ کو نہیں من جبرائیل و سکات
 حرمہ و قیل بدوۃ ابراہیم علیہ السلام پہنچے ثمرات کل شے و انہم من خوف و ہونوفہ
 حبیب الفیل او خوف الخطف فی لمبتی اگر کھا صاحب کتاب نے کہ فرق در بیان عن اور من کے
 یہ ہے کہ تحقیق معنی مقتضی ہے حصول جوع کو اور تحقیق رائل ہوتی ہے ساتھ طعام کے اور مقتضی
 ہے منع کو حقوق جو معنی و عن اسم ہانے بت ابی طالب رضی اللہ عنہا قالت ان رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم فضل قریش امی ذکر تفصیل ہم سبع خصال لم یعطھا احد قبلہم ولا یطیعا ابدا بعدہم النبوة
 فیہم و اختلافہ فیہم و الحجابۃ لابیہم و لکھاتہ فیہم و قصر و اعلی الفیل سے علی خیمہ و عبدہ و ابانہ
 سبع سنین و فی لفظ عشر سنین لم یعدہ احد غیرہم و نزلت فیہم سورۃ نعت القرآن لم یذکر فیہا احد
 غیرہم لا یاف و شیشہ تسمیہ لا یاف و شیشہ سورۃ یروا قبل ان سورۃ الفیل و لا یاف و شیشہ سورۃ
 و احدۃ فایضہا معنی عبادہم اللہ و عن غیرہم فی ملک المدۃ و اللہ علم سورۃ الماعون
 یہ سورۃ نکی ہے اس میں چہ ایتیں اور چہیں کلمے اور سو احرف میں اور اس کے نازل ہونے کا
 سبب یہ ہے کہ ابو جہل مروود کی بیہ عادت تھی کہ جب کوئی المار سیار ہوتا تھا تو اس کے پاس
 اگر مہربا اور کتا کہ اپنے قتیون کو مجتہد سپرد کر اور اس کا حصہ نیز سے پاس امانت رکھہ کہ میں خبر کرے
 اور خدمت گذار می اذ نکی بخوبی ادا کروں گا اور دوسرے وارث انہیں زانیہ کر سکین گے چرب
 بخال اپنے قبیلے میں کر لیتا تو تہہ و نحو اپنے دروازے سے ہانک دیتا پر دے بجائے سکتے
 ہو کے در بدر گلی کو چون دتے ہوئے مارے مارے پرتے اس طرح سے ایک تیمم سکتے
 قوت کا مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر اس ملعون کی فراہ کرنے لگا آنحضرت علم
 اس تیمم کی رعایت کیواسطے اس ملعون کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو احوال قیامت سے
 ڈرایا اس ملعون نے مقابلے میں اس وعظ و نصیحت کے قیامت کا انکار کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ہو کر دو تہانہ کو تشریف لائے یہ سورۃ نازل ہوئے لیسلم اللہ الرحمن الرحیم
 اذین اللہ الذی یلکذب بالذین ۵ لے دیکھا تو نے اور جانا اس کو جو چوٹہ جانتا
 قیامت کے آنیکوف یعنی چوٹہ سمجھتا ہے دین کو یعنی ملت کو یا جزا کو اور دین ان دونوں
 معنیوں آیا ہے اور میان دونوں حصے ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ علم کرنا یہ تیون اور بے کون پر اور
 رحم کرنا فیرون اور محتاجون پر ملت کے چٹلانے کی علامت ہے اور باجاء دین میں تاالیسی
 بات کی ہے اور جزا کے بارہ ذکر کیا یہ علامت ہے اس واسطے کہ جو شخص جزا کا مستحق ہے اور اس کو
 سچ جانتا ہے وہ خدا سے ڈرتا ہے وہ یہ کام نہیں کرتا اور اس قسم کے خطاب کرنے میں شراہ
 اس بات کی طرف کہ اگر کوئی چاہے کہ دین کے مذہب کرنے والوں کو علامت سے دریافت کرے
 تو چاہیے کہ ان علامتوں کو خیال کرے لکذب دین محمدیہ کی بالتحقیق کذب قیامت اور جلالہ
 اور کتب مہامی کی ہے یہی وہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے والذین یضن محمدیہ و لا یسمع بے ہند

من ہذا الامۃ یہودی ولا نصرانی تم میوت ولم یؤمن بالہدیٰ ارسلت بہ الاکانکیم حبیب الانار لاہلکم
 فوایا رسول خدا صلعم نے کہ قسم ہے اوس ذات کی کہ جان محمد کی اوسکے ماہرہ میں ہے بنیں سمنا
 محکم یعنی جز رسالت میری کہ کوئی اس امت میں سے یہودی ہو یا نصرانی ہو پھر میری اوس
 حالت میں کہ نہیں ایمان لایا ساتھ اوس چیز کے کہ بچا گیا ہوں میں ساتھ اوسکے یعنی دین کر
 کہ ہے وہ دوزخ و غیر سے روایت کیا اسکو مسلم نے **ف** حضرت صلعم آخر زمانے کے نبی میں
 پہنچے گئے ہیں تمام جن دین کی طرف اب جو کوئی ان لوگوں سے موسیٰ کو خواہ عیسوی وغیرہ
 اور نہ ایمان نہ لاکر مر گیا بیشک دوزخ میں پڑ چکا اور ایمان کہتے ہیں صح جانشنے کو دل سے اور
 مان لینے کو اذان سے قرار کر نیکو اور زبان کا اقرار کرنا کہی ضرورت کے وقت حساب میں
 نہیں آتا اب توریت اور انجیل میں یہود اور نصاریٰ نے حذف اور تحریف اور تغیر اور تبدیل کی ہے
 جو باقی چھڑا ہے اور اوسے چارے پیغمبر صلعم علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہوتی ہے بیان اوس
 آیتوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو گواہ ہیں وہ راہ پر آوین اور جو سلمان ہیں وہ ایمان کی زیادہ
 تقویت پاوین توریت میں ہشتاد کے تثنیوین باب کے درمیان ہے کہ تجلی کی آمد تھالے نے
 کوہ سینا پر اور روشن ہو اساعیر سے اور ظاہر ہوا فاران سنہ سینا ایک پہاڑ نام ہے کہ اوسکو
 طور سینا اور طور سینین ہی کہتے ہیں تجلی کی آمد تھالے نے اوسپر اور کلام کیا حضرت موسیٰ
 علیہ السلام سے اور نیچے اور نیچے توریت اور ساعیر ایک پہاڑی ہے کہ وہی پہیچ اوسین حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام پر اور ظاہر ہوئی اوسین اوکی نبوت اور نازل ہوئی اوسین اور نہ انجیل اور
 فاران عبرانی لفظ ہے اور بنی ہاشم کے پہاڑ و سخا نام ہے کہ معطہ میں کہ اوسین سے ایک
 حضرت پیغمبر صلعم علیہ وسلم عبادت کرتے تھے اور اوسین آپ پر وحی اوتری وہ میں پہاڑ میں
 ایک بنیئیں کہ کہ اوسکے نیچے آباد ہے اور مقابل اوسکے تعقمان ہے میں وادعی تک اور
 بوب طرف اوسکے متصل تعقمان کے شعب بنی ہاشم سے جہین حضرت پیدا ہوئے ابن
 قتیبہ نے جو اس امت کے علماء سے ہے روئے اگلے کہا میں پڑ میں اور ترجمہ کیا اعلام النبوت
 لکھا ہے کہ اس مقام میں کچھ شبہ نہیں خوب ظاہر ہے اوسپر جو کوئی غور اذتال کرے کیونکہ
 جو ثابت ہوا ہے تجلی کرنا خدا تعالیٰ کا سینا سے سو وہ یہ ہے کہ اوتار توریت کو حضرت
 موسیٰ پر اور جو ثابت ہوا روشن ہونا ساعیر سے وہ اوتا زنا ہے انجیل کا حضرت عیسیٰ پر اور وہ
 علیہ السلام سے تھے ساعیر میں ارض غلیل کے درمیان ایک گائونین جکونا مرہ کہتے ہیں
 بنسب اوسکے مابو سخا نام رکھا گیا لھذا سہی طور پر ظاہر ہونا خدا تعالیٰ کا فاران سے
 یعنی نہ ل کرنا قرآن کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ثابت ہوا اور وہ پہاڑ کہ معطہ کا ہے اگر کوئی
 کہے کہ فاران کہے کہ سوا اور کوئی جگہ سے تو یہ اوسکا اقرار ہے کیا توریت میں نہیں آیا
 کہ ابراہیم علیہ السلام نے بیایا ماجرہ اور سمعیل علیہ السلام کو فاران میں چا پچھ پیدا این کے

میں چوٹی ہوتے تو ہرگز یہود اور نصاریٰ اسے یہ نہ کہتے کہ تم دریت اور سخیل لاؤ اور بچھو کہ کیونکر
ہماری خبر اور صفت اوسین نہیں لکھی ہے مگر انہوں نے ہرگز اس بات پر کمر نہ باندھے اور
مقابلہ کیا علاوہ بموجب مصنفان میسین اور کیسین آیت ہی ہٹا روین باب کے بیشک
قتل کئے جاتے اور انکی پیش گوئی کہی سچی ہوتی اور انکا دین ہرگز قائم اور دائم نہ رہا اور
جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا کلام اوسکے منہ میں ڈالو انکا اس سے خارج ہوا کہ مقصود اوس
بیان سے ذات پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کہ چونکہ معنی اسکی یہ ہیں کہ وحی کرونگا اوس
طرف اپنے کلام سے اوس سے وہ باتیں کر چکا جیسا کہ سیدنا اوصاف اور الوہ او سکی وقت انکا
اسکی کہ وہ امی ہے یعنی انپیٹر یا کتاب نہیں پڑھ سکتا اور یوحنا کی انجیل میں چودھویں باب کے
سولہویں آیت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے تھے یونان فرمایا کہ میں اپنے باپ سے دوختہ کرونگا
اور وہ مہینے دوسرا وکیل دیگا کہ اب تک تمہارے ساتھ رہیگا پھر مہینے آیت میں اوس پر کہ
ہے لیکن وہ وکیل روح جیسے باپ میرے نام ہے بیچکا وہ مہینے سب چیزیں سکھا دیگا اور
سب چیزیں جو کچھ کہ میں نے مہینے کھا ہے مہینے یاد دلا دیگا پھر اوس باب کے تیوں آیت پر
ہے بعد اوسکے میں تمی بہت کلام نکر دیگا اسلئے کہ اس جہانکا سردار آتا ہے اور اسکی
مجہد میں کوئی چیز نہیں اور سولہویں باب کے ساتویں آیت سے چودھویں آیت تک
یونان ہے کہ حضرت مسیح عزم فرماتے ہیں لیکن میں مہینے حق کہتا ہوں کہ تمہارے
میرا جانا ہے سو دیکھو کیونکہ اگر میں تجاؤں وکیل تم پاس نہ آویگا پھر اگر میں جاؤں اوسے
تم پاس پہچ دیگا اور وہ جب آوے تو جہان کو گناہ سے اور راستے اور حکم سے ملزم کر دیگا گناہ
اسلئے کہ وہ پھر ایمان نہ لائے راستے سے اسلئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر
نہیو گے حکم سے اسلئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے ہنوز بہت سی باتیں
کہ میں مہینے کہوں ہر اب تم اوکمی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ روح صدق آوے
وہ مہینے ساری سچائی کی راہ بتا دیگا اسلئے کہ وہ اپنی لکھیگا لیکن جو وہ سینے کا سو وہ
کہیگا اور مہینے آئندہ کی خبریں دیگا وہ میری ستائش کر دیگا اسلئے کہ وہ میری چیزوں
پاکا اور مہینے دکھائیگا اور چند مہینے باب کے چیسویں آیت میں ہے ہر جب وہ وکیل
جسے میں تمہارا سے لئے باپ کی طرف سے پہچونگا یعنی روح صدق جو اب سے نکلتا ہے اوس
تو وہ میرے لئے گواہی دیگا اور تم ہی گواہی دو گے کیونکہ تمہارا سے میرے ساتھ رہیگا
وہ ہنوز نہیں ملے غافل و راغور کر کے انصاف سے اوپر کی عبارتوں پر صہین حضرت موسیٰ اور
حضرت میم عزم نے آخر نماز کی پیغمبر کے انکی خوشخبری دی تھی لہذا کہ خوب سچ
حد نبض کو دل سے نکال کر اپنی عاقبت کی راہ کو درست کرو اور سنو اور ایسا ہونکہ تم خسر
میدانین اوس حکم الحاکم کی اور اوکمی رسول کوکمی رو بر و تمہارے مکر اور حسد کی باتیں کہل جاؤں

پرومان رسوائی اور پشیمانی اور ہٹاؤ پہلا دیکھو تو اس سے اور کیا زیادہ کوئی کہیںگا تو اسی دیکھا جان
فرمایا ہے حضرت مسیح نے کہ میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا دیکھ کر
جو ایک تمہارے ساتھ اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے حضرت مسیح علیہ السلام تھے
دوسرے وکیل وہ جواب آویگا ہیں دونوں کی شان برابر چاہی کیونکہ دوسرا نہیں ہوتا نیز پہلے کے
پس جو لوگ اس وکیل سے حضرت جبرئیل ع م مراد کہتے ہیں وہ محض غلطی پر ہیں اسلئے کہ حضرت
جبرئیل تو ہمیشہ حضرت مسیح کے ساتھ رہتے رہتے تھے اور اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ وکیل اکابر
نہیں آیا اب آویگا اور ہمیشہ رہیگا یعنی اسکا دین اور اسکا حکم ہمیشہ جاری رہیگا دوسرے دین کے
حکام منوہ ہو گئے خواہ صفیقین سوائے ہمارے پیغمبر کی کسیں بھی ہیں اور وہ کوئی وکیل آکر نہ
جائیں بہر اوصاف پائے جاتے ہیں اور فرمایا کہ جہاں جا رہا ہے کہ اسکی جہنم کوئی چیز نہیں
اس عبارت سے یہی صاف ثابت ہوا کہ وہ ایسا ایک شخص انبیا ہے کہ جہاں کی سرداری
حکومت کرے گی اور ہمیں ایسے وصف ہیں حضرت مسیح میں نہیں سو ایسا شخص ہمارے
پیغمبر کے کون سے باقی والدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت پر تورت اور انجیل اور زبور اور صحف
انبیا میں موجود ہیں جبکہ جی چاہے دیکھ لے یہاں القدر میں ہے ۵ تنبیہ ۵ اللہم انصر دین
فذلک الذی یذبح الیبتیم ۵ پھر وہ چمکا خوالا دین کا وہ شخص ہے کہ زور سے دہکتا ہے
یہیم کہ یعنی زور سے یہیم کا مال کہتا ہے اور یہیم سب ضعیفوں نے ضعیف ہے پس جو شخص
اس قسم کے مسکین اور ضعیف پر بید ہرک ظلم کرتا ہے تو یقین ہے کہ خدا سے نہیں ڈرتا اور
عقائد علموں کے جزا کا نہیں رکھتا پھر بعد اس علامت کے ارشاد فرمایا کہ یہیم کے ہاتھ دینے
کی علت اوس ملعون کو کمال بغل اور محبت مال کے ہے یہاں تک کہ وہ لایخص علی طعام
المسکین ۵ اور تاکید نہیں کرتا کہ یہاں نے پرفیق کے یہاں اشارہ اس بات کے طرف سے
کہ اپنے مال سے فقیروں کو دنیا تو کیا ملے ہے دوسرے دین سے یہی کہا نا کہ لانا فقیروں کو
روا نہیں رکھتا پس بغل اس شخص کا نہایت کو پہنچا ہے ۵ چون ذکر مغلہ ہو کر
منع کند از کرم دیگان ۵ مغلہ خواہ دگرے را بجام بخش نگذار دگے را بجام ۵ فذلک الذی یبغض
الذین ۵ غفلت صلاہتم سنا ۵ پھر خرابی سے ان نمازیوں کی وہ غافل
کہ جو اپنی نماز کی حقیقت سے غافل ہیں ۵ نماز ایک عمل ہے فرق کرینو لا سلام اور
کفر میں پھر جو شخص روبرو لوگوں کے نماز پڑھے اور پیٹ پیچھے لوگوں کے نہ پڑھے اور کمال
فرغت کے وقت نماز کو یاد نہ لے اور جب دنیا کے کام میں ہوئے تو تہلاد یوسی یا بعض
ارکان کو حضور سے ادا کرے اور بعض ارکانوں میں غفلت کرے یا روبرو لوگوں کے حضور
دل سے پڑھے اور تہائی میں جھینور دل کے پڑھے وہ مورد عیب مذکورہ کا ہے ۵ کلید
دوخت آن نماز کہ در چشم مردم گزاری دراز ۵ تنبیہ جانا چاہئے کہ نماز ایسا فرض ہے

کہ کوئی شریعت اس سے خالی نہیں رہی چنانچہ نماز فجر کی حضرت آدم پر اور ظہر کی حضرت نوح پر
 وادو پر اور عصر کی حضرت سلیمان پر اور مغرب کی حضرت یعقوب پر اور عشا کی حضرت یونس پر
 اور بعضوں نے خوا اسکے ہی کہا ہے اور پاک پروردگار نے ذکر کیا نماز کا قرآن شریف میں لکھا
 دو جگہ چنانچہ طوالمین یہ مذکور ہے اور صلوٰۃ کے معنی لغت میں دعا کے ہیں اور شریعت
 میں صلوٰۃ کہتے ہیں افعال معلومہ کو اور عرف میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ مشتق ہے صلے سے
 معنی کے یہ ہیں کہ بھڑھی لکڑی کو آگ سے سینک کر سیدھا کرنا پس نماز کو صلوٰۃ اس واسطے کہا
 کہ آدمی میں سبب نفسانہ نہ ہٹا رہا ہے اور صلے کو ہمیشہ اور عظمت بانیہ کی گرمی پہنچتی ہے
 اور اسکی ہٹنے پر ان کو دفع کر دیتی ہے پس یہ مانند سبکھٹنے والی آگ کے ہوا اور جو کوئی
 سبکھا ساتھ حرارت نماز کے اور اس سے ہٹا رہا ہے اور سکا نکلا تو وہ نہیں داخل ہوتا بانیہ کیلئے
 مگر واسطے پر کار کرنے قسم کے یعنی وان منکم الا ولدہ کے اور پانچوں نمازین فرض عین میں
 ہر بالغ مسلمان عاقل پر مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام بالا جماع اور ذلیل اسکی یہ قول تھا کہ
 اقیوہ الصلوٰۃ اور قول قوالی کا جہان ہمدین رسول امیر آئیک اور سوائے اسکے اور میں خا
 ہیں اور یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ پانچوں نمازین فرض کی گئیں آپ
 اور کسی پر لکھی پانچوں نمازین فرض نہیں ہوئیں اور عشا کی نماز اور کسی پر فرض ہو
 یہ نمازین شب معراج میں ہمیشہ کی رات میں ستروین رمضان کو اور ایک قول یہ ہے کہ
 معراج جب میں ہوئی دونوں قول مشہور ہیں ڈیڑ برس پہلے ہجرت کے اور تین پہلے اسکے
 دو نمازین ایک پہلے لکھنے آفتاب کے اور ایک پہلے غروب کے یہ مشن لئے لکھا ہے اور
 ابن حجر نے شرح ہمزہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور ائمہ مکہ میں
 نماز پڑھتے تھے ایک نماز پہلے طلوع آفتاب کے اور ایک پہلے غروب اسکی انتہی اور
 معنی الطالب میں لکھا ہے کہ پانچوں نمازین فرض عین ہیں ہر مرد و عورت مسلمان عاقل
 بالغ پر کہ کیوقت اور کسی حالت میں مرگ تک ساقط نہیں ہوتی ہیں مگر عذر شرعی سے
 مانند حیض و نفاس کے عورتوں کے لئے کہ اون دنوں کی قضا ہی لازم نہیں اور بیہوشی
 بخون اور بیہوشی اورستی کے ساتھ پیچنے نشے کی چیز وغیرہ کے اگرچہ نماز ساقط ہوئی
 لیکن قضا اسکے بعد افاقہ کے فرض ہے اگر بخون و بیہوشی زیادہ پانچ نمازوں سے
 مزیدے پہلی کہ زیادہ ہونے سے ساقط ہو جاتی ہے اور نیا بت کسی کی کسی کی طرف سے نماز
 فرض میں جائز نہیں جب تک کہ ہر ایک بذات خود ادا نہ کرے اور اسکے ذمہ سے ساقط نہ
 ہوتی اور جو کوئی معتقد سقوط نماز کا بیذرم ہو یا معتقد ہم فرضیت اور سیکھا ہو وہ کا فرض ہے
 تو بکر سے والا قتل کیا جاوے اور اگر تارک نماز کا ہو باوجود اعتقاد فرض ہونے اور سیکھنے کے
 مارنا اور قید کرنا جائز ہے یہاں تک کہ توبہ کرے اور ادا کرے والا قید میں مجاوے اور زوال الف

لایا ہے کہ امام عظمیٰ محمد سے دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ جو کوئی نماز ایک رات دن کی
 ترک کرے فاسق ہو جاوے اور طایق قضا اور امانت اور سخاوت کے بہن ہوتا دوسرے یہ
 جو کوئی بمعین نمازین رات دن کے ترک کرے مستحق قتل کا ہوتا ہے اہتے اور فرمایا علیہ السلام
 لا تتركوا الصلوة متعمداً فمن تركها فقد خرج من الملة یعنی چھوڑ دے تو نماز کو قصد افس جسے چھوڑا
 او کو پس تحقیق نکل گیا مالا سلام سے اور حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا علیہ السلام فی الصلوة
 عماد الدین فمن قامها فقد اقام الدین ومن تركها فقد هدم الدین یعنی نماز بستون دین کا ہے
 پس جس نے پر بار کھا نماز کو پس بلا شبہ پر بار کھا دین کو اور جسے چھوڑا نماز کو پس تحقیق دین کا دیا
 دین کو اور فرمایا علیہ السلام نے من ترک الصلوة متعمداً فقد کفر جہلاً یعنی جسے چھوڑی نماز
 قصد افس تحقیق کا فر ہو ا کھلا پس بسبب وار ہوئے ایسے وعید دن کے گئے ایک عجات
 صحابہ وغیرہم کی طرف کفر تارک نماز کے متعمداً اسو صحابہ تو یہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور
 حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبداللہ اور ابوالدرداء
 اور ابو ہریرہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ صحابہ میں سے یہ ہیں احمد بن
 حنبل اور سہتی راہویہ اور عبداللہ بن المبارک اور حکیم بن غنیمہ اور ابوبختیانی اور ابو داؤد
 علیہ السلام اور ابویکرم بن شیبہ وغیرہم اور یہی اختلاف کیا ہے فقہانے یہم حد تک نماز کے قصد
 بلا مذکر میں کھا جاوے زید اور محول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے
 تہ تارک نماز کا قصد بلا عذر قتل کیا جاوے مگر یہ کہ احمد کے نزدیک قتل کیا جاوے ازراہ
 کفر کے اور نزدیک غیر احمد کے انین سے قتل کیا جاوے ازراہ حد کے نہ کفر کے اور محل کیا
 او ذوالج نے اون حدیثوں کو کہ دلالت کرتے ہیں او کے تارک کے کفر پر او پرستی چوئے
 نہ کفر کے اور حدیث ہے کفر کے لئے دین میں سزا سوائے قتل کے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
 نزدیک نہ حکم کفر کا کیا جاوے اس کے لئے اور نہ قتل کیا جاوے وہ بلکہ قید کیا جاوے
 ہیشہ کو اور بعضوں نے کھا مارا جاوے ضرب شدید کو بیان تک کہ یہی اوس سے خون
 اور بعضوں نے کھا کہ مارا جاوے یہاں تک کہ نماز پڑھے یا مر جاوے **جامع الحکایت**
وعزیز الی اور پوچھے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم الذین یم عن صلواتہم ساءھون
 سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ انہما عت الوقت ہے او کھا ابن عباس رضی اللہ
 عنہما نے کہ مر او سامون سے منافق ہیں کہ ترک کرتے ہیں نماز کو جو وقت کے غایب ہوئے ہیں
 لوگوں سے اور پڑھتے ہیں جبکہ حاضر ہوتے ہیں لوگوں میں واسطے تو اللہ تعالیٰ کے انہما
 ہم کر آئے دنیا میں وہ لوگ وہ ہیں کہ سب عباد توں اور طاعتوں میں اپنی منہ کر تے ہیں اور فرمایا
 اصحاب نے یہم صفت منافقوں کے و اذا قاموا الى الصلوة ناموا کسل یعنی جب کہ پڑھتے ہوئے
 میں منافق طرف نماز کے کپڑے ہوتے ہیں کسل اور سستی سے اور قنارہ مفسر نے کھا کہ

بہوں تھے مین اوس کے نہیں پروا کرتے کہ کیا پڑے ہے یا نہیں اور کھا گیا ہے کہ مراد سامعین
 عدم ثواب ہے اور عدم خوف عقاب کا ترک نماز پڑھنا اور کھانا نہ وہ وہ شخص ہے کہ اگر پڑھے
 نماز تو پڑھے ریا اور سمعہ سے اور اگر قضا ہو نہ تو نہ مادم ہو اور کھا اور عالیہ لے کہ لا ھیلو ہنا
 لمواقیئنا ولا میتون رکوعہا وسجودہا معا ۵ اَلَّذِیْنَ هُمْ شِرَارٌ وَکَافُورٌ ۵ دے لوگ
 وہ مین کہ اپنے سب نیک کام نام بند کو کرتے مین یعنی فقط اپنی نماز ہی کو برباد نہیں کیا
 بلکہ تمام اعمال کو اپنے بسبب ریا اور سمعہ کے جپ کر ڈالتے مین یعنی کیا نکلیا برابر ہو جاتا ہے
 اور ریا ایک شاخ ہے شرک کی چھپی ہوئی کلمہ شرک سے یہی قوی ہے دوسرے اول تو
 یہ کہ ریا والا لوگوں کو مذاسے زیادہ عزیز رکھتا ہے دوسرے یہ کہ شرک محض لماعت مین
 کرتا ہے کہ مقام توحید اور اخلاص کا ہے نہ ہستوائت اور تہاد مین کہ دنیا کے کاموں سے
 متعلق مین پس وہ حقیقت مین کفر کی سخت قسموں سے ہے اعاذنا اللہ وکفی عنکم الماعون
 اور منع کرتے مین برتنے کی چیزوں سے اور ماعون کی تفسیر مین اختلاف ہے اکثر صحابہ اور
 تابعین سے روایت ہے کہ ماعون زکوٰۃ ہے اور ریا والا زکوٰۃ نہیں دیتا اس واسطے کہ جب
 نفقہ چنانچہ جو روچے اور قربا اور مہمان اور فقیر وکلی جو وہ ادا کرتا ہے تو فضیلت کی خوش
 سے کہ اگر ادا کر لیا تو حاکم سے کہنے کے ذریعہ دستی لین گے اس واسطے کہ یہ حق بند وک مین
 اور وہ لوگوں کے سامنے چھلکے مین طلب کر سکتے مین اور زکوٰۃ تو فقط خدا ہے کا پختہ
 پہر جو خدا سے نہیں دیتا ہے تو اوس کو کاہکیو ادا کر لیا اور بعضوں نے کھائے کہ ماعون
 مراد مانگنے نہ دینا کہہ کا سبب ہے جبکہ دینا پڑوسیوں اور محتاجوں کو مروج ہے جیسے
 ہانڈی دیکھ پیالہ کٹورہ سونے ویاگہ ڈول کلبا ٹرمی بہا ڈرا اور اسی قسم کی اور چیزیں
 اور آنحضرت صلی علیہ وسلم سے پوچھا کہ ماعون کیا چیز ہے فرمایا کہ اگ اور پانی اور نمک اور پیہر
 آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی کو اگ دیتا ہے پہر جو کچھ اوسے پکتا ہے گویا کہ یہ
 سب اوسی نے دیا اور نمک بھی سہیڈر سے اور جو کوئی کیکو پانی دیتا ہے ایسی جائی پر
 کہ وہاں پانی کا تحفظ ہو تو دیا ہی کہ جیسے بروہ آزاد کیا اور اگر ایسی جائے پر دے کہ وہاں پانی
 نایاب ہو تو گویا مرے کو زندہ کیا روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھیں آنحضرت
 پوچھا حضرت صلی علیہ وسلم سے کہ یا رسول اللہ الذی لا یحل منہ قال المار وانا ردہ لم یحل فاعت یا
 رسول اللہ ہذا المار واما بالانار والمعل قال لہا یا عیضہ اوسن اعطے نار انکا نالصدق جمیع المظہر
 بیتک النار وامن اعطے لہا نالصدق جمیع ما طیب بذک المظہر من شترہ من المار
 حیث لا یوجد المار انکا تا اخی لہا اور سچ عین المعانی کے ہے علما منہو انوار من الکو شترہ
 تعالیٰ اعلیٰ بالصواب روح ۵ اب کچھ سخاوت کی فضیلت اور بخل کی زمت مین
 روایات متقول ہوتی مین حضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا عزوجل فرماتا ہے

بیک مین دفعہ کر چکا تھی سے عذاب گور کا اور سختی قیامت کی اور وہ صبر و شام بچنا جاتا ہے اور
 ہیون مین اسکو پہلے بہشت مین پیغمبر و مکی جماعت کے ساتھ روایت ہے کہ بہشت کے دروازے
 یہ چار کلمہ لکھے ہین معاف کرنا وقت، قدر کے تو صبر کرنا وقت و لمبندی کے سخاوت کرنا
 وقت تنگی کے بخشنا بنیر احسان رکھنے کے اور روایت ہے کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے جبریل سے
 کہ اگر تجھ کو دنیا مین ہیون اور اہل دنیا سے کروں تو کیا عمل کر چکا عرض کیا کہ یا رب تو جانا ہے
 مین کام کروں صاحب عیالی کی مدت اور عیب خلق اللہ کے چپاؤں کے سوا بے تیرے کوئی بچا نہیں
 اور پساؤ کو پانی پلا کر دن روایت ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مارنے قیہ یون
 ایک قوم کے حکم فرمایا اور ایک شخص کو جدا کر کے فرمایا کہ ہکو نماز کو نہی وقت جبریل نے
 اگر کھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہی سخاوت کے بدلے مین ہکو چوڑا پروہ شخص مسلمان ہو گیا
 سخاوت کے سبب جناب نبی اور سلام لغیب ہوا روایت ہے کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ
 امیرین مسلمانوں کی مقبرے مین گئے اور کھا اسلام علیکم دار قوم من مسلمین و المؤمنین انہ
 ہر فرمایا کہ مال، ہمارے غیر دے ملک ہوئے اور گھر و عین ہمارے غیر ہونے لگے اور بیویوں
 ہمارے لے اور خاوند کر لینے یہ خبر تمہارے ہمارے پاس ہے پس کیا خبر جاری تمہارے پاس
 آواز آئی علیکم السلام غر کچھ ہنسنے کیا اوس سے مزا و ہٹایا اور جو کچھ ہنسنے آگے بھجا وہ سب
 بیان پایا اور جو کچھ ہنسنے چوڑا وہ سب کہو یا کفایہ **شعبی** ۱۷ مین روایت ہے کہ فرمایا
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو فضیلت مین کہ اونسے بہتر کوئی چیز نہیں ایک ایمان نا
 خدا عزوجل پر و دوسرے نفع پہنچانا اور اسکے بند و کم اور دو فضیلت مین کہ اونسے بدتر
 کوئی چیز نہیں ایک شرک کرنا دوسرے ضرر پہنچانا اور اسکے بند و کم روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا اوسنے کھا کر لے لیا
 تجھ کو کن لوگوں کی واسطے بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر سختی اور سختی کے واسطے بہشت ہنسنے
 کھا بلاشبہ راضی ہوئی مین جب و دوزخ کو پیدا کیا اوسنے کھا لے تجھ کو کن لوگوں کے واسطے بنایا
 ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہر بخیل اور تنگبر کے واسطے دوزخ لے کھا اب جلدی پکڑوں گی مین
 او کو روایت ہے کہ ایک سائل نے عبداللہ بن المبارک سے سوال کیا کہ سات سو درم قرض کہتا ہوں
 عبداللہ نے اپنے کھاشہ کو لکھا کہ غلام یہ چکر اس سائل کو سات ہزار درم دے گا تیرے لئے سائل
 سے پوچھا کہ تو نے کیا سوال کیا ہے اوسنے کھا سات سو درم گماشتہ نے عبداللہ کو لکھا کہ سائل
 سات سو درم مانگے ہین اور آپ نے سات ہزار فرمائے ہین اور انرا غلام کا اسمین تمام ہو جائیگا
 عبداللہ بن المبارک نے جواب لکھا کہ اگر غلام تمام ہو جائیگا تو عمر بڑی تمام ہو جائیگی غرض ہے
 کہ کسی شاعر نے ابو فرید کی مدح کی اور وہ بڑا سختی تھا لیکن اوسوقت کچھ پاس نہ تھا کہا میرے
 پاس کچھ نہیں ہے کہ تجھ کو دوں لیکن تجھ کو قاصی کے پاس لیجئے اب میرے اوپر ہزار درم کا

دعوے کریں اقرار کرو گناہ کا معافی مجھ کو تیر کر گناہ تیر سے خوشی و اقربا اس قدر درم و دیگر بھلا
 پہڑالین کے اوس شاعر نے ایسا ہی کیا اوس سخی کے گھر والوں نے دس ہزار درم و دیگر
 اوس سخی کو قیاسے چوڑا یا فضل ہے کہ عدی بن حاتم روٹی توڑ کر چیونٹوں کے سولہ ٹریز
 ڈالتے اور کہتے کہ یہ ہمایہ میرے ہیں اور ہمایہ کا حق ٹر ہے پیچی بن ساف نے فرمایا کہ
 اللہ تعالیٰ اچھے خصلتوں سے بند و شیر دروازہ توفیق کا بند کرتا ہے پہلے یہ کہ علم پڑھیں پھر
 عمل کریں دوسرے یہ کہ نعمتیں پروردگار کی کھائیں اور اس کا شکر کریں اور تیسرے یہ
 کہ صالحین کے ساتھ رہیں اور ان کی پیروی کریں جو بہیہ کنہہ کریں اور تو بہ کریں یا پھر
 یہ کہ مرد و نکو دفن کریں اور اوس سے عبرت نہ پکڑیں جیسے یہ کہ مال جمع کریں اور اوس
 توشہ آخر تک نہ لین۔ روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بدتر آدمی وہ ہے
 کہ اکیلا کہنا مارا سائے اور غلام کو لال مارے اور بخشش کو روکے اور حضرت نے فرمایا تین آدمی
 ہیں کہ خدا اور رسول ان کو دوست بنیں رکھنا ایک نخل دوسرا شکر تیرا بہت کہا بنو الا اور
 بعضی اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ نخل کے تین حرف ہیں نے بلا کی خ خسارہ کی لام
 لوم یعنی ملامت کی پس نخل لا لام جیشہ بلا اور خسارہ اور ملامت میں رہتا ہے روایت
 کہ شیطان ایسے کئے گیا سب آدمیوں سے زیادہ دشمن میرا فاسق مخفی ہے اور سب آدمیوں
 سے زیادہ دوست میرا عابد و نیک ہے روایت ہے کہ ابلیس علی اللعنة جناب پاک رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا کہ ہلاکت میری امت کی کس چیز میں
 شیطان لے عوض کیا کہ جو تین خصلتیں میری امت بول کریں گے تب ہلاک ہوئے اول
 بخیلی کہ وہ سب کہہ گنا ہو گنا سر ہے دوسرے بازی کہ ایک شاخ ہے کفر کی تیسرے بولنا
 گنا ہو گنا منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک دولت مند تھا کہ فقیروں کو کچھ نہ دیتا تھا
 بلکہ ان کی ذلت کرتا اور اپنے دروازہ سے جہرک دیتا اور مالدار و نکو دیتا اور ان کو اپنے گھر لانا
 ان کی عزت کرتا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو فقیروں کی صورت میں اوس کے پاس بھیجا اور
 اوس نے فرشتے کو فقیروں کو کچھ نہ دیا اور اپنے گھر سے نکال دیا اور ایذا پہنچا فی تب وہ
 فرشتہ چلا گیا اور غنی کی صورت بنا کر اوس کے پاس پہنچا اوس نے غنی جاکر اوس کے بغیر
 توفیق کی اوس نے کھا کہ میں فرشتہ ہوں پہلے تیرے پاس فقیروں کی صورت میں آیا تھا
 تو نے میرے ذلت کی اور اب مجھ کو غنی خیال کر کے عزت کی تو فقیروں کو مٹی تبدیل کرتا ہے
 اور دولت مند کو مٹی تعلیم کرتا ہے بے شک تو مجھ درم ہے اللہ تعالیٰ کے رحمت سے جا بے
 رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے انھی قریب میں ہیں
 و قریب من الجنة و قریب من الناس و بعد من النار و بعد من الجنة و بعد من الجنة
 و بعد من الناس و قریب من النار و بعد من الجنة و بعد من الجنة و بعد من الجنة

یعنی حق نزدیک ہے اللہ سے اور نزدیک ہے جنت سے اور نزدیک ہے آدمیوں سے اور دور ہے
 اگلے سے اور بخیل دور ہے اللہ سے اور دور ہے جنت سے اور دور ہے آدمیوں سے
 اور نزدیک ہے اگلے سے اور البتہ قابلِ سخاوت و دستِ زیادہ ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے
 عبادت کر نیوالے بخیل سے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ فرمایا
 حضرت صلعم نے البنا شجرۃ فی الجنة فمن کان سخیاً اختلفت عنہا فلم یتزلک العنص حتی یدخل البنا رواہ البیہقی
 البنا شجرۃ فی النار فمن کان سخیاً اختلفت عنہا فلم یتزلک العنص حتی یدخل البنا رواہ البیہقی
 سخاوت ایک درخت بہشت میں ہے جو سچے ہے اس نے ایک ڈالی اویں درخت کی کڑی
 پس وہ ڈالے اسے چوڑی گئی یہاں تک کہ اسے بہشت میں داخل کرے گی اور بخیل ایک
 درخت ہے دوزخ میں جو بخیل ہے اس نے اوس درخت کے ایک شاخ کڑی پس وہ
 شاخ اسے چھوٹے گی یہاں تک کہ اسے دوزخ میں داخل کرے گی صحیح مسلم میں جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک آدمی بخیل میں تھا اویں ایک ابر میں
 یہ آواز سنے کہ کوئی اوس بارے کہتا ہے کہ فلاں نے کچھ کو پانی پونچھا یہ سنتے ہے واہ
 وہاں سے ہٹا اور ایک چٹیل میل میں آؤں نے اپنا مارا پانی برسا دیا اور وہ تمام پانی ایک
 نالے میں جمع ہو کر چلا وہ شخص پانی کے پیچھے ہوا وہ پانی بہتے بہتے ایک باغ میں پونچھا
 وہ شخص باغ میں گیا دیکھا کہ ایک شخص کھڑے ہیں اور نیچے سے کیا ریون میں پانی
 پونچھتے ہیں اس نے اسکا نام پوچھا اوہوں نے بتا دیا وہ ہے نام تھا جو ابر میں سنا تھا
 پھر اس نے کھا کہ تم میرا نام کیوں پوچھتے ہو اس نے کھا کہ جس بدلے کا یہ پانی ہے اویں
 میں آواز سن رہی تھی کہ اوس بدلی کو کھڑا کہتا ہے باغ کو پانی پونچھا وہ نے ہمارا نام
 اوس بدلی میں سنا تھا صاحبِ باغ نے کھا کہ یہ حال بیان کیا تو میں اسکا سبب
 بیان کرو دیتا ہوں سبب اس غایت ایزدی کا یہ ہے کہ میں آمدنی باغ کی تین حصے
 کرتا ہوں ایک حصہ خدا کی راہ میں خیرات کرتا ہوں دوسرا حصہ اپنے اور بھنے کی قوت
 صرف کرتا ہوں تیسرا حصہ اس باغ میں لگاتا ہوں انتہی منقول ہے کہ ایک شخص کی حاجت
 تھی کہ اپنے کہتی میں سے ہر صورت بدلنے میں دسواں حصہ اللہ کی راہ میں نکالتا اور فقرا
 صرف کرتا یعنی جب کہیتی کاٹتا دسواں حصہ اوس میں سے دیتا اور جب غلہ صاف کر کے
 خرمن لگاتا دسواں حصہ اللہ کی واسطے نکالتا جب آٹا پواتا دسواں حصہ نکالتا دسواں
 روٹی پکراتا دسواں حصہ نکالتا دیتا اس نیک عادت کی برکت سے ہمیشہ اوسکو بقعہ حاصل
 ہوتا تھا اور اسکے کہیتی اچھی ہوتی ہتی اتفاقاً ایک مرتبہ خشک سالی نہایت ہوئی تمام
 زراعتیں خشک ہو گئیں اور تمام زمیندار حسرت و افسوس کرتے تھے اور یہ شخص اپنے
 پروردگار کے فضل سے شاکر تھا ایک دن لوگوں نے دیکھا کہ وہ اپنے زراعت میں پانی نکالتا

پوچھا کہ یہ پانی کھان سے آیا اوسے کھا کر دریائے عنایت الہی سے ایک ٹکڑا ابر کا کر بڑھا
اور میری زراعت کو یہ لرب کر گیا سبحان اللہ کیا شان ہے اوس پاک پروردگار کی کہ جو بڑا
اوسکی راہ میں کچھ صرف کرتا ہے وہ وہ جہ کر کے دنیا میں اوسکا عوض پوچھتا ہے
اور آخرت میں جو کچھ اوسنے مقرر کر رکھا ہے اوسکو وہی ملتا ہے پس مقصد اصلی
مالیہ حکایات مذکورہ سے یہ ہے کہ جو اہل دل کو ملاحظہ کریں تو پیشہ سخاوت کا
اختیار کریں کہ سخاوت بہترین فضائل ہے اور غفلت بخل سے کو سون بیالین کہ بخل
بدترین رذائل ہے اور اس المالات کے حق میں دعاے خیر فرمائیں کہ خداوند مجیب الدعوات
ذوالکرمترین کو فضائل سے تبدیل فرما دے اور توفیق خات کی بخشش کرنا فرمایا
کرے آمین ثم آمین قطعہ غرض نقیثت کر لیا دما مذہب کہ بہت راستے پیغم تھائے
مگر صاحب دے روزے رحمت پکند و درکارین سکین دعاے **سورۃ الکوثر**
یہ سورۃ مکی ہے اور سین تین آیتیں اور بارہ کلمے اور سیالیں حرف ہیں اور اس سورت کا نام
سورۃ کوثر اس واسطے رکھا ہے کہ ہمیں ذکر کوثر کا ہے اور وہ ذکر دلائل کرتا ہے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال بزرگی پر قیامت کے دن کہ جب اگلے اور پچھلے انبیاء اور رسول
آئندہ پائیں گی عالمین اس حوض کے پانی کے محتاج ہونگے اور کوثر لغت میں بہتی چیز
کہتے ہیں شقی ہے کثرت سے اور بہت اولاد کو کہی شامل ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو دہی ہے اور اولاد کی دو قسم ہیں ایک حقیقی اور دوسری مجازی سوان دونوں تنوع
کثرت اکوثر ہوتے کہ کسی پیغمبر کو کثرت عیش و عشرت بھی حاصل نہیں ہوا اور علم کثیر کو بھی شامل ہے
لیکن کوثر کا لفظ صرف میں خاص نام اس حوض کا جو قیامت کے دن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہایت ہوگا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اَعْطٰیْنَاکَ الْکُوْثَرَ عَظِیْمًا**
دیاجینے تجھکو حوض کوثر اور اس سورت کے نازل ہونیکا سبب یہ تھا کہ رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دو صاحبزادی تھیں قاسمہ اور عبدالہ کہ طب او
خاہر کے ساتھ ملقب تھیں اور یہ دونوں صاحبزادی عجمین میں پہلے درپے گز گئے کوثر
بطور طعن کے کہنے لگے کہ یہ پیغمبر ابتر ہے یعنی نسل اوسکی منقطع ہو گئی بعد اسکے کوئی
ہو نہیں ہے کہ دین کو اسکے قائم رکھے گا قریب ہے کہ اسکا دین جاتا رہیگا اللہ تعالیٰ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مبارک نشی کی واسطے یہ سورت نازل فرمائی اور
حوض مذکور میں بموجب احادیث کے پانی آتا ہے ایک جنت کی ہر سے اور وہ ہر خاص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے اور اسکا چوران ایک مہینے کے رستے کے برابر
ہے اور کناروں پر ایسے نیلے موتیوں کے اندر سے خالی تھے ہولے کھڑے ہیں اور آنچو کے
سونے اور باندی کے تھانے تارون کے مانند اس ہر کے کناروں پر چھنے ہیں اور گرداگرد

اس شہر کے درخت لگے ہیں جنکے پٹین سنہری اور شافین زردی اور لکڑا اور تیر اور کھسکے موتی اور
 یاقوت ہیں اور مٹی ہلکی شکر کے زیادہ خوشبودار ہے اور پانی اسکا شہدے میٹھا اور دودھ
 سفید اور برف سے ٹھنڈا ہے جو کوئی ایک گھونٹ ایک بار اس سے پیئے لذت اور مزہ اسکا کبھی
 نہ ہوئے اور نہ کبھی اسکو پیاس لگی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا جانتے ہو تم کیا
 کوثر پیر فرمایا کہ حقیقت وہ بہر ہے جنت میں وعدہ کیا ہے میرے رب نے جھکو دیکھا، علی کہیں
 واشتد بیا صفا من اللبیب وابر دمن الہیم والین من الزبد وفي السحریٰ حوضی ما بین صنعا والی الیہ
 علی احدی ندوایہ ابو بکر و علی النبیۃ عمر و علی ابن اللہ عثمان و علی الرابۃ علی من الفض و ہند
 منہم لم یبق الاخر **روح البیان** ۵ **فصل لریک** پیر غار پڑ اپنے رکے واسطے
 ایسی ٹہری نعمت کے لئے ہیں ہر چند کہ شکر کے مقام پر جو عبادت کرے مقبول ہے لیکن یہ غار
 ایسی عبادت ہے کہ دنیا میں بنو نہ کوثر کا ہے یعنی مناجات پر دروکار کی جگہ سے زیادہ سیڑھی
 انوار عبیدہ کہ اس میں چلتے ہیں دو ذہن سے زیادہ سفید ہیں اور وہ یقین کر لے حاصل ہوتا ہے برف
 سے بھی زیادہ سرد ہے اور جو لطف اور شکر کے چین نماز پڑھنے والے پر نازل ہوتے ہیں مکہ سے
 بھی زیادہ نرم ہے اور سن اور آداب اور سکون گاہ ہے ہوسٹے ہیں اور وہ یقین اور زندگی معنوی کے
 سرسبز کی نشان دہی وہ مانند درختوں زمر کے ہیں اور ذکر اور تسبیحات کہ ہر رکن میں مقرر ہے
 مانند چاندنی سونیکے برتنوں کے ہیں کہ محبت الہی کی شراب گھونٹ گھونٹ اوسنے باطن میں
 جاتی ہے اور شوق کے پیاس کو تسکین بخشتے ہے اور اس گاہ پر لریک فرمایا لکڑ فرمایا تاکہ اسکا
 اشارہ ہو کہ وہ شکر کہ مناسب مرتبہ بزرگی اس ذات پاک کی ہے کسی شہرے اور انہیں
 ہو سکتا اور انتہا پر لریک کے شکر کی جگہ سے کہ مقابل مرتبے ربوبیت اللہ تعالیٰ کے ہو نہایت
 اس شخص کے اور جو حوض کوثر کو بدلے میں فرزندوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمایا
 ہے تو لازم ہوا کہ ایک اور شکر فرزند دینے شکر انیکے قسم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 طلب کرین اسلئے فرمایا کہ **والتحیٰ** یعنی قربانی کر جیسے کہ فرزند عطا ہونے کے بعد عقیقہ کو
 قربانی کرتے ہیں اور حقیقت خور اور ذبح کی یہ ہے کہ شکر لے کے مقام میں مال اور جاہ کا اور
 دوسرے مرغوب چیز و سخا خراج کرنا معمول سب آدمیوں کا ہے اسلئے اس شہریت میں جاننے
 کے عوض میں ذبح کرنا جانور کا مقرر ہوا ہے تو ظاہر میں مال دینے کی صورت اور حقیقت میں
 حقیقت جان دینے کی ہوئی اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ آپ کو یا اپنے سے ٹھوکیا اپنے غلام کو
 ذبح کرنا اس شہریت میں جائز نہیں ہے ہلکا جان آدمی کی کسی ملک نہیں ہوتی سوائے خدا
 اسلئے مار ڈالنا غلام اور لونڈی کا اور انہیں ہے ملک آدمی کی آدمی پر صرف ملک اور
 منافع اور کمائی پراوکی ہوتی ہے پھر جس آدمی سے اوسکی لونڈی یا غلام کی جان طلب کرے تو اس
 حکم کی تابعداری سوائے اسکے کہ جان کسی جانور کی جو خاص اوسیکا پلا ہوا ہو کسی مار و مکی

چارہ اور علاج نہیں ہے اور یہی ایک نکتہ اور یہی ہے سمیات میں کہ قربانی سوائے چار قسم کے جائز نہ
 کسی اور درست نہیں ہے ایک اونٹ دو سے کھائے تھے یہی چوتھے بکری کہ حقیقت میں نفع لینا
 آدمی کا لینے چار قسم سے ہے جیسے کہ دودھ دہی سوار ہونا بوجھ لانا کھیت کرنا گل پانا
 بخلاف دوسرے جنگلی جانوروں اور زندوں کے کہ یہ بات اور عین نہیں پائی جاتی ہے
عن یزید وغیرہ قلنا فی فصل لربنا انھن اے وائے کہ وہاں ہمارے
 بعد اعلیٰ ما قبلہا والام حقیصا صیۃ وانی فی اللہ کا لہجہ فی جملتی اور نہ کہتے ہیں نیزہ مارنے کو
 اونٹ کے سینہ میں اور نہ کہتے ہیں بکری اور مانند سکیلی گلا کاٹنے کو چہرے یا مانند سکیلی
 پس اونٹ کو خر کرنا اولیٰ ہے اور بکری اور مانند سکیلی کو نہج کرنا اولیٰ ہے اگر نہج کرے اونٹ
 اور نہج کرے اور جانور کو حلال ہے مگر وہ بھی نہیں ہے لیکن مستحب ہے اور ایک قول میں
 مکر وہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ طرف گئے ہیں کہ اونٹ کو نہج کرنا اور بکری کو نہج کرنا حلال
 نہیں اور گائے میں حد دو دنوں طو سے حاصل ہوتی ہے اب اس مقام پر ایک مسئلہ
 نہج کا کہ کس جگہ سے نہج کیا جائے تحریر کرنا مناسب معلوم ہوا لہذا روایت فقہائے اہل نقل کیا جاتا ہے
 لیکن قرین فہم کے قول امام ستغنی کا صحیح ہے اور قول زلیعی میں احتیاط ہے خوف وقوع
 حرمت کے اور وہ روایات یہ ہیں اور نہج کرنا اور نہج کے نزدیک فقہاء کے خلاف ہے لیکن
 ظاہر جان ہے بیچ قواعد ستغنی کے آیا ہے کہ پوچھے گئے امام ستغنی نہج بکری سے کہ باقی
 ہے گرہ حلقوم کے متصل سینہ کے آیا کیا جاوے ایسا جانور یا نہیں کھا یہ قول عوام کا ہے
 معتبر نہیں اور جانور سے کہا نا اوسکا برابر ہے کہ باقی رہے گرہ متصل سینہ کے یا سر کے لٹکے
 کہ نزدیک ہمارے معتبر قطع کرنا اکثر گوشت کا ہے اور یہ غایہ کے کہا ہے کہ یہ قول صحیح ہے
 اسلئے کہ اعتبار نہیں ہوتا گرہ کا اور یہ ایچے آیا نہیں دیکھا تو نے طرف قول محمد ابن حسن
 جو بیچ جاب صغیر کے کہا ہے کہ اندیشہ نہیں رکھتا نہج کرنا بیچ حلق کل کے ہنسل ہوا یا اوٹ
 یا اعلیٰ اور التفات نہیں کیا طرف عقدہ کے نہ بیچ کلام اللہ کے نہ بیچ کلام رسول کے بلکہ کا
 درمیان لبہ اور لہجہ کے ہے اور امام حافظ الدین بخاری فتوے دیتے تھے سات اس
 روایت کے اور بیچ بعض روایات کے فوق عقدہ کے نہج کرنا جائز نہیں ہے اور ایک روایت
 سے متفق جیسا کہ ہم شیعہ وقایہ وغیرہ اور نہج کیا ہے اس روایت کو زلیعی نے کہ اگر نہج
 کیا ساتھ اس حیثیت کے کہ باقی رہے گرہ حلقوم کے متصل سینہ کے تو پا بانہ جانور کا قطع حلقوم
 اور مرکا اور صحابہ ہمارے رحمہم اللہ نے مشہد کیا ہے قطع اکثر گوشت ضرور ہے قطع
 ایک کا انہوں نے نزدیک کل کے پس جو وقت کہ نہ رہے گرہ حلقوم کے متصل سر تو حاصل
 ہونگا قطع ایک کا انہوں سے پس کھا یا نہج و یگا بالاجماع اور تائید کرتا ہے کہی جو کہ نہج
 وغیرہ کے ہے اور بیچ فتوے اہل سمرقند کے ہے کہ اگر نہج کیا بکری کا تو قطع کیا فوق عقدہ

تو حرام ہے کہانا و سکا اسلئے کہ ذبح ہوا بیچ غیر صل اپنے کے تمام ہوا کلام زلیعی کا جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ مقام مختلف ہے اور واسطہ ہر ایک کے دلیل ہے جیسا کہ بیچ خزانہ لمہتین کے ہے اور جو کچھ کہ روایات مؤید ملت کو ہیں وہ فنادی قاضی خان اور سایہ اور غیاث وغیرہ میں ہیں اور صاحب کفایہ جامع رموز سے لایا ہے اذ لا باس بالذبح فی اہل حق کلمہ وعلاہ و ہلکۃ یعنی نہیں خوف ساہتہ ذبح کے بیچ حلق کل انکے کے اوپر اور کے اور بیچ او سکے کے اور بیچ او سکے کے اور بیچ کا فی کے لایا ہے اذ لا باس بالذبح فی اہل حق کلمہ لعولہ علی الصلوۃ والسلام یعنی تحقیق نشان یہ ہے کہ ہذا میں صل ساہتہ ذبح کے بیچ حلق کل انکے کے واسطے فرمائی رسول علیہ السلام کے اور بیچ خزانہ لمہتین کے بیو سے مروی ہے ان علی اہل حق و واسطہ و ہلکۃ فی ذاک سوا ذی یعنی او پر حلق کے اور بیچ حلق کے اور بیچ حلق کے ذبح کرنا برا ہے اور کھانا امام رستغنی نے اوپر عقدہ کے نوادہ ایسے تمام ہوا کلام برازیہ کا اور فرمادی ہے امام رستغنی رحمت اللہ سے بیچ نہایہ اور نہایہ اور کثیر بیچ اور ذکر کیا قوام الدین بنیہ الرحمۃ نے بیچ ہدایت البیان کے و چیز کے ذکر کیا او سکوا امام رستغنی نے وہ بیچ ہے اور ساہتہ اس روایت کے فتوے دیا ہے علحدہ جلد نے اور طبع کیا ہے امام اتقان نے اوپر اوس آوی کے کہ قومی دیتا ہے اوپر حرمت کے اور صاحب نہایہ لے کہا کہ تو فر دیتے ہیں شیخ ہمارے ساہتہ قول امام رستغنی کے اور کہتے ہیں یہ امام معتد ہے بیچ قول اذ علی کے پس حاصل کلام کا اس مقام میں یہ ہے کہ مدار ملت اور حرمت کا اوپر کٹنے اکثر رگون کے ہے پس زلیعی نے تصریح کیا کہ ذبح کرنا اوپر عقدہ کے میں حاصل نہیں بیچ قطع اکثر رگون کا اور امام رستغنی نے تصریح کیا کہ حاصل ہوتا ہے ساہتہ او سکے پس حیوت کتابت ہو ایک و ام سے تو حق ہر ہے و گرنہ مؤید باعتبار روایات کے ہے جو کہ ذکر کیا ہے امام رستغنی نے اور احتیاط اوس میں ہے جو کہ ذکر کیا ہے امام زلیعی نے و اللہ اعلم بالصواب کثر وغیرہ من کتب الفقہ اور تحقیق بعض کے نزدیک فصل سے مراد نماز عید قربان کی ہے اور غرضی مراد قربانی کر لے اور یہ قول مناسب ہے جسے اس حدیث مدینہ اور روایت ہے علیہ کے مراد فصل سے نماز فجر و نافہ کے ہے اور مراد غرض سے نماز کرنا بیچ منی کے مستطیصل علیہ وسلم راہر سید مذکور اگر کسی درویش بود و طاقت قربان ندارد و چگونہ کند تا ثواب قربان ابرا حاصل شود گفت چار رکعت نماز کند و ہر رکعت میں اربع الحمد خواند و یازدہ بار انا اعطیناک الکوثر بعد تہائی اور ثواب شصت قربان در دنیا دے ثبت کند کافی کشف الاسرار روح البیان قولہ تعالیٰ فصل لربک و اتخو کھا محمد بن کعب نے کہ مقرر ہے لوگ نماز پڑھتے واسطے غیر خدا اور قربانی کرتے واسطے غیر خدا کہ پس حکم کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ کہ نماز پڑھیں اور قربانی کریں واسطے اللہ عز و جل کے اور کہا حکمرانہ اور علماء و رقادہ نے کہ فصل لربک

لے کھانا یا سکا اسلئے کہ ذبح ہوا بیچ غیر صل اپنے کے تمام ہوا کلام زلیعی کا جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ مقام مختلف ہے اور واسطہ ہر ایک کے دلیل ہے جیسا کہ بیچ خزانہ لمہتین کے ہے اور جو کچھ کہ روایات مؤید ملت کو ہیں وہ فنادی قاضی خان اور سایہ اور غیاث وغیرہ میں ہیں اور صاحب کفایہ جامع رموز سے لایا ہے اذ لا باس بالذبح فی اہل حق کلمہ وعلاہ و ہلکۃ یعنی نہیں خوف ساہتہ ذبح کے بیچ حلق کل انکے کے اوپر اور کے اور بیچ او سکے کے اور بیچ او سکے کے اور بیچ کا فی کے لایا ہے اذ لا باس بالذبح فی اہل حق کلمہ لعولہ علی الصلوۃ والسلام یعنی تحقیق نشان یہ ہے کہ ہذا میں صل ساہتہ ذبح کے بیچ حلق کل انکے کے واسطے فرمائی رسول علیہ السلام کے اور بیچ خزانہ لمہتین کے بیو سے مروی ہے ان علی اہل حق و واسطہ و ہلکۃ فی ذاک سوا ذی یعنی او پر حلق کے اور بیچ حلق کے اور بیچ حلق کے ذبح کرنا برا ہے اور کھانا امام رستغنی نے اوپر عقدہ کے نوادہ ایسے تمام ہوا کلام برازیہ کا اور فرمادی ہے امام رستغنی رحمت اللہ سے بیچ نہایہ اور نہایہ اور کثیر بیچ اور ذکر کیا قوام الدین بنیہ الرحمۃ نے بیچ ہدایت البیان کے و چیز کے ذکر کیا او سکوا امام رستغنی نے وہ بیچ ہے اور ساہتہ اس روایت کے فتوے دیا ہے علحدہ جلد نے اور طبع کیا ہے امام اتقان نے اوپر اوس آوی کے کہ قومی دیتا ہے اوپر حرمت کے اور صاحب نہایہ لے کہا کہ تو فر دیتے ہیں شیخ ہمارے ساہتہ قول امام رستغنی کے اور کہتے ہیں یہ امام معتد ہے بیچ قول اذ علی کے پس حاصل کلام کا اس مقام میں یہ ہے کہ مدار ملت اور حرمت کا اوپر کٹنے اکثر رگون کے ہے پس زلیعی نے تصریح کیا کہ ذبح کرنا اوپر عقدہ کے میں حاصل نہیں بیچ قطع اکثر رگون کا اور امام رستغنی نے تصریح کیا کہ حاصل ہوتا ہے ساہتہ او سکے پس حیوت کتابت ہو ایک و ام سے تو حق ہر ہے و گرنہ مؤید باعتبار روایات کے ہے جو کہ ذکر کیا ہے امام رستغنی نے اور احتیاط اوس میں ہے جو کہ ذکر کیا ہے امام زلیعی نے و اللہ اعلم بالصواب کثر وغیرہ من کتب الفقہ اور تحقیق بعض کے نزدیک فصل سے مراد نماز عید قربان کی ہے اور غرضی مراد قربانی کر لے اور یہ قول مناسب ہے جسے اس حدیث مدینہ اور روایت ہے علیہ کے مراد فصل سے نماز فجر و نافہ کے ہے اور مراد غرض سے نماز کرنا بیچ منی کے مستطیصل علیہ وسلم راہر سید مذکور اگر کسی درویش بود و طاقت قربان ندارد و چگونہ کند تا ثواب قربان ابرا حاصل شود گفت چار رکعت نماز کند و ہر رکعت میں اربع الحمد خواند و یازدہ بار انا اعطیناک الکوثر بعد تہائی اور ثواب شصت قربان در دنیا دے ثبت کند کافی کشف الاسرار روح البیان قولہ تعالیٰ فصل لربک و اتخو کھا محمد بن کعب نے کہ مقرر ہے لوگ نماز پڑھتے واسطے غیر خدا اور قربانی کرتے واسطے غیر خدا کہ پس حکم کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ کہ نماز پڑھیں اور قربانی کریں واسطے اللہ عز و جل کے اور کہا حکمرانہ اور علماء و رقادہ نے کہ فصل لربک

مرد خدا ترانہ غیر قربان ہے اور خرسے قربانی کرنا اور کھاسید بن جبر اور مجاہد سے مراد فصل لکھا
صلوات معروضہ میں مرد فلعہ میں اور مرد سحر سے ذبح کرنا بد کا منی میں اور سیماں سے لے لکھا
کہ مرد سحر سے اوٹھنا دو نوٹن ماہتہ دعائیں سحر تک کہ ہے اور روایت ہے حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے کہ مرد سحر سے اس مقام پر وضع المیزین فی الصلوٰۃ علی الخ و اس طرح
روایت ابن عباس سے بھی آئی ہے معاً و روح البیان و حسنه و حد
و عنیره کا سوال حقی جوزاف کے بیچے ماہتہ باندھتے ہیں اس پر کیا دلیل ہے
جو اب تیسرے الوصول کے دو سو چھیسویں صفحہ پر مذکور ہے عن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ عن علی
رضی اللہ عنہ عن علی رضی اللہ عنہ قال ہنہ وضع الکف فی الصلوٰۃ و یضعہا تحت السترۃ
اخیرہ زین روایت ہے ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مقرر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنت ہے
ماہتہ رکھنا غازیں اور رکھنا اونچا نیچے ناف کے نیچا لاکھو زین نے اور احمد اور ابوداؤد
اور طے اور بیہقی کے روایت میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا السنۃ و وضع
علی الکاف تحت الشترۃ یعنی سنت ہے رکھنا ماہتہ کا دوسرے ماہتہ پر نیچے ناف کے
اور بحر الرائق میں ہے عن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ عن علی رضی اللہ عنہ قال ثلث من سنن المرسلین و
ذکر من جملتها وضع الیمنی علی شمال تحت السترۃ یعنی تین چیزیں ہیں پیغمبروں کی
سنت سے اور بیان کیا ان تین سے رکھنا دھنہ ماہتہ کا بائیں ماہتہ پر نیچے ناف کے
اور ہایہ اور کفایہ اور غایہ اور کافی وغیرہ میں بھی اسی مضمون کی حدیث ہے صرف
لفظ میں اختلاف ہے اور مضمون میں اتفاق **اَنَّ سَتَانِیْکَ هُوَ الْاَبْتَرُ** تحقیق دشمن
تیرا وہی ہے جو بیکار لفظ ابتر کا عرب کے معنی لاج اور مجاہدین اس شخص کے معنی
بولتے ہیں کہ نسل اس کی باقی نہ رہے اور ذکر خیر اس کا جاری نہ ہو اور اس آیت میں اشارہ
اسی بات کی طرف ہے کہ نسل ظاہری اور باطنی تمہاری قیامت تک باقی رہے گی
اور تمہاری امت منبروں اور مناروں پر چڑھ کر تمہارا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے
ساتھ پکارا کرے گا اور پانچویں وقت نماز میں اور سوائے اسکے پھر درود بھیجا کرے گا اور
تمہاری محبت میں جان بازیان کرے گا اور ہزاروں عاشق تمہارے نام کو اپنا لفظ
کرے گا ہر سال تمہاری قبر کے زیارت کو دوڑیں گے پس ذکر خیر تمہارا اس قدر جاری رہے گا
اور دشمن تمہارا ایسا نام ہوگا کہ کوئی نام بھی نہ لے لے گا مگر لعنت کے ساتھ تحقیق
ابتر دشمن ہے تمہارے عزیز **یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا** **قَوْلَ الْغَالِبِ** **هُوَ الْاَبْتَرُ** بولندہ
الاعقب لا حیث لا یجی نہ نسل لاجس ذکر و امانت فیتقرز یتیک و حسن صیک و انار
فضلاک الی یوم القیامۃ انا مقتدر تو تاحشر متصل ہضم سیاہ روی تو بی حاصل محفل
اور کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت کو باپ واسطے مومنین کے پس وہ پیچھے آجے قیامت تک

زمین کے اور نزول اس سر تک وقت صبحی کے بعد قیولہ کے ہو اسے واما علم بالصواب (روح
 البیان وغیرہ) سورۃ الکفرین یہ سورۃ مکی ہے اس میں چہرہ تین اور چہرے
 کلے اور تین نوے حرف ہیں اور اس سورت کو سورۃ کافرون ہوا سٹے کہتے ہیں کہ اس سورت
 کے مضمون میں کمال جدائی ہے مسلمانوں اور کافروں میں عبادت کے مقدمے میں ہے
 واسطے سب پیدا کئے گئے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ
 کہہ دو تو نے مجھ کو اسے کافروں اور نزول اس سورۃ کا کہے کہ ایک جماعت قریش کی کا وہ
 جیسے ابو جہل اور عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ اور اسود بن عبد یغوث اور ابو دھنہ
 حضرت عباس کی زبانی پیغام پہنچا کہ تم ہمارے معبود و مکی تا بعد اسی کرو اور میرا کہو اور اللہ
 تعالیٰ کی درگاہ میں او کی شفاعت کا اقرار کرو تو ہم ہی تمہارے معبود کی بزرگی کے قائل
 ہوں اور اسکی عبادت کریں حق تعالیٰ نے او کی سہابت کے جواب میں یہ سورت پہنچی اور پھر
 خدا کا ہے اور خدا چھ قسم پر ہے خدا صبح چنانچہ یا ایہا الذین آمنوا اور خدا مذمت چنانچہ قل یا
 ایہا النکاح فزون اور خدا رحمت چنانچہ یا عبادی الذین نہر فوا اور خدا وحشت چنانچہ فوا واما
 ربہما لا یھکما اور خدا نسبت جیسے یا بنی آدم یا بنی اسرائیل اور خدا جنسیت چنانچہ یا ایہا النسا
 اور خدا علامت چنانچہ یا آدم یا ابراہیم یا داؤد اور خدا کرامت چنانچہ یا ایہا النبیا اور اس
 امت مرعوبہ کو یہ چہ اور اسے مقام پر قرآن شریف میں بکرمیت یعنی یا ایہا الذین آمنوا
 کے ساتھ بکارا ہے بخلاف اور امتوں کے کہ انبیا الما و بطین کر بکارا ہے عمر بنی و عہد
 لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ یعنی میں پوجتا ہوں
 میں اس چیز کو جسکو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو اس چیز کو جسکو میں پوجتا ہوں میں خدا
 کو تم اپنے معبود و مگو صفات الہی کا مظہر جا بکر پرستش کرتے ہو لیکن صفات الہی کا مظہر
 مخلوقات میں موافق او کے استعداد کے فراخی کے ہے اور کوئی مخلوق سہابت کی لیا
 نہیں کہتے ہے کہ صفات الہی کا حد اس میں ظہور فرماوین والا وہ مخلوق مخلوق نہیں
 اور اگر اوں مظہر میں کمال ظہور کا عتقا در کہتے ہو تو حقیقت میں اس عتقا دے
 صفات الہی میں نقصان لازم آتا ہے تو کسی طرح سے ذات الہی معبود و تباری نہیں ہے
 وَلَا اَنَا عٰبِدُکُمْ مَّا عٰبَدُوْکُمْ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْکُمْ مَّا اَعْبَدُوْا اور نہ میں
 پوجنے والا ہوں اس چیز کو جسکو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجنے والے ہو اس چیز کو جسکو
 میں پوجتا ہوں یعنی میں عبادت کرتا ہوں ہمارے الہیہ کو اور تم عبادت کرتے ہو صورتوں کو
 لکھو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَکُمْ مِیْثَاقٌ مِّنْ اللّٰهِ اِنْ تَعْلَمُوْنَ کہ تم لو کہ ایمان لائے
 اور شہادہ نہیں ہے پس یہ دونوں دین نہ مہول میں مشارکت کہتے ہیں نہ فرد میں
 اور نہ تافہل کی صورت میں اور اس مضمون کو مکرر لانا محض سنیواسٹے ہے کہ مشرکین

دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ ہیں کہ اپنے محبوب و خوشو صفات الہی کے کمال کا مظہر عقائد کرتے ہیں اور ان کے عبادت کو خدا کی عبادت جانتے ہیں اور دوسرے قسم وہ لوگ ہیں کہ غرض ان کو ایسا سمجھنے کی عبادت ہے لیکن صورت کے پردہ میں اور اہل حق کے نزدیک یہ دونوں مردود ہیں پس ان دونوں کی لغتی کے واسطے اس عبارت کو مکرر فرمایا ہے اور بعضوں نے حال اور استقبال پر جولا اعبود لانا عابد کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے اور ایک جماعت نے حال اور ماضی کی لغتی پر کافرون کی طرف سے جو ماعت بعد و ماعت کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے حل کیا ہے۔ بالکل محتمل یعنی ان سے منع کیا جاتا ہے کہ وہ عبادت کر سکتے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے تو گویا چوتھائی قرآن پڑھا اور تفسیر کو اشش میں لایا ہے کہ اگر اس سورت کو اور سورہ خلاص مستفیض کہتے ہیں اور جو کوئی کہ اس سورت کو اور سورہ خلاص کو پڑھے گا تو کفر اور نفاق سے پاک رہے گا اور سنون ہے کہ فجر کی سبت کے اول رکعت میں اس سورت کو پڑھے اور دوسرے رکعت میں قل ہو اللہ احد کو اور شہور یہ بات ہے کہ یہ سورۃ منور ہے حق کی آیت ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ منور نہیں ہے اس لیے کہ اس سورت کا مضمون مسلمانوں اور کافروں دین کے کمال جدائی اور فرق کے بیان میں ہے نہ یہ کہ کافروں سے بالکل بے اعتنا نہ کرنا بلکہ مسلمانوں کی دین میں جہاد اور قتال ہیں داخل ہے پس منور ہونا اس کا مقابل کسی آیت سے کسی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیچ قرآن کے کوئی سورت نہیں کہ اوپر شیاطین کے سخت تر ہو سوائے اس سورت کے اس لیے کہ اس سورت خاص توحید اور برائت شرک کا بیان ہے فمن قتلہ با برئ من اللہ ترک و بقا عند مدۃ الشیطن و امن من الفرغ الاکبر وہی تعدل ربع القرآن یعنی پس جو شخص پڑھے اس کو برکت ہوتا ہے شرک سے اور دور ہوتا ہے اس کے سرکین شیطان اور اس میں ہوگا گہرا ثقیامت کی سے اور یہ سورت برابر ہی ثواب میں تہائی قرآن کے اور بیچ حدیث کے ثابت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کرو تم اولادِ نبی کو واسطے پڑھنے قل یا ایہا الکفر دن وقت سونے کے پس نہیں پیش آویکے اوکو کوئی شے خوف اور جو لفظ نکر کو پس پڑھے یہ سورتیں پانچ یعنی قل یا ایہا الکفر دن اور اذا جاز نصر لہ و قل یا ایہا احد اور قل اعوذ برب افلق اور قل اعوذ برب الناس پر پڑھ لے کہ کو سالم اور غام و ہد علم الصواب ۵ معامد عزیزی روح البیان ۶ سورۃ النضر یہ سورۃ مدنی ہے اور اس سورت کو سورۃ فتح بھی کہتے ہیں حسین تین آیتیں اور انیس کلمے اور اناسی حرف ہیں اور اس سورت کو سورہ تود لید بھی کہتے ہیں اس لیے کہ اس سورت کا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے نزدیک ہونے کی خبر

دینا ہے اور امت کی رخصت کر دیا حکم ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِذَا حُكِمَ
 لِنَصْرِ اللّٰهِ وَالْفَتْحِ ۝ جَبَّ كُنُوزُ مَدَدِ اللّٰهِ اِذَا حُكِمَ لِنَصْرِ اللّٰهِ وَالْفَتْحِ ۝ جَبَّ كُنُوزُ مَدَدِ اللّٰهِ اِذَا حُكِمَ لِنَصْرِ اللّٰهِ وَالْفَتْحِ ۝
 فتنہ فتنہ کا ذکر کرنا نصرت کے بعد اشارہ سہابت کی طرف ہے کہ فتنہ ہر مرتبے میں فرع اور تابع نصرت
 کے ہے اپنی ستم شہروں کی اور تنہا نون کی کفار پر نصرت پانے کے تابع ہے اور ستم احوال میں
 کی اور مقامات علیہ کے تابع ہے نصرت پانے سے لغز اور شیطان پر پس نصرت اشارہ ہے
 اوائل درجہ کے مرتبہ کی طرف اور ستم اشارہ ہے انتہا اور کمال کے مرتبہ کی طرف گویا وہ کہتے
 کہ نقصان سے تحال کی طرف شروع ہوئی تھے انتہا کو پہنچے وَذَکِیْنَتِ النَّاسِ یُدْجِلُوْنَ
 فی دین اللہ افواجاً ۝ اور دیکھو کیا تو لوگوں کو یمنی عرب کو داخل ہوتے ہیں دین میں
 اللہ کے گروہ کے گروہ ہر چند کہ شروع نبوت سے لوگ اس دین میں داخل ہوتے رہے لیکن
 ایک ایک دو دو اور فتنہ مکہ کے بعد بڑے بڑے ملک اور شہر کفار کے قبضہ میں آئی اور نون اور
 وسوین سال میں غلبہ کا رجوع ہوتا اور پہلے درپے آنا اسلام میں گرد و مہون اور تعلیوں کا
 ظاہر مہو اچھا بچہ بنی ہند اور بنی خزارہ اور بنی کنانہ اور بنی مرہ اور بنی ہلوان اور بنی ام حبیب
 اور دارم اور دوسرے قبیلہ کہ تمیم اور عبد القیس کے اور بنو ہنلی اور مین اور شام اور عراق کے لوگ
 اطراف وجوب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور مین سے بعضوں نے
 لغز اور شیطان کے جہاد پر اور بعضوں نے کفار اور منافقوں سے جہاد کرنے پر نصرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے کمر باندھے اور تیار ہو گئے اور چار یا کر بار ابتدا لے
 نبوت سے اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اور خدا کے راہ کے رفیق اور مشورہ
 دینی میں اور مدد گاہ میں ہر مقدمے کے دل جان سے حاضر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طور
 اور وضع ابتدا نبوت سے انتہا خلافت تک کما حقہ دریافت کئے تھے پس اس حالت میں
 آنحضرت کے وجود شریف کی ضرورت نہ رہی تھی اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نزدیک اصل آپہنچے اور انکو امور دوسری چیز کی طرف فرمایا تسمیہ بچوں دینا کہ استغفر
 پس پاکی بول اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور گناہ بخشوا اس سے ف اور یہ اشارہ ہے کہ انکو
 ہے کہ جب عارف بتکلیف کے مرتبے کو پہنچا اور ہر طرح کے لوگ اوکے تابع ہوئے اور انکے
 ہستہ دین نقصان اور کمال میں بہت تفاوت رکھتے ہیں تو اوکو ضرور چاہیے کہ انکو
 تکمیل کے واسطے طلب بخشش کی کرمی کہ وہ سب امتداد و حملہ کے نقصان اوکے استماع کے
 سبب قیامت کے دن اسکے کمال استقلال کی طرف کنج جاوین اور یہی حقیقت ہے غفلت
 کی اور اس سورت کا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے نزدیک ہونے پر خبر دیتا ہے اور
 امت کی رخصت کرنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انبیا و سننے وہ کام جو دنیا میں اونکے
 ہونے پر منوقوف تھا سر انجام پا چکا تو جائز اچار اوکو رجوع الی اللہ اور داخل ہونا عالم ارواح میں

ضرور ہوا اس واسطے کہ یہ عالم فانی ہوا کہہ درودوں کا اور تمام کا۔ یہ رہنے کی حاجت
 اس قسم کی ارواح مقدس کی نہیں ہے فقط ضروری کاموں کی تدبیر کے واسطے انکو اس ناقص
 گھر میں نازل کرتے ہیں اور ضرورت کی قدر انکو بیان کھتے ہیں اب معلوم کیا جا رہے کہ
 وجود ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا میں کون کون سے ضروری کاموں کے
 واسطے تھا اور وہ ضروری کام کب سرانجام کو پہنچے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سچے
 دین میں غفل ڈالنے والے اور سیدھی راہ سے ہر کانے والے چار چیزیں ہیں اول نفس
 دوسرے شیطان تیسرے کفار جو شوکت اور حکومت رکھتے ہوں چوتھے منافق و بدعات
 کہ چپے چپے لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈالتے ہیں اور اگلے انبیاء نفس اور شیطان کے شر اور
 دوسرے کو دفع کرنے کیو، بسطے مبعوث ہوتے تھے اسلئے کہ شران دونوں خاص شرون کی
 جڑ ہے اور کفار اور منافق ہی ابداً ان دونوں کے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کرنے پر
 ان چاروں چیزوں کو دفع کرنا علیہ علیہ منظور ہوا اس واسطے جو کئی اور چاروں ملک گیر
 اور مسعودوں اور باغیوں کی تہذیب کا طریقہ اور عدوان اور تعزیر و سزا جاری کرنا بدکاروں پر شکنے
 دین کی اصل میں داخل ہوا ہے اور اس شریعت کی صورت بادشاہت کی صورت پر ہوا
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء سے بعثت سے درجہ بدرجہ نبوت کو ترقی دیکر خلافت کبریٰ کی
 انتہا کو پہنچایا اور جب اس کام سے فارغ ہوئے تو انکو اپنے حضور میں بلوایا اور قرین کر کے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافت کا زمانہ تھا چار یاروں نے کہ اس امت کے خلیفہ
 قاعدے خلافت کے جاری کر کے ایک دستور العمل و مجملو کے واسطے چاروں نے عزمی
 معا و عہدہ **اِنَّ كَانَ تَوَابًا** حقیقی و بڑا بخشنے والا ہے انھوں
 کے حق میں اور تجلیل رحمت کی فرماتا ہے پس اُس کو بعد میں ہے کہ تیسری بعد از انکو تیسرے
 عظیم کامل سے کامل کر دے اور یہ سورت سب سورتوں سے چھبلی ہے اس کے بعد کو
 سورت نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نازل ہونے کے بعد ہمیشہ یہ عازبان پر
 جاری رکھتے تھے سبحانک اللہم وبحمک لک الحمد اغفر لی اور یہ ہی منقول ہے کہ آپ کے چچا
 حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب یہ سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تو رونے لگے لوگوں نے
 پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ میں اس سورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر
 سنا ہوں عزمی لکھ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے علیہ السلام اکثر
 پڑھتے قبل موت اپنے کے یہ دعا سبحانک اللہم وبحمک استغفرک اتوب الیک اور جو کوئی پڑھ
 اس سورت کو تین بار پڑھے اللہ تعالیٰ درجہ بخشنے اور سکون فح کے کا واللہ اعلم بالصواب
سورة الحب یہ سورت مکی ہے میں پانچ آیت ہیں اور بیش کلے اور کیا میں حرف
 کہتے ہیں کہ جب آیت **والذین یزکون** الاقرین نازل ہوئی یعنی ڈرا تو لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں

اچھڑا دیک کے کہنے کے لوگوں کو رہت حضرت صلعم نے ہمارے صفا کے چڑھ کر بکارا کہ سرور قریب
 اور اسے ہٹا راف میری قوم کے اویہ آواز مستکرب و نیش اگر جمع ہوئے ت حضرت صلعم
 نے فرمایا کہ اگر میں کہوں تمکو جو اس ہمارے پیچھے سے ایک قوم نقل کر تم سبکو قتل کر دیتے
 تم اس میری بات کو سچہ جانو گے یا نہیں سب نے کھا کہ تو کہی جو وہ نہیں ہوتا ہے جو چہ
 خبر دیکھا ہم سچہ جانتے کہ ہر حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں تمکو در اتا ہوں آگ کی سختی سے جو
 قیامت کی ہے اوسدن کا عذاب سخت ہے اوسپر دو میرا کھانا ملے گا پھر ڈرو تم اوس
 دن کے عذاب سے اور ایساں لاؤ مجھ پر ابو لہب جو چاہتا ہے حضرت صلعم کا اوسنے یہ بات سنکر
 بہت برا کھا اور بے ادبی کی اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک پہر دو دن ہاتھ سے لیت حضرت
 صلعم کے پیٹ پر مارا جیسے کہ حق تبارے ابو لہب کے حق میں فرماتے **لَسْمَ اللّٰہِ الْکَلْبِ**
تَبَّتْ لَکَ الْاَبْرُؤُ الْکَلْبُ **وَتَبَّتْ** **طُؤْیُہِ** اور گریو دو نو ہاتھ ابو لہب کے کہ نام اسکا علیہ
 تھا اور وہ سوتیلایا چلا حضرت صلعم کا تھا اس سورت میں اس غصت کو کینت کے ساتھ یاد فرمایا
 باوجود اس بات کے کہ کینت عرب کے نزدیک عذیبہ بظہیم کا ہے دو بطور سے اول تو کینت
 نام ہلکا عبد الغزی تھا اور چہ نام فکر کا ہے اور اہل توحید کے نزدیک یہ نام مکروہ ہے
 دوسرے یہ کہ اسکی کینت اوسکے دوزخ سے ہونے پر دلالت کرتی ہے اوسنے ابو لہب
 آگ کے شعلے کو کہتے ہیں رچیدہ آگ کے باب نے اوسکے چہرہ کی دھک کے سبب جو
 آگ کے شعلے کی مانند تھے یہ کینت مقرر کی تھی لیکن حقیقت میں اُسکے دوزخی ہونیکا
 سبب ہوئی ابو لہب آخر عمر تک حضرت صلعم سے نہایت عداوت رکھتا رہا یہاں تک کہ
 یار مارا نیکو بلکہ شہید کرنے کو حضرت صلعم کے قصد کیا لیکن حافظہ حقیقی کی حمایت سے
 ہمیشہ اس غصت کے شر سے محفوظ رہے چنانچہ کتب سیر اور تواریخ میں مذکور ہے اب معلوم
 کرنا چاہیے کہ انسان کی نفس میں دو قوتیں ہیں ایک قوت علمی اور دوسری قوت علمی
 قوت علمی وہ ہے جسے جانتا ہے اور قوت علمی وہ ہے کہ جسے سبب نیک و بد کا نام اس سے
 صادر ہوئے ہیں جو دونوں ہوتے ہیں اشارہ ان دونوں قوتوں کی طرف ہے یعنی ہلاک ہو گیا
 اوسکا عمل اور اعتقاد اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں ہوتے ہیں نیک اور بد عمل مراد ہوں اور
 بد عملوں کے ہلاکی تو ظاہر ہے کہ ہر اہل لائے ہیں اور نیک عمل کی ہلاکی یہ ہے کہ کفر کے سبب
 نیک عمل نایاب بلکہ فائدہ گیارہ بعضوں نے ظاہر اور باطن کے علو میں قیاس کیا ہے اور بعضوں
 قوی اور ضعیف جانب پر جس کیلئے ہے اور یہ سب ہو سکتے ہیں **وَتَبَّتْ** اور ہلاک ہو گیا وہ
 آپ یعنی اس غصت کے اعتقاد وین اور علو کے ہلاکی اور خرابی اوسکی ذات کی ہلاکی کا سبب
 بڑے یہاں تک کہ کوئی سبب اوسکے درست کا باقی نہ رہا **مَا اَخْبَنِي عَنْهُ مَا کَانَ مَکِیَہِ**
 مجھ کا نام نہ آیا اوسکے مال اوسکا اور جو کچھ ایسا ہے نام و جاہ اور اولاد وغیرہ آپ اوسکے مال اور کسوا

بیان ارسلہ ہوتا ہے کہ یہ چہرین دنیا میں اسکو البتہ کچھ نفع کر سکتے ہیں لیکن آخرت میں بڑی
 امتیاز کا وقت اور اسے کا گھر ہے ہرگز نفع نہ کر سکیے اسلی کہ سیکھنے کا آزادانہ
 لکھنا پڑیگا ان میں میں مرئیے ساتھ ہے اسکو ان میں دلچسپی اور متانت قیامت کے آنے کا
 اور نئے واسطے نکرین کے بخلاف اور کافروں کے ذات لھب بڑے شعلے والے ہلکے کفار ہلکا
 اور وں کے کفر سے بہت زیادہ ہے پس سبب کہ حضرت صلعم کا شتے میں بہت قریب تھا
 چچا سوتلا تھا اور خصلتوں کی نمکونی اور بات کی سچائی اور امانت داری بو حضرت صلعم میں
 بچپن سے پائی جاتی تھی بخوبی واقف تھا پر باوجود ان سب باتوں کے نہایت دشمنی اور
 عداوت رکھتا تھا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اپنے دو لونبیوں سے
 جو عتبہ اور عتبہ نام تھا اور رقیہ اور ام کلثوم صاحبزادیاں اولادوں کے حکام میں تھیں کیا
 کر اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں کو عطا کر دو گے تو مجھے اسے کچھ علاقہ نہ بنے دو نوٹے
 باپ کے کہنے پر عمل کیا اور عتبہ نے روبرو کیے جانے کلمات بولے ادنیٰ کے کہے اپنے فرمایا
 اللہم سلط علیہم کلکاب یا اللہ اپنے کو تین سے ایک بنا ہر ملکہ کر دے آخر کو اسکو شام کے
 سفر میں شیرنے پہاڑ اعجاز میں **حیدر علی** اجماع میں سے کہ ابولہب لعین نے برف پر حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کی نبارت سنا خوشی میں تومیرا زاد کیا تھا ویسا ہی اور
 نبوت پر حضرت صلعم کے مبعوث ہونے کے نبارت سنکر کمال عداوت میں انواع اور قسم
 کی افواہیں پھیلائی پھر بنی کرم صلعم کے قائم ہوا پس ثواب تو یہ کی اندو کہ نیک سبب کفر
 وانکار کے بدل بدل ہو گیا اور لذت عذاب میں گرفتار ہوا و فکالی ماعلوا من
 عمل نجعلناہ ہباء منثورا اور ہم درپیش کریں گے اسے عمل کو جو انہوں نے کیا ہے
 پھر کر دینگے اسے عمل کو غبار پریشان اور بالتحصیل اس کا فرسے کوئی چیز خواہ مال ہو خواہ
 عمل نفع نہ دینے پر نص قاطع صاف دلالت کرتی ہے جیسا کہ فرمایا اسخنی عنہ لایع
 تغیر بعبادی میں کہا واکب کب وکسبہ مالہ من الثناج والارباح والوجاہۃ والاتباع اور
 علی الذی ظن انہ یفید یعنی کب اسکا یا جو چیز مال سے حاصل ہوتی ہے جیسے فائدہ اور نفع
 اور جاہ اور مرتبہ اور نوکر چاکر یا عمل اسکا جو سمجھا تھا کہ وہ اپنے کو نفع دیکھا اور کثافت میں
 کھا ہے کہ منقول ہے ابن عباس سے ماکب ولدہ جو کئی یا اسنے اولاد دیکھے اور منقول ہے
 قتادہ سے علی الذی ظن انہ منہ علی شے کفولہ تعالیٰ وقد منا الی اعواء یعنی عمل اسکا جو سمجھا تھا کہ
 یہی ایک شے ہے پھر جو مجوزین فضل مولد بنی علیہ الفاضل صلوات پر قصہ ابولہب کو نہ لانے
 میں کہ روز پر تخفیف عذاب کے ہوتی ہے اور ایسی ایسی اور روایتیں مفصل مولد میں پڑھے
 جانے تھیں اور پڑھنے والے اور سننے والوں کو سید باجنتین لیجا تے تھیں اور موضوع
 روایتیں پڑھ کر نہایت خوشی فراتے تھیں صاف خلاف نصوص قاطعہ کے ہیں ہلکے ابولہب

اور ایک جماعت چھے اور خال گانیو لوگنی اور ایک جماعت بابجے و ابنکی بیٹیتے ہے پھر روز بعد نماز عصر کے لیٹے قہہ میں داخل ہو کر راک راک گانیو لوگنا سنتا تھا اور چھے وغیرہ پیرنوش آوتا تھا اور نہ وناچتا نہ جانتا نہ تیج ابن خلکان میں مرقوم ہے اہماصل محب صاوق رسول صلو علیہ وسلم کو لازم ہے کہ تابع شیعہ سے کارہے اور ارتکاب بدعت سے بیاگے مگر راہ مفتی تقیہ بن ہوش شہر راہ سنت رو اگر خواہی طریقہ شیعہ کر سنن راہ بود سوار و سوار

اللهم انقصر اهلک المستقیم آمین امداد ابن خلکان اور منکر عمل مولد کے علما اکابر مذہب مالکی میں یہ من علامہ افاکہا لے ابو عبد اللہ بن الحجاج صاحب مدخل احمد محمد مصری صاحب قول معتد علی بن الفضل لمد سے ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد المجید تھمیر ابی بکر الخرمی صاحب البدع والحدوث اور علما حنبلیہ میں میں شمس الدین ابن القیم شرف الدین احمد صاحب تأویلات وغیرہ اور اکابر شافعی میں میں علاؤ الدین بن ابلش الشافعی صاحب شرح لمبعث والفتاویٰ فخر الدین خراسانی صاحب تاریخ انا مشعرا فی صاحب تہذیب و حکما امداد مذہب حنفی میں میں عبد الرحمن مغربی صاحب فتاویٰ تاضی شہاب الدین دولت آبادی صاحب تفسیر بحوالہ صاحب تحفۃ القضاۃ ابن لفظہ بغدادی شیخ احمد سرہندی مجددی الفناقی جبر علی افندی صاحب طریقہ محمدیہ ابن رجب افندی شافع طریقہ محمدیہ اور اگر سنانہ و لوگنا ہم غنی شاہ عبد العزیز وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کا لکھا جاوے تو کثرت سے ہیں (مگر ایک، فتوے علما نے دیکھ لی نقل کیا جاتا ہے الجواب) یہ کہ مجلس جماعت ان شہر دن میں ہے بدعت اور مکروہ ہے اسلئے کہ کوئی دلیل و دلائل شرعیہ یعنی کتاب اور سنت اور قیاس اور اجماع است سے اس کے ثبوت پر قائم نہیں ہے اور جو امر کہ ایسا ہو وہ بدعت سید اور نامشروع ہوتا ہے اور اس کے درجہ بدعت پیدا و نامشروع کا مکروہ ہے قال ابن الحجاج فی المدخل ومن جملة ما احدثہ من البدع مع حقنا و ہم ان ذلک من اکثر العبادات و انہا را شعائرا یفعلونہ فی شہر الریع الاول من المولد و قد احتوی ذلک علی بدع و محرکات لیستہ و قال تاج الدین الفاکھانی فی رسالۃ لا اہل لہذا المذہب اسلام فی کتابہ ولا سنتہ ولا نقل علمہ عن احد من العلماء الا لہ الذین ہم القدوة فی الدین استہکوا بانما لفظہ میں بل ہو بدعت اعدتھا البطلان و شہودہ نفس عینی ہذا الا کا لون استہکوا

محمد عبد الرب	حسبنا اللہ	محمد زبیر	قصور خوجہ	محمد قطب الدین	محمد قطب الدین
ابو یوسف	محمد عبد اللہ	محمد عبد اللہ	محمد عبد اللہ	محمد عبد اللہ	محمد عبد اللہ
عبد الحمید	محمد عبد اللہ	محمد عبد اللہ	محمد عبد اللہ	محمد عبد اللہ	محمد عبد اللہ
محمد بن یوسف	محمد بن یوسف	محمد بن یوسف	محمد بن یوسف	محمد بن یوسف	محمد بن یوسف

آپ کے ہم مطلب اعلیٰ پر اور ایں کا فرق کے عذاب کے زیادہ ہونے کے سبب ابون مین سے ایک پیچہ
 کے اسے محبوب کو اس کے روبرو جلادین کے سبب واسطے فرمایا ہے **وَاصْرُوتْ لَهُ** اور جو روٹنے کی طرح
 اسکی عداوت آنحضرت صلعم کے ساتھ جو روٹنے کے سبب سے زیادہ ہوئی تھی سبب عذاب میں اسکا عذاب
 کے لئے دیکھنے سے زیادہ ہوگا **سُحَابَةُ الْخَطْبِ** **فِي حَيْدٍ هَا حَيْلٌ مِّنْ مُّسْتَدٍ** اور ہائی
 والی ہے لکڑیوں کی اور اید مین کے گلے مین اسکی ہے وہی کجور کی چال کے یعنی اوس
 رسی سے بازہ کر دو زمین ڈالین کے اور نام اسکا ام حبلیہ کہ ابوسفیان کی بہن تھی
 کہ آنحضرت صلعم کی عداوت مین نہایت کوشش کرتی تھی یہاں تک کہ نبول کے کاٹنے
 اور دوسرے کیلئے درختوں کے گٹھے جنگل سے لاکر آنحضرت صلعم کی راہ مین ذات کو
 بلکیر دیتے تھی کہ صبح کو نہا کیواسطے جو مسجد الحرام کو تشریف لے جاوین تو انکے ہاتھوں
 چھین آخرا سی کام مین لگائی کہتے ہیں کہ ایک روز گٹھے کا ٹٹو کھا سر پر رکھا تھا اور اسکی
 رسی اپنے گلے مین خوب لپیٹ لی تھی اتفاقاً وہ گٹھا سکر ڈھک پڑا اور وہ رسی اسکی گلے مین
 پھنس گئی آخر اونی حالت مین گلا گٹھا کھر مگئی اور دوڑ چکا کندہ ہوئی والد علم تادوس
 سورت کا مضمون یہ ہے کہ ابولہب اگر پیہ زب اور مال اور جاہ اور ثروت اور ریاست کے
 سبب دنیا کے بڑے شرافت رکھتا تھا لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور مین
 حق کے انکار کے سبب ہلاکت ابدی اور دونوں جہان کی رسیا ہی ہو گئی
 ہوئی پس ہر شخص کو چاہیے کہ ان چیزوں پر یعنی حساب اور نسب اور مال اور جاہ پر مغرور
 اور رسم و راہ اللہ کی درگاہ کے مقربوں سے درست کرے یعنی نسبیاؤں کے انکار
 تو بد کرے اسواسطے آنحضرت صلعم نے اپنے پیوی حضرت صفیہ کو اور اپنے صاحبزادے
 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو بعد نازل ہونے اس سورت کے فرمایا کہ لا املک الاکم اللہ
 سخیایمین حضرت صلعم نے حضرت صفیہ اور حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے
 اپنا معاملہ درست کر کہو مین وہاں ہمارے واسطے کچھ نہیں کر سکتا **شعر بندگی**
یاد پیغمبر زادگی در کار نیست کہ درین رہ فلان بن فلان چیزے نیست **اللہم ابدانہ**
البتیم امین **عزیزی** **معاصی** **سورة الاخلاص** یہ سورت کی
 ہے اسین چار آیتیں اور پندرہ کلمے اور تینتالیس حرف مین یہ دینے صفت خدا تعالیٰ کی
 توحید مین دیکھتے ہتی اور جانتے تھے واسطے آزمائش حضرت صلعم سے پوچھا کہ تبارک تو
 خدا تعالیٰ کی کیا ہے اور کیونکر پیدا ہوا اور اسکا وارث کون ہے تب کہہ سورہ نازل ہوئی
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ** کہہ یہ محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پوچھنے والو تھو کہ وہ خدا تعالیٰ ایک ہے اکیلا ہے اپنے ذات مین **ف** اس جگہ پر
 معلوم کرنا چاہیے کہ آدمی کی معرفت کی انتہا حق تعالیٰ کی حقیقت اور کبر کے دریافت مین ہے

کہ جس پاک کے خواص کو جو اس ذات کو لازم ہیں دریافت کر لے اور پس حکیمہ اللہ تعالیٰ کی
ذات مقدس بسیط ہے یعنی جز اور کمرے اور میں باطن نہیں جاتے اور کسی علت کے معلوم
ہی نہیں ہے یعنی اس کے وجود کا کوئی سبب نہیں ہے اور ہر چیز کے دریافت کر نیکاً طریقہ
جہان میں چار طور پر منحصر ہے یعنی چار علتیں اس کی واسطے ضرور ہیں پہلے اس چیز
کا دیکھا دریافت کرنا یعنی اصل اس کی کیا ہے دوسرے اس کی صورت کا دریافت کرنا
کہ کس طرح کہے تیسرے اس کی علت کا دریافت کرنا چوتھے اس کے عرض کا معلوم کرنا کہ
یہ چیز کس کام کی ہے سو پہلے تینوں طریقے بیان ہو نہیں سکتے بیان اس کا یہ
کہ جیسے کسی شخص نے تخت کی حقیقت سے سوال کیا تو اس کا جواب چار طور سے
ہو سکتا ہے یعنی اس کے جواب میں چار چیزیں بیان کیجا و نیکی اول اس کے انیکو بیان
کرینگے کہ لکڑی کے تختوں اور لوہے کے میخوں سے بنا ہے اور اس کو علت مادی
کہتے ہیں دوسری صورت اس کی بیان کرینگے کہ چو کہو نہیں یا لہ ہے اور اس کو علت
صوری کہتے ہیں تیسرے اس کے بنا انیکو بیان کرینگے کہ بنائے نیا ہے اس کو
علت فاعلی کہتے ہیں چوتھے اس کے عرض کو بیان کرینگے کہ یہ چیز شینے کیواسطے
ہی ہے اور اس کو علت غائی کہتے ہیں سو حق تعالیٰ کے جناب میں پہلے تینوں طریقے ممکن ہیں
ہیں تو ضرور ہوا کہ جو ہتی پر کتھا گیا جاو لیکن جناب آپ کی پاکیزہ نگاہ بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ
پوری تمیز اور جدائی حاصل ہوئی پس اس کا لفظ عام غرض و نحو ثل ہے جو عالم کی
نسبت سے اس کی ذات پاک سے خیال کیجاتی ہیں جیسے خالقیت اور رازقیت اور
داد و دہش اور مبعود ہونا اور سوائے اس کے اس کو واسطے اللہ کے لفظ کو سہ ماہ اس سورت
کیا تو گویا یہ بات فرمائی کہ صفت اس کی یہ ہے کہ مبعود اور پدیا کر نیوالا اور بنا نیوالا اور
زرق و سینے والا اور زندہ کر نیوالا اور مار نیوالا ہے اور جو کچھ عالم میں ہے سب اس کے
علم اور ارادے اور قدرت سے ہے اور لفظ احد کا اس کو واسطے فرمایا ہے کہ شرکت خدا
کے نفی ہو یا جوے اللہ الصمد ۛ صمد کے معنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
نے فرمائی ہیں کہ صمد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں اور اگر ایسا
نہو تو محتاج کا سلسلہ منقطع نہو تو حقیقت میں اس ذات پاک کے خادموں میں سے دو
جزیریں یہاں ذکر کی گئی ہیں ایک احد ہونا اور دوسرے صمد ہونا اور باقی صفتیں اور ہنہ
دونوں صفتوں سے نفی ہیں لہٰذا کہ نہ جناب کے کہو اس پر ہے یعنی اس کی اولاد
ہیں وَلَمْ یُولَدْ اور نہ جناب کا ہے کسی سے وَلَمْ یَكُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ
اور نہ ہے اور نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے کوئی اس کے برابر کا شریک یا طرح بعضے علماء نے
کہا ہے کہ کہی شرکت عدد میں ہوتی ہے تو اس کے احد کے لفظ سے نفی فرمائی اور کہی

شرکت مرتبے میں ہوتی ہے تو اس کے معنی صد کے لفظ سے فرمائی ہے اور کبھی شرکت
نسب میں ہوتی ہے تو اس کو لم یلد و لم یولد سے معنی فرمائی اور کبھی شرکت کام اور
تاثیر میں ہوتی ہے تو اس کو لم یکن کہ معنوا احد سے معنی فرمایا اور اس سبب اس سوہ کو
انخاص کہتے ہیں کہ یہ سورت مسلمانوں کے دلوں کو حق کی معرفت کے واسطے خاص
کرتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ فرقہ باطلہ دنیا میں مانج میں ایک فرقہ دہریہ کا جو
کہتے ہیں کہ اس جہان کا پیدا کر نیوالا نہیں ہے آپ ہی آپ سبب جمع ہونے کے پیکر
خانہ بن گیا ہے سو مسلمان آدمی نے جو حق ہو کے لفظ کو اپنے زبان سے نکالا تو اس
باطل عقیدے سے اس کو جدائی و بیزاری حاصل ہوئی و دوسرا فرقہ فلاسفہ کا ہے جو
کہتے ہیں کہ جہان کا پیدا کر نیوالا تو ایک ہے مگر کوئی صفت نہیں رکھتا یعنی جتنا بڑا
کہ عالم میں پائی جاتی ہیں وہ آپ ہی آپ میں نہ اس ذات واحد سے اور مذہب ہندو بھی
یہی ہے جو جب مسلمان آدمی نے اس کے لفظ کو جو سب کمال صفتوں کی جامعیت پر
دلالت کرتا ہے نہ سے نکالا تو اس فرقہ بد کے عقیدے سے خلاصی حاصل ہوئی تیسرا فرقہ
شنتویہ کا ہے کہتے ہیں کہ سب عالم کا پیدا کر نیوالا ایک نہیں ہو سکتا ہے ہر کوئی پیدا
کر نیوالے جا ہیں چر جب مسلمان مرد نے اس کے لفظ کو اس کے معنی سے جانا تو
اس شرک سے نجات پائی جو تھا فرقہ گھراہوں کا اہل کتاب سے ہے جیسے یہود و نصاریٰ
حقاً دیکھتے ہیں کہ عالم کا پیدا کرنے والا دوسری مخلوقات کی طرح سے جو روا اور ولاد
بھی رکھتا ہے چنانچہ حضرت عزیز اور حضرت عیسیٰ کو حق تعالیٰ کے بیٹے اور حضرت یحییٰ
رضی اللہ عنہما کو جو روکتے ہیں اور جب مسلمان آدمی نے لم یلد و لم یولد لکھا تو اس عقیدے
بالکل پاک ہوا اور اسی قسم سے ہیں وہ تشبیہیں جو یہود اور نصاریٰ نے بادی تعالیٰ کے
جناب میں ایجاد کی ہیں اور اس جناب پاک کو دوسری مخلوقات کی طرح سے چیز و شے
محتاج جانتے ہیں سو ان تشبیہوں کے رد کی واسطے محمد کا لفظ جو تمام احتیاج کو نفی پر
دلالت کرتا ہے کافی ہے پانچواں فرقہ مجوسیو نکا جو کہتے ہیں کہ عالم کے دو خالق
ہیں ایک کا نام یزدان ہے اور جتنے اچھی چیزیں ہیں سب اس کی پیدا کی ہوئیں ہیں
اور دوسرے کا نام اہرمن ہے اور اس کو قوت تاثیر میں یزدان کے برابر جانتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ جتنے چیزیں تاریک اور ایذا دینے والی ہیں اور تمام بدیاں اور برائیاں اس کی
پیدا کی ہوئی ہیں اور جتنے یزدان کے شکر اور مہر میں کے شکر سے جگمگا رہتا ہے
سو کیسے یزدان غالب ہو جاتا ہے اور اس کا حکم جاری ہوتا ہے تو عالم میں بدلیاں غالب
ہوتی ہیں اور کبھی اہرمن کا شکر نہ دیکر رہتا ہے تو عالم میں برائیاں پھیل پڑتی ہیں سو اس
عقیدے کے رد کے واسطے لم یکن کہ معنوا احد کو آخر سورت میں لائے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی

مربک ہے نعمتی اور عقلی و قلبی اور روحی اور سرری الطیفوں سے اور نفس کی معرفت کی انتہا یہ ہے کہ وہ یقیناً نہ لگتا تھا کہ کوئی روایت کرے ہو سیکھ لیکن جس چیز کو شہرہ یا عصبیت قوت سے حاصل کرتا ہے تو ان دونوں حالتوں میں خالی نہیں ہوتا یعنی ایک ہی چیز سے وہ پیدا ہوا ہے یا عالم میں کوئی دوسرا جسمانی چیز اس کے برابر موجود ہے اور جو پروردگار کو سب موجودات سے اعلیٰ اور برتر جانتے ہیں تو لاچاران صفو تکلی اس سے نفرت کرنے پڑیں اور اس سے برتر عقل کا مرتبہ ہے اور اس کے معرفت کی انتہا صغیر العدم کا ہے یعنی اللہ ہی چیز ہے کہ احتیاج کا سلسلہ اسے منقطع ہو جاتا ہے اور وہ محتاج دوسرے بن نہیں ہوتا اس واسطے کہ سباب اور مسببات کا علم عقل کو دیا ہے عقل ہر چیز کو ایک سبب کا محتاج جانیتی ہے اور اس سبب کے دوسرے سبب اور پس سبب ہے کہ دین و دنیا کی تدبیریں کزناج عقل کا کام ہے سو وہ تدبیریں سباب کے ملاحظۃ توقف بین پس آدمی کی عقل کے دریافت کی انتہا اس ذات پاک کی حقیقت میں نام قدر ہے کہ وہ ذات پاک عالم سبب باندہ برتر ہے اور دل کی شان یہ ہے کہ کسی مشہور حالون سے ایک حال میں مستغرق رہے جیسے محبت اور خوف اور امید وغیرہ اور دل کے معرفت انتہا حد تک کام تیار ہے اور روح کہ عالم امر سے آئی ہے او فنی فی سن روحی کے خلعت سے سرفراز ہوئی ہے اسکی معرفت کی انتہا اپنے اصل کیفیت کنع بیجا ہے اور ہم ذات کی یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انس اور رحمت پا نا اور بعد جبکہ مراتب روض سے اوپر ہے سوائے موت مستقل کے نہیں جانا ہے اور اسکا علم وجود کی صورت کے دریافت میں منحصر ہے نہ سوائے اسکے سوائے صورت میں وہ معرفت جو کامل لطائف انسانی سے متعلق ہے ارشاد فرمائی ہے تاکہ ہر لطیفہ اس معرفت سے بہرہ ور ہو ایسے ہی کہا ہے کہ کلہ ہو کا عاشقان اور الدنویں کے واسطے ہے کہ اس ذات پاک کے ملاحظہ از سد یکسو مستغرق ہو گئے ہیں کہ سوائے اس قدر کے یعنی ہو کے لئے سامنے کچھ نہیں مانا اور کلہ المد کا غار فوکٹ نصیب ہے جو سب امون اوصفون میں اسکے چیمان کرنے میں اور ہر مرتبہ کے حکموں کو مجددا جانتے ہیں اور احد کا لفظ حصہ دوسرے اولیا المد کا ہے جو اس ذات واحد کو ہر کثرت میں آی وحد کی صفت سے ماحظ کرتے ہیں اور لم الید کے معنی عام مسلمانوں کے نصیب ہیں کہ عقلی اور نقلی والیلون کی قوت سے اس مرتبہ تک پہنچتے ہیں اور حب ان رب معنو کو کوئی شخص مجرم کرے تب پر اسود ہو اور اس صورت کے بندہ نام ہیں سباک اور جمال اور ایمان اور نور اور متفقہ اور اساس اور احمد او شفیقا اور معرفت اور صفت اور مذکورہ درجات اور نسبت اور توصفد اور تقریدا واجلا سا باک اس لیے کہتے ہیں کہ تمام برکت اسمیں رکھی ہے اور جمال اس واسطے ہے کہ این الله

بجائے حال صلہ عنہما ذلک قال قل ہو اللہ احد یعنی مقرر اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جہاں کو
 پس پوچھو اوس سے کیا ہے یہ فرمایا قل ہو اللہ احد ہے اور امان اسلئے ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری امت پر عذاب نازل کرتا تو دو چیزیں دنیا ایک زمین
 بہشت دوسری سورہ قل ہو اللہ احد اور نور واسلئے کہ فرمایا علیہ السلام نے ہر چیز کے واسلئے ایک
 نور ہے اور قرآن مجید کا نور قل ہو اللہ احد ہے اور متفقہا واسلئے ہے کہ فرمایا علیہ السلام نے کہ
 جو کوئی اس سورہ کو پڑھ لیا اور سننے سمجھے گا گناہوں سے نصرت کر لیا اور تاساس اسلئے ہے
 کہ مضبوطی ایمان و زمین کے اس سے ہے اور احسا واسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی صفت بہن
 پائی جاتی ہے اور شقیۃ اسلئے کہ پڑھنیوالا اسکا کفر سے ایک طرف ہوجاتا ہے اور معرفت پہنچنے
 ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اوصاف اوس میں برے ہیں اور ثبوت اسلئے ہے کہ معنی اور اس کے اللہ
 کفایت سے نسبت رکھتے ہیں اور مذکورہ اسلئے ہے کہ ملائکہ اس میں ذکر کرتے ہیں اور نجات
 اسلئے ہے کہ اسکی معنی پر جہان لایا ہے تو دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پاتا ہے اور
 توحید اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیل ہے اور تفسیر اسن اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
 فردایت کا آمین مذکور ہے اور تعلا صلہ واسلئے ہے کہ جو خلاص کے ساتھ ہو پڑھ لیا
 طح کی سختی اور محبت سے مخلص پاویگا اور فرمایا علیہ السلام نے کہ جو کوئی پڑھے ہر روز
 دو سو مرتبہ قل ہو اللہ احد کو چھاس برس کے گناہ اور اس کے معاف ہونگے مگر دین لینے
 یہ نہ چھوڑے گا بلکہ ادا کرے یا معاف کر دے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی
 اس سورہ کو پڑھ لیا وہ مرتبہ پڑھ لیا تو نہ مرے گا نہ بیمار ہوگا نہ غم ہوگا نہ غم ہوگا نہ غم ہوگا
 فرمایا ابیہ المسلمین علیہ السلام نے کہ جو شخص فقیر ہو جب گھر میں جاوے دروازہ پر
 احد پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اوں پر اپنا فضل کرے تو تو فکر ہو جاوے اور ابوہریرہ بن سیدہ
 عنہ سے روایت ہے کہ آیا ایک آدمی طشہ بنی علیہ السلام کے اور شکایت کی فقر فاقہ کی طرف
 آئے پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ جب دخل ہو تو اپنے گھر میں پس سلام علیک کر اپنے باپ
 سے اور اگر نہ ہو کوئی گھر میں پس سلام کہے اپنے نفس پر یعنی لہام علیہ کہہ اور پڑھ قل ہو اللہ
 احد کو ایک مرتبہ پس اس نے یہ پس پڑھ دیا اللہ نے اوپر رزق کثیر مہانتک کہ دینا تھا اپنے
 پڑوسیر کو اور اس سورت کو حدیث شریف میں ثلث قرآن فرمایا انہما لقتل ثلث القرآن
 یعنی جو کوئی اس سورت کو پڑھے تو گویا ہتائی قرآن اوستے پڑھا اور روایت کیا گیا ہے
 کہ ایک آدمی پڑھ رہا تھا قل ہو اللہ احد کو پس فرمایا حضرت صلعم نے وجبت پس کہنا
 و ما وجبت یا رسول اللہ فرمایا وجبت اربعۃ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ جو کوئی پڑھے قل ہو اللہ احد کو بعد نماز فجر کے گیارہ مرتبہ نہیں لگتا اور کوئی گناہ
 اوس روز میں اگرچہ بہت کوشش کرے شیطان گناہ کر لے پڑا اور حدیث شریف میں

دارد ہے کہ فرمایا علیہ السلام نے کہ آیا عاجز ہوتا ہے ایک لہرا پڑھنے تمام قرآن سے ایک سال میں
پس کھا گیا یا رسول اللہ کون طاقت رکھتا ہے اس کی فرمایا اپنے پڑھنا قل ہو اللہ احد کا
تین مرتبے برابر تمام قرآن کے ہے اور مروی ہے کہ نازل ہوئے جبریل علیہ السلام حضرت
صلعم پر تبوک میں کہ نام موضع کا ہے شام میں پھر کھا جبریل نے یا رسول اللہ تحقیق معاذ
بن مزائن صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا مدینہ میں کیا دوست رکھتے ہو یہ کہ لپٹ دو ان زمین کو
واسطے آپ کے پھر نماز پڑھو تم اور پھر فرمایا حضرت صلعم نے نعم ہیں یا راجر بل علیہ السلام نے باز اپنا
نشین پر ہیں اٹھایا گیا واسطے حضرت کے جہازہ او سکا اور پڑھے حضرت صلعم نے نماز خابو کی
اور حقے حضرت کے دو عطف ملا کے تھے ہر صف میں ستر ہزار ملاک تھے پھر چلا گیا جہازہ پس بوجھا
حضرت صلعم نے اس بزرگی کا سبب کھا جبریل نے محبوب رکھتا تھا یہ قل ہو اللہ احد کو
اور قراتہ قل ہو اللہ کی آتی جاتی تھے بیٹھے ہر وقت کہتا تھا روایت کیا اسکو طبرانی نے اور
وقت نزول سورہ غلامس کے ستر ہزار ملاک ہمراہ جبریل علیہ السلام کے آئے تھے ہر گاہ کہ
گزرتے تھے اوپر اہل آسمان کے جو چہتے تھے کہ ان آسمان کو کیا ہے ساتھ تھارے پس
کہتے تھے فرشتے کہ نسبت الرب سبحانہ و تعالیٰ **سورة العلق** یہ سورہ مدنی
اسمیں پانچ آیتیں اور تیس سہ لکھ اور تتر حرف میں **بسم الله الرحمن الرحيم**
قل اعوذ برب العلق کہہ اے پناہ لینے والے کہ پناہ لیتا ہوں عین خلق کی پناہ
اور خلق لغت میں صبح کی سفیدی کو کہتے ہیں اور حقیقت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو پہلے
اور پہلے سے دوسری چیز نکل آوے تاکہ عجیب و غریب نمونہ قدرت کا ظاہر ہو جیسے دھوا
اور کجور کی گٹھلی اور ہر درخت کا بیج یا جیسے پتھر اور زمین کہ اولسے بان نکلتا ہے
یا جیسے باب ماکے پیڑ اور پیٹ سوان سب چیزوں کو خلق کا لفظ شامل ہے اور معنی
آعوذ کے پناہ کا پڑنے کے ہیں بمعنی التجی کے یعنی پناہ بخواہم یا بمعنی استعصم کے
یعنی نجاہ داشت بخواہم یا بمعنی استعیر کے یعنی امان بخواہم یا بمعنی استعین کے یعنی
ایک بخواہم یا بمعنی استغث کے یعنی فریاد و مدد بخواہم اور عوذ اور عیاذ مصدر ہیں
کا لوز والایا ذولہوم والصلیام اور جان تو کہ تحقیق کلمات استعاذہ کے تین ہیں صفاتیہ
اور فاعلیہ اور ذاتیہ جیسا کہ فرمایا علیہ السلام نے اعوذ بربناک من ہک و ہما فانک من
عقوبتک و اعوذ بک منک اور کھا لفظ کبر میں سرور یا تو عتقادیت میں ہوتا ہے اور
داخل میں اس میں تمام مذاہب باطلہ یا اعمال بدینہ میں مانند من اور آلام اور حرق اور
عرق اور فقر وغیرہ کے پس اعوذ باللہ پناہ کے واسطے کافی ہے جملہ امور مذکورہ میں
پس لازم ہے عاقل پر کہ جب ارادہ کرے پناہ کا پڑھنا خدا سے تو تصور کرے کل امور
مذکورہ کا ادراک ہے حضور قلب اور معرفت قول کے ساتھ حال اور فعل کے اور نہ

۱۰۰

یہ کہہ کر زبان تیرے اعوذ باللہ اور مثل اور حال ہو تیرا اعوذ بالشیطان حکایت سے کہ
 تحقیق ابوسعید خدری قدس سرہ نے دیکھا ابلیس کو خواب میں پس ارادہ کیا مارنے کا اور عیسا
 پس نکھالے ابوسعید تحقیق ہم نہیں ڈرتے عصا مارنے سے اور سوائے اسکے نہیں کہ ڈرتا ہوں تیرے
 شعاع شش معرفت کی سے جو بوقت کہ طلوع کرے سارا قلب ارف پر اور کہا حسن رحمۃ اللہ
 من سمعنا ذالمد علی وجہ حقیقۃ کہ وہ حضور قلب ہے تو کرتا ہے اللہ تعالیٰ درمیان اور سکے اور
 درمیان شیطان کے تین سو پر کے ہر پر وہ مانند ماہین السماء والارض کے ہے اور روایت
 ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ننگ ایک دن حضرت مسجد سے پس باگھان دروازے
 شیطان تھا پس خبر مایا اپنے اوسکو کیا چیز لائے تھو کہ دروازے پر کھاسے غم و صلح لایا
 بھگو اللہ پس فرمایا حضرت صلح لے آئے ملعون کیوں منع کرتا ہے تو میری امت کو جماعت کی
 کی نماز سے کھاسے محمد جو بوقت نکلتی ہے است تیری طرف نماز کے تو جڑتا ہے بھگو بھنا
 پس نہیں اترتا جتناک متفرق نہیں ہوتی وہ فرمایا علیہ السلام لے کسو اسلحہ روتا ہے نو
 میری ہمت کو علم اور وعاسہ کہا وقت دعا انہی کے بکرتا ہے مجاہد صم اور عے پنا نہیں
 دفع ہوتا یہ مرض جتناک جدا نہیں ہوتی دعا کرنے سے فرمایا علیہ السلام لے کیوں منع
 کرتا ہے تو میری ہمت کو بڑھنے قرآن سے کھا وقت بڑھنے اویس کے بگلتا ہوں مانند
 رانک کے پس نہیں دور ہوتا یہ مرض مجھے جتناک جدا نہیں ہوتی فرمایا علیہ السلام
 کیوں روتا ہے میری ہمت کو جہاد سے کہا جب نکلے ہیں وہ طرف جہاد کے تو کھا جاتا
 میرے پاؤں پر کھلاڑا یہاں تک کہ رجوع کریں وہ اور جو بوقت نکلے ہیں وہ طرف حج کے
 تو زنجیر اور طوق ڈالا جاتا ہو عین یہاں تک کہ پرین وہ اور جب ارادہ کرتے ہیں کہ
 تو کہہ جاتا ہے میرے سر پر آں پس خیر تیا ہے بھگو مانند نکر ٹی کے اہتہ بھ اور جب کہ
 نکلے نو علیہ السلام کشتی سے آیا شیطان علیہ اللعۃ پس فرمایا نو علیہ السلام لے اسے
 عد واللہ کون اٹھتی بنی آدم کا معین تیرا اور شکر تیرے کا ہے اوپر عنکالت اور ہلاکت
 اویس کے کہا ابلیس نے کہ جب باقی ہیں ہم بنے آدم کو بخیل حراص حاسد جبار جلد باز کفۃ
 لعنف الاکبرۃ پس اگر جمع ہوں بنی آدم میں یہ امور یعنی فلاق ذمیمہ تو سمیناہ شیطانا
 مرید الغور بالہذیبۃ آدمی را دشمنی نہان بیدیت آدمی با خد رعاقل کسیت
 اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ ابلیس علیہ اللعۃ اہتا ہے دنیا کو ہر روز بیچتا ہوں
 اپنے کے پس کھاتا ہے کہ کون خرید کرتا ہے ایسی چیز کو جو ضرر پہنچا دے اوسکو اور ش
 لفع دے اوسکو اور غم میں ڈالے اوسکو اور نہ خوش کرے اوسکو پس کہتے ہیں صحابہ کیا
 کہ ہم خریدتے ہیں دنیا کو پس کہا تا ہے ابلیس کہ امت جلدی کر دم پس ابستہ یہ دنیا
 عیب دار ہے ہر کہتے ہیں صحابہ دنیا کہ نہیں کچھ ڈر بھگو سنا ہتا کے یعنی اختیار کرنے دینا

چہ درشتین ہے پر کہا ہے شیطان کہ مول دنیا کا نہیں ہے درہم اور ذانیہ ملک مول دنیا کا وہ ہے جو حدیث تباراجنت سے ہے اور بلاشبہ خیرا ہے سینے او کو چار چیز سے لعنت آؤسکی سے اور غضب آؤسکی سے اور عذاب آؤسکے سے اور قطعہ رحمی آؤسکی سے اور یہی سینے جنت کو بدلہ ہشیما و نیکو کے پس کہتے ہیں صحاب الدنیا کہ بائز ہے حکو یہ ہر کہتا ہے المین ارادہ کہتا ہوں میں فائدہ کیا اور وہ یہ ہے کہ جانے پکڑوں میں تھڑے قلوب پر کہ نہ چھوڑوں آؤسکو کہہی پس کہتے ہیں وہ چہا پس پکڑتا ہے المین قلوب کو ہر کہتا ہے شیطان مری ہے تجارت اللہم انا نفوذک من ہذا التجارۃ اور کھا حافط رحمۃ اللہ نے مجھ دوستی محمد از جہان ست نہاد کہ این عیونہ عروس ہزار داموست آؤر کھا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر مردھیا و دنیاخت ہ کہ ہر مدتے جاے دیگر کسرت ہ منہ بر جہان دل کہ بگاہے ایت ہ کہ مطرب کہ ہر روز درخانہ ایت ہ نہ لائق بود شوق با دل کہ ہر با مادرش ہ دشوہرے آؤر فرمایا علیہ السلام نے کہ تحقیق شیطان نے کھا سے رب میرے کھا تو نے کتاب اپنی میں ان عبادی لیس لک علیہم سہ لطف پس کون ہن وہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص کہ ہے نور و جہ او سیکامیر سے عیش لے اور طین آؤسکی طین ابراہیم اور محمد علیہما السلام سے اور دل آؤسکا میرا خزانہ کہا المین نے پس کون ہن پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کوئی ہونا دم بچے گناہ پر او خوف کر نیوالا اپنے خاتمے کا پس نور و جہ او سیکامیر نور عیش میرے سے ہے اور جو کوئی کہا دے کہا ما اور رحم کرے بند و غیر پس طین آؤسکے اور نہ ہونو کئی طین بچے اور جو کوئی راضی ہو میرے حکم پر اور جلدی کرے والا ہو طرف رضامندی میری کے پس قلب آؤسکا خزانہ میرا ہے اور نہ شریف وار دہے کہ جو کوئی آؤر با اللہ ہر روز میں مرتبہ پڑھے تو وکیل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور سپر فرشتے کو کہ در کرے او سے شیاطین کو ۵ روح وغیرہ ۵ اور یہاں پر ایک لکھتے ہست طیف اور بار ایک ہے وہ یہ ہے کہ اس سورت میں ایک ہی صفت سے اللہ تعالیٰ کے عجیب غافل ہے نفوذ واقع ہوا ہے تین چیزوں کی برائیوں سے ایک تاریکی و دوسرا سحر و قیصر احد اور سورہ ناس میں ایک چیز کی برائی سے یعنی شیطان کے دوسواں سے حق تعالیٰ کے تین معفوئنے کہ رب الناس اور ملک الناس اور اہل الناس میں نفوذ واقع ہے سو ہم اسلئے ہے تاکہ اشارہ ہو سہبات کی طرف کہ وہی کی حفاظت مقدم ہے جان اور بدن کی حفاظت سے اسلئے دوسواں شیطان میں کا خراب کر نیوالا ہے اور دینیون چیزیں یعنی تاریکی اور سحر و حد جان اور بدن کو ضرر پہنچا نیوالا ہن واسلئے علم میں کسٹر ماکلک ۵ برائی سے اور چیز کے جو پیدا کی ہے و بالفارسیہ اندہی انچہ آفریدہ ہست از موفیات ہن و جن و سباع و ہوام و فجانا چاہتے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات تین قسم کی ہن ایک تو وہ کہ جہین خیر غالب ہے

اور شر مفلوب بلکہ معدوم جیسے قرب فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام دوسرے وہ ہیں
 کہ جنہیں برائی غالب ہے اور پہلائی مفلوب ہے یا معدوم جیسے شیطان اور دوسرے موزی خواہ
 آدمیوں نے ہون یا جو نے اور درندے اور چوپائے اور کیرے کوٹھے جیسے سانپ اور بچھو میر
 قسم وہ ہیں جن میں خیر اور شر دونوں موجود ہیں پہر کہیں کیسے واسطے شر ہو جائی ہیں اور کہیں
 کسی کے حق میں خیر جیسے دنیا کا مال اور چور و چپے یا دوسرے حساب بلکہ اخلاق اور علوم
 اور حب اور نسب اور دوسرے عفتین اور نسبتین یہی ہی حکم کہتے ہیں پس شر باخلق سے خیر
 دونوں قسموں میں وہ بدی مراد ہے جو ائین موجود ہے اور قسم اول کی نسبت جو باخلق بد
 بہنیں کہتے ہے باعث بآزدیک ہو جانے دوسری چیزوں کے جسے عیادت کا شر
 یا اور سمع ہے اور ایمان کا شر ففاق اور مرتد ہو جانا ہے اور نہ یا علیہم السلام کا شر اور کوٹھ
 اور اس کے فراق پر داغی میں مقدر کرنا ہے اور اولیاء اللہ کا شر ان کے انوار صحبت سے محروم
 رہنا اور نہ پانا ہے و علیٰ ذلک القیاس ایسے کھاسے شر اخذ یا تاخیر ۵ و شر العمل
 الصالح لقصہ یہ وہی خیر کی برائی اور سین ڈھیل کرنا اور ویر لگانا ہے اور نیک
 برائی اور سین قصہ کرنا ہے اور پس قسم کے شر کی غنبت نیک کی طش کرنا جائز ہے چنانچہ
 عرف میں مشہور ہے کہ بول کا شر کاٹنا ہے اور خزانے کا شر سانپ ہے اور خوبصورتی کا
 شر بدخلق ہے و من شرّ کما سبق اذا وقب ۵ اور پناہ مانگا ہوں میں
 رات اندھیرا کر نیوالی کی سے جب کہ گہرا آوے اور هجوم کرے ف اب معلوم کرنا چاہیے
 کہ اندھیرا کیا ہوتا ہے اور کہیں معنوی سوچو نظر آوے رات کے اندھیری ہے کہ او میں
 بہت سے برائیاں ظاہر ہوتی ہیں اول یہ میل پڑنا جنات کا ہے سید اسطے حدیث شریف
 آیا ہے کہ جب رات آوے تو اپنے چوٹ کو باہر نکلنے نہ دو کہ وہ شیاطینوں کے منتشر
 ہونیکا وقت ہے اور منہ کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سفر کرنے اول رات میں
 او حکم فرمایا ڈانکنے چٹکا اور بند کی دروازہ کھلا اور نہ بند نہ کرنا اور بند کرنے چوٹ
 اور کھلایا ہے کہ غاسق سے مراد شریا اور وقت کے گزنا اور کھلائے کہ تحقیق جن وقت
 گزرا ہے شریا تو بہت پہلے ہیں اراض اور دبا اور جو وقت نکلتا ہے شریا تو حکم ہو ہر
 اراض اور اولام اور دوسرے درندے جانور و کھنڈل پڑنا تیس کے چور و کھنڈل ظاہر ہونا
 لوگوں کے گہرا بار لوٹنے کو چاہتے جاوے گردن اور علم دانوں کی قوت کا وقت ہے کہ آقا علی
 نور قاہرہ کے سبب کے علی دکنو تائیر کم کرتے ہیں باجنہین فسق و فجور والو کھنڈل
 ہونا گناہوں میں اور معنوی تاریکی ہی کسی قسم پر ہے چنانچہ اندھیرے کفر اور بد
 اخلاق اور برے صحبت اور گناہ وغیرہ کے پس اس آیت میں ان سب تاریکیوں سے
 پناہ و رافع ہوئی ہے و من شرّ اللقنات فی العقن ۵ اور بدی چہ نکلتے و ایو کے

کاشنوین اور عقد جمع عقدہ کی ہے اور الف لام العقد میں واسطے عہد کے ہے یا واسطے ایمان کے
 ف ایک یہودی سے لمبید بن عاصم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا اور حضرت
 اسکے جادو کے سببے بیمار ہو گئے تھے اور بعضے وقت ایسا جانتے کہتے کہ میں نے یہ قیام
 کیا ہے حالاکہ کیا ہوتا تھا جب اس عارضی کو چہہ چھینے ہو گئے تو حضرت صلعم کو ایک
 رات خواب میں دکھایا کہ دو فشتی آئے ایک تو سر ہانڈے اور دوسرا بالینیتی آنحضرت صلعم
 بیٹھا اور پسین پو پہننے لگے ایک بولا کہ اس رسول کو کیا بیماری ہے دوسرے نے کھسا
 کہ امیر جادو کیا ہے پر اسنے پوچھا کہ کسے ان پر جادو کیا ہے دوسرے نے کھسا کہ لمبید
 بن عاصم نے انکا بالینے کٹکے سے لیا ہے اور انکے کٹکے کے دندانوں میں کھان کے
 چلے سے گیارہ گرہن انکا میں ہیں اور اسکو کہو کہ خلاف میں لپیٹ کر میری وزان میں
 پتھر کے شے دبا دیا ہے اسکو واسطے لائق ہے آدمیکو کہ ناخرن او بال کو بعد ٹوٹ سکے
 ٹکڑے کر ڈالے تاکہ جادو گرس محفوظ رہے چنانچہ صاحب وح الدیان نے فرمایا دلنا تبتی
 یقطع لظفر بعد تقسیم وکنا اشعر اذا سقط من اللحية والرس نصین اور اگر ٹکڑے ٹالیں تو احد
 اور ایسے چاہیے یہ کہ توڑے ناخنوں کو بعد کٹوانے کے اور سپر ح بالکو جب کے گرسے ڈالیں
 اور سر سے دو ٹکڑے زیادہ کرنا سو کرے ساتھ اسکے کوئے انتہے اکثر من جب کہ آنحضرت
 صلعم صبح کو اٹھتے تو اس کوئے کی طرف تسلیف فرما ہوئے دو آدمیوں کو اپنے یاروں میں اور
 کوئے میں اتار دہ پتھر کے تے سے اسکو نکال لانے اور جبریل علیہ السلام یہ دونوں سورتیں لیکر
 نازل ہوئے ان دونوں سورتوں میں گناہ آیتیں ہیں پھر جب آپ ایک آیت کو پڑھ کر گرہ پر
 پہنکتے تھے تو وہ گرہ کھل جاتی تھی سپر ح سب گراہیں کھل گئیں اور آنحضرت صلعم کو سخت
 کلی حاصل ہوئی و من شتر تحاسید اذا حسک ۵ اور پناہ مانگتا ہوں میں باری
 حمد کر نیوالے کیسے جو وقت و حمد کرتا ہے اور یہیں سے معلوم ہوا کہ حد سب برائیوں سے
 زیادہ برا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے الحمد یکل الحسنات کما تامل اننا راجعہ لیسے
 کہ اول گناہ جو آسمان میں واقع ہوا ابلیس کا حد تھا حضرت آدم علیہ السلام سے اور اول گناہ
 جو زمین پر صادر ہوا سو قابیل کا حد رہتا بابل سے اور فرمایا علیہ السلام نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 کہ جادو میرے لغت کا دشمن ہے اور میرے حکم پر خفہ ہوتا ہے اور میری قسم کو جو درسیان
 بندوں کی گئی ہے پند نہیں کرتا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبہ قسم کے لوگ پسین
 چہہ طرے کنا ہوئے و در زمین جادو نیگے امیر لوگ غلام سے اور عرب اگل نقشب سے اور
 مالدار تکبر سے اور سوداگر خیانت کرنے سے اور دھقان لوگ نادانی سے اور علما حد سے اور
 فرمایا علیہ السلام نے کہ بہار سے مین وہ بات پیدا ہوگی جسے اگلے آیتوں کو ہلاک کر دیا کہ وہ
 حد اور عداوت ہے قسم خدا کی جسکے دست قدرت میں محمد کی جان ہے کہ تم بہشت میں

نجاؤ گے جیسا ایمان نہ کرو گے اور ایمان نہ کرو گے جیسا ایک دوسرے سے دوستی نہ کرو گے میں تمکو
خبر دوں کہ یہ محبت کس چیز سے حاصل ہوتی ہے باہم سلام کرنے سے عون بن عبد اللہ ایک
بادشاہ کو نصیحت کرتے تھے فرمایا تکبر سے دور رہ کہ سارے گناہوں میں پہلا گناہ تکبر ہے ابوظہر
کہ ابلیس علیہ اللعنتہ نے جو آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا سبب اس کا تکبر تھا اور شخص دیکھو کہ آدم
علیہ السلام کو بہشت سے حرا سے نکالا اور خدا سے الگ ہو کر پہلے خون ناحق جو ہوا خدا سے
تھا کہ قابیل نے اپنے برادر کاہیل کو قتل کیا اور بیکر ابن عبد اللہ نے کہا کہ ایک آدمی کسی باند
کے پاس رہتا تھا ہر روز در و در و کھڑا ہو کر کہتا کہ محمد کے چہان کا بدلہ کر اور میرے بڑا بیٹا
کہ بیخود ایک کوا کے بد خوئی کا کافی ہے بادشاہ اس بات کے سببے اوسکو چاہتا تھا یہ حال دیکھ کر
ایک شخص اوس پر خدا کرنے لگا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ بادشاہ کے شہنشاہ
بدبو آتی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ سب بات پر کیا دلیل ہے کھا کہ کوا اپنے پاس طلب کر
اور دیکھ کہ وہ اپنے ناک کا ہتھکڑی کا توبہ آوے سن بعد خدا نے محمود کو اپنے گھر لیا کہ
ابن پڑا ہوا کہا کہا یا بادشاہ نے اوسکو بلایا وہ مجھو گیا اور باہر اپنے منہ پر رکھا
تاکہ لوہن کی بو بادشاہ کو نہ معلوم ہوا بادشاہ نے معلوم کیا کہ اس شخص کی بات سچی ہے
اور بادشاہ کی عادت یہ تھی کہ اپنے خط سے حکم خلعت اور انعام کے سوا اور کچھ نہ لکھتا تھا
تب اپنے عامل کو کہا کہ اس خط لانیو ایکلی گردن مار کے اس کے کہاں میں ہیں میرے
اور ہمارے پاس وائے کہ جب وہ خط لیکر باہر نکلا تو حاسد نے اوسے پوچھا کہ یہ کیا ہے کھا
خلعت ہے حاسد نے کھا مجھے دے دے دیا وہ اوسکو لیکر عامل کے پاس گیا باہل نے کھا
اس میں لکھا ہے کہ تجھے قتل کروں اور میرے چہڑے میں ہیں ہر دن حاسد نے کھا جان
یہ حکم تو دوسرے شخص کی واسطے لکھا گیا ہے بادشاہ سے پوچھ لے عامل نے کھا کہ بادشاہ
کے حکم میں سوال کی گنجائش نہیں ہے غرض حاسد کو مار ڈالا دوسرے روز وہ شخص
بادشاہ کے پاس گیا اور اوسے طرح نصیحت کرنے لگا بادشاہ متعجب ہو کر کہنے لگا
کہ اوس خط کو تو نے کیا کیا غرض کہا کہ فلا نے شخص نے مجھے انگ لکھا بادشاہ نے فرمایا
کہ وہ شخص کہتا تھا کہ تو میرے حق میں ایسی بات کا خیال رکھتا ہے اوس نے کھا کہ لے اٹھا
میں ہیا کمان نہیں رکھتا میں بادشاہ نے پوچھا کہ پہر اپنے منہ پر ہاتھ تو نے کیوں
رکھا تھا کہا کہ اوس شخص نے مجھ کو لوہن کہا دیا تھا پہر بادشاہ نے کھا ہر روز یہی بات کھا
کہ میرے آدمی کے خرابے کیواسے ادب کا بڑا پن بس ہے چنانچہ اس حاسد کا حال ہوا
نفوذ بادشاہ سے ہذا ابو درادری منہ عنہ نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنے موت کو یاد کر گیا تو نہ
خوش کر گیا اور خدا کر گیا **تذکرہ** بلے عزیز جان تو کہ خدا دل کے بڑی بیماری ہے
اور علاج اسکا بھون علمی اور عملی سے ہوتا ہے تدبیر علمی تو یہ ہے کہ سوچے تو کہ خدا

حسد کے نقصان کا سبب اور محو کی منفعت کا موجب ہے اور نقصان دنیا کا سبب ہے کہ حسد میں غم اور دکھ میں گرفتار رہتا ہے کیونکہ حسد کے غم کے برابر کوئی بڑا غم نہیں پس اس سے زیادہ کیا حال ہوگی کہ دشمن کے سبب آدمی رنجور رہے اور حسد، دشمن کا کچھ نقصان نہیں ہوتا بلکہ نقصان خود ہی میں اس نعمت کے ایک دم میں ہے کہ تبدیل کی اوسمین گنجائش نہیں ہے اور منفعت آخرت کی یہ ہے کہ تیری نیکیاں قیامت کے دن محو کو امین گئے اور اس کے گناہ تیری مگر دن پر رکھے جاویں گے عیاذ باللہ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیاتکم و الحمد فان الحمد یا کل الحسنات کما تأکل النار یحطب یعنی الگ کہو اپنے تین حسد سے بلکہ حسد کہا تا ہے نیکو کو جیسے کہ جلاتی ہے اگ لکڑی کو پس حسد حسد کا موجب جزا و دین کا ہے اور محو کا کچھ نقصان اور ٹوٹا نہیں ہے بلکہ سر زشت ازل مقرر ہو چکی اسکو قبول ممکن نہیں ہے چنانچہ منقول ہے کہ ایک بنی اپنے عورت سے منسوب ہو کر شکایت کرتے تھے وحی آئی فومن قذا اھا حتی تنقض الیھا یعنی اس کے سامنے سے بہاگ تا نہ سکی مدت گذر جاوے اس لئے کہ وہ مدت جبکا اندازہ از زمین ہو گا ہے ہرگز نہ پہنچا اور ایک نبی کسی بلا میں مبتلا تھے دعا و زاری کرنے لگے وحی آئی کہ جب ان میں نہ آتا کو سپد کیا تھا تیری قسمت کا کہا یہی تھا کیا کہنا ہے تو کہ بہ تیری قسمت نبی سے کہے کہوں اور حسد کی مثال اس شخص کے مانند ہے کہ جیسے کہیں پہ پہنکا تو دشمن کو کہہ دے پہ اور سکے نہ لگا اور الٹ کے اٹھنے والے کی سیدی آنکھ پر لگا وہ ہوئی کھنی اور پہر غصہ زیادہ ہو کر دوسری بار پہر زور سے مارا پہر دوسری آنکھ ہوئی تیسرے بار پہر پہنکا تو تیسرا پہر بھی حال ہے حسد کا اگر تو عقل ہے تو حسد کو دور کر اور علاج علی یہ ہے کہ مجاہدہ سے حسد کے ہلکے باطن سے نکال کیونکہ حسد کا سبب تکبر اور غرور اور عداوت اور دوستی مان جاوے وغیرہ کی ہے ہر جوابات مقتضائے حسد ہوا اسکا خلاف کرے مثلاً حسد کہے کہ اسکی مذمت کر پس تو اسکی اور جب حسد کہے کہ تکبر کر پس تصنع کر اور جب حسد کہے کہ اسکی نعمت کے زوال میں کوشش میں تو اسکی مدد کر بڑا علاج یہی ہے تو عنایت میں اسکی شکر کرے تاکہ وہ شکر خوش ہو جب وہ خوش ہو گا تو اسکا پہر توہی تیرے دل پہر ٹپکا تیرا دل یہی خوش ہو گا اور عداوت جاتی رہے گی حسد اسکو کہتے ہیں کہ کیسی نعمت اور خوبی سچے پسند نہ آوے اور تو اسکا زوال چاہے احادیث شریف کے رو سے ایسا ارادہ حرام ہے اگر دوسری نعمت سے تو کارہ نہ تو اسکو غیظ اور منافقت کہتے ہیں مگر جو مال ظالم اور فاسق کے پاس ہوا اور وہ اسکو فاسق اور ظلم میں صرف کرتا ہے تو اسکا زوال چاہنا روا ہے اور نوسن کے حق میں حسد کرنا حرام ہے کچھ یا سعادت اور کچھ حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا تعالے نے بیچ ہر شے شر کو پہر ختم کیا اس سورت کو حسد پر تو کہ ظاہر پہر جاوے کہ تحقیق حسد حبش طابع کا ہے جیسا کہ کھا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لکھا کہ اگر بیچ جہان کے حسد سے کوئی چیز نہ تر ہو تو

اس سورت کا راجہ اور کسے ہوتا ہے حدیث سے دان کہ چون برفروخت و حود و لہن راہان کو خط
سخت و غیر فہم بصورت ہمدین شومی و حد کے گزار د کہ حق میں شومی و اور حدت شومی
آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ آیا نہیں کیا
تو نے آیات کو جو او تار سے لگے ہیں اس آیتین کہ نہیں دیکھا مثل او نے کہ کہی کہ قل عوذ
برب الفلق اور قل عوذ برب الناس یعنی نہیں پائی جاتی ہیں یا تعظیم و کنی تو ذمین سو ہے
ان دو سورتوں یعنی قل عوذ برب الفلق اور قل عوذ برب الناس اور یہ حدیث شریف
وسیل ہے احادیث پر کہ تحقیق یہ دو سورتیں قرآن شریف سے ہیں لہذا وہ ہیں اور ہر ایک
جو نسبت کیا گیا ہے طرف ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ تحقیق یہ دو سورتیں
بہترین ہیں قرآن شریف میں اور بیچ عین المعانی کے ہے الخیر انہما من القرآن الا انہما لم
تنبأ فی مصحفہ لاس من ان یا نبأ لا ان یا تجرا ان علی لسان کل انسان انہی جان تو تحقیق
مصحف عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حذف کیا گیا ہے سورہ فاتحہ اور سورتین کو
اور مصحف ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں زیادہ کیا گیا سورہ قنوت اور مصحف زید بن
ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہاں است اس سے یعنی زیادتی کی سے پس ہووے تمام
مصحف ابن مسعود اور ابی بن کعب کے منوہ اور مصحف زید بن ثابت کا معمولی ہر ما اور ہر ایک
بتا کہ تحقیق علیہ السلام تھے دور کرتے قرآن مجید کو اوپر جبریل علیہ السلام کے ہر صفحہ ان
ایک دفعہ پس جبکہ ہوا وہ سال کہ قبض کی گئی روم پاک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو دور
کی حضرت نے دو مرتبہ اور تہی قرآن زمین ثابت کی آخر دور حضرت کی ہے نہ قرآن ابی
بن کعب ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے امد و فات کے گئے علیہ السلام اور وہ پڑھتے تھے اوپر
اوس چیز کے جو بیچ مصحف زید بن ثابت کے ہے اور نماز پڑھتے ساتھ لکھے اور کھا عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ تمام سورتیں قرآن کی ایک سو بارہ ہیں کہا فیہ البولیت سبحنہ
کو سوائے اسکے نہیں کہ کھا ابن مسعود نے کہ تحقیق وہ سورتین ایک سو بارہ ہیں بلکہ تحقیق
وہ یعنی عبد اللہ بن مسعود تھے نہیں شمار کر لے تھے مسودتین کو قرآن سے اور نہ کہیں
مصحف اپنی میں اور کہتے تھے کہ تحقیق یہ دو سورتیں نازل ہوئیں ہمارے اور یہ دونوں
سورتیں کلام رب العالمین سے ہیں ولیکن بنی علیہ السلام تھے رقیہ کرتے اور پناہ پکڑتے
ساتھ ان دو سورتوں کے پس مشتبہ ہوا امر ابن مسعود پر کہ تحقیق یہ دو سورتیں قرآن
ہیں یا نہیں پس لکھا ان دو کو جو بیچ مصحف اپنے کے اور کھاجا بدلے کہ تمام سورتیں
قرآن کی ایک سو تیرہ ہیں اسکے کہ تھے مجاہد شمار کرتے تھے سورہ انفال اور توبہ کو ایک سو تیرہ
اور کھا ابی بن کعب نے کہ تمام سورتیں قرآن کی ایک سو سولہ ہیں اس واسطے کہ تحقیق وہ تھے
گنتے تو کو دو سورتیں ایک اللہ انان تعینک سے من بفرجناک و وسر اللہ ان یک بعدہ من یک

اور کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ تمام سورتیں قرآن کی ایک سو چودہ ہیں اور یہی قول ہے عامہ عام
 رضی اللہ عنہم اور ایسی ہی مصحف امام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ہے مروی ہے ابو سعید
 کہ اور انہوں نے روایت کیا عثمان بن وا قیس کہ کہا کہ یہجا مجھ کو اب میرے نے طفہ محمد بن
 منکدر کے واسطے ہفت سو ذوقین کے کہ آیا یہ میں دو نوں کتاب اللہ سے کہا منکدر نے جو
 جو شخص بخانی ان دو نوں کو کتاب اللہ سے غلیہ لغزت لمدد لملک و اناس جمعین اور نقاشا
 میں ہے جو انکار کرے کسی آیت کا قرآن سے سوائے موزون کے کا فر موتا ہے انتہ
 اور سچ کہاں کے ہے سفیان بن سحیان سے جو شخص کہے کہ تحقیق موزون نہیں ہیں
 نہیں کا فر موتا بسبب تاویل کرنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کما فی لہغیہ اور کھانا ہوتا بہت
 میں اور یہ انکار کرنے قرینیت موزون کے خلاف شاید کا ہے ولہجہ کہ انفرانہتی روح

سورة الناس

۱۰۷۰ میں اور اس سورہ کو سورہ ناس ایسے خطاب دیا ہے کہ حقیقہ میں ایسا اور کوئی جو ناس کے ساتھ نہ ہو
 کہتے ہیں ہمیں نہ کو رہیں لبسہم اللہ الرحمن الرحیم ۵ قتل کہہ اے کہنے یہ لو اگر
 شیطان کے شے پناہ چاہتا ہے تو اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۵ پناہ لیتا ہوں میں ہر
 پروردگار کے ترجمہ لے لاکھ سور اور مرنے اولیٰ کا اور کھانا شانی نے رب اناس دو وقت
 مع صفات کی (۱۰۷۰) ہر چند کہ اللہ تعالیٰ پرورش تمام مخلوقات کو شامل ہے لیکن جو
 تربیت کہ آدمی پر واقع ہے دوسرے کسی مخلوقات پر نہیں ہوئی اسلیکہ انسان کا وجود
 تمام عالم کا نمونہ ہے تو گویا وہ ایک مختصر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جمع کر نیوالا تفصیل حال
 یہ ہے کہ وجود اور حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سماعت اور بصر اور گویائی پر سب
 حضرت الوہیت کے صفات نکا پر تو اہے اور حرارت اور برودت اور رطوبت اور یسوست یہ
 سب اربع عناصر کے بدلی ہیں اور وجود میں مرکب سب سے معاون رکھتا ہے اور غذا اور
 پٹہ میں درخت اور چھاڑ کے مشابہ ہے اور حرکت میں اور خیال اور وحیم کرنے میں اور
 لذت اور رنج پانے میں حیوان کے مانند ہے اور حیوان کی مشابہت ہر قسم سے رکھتا ہے
 چنانچہ غصے اور جرات کے وقت میں مشابہت درندے کے پیدا کرتا ہے اور تہمت
 اور جس کی حالت میں مانور چرنے والے کی مانند ہوتا ہے اور کمر و فریب اور جلیان
 اور نیکی و نیکے خراب کرنے میں شیطان کی مانند ہوتا ہے اور معرفت اور نیکی اور باکی میں
 خوشی و مقرب کے مثل ہے اور حکمت و نیکے جمع ہونے میں لوح محفوظ کی مانند ہے اور چہرہ و نکی
 صورتیں شاگرد و ن اور مریدوں کے دلوں میں جو اسکے تاثیر کے سبب ثابت ہو جاتا ہے
 اور قرار پکڑنے میں سہبات میں قلم اعلیٰ کے مانند ہے ماقص کلام یہ ہے کہ آدمی کی
 ابتدا اور انتہا کی تفاوت کو دیکھا جاسیے یعنی اسکے نفع کی حالت کو دیکھئے کہ

س طرح کی تکلیفیں ہیں۔ پہر او کو بعد طوع کے پہر دلالت اور ثبوت کے مرتبے کو یہاں تک کہ رسالت کے خاتمیت کے مرتبے کو سمجھا دیا جائے جو او کو نصیب ہوا ہے اور ان دونوں اونی اور علی مرتبوں کو غور کرنا اور پہر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور پرورش کو تماشہ کرنا چاہیے کہ کیا تھا اور کیا کر دیا۔ عزیزی ۵ مِلَالِ النَّاسِ ۵ پناہ گناہوں میں بادشاہ آدمیوں کی صف کے بیان میں ہشدرہ ہے سبابت کی طے کر کہ آدمیوں کی روح مدبر عنایت ہوئی ہے اور قوتیں دریافت کرنیوالیوں اور حرکت کرنیوالیوں میں اس کو تصرف اور دخل دیا ہے۔ دروچ آدمی کے بدن کے عالم میں بادشاہ مطلق ہے اور سب بدن او کا ملک آباد کی مانند ہے اور قوتیں مدرکہ اور محرکہ اس بادشاہ کی فوج اور سپاہ کی ہنہ ہیں سو یہ سب ایک کا خانہ بننے لگے۔ لڑائی بادشاہت کے کاخانہ میں ہے عزیزی ۵ جانا چاہے کہ ملک اور مالک دونوں کی واحد میں مانند فرس و نمائین و حذین و خادین اور حق یہ ہے کہ مالک ساہتہ کسرہ کے بمعنی رب کی ہی کہا جاتا ہے مالک الدار و رب الدار اور مالک ملک سحرے ساہتہ صمد کے بمعنی مطلق کے ہیںہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور کیا گیا ہے کہ ملک اور مالک بمعنی قیادہ کے ہیں اور برنحالی عدم سے طرف وجود کی مظہر ہیں اور تحقیق جائز رکھا ہے توارنے قرآن مالک اور ملک کی سورہ فاتحہ میں نہج اس سورت کی واسطے بھیجے کے تکرار سے فان احد معانی الاسم الرب فی اللسان المالك والحد الفاتح فان الراجح فيها عند المحققين هو الملك لا المالك اور جن عالموں میں ممالك يوم الدين پڑا ہے وہ کہتے ہیں کہ ملک يوم الدين وہ قرآنہ کی طرف سے بہتر ہے اول یہ کہ مالکیت عام ہی آدمیوں پر ہی ہوتی ہے اور غیر آدمیوں پر ہی ہوتی ہے مثلاً جانور و انسان اور درختوں وغیرہ پر ہی مالکیت بولتے ہیں بخلاف بلوشاہی کے کہ صرف آدمیوں پر ہوتی ہے اور جانور و غیرہ پر نہیں ہوتی دوسرے یہ کہ مالک کو اپنے ملک پر کمال نسبت ہوتا ہے جو چاہے سو کرے بخلاف بادشاہ کے کہ یہ نسبت یا اپنی رعیت پر نہیں رکھتا تیسرے یہ کہ نسبت مالکیت کی مضبوط ہوتی ہے نسبت بادشاہی کے لیے کہ ملک اپنے مالک کے خارج نہیں ہو سکتا اور رعیت کو ملکہ چاہتے ہیں کہ ملک کو خدمت مالک کے واجب ہے اور رعیت کو خدمت بادشاہ کی وجہ نہیں پانچویں یہ کہ غلام مملوکان مالک کے کچھ کام نہیں کر سکتا اور رعیت بے حکم بادشاہ کے کر سکتے ہیں اور چھٹی یہ کہ غلام امید رکھتا ہے اپنے غلام سے منفعت کی بخلاف بادشاہ کے کہ وہ خود امید رکھتا ہے رعیت سے اور نفع حاصل کرتا ہے اوس کے کہیں خراج اور کہیں محصول اور ساتویں یہ کہ غلام اپنے مولائے خوراک اور پوشاک اور رحمت اور عفو اور کرم چاہتا ہے اور رعیت بادشاہ سے کہیں حاجت پڑے تو عدل نہیں چاہتے ہیں اور ان کے نسبت عدل اور انصاف کی عفو اور کرم اور خوراک اور پوشاک

اور رحمت کی بہت حاجت ہے اس لئے حدیث قدسی میں خوراک اور پوشاک وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور عدل کا ذکر نہیں فرمایا ہے وہ حدیث یہ ہے یا عبادی کلکم جالغ الا من ملحمۃ فاستطیعوا ملکم یا عبادی کلکم عار الا من کسوتۃ فاستسکون کلکم یہ مکررا حدیث کا ہے یعنی اے میرے بند تم سب ہو گے ہو مگر جبکہ پہلاؤں میں پس کھانا مانگو۔ جبکہ کھانا دون میں تم کو ہے میرے بند کو تم سب ملے ہو مگر جبکہ پہلاؤں میں پس کپڑا مانگو۔ جبکہ کپڑا دون میں تم کو آہستہ میں یہ کہ بادشاہ جب موجودات لیتا ہے تو پہلے ہون اور ضعیفوں اور بیمار و کمزور کو پہلے کرتا ہے اور مالک جب غلاموں پر نظر کرتا ہے تو ضعیفوں اور بیماروں پر رحم کرتا ہے مثلاً غلام کو کہتا ہے کہ اٹھ کے خدمت کرو تو یہ کہ قیامت کے دن بادشاہ بہت ہو گئے اور مالک سوائے غلام کے کوئی نہ ہو گا۔ سوین مسئلہ فتمہ کا ہے ب مولا۔ فی ذیت سفر کی کیا اقامت کی توجہ غلام کہ ہمراہ مولا کے ہوا اور کو ہی انیشتہ کشے حکم سفر کا یا مقیم کا یا بیخلاف رعیت کے اور جن علما نے ملکیم الدین پڑھا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ قراءۃ کئی طریق پر بہتر ہے مالک یوم الدین سے اول یہ کہ بادشاہ مالک ہی ہوتا ہے اور ہر مالک بادشاہ نہیں ہوتا دوسرے یہ کہ بادشاہ شہر میں ملک ملک میں ایک ہوتا ہے اور مالک ایک شہر میں بہتر ہے ہوتے ہیں اور تیسرے یہ کہ لفظ رب العلیہ کا اوپر مالکیت کی نسبت کتاب ہے اگر مالک یوم الدین پڑھا جائے تو تکرار لازم آوے اور یہ خلاف فصاحت قرآن کے ہے اور چوتھے یہ کہ لفظ ملک کا نو ذن نام میں آیا ہے اور لفظ مالک دمان نہیں آیا مگر مالک الملک آیا ہے سو وہ ملک کے معنوں میں ہے اور پانچویں یہ کہ آخر قرآن شریف کے ملک انسان آیا ہے اور اللہ کے کلام کے ختم میں اچھا لفظ ہونا چاہئے اس معلوم ہوا کہ بہتر ہے مالک اور چھٹے یہ کہ اطاعت بادشاہ کے اوپر سبکی واجب ہے اور اطاعت مالک کی ہر کسی پر واجب نہیں مگر اوسکے غلاموں پر والا الذائیر آدمی کے معبود کے خف آدمی بچپن کی حالت میں اپنے پرورش کر نیوالے کے سوائے دوسرے کو نہیں چھوڑتا اور ہوک پیاس کے وقت اوسے کی طرف التجا کرتا ہے اگر کسی چیز سے ڈرتا ہے تو اوسے کی طرف بھاگتا ہے اور جب جوان عاقل ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ان باب ہی میری بادشاہ امیر کے محتاج ہیں اور ان سے روزی طلب کرتے ہیں اور وقت دفع ہلاکی بادشاہ وغیرہ سے مدد طلب کرتی ہیں تو لاچار اوسکے ہی دلیں یہی بات سہجہ جاتی ہے کہ جو کچھ ہے بادشاہ و امیر ہے پس اس حالت میں اوسکو بادشاہ اور امیر ہی پر اعتقاد ہونا اور جب اس حالت سے ہی آگے بڑھا اور دیکھا کہ بادشاہ اور امیر ہی یعنی چیزوں میں کچھ خیر نہیں رکھتے بلکہ عالم غریب کی طرف التجا کرتے ہیں اور اوسے اپنے مطلب کے جاری ہونے میں مدد طلب کرتے ہیں تب تو اوسے یقین ہوتا ہے کہ بادشاہ اور امیر ہے

میری مانند دوسرے کے محتاج ہیں ہر توبہ پر ہی اور کسی طرف لمبی توبہ ہے سوان تمیز صفتوں کا
الامینی ب اور ملک و آلہ کا سہاٹ کی طرف اشارہ ہے کہ اگر بندہ مانند بچے کے مزاج رکھتا
اور سو ہے ربوبیت اور برورن کے کچھ اور نہیں جانتا تو میں ہی صفت رکھتا ہوں اسکو چاہے
کہ میرے ہی طے التیا کرے کہ میں رب الناس ہوں اور میرے ربوبیت اور برورن نام ہے
سب بنی آدم کو شامل بخلاف بابا آپ کے کہ لیکے برورن اپنے بچوں کے واسطے خاص ہے اگر
اس بند کی عقل بلوغت کی حد کو پہنچے ہے اور بادشاہ اور امیر کو مالک سب کام کا جانتا
تو یہ ہی صفت مجھ میں جیسے چاہئے دیے پائی جاتی ہے، واسطے کہ سلطنت میری
سب آدمیوں پر بلکہ تمام دنیا پر اور اگر تجربہ سے معلوم کر لیا ہے کہ بابا اور بادشاہ اور
امیر سب دوسرے کے محتاج ہیں جبکہ وہ کہتے ہیں اور دن رات اسی کو چاہتے ہیں تو
اس صفت سے یہی میں موصوف ہوں حاصل کلام یہ ہے کہ ہر حال میں اوی جاتا
باک میں التیا کرنا چاہئے اور بچ کے وسیلوں پر عطا و کرم کے نہ ہر چاہئے کچھ سب براوے
نہ کچھ کام سب ان جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان ہے نہ تو تم ہی ہو اور تم لگ ہرے دوش
جیسے تاک ہماج کی سوچے اور فہم تو رہا میں سہرا کو سوا اس الخائن ۵ برائی و سوائے
والی پیچھے بیٹ جائیو لیکن آویہ اخو فکے متعلق ہے اور مراد و سوا سے شیطان
ہے کہ تحقیق وہ بلا نا ہے طے کرنا کہ سہرا کلام خفی کے کہ سمجھتا ہے اسکو قلب اور
بلاتا ہے شیطان بنی آدم کو طے کرنا کہ اول طے کفر و شرک اور نافرمانی اللہ
رسول کے پس جو وقت غلبہ پاتا ہے بنی آدم پر سہرا تہ شہیا سے مذکورہ کہ تو غفلت ہوتا
اور راحت پاتا ہے توبہ اور دوسرے طرف بدعت کی اور یہ محبوب تر ہے طرف المیس کی بدعت
اور گناہوں کی لئے کہ اور گناہ توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے بخلاف بدعت کے کہ گناہ کرنا
صاحب اسے بدعت کا کہ تحقیق وہ بدعت بدعت نہیں ہے پس نہیں توبہ کرتا اسے اور
تیسیر کتاب کا سر اور چوتھے کتاب صفائے اور پانچویں مشغول ہونا مباحات میں اور چھٹے
مشغول ہونا مباحات میں مفسنوں کے اور بخلاف شیاطین کے شیطان الوضو ہے کہ کھانا پانی نہ کھو
و ابال کہ وہ خطرہ میں ڈالتا ہے لوگوں کو سہرا تہ کثرت استعمال پانے کے اور فرمایا علیہ السلام
کہ پناہ مانگو تم نہات اللہ کے من دوسرے الوضو اور ایک شیطان خنزیر ہے اور وہ المباحات سے
اور پر صلی کے نماز اور قنات اوسکی میں اور کھا البوعر و دجی رحمت اللہ علیہ کے کہ جڑ
دوسری دس چوتھے اول اوسکا حرص ہے پس مقابل کراد کے توکل اور قناعت کو اور
دوسرے ال ہے پس توڑ اوسکو سہرا تہ مفا جاعہ اجل کے اور تیسرے فائدہ اور دہنا سہرا تہ شہوت
دنیا کے پس مقابل کراد کے کہ وہ بل لغت اور طول حساب کو اور چوتھے حد ہے پس توڑ اوسکو سہرا
رویت عمل کی اور پانچویں بلا ہے پس توڑ اوسکو سہرا تہ رویت مست اور ساقی کی اور چھٹے

ماجرے پس توڑا وکوسا تہ توہنغ کے اور ساتوین ہکان پن ساتھ حرمت مسلمانوں کے
 پس توڑا وکوسا تعظیم اور بزرگی اون کے کی اور آٹھویں جب دینا ہے پس توڑا وکوسا غلام
 کے اور نوین طلب رفت کے ہے پس توڑا وکوسا تہ شوع اور ذلت کے اور دسویں
 اور نیکل ہے پس توڑا وکوسا تہ بخشش اور سخاوت کے اور ۱۱ ۵ الذی یؤنس من
 فی صند ذر الناس ۵ یہ دوسری صفت ہے وسواس کی یعنی وہ فاسد خیال
 ڈالنے والا جو بڑے بڑے ورے دلعین ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں ف
 سینے کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس جگہ نفس ناطقہ کے آثار حیوانیت سے محفوظ ہو کر
 فساد کا محور جلد قبول کر لیتے ہیں بخلاف دوسرے اعضا کا واسطے کہ جلد میں سے خط و
 جگہ نہیں ہے نفس ناطقہ نفس نباتی سے اپنا کام لیتا ہے اور دماغ میں اگر یہ فساد ہوگا
 ہر طرح پر کہ قوت و ہمہ عقلیہ قوت کو تشویش میں ڈالتی ہے لیکن اکثر شکا فساد نفس حیوانیہ کے
 آثار بلند ہونے سے ہوتا ہے چنانچہ اس حکمت کے جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے اب مجھے
 شیطانی دوسرے جو لوگوں کے دلوں کو خراب کرتی ہیں بیان کیجئے ہیں چنانچہ انہی شیطان
 وسوسوں سے ایک یہ بات ہے کہ عوام لوگوں کو دو عین و دو باتیں جو ان کے فہم سے
 باہر ہیں ڈالتا ہے جیسے ذات اوصافات الہی کے تحقیق کا اور نبوت کے ہمد و ثنا اور
 آخرت کے کاموں کا خطہ اور جبر اور خیر یا کے مسئلے کی تحقیق اور قضا اور قدر کے ہمد اور
 صحابہ کے آپسی لڑائی جھگڑیں حق بات کی نفی کرنا یہ سب شیطانی دوسرے ہیں
 تاکہ رفتہ رفتہ عین تحقیق میں اون حقیقتوں کا انکار کر سیکھیں اسلئے ان باتوں کی حقیقت
 وہ لوگ جو بوجہ نہیں سکتے اور بعضوں کے دلوں میں داہے تباہی شہیں ڈالتا ہے جیسے
 بزرگوں سے شفاعت کی امید رکھنا اور تھوڑی سے طاعت پر بڑے ثواب کی
 امید رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی بخشش عام پر غرہ کرنا اور اود کے عذاب سے بڑھنا اور
 بعضوں کے دلوں میں اسکا عکس ڈالتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے کرم و بخشش اور ثواب کے بلکل
 ناامید ہونا اور بت پرستوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے فریب دیتا ہے کہ عین اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک ہے اور دیو اور پرہی اور جنات کی عبادت چھوڑنے میں دنیا کے نقصان سے
 خوف ڈالتا ہے اور دلعین ڈالتا ہے کہ اگر او کی طرف نہ چلو گے اور اود سے التجا نہ کرو گے
 تو تہاری اولاد و جاگیلی یا مال میں نقصان ہو جائیگا اور نماز پڑھنے والوں کو پہلے ریا اور کلمہ
 اونکی نیت میں ملتا ہے ہر رکعتوں اور رکعتوں کی شمار کو ہلاتا ہے اور بعضوں کو نیت کے
 اچھا جاننے میں اور قرأت کو راگ سے پڑھنے میں اور حرفوں کو مخبر سے نکالنے میں گناہ
 کرتا ہے اور زکوٰۃ کے میسے میں غیر جو جانے سے ڈرتا ہے اور کبھی زکوٰۃ دے ہی تو ریا
 اور سودا اور بکری اور غیر پر اصرار رکھنے سے اوسکے ثواب کو باطل کر دیتا ہے اور حرام چیزیں

الخرج کر نیکو نیک اور چاہا دکھاتا ہے اور ایسا خیال میں ڈالتا ہے کہ شہوت اور جاہ میں
جولنٹ ہے وہ کسی میں نہیں ہے اور غصے کے وقت ایسا دل میں ڈالتا ہے کہ اگر تو غصہ
نکریگا تو تو عاجز اور ذلیل ہو جاوے گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اگر کسی طرح ک محنت
یا مشقت ہوئے تو اس کو دو ٹانگنا کر کے دکھاتا ہے اور بتوں کی عبادت کرنے میں
بڑی بڑی مشقین کا فرون کو آسان اور سہل دکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں
مرے کو حرام اور ہر ا دکھاتا ہے اور جان کی محافظت کا خیال اونکے دلوں میں ڈالتا ہے
اور کافروں کو اپنی جان دینا بہت کئی واسطے آسان دکھاتا ہے اگر اہل کفر کے ساتھ اور
برائیوں کی شرک و کجیاوے نو ایک بڑا دفتر چاہیے لیکن ان سب کے علاج تین چیزیں ہیں
جیلے یہ کہ اس کی مکر اور جیلو کو معلوم کرنا اس لئے کہ جب کسی کو معلوم ہو کہ یہ عمل شیطان
میں اس کا زور گھٹ جاتا ہے اور اس کی برائی کم ہو جاتی ہے جیسے چور کہ جب
گھر والوں کو جانتا یا ہے تو ہانک ہے اور جیسے مکار فریبی آدمی کہ جب کسی کو جانتا ہے
کہ یہ جیسے مکر اور فریب جو بے وقوف ہے تو اس سے ناامید ہوتا ہے دوسرے
یہ کہ اس کے دوسو کو سہل جانتا اور اس کی طرف ہرگز التفات نہ کرنا اس صورت میں کہ
اس کا شر کم ہو جاتا ہے جیسے کتا ہو نکتا ہو کہ جقد راو کی طرف التفات کیجی تو
ہو نکتا اس کا زہ ہو گا اور اگر کچھ ہی نبولئے تو آپ ہی آپ چپ ہو رہے گا تیسرے
یہ کہ ذکر قلبی اور سانی پر ہمیشگی کرنا اور بری صفتوں سے جیسے شہوت اور غضب
ہے اپنے دلوں کو پاک رکھنا اس لئے کہ شہوت اور غضب کے غلبہ کی حالت میں ذکر کا اثر
فلکے کناروں کی طرف سے ہٹا جاتا ہے اور شیطان و دوسرا دل میں آجاتے ہیں اور
اپنا کام کر جاتا ہے مِنْ الْجَنَّةِ وَالشَّامِ ۵ دیوان کی قسم سے اور اپنے
قسم سے فَیْتِیْ فَاَسَدُ خِیَالِ الدِّیْنِ وَالْیَوَالِیْ جتنی قسم سے ہو جیسے شیطان
کہ دین و دنیا کی غلبہ کے سبب سے پیدائشی تاریکی اور عین گہو سے ہوئی ہے اور فاسد مشورہ
اور انتظام کے بچاڑنے والی تدبیریں اور انکی طبیعت کو لازم ہیں اور گشتی مزاج ہونے
اور اس کی لطافت کے سبب گہس جانا ان جہوں کا ان انکی جیولے زو جو عین
بہت جلد اور سہل ہوتا ہے اور جو وہ جسم کہ ان فاسد تدبیروں اور باطل رایوں کی
اوہا نیوالی ہیں اور ان کی روح سے غلط ہوتی ہیں اور ان کا اثر روح کو بہت سے
اور وہ روحیں ان تدبیروں اور رایوں کی تحمل ہوتی ہیں اور اس کے سبب بدترین حالت
اور سکون ظاہر کرتی ہیں اور گنہ اور گنہ ظاہر ہوتی ہیں اسی لئے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْهَرُ بِمَنْ اَلَا لِسَانَ جَهْرَی الدِّیْنِ یعنی
حقیقی شیطان غوغالی طرح آدمی کی رگ اور پوست میں دوڑتا ہے آغا ذال مذنبہ اور

یعنی بعد اسکے ہاتھ اور جگہ پہرے سے یہ یعنی پڑھنا اور دم کرنا اور پھر نا ہاتھ کا مین بار نقس سے
یہ بخاری اور سلم نے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دم پہلے ہاتھوں پر کرتے
تھے اور پڑھتے تھے بعد اسکے پس بعضوں نے تو لکھا ہے کہ یہ اس لئے کرتے تھے کہ
مخالفت ہووے ساحرون کی کوہ پہلے پڑھتے ہیں اور دم پیچھے کرتے ہیں اور بعضوں نے
لکھا ہے کہ یہ مین کہ ارادہ دم کر لیا کرتے پھر پڑھتے اور پھر دم کرتے **ع** اور بعض
اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ قرآن کی ابتدا اس کے لفظ سے ہے اور انتہا مین کے لفظ پر
میں یہ سہات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن شریف و دونوں جہان مین بیچ جانیے
میکر شانی لکھا ہے اول و آخر قرآن زہد با آمد و مین پڑھتے اندر دین بہر تو قرآن نہیں
روایت کیا گیا ہے مین کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تحقیق یہ جو بت یو پہنچتے قل اعوذ برب
پڑھتے احمد السرب العالمین اور با پنج آیتیں سورہ بقرہ کی مغلخون تک لابن ہذا یسیر
حال المجل اور مغلخے یہ مین کہ تحقیق وہ حل فی قرآنہ انحر مغلخہ واصل الی الختہ
اختری ارغام للشیطان و صار العمل علی هذا فی امصار المسلمین فی قرآنہ ابن کثیر
وغیرہا وورد النص عن الامام محمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ ان من قرأ سورة
الناس یدعو عقب ذلک فلم یستعمل یصل بہ بقراءة ثقی وروی عنہ قول خراب الاستیجاب
استغفر من مشایخ العراق قرأ سورة الاخلاص ثلاثاً عند ختمه القرآن انیکو الختم فی المکتابہ فالکبرھا
اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو کوئی حاضر ہوئے وقت ختم قرآن کے تو یا ہے جیسا
کوئی حاضر ہو وقت تقیم غنیمت کے اور جو کوئی حاضر ہو شروع قرآن کے ہے مافتدوس
شخص کے کہ حاضر ہوا فتح فی سبیل اللہ کے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے لکھا کہ وقت
تمام ختم قرآن کے دعا مستجاب ہوتی ہے اور جو شخص شک کرے مغفرت اپنی مین وقت ختم
قرآن کے پس ہنہ واسطے اسے مغفرت اور مخصوص ہے امام احمد سے اور برتجاب بلکہ
وقت ختم قرآن کے اور سیرح ایک جماعت سلف سے منقول ہے پس دعا کری وقت ختم
قرآن کے جو چاہی مستقبل قبلہ ہو کر درآن حالیکہ اوٹھانے والا ہو اپنے دونوں ہاتھوں اور
عاجزی کر نیوالا ہو واسطہ اللہ کے یقین کر نیوالا ہو قبولیت دعا کا اور نہ تکلف کرے جمع کا
وعامین بلکہ بچے اوس سے اور تھیں کہ کرے اللہ تعالیٰ کی قبل دعا کے اور بعد اسکے اور درود
پڑھے اور نبی علیہ السلام کے اور سٹے منہ کو دونوں ہاتھوں سے بعد فراغت دعا کے پس خدا
کسی کی محنت ضایع نہیں کرنا مگر اعتقاد کرنا کلام خدا و کلام رسول صلعم پر شرط ہے قبولیت
دعا و مین چنانچہ عقیدہ کے بیان مین یہ حدیث نقل لی جاتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے وقت مین ایک صحابی کا ہاتھ تھوڑا سے کٹ گیا تھا انکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ہاتھ
کٹ گیا ہے آپ نے اسے نہ پس بلا کر انھیں مدد پڑھ کر اوس کے ہاتھ پر چونک دیا وہ ہاتھ جڑ گیا تب

اُس سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے گھبراہٹ سے فرمایا اے محمد! اُس نے حقارت سے کہا
یہی اچھو نماز میں پڑھتے ہیں پیر ماہہ تک پڑا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو
اس کا مرتبہ نہیں جانتا اب دیکھو ذرا سی سست عقیدے بے کام بگاڑ دیا عقیدے اور نیت
کی صحت کام نہاتی ہے انسان عقیدہ درست کرے پھر جو عمل پڑھے یا دعا کرے پورا ثواب
پاوے اور مطلب برآوے پرے نماز کو کسی دعا سے فائدہ نہیں ہوتا پہلے نماز بعد دعا
اب سپارہ عم کی سورتوں کے فائدے اور تاثیریں جو حدیث اور شاہین عجمیہ اور سے پہنچے
میں سب مسلمانوں کے فائدے کے واسطے تحریر کی جاتی ہیں عظیم الشان لوگوں کو جو کوئی
بعد عصر کے تین مرتبہ پڑھے روشنی چشم کو موجب ہے والذات ذات کو واسطے سلامتی
ایمان کے اکیس مرتبہ ہر روز پڑھے جلس و تقویٰ واسطے آسان حشر کے ستر مرتبہ پڑھے
اذا الشمس کو زلت کو وقت بلاری کے ستر مرتبہ پڑھے اور بار ہر دم کرے فائدہ ہوگا
انشاء اللہ انشاء اللہ انشاء اللہ کو واسطے حفاظت ایمان کے ستر مرتبہ پڑھے واللہ اعلم
واسطے دفع رونے بچہ کے سات بار پڑھے والسماء ذات اللہ و ج کو واسطے دفع بدگوئی
انج مرتبہ پڑھے والسماء والطارق کو واسطے دور ہونے دیو برسی کے تین مرتبہ پڑھ کر دم کرے
سبح اسمہ کو وقت ستر کرنے کے جو تین مرتبہ پڑھے سلامتی سے اپنے گھر آوے ہل انک
کو واسطے دفع خیال بکے اکیس مرتبہ پڑھ کر سورہ والفتح کو واسطے دفع مالیات کے سات
پڑھے اور واسطے پیدا ہونے ارکے کے سو مرتبہ پڑھے لا افسہ کو وقت طلوع آفتاب کے
جو کوئی ایک بار پڑھے تمام دن امن خدا میں ہے اور اکائیں مرتبہ پڑھے تو عذاب دنیا
آمان پاوے والشمس کو وقت نکلنے آفتاب کے تین مرتبہ پڑھے واللیل کو واسطے حفاظت
مال کے سات مرتبہ پڑھ کر مال پر ہو کر دم کرے اور ہر حاجت کو سات مرتبہ ہر روز پڑھے والضحیٰ کو
واسطے پناہ گے ہونے آدمی کے ہزار مرتبہ پڑھے خدا چاہے تو پھر آوے اللہ الشرح کو واسطے
صفائی سینہ کے ہر روز سات بار پڑھے والنتین کو ہر روز تین مرتبہ پڑھے بادشاہوں
اور امیروں کی نظروں میں عزیز ہوا فترا کو واسطے خوف دشمن کے سات مرتبہ پڑھے
اور دعا مانگے اذا انزلناہ کو واسطے روشنی چشم کے ہر روز اکیس مرتبہ پڑھے لکڑی اللہ
کو واسطے بقولیت کے ہر روز اکیس بار پڑھے اذا زلزلت کو واسطے دفع اور زلزل شمع کے
ہر روز کت لیس بار پڑھے والعدایات کو تین مرتبہ پڑھ کر دم کرے خدا چاہے تو
بار صحت پاوے القارعة کو واسطے ساوک میان بی بی کے ایک سو سات بار پڑھے
العلکم التکالیف کو واسطے سلامتی ایمان کے تین مرتبہ ہر روز بار کرے والحصہ کو
جو کوئی اکیس بار پڑھ کر سامنے حاکم یا مخالف کے پاوے تو سب مہربانی کریں ویل لکل کو
ہر روز نو مرتبہ پڑھے اپنے پڑوم کرے واسطے غلامان بدگوگون کے سے امنوں رہے

الحق کی عین کو واسطے ہر روز کے گنہگار سات سو مرتبہ درمیان عصر اور عشاء کے
چھپے لایلافت کو واسطے دفع نہر کے بوقت کہا نا کہانیکے تین مرتبہ پڑھنے کے اور اللہ
کو جو کوئی گناہیں مرتبہ پڑھے تو خدا تعالیٰ اس شخص سے غناوت بخشے اور اگر سات مرتبہ
پڑھے جو باری کر کہتا ہو دفع ہوجاؤ انا اعطینا کھو واسطے قلم پانے کے اور دشمنوں کے
ہر روز سات بار پڑھے قل یا ایہا الکفر ون کو واسطے مٹا دہر کہنے ایاں کے ہر دن
سات مرتبہ پڑھے اور تین مرتبہ ہر روز ہمیشہ پڑھے تو خون سے اذیاء کو واسطے
دفع دشمنوں کے ہر روز سات مرتبہ پڑھے اور اگر ہر روز تین مرتبہ پڑھتا رہے تو کسی کا حجام
نہو بدلت پیداں کو واسطے ہلائی دشمنوں کے ہر روز سات مرتبہ پڑھے قل ھو اللہ کو واسطے
رہائی کے قید سے ایکڑار کیا پڑھے سو ذوق کو واسطے دفع جاوہر جمیع بلیات کے ہر روز
۵۰ مرتبہ بار پڑھے ۵

مفید مطلب

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا وشفیعنا محمد والہ واصحابہ اجمعین بعد حمد و نعت
یہ مسکین حقیر سر ایا تقصیر قلیل البضاعۃ عذیم الاستطاعۃ خادم العلما و فاضل کسائے
محمد عبدالقادر غفر اللہ ولوالدیہ وجميع المسلمين و لہدات بخدات علیات اہل حق کے
بعد ہلائی سلام سنت الاسلام کے عرض کرتا ہوں کہ تقصیر لا جواب کا مل لا انتصا بنی
بجامع التفاسیر از تصنیفات جناب خلاصۃ المتبعین تاج العلما و سراج الفقہاء خاتم المحدثین
سلطان المفسرین مقبول بارگاہ ذہب العالمین حضرت مولانا و مرثیہ نامہ لوسی المحکم
قطب الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی سورۃ احزاب سے سورۃ سبھ اسم
میں ماشاء اللہ تک پہنچے بعد اس سچچہ ان نے باوجود عدم فرصتی اور کم دستیابی کی کتب
تفسیر کے چند کتب سے اٹھنے بیٹھا وہی مدارک و تعامل و رزق البیان و عزیز سی و ترجمہ
شیخ عبدالعزیز و جلالین و ہامین و حسینی وغیرہ سے فیض عام اور یاقیات صاسحات تصور
لہر کے ماہیاء اللہ کے بعد سے والہذاں تک اکثر برعنوان کالیف جناب مہر و رحمہ کیا
اب ناظرین کی خدمت میں جو نقصان حد سے بری ہیں التماس ہے کہ اگر کوئی بیہول
جو کہ نظر میں گذرے تو اپنی والاہر حق اصلاح میں درلغہ بفرما دین لاکالاشان مرگ
من الخلاء والنسب یا لفت ان ہر شہو ہے اور کوئی بے بیہول و چوک سے غالی نہیں
حق ہے اس عاصی کی بیہول و چوک اور کچھ نہیں کو بہرکت ارتحاح طینہ کے متعارف
اشیرہ العال من ان انت الشہید العالم و صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

یہ خطاب موصوم بہ جامع التفسیر کہ مادی اس
مسائل فروغیہ کو شتمل ہے مصنف اسکے مولانا و مرشدنا حاجی نواب محمد قطب الدین
علیہ الرحمۃ بن مناتب اور فضائل ایک طے تحریر سے باہر ہیں اپنے پر اوستاد مولانا
محمد سبحانی صاحب رحمۃ اللہ کے زمانہ میں حسب فرامیش مولانا مغفور کے ترجمہ کشف
شکوہ شریفین مع شرح اور سبط کے مرقاة شرح ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اور ترجمہ
فارسی حضرت شیخ عبدالحق اور حاشیہ سید جمال الدین رحمہ اللہ وغیرہ سے زیادہ کر کے
زخامت چار جلد کی تحریر فرمائی اور شہر طغر بایل ترجمہ حسن حصین اور طغر جیل اور
جمعہ انجیر خلاصہ جامع صحیفہ اور جامع کائنات اور ہادی الناطقین اور تحفہ سلطان اور
معدن الجواہر اور وظیفہ سنونہ اور تحفہ الزوجین اور احکام الاسحق اور فلاح دارین اور
تنویر الحق اور توفیر الحق اور تحفہ العرب و العجم اور حکام العبدین اور رسالہ مناسک اور
خلاصۃ المناہج اور کائنات ارجت اور تنبیہ الیہ اور حقیقت الایمان اور زاد المعاد اور تذکرہ الصالحین
اور تذکرۃ الزہاد وغیرہ کو ارقام فرما کر علم دین کو سہل کر دین کر دیا۔ زہاد و انقطاع دنیا
اور اتباع سنت سینہ میں مشتہ ازمانہ ہے اور احیاء اطلۃ سنت اور خیر خواہی اہل مام
اور سخاوت میں برگزیدہ روزگار ہے اور اگر امتین علیہ الرحمۃ سے اکثر ملہوین آئین اور
جج کئے اور عمر اخیر میں خانہ کعبہ مبارک میں ہجرت فرما کر عبادۃ مولیٰ شہل رہے بن بارہ انور
ہجری میں پیدا ہوئے اور یاد ریخت تاریخ ولادت ہے اور ولادت بساوت بلکہ وہابی ہے
اور نب مبارک احرا رہی ہے اور مہینہ رجب المرجب تاریخ تولد میں روز جبہ بعد نماز عشا کے
شہ ہجری میں قریب موضع صفایج بیت اللہ طفہ و کمرہ میں دنیا فانی سے حلت
فرمائی صلی اللہ عنہ و علیٰ آلہ شراہ و علیٰ اہل الجنۃ مشورۃ ۛ

خاتمۃ الطبع

خدا کا بڑا احسان ہے جو خالق زمین و آسمان ہے انسان کو شرف و مخلوقات بنایا عقل
اور سمجھ عنایت کی انبیا کو کہ انہوں نے لئے رہنما فرمایا ہر کو بہترین نام کیا ہمارے لئے افضل
پیچا وہ ایسے ایسے معجزے لائے جس سے منکر اسلام کے سید ہی راہ پر آئے جسے
بڑا معجزہ قرآن ہے جسکی بلاغت میں عقل فصحا کی حیران ہے اس پر علم کر نہیں
سزاوار منکر محمد فی النازل و صحاب کہ ارکان دین بہتے ہیں خود و دیگر
کرتے رہے عالم ہر زمانیکے لوگوں کی سمجھ کے موافق و دہ فرمایا کئے مضامین
عبارات عام فہم میں سمجھا گئے تا لغت عام ہو فائدہ عام ہو عربی فارسی ہر زبان و لغت
عربی فارسی سے فائدہ اربھاتے تھے اردو والے حرف شناس اس سعادت سے محروم نہ رہے

ہے کہ اس کا مولانا ایضاً افضل و اکمل اور بلا نا جناب مولوی حاجی مہاجر حسین ایدہ محمد قطب الدین صاحب
مرحوم مولوی وحید برکات ہستم نے کہ اپنے ہستی پر یعنی خاتم الہی میں جناب مولانا صاحب محمد حسین صاحب
بغیرہ الدینی زمرۃ الشہداء و الصالحین کی طرح عالم دیندار کے باطن پر ہرگز گارہتے نہ سائل میں
کی تحریر الکا کام تباہی پر حسب اصرار بعض علماء و مبطل فائدہ مام اس اسلام تقیر زرد و سورہ
ازخرب سے کہنا شروع کیا اور سورہ حجرات کی تصنیف فرمائی اور سید کئی بار مطبع نظام
وغیرہ میں چھپ چکی ہے اس کے بعد سورہ ق سے پہلے تصنیف کرنا شروع کیا اور سورہ طہ
تک کو بہت تصنیف کی پہنچی کہ حیات نے وفات کی اور اس جہان فانی سے رحلت فرما
بعد عالم بقا ہو سکتی محدثہ و بغیرہ الدینی زمرۃ الشہداء و الصالحین و محل الجنۃ شواہد الفضلہ الکریم
امین یارب العالمین اور اسکے بعد مولوی عبد القادر صاحب نے جو کہ شاکر رشید مولوی صاحب
مرحوم کے ہیں جو ابقا پختہ تا آخر پور کیا اور مطبع رقبہ دہلی میں جبکہ طبع ہو کر انصاری مولوی صاحب
یوسفی صاحب نے سہ ماہی کو سن کر دیکھا تو اس نے خط میں پڑا اتہام ہو جسے ہاؤت انا لیاں مطبع
میں دیکھا لگام موافق ناظرین مطالبہ کر گئے آپ جو ریاضت کر لیں گے کہ کثاف مشکلات
انسانی ہے + مواہب علیہ حملانی + مدارک قبولیت میں بے بدل ہے + معلم معالم التوہید
سبحہ مواج حقائق قرآن ہے + تبیان و فائق فرقان + موضع اسرار تاویل ہے + کشف استنارۃ
النفحات جمیل + عالم تو اس سے نفع ہے او پٹا میں گے بے پڑ ہے ہی قرآن کے معانی سے
خوب ماہر ہو جائیں گے جناب مصنف ملاحظہ فرمائے کثیر و مشہور مدارک معالم نبیاء و
روح البیان وغیرہ کا ذیل تفسیر آیات بمقام مناسب ترجمہ لکھا اسی سبب کے نام اسکا جائز تھا
کہا اور فوائد مفیدہ جو ذہن عالمی میں آئے ہیں وہ بھی بموضع مناسب برائے ہیں اور حسب
شائستگی اس سے نفع اویٹا و بن تو جناب مصنف اور اس امیدوار دعا خدان اور اسکی دعا و توبہ
مدعا سے جزا دل و بن بالخصوص جناب ذوالبصاحب محمد نصیر الدین خان خلف رشید جناب
مولانا مرحوم کی دعا سے برقیات و وہابی سے ضرور طلب اللسان رہیں کہ جناب ممدوح نے
پڑی سچی اور کوشش اور جانکا ہی اسکے چھوٹے میں کی سے شایستگی کو چاہیے کہ اس کتاب
انسانی کو جلد بخیر دین سستی ہے سستی نگرین ظاہر میں خیر تفسیر ام الکتاب ہے حقیقت میں
۱۰ ہم خدا و ہم توبہ ہے ۱۰

میں دراصل ہادی دہلی اہل الاسلام کے لکھی جاتی ہیں کہ
میں شخص اولیاء اللہ اس زمانہ میں کہان پیدا ہوتے ہیں اول
تاریخ جناب مرحوم کی سید ایش کی لکھی جاتی ہے
تاریخ

تاریخ ولادت جناب مرحوم

مبتہج شد دل جہان کینخت
گفت بیدار بخت باور بخت

از طہورے خستہ و جسد
زود سال ولادتش بافت

تاریخ دیگر وفات جناب مغفور

مست من قطب الدین حاجی کعبہ عالم و عل
ولین اندوہ شد تار یک چشم جہان آتش

تاریخ اتمام کتاب جامع التفاسیر تصنیف حضرت مہر و رحمۃ اللہ علیہ حب
فرمایش نواب نصیر الدین خان خلیفہ جناب مولانا صاحب سنی اندوہ جہان

اطلاع از روزے حق ست سال تبعیث
قطب الدین خان مولودہ قطیر عام

اب خدمت میں صاحبان مطالع کے یہ عرض ہے کہ کوئی صاحب قصد چاہئے
اس کتاب نو تصنیف کا مضامین سے فائدہ سمجھ کر نقصان نہ اوٹھاوے جعدہ رشتے کی کتاب
کے مطلوب ہوں درخوست اپنی اس نیاز مند کے پاس پہنچ کر طلب فرماوین اور اگر
احیاناً کسی صاحب نے بلا اجازت راقم کے قصد چاہئے کتاب ہذا کا کیا تو بموجب لوگ
مسئوب باز پرس اور جرمانہ کا ہوگا

العبد
محمد نصیر الدین خان خلیفہ حضرت مولانا حاجی محمد قطب الدین خان صاحب مغفور

۱۶۹	تنبیه جو کرنے تفرد و اتفاق میں	۱۶۳	بیل لغبت کا	۱۶۲	بمبہ کا
۱۷۰	نہ ہزار و چوبیس علیہ السلام کا وہ طہر علیہ السلام	۱۶۹	تنبیہ دروغین	۱۸۲	پانچہ قدیم احمد
۱۸۳	سورۃ الحج اولہ	۱۸۰	تنبیہ فریو زمین کر	۱۹۶	نہارمین
۱۹۷	اختلاف اندک الی ہارمین	۱۸۸	نفیلت علم میں	۲۰۲	مقولہ سفیان ثوری ذکر کا
۲۰۳	سورۃ الحج شتر	۲۰۱	حال باغ فک کا	۲۱۱	سرسہ فی کا
۲۱۵	کا بز سبیل اس مالک ہو جائے گا	۲۰۹	قصہ بصریہ راسب کا	۲۱۶	قصہ جرج راسب کا
۲۲۵	امم علم	۲۱۶	سورۃ الحج	۲۲۷	قصہ حالب بن ابی بلتو کا
۲۲۹	شرک وغیرہ کا	۲۲۶	قباج چوریکا	۲۳۷	قباج زنا کا
۲۳۵	سورۃ صدف	۲۳۰	تنبیہ المعروف میں	۲۳۷	اسما محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳۵	نماز کا آخرت میں کام آئے	۲۳۹	نکۃ صوفیہ کل تحقیق میں	۲۴۶	سورۃ الحج
۲۴۷	تنبیہ فاسب میں	۲۴۲	تنبیہ علم پر عمل کرنے میں	۲۴۶	سائل و فضائل محمد میں
۲۴۷	تنبیہ خیر و ذرورت میں	۲۴۸	نکۃ ایک حق کا	۲۴۹	تنبیہ فضیلت محمد میں
۲۵۰	اعمال روز جمعہ میں	۲۵۱	تنبیہ حکایت میں	۲۵۲	حکایت کا
۲۵۲	سورۃ المنافقون	۲۵۵	تنبیہ نشان ساقی میں	۲۵۵	تنبیہ عزت ایمان پر ہے
۲۶۰	نکۃ ایک تحقیق میں	۲۶۶	سورۃ البقار	۲۶۶	حکایت عبدالرحمن کی
۲۶۷	سورۃ الطلاق	۲۶۹	تنبیہ سلاق میں	۲۶۹	توس میں
۲۷۹	حکایت کا	۲۷۷	سائل طلاق و نکاح میں	۲۷۹	سائل طلاق کرنا میں
۲۸۰	طلاق صریح میں	۲۸۱	فضل فی الطلاق قبل الدخول میں	۲۸۲	باب تفویض الطلاق میں
۲۸۳	باب تعلیق الطلاق میں	۲۸۵	باب طلاق المریض میں	۲۸۶	باب الرجوع میں
۲۸۷	باب ایلاء میں	۲۸۸	باب اخلع میں	۲۸۹	باب اللعان میں
۲۹۰	نامزدکی	۲۹۱	باب مدت میں	۲۹۲	ثبوت نسب کا
۲۹۳	اولاد کی پرورش کا	۲۹۸	نفقہ کا	۳۰۰	سورۃ التحریم
۳۰۲	شعر خوش مضمون کا	۳۱۲	تنبیہ ترک گناہ میں	۳۱۲	زوجہ لازم و لوطا میں
			نکۃ داد کا وہ طہر و درموز میں		

۲۴۰۰	ن	تفاسات بر نبی الودع	۲۴۳۸	ن	سورة القيمة	۲۴۰۸	ن	تفہیم و تخریک چیز دکان	ن
۲۴۰۲	ن	علم کی تفہیم کے طریقہ کا	۲۴۵۶	ن	طہایت حجاج بن یوسف کا	۲۴۰۱	ن	سورة الدھر	ن
۲۴۰۳	ن	مجتہدین	۲۴۶۱	ن	اس سورة کے نزول کے سبب	۲۴۰۲	ن	مسئلہ	ن
۲۴۰۴	ن	کہنا مسکین اور یتیم اور یتیم	۲۴۶۹	ن	غده جو اس سورہ میں ہے	۲۴۰۳	ن	سورة المرسلات	ن
۲۴۰۵	ن	پیشکش اور بچہ ہونیکا	۲۴۶۹	ن	ایسا شکل کا	۲۴۰۴	ن	تحقیق صفا جلالین اور مولانا محمد حسین	ن
۲۴۰۶	ن	یازہ عم	۲۴۷۰	ن	سورة النہین	۲۴۰۵	ن	تکرار نگاہ میں	ن
۲۴۰۷	ن	دلچسپ بات میں ناخام کو نیکا	۲۴۷۱	ن	اسکا کہ نیاست کہ ان بیت میں مذکورہ ہے	۲۴۰۶	ن	عجمیہ چنل خورکی	ن
۲۴۰۸	ن	سورة النازعات	۲۴۷۲	ن	حاضرہ کا	۲۴۰۷	ن	قصہ حضرت موسیٰ کا	ن
۲۴۰۹	ن	علماء کے اختلاف	۲۴۷۳	ن	تفسیر مضبہ	۲۴۰۸	ن	قصہ مصعب اور عامر کا	ن
۲۴۱۰	ن	سورة المغنم	۲۴۷۴	ن	مرد و عورت کے عیب کا	۲۴۰۹	ن	قصہ ایک بندہ و نیکا	ن
۲۴۱۱	ن	طہایت افعال پر نبی الودع	۲۴۷۵	ن	سورة التکویر	۲۴۱۰	ن	جنت سیب و نیکا	ن
۲۴۱۲	ن	حضرت جبریل علیہ السلام	۲۴۷۶	ن	و کیا بتا حضرت مسلم کا جبریل	۲۴۱۱	ن	حقیقت نامہ میں کی	ن
۲۴۱۳	ن	تحقیق شاد مشق و حک	۲۴۷۷	ن	سورة الانفطار	۲۴۱۲	ن	دریا کے قمار و نیکا	ن
۲۴۱۴	ن	سینے کریم کے	۲۴۷۸	ن	حکاایت کریموں کی	۲۴۱۳	ن	نجات میں	ن
۲۴۱۵	ن	تفہیم ان بن عبد المارک	۲۴۷۹	ن	کرامت کا حسین کا	۲۴۱۴	ن	سورة المطففين	ن
۲۴۱۶	ن	تاج خیر و نیکا	۲۴۸۰	ن	انسان کا لکھی کفایت میں	۲۴۱۵	ن	دیباچہ الہی کا	ن
۲۴۱۷	ن	مقام علیہ السلام کا	۲۴۸۱	ن	سورة الانشقاق	۲۴۱۶	ن	الہامیہ میں دو غم جو ہمیں لایا	ن
۲۴۱۸	ن	مسلحہ شریعہ کا	۲۴۸۲	ن	سورة البرق	۲۴۱۷	ن	موسیٰ کی پس میں کتاب ہے	ن
۲۴۱۹	ن	خفق و الودع	۲۴۸۳	ن	دوست و دشمن کا	۲۴۱۸	ن	تیسرے قصہ کا	ن
۲۴۲۰	ن	چیتے مضبہ کا	۲۴۸۴	ن	لوح محفوظ کا	۲۴۱۹	ن	سورة الطارق	ن
۲۴۲۱	ن	جہاد کا نازل ہو چکا ہے	۲۴۸۵	ن	سورة الاعلیٰ	۲۴۲۰	ن	نکا آخرت پرستہ قسم	ن
۲۴۲۲	ن	تحقیق مولانا یعقوب جرجی	۲۴۸۶	ن	دوسرا نام شہر کا و ذکر آدم	۲۴۲۱	ن	نکتہ ہمنو کا	ن
۲۴۲۳	ن	سورة الغاشیہ	۲۴۸۷	ن	ذبح اور خوراک کا	۲۴۲۲	ن	آلہ کا	ن
۲۴۲۴	ن	منافع اور نیکا	۲۴۸۸	ن	خزائن الہی	۲۴۲۳	ن	سورة الفجر	ن
۲۴۲۵	ن	دفعہ شہید و نیکا	۲۴۸۹	ن	فوجہ کا	۲۴۲۴	ن	جس قدر اہم	ن
۲۴۲۶	ن	روزہ پر زاریا	۲۴۹۰	ن	بغیر میں	۲۴۲۵	ن	قصہ عابد کا	ن
۲۴۲۷	ن	نفس مارا و دیوانہ اور مطہ کا	۲۴۹۱	ن	سورة البلد	۲۴۲۶	ن	حرم الہی کا	ن
۲۴۲۸	ن	قسم کا	۲۴۹۲	ن	حفاظت زبان کا	۲۴۲۷	ن	صبر کا	ن

۴۶۳	ن	حافظت پر دعا کا	۴۶۳	ن	سورة الشمس	۴۶۳	ن	چہم چہم دنگا	۴۶۳	ن
۴۶۴	ن	ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رفیق کا	۴۶۴	ن	جواب جبریل	۴۶۴	ن	شمس	۴۶۴	ن
۴۶۵	ن	قدار بن سالفین	۴۶۵	ن	عادل الیٰ بن جحییٰ من کل ضیق	۴۶۵	ن	حضرت صالح علیہ السلام کا	۴۶۵	ن
۴۶۶	ن	شجرہ علی رضی اللہ عنہ کا	۴۶۶	ن	سورة الليل	۴۶۶	ن	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا	۴۶۶	ن
۴۶۷	ن	کلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا	۴۶۷	ن	ایک مولیٰ سے جواب معینہ میں	۴۶۷	ن	فضیلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں	۴۶۷	ن
۴۶۸	ن	نکتہ بارک النقیہ میں	۴۶۸	ن	سورة الضحیٰ	۴۶۸	ن	راؤقت حجبہ ت میں	۴۶۸	ن
۴۶۹	ن	سوال تیس چہم کا آخرت صلعم کے	۴۶۹	ن	غاز رضی اللہ عنہ کا	۴۶۹	ن	حضرت صلعم کے دیکھنے وغیرہ کا	۴۶۹	ن
۴۷۰	ن	غاز رضی اللہ عنہ کا	۴۷۰	ن	کوئی نیشی آخرت صلعم میں	۴۷۰	ن	دلائل صدق نبوت حضرت صلعم کے	۴۷۰	ن
۴۷۱	ن	ابوبکر خطیب کا	۴۷۱	ن	ادشہ کا	۴۷۱	ن	ہرسل کا	۴۷۱	ن
۴۷۲	ن	بے بیہوشی و غم و غصہ کے بیان کے	۴۷۲	ن	قصہ کس اور شاخی وغیرہ کا	۴۷۲	ن	دلائل نبوت کا	۴۷۲	ن
۴۷۳	ن	صلیمہ کے اب کا	۴۷۳	ن	حکایت کا	۴۷۳	ن	ایک عورت مدہوش کا	۴۷۳	ن
۴۷۴	ن	نہان علم کا	۴۷۴	ن	سخاوت آخرت صلعم میں	۴۷۴	ن	سورة الم نشرح	۴۷۴	ن
۴۷۵	ن	شرح صدر میں	۴۷۵	ن	سورة ولایت	۴۷۵	ن	فضیلت انجیر کی	۴۷۵	ن
۴۷۶	ن	فضیلت اللہ ربیع میں	۴۷۶	ن	سورة قمر	۴۷۶	ن	دولت خاندان نبوت میں	۴۷۶	ن
۴۷۷	ن	تاریخ انجیر کا	۴۷۷	ن	مرب کا	۴۷۷	ن	حضرت کوئی غم کا منہ کرنا پس نازیکہ کی	۴۷۷	ن
۴۷۸	ن	خار زانیہ کا	۴۷۸	ن	صفیہ کے میں	۴۷۸	ن	سورة القدر	۴۷۸	ن
۴۷۹	ن	روح کا	۴۷۹	ن	سورة البینہ	۴۷۹	ن	تنبیہ تقیہ میں	۴۷۹	ن
۴۸۰	ن	اتحاد قمران میں	۴۸۰	ن	سورة الزلزال	۴۸۰	ن	جوہر احمر میں	۴۸۰	ن
۴۸۱	ن	سورة العادیات	۴۸۱	ن	حقیقی لکھنؤ میں	۴۸۱	ن	سورة القارعہ	۴۸۱	ن
۴۸۲	ن	سورة النکاح	۴۸۲	ن	غاز کے فضیلت میں	۴۸۲	ن	سورة العصر	۴۸۲	ن
۴۸۳	ن	حکایت کا	۴۸۳	ن	سورة الہزہ	۴۸۳	ن	قصہ کا	۴۸۳	ن
۴۸۴	ن	سورة الفیل	۴۸۴	ن	قصر کا	۴۸۴	ن	سورة القدر	۴۸۴	ن
۴۸۵	ن	ابن حضرت صلعم کا	۴۸۵	ن	سورة الماعون	۴۸۵	ن	ثبوت نبوت صلعم میں	۴۸۵	ن
۴۸۶	ن	غاز کا کہ ہر نبی پر مقرر ہوئی	۴۸۶	ن	سخاوت میں	۴۸۶	ن	سورة الکوفہ	۴۸۶	ن
۴۸۷	ن	عوض کوثر میں	۴۸۷	ن	مسئلہ جو میں	۴۸۷	ن	سورة الکافرون	۴۸۷	ن
۴۸۸	ن	سورة النصر	۴۸۸	ن	نہم کی کہ بعد ہر شہر کہ میں نے	۴۸۸	ن	اسکا نوحہ دیکھ کر لوگوں نے اس کی خدمت میں	۴۸۸	ن
۴۸۹	ن	سورة الہب	۴۸۹	ن	شاہ ابی ہولاب کا	۴۸۹	ن	توبہ کے آزاد کرانیکا	۴۸۹	ن
۴۹۰	ن	اقام خوشی کا	۴۹۰	ن	افلات علماء کا مل مولد میں	۴۹۰	ن	ام حبیبہ کا	۴۹۰	ن

ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	سورة الاخلاص	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	نام نہلاص میں	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	سورة اخلق	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	سوال الملبس میں	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	غفر کرنا منہ اول رت کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	منیہ	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	تلم سور توبہ	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	تحقیق قرآنک اور ملک میں	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	نفس باطعہ کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	رقیہ کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	سورة الاناس	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	بچپن آدمی کے میں	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	علام ترک گناہ کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	عقیدہ کی درستی کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	فرقہ باطلہ کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	اسرائیل کے ساتھ سورہ ہلاص	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	کشتی نوح کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	اقسام مخلوق میں	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	حسد کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	تحقیق معوذ میں	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	ابتداء اور انتہا آدمی کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	چہ گناہ کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	لفظ ناس کا	ن	۴۳۰
ن	۴۳۵	ن	۴۳۲	ن	۴۳۱	قوال سور تون میں	ن	۴۳۰

بِإِذْنِ اللَّهِ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

بفضل واجب مواجب عليه سال شكوات خطبه وجليه الزلفه زبدة المصنف فخره الميرزا مولانا حاجي الدين
نواب محمد قطب الدين خالصا حب نورانه مضى ومقدرة وجزرا ان لفا كثر المعاني فقلد الصارت وغز المعاني



باب تمام وصلى وتسلم من الوضع را بنى موقوفه رب العالمين عياش الدين المشتهر به محمد عزير الدين عفا الله عنه
سلف وما مضت زبدل سيات بالحسنات في الحال ان اسه تبال بفرمايش نواب صغير الدين خاں صاحب خانلر لاهور حرم

در مطبع مرتضوى و مطبع كركه

